

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ



رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

پاکستان (۵۴۰۰۰)

Contents

4	اجمالی فہرست
5	پیش لفظ
9	تیسویں جلد
10	محترم قارئین عظام!
13	تحذیرِ نعمت
13	از قلم حضرت علامہ مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری
13	سینئر مدرس جامعہ نظامیہ لاہور
14	عظیم ترین کارنامہ
15	مجدد دین و ملت: ایک تعارف، ایک جائزہ
25	فہرست مضامین مفصل
61	فہرست ضمنی مسائل
71	کتاب الشتی (حصہ پنجم)
71	شرح کلام علماء و صوفیاء
93	تجوید و قراءت
95	رسم القرآن
113	تشریح افلاک و علم توقیت و تقویم
125	سیرت و فضائل و خصائص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
129	رسالہ
129	تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین ^{۱۳۰۵ھ}
129	(یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں)
267	رسالہ
267	شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ^{۱۳۱۵ھ}
267	(رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کرام کا مسلمان ہونا)

رسالہ	307
تمہید ایمان بآیات قرآن ^{۳۲۶ھ}	307
رسالہ	359
الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء	359
کلمہ دافع البلاء کے ساتھ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بیان کرنے والوں کے لئے	359
بلاؤں سے امن اور انکے مرتبے کی بلندی ہے	359
مسنیٰ بہ نام تاریخی	359
اکمال الطامہ علی شرک سوی بالامور العامة ^{۳۳۱ھ}	359
پوری قیامت ڈھانا (وہابیوں کے اس) شرک پر جو امور عامہ کی طرح	359
(موجود کی ہر قسم پر صادق) ہے	359
باب اول:	379
باب دوم:	405
(رسالہ ضمنی) منیۃ اللیب ان التشریح بید الحبيب ^{۳۳۱ھ}	500
(معتقد کا مقصد کہ بے شک احکام شرع حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں)	500
رسالہ	637
منہ المنیۃ بوصول الحبيب الی العرش والرویۃ ^{۳۳۰ھ}	637
(محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عرش تک رسائی اور دیدار الہی کے بارے میں مطلوب سے خبردار کرنیوالا)	637
رسالہ	657
صلات الصفاء فی نور المصطفیٰ ^{۳۴۹ھ}	657
(نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان میں صفائی باطن کے انعامات)	657
تقریظ	687
رسالہ	695
نفی الفیئ عن استنار بنورہ کل شیئ ^{۴۹۶ھ}	695
(اس ذات اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی)	695

رسالہ 715

قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۳۹۶ھ 715

(سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سایہ کی نفی میں کامل چاند) 715

رسالہ 737

ہدی الحیران فی نفی الفیئ عن سید الاکوان ۱۳۹۹ھ 737

(سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سایہ کی نفی کے بارے میں حیرت زدہ کے لئے راہنمائی) 737



فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)



مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (الحديث)
 اَلْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ
 مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
 فقہی انسائیکلو پیڈیا
 جلد ۳۰

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ _____ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء _____ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرولن لوہاری دروازہ، لاہور ۸، پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون: ۷۶۵۷۳۱۴، ۷۶۵۷۷۷۲

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰
تصنیف	شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری، بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ترجمہ عربی عبارات	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
پیش لفظ	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
ترتیب فہرست	حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی، مولانا محمد اکرم اللہ بٹ، مولانا غلام حسین
باہتمام و سرپرستی	مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت، پاکستان
کتابت	محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
پیشنگ	مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ لاہور
صفحات	۷۷۲
اشاعت	رجب المرجب ۱۴۲۶ھ / اگست ۲۰۰۵ء
مطبع	
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت	

ملنے کے پتے

* رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۷۶۶۵۷۷۲

۰۳۰۰ / ۹۴۱۵۳۰۰

* مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

* ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

* شبیر برادرزہ، پی، اردو بازار، لاہور

اجمالی فہرست

پیش لفظ	۵
تحدیثِ نعمت	۱۳
فہرستِ ضمنی مفصل مسائل	۲۵
فہرست مسائلِ ضمنیہ	۶۱
شرح کلام علماء و صوفیاء	۷۱
تجوید و قراءت	۹۳
رسم القرآن	۹۵
تشریح افلاک و علم توقیت و تقویم	۱۱۳
سیرت و فضائل و خصائص سید المرسلین	۱۲۵

فہرست رسائل

○ تجلی البقین	۱۲۹
○ شمول الاسلام	۲۶۷
○ تمہید الایمان	۳۰۷
○ الامن والعلی	۳۵۹
○ منیۃ اللیب (رسالہ ضمنی)	۵۰۰
○ منبہ المنیہ	۶۳۷
○ صلوات الصفأ	۶۵۷
○ نفی الفعی	۶۹۵
○ قبر التمار	۷۱۵
○ ہدی الحیران	۷۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

پیش لفظ

الحمد للہ! اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزان علمیمہ اور ذخائر فقیہیمہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لیے مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث، قدوة العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی علیہ الرحمہ (المتوفی ۲۶ اگست ۲۰۰۳ء) کی زیر پرستی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادوار مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری کے ساتھ مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے اہداف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے جن میں بین الاقوامی معیار کے مطابق شائع ہونے والی مندرجہ ذیل عربی تصانیف خاص اہمیت کی حامل ہیں۔

- (۱) الدولة المکیة بالمادة الغیبیة (۱۳۲۳ھ)
- (۲) انباء الحی ان کلامہ المصون تبیاناً للکل شیئی (۱۳۲۶ھ)
- مع التعليقات حاسم المفتی علی السید البوی (۱۳۲۸ھ)
- (۳) کفل الفقیہ الفأهم فی احکام قرطاس الداراهم (۱۳۲۴ھ)
- (۴) صیقل الرین عن احکام مجاورۃ الحرمین (۱۳۰۵ھ)
- (۵) هادی الاضحیة بالشاة الهندیة (۱۳۱۴ھ)
- (۶) الصافیة الموحیة الموحیة لحکم جلود الاضحیة (۱۳۰۷ھ)

(۱۳۲۲ھ)

(۷) الاجازات المتينة لعلماء بكة والمدينة

مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویہ المعروف بہ فتاوی رضویہ کی تخریج و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاویٰ مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعینیت رسولہ الکریم تقریباً پندرہ سال کے مختصر عرصہ میں تیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل شائع ہونے والی انتیس جلدوں کی مشمولات کی تفصیل سنین اشاعت، کتب و ابواب، مجموعی صفحات، تعداد سوالات و جوابات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:

جلد	عنوان	جوابات اسئلہ	تعداد رسائل	سنین اشاعت	صفحات
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ _____ مارچ ۱۹۹۰ء	۸۳۸
۲	کتاب الطہارۃ	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ _____ نومبر ۱۹۹۱ء	۷۱۰
۳	کتاب الطہارۃ	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ _____ فروری ۱۹۹۲ء	۷۵۶
۴	کتاب الطہارۃ	۱۳۲	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ھ _____ جنوری ۱۹۹۳ء	۷۶۰
۵	کتاب الصلوٰۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاول ۱۴۱۳ھ _____ ستمبر ۱۹۹۳ء	۶۹۲
۶	کتاب الصلوٰۃ	۴۵۷	۴	ربیع الاول ۱۴۱۵ھ _____ اگست ۱۹۹۴ء	۷۳۶
۷	کتاب الصلوٰۃ	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ھ _____ دسمبر ۱۹۹۴ء	۷۲۰
۸	کتاب الصلوٰۃ	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ھ _____ جون ۱۹۹۵ء	۶۶۴
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ _____ اپریل ۱۹۹۶ء	۹۴۶
۱۰	کتاب زکوٰۃ صوم، حج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاول ۱۴۱۷ھ _____ اگست ۱۹۹۶ء	۸۳۲
۱۱	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ھ _____ مئی ۱۹۹۷ء	۷۳۶
۱۲	کتاب نکاح طلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ھ _____ نومبر ۱۹۹۷ء	۶۸۸
۱۳	کتاب طلاق، ایمان اور حدود و تعزیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ _____ مارچ ۱۹۹۸ء	۶۸۸
۱۴	کتاب السیر	۳۳۹	۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ _____ ستمبر ۱۹۹۸ء	۷۱۲
۱۵	کتاب السیر	۸۱	۱۵	محرم الحرام ۱۴۲۰ھ _____ اپریل ۱۹۹۹ء	۷۴۴

۶۳۲	۱۹۹۹ ستمبر _____	۱۴۰۰ جمادی الاولیٰ	۳	۴۳۲	کتاب الشركة، کتاب الوقف	۱۶
۷۲۶	۲۰۰۰ فروری _____	۱۴۲۰ ذیقعدہ	۲	۱۵۳	کتاب البيوع کتاب الحوالہ، کتاب الکفاله	۱۷
۷۴۰	۲۰۰۰ جولائی _____	۱۴۲۱ ربیع الثانی	۲	۱۵۲	کتاب الشهادة، کتاب القضاء والدعاوی	۱۸
۶۹۲		۲۰۰۱ ذیقعدہ ۱۴۲۱ فروری	۳	۲۹۶	کتاب الوكالة، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب المضاربة، کتاب الامانات، کتاب العارية، کتاب الهبة، کتاب الاجارة، کتاب الاکراه، کتاب الحجر، کتاب الغصب	۱۹
۶۳۲	۲۰۰۱ مئی _____	۱۴۲۲ صفر المظفر	۳	۳۳۴	کتاب الشفعة، کتاب القسمہ، کتاب المزارعہ، کتاب الصيد والذبايح، کتاب الاضحيہ	۲۰
۶۷۶	۲۰۰۲ مئی _____	۱۴۲۳ ربیع الاول	۹	۲۹۱	کتاب الحظرو لاباحة (حصہ اول)	۲۱
۶۹۲	۲۰۰۲ اگست _____	۱۴۲۳ جمادی الاخریٰ	۶	۲۴۱	کتاب الحظرو لاباحة (حصہ دوم)	۲۲
۷۶۸	۲۰۰۳ فروری _____	۱۴۲۳ ذوالحجہ	۷	۴۰۹	کتاب الحظرو لاباحة (حصہ سوم)	۲۳
۷۲۰	۲۰۰۳ فروری _____	۱۴۲۳ ذوالحجہ	۹	۲۸۴	کتاب الحظرو لاباحة	۲۴
۶۵۸	۲۰۰۳ ستمبر _____	۱۴۲۴ رجب المرجب	۳	۱۸۳	کتاب المداينات، کتاب الاشربة، کتاب الرهن، باب القسم، کتاب الوصایا	۲۵
۶۱۶	۲۰۰۴ مارچ _____	۱۴۲۵ محرم الحرام	۸	۳۲۵	کتاب الفرائض، کتاب الشقی حصہ اول	۲۶
۶۸۴	۲۰۰۴ اگست _____	۱۴۲۵ جمادی الاخریٰ	۱۰	۳۵	کتاب الشقی حصہ دوم	۲۷
۶۸۴	۲۰۰۵ جنوری _____	۱۴۲۵ ذیقعدہ	۶	۲۲	کتاب الشقی حصہ سوم	۲۸
۷۵۲	۲۰۰۵ اگست _____	۱۴۲۶ رجب المرجب	۱۱	۲۱۵	کتاب الشقی حصہ چہارم	۲۹

فتاویٰ رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی ہے جو معروف و متداول کتب فقہ و فتاویٰ میں مذکور ہے۔
 رضافاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی بیس جلدوں میں اسی ترتیب کو

ملفوظ رکھا گیا ہے۔ مگر فتاویٰ رضویہ قدیم کی بقیہ چار مطبوعہ (جلد نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محل نظر ہے۔ چنانچہ ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ محسن اہلسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی صاحب اور دیگر اکابر علماء و مشائخ سے استشارہ و استفسار کے بعد اراکین ادارہ نے فیصلہ کیا کہ بیسویں جلد کے بعد والی جلدوں میں فتاویٰ رضویہ کی قدیم جلدوں کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے، نیز اس سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کی گرانقدر تحقیق انیق کو بھی ہم نے پیش نظر رکھا اور اس سے بھرپور استفادہ اور راہنمائی حاصل کی۔ عام طور پر فقہ و فتاویٰ کی کتب میں کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظروالاباحۃ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے اور ہمارے ادارے سے شائع شدہ بیسویں جلد کا اختتام چونکہ کتاب الاضحیہ پر ہوا تھا لہذا اکیسویں جلد سے مسائل حظروالاباحۃ کی اشاعت کا آغاز کیا گیا۔ کتاب الحظروالاباحۃ (جو چار جلدوں ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴ پر مشتمل ہے) کی تکمیل کے بعد ابواب مداینات، اشربہ، رہن، قسم اور وصایا پر مشتمل پچیسویں ۲۵، چھبیسویں ۲۶ جلد منصفہ شہود پر آچکی ہے۔ باقی رہے مسائل کلامیہ و دیگر متفرق عنوانات پر مشتمل مباحث و فتاویٰ اعلیٰ حضرت جو فتاویٰ رضویہ قدیم کی جلد نہم و دوازدہم میں غیر مبوّب و غیر مترتب طور پر مندرج ہیں، ان کی ترتیب و تبویب اگرچہ آسان کام نہ تھا مگر رب العالمین عزوجل کی توفیق، رحمۃ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی نظر عنایت، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے روحانی تصرف و کرامت سے راقم نے یہ گھائی بھی عبور کر لی اور کتاب الحظروالاباحۃ کی طرح ان بکھرے ہوئے موتیوں کو ابواب کی لڑی میں پرو کر مرتبط و منضبط کر دیا ہے واللہ الحمد۔

اس سلسلہ میں ہم نے مندرجہ ذیل امور کو بطور خاص ملحوظ رکھا:

(۱) ان تمام مسائل کلامیہ و متفرقہ کو کتاب الشقی کا مرکزی عنوان دے کر مختلف ابواب پر تقسیم کر دیا ہے۔

(ب) تبویب میں سوال و استفاء کا اعتبار کیا گیا ہے۔

(ج) ایک ہی استفاء میں مختلف ابواب سے متعلق سوالات مذکور ہونے کی صورت میں ہر مسئلہ کو مستفتی کے نام سمیت متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔

(د) مذکورہ بالا دونوں جلدوں (نہم و دوازدہم قدیم) میں شامل رسائل کو ان کے عنوانات کے مطابق متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔

(ه) رسائل کی ابتداء و انتہاء کو ممتاز کیا ہے۔

(و) کتاب الشقی کے ابواب سے متعلق اعلیٰ حضرت کے بعض رسائل جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل

نہ ہو سکے تھے ان کو بھی موزوں و مناسب جگہ پر شامل کر دیا ہے۔
 (ز) تبویب جدید کے بعد موجودہ ترتیب چونکہ سابق ترتیب سے بالکل مختلف ہو گئی ہے لہذا مسائل کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے مرتب کرنا پڑی۔
 (ح) کتاب الشقی میں داخل تمام رسائل کے مندرجات کی مکمل و مفصل فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔

تیسویں جلد

یہ جلد ۴۴ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور ۷۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے البتہ نور و سایہ سے متعلق رسائل اربعہ کی بعض عبارات کا ترجمہ استاذی المکرم مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔
 پیش نظر جلد (کتاب الشقی حصہ پنجم) کا زیادہ تر حصہ فضائل و خصائص سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں اس جلد میں شرح کلام علماء و صوفیاء، تشریح افلاک، علم توقیت، رسم القرآن اور تجوید و قراءہ کے بارے میں سوالوں کے جوابات بھی شامل ہیں۔ مذکورہ بالا عنوانات کے علاوہ متعدد عنوانات سے متعلق مسائل ضمنیاً زیر بحث ہیں۔ انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل دس رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں۔

- ۱۔ تجلی الیقین یا نبینا سید المرسلین (۱۳۰۵ھ)
- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل الخلق و سید المرسلین ہونے کا قرآن و حدیث سے ثبوت۔
- ۲۔ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (۱۳۱۵ھ)
- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین اور آباؤ اجداد کے مسلمان ہونے کا ثبوت۔
- ۳۔ تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ)
- شان رسالت بزبان آیات قرآنیہ
- ۴۔ الامن والعلی لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلاء (۱۳۱۱ھ)
- حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشکل کشا، حاجت روا اور دفع البلاء ہونے کا مدلل ثبوت۔

- ۵۔ منیۃ اللیبیب ان التشریع ببید الحبیب (مضنی) (۱۳۱۱ھ)
- احکام تشریعیہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار ہونے کا بیان۔
- ۶۔ منبہ المنیہ بوصول الحبیب الی العرش والرؤیۃ (۱۳۲۰ھ)
- حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عرش تک جانے اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا بیان۔
- ۷۔ صلوات الصفاء فی نور المصطفیٰ (۱۳۲۹ھ)
- نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
- ۸۔ نفی الغیب عن استنار بنورہ کل شیء (۱۲۹۶ھ)
- مسئلہ نور و سایہ کا روشن بیان۔
- ۹۔ قبر التمام فی نفی الظل عن سید الانام (۱۲۹۶ھ)
- سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایہ کی نفی کا بیان۔
- ۱۰۔ ہدی الحیدر ان فی نفی الغیب عن سید الاکوان (۱۲۹۹ھ)
- سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ نہ تھا۔

محترم قارئین عظام!

یہ خبر آپ کیلئے یقیناً خوش کن ہوگی کہ الحمد للہ رضا فاؤنڈیشن کے تحت فتاویٰ رضویہ شریف کی تخریج و ترجمہ کے ساتھ جدید انداز میں اشاعت پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ بلا مبالغہ ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ تیس جلدوں پر مشتمل یہ دنیا کا ضخیم ترین فتاویٰ ہے۔ یہ بلند فقہی شاہکار مجموعی طور پر ۲۱۶۵۶ صفحات ۶۸۴ سوالوں کے جوابات اور ۲۰۶ رسائل پر مشتمل ہے جبکہ ہزاروں مسائل ضمنیاً زیر بحث آئے ہیں۔

اس عظیم کارنامے کی تکمیل پر رضا فاؤنڈیشن کے بانی اور اس بے مثال اشاعتی منصوبے کا آغاز فرمانے والے مرد کامل استاذنا الکریم مخدوم ملت شیخ الحدیث مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی نور اللہ مرقہ کی روح پُرفوتوح انتہائی مسرور ہو رہی ہوگی؟ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اس عظیم فتاویٰ کی بین الاقوامی معیار کے مطابق اشاعت جدیدہ کو ان کے لئے قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے۔

رضا فاؤنڈیشن سے وابستہ تمام حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں خصوصاً ادارے کے سرپرست جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد عبدالمصطفیٰ قادری ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، فتاویٰ رضویہ کے مترجمین، مخرجین، مصححین، کاتب اور ناظم نشر و اشاعت جگر گوشہ مفتی اعظم مولانا قاری نصیر احمد ہزاروی لائق صد تحسین و تبریک ہیں۔ پروردگار عالم ان تمام حضرات کو اجرِ جزیل و ثواب عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجا کہ سید المرسلین

حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور و شیخوپورہ پاکستان

رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

اگست ۲۰۰۵ء





تحذیرِ نعمت

از قلم حضرت علامہ مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری

سینئر مدرس جامعہ نظامیہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلیٰ ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ط

مرکز علم و عرفان جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان جس کی شہرت و مقبولیت چہار دانگ عالم میں بڑھتی ہی جا رہی ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اس کے بانی و ناظم اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ (المتوفی ۲۶ اگست ۲۰۰۳) جنہیں آج دنیائے اسلام کی نامور شخصیات مفتی اعظم پاکستان کے عظیم ترین علمی لقب سے یاد کرتی ہیں، ان کی ہر شعبہ علم سے گہری وابستگی اسے بام عروج تک پہنچانے میں عشق کی حد تک لگاؤ ہے، ان کی جہد مسلسل اور مساعی جلیلہ نے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں کہ دنیائے سنیت بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ وہ اپنی ذات میں پاکیزہ انجمن اور ایک متحرک ادارہ تھے۔ درس و تدریس، تعلیم و تعلم، تصنیف و تالیف اور افتاء سے انتہائی شغف تھا۔ ان کی بصیرت و فراست کے سامنے مستقبل، حال کی طرح نمایاں اور ان کا ماضی ان کے وجود باوجود کی طرح خوبصورت، حسن و جمال کا پیکر تھا۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ مسلک حق کے صحیح ترجمان اور اس کی ترویج و اشاعت کے سچے مبلغ تھے۔ امانت، دیانت، تقویٰ ان کے فتویٰ کی طرح درست۔ علماء و مشائخ عظام کے لئے دیدہ و دل فرس راہ کئے ہوتے۔ طلباء کو اپنے فرزندوں سے بڑھ کر نوازتے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ کی تعمیر و ترقی کا تصور آپ پر

ہر وقت غالب رہا۔ بحمدہ تعالیٰ اب ان کا مبارک تصور تصدیق بن کر جامعات کی تاریخ میں غالب ہے۔ اس وقت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ میں تقریباً تین ہزار طلباء و طالبات علوم و فنون دینیہ حاصل کر رہے ہیں جن کی تعلیمی پیاس بجھانے کی لئے ساٹھ سے زائد قابل، محنتی اور مخلص اساتذہ کرام موجود ہیں۔

انما الاعمال بالنیات (اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے) اس فرمان منجر صادق نبی مکرم رسول اعظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عملی تشریح کا اگر اس دور میں کسی کو مصداق سمجھا جائے تو بلا تامل راقم السطور مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام نامی پیش کرنے میں عار محسوس نہیں کرے گا۔ آپ نے جن ابتلاء و آزمائش اور مصائب و آلام سے گزر کر جامعہ کی آبیاری کی اس کی مثال مشکل سے ہی ملے گی۔ آپ عزیمت کے گوہ گراں تھے۔ صبر و استقامت آپ پر ناز کٹاں رہا۔ دکھ، درد اور الم کو احباء و رفقاء سے ہمیشہ نہاں رکھا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام و ارشادات پر عمل پیرا رہے۔ اہل سنت و جماعت کو نہ صرف جامعہ نظامیہ رضویہ ایسا علوم و فنون کا مرکز مرحمت فرمایا بلکہ تنظیم المدارس اور رضا فاؤنڈیشن ایسے مضبوط ترین ادارے بھی عنایت کئے جن کے قیام سے سنیت کا بھرم قائم ہے۔ ان کا مطمح نظر ہر شعبہ علم و فضل کے لئے افراد کی تیاری رہا، اور اس میں بفضلہ و کرمہ تعالیٰ دیگر شعبہ جات کی طرح خوب کامیاب رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جامعہ نظامیہ رضویہ کے فضلاء ملک بھر میں درس و تدریس کی مسندیں سجائے ہوئے ہیں۔ تحریر و افتاء، تصانیف و تالیفات اور تراجم میں نام پیدا کر چکے ہیں۔ جامعہ کے تقریباً تمام مدرسین یہیں سے فراغت کی نسبت رکھتے ہیں۔

عظیم ترین کارنامہ

حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کا ہر کارنامہ عظیم تر ہے مگر رضا فاؤنڈیشن کا قیام ایسا کارنامہ ہے کہ بریلی شریف بھی اگر لاہور پر رشک کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی ذات ستودہ صفات کے ایمان افروز، روح پرور اور تحقیق آشنا قلم سے جن ہزاروں فتوؤں کو دلائل و براہین سے مرصع کیا گیا تھا، عوام، خواص کا انکی روح تک پہنچنا مشکل ترین امر تھا۔ مفتی اعظم پاکستان جن کی زندگی کا ہر لمحہ علم و عمل سے عبارت رہا انھوں نے جب اس دقت پر گہرائی اور گیرائی سے سوچا تو اس کا حل یوں ڈھونڈ نکالا کہ اعلیٰ حضرت

مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ رضویہ کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق تخریج و ترجمہ کے ساتھ شائع کرنے کی طرح ڈالی جائے۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۸۵ء میں عربی و فارسی عبارات کے ترجمہ اور حوالہ جات کی تخریج کے ساتھ کام کا آغاز فرمادیا، مگر اس کے لئے ٹھوس بنیاد کا فراہم کرنا زحمت و ضرورت تھا، اس لئے ۱۹۸۸ء میں اہل علم و قلم سے مشاورت کے لئے ایک میٹنگ بلائی جس میں بالاتفاق طے پایا کہ اس عظیم ترین کام کے لئے رضا فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ ادارے کے بابرکت نام کے ظہور پذیر ہوتے ہی منصوبے کو روبہ عمل لایا گیا اور باقاعدگی سے تخریج و ترجمہ کا کام شروع ہو گیا۔ الحمد للہ علی منہ وکرمہ و احسانہ کہ فتاویٰ رضویہ جو قدیم بارہ جلدوں پر مشتمل تھا آج اپنی وسعت و کشادگی کے باعث تیس خفیم ترین جلدوں اور تقریباً بائیس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا عالم اسلام میں اپنی انفرادی حیثیت سے نمایاں اور ممتاز دکھائی دے رہا ہے۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ توارخ فتاویٰ میں اس سے عظیم اور جامع کوئی دوسرا فتاویٰ نہیں ہے۔ یقیناً حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی روح اپنے مزار مقدس میں شاداں و فرحاں ہو گی کہ جس کام کا آغاز کیا گیا تھا آج وہ پایہ تکمیل تک پہنچا اور وہ اس مستم بالشان امر سے وابستہ ہر ایک کے لیے انعامی طور پر اپنی مستجابانہ دعاؤں سے نواز رہے ہوں گے۔ اس عظیم ترین مشن کو کامیابی و کامرانی تک پہنچانے کے لئے جن حضرات نے نمایاں خدمات سرانجام دیں ان کے اسمائے گرامی درج کرنے سے قبل میرا دل چاہتا ہے کہ صاحب فتاویٰ اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ سابقہ و حاضره مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات کی حیات مبارکہ کا مختصر سا خلاصہ درج کیا جائے، گو فتاویٰ مبارکہ کی پہلی جلد سے لے کر آخری جلد تک کسی نہ کسی طرح بڑے احسن پیرائے میں تعارف لکھا جا چکا ہے، مگر بفحوائے ذکر الحیب لبیب، محبوب کا ذکر میٹھا لگتا ہے۔ لہذا مزید مٹھاس حاصل کرنے کے لئے چند کلمات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

مجدد دین و ملت: ایک تعارف، ایک جائزہ

نکل کے صحن گلستاں سے دور دور گئی

یہ بُوئے گل بھی کہیں قید رہنے والی ہے

غیر معمولی اشخاص اپنے بچپن ہی سے اپنی حرکات و سکنات، نشو و نما میں ممتاز ہوتے ہیں ان کے ایک ایک خال میں بے پناہ کشش ہوتی ہے، ان کے ناصیہ قبل سے مستقبل کا نور چمک چمک کر نتیجے کا پتہ دیتا رہتا ہے، اور لوگ پکار اٹھتے ہیں:

ہو نہار بروا کے چکنے چکنے پات

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی قسم کی نادور روزگار ہستیوں میں سے ایک عظیم المرتبت ہستی تھے، بچپن میں ان کے ہر انداز میں سعادت و نیک بختی کے آثار نمایاں تھے۔ عموماً ہر زمانے کے بچوں کا وہی حال ہوتا ہے جو آج کل کے بچوں کا ہے کہ سات آٹھ سال تک تو انہیں کسی بات کا ہوش نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی بات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں، مگر اعلیٰ حضرت بریلوی کا بچپن بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ یکم سنی، خورد سالی اور کم عمری میں ہوشمندی اور قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ ساڑھے چار سال کی ننھی سی عمر میں قرآن مجید ناظرہ مکمل پڑھنے کی نعمت سے باریاب ہو گئے۔ چھ سال کے تھے کہ ربیع الاول شریف کے مبارک مہینہ میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک بہت بڑے اجتماع میں نہایت پُر مغز تقریر فرما کر علماء کرام اور مشائخ عظام سے تحسین و آفرین کی داد وصول کی۔ اسی عمر میں آپ نے بغداد شریف کے بارے میں سمت معلوم کر لی تھی تا دم حیات بلدہ مبارکہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پاؤں نہ پھیلانے، نماز سے تو عشق کی حد تک لگاؤ تھا چنانچہ نماز پنجگانہ باجماعت تکبیر اولیٰ کا تحفظ کرتے ہوئے مسجد میں جا کر ادا فرمایا کرتے، جب کبھی کسی خاتون کا سامنا ہوتا تو فوراً نظریں نیچی کرتے ہوئے سر جھکا لیا کرتے، گویا کہ سنت مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والثناء کا آپ پر غلبہ تھا جس کا اظہار کرتے ہوئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں یوں سلام پیش کرتے ہیں۔

نیچی نظروں کی شرم و حیا پر درود

اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے لڑکپن میں تقویٰ کو اس قدر اپنالیا تھا کہ چلتے وقت قدموں کی آہٹ تک سنائی نہ دیتی تھی۔ سات سال کے تھے کہ ماہ رمضان المبارک میں روزے رکھنے شروع کر دیے، چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا علامہ حاجی محمد نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمہ دوپہر کے وقت جبکہ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی آپ کو لئے اس کمرہ میں پہنچے جس میں افطاری کے لیے قسم قسم کا سامان موجود تھا، فیرنی کے پیالے بھی تھے، والد صاحب نے کمرہ اندر سے بند کر کے ایک پیالہ آپ کو دیتے ہوئے کہا اسے کھالو، تو آپ نے عرض کیا میرا روزہ ہے کیسے کھاؤں؟ آپ کے والد ماجد نے فرمایا بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، لو کھالو، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کسی کو

خبر نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی دیکھ رہا ہے۔ آپ نے جو با عرض کیا: ابا جان! جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ یہ جواب سنتے ہی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور آپ کو سینے سے لگایا، پیار کیا اور کمرے سے باہر لے آئے۔ سبْحان اللہ! آٹھویں سال میں قدم رکھا تو فنِ نحو کی شہرہ آفاق کتاب "ہدایۃ النحو" کی شرح لکھ ڈالی، اور دسویں سال "مسلم الثبوت" کی تحقیقی شرح لکھنے کی سعادت پائی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے جملہ علوم دینیہ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں فرما کر ۱۳ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ/۱۹ نومبر ۱۸۶۹ء بروز جمعرات فارغ التحصیل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ بعدہ اپنے والد ماجد کے ارشاد پر درس و تدریس اور مسند افتاء کو زینت بخشی۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کو علم سے خصوصی لگاؤ رہا اور خداداد ذہانت سے علوم و فنون مروجہ کا سراپا بن گئے۔ آپ نے اپنے سال فراغت کے دو تاریخی مادے تخریج فرمائے "تعویذ" اور "غفور" ان دونوں سے ۱۲۸۶ھ کے اعداد نکلتے ہیں۔

قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت مولانا سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا: بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ "حافظ" بھی لکھ دیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں، لیکن یہ ضروری ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا ایک پارہ پڑھ کر سنا دیا کرے تو وہ دوبارہ مجھ سے سن لے۔ چنانچہ طے پایا اور عشاء کے وضو فرمانے کے بعد جماعت سے قبل اس کیلئے نشست شروع کر دی گئی اور آپ نے تیس دنوں میں تیسوں پارے زبانی سنا دیئے، نیز فرمایا: الحمد للہ! ہم نے کلام پاک ترتیب سے یاد کر لیا۔ اور یہ اس لئے کہ ہند گان خدا کا کہنا غلط نہ ہو۔ سبْحان اللہ! صداقت شعار بندوں کا کیا کہنا۔ اور یہ مکمل حفظ القرآن کا وقت تحمیدِ سات گھنٹے بنتا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ امام محمد علیہ الرحمۃ نے چھوٹی عمر میں سات دنوں میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا جبکہ امام شافعی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہما الرحمۃ نے تین تین ماہ کی مدت میں قرآن مجید حفظ کیا، نیز حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے بھی اتنی ہی مدت میں قرآن کریم کو یاد فرمایا جب انہیں جہانگیر بادشاہ نے قلعہ گوالیار میں قید و بند کی صعوبتوں سے دو چار کر رکھا تھا۔

استاذی المکرم فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور، فرمایا کرتے تھے کہ امام بخاری کے حافظہ کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے حافظ کی مثال نہیں ملتی، آپ کی قوت حافظہ و اخلاص جواب تھی۔ سچ ہے ولی راوی می شناسد و عالم را عالم می شناسد، نیز فتاویٰ رضویہ آپ کی قوت حافظہ پر شاہد و عادل ہے۔

فاضل بریلوی اساطین علم و فن اور اکابر فضل و کمال کا مرکز بنے۔ برصغیر پاک و ہند کے علمائے حقانی کے علاوہ عرب و عجم کے علماء و مشائخ ربانی کے نزدیک ان کی محبت اہل حق و سنت ہونے کی دلیل ٹھہری، ان سے انحراف بدعتی ہونے کی سب سے بڑی پہچان ہوئی۔ اور انہی اکابر نے آپ کو مجدد اسلام کے لقب سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ نے فاضل بریلوی کو فانی السنہ ہونے کا وہ مرتبہ عطا فرمایا کہ کمال استغراق کی وجہ سے خود ان کی ذات یکسر سنت و اتباع سنت کا پیکر و مجسمہ بن گئی، جو ان کے قدم قدم چلا اس نے سنت کو پایا اور جس نے روگردانی کی اس نے سنت رسول اور منہج اصحاب حضور پر نور سے انحراف کیا۔

آخر یہ کیا تھا کہ بڑے بڑے علمائے اسلام و مفتیان عظام کو اعتراف کرنا پڑا: اذارایت الرجل احب احمد رضا فاعلم انه صاحب السنۃ۔ (اگر تم کسی کو دیکھو کہ وہ احمد رضا سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ صاحب سنت ہے۔) یعرف به المسلم من الزندیق (اسی کسوٹی پر مسلم کو زندیق سے پرکھا جائے گا) اور یہ بالکل حق ہے آج ارباب شر کو فاضل بریلوی کا مسلک و مشرب پسند نہیں آئے گا ان کی محبت سے ایسے لوگوں کے دل کو رے ہیں بلکہ کہیں گے ان کا طریقہ تو تامل و رائے کی عقلمندی سے خالی اور ظاہر پرستی، بے دانشی و بے علمی کا مجموعہ تھا، ان کا مشن بدعت و شرک کا پرچار کرنے، مخالف فلسفیانہ بحث میں الجھانے اور مرعوب کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ العیاذ باللہ!

جب دین کی قدریں کم ہوتی چلی گئیں دنیائے اسلام کے ذریعے اصولوں سے انحراف شروع ہو گیا، حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی "محی الدین" بن کر تشریف لائے اور احیائے اسلام کے لیے اس شان سے خدمات انجام دیں کہ اپنے، پرانے یگانے، بیگانے سبھی ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

جب اکبر نے "دین الہی" کے نام سے بے دینی ایجاد کرنے کے "ہندو مسلم بھائی بھائی" کی بڑہانگی، اسلام و کفر کو ایک کرنا چاہا، بدعات نے سر نکالنا شروع کیا، اسلام کی صورت مسخ ہونے لگی تو حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ مجدد الف ثانی کی صورت میں نمودار ہوئے اور ایسے کارنامے سرانجام دیے کہ عالم اسلام خصوصاً برصغیر پاک و ہند کی مسلم اکثریت آج بھی ان کی معتقد نظر آتی ہے۔

مجددین وقت نے اپنے زمانے میں اسی کام کو اولیت دی جسے انہوں نے نہایت ضروری سمجھا مسائل کے اصول تو سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمادیے تھے انہی کے وضع کردہ اصول

اور احادیث مبارکہ سے استنباط اجتہاد کر کے ائمہ اربعہ نے فقہ کو مدون کیا جس کی امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کو سخت ضرورت تھی پھر یہی قواعد و ضوابط مجددین اسلام کے تجدیدی کارناموں میں جاری و ساری رہے۔

جب انبیاء و اولیاء کی ذوات پر یہاں تک حملے شروع ہوئے، گستاخوں سے بھرپور کتابیں شائع ہونے لگیں، ناموس انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو تار تار کیا جانے لگا، انہیں مجبور محض، بے علم، عام سا معمولی انسان، بلکہ اپنے جیسے بشر ہونے کے دعوے اگلنے لگے، اولیائے کرام کے خلاف محاذ قائم ہونے لگے، بتوں کے لیے نازل شدہ آیات اولیائے کرام پر چسپاں کی جانے لگیں، حتیٰ کہ سید عالم، محسن اعظم، نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مردہ اور روضہ اطہر کو صنم اکبر، گنبد خضراء کی زیارت اور مدینہ طیبہ کی حاضری کو حرام قرار دیا جانے لگا، اکبر کے "دین الہی" کے نفاذ کے لیے "ہندو مسلم بھائی بھائی" کی تحریکیں پھر سے پورے لاؤ لشکر اور مکمل سازو سامان ضالہ کے ساتھ دین اسلام کے ساتھ "ہل من مبارز" کے نعرے لگاتی ہوئیں۔ برصغیر پاک و ہند دندنانے لگیں تو مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے مونس و غمخوار اور محافظ و نگہبان بن کر تشریف فرما ہوئے۔ چنانچہ باطل قوتیں دم توڑنے لگیں، حق کا بول بالا ہونے لگا، اور سر زمین بریلی سے آواز گونجی:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی

غز دوں کو روضہ دہ دتے کہ ہے

بیکیوں کا سہارا ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تبلیغ عشق و محبت کی تاثیر ہے کہ آپ کے مخالفین میں اب یہ جرات نہیں ہے کہ وہ الفاظ برسر عام کہہ سکیں جو ان کے اکابر نے اپنی تصانیف میں درج کئے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کی ذات ستودہ صفات کے خلاف بڑی بڑی سازشیں مرتب ہوئیں مگر الحق یعلو ولا یعلیٰ، آپ کو گالیاں دی گئیں مگر آپ کا اعلان آج بھی فضائے بسیط میں گونج رہا ہے کہ:

مجھے ہزار گالیں دو، میرے باپ دادا کو رات دن گالیاں دو، جو جی میں آئے کہتے رہو، مجھے بخوشی قبول ہے، میں تمہیں ایک لفظ تک بھی نہیں کہوں گا۔ مگر

خدا را میرے محبوب، حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء و اولیاء کی شان میں بے ادبی چھوڑ دو۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یہی وہ تجدیدی کارنامہ ہے جسے بزرگان سلف کے طریقہ پر مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے اپنی زبان و قلم اور علم و عمل سے سرانجام دیا۔ آپ کے ترجمہ قرآن "کنز الایمان" کی شہرت و مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج پاک و ہند میں سیکڑوں اشاعتی ادارے جن میں زیادہ تر آپ کے مسلک سے قطعاً کوئی وابستگی نہیں رکھتے اس کی طباعت و اشاعت سے اپنا پیٹ پال رہے ہیں۔ آپ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ مخالفین کے رزق کا سبب بنا ہوا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ کنز الایمان ایک ایسا ترجمہ قرآن ہے جس کی مثال نہیں ملتی، یہ واحد ترجمہ ہے جو عشق و محبت خدا اور رسول کا شاہکار ہے۔ یوں بھی خدائی کلام کی صحیح ترجمانی وہی کر سکتا ہے جسے وہ اپنے کرم سے از خود بہرہ مند فرماتا ہے ان الفضل بید اللہ بیوتیہ من یشاء بیشک فضل اللہ کے قبضہ و اختیار میں ہے جسے چاہتا ہے اسے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ وہی بڑے فضائل کا مالک ہے۔

"العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جو قبل ازیں بارہ قدیم مجلدات پر پھیلا ہوا تھا اور جو نئے اسلام میں سب سے ضخیم و عظیم فتاویٰ ہونے کا شرف حاصل کر چکا تھا، جسے اب جدید دور کے تقاضا کے مطابق ترجمہ و تخریج کے ساتھ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان) کو تیس جلدوں میں پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ نصیب ہو رہی ہے، جس کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا اور بفضلہ و کرمہ تعالیٰ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ / اگست ۲۰۰۵ء کو اپنی اشاعتی و طباعتی عمر کے پندرہ سال پورے ہونے پر ہزار ہا عاشقان فتاویٰ کی دیرینہ آرزوؤں کو تکمیل کا جامہ پہنا رہا ہے۔ آپ کی یہ ایک تصنیف دنیائے اسلام کی ہزار ہا تصانیف پر بھاری ہے جس میں آپ نے اپنے سینے میں محفوظ پچاس علوم و فنون کو فتاویٰ رضویہ کی صورت میں ایک وسیع و عریض سدا بہار گلشن بنا دیا ہے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں

زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

یوں تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تصانیف اہل تحقیق کے نزدیک ایک ہزار تک پہنچ چکی ہیں، اور بعض

اہل علم و قلم باقاعدہ ان کی فہرست مرتب کر کے شائع کر چکے ہیں۔ اب حیات علیحضرت حصہ دوم از قلم ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری تلمیذ و خلیفہ امام احمد رضا، میں تفصیلی تعارف کے ساتھ شائع ہو چکی ہے مگر جس خوش نصیب کے پاس فتاویٰ رضویہ جو تیس ۳۰ جلدوں پر محیط ہے، ہو گا وہ آپ کی سیکڑوں تصانیف سے بیک وقت مستفید ہو سکے گا۔ بات دور چلی گئی آمدن سر مطلب، فتاویٰ رضویہ جدید کے لیے جن علماء کرام، مفتیان اسلام، محققین عظام اور مخصوص اہل علم و فضل نے اس کی تیاری اور اشاعت میں کسی بھی طرح حصہ لیا ان کے اسماء گرامی درج کئے جاتے ہیں، دل چاہتا ہے کہ ان کا جامع تعارف قلمبند کیا جائے مگر بعض وجوہ کی بناء پر ان عالی مرتبت علمی شخصیت کے نام اور فتاویٰ پر کام کی نوعیت کو پیش کیا جاتا ہے،

حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ بانی دارالعلوم نعیمیہ کراچی و حج و فاتی شرعی عدالت، آپ نے فتاویٰ رضویہ جدید کی جلد نمبر ایک اور دو کا ترجمہ فرمایا۔

○ حضرت مولانا علامہ مفتی محمد احمد مصباحی بھیروی مدظلہ ناظم تعلیمات الجامعہ الاشرفیہ مبارک پور انڈیا، آپ نے جلد نمبر ۹، ۳، اور جلد چہارم نصف اول کا ترجمہ فرمایا۔

○ حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی صدیق ہزاروی مدظلہ سینئر مدرس و شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور آپ نے جلد نمبر ۲ نصف ثانی کا ترجمہ فرمایا۔

○ حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی عبدالدائم مدظلہ ناظم اعلیٰ دارالعلوم ربانیہ صدریہ ہری پور ہزارہ، آپ نے جلد ۵ کا ترجمہ فرمایا۔

○ حضرت مولانا علامہ مفتی خان قادری مدظلہ بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور آپ نے جلد نمبر ۷، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۵، کا ترجمہ فرمایا۔

○ حضرت مولانا علامہ الحاج الحافظ محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، آپ نے جلد ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۳، ۱۲، ۱۱، چودہ جلدوں کا ترجمہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔

○ حضرت علامہ مفتی قاضی محمد سیف الرحمن ہزاروی مدظلہ آپ نے جلد نمبر ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، کا ترجمہ فرمایا۔

دیگر ذکر معاون شخصیات

○ حضرت مولانا الحاج محمد نثار بیگ صاحب مدظلہ برطانیہ۔

○ حضرت علامہ مولانا الحاج پیر معروف حسین عارف نوری قادری نوشاہی مدظلہ بانی ورلڈ اسلامک مشن و سرپرست اعلیٰ مرکزی جمعیت تبلیغ اسلام (یو کے)، آپ اس عظیم الشان اشاعتی منصوبے کے آغاز سے اب تک ہر اعتبار سے مسلسل اور بھرپور تعاون فرما رہے ہیں۔

○ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ بانی مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور آپ کا شمار ادارہ ہذا کے محرکین اور بانیوں میں ہوتا ہے۔

○ حضرت علامہ مولانا نذیر احمد سعیدی زید مجددہ تخریج و تصحیح کا زیادہ تر کام آپ ہی نے فرمایا آپ کے تخریجی کام کو دیکھ کر حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے حسن انتخاب کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ آپ نہایت مخلص، محنتی، مستعد، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار، متواضع، منکسر المزاج اور اپنے مشن سے والہانہ لگاؤ رکھنے والے، درویش منش عالم ہیں آپ نے اپنے شباب سے انتہائی قیمتی پندرہ سال فتاویٰ رضویہ کی تخریج کے لئے وقف کئے ہیں۔

○ مکرم و معظم جناب صوفی مولوی محمد شریف گل صاحب خوش نویس و کاتب فتاویٰ رضویہ جدید بقول مفتی اعظم علیہ الرحمہ "اگر گل صاحب جیسا تجربہ کار کاتب ہمیں دستیاب نہ ہوتا شاید اتنی عمدگی کے ساتھ اس عظیم کام کو ہم جاری نہ رکھ سکتے،، یاد رہے کہ فتاویٰ رضویہ جدید کی کتابت کا آغاز کرنے سے قبل موصوف کلین شیو تھے مگر اب فیضان و برکات رضا کا کرشمہ ہے کہ وہ متشرع اور تابع سنت اور ایک مناظر بن چکے ہیں۔ موصوف کو فتاویٰ رضویہ جدید کی تمام جلدوں کی کتابت کا شرف نصیب ہوا۔

○ حضرت علامہ مولانا الحاج غلام فرید صاحب ہزاروی مدظلہ ناظم امور تعلقات عامہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

○ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی مدظلہ ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

○ حضرت علامہ الحافظ القاری مولانا صاحبزادہ محمد نصیر احمد ہزاروی زید مجددہ ناظم نشر و اشاعت فتاویٰ رضویہ۔

راقم الحروف (محمد منشا تابش قصوری مدرس جامعہ نظامیہ لاہور) کو تقریباً ستائیس ۲۷ جلدوں کی پیسٹنگ کا موقعہ نصیب ہوا۔

برسبیل تذکرہ

یاد رہے کہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے وصال سے دو روز قبل فتاویٰ رضویہ کی پیسیوین^{۲۵} جلد کتابت شدہ راقم السطور کے سپرد کی تاکہ کاپیاں پیسٹ کر دوں۔ میں نے عرض کیا: کتنے دن لگاؤں؟ فرمایا: ۶ ستمبر ۲۰۰۳ء کو صاحبزادہ حافظ نصیر احمد ہزاروی زید مجددہ کی شادی ہے

اس وقت تک تیار کر لیں، اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اطاعت کے لیے پریس کے حوالے کر دی جائیگی مگر کسے معلوم تھا کہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۲ھ / ۲۶ اگست ۲۰۰۳ء منگل کا سورج غروب ہوتے ہی آسمان فقاہت کا یہ آفتاب بھی اپنی تمام تر تانبیوں کو ساتھ لئے ہوئے عالم برزخ میں جا طلوع ہو گا تاہم پچیسویں^{۲۵} جلد انکے چہلم مبارک پر مارکیٹ میں آ گئی۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ اس منصوبے کو جلد از جلد تکمیل کے مراحل سے گزرنے کی تڑپ رکھتے تھے۔ آپ کے ذوق و شوق اور دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ اسباق سے قبل اور از فراغ کتابت فتاویٰ رضویہ جدید کی از خود تصحیح فرماتے رہتے، مزید تسلی کے لئے حضرت علامہ الحاج الحافظ القاری محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ ناظم تعلیمات و شیخ الحدیث جامعہ کوپروف ریڈنگ کے لئے فرماتے حافظ صاحب قبلہ باوجود علالت کے اپنے مربی و محسن اور نہایت شفیق و مہربان استاذ کی خواہشات کے پیش نظر کسی قسم کے عذر کو سامنے لائے بغیر نہایت خنداں پیشانی سے ذمہ داری کو باحسن وجہ نبھاتے۔۔۔۔۔ نوبت بایں جار سید کہ اب تمام جلدوں کی تصحیح کے ساتھ ساتھ مجلدات کے ترجمے کا بار بھی آپ ہی کے کاندھوں پر آ پڑا۔

قارئین کرام! آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ چودہ^{۳۰} جلدوں کا ترجمہ تمام تر آپ ہی کو کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ من وجہ مکمل فتاویٰ رضویہ جدید تیس^{۳۰} کی تیس^{۳۰} جلدوں کا ترجمہ کہیں نظر ثانی اور کہیں بالاستیعاب، آپ ہی کے قلم کا مرہون منت ہے، یہ ایسا نادر، عظیم الشان تاریخی کارنامہ ہے جو سوائے فضل ربی اور عطائے محبوب لہزدی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصف شہود پر جلوہ گر ہونا ممکن نہیں تھا۔

آج اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات پر دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں جس تیزی سے کام ہو رہا ہے قابل صد تحسین و لائق صد افتخار ہے۔ اس وقت جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ / اگست ۲۰۰۵ء تک مندرجہ ذیل ممالک اور شہروں میں محققین، اسکالرز اور مفکرین آپ کی بلند مرتبہ شخصیت پر کام کر کے ڈاکٹریٹ اور ایم فل کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں اور مزید اس نعمت کے حصول میں کوشاں ہیں۔

پاکستان میں کراچی، لاہور، حیدر آباد، جام شورو، ملتان، بہاول پور، پشاور اور اسلام آباد کی جامعات سے سات ۷ حضرات نے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگریاں لیں۔ ہندوستان: علی گڑھ، پٹنہ، بریلی، بنارس، کانپور، کلہار، رانچی، مظفر پور، ممبئی، کلکتہ، آره، حیدر آباد (دکن)، رندرو، پونا، دہلی، نیو دہلی سے اکیس ۲۱ حضرات نے پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔

بنگلہ دیش: اسلامک یونیورسٹی کشتیا سے ایک صاحب نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

مصر: جامعہ الازہر قاہرہ یونیورسٹی سے دو صاحبان نے پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔

نیویارک: کولمبو یونیورسٹی سے ایک صاحب کو اس اعزاز کا شرف حاصل ہوا۔

عراق: بغداد شریف سے ایک خوش نصیب نے ڈگری حاصل کی۔

یو۔ کے (برطانیہ)، برمنگھم یونیورسٹی سے ایک صاحب کو یہ عزت نصیب ہوئی۔

دیگر ممالک میں اعلیٰ حضرت کی گرانقدر خدمات دینیہ، علمیہ پر تحقیقات کا دائرہ وسعت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ گرامی قدر حضرات! آپ میری مذکورہ بالا تحریر پر ذرا غور فرمائیے، یہ تقریباً تینتیس ۳۳ وہ محقق، مفکر اور اسکالرز ہیں جنہوں نے امام احمد رضا کے کسی پہلو کو اپنے قلم کا موضوع بنایا ہے۔ اس کے برعکس فتاویٰ رضویہ جدید جو ہزار ہا موضوع اور عنوان اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے جسے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے تصرف خاص کے باعث حضرت علامہ مولانا الحافظ محمد عبد الستار سعیدی دامت برکاتہم العالیہ نے پایہ تکمیل تک پہنچانے میں جس محنت، کاوش، جدوجہد، محبت اور جذب درون سے کام لیا ہے یہ اتنا عظیم اور عظیم النظر کارنامہ ہے کہ اگر میرے بس کی بات ہوتی تو انہیں کم از کم تیس پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگریاں پیش کرتا۔ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ حافظ صاحب قبلہ جامعہ کے تمام ترویجی امور کی باحسن وجہ انجام دہی کے ساتھ ساتھ فتاویٰ رضویہ جدید کو جس نہج سے مکمل کرنے کی مساعی جلیلہ فرماتے رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے کرم اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کا سایہ عاطفت صحت و تندرستی کے ساتھ اہل سنت پر ہمیشہ قائم رکھے۔

آخر میں حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی مدظلہ کی خدمت عالیہ میں بھی خراج محبت پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی نیابت کا حق ادا کرتے ہوئے نہ صرف جامعہ کے تمام شعبہ جات کو رواں دواں رکھا بلکہ انہیں مزید ترقی کی راہ پر گامزن بھی فرمایا، خصوصاً رضا فاؤنڈیشن کے تمام پروگرام جاری و ساری رکھے۔ اللہ تعالیٰ جامعہ کے اساتذہ، طلباء، معاونین سبھی کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازتا رہے، آمین بجاہ طہ و یس، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

محتاج دُعا

رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

پاکستان محمد منشا بابش قصوری

اگست ۲۰۰۵ء

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب مرید کے پاکستان

فہرست مضامین مفصل

۸۰	ومارمیت اذ رمیت میں نفی از روئے صورت، اور اثبات از روئے حقیقت ہے۔		شرح کلام علماء و صوفیاء
۸۲	مولانا عبدالسمیع رامپوری اور شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی عبارات کے بارے میں مولانا رکن الدین الوری علیہ الرحمہ کے سوال کا جواب۔	۷۲	مصنف علیہ الرحمہ کی چار عبارات کے بارے میں سوال کا جواب
۸۳	مصنف علیہ الرحمہ کے شعر: فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو کا مطلب۔	۷۲	مسئلہ زیارۃ القبور للنساء۔
۸۴	عشق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے کا مطلب و شرح۔	۷۳	مسئلہ خطبہ مختلط۔
۸۴	تفہیم مسئلہ کے لیے آفتاب اور دھوپ کی تمثیل۔	۷۴	مسئلہ حضرات سادات کرام۔
۸۴	حقیقت کعبہ مثل حقائق جملہ اکوان حقیقت محمدیہ کی ایک تجلی ہے۔	۷۷	مسئلہ تسمیہ منیر الدین۔
۸۶	حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کی کتاب "سبع سنابل" کے سنبہ دوم میں بیان کردہ ایک حکایت پر اعتراض کا مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے جواب۔	۷۸	حیوۃ الحیوان کی ایک عبارت کا مطلب۔
		۸۰	جب اسناد حقیقی صحیح ہو تو وہی غالب ہوتی ہے اور اسناد صوری مغلوب۔

۹۵	جمع مذکر سالم اور لفظ کلام کی مانند دیگر کلمات کے لکھنے کے اصول۔	۸۶	جواب اول۔
۹۵	لفظ کلام قرآن مجید میں چار جگہ آیا ہے۔	۸۶	ہر دور میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے۔
۹۶	لفظ قیامہ باثبات الف لکھا جائے یا بدون الف۔	۸۶	غوث کا نام عبد اللہ و عبد الجامع اور اس کے دونوں وزیروں کا نام عبد الملک اور عبد الرب ہوتا ہے۔
۹۷	الولدان قرآن مجید میں مع الالف لکھا جائے گا یا بغیر الالف۔	۸۶	اوتاد اربعہ کا نام عبد الرحیم، عبد الکریم، عبد الرشید اور عبد الجلیل ہے۔
۹۷	سکری کی کتابت کیسے ہوگی۔	۸۶	عہد نقابت پر فائز ولی کا نام خضر ہوتا ہے۔
۹۸	سوء تنکھ وغیرہ کلمات قرآن کو کیسے لکھا جائے گا۔	۸۷	اولیاء اللہ کے ایک دوسرے پر افضلیت کی ترتیب۔
۹۸	ومن خزی یومئذ میں میم مفتوح ہوگا یا مکسور۔	۸۸	جواب دوم۔
۹۸	تعوذ کن الفاظ کے ساتھ مختار ہے۔	۸۸	جواب سوم۔
۹۹	جواب سوال اول۔	۸۹	نعلین اور نعل کے متعدد معانی کا بیان۔
۹۹	علم رسم القرآن علم سمع ہے نہ قیاس۔		تجوید و قراءت
۹۹	جمع سالم کی کتابت سے متعلق دو ضابطے ملتے ہیں۔	۹۳	ہر آیت لاپروقف جائز ہے۔
۹۹	پہلا ضابطہ مطرد اور دوسرا اکثری ہے۔	۹۴	سورۃ الناس میں خناس الذی پڑھا جائے گا یا خناس الذی۔
۱۰۱	جواب سوال دوم۔	۹۴	تراویح میں وقت ختم قرآن تین بار سورہ اخلاص پڑھنا مستحسن ہے۔
۱۰۳	جواب سوال سوم۔		رسم القرآن
۱۰۳	کلمہ قیاماً قرآن مجید میں سات جگہ آیا ہے۔	۹۵	آٹھ سوالات پر مشتمل استفتاء۔

۱۰۴	جواب سوال چہارم۔	۱۲۱	رصدی آلہ کے مشاہدات سے براہین ہندسیہ کی تردید نہیں ہو سکتی۔
۱۰۴	جواب سوال پنجم۔	۱۲۱	تقویمیں مطالع کو اکب سے جو تقویم حاصل ہوتی ہے اس کا فرق تقویم اصلی سے زیادہ سے زیادہ کس قدر ہو سکتا ہے؟
۱۰۵	جواب سوال ششم۔	۱۲۲	تیسرے درجہ کے سنبلہ کے طلوع سے متعلق سوال کا جواب۔
۱۰۵	جواب سوال ہفتم۔	۱۲۳	جدول تحویل تاریخ عیسوی بہ ہجری کے بارے میں ایک سوال جواب۔
۱۰۶	جواب سوال ہشتم۔	۱۲۳	گھڑی کو موجد کون ہے؟
۱۰۷	استعاذہ کے لیے تمام قاریوں کا مختار اور پسندیدہ لفظ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ہے۔	۱۲۳	ائمہ کرام نے گھڑیوں کے ساتھ نماز روزہ کا وقت کیوں مقرر نہیں فرمایا۔
۱۱۰	ذاتاً، واستبقا الباب، دعوا اللہ اور قلا الحمد کا الف پڑھا جائیگا یا نہیں۔	۱۲۳	گھڑی کے ساتھ نماز روزے کا وقت معین کرنے کے لیے گھڑی پر اعتماد کس کو جائز اور کس کو حرام ہے؟
	تشریح الفلاک و علم توقیت و تقویم	۱۲۴	دیوبندی علم توقیت سے اسی طرح نا آشنا ہیں جیسے دین سے۔
۱۱۳	ہمارے نزدیک کواکب کی حرکت نہ طبعیہ ہے نہ تبعیہ۔	۱۲۴	دیوبندی کے فتوے پر اعتماد کرنا گھڑی جیسے بے اعتبار آلہ پر اعتماد کرنے سے بڑھ کر حرام ہے۔
۱۱۴	ہمارے نزدیک نہ زمین متحرک ہے نہ آسمان۔		سیرت و فضائل و خصائص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱۵	سبعہ سیارہ کا بیان کس آیت میں ہے۔	۱۲۶	ثویبہؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلایا۔
۱۱۶	قاعدہ استخراج تقویمات کواکب از المنک۔	۱۲۶	ابولہب کو کافر ہونے کے باوجود میلاد رسول کی خوشی منانے پر فائدہ کیونکر پہنچا۔
۱۱۹	ایک قاعدہ تقویم کے بارے میں سوال کا جواب۔	۱۲۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی۔
۱۲۱	مطالع استوائیہ کواکب جو المنک میں مرقوم ہیں وہ صحیح اور حقیقی مطالع ہیں یا نہیں۔	۱۲۷	قیام مولود شریف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۱۲۹	۵ رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین (اس بات کا بیان کہ ہمارے آقا تمام رسولوں سے افضل و اعلیٰ ہیں	۱۲۹	تیسری آیت: وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔	۱۲۲
۱۳۱	حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا افضل المرسلین ہونا قطعی و اجماعی مسئلہ ہے۔	۱۳۱	تحقیق مصنف کہ آیت مذکورہ پانچ وجوہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت مطلقہ پر حجت ہے۔	۱۲۵
۱۳۲	تفضیل شیخین پر مصنف علیہ الرحمہ کی نوے جزء پر مشتمل ایک کتاب کا تذکرہ۔	۱۳۲	انبیاء کو ادائے امانت و ابلاغ رسالت میں کن کن باتوں کی حاجت ہوتی ہے۔	۱۲۶
۱۳۳	ترتیب کتاب از مصنف۔	۱۳۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عقل مبارک۔	۱۲۹
۱۳۳	فضائل سید المرسلین پر مصنف کی چند کتابوں کے نام۔	۱۳۳	حضور کب سے نبی ہیں۔	۱۲۹
۱۳۴	ہیکل اول آیات قرآنیہ:	۱۳۴	چوتھی آیت: تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض۔	۱۵۰
۱۳۴	پہلی آیت و اذا اخذ الله ميثاق النبيين الخ۔	۱۳۴	پانچویں آیت: هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دین الحق۔	۱۵۲
۱۳۶	اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا قدیم سے سب امتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتی اور حضور کے توسل سے اعداء پر فتح ماگتی آئیں۔	۱۳۶	حضور کا دین تمام ادیان سے اور آپ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔	۱۵۳
۱۳۷	ابن مریم تم میں آئیں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔	۱۳۷	چھٹی آیت: يا ادم اسكن انت و زوجك الجنة۔	۱۵۳
۱۳۸	محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل الاصول اور رسولوں کے رسول ہیں۔	۱۳۸	باقی انبیاء اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب میں اسلوب قرآنی۔	
۱۳۹	تحقیق مصنف کہ سید المرسلین کے بارے میں انبیاء کرام سے عہد کو قرآن عظیم نے دس تاکیدوں سے مؤکد فرمایا۔	۱۳۹	ساتویں آیت: لعنرك انهم لفى سكرتهم يعمهون۔	۱۵۸
۱۴۱	دوسری آیت: وما ارسلناك الا رحمة للعالمين۔	۱۴۱	قرآن نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر، آپ کی باتوں، آپ کے زمانے اور آپ کی جان کی قسم کھائی۔	۱۵۹

۱۸۹	پانچویں وحی۔	۱۶۲	خاک پاک کی قسم، شیخ دہلوی کی توجیہ۔
۱۹۰	موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کہ میں منکر احمد کو دوزخ میں ڈالوں گا۔	۱۶۲	آٹھویں آیت۔
۱۹۰	احمد کون؟	۱۶۲	متعدد مثالیں کہ انبیاء کفار کی زبان درازی کا خود جواب دیتے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے رب تعالیٰ نے جواب ارشاد فرمائے۔
۱۹۰	موسیٰ علیہ السلام کی دعا۔	۱۶۹	یوسف، مریم اور عائشہ کی براءت میں فرق۔
۱۹۰	چھٹی وحی۔	۱۶۹	نویں آیت: عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔
۱۹۱	آخری نبی اور آخری امت بنانے کی حکمت۔	۱۷۰	مقام محمود کیا ہے۔
۱۹۱	ساتویں وحی۔	۱۷۲	اللہ تعالیٰ انہیں عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا، اس کی توجیہ۔
۱۹۲	تیرا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ہوگا۔	۱۷۷	دسویں آیت۔
۱۹۲	آٹھویں وحی۔	۱۷۷	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان بیس امتیازات۔
۱۹۲	سرکار حبیب اللہ ہیں۔	۱۸۵	ہیکل دوم: احادیث جلیلہ۔
۱۹۲	نویں وحی۔	۱۸۵	تائید اول: چند وحی ربانی۔
۱۹۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کو بے حجاب دیکھا۔	۱۸۵	پہلی وحی۔
۱۹۳	دسویں وحی۔	۱۸۶	آدم علیہ السلام کی قبولیت توبہ۔
۱۹۳	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور آپ کی امت افضل الامم ہے۔	۱۸۶	محبوب خلق الی اللہ۔
۱۹۳	گیارہویں وحی۔	۱۸۷	دوسری وحی۔
۱۹۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سراپا نور ہیں۔	۱۸۸	عیسیٰ علیہ السلام کو وحی۔
۱۹۳	بارہویں وحی۔	۱۸۸	وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔
۱۹۳	آدم علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی نور محمدی کو دیکھا۔	۱۸۸	تیسری وحی۔
		۱۸۹	چوتھی وحی۔

۱۹۹	اناسید ولد آدم یوم القیمة۔	۱۹۴	تیرہویں وحی۔
۲۰۰	سب سے پہلے قبر سے میں باہر آؤں گا۔	۱۹۴	عالم بالا میں حضور کا نام ہر جگہ خدا کے ساتھ مکتوب ہے۔
۲۰۰	پہلا شافع اور پہلا مشفق میں ہوں گا۔	۱۹۵	وسیلہ محمدی کی برکت۔
۲۰۰	تیسرا ارشاد۔	۱۹۵	چودھویں وحی۔
۲۰۰	قیامت میں لواء حمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور سب میرے زیر لواء ہوں گے۔	۱۹۵	جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے۔
۲۰۰	چوتھا ارشاد۔	۱۹۵	پندرہویں وحی۔
۲۰۰	سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا میں ہوں۔	۱۹۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر عزت والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔
۲۰۰	پانچواں ارشاد۔	۱۹۵	سولہویں وحی۔
۲۰۱	جنت کا دروازہ میں کھلوایں گا۔	۱۹۶	سرکارِ دعا عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء پر اور آپ کی امت سے پہلے سابقہ امتوں پر جنت حرام ہے۔
۲۰۱	چھٹا ارشاد۔	۱۹۶	سترہویں وحی۔
۲۰۱	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص پر نفیس حدیث۔	۱۹۶	اٹھارہویں وحی۔
۲۰۲	ساتواں ارشاد۔	۱۹۷	احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے فوائد اور ایمان نہ لانے کے نقصانات۔
۲۰۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محشر میں دوبار ہفتہ ہفتہ سر بسجود ہوں گے پھر آپ کی عرض مسموع اور شفاعت قبول ہوگی۔	۱۹۷	تہذیب۔
۲۰۳	آٹھواں ارشاد۔	۱۹۸	خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم، خدا چاہتا ہے رضائے محمد۔
۲۰۳	اناسید العالمین۔	۱۹۸	تائش دوم ارشادات سید المرسلین۔
۲۰۳	نوواں ارشاد۔	۱۹۸	جلوہ اول۔
۲۰۴	الا وانا حبیب اللہ۔	۱۹۸	نصوص جلیلہ مسئلہ علیہ۔
۲۰۴	دسواں ارشاد۔	۱۹۸	ارشاد اول اناسید الناس یوم القیمة۔
۲۰۵	میدان محشر میں میں ہی لوگوں کا قائد، خطیب، شفیع اور مبشر ہوں گا۔	۱۹۹	دوسرا ارشاد۔

۲۰۹	ستر ہواں ارشاد	۲۰۵	اس دن خزان رحمت کی چابیاں اور لوہ حمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔
۲۰۹	ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ اور میں حبیب اللہ ہوں۔	۲۰۶	گیارہواں ارشاد۔
۲۱۰	حدیث ۱۱ اختصار لی اختصاراً کا معنی	۲۰۶	پیشوائے مرسلین و خاتم النبیین میں ہوں۔
۲۱۰	تحقیق مصنف۔	۲۰۶	محشر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام ایک ہزار اور جنت میں بے شمار میں ہوں گے۔
۲۱۰	ہر آیت قرآنی کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم ہیں۔	۲۰۷	بارہواں ارشاد۔
۲۱۱	کل کائنات کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔	۲۰۷	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الخلق اور آپ کا خاندان تمام خاندانوں سے افضل ہے۔
۲۱۱	نمازیں پچاس سے پانچ اور زکوٰۃ چوتھے سے چالیسواں حصہ ہو گئی مگر ثواب و فضل پہلے والا برقرار ہے۔	۲۰۷	تیرہواں ارشاد۔
۲۱۲	اٹھارہواں ارشاد۔	۲۰۷	مخلوق کی تمام تقسیمات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہترین قسم میں ہوئے۔
۲۱۲	ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے جو وہ دنیا میں کر چکے جبکہ میں نے اپنی دعا قیامت کے لیے چھپا رکھی ہے۔	۲۰۸	چودہواں ارشاد۔
۲۱۳	انیسواں ارشاد	۲۰۸	بہترین اولاد آدم پانچ ہیں اور حضور ان سب سے بہتر ہیں۔
۲۱۳	میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔	۲۰۸	جلوہ دوم
۲۱۳	بیسواں ارشاد	۲۰۸	جلائل متعلقہ باختر
۲۱۳	خاتون جنت قیامت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوٹنی عضباء پر سوار ہوں گی۔	۲۰۹	پندرہواں ارشاد
۲۱۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہوں گے۔	۲۰۹	ہم زمانے میں پچھلے، قیامت میں ہر فضل میں اگلے ہیں اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔
۲۱۳	حضرت بلال محشر میں ایک جنتی اوٹنی پر سوار ہو کر اس کی پشت پر اذان دیں گے۔	۲۰۹	سولہواں ارشاد
		۲۰۹	نحن الاخرون من اهل الدنيا والاولون يوم القيامة

۲۱۸	احادیث شفاعت	۲۱۴	اکیسواں ارشاد
۲۱۹	ستائیسواں ارشاد	۲۱۵	میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لے جاؤں گا پھر مجھے بہشتی جوڑا پہنایا جائے گا۔
۲۲۰	شفاعت سے متعلق وارد ہونیوالی احادیث کی تلخیص از مصنف	۲۱۵	میں عرش کی دائیں طرف کھڑا ہوں گا جہاں کوئی اور کھڑا نہیں ہو سکتا۔
۲۲۶	اٹھائیسواں ارشاد	۲۱۵	بائیسواں ارشاد
۲۲۶	قیامت کے دن میں تمام انبیاء کا امام، ان کا خطیب اور ان کا شفاعت کرنیوالا ہوں گا۔	۲۱۵	اگلے پچھلے مجھ پر رشک کریں گے۔
۲۲۶	اتیسواں ارشاد	۲۱۵	تیسواں ارشاد
۲۲۶	میں اپنی امت کا انتظار کروں گا۔	۲۱۵	مجھے عمدہ بہشتی لباس پہنایا جائے گا کہ تمام بشر اس کے لائق نہ ہوں گے۔
۲۲۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ محبوب میں حاضری اور التماس	۲۱۵	چوبیسواں ارشاد
۲۲۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ کچھ پائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کو ملانہ کسی نبی مرسل نے پایا۔	۲۱۵	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی امت قیامت کے دن سب سے بلند ہوں گے۔
۲۲۷	تیسواں ارشاد۔	۲۱۶	پچیسواں ارشاد
۲۲۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے دروازہ جنت کسی کے لئے نہیں کھولا جائے گا۔	۲۱۷	قیامت کے دن ہر ایک تمنا کرے گا کہ وہ ہم سے ہوتا
۲۲۷	اکیسواں ارشاد	۲۱۷	چھبیسواں ارشاد
۲۲۷	انا اول من یدخل الجنة ولا فخر	۲۱۷	اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال دیے، دو میں نے کر لئے، تیسرا اس دن کے لیے موخر کر دیا جس دن سب کو میری حاجت ہوگی۔
۲۲۸	تیسواں ارشاد	۲۱۷	قیامت کے دن جناب خلیل اللہ علیہ السلام بھی میری دعا کے خواہشمند ہوں گے۔
۲۲۸	میں سب سے پہلا شفیع اور میرے پیروکار سب نبیوں کی امتوں سے افزوں	۲۱۷	ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی۔

۲۳۳	ارشادات انبیاء عظام و ملائکہ کرام	۲۲۸	تینتیسواں ارشاد
۲۳۳	چالیسواں ارشاد	۲۲۸	سب سے بلند نورانی منبر پر جلوہ گری
۲۳۴	شب معراج تمام انبیاء نے حمد و ثناء الہی کے خطبے پڑھے اور آخر میں امام الانبیاء نے خطبہ پڑھا۔ اور لبرائیم علیہ السلام نے آپ کے افضل الانبیاء ہونے کا اعلان فرمایا۔	۲۲۹	قیامت میں نبی امی کا اعزاز
۲۳۴	اکتالیسواں ارشاد	۲۲۹	چونتیسواں ارشاد
۲۳۵	قول جبریل کہ میں نے کوئی شخص محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل اور کوئی خاندان خاندان بنی ہاشم سے افضل نہ پایا۔	۲۲۹	سب سے پہلے میں پل صراط سے اپنی امت کو لے کر گزروں گا۔
۲۳۵	بیالیسواں ارشاد	۲۲۹	پینتیسواں ارشاد
۲۳۵	فرشتے کا خردہ	۲۲۹	دروازہ جنت کھلوانے کے لئے لوگ انبیاء کے پاس جائیں گے۔
۲۳۵	تینتالیسواں ارشاد	۲۳۱	چھتیسواں ارشاد
۲۳۵	قصہ ولادت رسول بزبان والدہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام	۲۳۱	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جنت میں تشریف آوری سے قبل جنت سب پیغمبروں پر حرام ہوگی۔
۲۳۶	چوالیسواں ارشاد	۲۳۱	سینتیسواں ارشاد
۲۳۶	براق کی منہ زوری اور جبرائیل علیہ السلام کی تسکین و توجیح	۲۳۱	افضلیت مطلقہ کے منکر یہودی کو جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھپڑ اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس یہودی کو خطاب
۲۳۷	پینتالیسواں ارشاد	۲۳۲	اڑتیسواں ارشاد
۲۳۷	محبوب ترین و معزز ترین خلق	۲۳۲	میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگو
۲۳۸	احادیث امامۃ الانبیاء	۲۳۲	مقام وسیلہ کیا اور کس کو ملے گا۔
۲۳۸	سینتالیسواں ارشاد	۲۳۳	انتالیسواں ارشاد
۲۳۸	شب اسراء حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انبیاء کی امامت فرمانا۔	۲۳۳	جنت النعیم کے اعلیٰ غرفہ میں جلوہ گری
		۲۳۳	جلوہ سوم

۲۴۶	تأبش سوم	۲۴۲	حضور نے ملائکہ و مرسلین کی امامت فرمائی
۲۴۶	طرق روایات و حدیث خصائص	۲۴۲	فائدہ
۲۴۶	حدیث خصائص متواتر المعنی ہے	۲۴۳	تبدیل
۲۴۶	حدیث خصائص کے راوی چودہ صحابہ کرام ہیں۔	۲۴۳	اثر تالیسواں ارشاد
۲۴۶	خصائص و نفائس کی تعداد	۲۴۳	قیامت میں میراث و ثواب سب انبیاء سے بڑا ہوگا۔
۲۴۹	مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت دی گئی۔ مجھ سے پہلے وہ فضائل کسی کو نہ ملے۔	۲۴۳	انچاسواں ارشاد
۲۵۳	امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں تقریباً اڑھائی سو خصائص جمع فرمائے ہیں۔	۲۴۳	ابراہیم و عیسیٰ قیامت کے دن میری امت میں ہوں گے۔
۲۵۳	علماءِ ظاہر سے علماءِ باطن کو زیادہ معلوم ہے۔	۲۴۴	پچاسواں ارشاد
۲۵۴	اے ابو بکر! مجھے میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا	۲۴۴	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق سے بہتر اور منتخب ہیں۔
۲۵۴	تأبش چہارم	۲۴۴	اکاونواں ارشاد
۲۵۴	آثارِ صحابہ	۲۴۴	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء و رسل کے خاتم، قائد اور سید ہیں۔
۲۵۴	پہلی روایت	۲۴۴	کل مخلوق کے رسول، مومنوں پر مہربان اور شفیع المذنبین۔
۲۵۴	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمام مخلوق سے زیادہ عزت و کرامت والے ہوں گے۔	۲۴۴	باونواں ارشاد
۲۵۴	دوسری روایت	۲۴۴	لی مع اللہ وقت الخ
۲۵۴	اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ذات کریمہ کے لئے چن لیا۔	۲۴۵	ترینواں ارشاد
۲۵۵	تیسری روایت	۲۴۵	جبرائیل علیہ السلام کا بارگاہ سید المرسلین میں سلام
۲۵۵	عند اللہ تمام مخلوق سے زیادہ وجاہت والے ابوالقاسم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۲۴۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اول، آخر ظاہر اور باطن ہیں۔

۲۵۹	سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب	۲۵۵	چوتھی روایت
۲۵۹	گیارہویں روایت	۲۵۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں راہب کی زید بن عمرو بن نفیل کی پیشگوئی۔
۲۵۹	سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک اور خواب	۲۵۵	پانچویں روایت
۲۵۹	بارہویں روایت	۲۵۶	ابوطالب و راہب کا قصہ
۲۶۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پردہ عظمت تک پہنچنا، اذان سننا اور اللہ تعالیٰ کا موزن کے کلمات کی تصدیق فرمانا	۲۵۶	ہذا سید العالمین و ہذا رسول رب العالمین
۲۶۱	نور الحیثام (ضروری وضاحت)	۲۵۶	شجر و حجر نے سجدہ کیا۔
۲۶۲	تنبیہ (اختصار جواب کا التزام)	۲۵۶	درخت اور بادل نے سایہ کیا۔
۲۶۲	ان مآخذ کے نام جو ترتیب کتاب کے وقت مصنف کے پیش نظر رہے۔	۲۵۶	چھٹی روایت
۲۶۵	بشارت جلیلہ (متعلقہ قبولیت رسالہ)	۲۵۶	تیم داری کو ہاتف غیبی کی بعثت سید المرسلین کے بارے میں خبر
۲۶۶	بشارت اعظم (مصنف کی مقبولیت بارگاہ رسول میں)	۲۵۷	ساتویں روایت
۲۶۷	۵ رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام حضور سید عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کے ایمان کا بیان	۲۵۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہاتف غیبی کے اشعار
۲۶۸	عبد مومن مشرک سے بہتر ہے۔	۲۵۷	آٹھویں روایت
۲۶۸	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر قرن و طبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجے گئے۔	۲۵۷	بارگاہ رسالت میں ایک کنیز کا واقعہ
۲۶۹	روئے زمین پر ہر زمانے میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے۔	۲۵۸	نویں روایت۔
۲۶۹	واجب ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد و امہات ہر قرن و طبقہ میں بندگان صالح و مقبول ہوں	۲۵۸	سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ کو حمل کے چھٹے ماہ میں بشارت
۲۶۹	پہلی دلیل	۲۵۹	دسویں روایت

۲۷۹	غزوہ حنین کا واقعہ	۲۷۷	دوسری دلیل
۲۸۰	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدات میں سے نویسیوں کا نام عاتکہ تھا۔	۲۷۸	کسی کافر و کافرہ کے لئے کرم و طہارت سے حصہ نہیں۔
۲۸۰	ساتویں دلیل	۲۷۹	تیسری دلیل
۲۸۰	مسلم و کافر کا نسب منقطع ہے۔	۲۸۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔
۲۸۱	آٹھویں اور نویں دلیل	۲۸۱	چوتھی دلیل
۲۸۲	زید بن عمرو جنتی ہیں۔	۲۸۲	بارگاہ عزت میں سرکار کی وجاہت و محبوبیت
۲۸۲	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اکیس پشتوں تک اپنا نسب نامہ بیان فرمایا	۲۸۳	ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کیوں؟
۲۸۳	دسویں دلیل	۲۸۴	پانچویں دلیل
۲۸۳	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جن سے نکاح کا معاملہ فرمایا وہ جنتی ہیں۔	۲۸۵	دوزخ اور جنت والے برابر نہیں۔
۲۸۴	تنبیہاتِ باہرہ	۲۸۶	لبعض عقائد اہلسنت
۲۸۴	حدیث "ان ابی و اباک" میں باپ سے ابوطالب مراد لینا طریق واضح ہے۔	۲۸۷	حضرت عبدالمطلب داخل بہشت ہونگے
۲۸۴	آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا بلکہ چچا تھا۔	۲۸۸	چھٹی دلیل
۲۸۴	استغفار سے نبی معاذ اللہ عدم توحید پر دال نہیں۔	۲۸۹	عزت و کرم مسلمانوں میں منحصر ہے۔
۲۸۴	سید الشافعیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار شفاعت فرمائیں گے۔	۲۹۰	کسی لئیم و ذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز و کرم کے لئے باعث مدح نہیں۔
۲۸۶	اللہ رب العزت نے اصحاب کہف کی طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا وہ آپ پر ایمان لا کر شرف صحابیت پا کر آرام فرما رہے ہیں۔	۲۹۱	کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہے۔
		۲۹۲	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فضائل کریمہ کے بیان اور مقام رجز و مدح میں بارہا اپنے آباء کرام و امہات کرام کا ذکر فرمایا۔

۲۸۶	حدیث ضعیف در بارہ فضائل مقبول ہے۔	۲۹۳	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ کے لئے قیام فرمایا اور اپنی چادر بچھا کر اس پر بٹھایا۔
۲۸۶	امام ابن حجر مکی کی ایک عبارت	۲۹۳	حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں آپ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ، رضاعی باپ حارث سعدی، رضاعی بھائی عبداللہ سعدی اور رضاعی بہن سیما سعدیہ سب کو دولت ایمان نصیب ہوئی
۲۸۷	احیاء والدین کریمین کی حکمت اور حافظ ابن دحیہ کے زعم کا اند فاع	۲۹۵	کسی نبی نے کوئی آیت و کرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی مثل اور اس سے امثل عطانہ ہوئی ہو
۲۸۸	مسئلہ مذکورہ میں توقف کرنے والے بعض علماء کا قول	۲۹۷	فائدہ ظاہرہ
۲۸۹	آدمی جانب ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانب گستاخی جائے۔	۲۹۷	پینتیس ^{۳۵} ائمہ کبار اور اعظم علماء نامدار کے اسماء گرامی جو ابوبین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نجات کا اعتقاد رکھتے ہیں
۲۸۹	امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔	۲۹۹	مسئلہ مذکورہ کی تائید میں عبارات ائمہ و علماء
۲۸۹	مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں	۳۰۱	عائدہ زائرہ
۲۹۰	نکتۃ الہیہ	۳۰۱	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان افروز اشعار جو آپ نے اپنے وصال کے موقع پر اپنے ابن کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نذر کرتے ہوئے کہے
۲۹۰	ظاہر عنوان باطن ہے اور اسم آئینہ مسٹی	۳۰۳	سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان پاک سے نکلے ہوئے آخری پر مغز کلمات
۲۹۰	الاسماء تنزل من السماء	۳۰۳	عبرت قاهرہ
۲۹۰	اچھے نام کی اہمیت اور برے نام کی کراہت	۳۰۳	مسئلہ ابوبین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں متفکر رہنے والے ایک عالم کا انوکھا واقعہ
۲۹۲	حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مراعات الہیہ کے الطاف خفیہ	۳۰۷	رسالہ تمہید ایمان بآیات قرآن (صرف قرآنی آیات سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کا مطلب)
۲۹۲	آپ کے والدین، مرضعات اور دائیوں وغیرہ کے اسماء کا عجب حسن انتخاب	۳۰۷	مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض

آیت ۱	۳۰۸	گستاخ پر دونوں جہان میں اللہ کی لعنت اور سخت عذاب ہے	۳۱۴
تعلیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدار ایمان ہے	۳۰۹	گستاخوں پر سات کوڑے	۳۱۴
آیت ۲	۳۰۹	مسلمانوں کو اللہ اور رسول یاد دلا کر بدگوئیوں کے کلمات کی نسبت استفسار اور روشن بیانیوں سے خدا اور رسول کی شان میں ان کے دشنام ہونے کا اظہار	۳۱۵
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ، اولاد اور سارے جہان سے زائد ہونی شرط نجات ہے۔	۳۰۹	دشنامیوں کی پہلی دشنام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو	۳۱۶
آیت ۳	۳۱۰	دوسری دشنام	۳۱۶
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کا زبانی ادعاء کافی نہیں بلکہ امتحان ہوگا	۳۱۰	تیسری دشنام	۳۱۷
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کا امتحان کیا ہے۔	۳۱۰	چوتھی دشنام	۳۱۷
آیت ۴	۳۱۱	آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳	۳۱۸
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا اگرچہ اپنا باپ ہو جو اس سے محبت رکھے وہ مسلمان نہیں	۳۱۲	قرآن کی بہت آیتیں تھانوی صاحب نے باطل کر دیں	۳۱۸
رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ سے اگرچہ اپنا باپ ہو جو یک لخت علاقہ توڑ دے اس کے لئے قرآن مجید نے سات فائدے بتائے	۳۱۲	قرآن مجید اور ان کے خود اپنے اقرار سے ثابت کہ یہ بدگوچو پایوں سے بڑھ کر گمراہ ہیں	۳۱۹
آیت ۵، ۶، ۷	۳۱۳	آیت ۱۴	۳۲۰
جو ان کے گستاخ سے اگرچہ اپنا باپ ہو علاقہ رکھے اس پر قرآن مجید کے تازیانے	۳۱۳	آیت ۱۵	۳۲۰
جو گستاخ سے دل میں خفیہ میل رکھے اس پر تازیانہ	۳۱۳	پانچویں دشنام	۳۲۱
جو اس سے میل جول رکھے خود کافر ہے	۳۱۳	اللہ کو دشنامیوں کی دشنامیں	۳۲۱
آیت ۸، ۹	۳۱۴	چھٹی دشنام	۳۲۱

۳۲۸	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے کیسا ہی کلمہ گو ہو کافر ہو جاتا ہے۔	۳۲۱	ساتویں دشنام
۳۲۹	آیت ۲۳	۳۲۲	آٹھویں دشنام
۳۲۹	اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب سے منکر کو کافر فرمایا اگرچہ کلمہ پڑھتا ہو۔	۳۲۲	دنیا کے پردے پر کوئی کافر فرقہ بھی ہر گز ایسا کفر نہیں بکنا
۳۳۰	اس آیت سے منکر ان علم غیب سبق لیں	۳۲۲	دیکھو ایمان کی خبر لو کہ امتحان سے تمہارے نزدیک اللہ و رسول سے ماں باپ، استاذ بڑھ کر ٹھہرتے ہیں
۳۳۰	مسئلہ علم غیب کا اجمالی بیان	۳۲۳	آیت ۱۶
۳۳۱	دوسرا مکر کہ اہل قبلہ کیونکر کافر ہو	۳۲۴	یہاں دو فرقے ان احکام قرآن کے خلاف چلتے ہیں۔ پہلا فرقہ جملاء، ان کا ایک عذر وہی رشتہ یا علاقہ استاذی وغیرہ
۳۳۱	آیت ۲۴	۳۲۴	دوسرا عذر فلاں بد گو مولوی ہی اسے کیونکر برا کہیں
۳۳۱	آیت ۲۵	۳۲۴	اس عذر کے رد میں تین آیتیں
۳۳۲	آیت ۲۶	۳۲۴	آیت ۱۷
۳۳۲	آیت ۲۷	۳۲۴	آیت ۱۸
۳۳۲	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں پہلو دار بات سے گستاخی بھی کفر ہے نہ کہ صریح گستاخی	۳۲۵	آیت ۱۹
۳۳۳	یہ امام اعظم پر افتراء کرتے ہیں امام کا مذہب یہ ہے کہ کسی قطعی بات کا منکر کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ ہو	۳۲۶	دوسرا فرقہ معاندین ان کے پانچ مکر ہیں
۳۳۴	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ادنیٰ تنقیص کرنے والے کلمہ گو اہل قبلہ کے باب میں ہمارے امام مذہب کا فتویٰ کہ وہ کافر ہو گیا اس کی عورت نکاح سے نکل گئی	۳۲۷	پہلا مکر: کلمہ گو کیسے کافر ہو سکے اور قرآن مجید کی آیتوں سے اس کا رد
۳۳۴	اہل قبلہ کے صحیح معنی	۳۲۸	آیت ۲۰
۳۳۵	ائمہ دین کی تصریح کہ تمام امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بد گو کو جو کافر نہ کہے خود کافر ہے	۳۲۸	آیت ۲۱
۳۳۷	ان بد گویوں کے اقوال شرع میں بت کو سجدہ کرنے سے بدتر ہیں	۳۲۸	آیت ۲۲

۳۵۲	آیت ۳۰	۳۳۸	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگوئی کو توبہ قبول نہ ہونے کا مسئلہ
۳۵۳	آیت ۳۱	۳۳۹	تیسرا مکر کہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اور قرآن مجید کی آیتوں سے اس کا رد
۳۵۳	مدتوں کی مطبوعہ کتابوں سے روشن ثبوت کہ یہاں دربارہ تکفیر کس قدر اعلیٰ درجہ کی احتیاط ہے اور مفتزیوں کی تہمت	۳۴۰	ان لوگوں کے نزدیک خدا کی بھاری غلطی کہ اس نے دائرہ اسلام تنگ کر دیا
۳۵۴	آیت ۳۲	۳۴۰	آیت ۲۸۔
۳۵۴	آیت ۳۳	۳۴۱	فقہائے کرام نے فرمایا کیا تھا اور ان مفتزیوں نے کیا بنالیا
۳۵۹	رسالہ الامن و العلل لناحق المصطفى بدافع البلاء (حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشکل کشا، حاجت روا اور دافع البلاء ہونے کا مدلل ثبوت)	۳۴۱	کسی کے لئے علم غیب ماننے میں کتنے پہلو ہیں اور ان کے کیا کیا احکام
۳۵۹	استفتاء از دہلی، مرسلہ مولوی کرامت اللہ صاحب	۳۴۶	فائدہ جلیلہ: کسی کی نسبت ادعائے علم غیب پر بعض متاخرین کی تکفیر کا مطلب
۳۶۲	مقدمہ	۳۴۶	غیب کے علم ظنی کا ادعا کفر نہیں اگرچہ بذریعہ نجوم یا رمل ہو
۳۶۲	عائدہ قاہرہ	۳۴۸	ضروری تنبیہ
۳۶۲	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں علماء اور ائمہ دین کا عقیدہ	۳۴۸	احتمال کون سا معتبر ہوتا ہے
۳۶۳	وہابیوں کا پیشوا چھ سو برس سے پہلے کے عالموں کو کافر کہتا تھا	۳۴۹	اس فرقے کا چوتھا مکر انکار یعنی مکر جانا اور اس کے رد میں آیت کریمہ
۳۶۴	وہابیوں کے نزدیک حضور کی تعریف میں کمی چاہیے۔	۳۵۰	پانچواں مکر: علمائے اہلسنت پر افتراء کہ انھوں نے بڑے بڑوں کو کافر کہہ دیا اور اس کے رد میں آیتیں
۳۶۴	وہابیوں کے نزدیک درود شریف کی کثرت شرک ہے۔	۳۵۱	توبہ کرنی ہو تو علانیہ چھاپیں
۳۶۴	وہابیہ کے طور پر شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب بدعتی تھے۔	۳۵۲	آیت ۲۹

۳۶۳	ملاحظہ ہو امام الطائفہ (مولوی اسماعیل دہلوی) کا اپنے بڑوں کو صاف نبی اور صاحب شریعت و وحی و معصوم ماننا خاص دینی کاموں میں خاندان امام الطائفہ کا نئی نئی باتیں نکال کر وہابیہ کے طور پر بدعتی ہو جانا۔	۳۶۳	خواجہ نقشبند کی عنایت ان کی حمایت میں اہل و عیال کو سونپنا۔	۳۶۰
۳۶۵	ذرا تصور شیخ کا حکم ملاحظہ ہو	۳۶۵	اولیاء کرام بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف فرماتے ہیں کمال و وسیع علم رکھتے ہیں، اس عالم کی توجہ رکھتے ہیں۔	۳۶۰
۳۶۶	وظائف کے التزام کا حکم	۳۶۶	اولیاء کرام سے دنیا والوں کو فیض پہنچتا ہے۔	۳۶۱
۳۶۶	امام الطائفہ (مولوی اسماعیل دہلوی) کا خود بدعتی ہونا۔	۳۶۶	یا علی یا علی یا علی کہہ کر مولیٰ علی کو پکارنا۔	۳۶۲
۳۶۷	وہابیہ کے طور پر سارا خاندان دہلی مشرک تھا، ملاحظہ ہوں ان کے عقائد کہ حضور ہی ہر مصیبت کے کام آتے ہیں	۳۶۷	نکتہ جلیلہ کہ وہابیہ کا مذہب انبیاء و ملائکہ یہاں تک کہ خود رب جل جلالہ کو (معاذ اللہ) مشرک کہتا ہے۔	۳۶۳
۳۶۸	حضور سب سے بہتر عطا فرمانے والے ہیں	۳۶۸	نسبت و اسناد کی نفیس تحقیق	۳۶۴
۳۶۸	عاجزی کے ساتھ حضور کو ندا کرے۔	۳۶۸	فرق ذاتی و عطائی	۳۶۴
۳۶۸	حضور ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔	۳۶۸	جو معنی شرک ہیں کسی مسلمان کو خواب میں بھی ان کا خیال نہیں گزرتا۔	۳۶۵
۳۶۸	اولیاء کا مشکل کشا ہونا۔	۳۶۸	وہابیہ کا ظلم کہ جو محاورے خود بولتے ہیں مسلمانوں کے مشرک بنانے کو ان سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔	۳۶۶
۳۶۹	اولیاء کرام کی روحیں جہاں چاہتیں ہیں جاتی ہیں اپنے متوسلین کی مدد کرتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔	۳۶۹	کلمہ گو کی نسبت ارادہ معنی شرک کا ادعاء حرام و کبیرہ و افتراء ہے۔	۳۶۶
۳۶۹	مولیٰ علی سے نیاز	۳۶۹	قائل کا موحد ہونا گواہ ہے کہ معنی شرک مراد نہیں۔	۳۶۶
۳۶۹	بیماری میں مولیٰ علی کی طرف توجہ	۳۶۹	حضور کو دافع البلاء کہنے کے شرک ہونے کی دو صورتیں ہیں اور جو صورت مراد لو خدا اور رسول تک حکم شرک پہنچے گا۔	۳۶۷
۳۶۹	غوث پاک کی توجہ اور عنایت	۳۶۹	جو چیز اللہ کی قدرت میں ہے اسے غیر کے لیے بے طاعت الہی ماننا بھی شرک نہیں ہو سکتا۔	۳۶۷

۳۷۹	پہلا باب، اس میں چھ آیتیں اور ساٹھ حدیثیں ہیں۔	۳۷۹	بارہ حدیثیں کہ اسلام نے عزت، مسلمانوں نے راحت فاروق اعظم کے سبب پائی
۳۷۹	فصل اول، آیت کریمہ میں۔	۳۷۹	ہر بلا کا دافع ہر نعمت کا حصول نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہوا۔
۳۷۹	اللہ تعالیٰ یوں ہی گناہ بخش سکتا تھا مگر فرماتا ہے کہ قبولِ توبہ چاہو تو نبی کے حضور حاضر ہو۔	۳۷۹	اللہ تعالیٰ کا سب کارخانہ سب لینا دینا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے ہے۔
۳۸۰	متعدد آیات و احادیث کہ نیکوں کے سبب بلا دافع ہوتی ہے۔	۳۸۰	اللہ تعالیٰ پر وہابیہ کے الزامات۔
۳۸۱	فصل دوم، احادیث عظیمہ میں،	۳۸۱	باب دوم، اس میں ۴۴ آیتیں اور ۲۴۰ حدیثیں ہیں۔
۳۸۱	نیکوں کے باعث مدد ملتی ہے۔	۳۸۱	فصل اول، آیات شریفہ میں کہ خدا اور رسول نے دو تمند کر دیا۔
۳۸۲	اولیاء کے باعث مینہ اترتا ہے۔	۳۸۲	دینے والے خدا اور رسول ہیں ان کے دینے کی توقع رکھو۔
۳۸۶	اولیاء کے سبب زمین قائم ہے۔	۳۸۶	خدا اور رسول نے نعمت دی۔
۳۸۶	اولیاء کے سبب زمین کی نگہبانی۔	۳۸۶	حافظ و نگہبان اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں۔
۳۸۷	حدیث کی خلق کی موت زندگی سب اولیاء کی وساطت سے ہے۔	۳۸۷	اللہ اور اللہ کے نیک بندے کافی ہیں
۳۸۸	متعدد حدیثیں کہ صحابہ اور اہل بیت امت کی پناہ ہیں۔	۳۸۸	پانچ آیتیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا رب کہنا شرک نہیں جبکہ مجاز مراد ہو۔
۳۹۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم کی پناہ ہیں (حدیث)	۳۹۰	یوسف علیہ السلام پر وہابیہ کے الزام۔
۳۹۰	سترہ حدیثیں کہ اللہ کے نیک بندوں سے اپنی حاجتیں مانگو۔	۳۹۰	عیسیٰ علیہ السلام ثانی ہوئے۔
۳۹۲	متعدد حدیثیں کہ اللہ کے نیک بندے حاجت روائی کرتے ہیں۔	۳۹۲	عیسیٰ علیہ السلام زندہ کرنے والے ہوئے۔
۳۹۲	تین حدیثیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوزخ سے بچاتے ہیں۔	۳۹۲	عیسیٰ علیہ السلام پر وہابیہ کا الزام۔

۴۰۹	اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہنا شرک نہیں۔	۴۱۸	نبی بخش، عطار رسول، عطا علی وغیرہ نام رکھنا شرک نہیں۔
۴۱۰	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکلیف سے نجات دی، مصیبت کاٹ دی۔	۴۱۸	آیت کہ اللہ اور جبرائیل اور ابوبکر و عمر مددگار ہیں۔
۴۱۰	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنا ہوں سے پاک کرتے ہیں۔	۴۱۹	اولیاء ہمارے مالک ہیں ہم ان کے مملوک ہیں اس میں کوئی شرک نہیں۔
۴۱۱	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک تمام امت کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں۔	۴۲۰	یوسف علیہ السلام پر وہابیہ کا پانچواں الزام۔
۴۱۳	محبوبان خدا اللہ کے حضور شفاعت کے مالک ہیں۔	۴۲۰	صرف اللہ و رسول اور اولیاء مددگار ہیں (بس)۔
۴۱۴	بندے بندوں کو رزق دیتے ہیں۔	۴۲۲	آیت کہ حضور اپنی امت کے حافظ و نگہبان ہیں۔
۴۱۴	مجاہدین کو فرشتے ثابت قدم رکھتے ہیں۔	۴۲۳	وہابیوں کی جان پر لاکھ من کے پہاڑ (یعنی امام الطائفہ مولوی اسماعیل صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب میں شرک و توحید کا بگاڑ)
۴۱۴	دنیا کے تمام کار و بار کی فرشتے تدبیر کرتے ہیں۔	۴۲۳	سب کے ہاتھ حضور کی طرف پھیلے ہیں سب حضور کے آگے گڑ گڑاتے ہیں، حضور ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں جو حضور کو اپنا مالک نہ جانے سنت کی حلاوت نہ پائے۔
۴۱۶	اولیاء کرام بعد انتقال تمام عالم کا تصرف کرتے ہیں اور جہاں بھر کے کار و بار کی تدبیر کرتے ہیں۔	۴۲۵	امام الطائفہ نے انجانے میں گھر پھونک دیا
۴۱۶	مزارات اولیاء کرام سے استمداد کے منکر ملحد بے دین ہوئے۔	۴۲۶	بارہ حدیثیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیارات اور تصرفات کی کنجیاں عطا ہوئیں۔
۴۱۷	آیات سے ثابت ہے کہ موت فرشتہ دیتا ہے۔	۴۲۷	مدد دینے کی کنجیاں، نفع پہنچانے کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں ہیں۔
۴۱۸	جبرائیل علیہ السلام پر وہابیہ کا الزام، جبرائیل نے پیدا کیا۔	۴۲۹	زمین و آسمان کی سب مخلوق حضور کے قبضہ میں ہے اور ساری دنیا حضور کی مٹھی میں۔

۴۳۸	متعدد حدیثیں کہ مال کے مالک اللہ و رسول ہیں۔	۴۳۰	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں (حدیث)
۴۳۸	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جان و مال کے مالک ہیں۔	۴۳۰	وہابیہ کے نزدیک اللہ کا نائب گویا پتھر کا نائب ہے۔
۴۴۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کی امید۔	۴۳۰	آخرت میں عزت دینا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔
۴۴۱	اعرابی صحابی کی بارگاہ رسول میں عرض کہ حضور کے سوا ہمارا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں۔	۴۳۰	قیامت میں کل اختیارات حضور کو ہیں۔
۴۴۱	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔	۴۳۱	اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جنت و نار کی کنجیاں حضور کو عطا ہوں گی، اور حضور کی سرکار سے صدیق و فاروق کو۔
۴۴۲	ابوطالب کے اشعار جن کے سننے کی خود حضور نے خواہش کی جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مصیبت کے وقت بڑے بڑے ان کی پناہ لیتے ہیں۔	۴۳۱	جنت و دوزخ کا اختیار خلفائے کرام کو دیا جائے گا۔
۴۴۲	اصحاب انصار کی عرض کہ اللہ و رسول کا احسان زائد ہے، اللہ و رسول کا فضل بڑا ہے۔	۴۳۲	مولیٰ علی یتیم نار ہیں۔
۴۴۲	تین حدیثیں کہ زمین کے مالک اللہ و رسول ہیں۔	۴۳۶	فصل دوم، احادیث منیفہ میں۔
۴۴۶	حدیث کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔	۴۳۶	وصل اول
۴۴۶	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لینے میں پانچ حدیثیں۔	۴۳۶	اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غنی کر دیا۔
۴۴۸	جان و ہایت پر لاکھ من کا پہاڑ، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی۔	۴۳۷	اللہ و رسول حافظ و نگہبان ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں کارساز ہیں۔
۴۴۸	غلام کو مارنا، اس غلام کا اللہ کی دہائی دینا۔	۴۳۷	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز قیامت میں اہل سنت کے نگہبان ہیں۔

۴۶۵	عمر فاروق کے تین قول کہ ہمارے سر پر بال نبی نے اگائے۔	۴۳۸	پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر حضور کی دہائی دینا۔
۴۶۷	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو جہان کی دولت ایک جملہ فرما کر بخش دیتے ہیں۔	۴۳۸	صحابی کا حضور کی دہائی سن کر مارنے سے ہاتھ روک لینا وغیرہ، وہابی اس کو شرک کہتے ہیں۔
۴۶۹	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختار خزان الہی ہونے کا نفیس ثبوت۔	۴۳۹	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لینے والے کے لیے امان کا وعدہ ہے۔
۴۷۰	اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے نعمتوں کے خوان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ کے نیچے ہیں سب تابع فرمان ہیں۔	۴۵۳	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے التجا کرنے والا نامراد نہیں رہتا (صحابی کا قول) کہ اللہ و رسول پر ہی بھروسہ ہے۔
۴۷۰	آٹھ حدیثیں کہ مخلوق کو حشر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیں گے۔	۴۵۳	صحابی عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض کہ یا رسول اللہ! ہمارے گناہ بخش دیجئے یا رسول اللہ! ہم پر سیکڑہ اتار دے، یا رسول اللہ ہمیں ثابت قدم رکھئے۔ یا رسول اللہ! ہم حضور کے فضل کے محتاج ہیں۔
۴۷۳	خدا کی شان میں ملا دینے کا رد	۴۵۷	ایک صحابی دوسرے صحابی کے لیے حضور سے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! حضور انھیں زندہ رکھتے تو ہمارے لیے بہتر ہوتا۔
۴۷۴	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنی امت سے نار جہنم کا دفع فرمانا۔	۴۶۰	(دو حدیثیں) کہ اللہ و رسول کے لیے صدقہ کرنا
۴۷۶	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے قیدی کی سزا بدل دی۔	۴۶۲	صدیق اکبر کا قول کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہوں۔
۴۷۸	(ایک بی بی سے حضور نے فرمایا کہ) بچے اللہ و رسول کے سپرد ہیں۔	۴۶۲	فاروق اعظم کا اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بتانا۔
۴۷۹	حضور کا ارشاد کہ سخت تر دشمن کے مقابلہ میں اللہ و رسول تمہیں کفایت فرمائیں گے۔	۴۶۳	عمر فاروق اعظم اور تمام صحابہ پر وہابیہ کے متعدد الزامات۔
۴۸۰	گھر والوں کے لیے اللہ و رسول کو باقی رکھنا (قول ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور کا ارشاد کہ اللہ و رسول نے نعت دی۔	۴۶۳	بدعت حسنہ کے ماننے پر وہابیہ نے فاروق اعظم کو صاف گمراہ کہہ دیا۔

۴۸۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رزق دیا	۴۸۲	حضور کارب اپنے محبوب سے مشورہ لیتا ہے۔	۴۹۰
۴۸۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غافل دل زندہ کر دیئے، اندھی آنکھیں روشن فرمادیں۔ بہرے کا سننے والے اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دیں۔	۴۹۱	آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک حضور غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض نہ کرے۔	۴۹۱
۴۸۳	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گمراہی سے پناہ دی، ہلاکت سے بچایا۔	۴۹۲	ایک گھڑی کے حال کی غوث اعظم کو خبر ہونا۔	۴۹۲
۴۸۴	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود تعلیم فرمایا کہ ہم سے استعانت کرو۔	۴۹۲	ہر شقی و سعید کا ان پر پیش کیا جانا لوح محفوظ کا ان کے پیش نظر ہونا۔	۴۹۲
۴۸۵	وہابیہ عین ادعائے توحید میں شرک کرتے ہیں	۴۹۳	(صحابی کی عرض کہ) یا رسول اللہ! حضور جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔	۴۹۳
۴۸۵	چاند کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارے پر چلنا۔	۴۹۳	دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں حضور کے اختیار میں ہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں۔	۴۹۳
۴۸۷	ملائکہ مدررات امر بھی حضور کے زیر حکم ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے لیے بھی رسول ہیں اور وہ حضور کے امتی۔	۴۹۵	ماکان و مایکون (یعنی جو ہو چکا اور جو ہوگا) سب کا علم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔	۴۹۵
۴۸۷	سلیمان علیہ السلام کے حکم سے سورج کے چلانے والے فرشتے ڈوبتے ہوئے سورج کو واپس لے آئے۔	۴۹۶	رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعلیم فرمانا کہ حاجت کے وقت ہمیں ندا کرو، ہم سے استعانت اور التجا کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! حضور میری حاجت روا فرمائیں۔	۴۹۶
۴۸۸	کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار سے، اور کوئی شے کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔	۴۹۸	وہابیہ کے نزدیک ندا و استعانت میں صحابہ پر صریح شرک کا الزام۔	۴۹۸
۴۸۸	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کے خلاف نہیں ہوتا کوئی ان کے حکم کا پھیرنے والا نہیں۔	۴۹۹	پیائوں میں میں نے برکت رکھ دی ہے۔	۴۹۹
۴۸۸	حدیث دیکھو کہ حضور کارب حضور کی اطاعت کرتا ہے۔			

۵۱۲	وہابیوں کا امام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف منبر اور پیغام رساں مانتا ہے۔	۵۰۰	رسالہ (ضمنی) منیۃ اللیبب ان التشریع بید الحیبب (حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک احکام شرع ہیں)
۵۱۵	ایمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کرتے ہیں	۵۰۰	سولہ حدیثیں کہ مدینہ طیبہ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم کر دیا۔
۵۱۵	امام الوہابیہ کی دریدہ وہابی	۵۰۰	پانچ حدیثیں کہ مکہ معظمہ کو ابراہیم علیہ السلام نے حرم کر دیا
۵۱۷	(اختیارات) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ فرض نہ ہو۔	۵۰۰	مکہ معظمہ کو ابراہیم علیہ السلام نے امن والا کر دیا
۵۱۸	احکام شریعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جس بات سے جو چاہیں حکم فرما دیں اپنی طرف سے وہی شریعت ہے	۵۰۹	(فائدہ مہم) کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ تاکید تمام جس بات کا حکم فرمائیں وہابیوں کا پیشوا (تقویۃ الایمان میں) صراحۃً کہے یہ تو شرک ہے، اب دیکھیں وہابی کس کا کلمہ پڑھتے ہیں۔
۵۱۹	(حقیقت و مجاز کا فرق) خدا کا فرض رسول کے فرض کئے ہوئے سے اقویٰ ہے ۵۸ حدیثیں جن سے معلوم ہو گا کہ حکم احکام شرع کے حضور کو سپرد ہیں۔	۵۱۰	ذرا ملاحظہ ہو مدینہ طیبہ کے راستے میں نامعقول باتیں کرنا وہابیہ کا جزو ایمان ہے جو نہ کرے ان کے نزدیک مشرک ہو جائے۔
۵۲۳	ایک خاص نکتہ کی اصل جس سے مجلس میلاد قیام و فاتحہ و تیجہ وغیرہ تمام مسائل بدعت وہابیہ طے ہو جاتے ہیں۔	۵۱۰	لطیفہ حقہ
۵۲۴	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس حکم شرع سے جو چاہتے مستثنیٰ فرمادیتے۔ اس سلسلہ میں ۲۳ واقعات ۳۵ حدیثیں۔	۵۱۰	عجب عجب کہ ہر راستے میں باہم جوتی پیزار ہونا وہابیہ کا جزو ایمان ہے، نہ کریں تو اپنے امام کے حکم سے مشرک ہو جائیں۔
۵۲۵	(۱) حضرت ابو بردہ کے لیے ششماہہ بکری کی قربانی جائز فرما دی۔	۵۱۱	تمذیل و تکمیل
۵۲۶	(۲) ایک بار عقبہ بن عامر کے لیے بھی اس کی اجازت عطا کی۔	۵۱۱	احکام الہیہ دو قسم ہیں: تکوینیہ و تشریعیہ
		۵۱۱	احکام الہیہ تشریعیہ تکوینیہ میں کچے وہابیوں کا تفرقہ محض تحکم اور خود اپنے مذہب سے اندھا پن۔

۵۳۷	(۱۵) سراقہ کو سونے کے لنگن حضور کی اجازت سے پہنائے گئے۔	۵۲۶	(۳) ام عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی رخصت بخشی۔
۵۳۸	(۱۶) مولیٰ علی کو اپنا نام اور کنیت جمع کرنے کی اجازت فرمائی۔	۵۲۷	(۴) ایک بار خولہ بنت حکیم کو نوحہ کی اجازت فرمادی۔
۵۴۰	(۱۷) عثمان غنی کو بے حاضری جہاد سہم غنیمت کا مستحق قرار دیا اور عطا کیا۔	۵۲۷	(۵) یونہی اسماء بنت زید کو ایک دفعہ کی پرواگی عطا کی۔
۵۴۱	(۱۸) معاذ بن جبل کو اپنی رعیت سے تحائف لینا حلال فرمادیا۔	۵۲۸	(۶) اسماء بنت عمیس کو عدت کا سوگ معاف فرمادیا۔
۵۴۲	(۱۹) ایک صاحب کے لئے بیچ میں خیار غنم مقرر فرمادیا۔	۵۲۹	(۷) ایک صحابی کو بجائے مہر کے سورۃ قرآن سکھانا کافی کر دیا۔
۵۴۳	(۲۰) ام المومنین کو عصر کے بعد دو رکعت نفل جائز فرمادیے۔	۵۳۰	(۸) خزیمہ بن ثابت کی تنہا گواہی کو شہادت کی نصاب کامل کر دیا۔
۵۴۵	(۲۱) ایک بی بی کے لیے احرام میں شرط لگانا جائز فرمادیا۔	۵۳۱	(۹) ایک صحابی کے لیے روزہ کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز فرمادیا۔
۵۴۶	(۲۲) ایک شخص نے اس شرط پر اسلام قبول فرمالیا کہ دو نماز سے زائد نہ پڑھے گا۔	۵۳۳	(۱۰) ایک صاحب کو جوانی میں ایک بی بی کا دودھ پینے کی اجازت دی اور اس سے حرمت رضاعت ثابت فرمادی۔
۵۴۷	مسح موزہ کی مدت	۵۳۴	(۱۱) دو صاحبوں کو ریشمیں کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔
۵۵۱	مسواک کا حکم	۵۳۴	(۱۲) مولیٰ علی کو بحالت جنابت مسجد اقدس میں رہنا مباح فرمادیا۔
۵۵۲	حرام دو قسم ہے: ایک وہ جسے خدا نے حرام کیا، اور ایک وہ جس کو رسول نے حرام کیا، دونوں یکساں ہیں۔	۵۳۵	(۱۳) کہ محدرات المہبت (پردہ نشین) کو بحالت عارضہ ماہانہ مسجد مبارک میں آنا جائز فرمادیا۔
۵۵۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین کے شارع ہیں۔	۵۳۵	(۱۴) براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت فرمادی۔

۵۶۹	امام الوہابیہ کا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افتراء	۵۶۳	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر امام الوہابیہ کا افتراء
۵۶۹	امام الوہابیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات	۵۶۳	امام الوہابیہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بدحواس کہا۔
۵۶۹	اس کے نزدیک حضور کو کسی نبی سے کچھ امتیاز نہیں اور امتیوں	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	میں فقط جاہلوں میں ممتاز ہیں نہ کی عالموں سے (یہ ہے وہابیوں	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	کا عقیدہ)	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ اور ائمہ کا عقیدہ کہ	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	حضور تنہا حاکم ہیں، نہ ان کے سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم۔	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	مسک الختام	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	(حدیث) وفینا نبی الخ کی نفیس بحث	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	(امام الوہابیہ) قرآن کے خلاف دعوٰی کرتا ہے کہ انبیاء کی طرف	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	خدا کے بتانے سے بھی اطلاع غیب کی نسبت شرک ہے۔	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	امام الوہابیہ کے نزدیک اس کا معبود کسی کو اطلاع علی الغیب کا	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	رتبہ دینے سے عاجز ہے۔	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	امام الوہابیہ نے صریح قرآن کی مخالفت کی مگر اسے مضر نہیں کہ	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	اس کے نزدیک قرآن کا سچا ہونا ہی ضروری نہیں۔	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	امام الوہابیہ دعوے کے وقت آسمان پر اڑتا ہے اور دلیل لاتے	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	وقت تحت الثریٰ پر بھی نہیں رکتا۔	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔
۵۶۹	قرآن سے ثبوت علم غیب	۵۶۳	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔

۶۰۰	امام الوہابیہ کے نزدیک بعد اعتراض حضور نے جو تعلیم فرمایا وہ خود شرک ہے۔	۵۸۷	موسیٰ علیہ السلام نے ایک بڑھیا کو جوانی پھیر دی۔
۶۰۵	احادیث مشیت کی نفیس تقریر منیر	۵۸۸	وہابیہ کے طور پر موسیٰ علیہ السلام کو وحی آئی اے موسیٰ ا تو خدا بن جا۔
۶۰۶	امام الوہابیہ کی تصریح کہ بادشاہوں کو سلطنت امیروں کو امارت ملنے میں موسیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی ہمت کو دخل ہے۔	۵۸۹	چالیس برس کی عمر آدم علیہ السلام نے عطا فرمائی۔
۶۰۹	احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ہمارا وہی اعتقاد ہے جو صحابہ کرام کا تھا اور امام الوہابیہ کا وہ خیال جو ایک یہودی کا تھا۔	۵۹۱	(حدیث) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں ہر مسلمان کے مددگار ہیں۔
۶۱۱	اہم نکتہ	۵۹۳	حضرت بتول زہرا نے اپنے غلاموں کو دوزخ سے آزاد فرمایا۔
۶۱۲	وصل دوم	۵۹۸	امیر المومنین حضرت عمر لوگوں کو دوزخ میں گرنے سے روکے ہوئے تھے۔
۶۱۳	مانگ جو تیرا جی چاہے۔	۵۹۹	فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ زمین کے مالک ہم ہیں۔
۶۱۳	موسیٰ علیہ السلام نے بوڑھی عورت کو جنت عطا کی۔	۵۹۹	عثمان غنی سے استعانت فرمانا۔
۶۱۳	خود حدیث کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانہ رحمت پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ پہنچتا ہے جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرما دیں۔	۶۰۰	امیر المومنین عمر کی پناہ میں ایک فریادی کا آنا اور امیر المومنین کا ارشاد فرمانا کہ ہماری بارگاہ گنجی جائے پناہ ہے۔
۶۱۳	یہی اعتقاد صحابہ کرام کا تھا کہ حضور کا رخاۃ الہی کے مختار ہیں۔	۶۰۰	قحط سالی میں امیر المومنین کا عمرو بن عاص کو لکھنا: ارے فریاد کو پہنچو، ارے فریاد کو پہنچو۔
۶۱۶	موسیٰ علیہ السلام پر وہابیوں کا الزام شرک اللہ اور حبیب اور کلیم علیہا الصلوٰۃ والسلام سے امام الوہابیہ کا بگاڑ۔	۶۰۰	وہابیہ کے نزدیک موسیٰ علی خدا کی بول بول رہے ہیں۔

۶۱۷	اپنے آپ کو غفار، ستار، قاضی الحاجات بتا رہے ہیں۔	۶۱۷	تبارک الذی پڑھنے والے کو فرشتہ ہر برائی سے محفوظ رکھتا ہے۔
۶۱۷	حضرت علی کا اپنے آپ کو حاجت روا فرمانا۔	۶۱۷	مسلمان سے غیبت دفع کرنے پر فرشتہ آتش دوزخ سے اس کا نگہبان ہے۔
۶۱۷	حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو شفاء دی۔	۶۱۷	جعفر طیار کو جبریل امین نے جنت میں زیادہ مرتبہ عطا کر دیا۔
۶۱۹	اسلام کو انصار نے پالا۔	۶۱۹	طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جبریل امین قیامت کے ہر ہول سے بچائیں گے۔
۶۱۹	وصل سوم	۶۱۹	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عوف سے فرمایا اللہ تیرے دنیا کے کام بنادے تیری آخرت کا معاملہ تو میرے ذمہ ہے۔
۶۱۹	جبریل علیہ السلام دعائیں قبول کرتے حاجتیں بر لاتے ہیں۔	۶۱۹	تکملہ کاملہ
۶۲۰	فرشتے روزی پہنچاتے، رزق کا سامان کرتے ہیں اور نیک بندوں کے لیے رزق پاک اور آسان کرتے ہیں۔	۶۲۰	عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکان بہشتی کی ضمانت فرمائی۔
۶۲۰	متواضعوں کے رتبے فرشتہ بلند کرتا ہے۔	۶۲۰	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کا چشمہ عثمان غنی کے ہاتھ پہنچا ڈالا۔
۶۲۰	متکبروں کو فرشتہ ہلاک کرتا ہے۔	۶۲۰	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت عثمان غنی کے ہاتھ پہنچا ڈالی۔
۶۲۰	سانپ سے فرشتہ بچاتا ہے۔	۶۲۰	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت دینا اپنے ذمہ کر لیا۔
۶۲۱	فرشتہ نگہبانی کرتا ہے۔	۶۲۱	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر نیک بندے کے لئے جنت کی ضمانت فرمائی۔
۶۲۱	حدیث فرماتی ہے کہ تمام دنیا کے آنکھ، کان، گوشت پوست، صورت سب فرشتوں کے بنائے ہوئے ہیں۔	۶۲۱	امام ابوہبیبہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) فضولی جانتا ہے۔
۶۲۲	حدیث فرماتی ہے کہ سب کے بدن میں جان فرشتے کی ڈالی ہوئی ہے۔	۶۲۲	حدیث کہ جو شنبہ کو علی الصبح کسی حاجت کی تلاش میں جائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی حاجت روائی کے ذمہ دار ہیں۔
۶۲۲	تین حدیثیں کہ فرشتے نیک بات کی توفیق دیتے ٹھیک راستے پر قائم رکھتے ہیں۔	۶۲۲	

۶۳۴	جیکہ میں دو اور حاضری سے معذور ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میری پناہ اور مجھے راحت ملنے کی جگہ ہیں۔	۶۳۴	قصیدہ بردہ کے چند اشعار اور ان کی شرح میں ملا علی قاری کا کلام۔
۶۳۵	رسالہ منبہ المنیۃ بوصول الحبيب الی العرش والرویۃ (اس بات کا بیان کہ شب معراج نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھا اور یہ کہ آپ عرش سے آگے تشریف لے گئے)	۶۳۵	لبض ائمہ نے کہا کہ شب اسری میں دس معراجیں ہوئیں۔
۶۳۶	احادیث مرفوعہ	۶۳۶	حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا عطا ہوئی جو صبح و شام ایک مینے کی راہ پر لے جاتی، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا جو آپ کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا۔
۶۳۷	رایت ربی عز وجل (الحديث)	۶۳۷	فرش سے عرش تک کی اقل مسافت سات ہزار برس کی راہ ہے۔
۶۳۸	ابراہیم علیہ السلام کو خلت، موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے حجاب و یدار الہی عطا ہوا۔	۶۳۸	موسیٰ علیہ السلام کے مشرف بہ کلام ہونے اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشرف بکلام ہونے میں فرق۔
۶۳۹	آثار صحابہ	۶۳۹	معراج بیداری میں بدن و روح کے ساتھ ہوئی۔
۶۴۰	اخبار تابعین	۶۴۰	معراج کہاں تک ہوئی۔
۶۴۱	اقوال من بعدہم من ائمۃ الدین	۶۴۱	معراج کہاں تک ہوئی۔
۶۴۲	اقوال من بعدہم من ائمۃ الدین	۶۴۲	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرش نے آپ کا دامن تھام لیا۔
۶۴۳	علمائے کرام نے اپنی تصانیف جلیلہ میں شب معراج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرش پر تشریف لے جانے کی تصریحات فرمائی ہیں۔	۶۴۳	سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج دائرہ مکان و زمان سے باہر نکل گئے۔
۶۴۴	حدیث مرسل و معضل باب فضائل میں بالاجماع مقبول ہے۔	۶۴۴	حدیث مرسل کی تعریف اور حکم۔
۶۴۵	ثبت نانی پر مقدم ہوتا ہے۔	۶۴۵	حدیث منقطع فضائل میں بالاجماع قابل عمل ہے۔
۶۴۶	عدم اطلاع اطلاع عدم نہیں۔	۶۴۶	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد "انا قسیم النار" حکما مرفوع ہے۔

۶۶۱	۶۵۶	عدم نقل وجود کی نفی نہیں کرتا۔	۶۶۱	باجماع علماء دربارہ فضائل، مصطلحہ محدثین کی حاجت نہیں۔
۶۶۱	۶۵۷	۵ رسالہ صلاة الصفاء فی نور المصطفیٰ (اس بات کا بیان کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے اور باقی مخلوقات آپ کے نور سے پیدا ہوتی ہیں۔)	۶۶۱	تلقی بالقبول صحت حدیث کے لئے دلیل کافی ہے۔
۶۶۱	۶۵۸	امام عبدالرزاق کا تعارف	۶۶۱	نور محمدی کی نور خدا سے تخلیق کس اعتبار سے متشابہ ہے۔
۶۶۲	۶۵۸	حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۶۲	شیع سے شیع روشن ہونے کے ساتھ تشبیہ نجاست سے آلودہ پیدا ہونے اور مثال چراغ سے متعلق ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۶۶۲	۶۵۸	تمام مخلوقات سے پہلے نور محمدی پیدا ہوا۔	۶۶۲	مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو۔
۶۶۳	۶۵۸	نور نبی سے کائنات کے پیدا ہونے کی کیفیت	۶۶۳	علم ہیأت کی رو سے تو ہزار کامل چاند کی روشنی آفتاب کی روشنی کے برابر ہے۔
۶۶۳	۶۵۹	حدیث جابر کن کن ائمہ نے ذکر فرمائی۔	۶۶۳	رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ذاتی سے پیدا ہیں یا نور صفاتی سے۔
۶۶۳	۶۵۹	حدیث جابر حسن صالح مقبول معتمد ہے۔	۶۶۳	نور کیا چیز ہے۔
۶۶۳	۶۵۹	تلقی علماء بالقبول وہ شیئی عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔	۶۶۳	درود شریف پورا لکھنا چھاپے صاد، عم، صلعم وغیرہ ہرگز کافی نہیں۔
۶۶۳	۶۵۹	ہر چیز نور نبی سے بنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔	۶۶۳	القلم احد السمانین۔
۶۶۵	۶۶۰	انہ تعالیٰ نور لیس کالا نوار۔	۶۶۵	اللہ عزوجل نور حقیقی ہے بلکہ حقیقی وہی نور ہے۔
۶۶۶	۶۶۰	روح نبوی نور الہی کالمعہ اور ملائکہ شر رہیں۔	۶۶۶	مرتبہ ذات میں اللہ تعالیٰ نے صرف حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا۔
۶۶۶	۶۶۱	نور محمدی کے نور خدا سے پیدا ہونے کا کیا مطلب ہے؟	۶۶۶	مرتبہ احدیت کیا ہے۔
۶۶۶	۶۶۱	اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے۔	۶۶۶	انبیاء اللہ تعالیٰ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہوئے، اولیاء اسماء صفاتیہ سے اور بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے جبکہ سید رسل ذات حق سے۔

۶۷۸	مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق	۶۷۷	یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃً غیر ربی۔
۶۷۸	علامہ زر قانی کی عبارت اور اس پر مصنف کا حاشیہ	۶۷۷	حدیث لولاک۔
۶۸۰	حاصل حدیث	۶۷۸	بغرض توضیح ایک مثال ناقص (آئینہ کی)۔
۶۸۰	نقل اشتہار (مرسلہ حکیم انظر علی صاحب کلمتہ مرتبہ قاضی عبدالمبین)	۶۷۲	تقریر منیر مذکورہ حاصل شدہ چند فوائد۔
۶۸۱	خلاصہ اشتہار یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا نور ذاتی یا ذاتی نور کہنا ناجائز ہے کہ اس سے کفر لازم آتا ہے البتہ نور خدا یا نور ذات خدا یا نور جمال خدا کہنا جائز ہے۔	۶۷۲	پہلا فائدہ (اولا)
۶۸۲	جواب اشتہار	۶۷۲	علامہ شرابلسی کے اشکال کا اندفاع
۶۸۲	اس پر دلائل کہ نور ذاتی کہنا بھی نور ذات کہنے کی طرح جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔	۶۷۳	دوسرا فائدہ (ثانیاً)
۶۸۲	دلیل اول (اولاً)	۶۷۳	تیسرا فائدہ (ثالثاً)
۶۸۲	ذاتی کی یہ اصطلاح کہ عین ذات یا جزء ماہیت ہو خاص ایسا غوجی کی اصطلاح ہے عرف عام میں نہ یہ معنی مراد ہوتے ہیں نہ ہرگز مفہوم۔	۶۷۳	چوتھا فائدہ (رابعاً)
۶۸۳	صفات ذاتیہ سے کیا مراد ہے۔	۶۷۵	وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا۔
۶۸۳	دلیل دوم (ثانیاً)	۶۷۶	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام محی ہے کیونکہ آپ جان جہاں ہیں۔
۶۸۴	ذاتی میں یائے نسبت ہے۔	۶۷۷	جس کا مل کو جو خوبی ملی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد اور آپ کے ہاتھ سے ملی۔
۶۸۴	متغائرین میں ہر اضافت مصحح نسبت ہوتی ہے۔	۶۷۷	کوئی موجود دو نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد اور نعمت امداد۔ دونوں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واسطہ ہیں۔
۶۸۴	دلیل سوم (ثالثاً)	۶۷۷	پانچواں فائدہ (خامساً)
۶۸۴	نور ذات میں اضافت تشریفیہ ہے۔	۶۷۷	نور نبیک من نورہ کی طرح اضافت بیانیہ ہے۔

۶۹۱	علامہ فاضل محمد بن صبان رحمہ اللہ تعالیٰ	۶۸۵	دلیل چہارم (رابعا)
۶۹۱	مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ	۶۸۵	نور کے دو معنی ہیں۔
۶۹۱	بحر العلوم مولانا عبد العلی رحمہ اللہ تعالیٰ	۶۸۵	جن خیالات سے نور ذاتی کہنا ایک درجہ ناجائز ہوگا تو نور ذات کہنا اور نور اللہ کہنا چار درجے ناجائز ہوگا۔
۶۹۱	حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۶۸۵	دلیل پنجم (خامسا)
۶۹۲	امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ	۶۸۵	مضاف و مضاف الیہ میں اگر مغائرث شرط ہے تو کیا منسوب و منسوب الیہ میں شرط نہیں؟
۶۹۳	ملائکہ کاسایہ نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاسایہ کیسے ہوگا	۶۸۶	دلیل ششم (سادسا)
۶۹۳	متعدد اشیاء کا ذکر جن کاسایہ نہیں ہوتا۔	۶۸۶	دلیل ہفتم (سابعا)
۶۹۴	جسم عنصری کے لئے سایہ ضروری نہیں۔	۶۸۶	ایسا غوجی کہ اصطلاح میں ذاتی بمقابل عرضی ہے جبکہ عام محورہ میں ذاتی بمقابل صفاتی ہے، تو نور ذاتی میں ذاتی سے مراد معنی نانی ہے نہ کہ اول۔
۶۹۴	محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کو بیمار دل گوارا نہیں کرتا۔	۶۸۷	تقریظ جلیل
۶۹۵	رسالہ نفی الفیعی عن استنکار بنورہ کل شیء (نبی انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ ہونے کا مدلل بیان)	۶۸۷	مولانا حبیب علی علوی صاحب کی مسئلہ عدم سایہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق تحریر منیر پر مصنف علیہ الرحمۃ کی زور دار تقریظ۔
۶۹۶	ان علماء وائمہ کے اسماء گرامی جنہوں نے عدم سایہ کی تصریح فرمائی ہے۔	۶۸۸	ائمہ کرام اور علماء اعلام کی عبارات مؤیدہ
۶۹۶	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاسیہ نہ تھا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔	۶۸۸	امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ
۶۹۶	دلائل مؤیدہ	۶۸۸	امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ
۶۹۸	عدم سایہ کی حکمت و سبب	۶۹۰	علامہ سلیمان جمل رحمہ اللہ تعالیٰ
۶۹۹	حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ آپ کاسایہ نہ تھا۔	۶۹۰	علامہ حسین بن محمد یار بکری رحمہ اللہ تعالیٰ
۷۰۶	امام ابن سبع کے استدلال سے مصنف علیہ الرحمۃ کی ترتیب شدہ دلیل بصورت شکل اول بدیہی الانتاج۔	۶۹۰	علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ

۷۱۵	۷۰۶	دلیل کا صغریٰ، کبریٰ اور نتیجہ	۷۰۶	رسالہ قبر التمام فی نفی الظل عن سید الانام (عدم سایہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں انتہائی نفیس دلائل باہرہ و حج قاہرہ پر مشتمل تحقیقی رسالہ)
۷۱۶	۷۰۶	اثبات صغریٰ پر دلائل	۷۰۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ ہونے کا مسئلہ احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت ہے۔
۷۱۶	۷۰۷	حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۷۰۷	مفتی عقل و قاضی نقل اس پر متفق ہیں، کسی ایک عالم کا اس پر انکار منقول نہیں۔
۷۱۶	۷۰۸	حدیث و صاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۰۸	وجود سایہ پر زور دینے والوں پر مصنف علیہ الرحمہ کا اظہار حیرت
۷۱۶	۷۰۸	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد	۷۰۸	ایمان محبت رسول سے مربوط اور دوزخ سے نجات ان کی الفت پر منوط۔
۷۱۶	۷۰۸	سیدہ آمنہ والدہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد۔	۷۰۸	سچی فضیلتوں کو مٹانا اور شام و سحر نفی اوصاف کی فکر میں رہنا دشمن کا کام ہے نہ کہ دوست کا۔
۷۱۶	۷۰۹	سیدہ ربیعہ بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد	۷۰۹	وہ کیا محبوب ہے؟
۷۱۸	۷۱۰	سرکار کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا۔	۷۱۰	محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں کسی کے مٹانے سے نہ مٹیں گی۔
۷۱۸	۷۱۰	وہ بشر ہیں مگر عام علوی سے لاکھ درجہ اشرف	۷۱۰	ورفعنا لک ذکرک (بلندی ذکر کی صورتیں)
۷۱۹	۷۱۰	ارواح و ملائکہ سے الطف جسم انسانی	۷۱۰	فائدہ جلیلہ
۷۱۹	۷۱۰	ان کی مثل کوئی نہیں	۷۱۰	جب راوی کو ثقہ معتمد مان چکے تو پھر انکار کی وجہ کیا ہے؟
۷۲۰	۷۱۱	آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل و تکثیر مدائح میں مشغول رہتا ہے۔	۷۱۱	امر مذکور کی چند مثالیں۔
۷۲۰	۷۱۲	ولادت و وصال کے وقت رب ہب لی امتی فرمایا۔	۷۱۲	مثال اول
۷۲۰	۷۱۲	قیامت میں ان ہی کے دامن میں پناہ ملے گی۔	۷۱۲	جسم اقدس و لباس انفس پر مکھی نہ بیٹھتی۔
۷۲۰	۷۱۳	رسالہ مبارک قمر التمام کا خلاصہ	۷۱۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات سے ہے کہ مکھی آپ کے کپڑوں پر کبھی نہ بیٹھی، جوئیں آپ کو کبھی نہ ستاتی تھیں اور چھڑ آپ کا خون نہ چوستے تھے۔

۴۲۹	پر ظاہر کہ آدمی بلا وجہ کسی بات کے درپے تفتیش نہیں ہوتا۔	۴۲۰	۱۱ محمد رسول اللہؐ کے سب حروف بے نقطہ ہیں۔
۴۲۹	امر مذکور کی چند مثالیں	۴۲۱	علامہ خفاجی کی ایمان افروز عبارت اور روح پرور رباعی۔
۴۳۱	صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے چلتے اور فرشتے آپ کے پیچھے چلتے۔	۴۲۲	دوسری مثال
۴۳۱	مقدمہ ثالثہ	۴۲۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص سے ہے کہ جوئیں آپ کے کپڑوں میں نہ پڑتی تھیں۔
۴۳۱	اکثر احادیث حلیہ شریفہ ہند ابن ابی ہالہ سے مشتہر ہوئیں۔		تیری مثال
۴۳۱	ہند ابن ابی ہالہ کا تعارف	۴۲۲	جس جانور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے عمر بھر ویسا ہی رہتا، آپ کی برکت سے بوڑھا نہ ہوتا۔
۴۳۳	مقدمہ رابعہ	۴۲۲	چوتھی مثال
۴۳۳	صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے سایہ دار پیڑ چھوڑ دیتے۔	۴۲۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا روشنی میں دیکھتے ویسا ہی تاریکی میں دیکھتے۔
۴۳۳	قبل از بعثت ابرسایہ کے لیے متعین تھا۔	۴۲۳	پانچویں مثال
۴۳۳	صد ہا معجزات قاہرہ غزوات و اسفار میں واقع ہوئے ہزاروں آدمیوں نے دیکھا مگر ہم تک منتقل احادیث پہنچے۔	۴۲۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین زندہ ہو کر آپ پر ایمان لائے۔
۴۳۳	معجزات مذکورہ کی چند مثالیں۔	۴۲۵	عام علوی سے لاکھ درجہ اشرف بشر اور ارواح ملائکہ سے ہزار درجہ الطف انسان
۴۳۴	تابعین و علمائے ثقات حدیث کو مرسل کتب اور کیوں ذکر کرتے ہیں؟	۴۲۶	القائے جواب
۴۳۷	۵ رسالہ ہدیٰ الحدیدان فی نفی الغیبی عن سید الاکوان (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کے باب میں ایک مخالف کا ردِ بلیغ)	۴۲۶	بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صحابہ کرام کا ادب
۴۳۸	فصل اول	۴۲۹	آداب بارگاہ
۴۳۸	ارتقاء نزاع کے لیے چند تمہیدی مقدمات۔	۴۲۹	مقدمہ ثانیہ

۴۳۸	مقدمہ اولیٰ	۴۳۸	ہر اس خس و خاشاک سے جو ایہلک و احتمالاً بوئے تنقیص رکھتا ہو	۴۳۷
۴۳۸	بعد ثبوت ملزوم تحقق لازم خود محقق و معلوم اور بحشم دلیل کی حاجت معدوم	۴۳۸	سایہ کو کثافت لازم ہے۔	۴۳۷
۴۳۹	مقدمہ ثانیہ	۴۳۹	لطافت کا صلہ عدم سایہ کو مستلزم ہے۔	۴۳۷
۴۳۹	دعاوی و مقاصد خواہش ثبوت میں متساویۃ الاقدام نہیں۔	۴۳۹	لازم مذہب، مذہب قرار نہیں پاتا۔	۴۳۷
۴۴۰	مقدمہ ثالثہ	۴۴۰	احتمالات مجرد جو مناشی صحیحہ سے ناشی نہ ہوں لیکھت پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔	۴۳۷
۴۴۰	علماء کی تلقی بالقبول کو ایراث قوت میں اثر عجیب ہے۔	۴۴۰	ضابطہ مذکورہ کو نہ ماننے سے لازم آنیوالی خرابیاں اور مفاسد۔	۴۳۷
۴۴۱	مجیب مخالف کے سارے جواب کا مبنی قصور نظر سے ناشی ایک زعم فاسد پر ہے۔	۴۴۱	مجیب کے چار سطری جواب میں عجیب تماشے۔	۴۳۸
۴۴۱	حکیم ترمذی کی روایت کردہ حدیث "لہ یکن لہ ظل لافی الشمس ولا فی القمر" پر محدثانہ گفتگو۔	۴۴۱	متکلمین تصریح کرتے ہیں کہ مسائل خلافت اصول دینیہ سے نہیں۔	۴۳۹
۴۴۳	نہ التزام تصحیح صحت کو مستلزم، نہ عدم التزام اس کا مزاحم۔	۴۴۳	فصل دوم	۴۵۱
۴۴۳	اہل التزام تصحیح کی تصانیف میں بہت روایات باطلہ ہوتی ہیں اور التزام نہ کرنے والوں کی تصنیفوں میں اکثر احادیث صحیحہ۔	۴۴۳	فصل خزانہ کی پامالی کے لئے نسیم ایمانی کی پھر روانی	۴۵۲
۴۴۳	مدار کار اسناد پر ہے، التزام و عدم التزام کوئی چیز نہیں۔	۴۴۳	بنات النعش میں ایک ستارہ جس کو سہا کہتے ہیں۔	۴۵۵
۴۴۵	مخالف کا قول "مسلمان کو ایک پر اصرار نہ چاہئے" کلمہ عجیب ہے۔	۴۴۵	سایہ کیا شے ہے؟	۴۵۶
۴۴۵	شک کرنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور بخت ہونے میں تاہل ہے یا سایہ کو کثافت لازم ہونے میں تردد بصورت اول قضیہ "اشہدان محمدًا عبدہ ورسولہ" کے لازمی احکام سے اپنا حکم دریافت کر لے اور بصورت ثانی مفتی عقل کی بارگاہ سے جنون و دیوانگی کا فتویٰ مبارک۔	۴۴۵		

۷۵۹	دائمہ کا اثبات مطلقہ عامہ کے اثبات سے بہت زیادہ مشکل ہوتا ہے۔	۷۵۷	سالہ جزئیہ موجب کلیہ کی نفیض ہوتا ہے۔
۷۶۳	قصہ گو واعظوں اور جاہل مؤرخوں نے مجمع بڑھانے اور فساد پھیلانے کے لیے اپنی کتابوں میں بے سرو پا حکایات اور فتنہ انگیز افسانے درج کر دیے ہیں۔	۷۵۷	اہل اسلام کو بے راہ فلسفہ کی خرافات اور کرہ ہوا و بخار سے کیا کام؟
۷۶۳	مؤرخوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔	۷۵۸	حاجب ہونے اور کثیف ہونے میں عموم و خصوص مطلق ہے۔
۷۶۵	مخالف کے سوال کا جواب دینے سے پہلے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے مخالف پر چند سوالات۔	۷۵۸	جسم مثلث کا سایہ نہیں ہوتا۔
۷۷۰	تعارف عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۵۹	بار ثبوت مدعی کی گردن پر ہوتا ہے۔
		۸۴	فضائل سید المرسلین (ضمیمہ) حقیقت کعبہ مثل حقائق جملہ اکوان حقیقت محمدیہ کی ایک تجلی ہے۔



فہرست ضمنی مسائل

۲۶۸	عبد مومن مشرک سے بہتر ہے۔		عقائد و کلام
۲۷۰	کسی کافر و کافرہ کیلئے کرم و طہارت سے حصہ نہیں۔	۱۲۶	ابولہب کو کافر ہونے کے باوجود میلاد رسول کی خوشی منانے پر فائدہ کیونکر پہنچا؟
۲۷۳	ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کیوں	۱۲۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی۔
۲۷۵	دوزخ اور جنت والے برابر نہیں۔	۱۳۱	حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا افضل المرسلین ہونا قطعی و اجتماعی مسئلہ ہے۔
۲۷۶	بعض عقائد اہلسنت	۱۳۷	ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔
۲۷۷	عزت و کرم مسلمانوں میں منحصر ہے۔	۱۳۸	محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل الاصول اور رسولوں کے رسول ہیں۔
۳۱۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا اگرچہ اپنا باپ ہو جو اس سے محبت رکھے وہ مسلمان نہیں۔	۲۰۹	تعمیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدار ایمان ہے۔
۳۱۴	گستاخ پر دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی لعنت اور سخت عذاب ہے۔	۲۰۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ، اولاد اور سارے جہان سے زائد ہونی شرط نجات ہے۔
۳۲۸	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے کیسا ہی کلمہ گو ہو کافر ہو جاتا ہے۔		

۳۲۹	اللہ عزوجل نور حقیقی ہے بلکہ حقیقۃً وہی نور ہے۔	۶۶۵
۳۳۲	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں پہلودار بات سے گستاخی بھی کفر ہے نہ صریح گستاخی۔	۶۶۶
۳۳۵	ائمہ دین کی تصریح کہ تمام امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگو کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔	۶۶۶
۳۳۸	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگو کی توبہ قبول نہ ہونے کا مسئلہ۔	۶۸۲
۳۴۶	غیب کے علم ظنی کا ادعاء کفر نہیں اگرچہ بذریعہ نجوم یا رمل ہو۔	۶۸۳
۳۶۲	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں علماء اور ائمہ دین کا عقیدہ	۷۴۷
۳۷۷	جو چیز اللہ کی قدرت میں ہے اسے غیر کے لیے بے طائے الہی ماننا بھی شرک نہیں ہو سکتا۔	
۴۰۹	اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہنا شرک نہیں۔	۲۱۳
۶۰۸	(حدیث) کہ نبی اور علی مددگار و کارساز ہیں۔	۲۱۳
۶۰۹	(حدیث) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں ہر مسلمان کے مددگار ہیں۔	۲۱۷
۶۶۱	اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے۔	۲۲۸
	فضائل و مناقب	
	خاتون جنت قیامت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوٹنی اعضا پر سوار ہوں گی۔	
	حضرت بلال محشر میں ایک جنتی اوٹنی پر سوار ہو کر اس کی پشت پر اذان دیں گے۔	
	قیامت کے دن ہر ایک تمنا کرے گا کہ وہ ہم سے ہوتا۔	
	میں سب سے پہلا شفیع اور میرے پیروکار سب نبیوں کی امتوں سے انفروں۔	

۳۸۶	اولیاء کے سبب زمین کی نگہبانی۔	۲۷۶	حضرت عبدالطلب داخل بہشت ہوں گے۔
۳۸۸	متعدد حدیثیں کہ صحابہ اور اہل بیت امت کی پناہ ہیں۔	۲۸۳	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن سے نکاح کا معاملہ فرمایا وہ جنتی ہیں۔
۳۹۷	بارہ حدیثیں کہ اسلام نے عزت، مسلمانوں نے راحت فاروق اعظم کے سبب پائی۔	۲۹۲	آپ کے والدین، مرضعات اور دانیوں وغیرہ کے اسماء کا عجب حسن انتخاب۔
۳۹۱	آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک حضور غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض نہ کرے۔	۲۹۳	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ کے لئے قیام فرمایا اور اپنی چادر بچھا کر اس پر بٹھایا۔
۳۹۲	ایک ایک گھڑی کے حال کی حضور غوث اعظم کو خبر ہونا۔	۲۹۳	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں آپ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ، رضاعی باپ حارث سعدی، رضاعی بھائی عبداللہ سعدی اور رضاعی بہن شیماء سعدیہ سب کو دولت ایمان نصیب ہوئی۔
۳۹۲	ہر شتی و سعید کا ان پر پیش کیا جانا لوح محفوظ کا ان کے پیش نظر ہونا۔	۳۶۸	اولیاء کا مشکل کشا ہونا۔
۶۱۱	حضرت بتول زہراؑ نے اپنے غلاموں کو دوزخ سے آزاد فرمایا۔	۳۶۹	اولیاء کرام کی روحوں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے متوسلین کی مدد کرتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔
۶۱۲	امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو دوزخ میں گرنے سے روکے ہوئے تھے۔	۳۷۰	اولیاء کرام بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف فرماتے ہیں، کمال وسعت علم رکھتے ہیں، اس عالم کی توجہ رکھتے ہیں۔
۶۱۳	فاروق اعظم فرماتے ہیں زمین کے مالک ہم ہیں۔	۳۷۹	اللہ تعالیٰ یوں ہی گناہ بخش سکتا تھا مگر فرماتا ہے کہ قبول توبہ چاہو تو نبی کے حضور حاضر ہو۔
۶۱۳	عثمان غنی سے استعانت فرمانا۔	۳۸۰	متعدد آیات و احادیث کہ نیکوں کے سبب بلا دفع ہوتی ہے۔
۶۱۹	اسلام کو انصار نے پالا۔	۳۸۱	نیکوں کے باعث مدد ملتی ہے۔
۶۲۶	جعفر طیار کو جبریل امین نے جنت میں زیادہ مرتبہ عطا کر دیا۔	۳۸۲	اولیاء کے باعث مینہ اترتا ہے۔
		۳۸۶	اولیاء کے سبب زمین قائم ہے۔

۲۴۶	حدیث خصائص کے راوی چودہ ۱۴ صحابہ کرام ہیں۔	۶۲۷	طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جبریل امین قیامت کے ہر ہول سے بچائیں گے۔
۲۸۴	حدیث "ان ابی و اباک" میں باپ سے ابو طالب مراد لینا طریق واضح ہے۔	۶۲۸	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عوف سے فرمایا اللہ تیرے دنیا کے کام بنادے تیری آخرت کا معاملہ تو میرے ذمہ ہے۔
۲۸۶	حدیث ضعیف در بارہ فضائل مقبول ہے۔	۶۳۰	عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکان بہشتی کی ضمانت فرمائی۔
۵۶۶	حدیث "وفینا نبی الخ" کی نفیس بحث۔	۶۳۱	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کا چشمہ عثمان غنی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔
۵۸۳	اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا اس قول کے متعلق نہایت نفیس بحث اور احادیث کا جمع۔	۶۳۲	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت دینا اپنے ذمہ کر لیا۔
۵۸۸	احادیث مشیت کی نفیس تقریر منیر۔		فوائد تفسیریہ
۶۵۴	حدیث مرسل کی تعریف اور حکم۔	۸۰	"وما رمیت اذ رمیت" میں نفی از روئے صورت اور اثبات از روئے حقیقت ہے۔
۶۵۵	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد "انا قسیم النار" حکما مرفوع ہے۔	۱۰۳	کلمہ قیام قرآن مجید میں سات جگہ آیا ہے۔
۶۵۸	نور نبی سے کائنات کے پیدا ہونے کی کیفیت۔	۱۱۵	سبعہ سارہ کا بیان کس آیت میں ہے۔
۶۵۹	حدیث جابر کن کن ائمہ نے ذکر فرمائی۔	۲۱۰	ہر آیت قرآنی کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم ہیں۔
۶۵۹	حدیث جابر حسن صالح مقبول معتمد ہے۔		فوائد حدیثیہ
۶۵۹	تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔	۲۲۰	شفاعت سے متعلق وارد ہونے والی احادیث کی تلخیص از مصنف۔
۶۶۱	تلقی بالقبول صحت حدیث کے لیے دلیل کافی ہے۔	۲۴۶	طرق روایات و حدیث خصائص۔
		۲۴۶	حدیث خصائص متواتر المعنی ہے۔

۶۵۵	حدیث منقطع فضائل میں بالاجماع قابل عمل ہے۔	۶۶۷	حدیث لولاک۔
۶۵۶	عدم نقل وجود کی نفی نہیں کرتا۔	۷۳۳	تابعین و علمائے ثقات حدیث کو مرسلات اور کیوں ذکر کرتے ہیں۔
۶۶۱	بالجماع علماء در بارہ فضائل، مصطلح محدثین کی حاجت نہیں۔	۷۴۱	حکیم ترمذی کی روایت کردہ حدیث "الحمد لیکن له ظل لافی الشمس ولا فی القبر" پر محدثانہ گفتگو۔
۷۳۸	بعد ثبوت ملزوم تحقق لازم خود محقق و معلوم اور بحشم دلیل کی حاجت معدوم۔	۷۴۳	اہل التزام تصحیح کی تصانیف میں بہت روایات باطلہ ہوتی ہیں اور التزام نہ کرنے والوں کی تصنیفوں میں اکثر احادیث صحیحہ۔
۷۳۹	دعاوی و مقاصد خواہش ثبوت میں تساویہ الاقدام نہیں۔		فوائد اصولیہ
۷۴۰	علماء کی تلقی بالقبول کو ایراث قوت میں اثر عجیب ہے۔	۳۳۸	احتمال کون سا معتبر ہوتا ہے۔
۷۴۳	نہ التزام تصحیح صحت کو مستلزم، نہ عدم التزام اس کا مراحم۔	۵۱۷	(اختیارات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے حکم سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ فرض نہ ہو۔
۷۴۳	مدار کار اسناد پر ہے، التزام و عدم التزام کوئی چیز نہیں۔	۵۲۲	ایک خاص نکتہ کی اصل جس سے مجلس میلاد، قیام و فاتحہ و تیجہ وغیرہ باتمام مسائل بدعت و ہابیہ طے ہو جاتے ہیں۔
۷۴۷	لازم مذہب، مذہب قرار نہیں پاتا۔	۵۶۲	حرام دو قسم ہے: ایک وہ جسے خدا نے حرام کیا، اور ایک وہ جس کو رسول نے حرام کیا، دونوں یکساں ہیں۔
۷۴۷	احتمالات مجرد جو مناشی صحیحہ سے ناشی نہ ہوں یکنکت پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔	۵۶۳	رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین کے شارع ہیں۔
۷۴۹	متکلمین تصریح کرتے ہیں کہ مسائل خلافت اصول دینیہ سے نہیں۔	۶۳۳	حدیث مرسل و معضل باب فضائل میں بالاجماع مقبول ہے۔
۷۵۹	بار ثبوت مدعی کی گردن پر ہوتا ہے۔	۶۴۴	مثبت ثبوتی پر مقدم ہوتا ہے۔
۷۶۳	مؤرخوں کے قول کا اعتبار نہیں۔	۶۴۴	عدم اطلاع اطلاع عدم نہیں۔

۲۷۷	غزوہ حنین کا واقعہ		تاریخ و تذکرہ
۲۸۰	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدات میں سے نویسیوں کا نام عاتکہ تھا۔	۱۲۳	گھڑی کا موجد کون ہے۔
۲۸۴	آزر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ نہ تھا بلکہ بچا تھا۔	۱۲۶	ثوبیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلایا۔
۲۸۶	اللہ رب العزت نے اصحاب کہف کی طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا وہ آپ پر ایمان لا کر شرف صحابیت پا کر آرام فرما رہے ہیں۔	۱۳۶	قدیم سے سب امتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتی اور حضور کے توسل سے اعداء پر فتح مانگتی آئیں۔
۲۹۷	پینتیس ۳۵ ائمہ کبار اور اعظم علماء نامدار کے اسماء گرامی جو ابوبکر کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نجات کا اعتقاد رکھتے ہیں۔	۲۳۲	حضور نے ملائکہ مرسلین کی امامت فرمائی۔
۳۰۱	حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمان افروز اشعار جو آپ نے اپنے وصال کے موقع پر اپنے ابن کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نذر کرتے ہوئے کہے۔	۲۵۳	امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں تقریباً اڑھائی سو خصائص جمع فرمائے۔
۳۰۳	مسئلہ ابوبکر کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں متفکر رہنے والے ایک عالم کا انوکھا واقعہ۔	۲۵۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں راہب کی زید بن عمرو بن نفیل کو پیشگوئی۔
۴۴۲	ابوطالب کے اشعار جن کے سننے کی خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواہش کی جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مصیبت کے وقت بڑے بڑے ان کی پناہ لیتے ہیں۔	۲۵۶	ابوطالب و راہب کا قصہ
۶۱۴	امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پناہ میں ایک فریادی کا آنا اور امیر المومنین کا ارشاد فرمانا کہ ہماری بارگاہ گچی جائے پناہ ہے۔	۲۵۶	تیمم داری کو ہاتف غیبی کی بعثت سید المرسلین کے بارے میں خبر۔
۶۱۴	قط سالی میں امیر المومنین کا عمرو بن عاص کو لکھنا: ارے فریاد کو پہنچو۔	۲۵۸	بارگاہ رسالت میں ایک کنیز کا واقعہ۔
۶۵۸	امام عبدالرزاق کا تعارف	۲۶۹	روئے زمین پر ہر زمانے میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے۔
۶۹۶	ان علماء و ائمہ کے اسماء گرامی جنہوں نے عدم سایہ کی تصریح فرمائی ہے۔		

۴۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین زندہ ہو کر آپ پر ایمان لائے۔	۳۷۶	کلمہ گو کی نسبت ارادہ معنی شرکی کا دعاء حرام کبیرہ وافتراء ہے۔
۴۳۱	ہند ابن ابی بالہ کا تعارف۔	۴۱۸	نبی بخش، عطار رسول، عطا علی وغیرہ نام رکھنا شرک نہیں۔
۴۴۰	تعارف عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۶۶۳	درود شریف پورا لکھنا چاہیے صاد، عم، صلعم وغیرہ ہر گز کافی نہیں۔
تصوف و طریقت		۴۵۷	اہل اسلام کو بے راہ فلسفہ کی خرافات اور کرہ ہوا و بخار سے کیا کام۔
۸۶	ہر دور میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے۔	بلاغت و نحو	
۸۶	غوث کا نام عبد اللہ و عبد الجامع اور اس کے دونوں وزیروں کا نام عبد الملک اور عبد الرب ہوتا ہے۔	۷۸	حیوۃ الحیوان کی ایک عبارت کا مطلب۔
۸۶	اوتاد اربعہ کا نام عبد الرحیم، عبد الکریم، عبد الرشید اور عبد الجلیل ہے۔	۸۰	جب اسناد حقیقی صحیح ہو تو غالب ہوتی ہے اور اسناد صوری مغلوب۔
۸۷	عہدہ نقابت پر فائز ولی کا نام خضر ہوتا ہے۔	۳۷۴	نسبت و اسناد کی نفیس تحقیق۔
۸۷	اولیاء اللہ کے ایک دوسرے پر افضلیت کی ترتیب۔	۶۷۷	نور نمیبک میں من، نورہ کی طرح اضافت بیان ہے۔
حظر و اباحت		۶۸۴	ذاتی میں یائے نسبت ہے۔
۲۷۷	کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہے۔	۶۸۴	متغائرین میں ہر اضافت مصحح نسبت ہوتی ہے۔
۲۸۹	آدمی جانب ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانب گستاخی جائے۔	۶۸۴	نور ذات میں اضافت تشریفیہ ہے۔
۲۸۹	امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔	۶۸۵	مضاف و مضاف الیہ میں اگر مغائرت شرط ہے تو کیا منسوب و منسوب الیہ میں شرط نہیں۔
۲۸۹	مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں۔	لغت	
۲۹۰	اچھے نام کی اہمیت اور برے نام کی کراہت۔	۸۹	نعلین اور نعل کے متعدد معانی کا بیان۔

۶۸۵	نور کے دو معنی ہیں۔	۷۵۷	سالہ جزئیہ موجب کلیہ کی تفیض ہوتا ہے۔
	منطق و فلسفہ	۷۵۸	حاجب ہونے اور کشف ہونے میں عموم و خصوص مطلق ہے۔
۱۱۳	ہمارے نزدیک کواکب کی حرکت نہ طبعی ہے نہ تبعیہ۔	۷۵۸	جسم مثلث کا سایہ نہیں ہوتا۔
۱۱۴	ہمارے نزدیک نہ زمین متحرک ہے نہ آسمان۔	۷۵۹	دائمہ کا اثبات مطلقہ عامہ کے اثبات سے بہت زیادہ مشکل ہوتا ہے۔
۶۸۲	ذاتی کہ یہ اصطلاح کہ عین ذات یا جزء ماہیت ہو خاص ایسا غوجی کی اصطلاح ہے عرف عام میں نہ یہ معنی مراد ہوتے ہیں نہ ہرگز مفہوم۔		ہیئت
۶۸۶	ایسا غوجی کی اصطلاح میں ذاتی بمقابل عرضی ہے جبکہ عام محاورہ میں ذاتی بمقابل صفاتی ہے، تو نور ذاتی میں ذاتی سے مراد معنی نانی ہے نہ کہ اول۔	۶۶۳	علم ہیئت کی رو سے نوے ہزار کامل چاند کی روشنی آفتاب کی روشنی کے برابر ہے۔
۶۹۶	جسم عنصری کے لئے سایہ ضروری نہیں۔	۷۵۵	بنات النعش میں ایک ستارہ جس کو سہا کہتے ہیں۔
۷۰۶	امام ابن سبع کے استدلال سے مصنف علیہ الرحمہ کی ترتیب شدہ دلیل بصورت شکل اول بدیہی الانتاج۔		ترغیب و ترہیب
۷۰۶	دلیل کا صغریٰ، کبریٰ اور نتیجہ	۳۱۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ سے اگرچہ اپنا باپ ہو جو ایک لخت علاقہ توڑ دے اس کے لیے قرآن مجید نے سات فائدے بتائے۔
۷۰۶	اثبات صغریٰ پر دلائل	۳۳۰	جوان کے گستاخ سے اگر اپنا باپ ہو علاقہ رکھے اس پر قرآن مجید کے تازیانے اس آیت سے منکرانِ علم غیب سبق لیں۔
۷۳۷	سایہ کو کثافت لازم ہے۔		ردِ بد مذہبوں و مناظرہ
۷۳۷	لطافت کالمہ عدم سایہ کو مستلزم ہے۔	۳۱۸	قرآن کی بہت آیتیں تھانوی صاحب نے باطل کر دیں۔
۷۵۶	سایہ کیا شے ہے؟		

۵۱۰	عجب عجب کہ ہر راستے میں باہم جوتی بیزار ہونا وہابیہ کا جزو ایمان ہے نہ کریں تو اپنے امام کے حکم سے مشرک ہو جائیں۔	۳۱۹	قرآن مجید اور ان کے خود اپنے اقرار سے ثابت کہ یہ بدگو چوپایوں سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں۔
۵۱۵	امام الوہابیہ کی دریدہ دہنی۔	۳۳۷	ان بدگویوں کے اقوال شرع میں بت کو سجدہ کرنے سے بدتر ہیں۔
۵۶۳	امام الوہابیہ کا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افتراء	۳۶۳	وہابیوں کا پیشوا چھ سو برس سے پہلے عالموں کا کافر کہتا تھا۔
۵۶۴	امام الوہابیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات یکھت اڑا دیے۔	۳۶۶	امام الطائفہ (مولوی اسماعیل دہلوی) کا خود بدعتی ہونا۔
۵۶۴	اس کے نزدیک حضور کو کسی نبی سے کچھ امتیاز نہیں اور امتیازوں میں فقط جاہلوں میں ممتاز ہیں نہ کہ عالموں سے (یہ ہے وہابیوں کا عقیدہ)	۴۰۳	اللہ تعالیٰ پر وہابیہ کے الزامات
۵۶۶	(امام الوہابیہ) قرآن کے خلاف دعویٰ کرتا ہے کہ انبیاء کی طرف سے خدا کے بتانے سے بھی اطلاع غیب کی نسبت شرک ہے۔	۴۳۸	وہابیہ کی جان پر لاکھ من کے پہاڑ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُہائی۔
۵۶۷	امام الوہابیہ کے نزدیک اس کا معبود کسی کو اطلاع علی الغیب کا رتبہ دینے سے عاجز ہے۔	۴۶۳	عمر فاروق اعظم اور تمام صحابہ پر وہابیہ کے متعدد الزامات
۵۶۸	امام الوہابیہ نے قرآن کی صریح مخالفت کی مگر اسے مضمر نہیں کہ اس کے نزدیک قرآن کا سچا ہونا ہی ضروری نہیں۔	۴۸۵	وہابیہ عین ادعائے توحید میں شرک کرتے ہیں۔
۵۶۸	امام الوہابیہ دعوے کے وقت آسمان پر اڑتا ہے اور دلیل لاتے وقت تحت اُقریٰ پر بھی نہیں رکنت۔	۴۹۸	وہابیہ کے نزدیک ندا و استعانت میں صحابہ پر صریح شرک کا الزام۔
۵۶۹	امام الوہابیہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بدحواس کہا۔	۵۰۹	(فائدہ مہم) کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ تاکید تمام جس بات کا حکم فرمائیں وہابیوں کا پیشوا (تقویۃ الایمان میں) صراحۃً کہے یہ تو شرک ہے، اب دیکھیں وہابی کس کا کلمہ پڑھتے ہیں۔
		۵۱۰	ذرا ملاحظہ ہو مدینہ طیبہ کے راستے میں نامعقول باتیں کرنا وہابیہ کا جزو ایمان ہے جو نہ کرے ان کے نزدیک مشرک ہو جائے۔

۵۶۹	امام الوہابیہ کی اندھی مت۔	۵۶۹	مخالف کا قول "مسلمان کو ایک پر اصرار نہ چاہیے" کلمہ عجیب ہے۔	۷۴۵
۵۸۲	امام الوہابیہ کی صریح خیانت و عیاری	۵۸۲	مخالف کے سوال کا جواب دینے سے پہلے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے مخالف پر چند سوالات۔	۷۶۵
۷۴۱	مجیب مخالف کے سارے جواب کا مبنی قصور نظر سے ناشی ایک زعم فاسد پر ہے۔	۷۴۱		



کتاب الشتی (حصہ پنجم)

شرح کلام علماء و صوفیاء

مسئلہ ۴۱۱: از پٹنہ عظیم آباد لودھی کٹرہ مرسلہ قاضی عبدالوحید صاحب ۲۷ رمضان ۱۳۲۱ھ

مخدومی و مولائی قبلہ مدظلہ العالی! تسلیم!

امور مفصلہ ذیل کا ازراہ کرم مکمل جواب دیجئے کہ فقیر کو سخت تردد ہے۔ دوسرے بعض علماء سے بھی گفتگو آئی مگر تنقیح امور نہ ہو پائی۔ لہذا فقیر کو ابھی شک ہے، اللہ دفع فرمائیے، اور اجر عظیم پائیے:

(۱) زیارت قبور للنساء کو مولانا فضل رسول بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بضمن تردید الحق وہابی دہلوی جائز فرماتے ہیں نیز علامہ عینی بھی۔ جواب مکمل عطا ہو کہ رفع شبہ ہو۔

(۲) تحفہ رجب میں مختلط خطبہ کو آپ غیر مناسب بوجہ عدم توارث بتاتے ہیں حالانکہ تاج الفحول بدایونی رحمہ اللہ اسے درست و جائز بتاتے ہیں۔ یہ شبہ بھی رفع ہو۔

(۳) جزاء اللہ عدوہ کے آخر میں جناب حضرات سادات کرام کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان پر طریان کفر ناممکن، نہ یہ نیچری وغیرہ ہو سکیں، حالانکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ دوسرے جملہ سادات کی سیادت پر یقین اٹھ جائے گا۔ استدلال جناب بہ عموم آیت وحدیث شریف تحقیقات دیگر علما جو اسے مخصوص بحضرات طیبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں۔ تیسرے پھر سادات کرام بھی قطعی جنتی ہوئے انہیں اندیشہ آخرت کیا باقی رہا!

(۴) اسمائے ذیل مثل ضیاء الدین، منیر الدین وغیرہ کو جناب قطعاً ناجائز بتاتے ہیں، جس شخص نے

براہِ تقاؤل خیر رکھا، کیا حرج ہے؟ ورنہ کسی کا نام سعید و غیرہ بھی نہیں رکھ سکتے، جواب مرحمت فرمائیے۔

الجواب:

حامی سنن، ماجی فتن، ندوہ شکن، ندوی گلن، مولانا وحید زمین، صین عن الفتن وحوادث الزمن امین یا ذا المنن! اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جواب مسائل اجمالاً حاضر، تفصیل کا وقت کہاں۔ قرآن مجید سن کر اس وقت آیا ہوں، بارہ بج چاہتے ہیں، گیارہ بج کر ساڑھے باون منٹ آئے ہیں کہ یہ نیاز نامہ لکھ رہا ہوں اور اگر کسی میں تفصیل طلب فرمائیں گے تو امتثال امر کے لیے ہوں اور بارگاہ عزت سے امید ایسی ہی ہے کہ آپ کا ذہن سلیم بحمد اللہ تعالیٰ اسی اجمال سے ہی بہت کچھ تفصیل پیدا فرمائے گا۔

مسئلہ زیارۃ القبور للنساء:

حبیبی اگر حکم اللہ تعالیٰ! شے کے لیے حکم دو قسم ہے: ذاتی کہ اس کے نفس ذات کے لحاظ سے ہو۔ اور عرضی کہ بوجہ عروض عوارض خارجیہ ہو۔ تمام احکام کہ بنظر سد ذرائع دیے جاتے ہیں جو مذہب حنفی میں بالخصوص ایک اصل اصیل ہے، اسی قسم دوم سے ہیں۔ یہ دونوں قسمیں بالآئکہ نفی واثبات میں مختلف ہوتی ہیں ہر گز متنافی نہیں کہ مناشی جدا جدا ہے۔ اس کی مثال حضور نساء فی المساجد ہے کہ نظر بذات ہر گز ممنوع نہیں کہ ان کا روکنا ممنوع ہے۔ صحیح حدیث میں ارشاد ہوا:

اللہ کی باندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مساجد سے نہ روکو۔

لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ¹۔

اور نظر بحال زناں ممنوع کہا صرح بہ الفقہاء الکرام (جیسا کہ فقہاء کرام اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت)

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں نے جو نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اگر

وقد قالت ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا
لو رای رسول اللہ

¹ صحیح البخاری کتاب الجمعة باب هل علی من لایشهد الجمعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳۳

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں دیکھتے تو ان کو ایسا ہی مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئیں۔	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما أحدث النساء لمنعهن المساجد كما منعت نساء بنی اسرائیل ^۱ ۔
--	--

یونہی دخول نساء فی الحمام کہ پردہ و ستر و عدم فتنہ کے ساتھ ہو تو فی نفسہ اصلاً وجہ ممانعت نہیں رکھتا بلکہ طیب و نظافت میں داخل ہے: بنی الاسلام علی النظافة^۲ (اسلام کی بنیاد صفائی پر رکھی گئی ہے۔ ت) مگر نظر بر حال کہ باہم کشف عورات کے عادی ہیں۔ امام ابن ہمام وغیرہ اعلام نے فرمایا کہ سبیل اطلاق منع ہے، یہ حکم اسی قسم دوم کا ہے۔ بعینہ یہی لفظ آپ نے اس حکم میں پائے ہوں گے جو فقیر نے مسئلہ زیارت میں اختیار کیا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے حرام لکھا ہو بلکہ غالباً تعلیم ادب کے ساتھ حلت کی طرف اشارہ کیا اور نظر بحال سبیل اطلاق منع بتایا ہے، آپ میرے فتویٰ کو ملاحظہ فرمائیں، مجھے اس وقت بارہ البج کر دس منٹ آگے اپنے مجموعہ سے نکالنے اور دیکھنے کی فرصت نہیں۔

ظاہر ہو گیا کہ کوئی تعارض نہیں اور دونوں حکم علیحدہ علیحدہ درست ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	فظهر ان لا تعارض و ان الحکمین کلاهما صواب علیحدة واللہ تعالیٰ اعلم۔
--	---

مسئلہ خطبہ مختلطہ

بوجہ عدم توارث نامناسب ہونے کی نہایت کراہیت تنزیہی ہے کہ انص علیہ فی حاشیۃ الطحطاویۃ ورد المحتار (جیسا کہ اس پر حاشیہ طحطاویہ اور رد المحتار میں نص کی گئی ہے۔ ت) اور کراہت تنزیہی قسم مباح سے ہے وہ منافی جواز درستی و اباحت نہیں بلکہ اباحت کے ساتھ جمع ہوتی ہے۔

جیسا کہ علامہ شامی نے اس کی تحقیق فرمائی ہے، اس مسئلہ کی تحقیق میں ہمارا ایک مقالہ ہے جس کا نام ہم نے "جمل محلیہ ان مکروہۃ تنزیہا لیس بمعصیۃ" اقمنا فیہا الطامۃ الکبریٰ علی ما زعم اللکھنوی فی رسالتہ فی شرب الدخان ان مکروہۃ تنزیہا من الصغائر	جیسا کہ علامہ شامی نے اس کی تحقیق فرمائی ہے، اس مسئلہ کی تحقیق میں ہمارا ایک مقالہ ہے جس کا نام ہم نے "جمل محلیہ ان مکروہۃ تنزیہا لیس بمعصیۃ" رکھا ہے اس میں ہم نے لکھنوی کے اس قول پر بڑی مصیبت قائم کی ہے جو اس نے شرب دخان (تمباکو نوشی) سے متعلق اپنے رسالہ
---	---

^۱ صحیح البخاری کتاب الاذان باب خروج النساء الی المساجد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲۰/۱

^۲ اتحاف السادة المتقين کتاب اسرار الطہارۃ دار الفکر بیروت ۱۲۰/۲، کشف الخفاء حدیث ۹۲۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۵۸/۱

<p>فَاِذَا عَتَبِدْ صَارَ مِنَ الْكِبَاۗئِرِ ۚ وَ هٰذَا جَهْلٌ عَظِيْمٌ لَا يَسَاعِدُ نَقْلًا وَلَا عَقْلًا نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ۔</p>	<p>میں ذکر کیا کہ مکروہ تنزیہی بھی گناہ صغیرہ ہے جو تکرار و اعادہ سے کبیرہ ہو جاتا ہے یہ بہت بڑی جہالت ہے جس کی موافقت نہ تو عقل کرتی ہے نہ ہی نقل۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔ (ت)</p>
--	--

تو ان دونوں حکموں میں بھی اصل تانی نہیں۔ ہاں فتویٰ لکھنویہ نے کہ خلط کو مکروہ تحریمی ٹھہرایا وہ ضرور حکم تاج الفحول قدس سرہ الشریف کے خلاف اور غلط و باطل عند الانصاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ حضرات سادات کرام

فاش میگویم و از گفتہ خود دلشادوم
بندہ عشقم و از ہر دو جہاں آزادوم

(میں کھل کر بات کرتا ہوں اور اپنے کہے ہوئے پر میرا دل خوش ہے، میں عشق کا غلام ہوں اور دونوں جہانوں سے آزاد ہوں۔ ت)

سادات کرام (جعلنا اللہ تعالیٰ فی الدنیا والاخرۃ من موالیکم فان مولی القوم منکم، اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت میں ان کے غلاموں میں رکھے کیونکہ کسی قوم کا آزاد کردہ غلام اسی قوم سے شمار ہوتا ہے۔ ت) پر عدم طریان کفر (کہ اسی قدر کا فقیر مدعی) نہ عدم امکان جس سے حبیبی آپ نے تعبیر کیا، اور رفض و نیچریت کی میں نے نفی کی تصریح کر دی کہ اس سے وہی بد مذہبی مراد جس میں انکار بعض ضروریات دین ہو اس کا حاصل بھی وہی سلب کفر ہے نہ سلب بدعت غیر کفریہ جو آپ کی تعبیر میں عطف سے مہوم ہیں خصوصاً وغیرہ کی زیادت کہ اور توسیع کی راہ دے کما عرتم کہ ان پر طریان کفر ناممکن نہ یہ رافضی نیچری وغیرہ ہو سکیں فقیر بجمہ تعالیٰ اس مسئلہ میں مبتدع نہیں متبع ہے، اس کا بیان جزاء اللہ عدوہ میں ضمناً آیا لہذا اختصار سے کام لیا ص ۱۰۱ سے ۱۱۶ تک جو کچھ کلمات مختصرہ معروض ہوئے ہیں ان پر دوبارہ نظر فرمائیں تو بعونہ تعالیٰ ان تمام شبہات کا جواب ان میں پائیں۔ آیت واحادیث کہ فقیر نے ذکر کیں اس میں شک نہیں کہ ضرور عام و مطلق ضرور اپنے عموم و اطلاق پر رہیں گے جب تک دلیل صحیح سے تخصیص و تقید نہ ثابت ہو۔ اور شک نہیں کہ بلادلیل محض اپنے خیال کی بنا پر ادعائے تخصیص و تقید ہر گز تحقیق نہ قرار پائے گا بلکہ تفسیق۔ اور شک نہیں کہ مسئلہ باب مناقب سے ہے نہ باب فقہ سے جو افعال مکلفین من حیث الحل والحرمة والصحة والسقام^ع سے باعث ہو۔ اور جس میں بے معرفت دلیل

عہ: وفي الاصل "الصہام"۔

اتباع لازم ہو۔ اور یہ بھی سہی تو اتباع ائمہ مذہب کا ہو گا نہ بعض متاخرین کا، بعض متاخرین کے کلام کو ان اکابر کے کلام پر کیا وجہ ترجیح ہے جن سے فقیر نے اسناد کیا سو اس کے کہ یہ اطلاق آیت و احادیث سے متمسک ہیں جو یقیناً دلیل شرعی ہے اور وہ بلا دلیل مدعی تخصیص و تنقید یہ اور اس کے امثال بہت نکات اس تناظر میں زیر نظر آئے مگر فقیر دیکھ رہا ہے کہ جہاں تک میں نے دعویٰ کیا ہے ان تجاذبات عہ کے لیے مساعی ہی نہیں۔ جزاء اللہ پر نظر تازہ فرمائیے ص ۱۰۲ پر اشعار کر دیا ہے کہ آیت کریمہ و احادیث مذکورہ کے دو محمل ہیں ہیں: نفی خلود و نفی دخول۔ ثانی کو ظاہر لفظ سے متبادر اور اسی طرف کلمات اہل تحقیق کو ناظر بتایا ہے مگر اپنا دعویٰ یعنی نفی کفر و دونوں تقدیر پر ثابت ٹھہرایا ہے کلمات بعض دیگر علماء میں تخصیص سبطن کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی ظاہر متبادر اعمیٰ نفی دخول کی نظر سے ہے وہ یہاں میرا دعویٰ نہ تھا بلکہ دونوں احتمال گزارش کر دیئے تھے اگرچہ ایک طرف متبادر و ظہور ہے اور اسی طرف میرا اور نہ صرف میرا بلکہ ان اکابر کا میلان قلوب اور اس میں ہمارا انشراح صدور ہے۔ رہی نفی خلود، کیا کہیں کلمات دیگر علماء میں اس کی تصریح کہیں ملاحظہ فرمائی ہے کہ مغلذ فی النار نہ ہونے کی نفی حضرات ریحاتین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خاص ہے باقی سادات کرام کے لیے نہیں تو میرے دعویٰ کا رد اس تخصیص و تحقیق دیگران میں بھی نہیں۔ غایت یہ کہ یہاں عدم ذکر ہے نہ کہ ذکر عدم۔ رہا وہ دوسرا پہلو جس کی طرف ہمارے قلوب ارکن و امیل ہیں اور ہمیں اپنے رب جل و علا سے اس کی امید ہے اس میں حق نا صیح یہ ہے کہ نظر علماء ایسے مواقع میں دو وجہ پر منشعب ہو جاتی ہے اور دونوں کے لئے شرع میں اصل اصیل ہے:

ہر ایک کے لیے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے (ت)۔	"لِكُلٍّ وَّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا" ^۱
--	---

ایک حفظ عامہ و سدا کہ نکال نہ کر بیٹھیں جس طرح سیدنا امام رضارضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہوا اور علامہ زر قانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی یہی توجیہ فرمائی یہ تخصیص کرتے ہیں اور اس کا حاصل خصوص جزم ہے نہ جزم خصوص کہ معاذ اللہ بلا دلیل تخصیص عموم شرع لازم آئے۔ یہ نفیس تفرقہ محفوظ رکھنے کا ہے۔ جزم خصوص یہ کہ دعویٰ کر دیا جائے کہ یہ حکم انہیں کے ساتھ خاص ہے ان کے ماوراء

عہ: فی الاصل ہکذا۔

^۱ القرآن الکریم ۱۲/ ۱۳۸

کے لئے ہر گز ثابت نہیں۔ اور خصوص جزم یہ کہ بالجزم والیقین اس کا حکم ماننا یہ انہیں کے ساتھ خاص ہے ان کے ماوراء میں اس کے ثبوت پر قطع و یقین نہیں اگرچہ ظن ورجاء ہے۔

دوسرے بیان مفاد شرع و اظہار مایطی الدلیل وکل ذی حق حقہ خصوصاً جہاں محل وسعت ورجاء ہے کہ حدث عن المحر ولاجرم۔ خصوصاً محل مناقب جہاں ضعاف بالاجماع مقبول خصوصاً اپنے سرکار میں محبت و بندگی و نیاز و غلامی کا تقاضا کہ یہ سب پر بالا ہے یہ ظاہر و متبادر کا افادہ فرماتے ہیں اور جزم و قطع کو اس کے محل اور ظن ورجاء کو اس کے محل پر رکھتے ہیں۔ یہ مسلک تحقیق ہے اور وہ مسلک تشکیف اور دونوں صواب ہیں۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں کو چھوڑ دیجئے کہ عمل کریں، فرمایا تو چھوڑ دو۔ امید کرتا ہوں کہ اس بیان سے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ اس طریق میں جو امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن حجر مکی و علامہ محمد زرقانی و حضرت امان الطریقہ شیخ اکبر وغیرہم محققین رضی اللہ عنہم کا مختار ہے اور اسے طریق تخصیص سے اصلاً تانی نہیں۔ ہر ایک منشاء صحیح سے ناشی اور اپنے محل پر حق ہے وباللہ التوفیق۔

مخالفت مشاہد کا جواب جزاء اللہ میں ص ۱۰۵ پر بالقصد مذکور تھا۔ وہ سارا صفحہ اسی بیان میں ہے، کیا مشاہدہ یہ ہوا کہ جو سید کہا جاتا تھا اس سے صدور ہوا تو ہمارے دعوٰی کے کب منافی۔ یا یہ مشاہدہ ہوا تھا کہ فلاں کہ فی الواقع سید ہے نہ انتساب میں کبھی ادعاء نہ _____ اور پھر اس نے کفر کیا تو ایسا مشاہدہ روئے زمین پر نہ ملے گا۔ پھر اس کے باعث جملہ سادات کی سیادت سے ارتقاء یقین میری فہم قاصر میں نہ آیا، یقین سے مراد یقین کلامی ہو تو وہ تو یوں ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ اللہ و رسول بالتعین کسی کا نام لے کر فرمائیں کہ یہ فلاں نسب کا ہے ایسا یقین آج کل کیونکر ممکن۔ اور یقین فقہی مقصد ہو کہ نسب میں شہرت مانی جائے گی والناس امناء علی انسابہم (لوگ اپنی نسبوں پر امین ہوتے ہیں۔ ت) تو جس خاص سے معاذ اللہ صدور منافی ہو اس سے ارتقاء یقینی ہوگا کہ دلیل اس کے خلاف پر پائی گئی باتوں سے کیوں ارتقاء ہو جائے گا حالانکہ دلیل اعلیٰ شہرت موجود اور منافی اعلیٰ صدور کفر مفقود۔

تیسرا شبہ کہ سادات کرام جنتی ٹھہریں گے، حبیبی اس قضیے کے موضوع و محمول دونوں میں دواختال ہیں۔ سادات کرام یعنی وہ جو عند اللہ سادات کرام یا وہ جو بنام سیادت مشہور ہیں عام ازیں کہ نفس الامر اور علم الہی میں کچھ ہو اور قطعی جنتی یعنی بلا سبقت عذاب جس سے دخول نار کی نفی ہو یا قطعی جنتی بعاقبت و انجام جس سے خلود نار کی نفی ہو۔ اب یہ چار محمل ہیں اور فقیر کے دعوٰی سے ایک کو بھی مَس نہیں۔ پہلے عرض کر چکا کہ غیر حسنین میں نفی دخول بطور رجاء نظر بظہور و متبادر ہے پھر قطعیت کہاں، بلکہ نفی خلود بھی مسئلہ ظنی ہے اگرچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ظن غالب۔ اکثر رائے ملتحق بسر حد یقین ہے جسے فقہاء یقین ہی کے پلے میں رکھتے ہیں،

مگر نہ یقین کلامی کہ مسئلہ عقائد قطعیہ سے قرار پائے اور اس میں ادنیٰ شک کو راہ دینے والا گمراہ و خارج از اہلسنت ٹھہر جائے۔
جزاء اللہ صفحہ ۱۰۴ میں امام ابن حجر کے الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔

لاننی اکادان اجزم ان حقیقة الکفر لا تقع ^۱ الخ۔	اس لئے کہ بے شک میں اس بات پر جزم کرتا ہوں کہ صحیح النسب سید سے حقیقی کفر کا وقوع نہیں ہوتا۔ الخ (ت)
---	---

اور بالفرض نفی غلو و بیکہ بفرض غلط نفی دخول ہی قطعی مان لی جائے تو کس کے لئے، ان کے لیے جو عند اللہ سادات کرام ہیں، نہ ہر اس شخص کے لئے جو سید کہلاتا ہو اگرچہ واقع میں نہ ہو اور اب کسی معین میں حصول وصف عنوانی پر قطع و یقین کی طرف راہ نہیں تو ثبوت وصف محمول کیونکر مقطوع بہ ہو جائے گا اور کسی معین کو اندیشہ آخرت کیوں اٹھ جائے گا کہ ہر ایک میں عدم علم نفس الامر کے سبب احتمال لگا ہوا ہے۔ جزاء اللہ ص ۱۰۵ میں عبارت اسعاف ملاحظہ ہو کہ:

من این تحقیق ذلك لقيام احتمال ^۲ الخ۔	جب احتمال قائم ہے تو یہ کیسے تحقیق ہو گا الخ۔ (ت)
---	---

اور اندیشہ آخرت تو انہیں بھی نہ اٹھ گیا جنہیں بتعین نام لے کر ارشاد ہو گیا کہ تم جنتی ہو۔ اعنی عشرہ مبشرہ و نظر ائہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ نہ انہیں اٹھ گیا جن سے بالتحقیق فرمایا گیا۔

اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم ^۳ ۔	جو چاہو عمل کرو بے شک میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ (ت)
--	--

اعنی اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ تسمیہ منیر الدین

جسبی اکرم اللہ تعالیٰ! ہاں یہ مسئلہ فقہیہ ہے، اس میں خواہی نخواہی وہی حکم ہے کہ:

يجب اتباع المنقول وان لم يظهر للعقول كفا في	اس میں منقول کا اتباع واجب ہے اگرچہ عقل پر اس کی وجہ ظاہر نہ ہو، ایسے ہی
---	---

^۱ جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوة نوری کتب خانہ لاہور ص ۱۲۲

^۲ جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوة نوری کتب خانہ لاہور ص ۱۲۴

^۳ کنز العمال حدیث ۳۷۹۵۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱۴/۶۹

ردالمحتار وغیرہ من کتب الفحول ^۱ ۔	ردالمحتار وغیرہ فحول علماء کی کتابوں میں لکھا ہے۔
--	---

فقیر نے اپنی رائے سے یہ حکم استنباط کیا ہوتا تو ضرور محل مواخذہ تھا۔ اب کہ علمائے کرام فقہائے اعلام تصریح فرما چکے اور ان کی عبارات فقیر نے فتویٰ میں نقل کر دیں کہ اسی قدر عہدہ مفتی تھا تو اب سوائے اتباع چارہ کیا ہے۔ تقاول ضرور حسن ہے جب تک مخالفت شرعیہ نہ وہ اور نہ عذر تقاول اصلاً مسموع نہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ" ^۲ (آپ اپنی جانوں کو صاف ستھرا نہ بناؤ۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی شان کریم تھی کان یحب الفال الحسن ^۳۔ (اچھی فال کو پسند فرماتے تھے۔ ت) بڑہ نام سے منع فرمایا اور اسے بدل کر جیلہ کر دیا۔ اور اس میں معذور شرعی وہی تزکیہ نفس ارشاد کیا کیا بڑہ کو تقاول پر حمل نہیں کر سکتے تھے، ضرور محمول ہو سکتا تھا مگر اس کا ظاہر تزکیہ نفس تھا اور وہ حرام ہے لہذا منع فرمایا اور بدل دیا۔ پھر منیر الدین وامثالہ میں بڑہ سے کہیں زیادہ تزکیہ ہے نکو کاری ایک عام بات ہے کہ فساق کے سوا سب کو حاصل۔ مگر اس مرتبہ عظیمہ پر پہنچنا کہ دین ان صاحب کے نور سے منور ہو جائے سخت مشکل۔ تو ایسا شدید تزکیہ نفس کیونکر جائز ہوگا بخلاف سعید وامثالہ کہ ان کا حاصل صرف مسلم ہے ہر مسلمان سعید ہے اور ہر سعید مسلمان ہے، آیہ کریمہ فَبَيْنَهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيْدٌ ^۴۔ (ان میں کوئی بد بخت اور کوئی نیک بخت ہے۔ ت) میں دو ہی قسمیں ارشاد ہوئیں اور ان سے کافر مومن مراد ہوئے تو سعید نام رکھنا ایسا ہی ہے جیسے مسلم اور اس میں تزکیہ نہیں۔ نظر بحال بیان واقع ہے اور نظر بمآل تقاول۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵: از جزیرہ کلبو، مرسلہ حاجی محمد رئیس بوساطت سید حسین ابن سید عبد اللہ بغدادی قادری۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

فی حیۃ الحیوان الکبریٰ للعلامة الدمیوی رحمہ اللہ تعالیٰ الجزء الثانی ص ۳۱ باب العلق۔ اذا ذکر العبد ربہ او حمدہ فبأذکر اللہ الا اللہ ولا حمد اللہ الا اللہ ^۵ ۔	علامہ دمیری علیہ الرحمہ کی کتاب "حیۃ الحیوان الکبریٰ" کے جزء ثانی باب العلق میں ہے۔ ت) جب بندہ اپنے رب کا ذکر یا حمد کرتا ہے تو اللہ کا ذکر نہیں کرتا مگر اللہ اور اس کی حمد نہیں کرتا مگر وہی۔
--	--

^۱ ردالمحتار باب التصرف فی الرین والجنایۃ علیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۱/۵

^۲ القرآن الکریم ۵۳/۳۲

^۳ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۳۳۲/۲

^۴ القرآن الکریم ۱۰۵/۱۱

^۵ حیۃ الحیوان الکبریٰ تحت اللفظ "العلق" مصطفیٰ البابی مصر ۷۱/۲

الجواب:

اے اللہ: تیرے لئے تعریف ہے کوئی تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے اپنی تعریف کی۔ تعریف کا حق معرفت کے بعد ادا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی کنہ اور اس کے کمال، جلال کے سوائے خدا کے اور کون جان سکتا ہے اسی لئے تو جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو کہا تو ہم نے بات اسی کی طرف لوٹا دی اور حکم کی بجا آوری یوں کی کہ یا اللہ! تو ہی اپنے رسول پر درود بھیج، اس لئے کہ ان کے شایان درود تو ان کا رب کریم ہی بھیج سکتا ہے۔ جان لو کہ جو کام بھی بندے سے صادر ہوتا ہے اس کی دو جہیں ہیں: ایک رب تبارک و تعالیٰ کی طرف کہ ہر شئی کا خالق وہی ہے بندے کو خلق سے کوئی حصہ نہیں اور ایک رخ کاسب کی طرف کیونکہ وہ فعل خدا کی قدرت سے اسی بندہ سے ظاہر ہوا۔ عام طور پر افعال کی نسبت کی بنیاد شریعت، نعت اور عرف عام میں یہی آخری وجہ یعنی اکتساب کی ہے۔ تو قیام کے خالق کے لیے قیام نہیں کہا جائے گا اس کے مباشر کے لیے کہا جائے گا لیکن بعض افعال ایسے ہیں کہ ان کا صدور رب تبارک و تعالیٰ سے بھی ہوتا ہے تو اس کی نسبت رب اور بندے دونوں کی طرف ہو سکتی ہے جس کو ہم نے اسناد عام سے تعبیر کیا کیونکہ یہاں کسی قسم کا ایہام پیدا

اللهم لك الحمد لا يحصى احد ثناء عليك انت كما اثنيت نفسك فان حق الثناء بحق المعرفة ولا يحيط بكنه الله وصفات الله وكمال الله وجمال الله وجلال الله الا الله ولذلك لما امرنا ان تصلي على نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم ردنا الامر اليه وكان امثال امره بقولنا اللهم صل وسلم عليه اذلا تضي بقدره العظيم الا صلوة ربه الكريم۔ اعلم ان لكل فعل يصدر من العبد وجهتين وجهته الى خالقه عز وجل اذلا وجوده الابيه وليس للعبد من خلقه شئ۔ ووجهته الى كاسبه اذمنه ظهر باظهار المولى سبحانه وتعالى وهذه الاخرى هي مناط الاستناد العام لغة و عرفاً و شرعاً۔ فلا يقال قام الا لمن قام به القيام لا لمن خلقه لكن من الافعال ما يصح صدوره من الخالق عز وجل فيسوغ اسنادها اليه لارتفاع الابهام و الى العبد على وجهه العام

وذلك كحمد وشكر ووحده وذكر لا كصلی وسجد و صام و عبد و قام وقعد لها تقدم و الاول الحقيقة والاخر الصورة فإذا صحت الحقيقة غلبت و اصبحت عنده الصورة فصح نفيه عن كاسبه وقصر اسناده على خالقه وذلك قوله تعالى "فَلَمْ تَقْنُتُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ" ¹، "وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ" ²، فأثبت و نفى صورة ومعنى و ما توفيقى الا بالله و ما تشاؤون الا ان يشاء الله۔ بل اذا نظرت بعين الحقيقة فلا وجود الا له عز جلا له كل شئ هالك الا وجهه هو الاول هو الآخر والظاهر والباطن۔ وهذا سيدنا سواد ابن قارب رضى الله تعالى عنه قائلًا فيما عرضه على النبی صلی الله عليه وسلم۔

فأشهد ان الله لا رب غيره

وانت مأمون على كل غائب ³

نہیں ہوتا اس کی مثال حمد، شکر، توحید بیان کرنا، ذکر کرنا، ہدایت کرنا اور یاد دلانا۔ صلوٰۃ، سجدہ، روزہ، عبادت، قیام و قعود ان افعال سے نہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے۔ پہلی نسبت حقیقی اور دوسری صورتی ہے۔ توجب اسناد حقیقی صحیح ہو تو وہی غالب ہو جاتی ہے اور اسناد صورتی مغلوب مضحل۔ ایسی صورت میں کاسب سے اس فعل کی نفی کر کے خالق کی طرف نسبت کر دیجاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا، ہم نے قتل کیا۔" یا رسول اللہ! آپ نے کنکری نہیں پھینکی ہم نے پھینکی، پس نفی از روئے صورت ہے اور اثبات از روئے حقیقت ہے۔ اسی طرح ما توفیقى الا بالله و ما تشاؤون الا ان يشاء الله ہے۔ بلکہ نگاہ حقیقت میں سے دیکھو گے تو اللہ کے علاوہ کسی کا وجود ہی نہیں۔ "اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔" وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن۔ "ہمارے سردار سواد ابن قارب رضى الله تعالى عنه سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: اللہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور آپ ہر غائب پر مامون ہیں۔

¹ القرآن الکریم ۸/ ۱۷

² القرآن الکریم ۸/ ۱۷

³ الاستیعاب فی معرفة الاصحاح ترجمہ سواد بن قارب الدوسی ۱۱۱۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۳۴

<p>و صار كلمة التوحيد لا وجود فلا اله الا الله للناسكين لا معبود الا الله وللسالكين لا مقصود الا الله و للاصلين لا مشهود الا الله وللکاملين لا موجود الا الله والکل سديد والکل توحيد من دون اتحاد فانه الحاد نسئل الله سبيل الرشاد فافهم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>	<p>غور کیجئے کلمہ کا نام کلمہ توحید ہے نہ کلمہ وجود، تو اللہ کے علاوہ کوئی معبود ہے ہی نہیں تو عبادت کرنے والے کہتے ہیں لا معبود الا اللہ اور سالکین کہتے ہیں لا مشہود الا اللہ اور کاملین کہتے ہیں کہ لا موجود الا اللہ سب درست ہے اور سب توحید ہے اتحاد کے بغیر کیونکہ وہ تو الحاد ہے ہم اللہ سے ہدایت کا راستہ چاہتے ہیں، پس غور کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم</p>
--	--

مسئلہ ۶: ازجے پور مکان نواب واجد علی خان صاحب مرسلہ جناب مولوی محمد رکن الدین صاحب الوری مورخہ ۱۲ صفر ۱۳۳۶ھ
تاج العلماء مایہ ناز ماسنین مخزن علوم حضرت مولانا الحاج مولوی احمد رضا خان صاحب مد اللہ ظلالکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ۔ ایک مدت سے گوذریہ مراسلت دریافت خیریت مزاج و ہاج سے قاصر ہوں مگر الحمد للہ کہ مردمان آئندگان کی
زبانی خیریت معلوم ہونے سے مسرت ہوتی رہتی ہے، ایک عرصہ کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے دربار دربار
میں حاضری کا اتفاق ہوا، واپسی میں جے پور بھی نواب واجد علی خاں صاحب کے طلب کرنے پر قیام کرنا پڑا۔ ایک مولوی وہابی
سے گفتگو ہوئی اثنائے گفتگو میں مولوی عبدالسمیع صاحب مرحوم و مغفور کی اس عبارت پر کہ جو انہوں نے حدیث نبوی:

<p>من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فہورد^۱۔</p>	<p>(جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ ت)</p>
---	---

کی نسبت لکھا ہے کہ شارحین نے مالیس منہ کی شرح میں یہ لکھا ہے:

<p>فیہ اشارۃ الی ان احداث ما لا ینزع الکتاب والسنة لیس بمنوم^۲</p>	<p>اس میں اشارہ ہے کہ جو نئی بات کتاب و سنت کے مخالف نہ ہو اس کو ایجاد کرنا قابل مذمت نہیں ہے۔ (ت)</p>
--	--

^۱ صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب نقض الاحکام الباطلۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۲

^۲ انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ بدعت کی اصل تحقیق مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور ص ۷۳

یہ اعتراض کیا کہ یہ الفاظ کسی شرح میں نہیں ہیں اس وقت صحیحین کو جو دیکھا گیا تو نہ مولوی احمد علی سہاری کی شرح میں اور نہ نووی میں اس کا پتہ لگا۔ لہذا گزارش ہے کہ جناب اس عبارت کو تحریر فرمادیں کہ کون سی شرح میں ہے؟ کیونکہ مولوی عبدالسمیع صاحب مرحوم نے بھی کسی شرح کا حوالہ نہیں دیا، دوسرے شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق حق المسائل کے اندر ثبوت سوم و چہلم میں بحوالہ حاشیہ یہ عبارت نقل فرمائی ہے:

ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان یقرأون القرآن ویہدون ثوابہ لموتاہم و علی هذا اهل الصلاح والدیانة من کل مذهب من المالکیة و الشافعیة وغیرہم ولا ینکر ذلك منکر فکان اجماعاً عند اهل السنة والجماعة خلافاً للمعتزلة۔	ہر دور اور ہر زمانے کے لوگ جمع ہو کر قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب اپنے مردوں کو بخش دیتے ہیں، مالکیہ و شافعیہ وغیرہ ہر مذہب کے صالحین اور دیانتداروں کا یہی موقف ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرتا، تو اہلسنت و جماعت کے نزدیک اس پر اجماع ہے بخلاف معتزلہ کے۔ (ت)
---	--

شاہ صاحب موصوف نے بھی کسی شرح کا حوالہ نہیں دیا اس کے بارے میں بھی عرض ہے کہ جناب تحریر فرمادیں کہ یہ عبارت کون سی شرح میں موجود ہے۔ وہابی صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ سنی یونہی جھوٹے حوالے دیتے ہیں فقیر کی بھی نظر سے نہیں گزرا۔ جواب باصواب اور روانہ فرمایا جائے، بفضل تعالیٰ یہاں سے تو اس وہابی کو نکلا دیا ہے، مگر ہم کو بھی تو ان عبارتوں کی اصلیت معلوم ہونا چاہیے۔

زیادہ نیاز مسکین محمد رکن الدین نقشبندی قادری الوری
الجواب:

مولنا المکرم ذی المجد والکرم اکرم الاکرم تعالیٰ و تکریم، و علیکم والسلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پہلی عبارت مرقاۃ^۱ شرح مشکوٰۃ علی قاری طبع مصر جلد اول ص ۱۷۷ سطر اخیر شروع باب الاعتصام بالکتاب والسنة میں ہے، اور دوسری بنالیہ^۲ شرح ہدایہ للامام محمود العینی طبع لکھنؤ جزء ثانی از جلد اول اوائل ص ۱۶۱۲ آغاز باب الحج عن الغیر میں۔ جناب مولانا! اہلسنت آئینہ ہیں، وہابی کو آئینے میں اپنا ہی منہ دکھا دیا، یہ شیوہ وہابیہ کا ہے کتابیں دل سے گھڑ لیں علماء دل سے تراش لئے، پھر عبارت گھڑنی کیا مشکل ہے۔ والسلام۔

^۱ مرقاۃ المفاتیح باب الاعتصام بالکتاب والسنة حدیث ۱۳۰ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۳۶۶

^۲ البنایۃ فی شرح الهدایۃ کتاب الحج باب الحج عن الغیر المکتبۃ الامدادیہ مکۃ المکرمۃ المجلد الاول الجزء الثاني ص ۱۶۱۲

۱۲ رمضان ۱۳۳۸ھ

مسئلہ ۷: از شہر محلہ کٹرہ چاند خاں مسئلہ منظور حسن صاحب قادری رضوی

اس وقت حضور کا دیوان پیش نظر ہے اس میں اس شعر کا مطلب سمجھ نہ آیا نہ فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو^۱

الجواب:

یہ شعر ایک حدیث کا ترجمہ ہے:

ابوبکر و عمر خیر الاولین و خیر الآخرین و خیر اہل السلوٰۃ و خیر اہل الارضین الا الانبیاء و المرسلین لا تخبرہما یا علی ^۲ ۔	ابوبکر و عمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور تمام آسمان والوں اور سب زمین والوں سے بہتر ہیں سو انبیاء و مرسلین کے، اے علی! تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔
---	--

علامہ مناوی نے تیسیر^۳ میں اس کے یہ معنی بتائے ہیں کہ ارشاد ہوتا ہے اے علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) تم ان سے نہ کہنا بلکہ ہم خود فرمائیں گے تاکہ ان کی مسرت زیادہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸: از کانپور فیضانہ قدیم مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل مسئلہ مولوی سید محمد آصف صاحب ۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

یا حبیب محبوب اللہ روجی فداک قبلہ کونین و کعبہ دارین محی الملیہ والدین دامت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ و تمناء حصول سعادت آستانہ بوسی اینکہ بفضلہ تعالیٰ فدوی بخیریت ہے ملازمان سامی کی سختوری مدام بارگاہ احادیث مطلوب۔ حدائق بخشش کے صفحہ ۸۰ مصرع:

عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے^۴

کی شرح مطلب میں تحریر ہے کہ:

^۱ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ص ۵۹

^۲ کنز العمال حدیث ۳۲۶۲۵، ۳۲۶۲۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۶۱-۵۶۰، تاریخ بغداد ترجمہ عبد اللہ بن ہارون ۵۳۳۱ دار الکتب العربیہ بیروت ۱۰/ ۱۹۲

^۳ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث ابو بکر و عمر سیدا کھول اہل الجنة مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۱۸

^۴ حدائق بخشش حاضری درگاہ ابدی پناہ وصل دوم رنگ عشقی مکتبہ رضویہ کراچی حصہ اول ص ۱۰۰

''کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا، انہیں کے جلوے نے کعبہ کو کعبہ بنادیا، تو حقیقت کعبہ وہ جلوہ محمدیہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے، وہی روح قبلہ اور اسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے، اتنا یاد رہے کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے۔''
 اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت کعبہ جلوہ محمدیہ ہے جس کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے۔ آخر عبارت کے الفاظ کہ ''حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے۔'' ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوہ محمدیہ ہی کو حقیقت محمدیہ کہا گیا ہے اور جب حقیقت کعبہ جلوہ محمدیہ بتائی گئی اور اسی کی طرف حقیقت سجدہ کہا گیا اور حقیقت محمدیہ کو مسجود الیہا کہا تو حقیقت کعبہ کا حقیقت محمدیہ ہونا لازم آتا ہے۔ والسلام مع الکرام۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

بملاحظہ مولانا المکرم ذوالمجد والکرم مولیٰ نامولوی سید محمد آصف صاحب دامت فضا کلم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر آپ آفتاب اور دھوپ کو دیکھیں تو فرق حقیقت و تجلی کی ایک ناقص مثال پیش نظر ہو۔ آفتاب گویا حقیقت شمس ہے اور دھوپ اس کا جلوہ۔ حقیقت صفات کثیرہ رکھتی ہے اور اپنے مجالی میں متفرق صفات سے تجلی کرتی ہے ان صفات کے لحاظ سے جو آثار ان مجالی کے ہیں وہ حقیقۃً حقیقت کے اور معاملات ان مجالی سے بحیثیت مجالی ہیں وہ حقیقۃً حقیقت سے جیسا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرمایا:

من احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی	جس نے میرے صحابہ سے محبت کی تو اس نے میری محبت کی
ابغضهم ^۱ ۔	وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ (ت)

حقیقت کعبہ مثل حقائق جملہ اکوان حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحمید کی ایک تجلی ہے کعبہ کی حقیقت وہ جلوہ ہے مگر وہ جلوہ عین حقیقت محمدیہ نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

^۱ جامع الترمذی ابواب المناقب سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۲۶، مسند احمد بن حنبل حدیث عبد اللہ بن

بلکہ اس کے غیر متناہی ظلال سے ایک ظل، جیسا کہ اسی قصیدہ میں ہے۔

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل

روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے^۱

حقیقت کریمہ نے اپنی صفت مسجودیت الیہا سے اس ظل میں تجلی فرمائی ہے لہذا کعبہ جس کی حقیقت یہی ظل و تجلی ہے مسجود

الیہا ہوا اور حقیقت وہ حقیقت علیہ مسجود الیہا ہے کہ اسی کی اس صفت کے ساتھ اس پر تجلی نے اسے مسجود الیہا کیا۔ والسلام

مسئلہ ۹: (ماخوذ از "مہر درخشاں" تصنیف مولانا مظفر احمد قادری)

اعتراض: یہ کہ حضرت میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی نے اپنی کتاب "سبع سنابل" سنبلہ دوم ص ۶۱ میں حکایت لکھی ہے کہ:

<p>مردے بود از سلطان المشائخ منکر و زراہ و روش ایشان متفرق و اعتقاد بد رویتے دیگر داشت روزے ازاں درویش پر سید کہ مرا آرزوئے ملاقات خضر پیغامبر علیہ السلام بسیار است اگر بعنایت شما ملاقات میسر شود غایت بندہ نوازی و سرفرازی باشد آں درویش گفت روزے کہ در خانقاہ سلطان المشائخ سرود و سماع در مید ہند آں روز خضر علیہ السلام آنجا حاضری شود نگاہبانی نعلین و کفشائے مردم می کند آں مرد از انکار خود پیشیاں گشت در روز سماع در خانقاہ ایشان آمد و با خضر علیہ السلام ملاقات کرد ازوے فائدہ ہا گرفت^۲۔</p>	<p>ایک شخص حضرت سلطان المشائخ کے احوال کا منکر آپ کی راہ و روش سے متفرق اور ایک دوسرے درویش کا معتقد تھا، ایک روز اس درویش سے کہنے لگا کہ میری یہ آرزو ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کروں اگر سرکار کے کرم سے ملاقات ہو جائے تو انتہائی بندہ نوازی اور سرفرازی ہو۔ درویش نے جواب دیا کہ جس روز حضرت سلطان المشائخ کے یہاں مجلس سرود و سماع ہوتی ہے اس روز حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کے جو توں کی نگہبانی فرماتے ہیں۔ وہ شخص اب اپنے انکار پر پریشان ہوا اور قوالی والے دن آپ کی خانقاہ میں حاضر ہو گیا، حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے خوب فیض حاصل کیا۔ (ت)</p>
---	--

^۱ حدائق بخشش حاضری بارگاہ ہمس جہ و صل دوم رنگ علمی حصہ اول ص ۹۲

^۲ سبع سنابل سنبلہ دوم در بیان پیری مریدی مکتبہ قادریہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۶۱

تو حاصل اعتراض یہ کہ اس حکایت میں حضرت خضر کی (جو ایک قول پر نبی تک ہیں) توہین کی کہ انہیں حضرت سلطان المشائخ کا خدمت گار اور وہ بھی ایسا کہ ان کی مجلس سماع کے حاضرین کی نعلین (جوتیوں) کا نگہبان بنایا۔

اس اعتراض پر حکم شریعت و پیاس حمایت جانب محبوبان خدا جو جوابات حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علامہ الحاج مولانا الشاہ مفتی عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ نے تحریر فرمائے ملاحظہ ہوں۔

جواب اول:

اولیائے کرام قدست اسرار ہم کو اس میں اختلاف ہے کہ یہ حضرت خضر جو اکثر اکابر سے ملاقاتی ہوتے ہیں آیا وہ خضر موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کی نبوت میں اختلاف ہے اور صحابیت میں شبہ نہیں یا ہر دورے میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے یعنی مناصب ولایت سے ایک عہدے کا نام "خضر" ہے کہ جو اس عہدے پر قائم ہوگا اسی نام سے پکارا جائے گا، جیسے غوث کا نام عبد اللہ و عبد الجامع اور اس کے دونوں ویزر دست چپ و راست کا نام عبد الملک و عبد الرب جن کو امامین کہتے ہیں اور اوتاد اربعہ کا نام عبد الرحیم و عبد الکریم و عبد الرشید و عبد الجلیل، یونہی جو عہدہ نقابت پر ہو اسے "خضر" کہا جائے گا اس کا اپنا نام کچھ ہو۔ ایک جماعت عظیم صوفیہ کرام اسی قول پر ہے اور بہت حکایات سے اس کا پتہ ملتا ہے۔ حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کی تائید کی، اصابہ فی تمییز الصحابہ میں فرماتے ہیں:

بعض اولیاء کا قول کہ ہر زمانے کے لیے ایک خضر ہوتا ہے اور وہ نقیب اولیاء ہوتا ہے، جب ایک نقیب کا وصال ہو جائے تو اس کی جگہ کوئی اور نقیب مقرر کر دیا جاتا ہے جس کو خضر کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ قول صوفیاء کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔ اس کے بارے میں ان سے کوئی اختلاف نہیں اس قول کی موجودگی میں اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اعتراض میں منقول خضر سے مراد وہی خضر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی ہیں بلکہ اس سے مراد اس زمانے کا خضر ہے اور صفت خضر کے بارے میں دیکھنے والوں کا

قول بعضهم ان لكل زمان خضرا وانه نقیب الاولیاء وکلامات نقیب اقیم نقیب بعدہ مکانہ ویسئی الخضر وهذا قول تداولته جماعة من الصوفیة من غیر نکیر بینہم ولا یقطع مع هذا بان الذی ینقل عنه انه الخضر هو صاحب موسی علیہما الصلوٰۃ والسلام بل هو خضر ذلک الزمان ویؤیدہ اختلافہم فی صفته فمنہم من یراه

شیخاؤ کھلاؤ شاباؤ وھو محمول علی تغایر المرئی و زمانہ ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔	اختلاف بھی اس قول کا مؤید ہے۔ چنانچہ کسی نے انکو بوڑھا، کسی نے ادھیڑ عمر والا اور کسی نے جوان دیکھا یہ دکھائی دینے والے اور اس کے زمانے کے تغایر پر محمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
--	---

اس ولی مسیحی بحضر کا جمع اولیاء در کنار اپنے دورے کے اولیاء سے بھی افضل ہونا ضرور نہیں بلکہ افضل نہ ہونا ضرور ہے۔ غوث بالیقین اس سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی بدلا، یونہی ابدال کہ یہ سب یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دورہ سے افضل ہوتے ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب البواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں:

ان اکبر الاولیاء بعد الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم القطب ثم الافراد علی خلاف فی ذلک ثم الامامان ثم الاوتاد ثم الابدال ^۲ اھ	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال اھ۔
اقول: والمراد بالابدال البدلاء السبعة لما ذکر بعده ان الابدال السبعة لا یزیدون ولا ینقصون وهؤلاء هم البدلاء اما الابدال فاربعون بل سبعون كما فی الاحادیث۔	میں کہتا ہوں ابدال سے مراد سات بدلاء ہیں اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ بے شک ابدال سات ہیں نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم اور یہی بدلاء ہیں۔ رہے ابدال تو وہ چالیس ^۳ بلکہ ستر ^۴ ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔ (ت)

تو کیا ضرور ہے کہ عہد کرامت مہد حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خضر حضور سے افضل ہو بلکہ ممکن ہے کہ حضور کا خادم ہو۔ حضور کا لقب ساقی عرش پر "قطب الدین" لکھا ہے اور یہ قطب اور غوث شیعہ واحد ہے نہ وہ قطب کہ ہر شہر ہر قریہ ہر لشکر کا جدا ہوتا ہے۔ غالباً اس لئے حضور نام سلطان المشائخ ہوا کہ قطب سلطان اولیائے دورہ ہے، واللہ

^۱ الاصابة فی تمییز الصحابة ذکر خضر صاحب موسیٰ علیہ السلام دار صادر بیروت ۱/۳۳۳

^۲ البواقیت والجواہر المبحث الخامس والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۶۶

تعالیٰ اعلم۔ اور خادم کہ اپنے مخدوم کے مہمانوں کی خدمت کرے وہ درحقیقت مخدوم ہی کی خدمت ہے اور اس سے خادم کی کوئی اہانت نہیں ہوتی کہ ممکن ہے کہ اس دورے کا خضر خود حضرت سلطانی کا مرید ہو اور مرید تو کوچہ شیخ عہ کے کتوں کی بھی تعظیم کرتا ہے اور اس کی اہانت نہیں بلکہ اور ترقی عزت و بیلندی مرتبت ہے۔

من تواضع لله رفعه الله۔ اللهم ارزقنا حسن الادب من اولياءك بجاههم عندك اامين وانت محب السائلين۔	جو اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرماتا ہے۔ اے اللہ ہم کو اپنے ولیوں سے حسن ادب عطا فرما اس مرتبے کے صدقے جو ان کا تیرے ہاں ہے۔ ہ ماری دعا قبول فرما اور تو مانگنے والوں سے محبت فرما بیوا لا ہے۔ (ت)
--	--

جواب دوم:

حکایت مذکورہ میں صرف ذکر نگہبانی ہے یہ بیان نہیں کہ وہ حفاظت بطور خدمت تھی نہ حفاظت معنی خدمتگاری میں متعین، باپ اپنے بچوں یا استاد اپنے شاگردوں کو تعلیم شناسی کے لیے کہ سنت ہے اگر دریا میں بھیجے اور خود کنارے بیٹھا ان کے لباس و نعال کی حفاظت کرے کوئی عاقل اسے خدمتگار نہ کہے گا بلکہ رحمت و شفقت و نوازش پرورش۔ حکایت میں یہ صورت ہونا کس نے محال کیا فان واقعة عین يتطرق اليها كل احتمال كمال كمال نص عليه العلماء في غير مامقال (کیونکہ معین واقعہ میں ہر احتمال راہ پاتا ہے جیسا کہ علماء نے اس پر نص فرمائی ہے۔ بغیر کسی قیل و قال کے۔ ت)

جواب سوم:

یہ دونوں جواب اہل ظاہر کے مدارک پر تھے ورنہ لسان حقائق کے طور پر معاملہ بالکل معکوس ہے۔ وہم کرنے والا اصطلاح قوم سے ناواقفی کے باعث کمال عظمت کو معاذ اللہ موجب اہانت گمان کرتا ہے اور اہل ظاہر پر انکار کلمات اہل اللہ میں اکثر بلا اسی دروازے سے آتی ہے ان کی اصطلاح کو اپنے مفہوم پر حمل کرتے اور خطا میں گرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ

ہندیاں را اصطلاح ہند مدح	سندیاں را اصطلاح سند مدح
در حق او مدح در حق تو ذم	در حق او شہد و در حق تو قسم
در حق او درد و در حق تو خار	در حق او نور و در حق تو نار
توچہ دانی زیاں مرغاں را	کہ نہ دیدی گہ سلیمان را

عہ: خود حضور سلطان المشائخ کی اس بارے میں حکایت ہے۔ (تاج العلماء محمد میاں علیہ الرحمہ)

(ہندیوں کے ہند کی اصطلاح مدح ہے سندھیوں کے لیے سندھ کی اصطلاح مدح ہے اس کے حق میں مدح اور تیرے حق میں مذمت، اس کے حق میں شہد اور تیرے حق میں زہر اس کے حق میں گلاب کا پھول اور تیرے حق میں کانٹا۔ اس کے حق میں نور اور تیرے حق میں نار، تو کیا جانے پرندوں کے نقصان کو، کہ تو نے سلیمان کے زمانے کو نہیں دیکھا۔ (ت) محمد شاہ بادشاہ دہلی کے حضور مجمع علماء تھا بعض کلمات منسوبہ باولیاء پر رائے زنی ہو رہی تھی، ہر ایک اپنی سی کہتا اور اعتراض کرتا ایک صاحب کہ اس جماعت میں سب سے اعلم تھے خاموش تھے، بادشاہ نے عرض کی: آپ کچھ نہیں فرماتے، فرمایا: یہ سب صاحب میرے ایک سوال کا جواب دیں تو میں کچھ کہوں۔ سب ان عالم کی طرف متوجہ ہوئے، انہوں نے فرمایا: آپ حضرات بولی کتے کی سمجھتے ہیں؟ سب نے کہا: نہ کہا بلی کی؟ کہا: نہ۔ کہا: سبحان اللہ تم مقرر ہو کہ ارذل خلق اللہ کی بولی تم نہیں سمجھتے اولیاء کہ افضل خلق ہیں ان کا کلام کیونکر سمجھ لوگے۔

امام عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علمائے مصر جمع ہو کر ایک مجذوب کی زیارت کو گئے انہوں نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا:

مرحبا بعبدی ^۱ ۔	مرحبا میرے بندے کے بندے کو۔
----------------------------	-----------------------------

سب پریشان ہو کر لوٹ آئے، ایک صاحب جامع ظاہر و باطن سے طے اور شکایت کی، انہوں نے فرمایا: ٹھیک تو ہے تم سمجھتے نہیں، تم خواہش نفس کے بندے ہو رہے ہو اور انہوں نے خواہش نفس کو اپنا بندہ کر لیا ہے تو انکے بندے کے بندے ہوئے۔ اب سنئے اصطلاح قوم میں "نعلین" "کونین" کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

"فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طَوًى" ^۲ ۔	اپنے دونوں جوتے اتار ڈالو کہ تم پاکیزہ جنگل طوی میں ہو۔
---	---

مفسر علام نظام الدین حسن بن محمد قمری غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بتفسیر نیشاپوری میں اس آیت کریمہ کی تاویل یعنی بطور اہل اشارات و حقائق میں فرماتے ہیں:

اترك الالتفات الى الكونين انك واصل الى جناب القدس ¹ ۔	یعنی نعلین سے "دونوں جہان" مراد ہیں انہیں اتار ڈالو یعنی ان کی طرف التفات نہ کرو کہ تم بارگاہ قدس میں پہنچ گئے۔
--	---

اقول: نعل قطع راہ میں معین ہوتی ہے اور مقصد اولیاء وصول بحضرت کبریا ہے اور دنیا آخرت دونوں اس راہ کی قطع میں معین۔ دنیا یوں کہ اس میں اعمال سبب وصول جنت ہیں، اور آخرت یوں کہ وہیں وعدہ دیدار ہے معہذا طالبان مولیٰ لذات کو نین کو زیر قدم رکھتے ہیں، جو زیر قدم ہو اسے نعل کہنا مناسب ہے۔ حدیث میں ہے:

الدنيا حرام على اهل الآخرة والآخرة حرام على اهل الدنيا. والدنيا والآخرة حرام على اهل الله۔ رواه الديلمی ² عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	یعنی دنیا حرام ہے آخرت والوں پر اور آخرت حرام ہے دنیا والوں پر، اور دنیا و آخرت دونوں حرام ہیں اللہ والوں پر۔ (اسے دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
---	---

نیز نعل "زوجہ" کو کہتے ہیں کما فی القاموس وغیرہ³ (جیسا کہ قاموس وغیرہ میں ہے۔ ت) اور دنیا و آخرت دونوں سوتیں ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضرتها⁴ ومن علومك علم اللوح والقلم⁴
کیونکہ دنیا اور آخرت آپ کی بخششوں میں سے ہے اور لوح و قلم آپ کے علموں میں سے ہیں۔ ت)
اسی طرف اشارہ ہے۔ حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے فرماتے ہیں:

من احب دنیاہ اضرب باخرته ومن احب اخرته اضرب بدنياہ فأثروا ما یبقی علی ما یفنی	جو اپنی دنیا کو پیار کرے گا اس کی آخرت کو نقصان ہوگا اور جو اپنی آخرت کو پیار رکھے اس کی دنیا کو ضرر ہوگا تو باقی کو فانی پر ترجیح دو۔
---	--

¹ غرائب القرآن تحت آية ۲۰/۱۲ مصطفی البابی مصر ۱۹/۱۱۹

² الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۳۱۱۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۳۳۰

³ القاموس المحيط باب اللام فصل النون مصطفی البابی مصر ۴/۵۹

⁴ قصیدہ بردہ شریف مطبع انصار دہلی ص ۷۹



رواہ احمد والحاکم عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح ^۱ ۔	(اس کو امام احمد و حاکم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت کیا۔ ت)
---	--

اور مدار دنیا بنیہ بشری پر ہے اور مدار مثنوبات آخرت عقل تکلیفی پر اور وجد و سماع کے غلبے میں ان کے زوال کا اندیشہ، خصوصاً جب قوت ضعف ہو اور برکت صاحب مجلس سے تجلی اشد و اقویٰ واقع ہو تو بدن فنایا عقل زائل ہو جانا کچھ بعید نہیں۔ حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جب سجدے میں گئے مقتدیوں میں سے ایک مرید کا جسم گھلنا شروع ہوا یہاں تک کہ گوشت، پوست، استخوان کسی کا نام و نشان نہ رہا صرف ایک قطرہ پانی رہ گیا۔ حضور نے بعد سلام روئی کے پھوئے میں اٹھا کر دفن فرمایا اور فرمایا: سببحان اللہ! ایک تجلی میں اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

لہذا سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوت و مدد سے انکی دنیا و آخرت کی یعنی بنیہ بشری و عقل تکلیفی کی حفاظت فرماتے تھے، کہئے یہ کمال عظمت ہے یا معاذ اللہ اہانت! الخ، مختصراً۔

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۲۲

تجوید و قراءت

۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ

از بندہ در ماندہ فدوی محمد عمر

مسئلہ ۱۰:

آیہ کریمہ:

اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں تو اپنے رب کی کون سے نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (ت)	"وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَيْنِ ۖ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ مُدْهَامَّتَيْنِ ۖ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝" ^۱ ۔
--	--

کیا فرماتے ہیں قراء شریعت اس میں کہ آیہ مذکورہ بالا میں جو آیت "الا" ہے اس پر ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے متعلق کیا اختلافات ہیں؟

الجواب:

ہر آیت "الا" پر وقف جائز ہے، یوں بھی سنت سے ثابت ہے۔ قراء میں بھی دونوں طریقے ہیں اور سب قراء تیں حق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الحکیم ۵۵ / ۶۱ تا ۶۵

مسئلہ ۱۱:

مرسلہ سید اشرف علی صاحب محلّہ ذخیرہ بریلی

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ

بخدمت شریف جناب اعلیٰ حضرت صاحب قبلہ سلامت۔ عرض یہ ہے کہ سورہ ناس میں خَتَّاسِ ۝ الَّذِیْ ہے یا خَتَّاسِ ۝ الَّذِیْ، کس طرح پڑھنا چاہیے؟ حضور دیگر عرض یہ ہے خَتَّاسِ الَّذِیْ میں الف آگیا یا نہیں؟

الجواب:

دونوں طرح جائز ہے، اور اصل وہی ہے کہ خناس کا سین الذی کے لام میں ملا کر پڑھیں اس میں الف گر جائے گا، اور بحالت وصل اس کے گرانے کا ہی حکم ہے اور "س" پر وقف کر کے "الذی" مع "۱۱" پڑھے جب بھی کچھ حرج نہیں، دونوں طریقے سنت سے ثابت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲:

ازکامپور محلّہ بانس منڈی مدرسۃ امداد العلوم مسئلہ ابوالبہادی محمد عبدالکافی

روزیک شنبہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ

دربارہ اس مسئلہ میں کہ وقت ختم قرآن تراویح میں تین بار سورہ اخلاص شریف کا پڑھنا مکروہ ہے یا مستحسن بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

مستحسن ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

قراءة قل هو الله احد ثلاث مرات عقيب الختم يستحسنها بعض المشائخ لجبر نقصان دخل في قراءة البعض الا ان يكون ختم القرآن في الصلوة المكتوبة فلا يزيد على مرة واحدة ¹ ۔	ختم قرآن کے بعد تین مرتبہ قل هو الله احد الخ، پڑھنے کو بعض مشائخ نے مستحسن قرار دیا ہے تاکہ اس نقصان کا ازالہ ہو جائے جو بعض کے پڑھتے وقت پیدا ہوا ہے، مگر جب ختم قرآن فرض نماز کے اندر ہو تو صرف ایک ہی بار سورہ اخلاص پڑھے زائد نہ پڑھے۔ (ت)
---	--

عقود الدرر میں ہے: والعمل بما عليه الاكثر²۔ اس پر عمل کیا جائے جس پر اکثریت کا عمل ہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

¹ الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الکواہیۃ الباب الرابع نورانی مکتب خانہ پشاور ۵/ ۳۱۷

² العقود الدریۃ مسائل وفوائد شقی من الحظر والاباحۃ العمل بما علیہ الاكثر ارگ بازار افغانستان ۳۵۶/۲

رسم القرآن

مسئلہ ۲۰۶۱۳:

مسئولہ حافظ میر عبدالجلیل صاحب مارہروی

۲۵ صفر مظفر ۱۳۲۲ھ

الفاظ جمع مذکر سالم مانند خاسئین، قانتون، کرہین، خیر الفاتحین و امثالہا

(۱) جن کو منشی اشرف علی نے اپنے مصحف میں محذوف الالف لکھا ہے اور اکثر جگہ حوالہ شمع قراءت اور خلاصۃ الرسوم وغیرہ کا دیا ہے۔ اور مولوی احمد علی سہارنپوری نے الفاظ موصوفہ کو باثبات الف اپنے مصحف میں لکھا ہے بلکہ ایسے الفاظ قلیل الدور کی ایک فہرست اپنے مصحف کے ابتداء میں لکھ دی ہے کہ وہ باثبات الف ہیں۔ ان کی بابت آپ کا حکم کیا ہے؟

(۲) لفظ "کلام" ملک العلام میں صرف چار جگہ ہے، ایک جگہ سورہ بقرہ میں "يَسْمَعُونَ كَلِمَ اللَّهِ" ^۱ (اللہ کا کلام سنتے ہیں۔ ت) دوم سورہ اعراف میں:

فرمایا: اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے (ت)	"قَالَ يٰمُوسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِيْ وَبِكَلَامِىْ" ^۲
---	--

سوم سورہ توبہ میں: "فَاَجْرُهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ" ^۳۔ (تو اسے پناہ دو کہ اللہ کا کلام سنے۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۷۵/۲

^۲ القرآن الکریم ۷۴/۷

^۳ القرآن الکریم ۶/۹

چہارم سورۃ الفتح میں ہے:

"يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ" ^۱ ۔	وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں۔ (ت)
--	---

ان سب کو بعض مصاحف و کتب رسم الخط میں باثبات الف لکھا ہے اور بعض میں محذوف الالف اور بعض نے بعض کو مع الالف _____ اور بعض کو بغیر الف لکھا جاتا ہے۔ آپ کی ان کے باب میں کیا رائے ہے؟

(۳) لفظ قیام دو مقام پر سورہ نساء میں، اولاً:

"وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيًّا" ^۲ ۔	بے عقلوں کو انکے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسراوقات کیا ہے۔ (ت)
---	--

دوم:

"فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيًّا وَفُوعًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ" ^۳ ۔	اللہ کی یاد کرو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ (ت)
---	--

سوم سورۃ المائدہ میں:

"جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيًّا لِلنَّاسِ" ^۴ ۔	اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا۔ (ت)
---	---

چہارم سورہ فرقان:

"وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيًّا" ^۵ ۔	اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔ (ت)
---	---

پنجم سورہ زمر میں:

"ثُمَّ نَفِخْ فِيهِ أَخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ" ^۶ ۔	پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔ (ت)
---	--

^۱ القرآن الکریم ۱۵/۳۸

^۲ القرآن الکریم ۵۴

^۳ القرآن الکریم ۱۰۳/۴

^۴ القرآن الکریم ۹۷/۵

^۵ القرآن الکریم ۶۳/۲۵

^۶ القرآن الکریم ۶۸/۳۹

ششم سورہ ذاریات میں:

"فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُتَضَرِّينَ ﴿١﴾" -	تو وہ نہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے۔ (ت)
--	--

عام مصاحف میں یعنی مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری اور ان کے مقلدین نے سورہ نساء کے پہلے اور سورہ مائدہ والے کو بدوں الف لکھا ہے۔ اور باقی سب جگہ مع الف۔ اور یہی رسالہ مرتع الغزلان سے ثابت ہے مگر منشی اشرف علی نے صرف آخر کے تینوں کو باثبات الف اور اول کے تینوں کو بدوں الف لکھا ہے۔

(۴) "لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرُ" -	مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت۔ (ت)
---	--

اور

"لِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ" ۳ الآية۔	ہم نے سب کے لئے مال کے مستحق بنادیے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ۔ (ت)
--	--

یہ سب مصاحف مروجہ ہندی میں الف اول موجود اور ثانی مفقود ہے مگر مؤلف خلاصۃ الرسوم دونوں کا حذف فرماتے ہیں اور والدین یا ونون سے سب جگہ مع الالف ہے۔

(۵) "لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ" ۴۔	نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ (ت)
--	---

سورہ حج میں:

"وَتَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَهُمُّ سُكَرَىٰ" ۵۔	اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور نشہ میں نہ ہوں گے۔ (ت)
---	--

^۱ القرآن الکریم ۵۱/۴۵

^۲ القرآن الکریم ۴/۷

^۳ القرآن الکریم ۴/۳۳

^۴ القرآن الکریم ۴/۴۳

^۵ القرآن الکریم ۲۲/۲

تینوں کو نثی اشرف علی اور مولوی ہادی علی صاحب نے اپنے مکتوب مصاحف میں محذوف الف لکھا ہے، اور عام مصاحف میں خاص سورہ نساء میں بدوں الف اور باقی دونوں کو مع الف، خلاصۃ الرسوم اور رسالہ نورِ سرمدی سے قول اول ثابت ہے مگر مرتع الغزلان میں لکھا ہے: ع

گیر از حج دو جاسکوی یاد^۱

یعنی محذوفات میں دو کا ذکر کیا تیسرے سے کچھ تعرض نہ کیا۔

(۶) علامہ ابو عمر والدانی ارشاد کرتے ہیں:

کذلک سورة سوءاتکم وسبیئ و سیدئت وبریئن وھنیئاً مریئاً وبریئاً و شبہہ ^۲ ۔	یعنی ان سب کا ہمزہ بدوں مرکز ہے لیکن کل مصاحف ہندی میں سواؤاتکم وغیرہ الف سے مرقوم ہیں بالاتفاق کسی نے اس میں خلاف بھی بیان نہیں کیا۔
--	---

(۷) "وَمِنْ خُذِي يَوْمِيْنًا"^۳۔ سورہ ہود میں قراءت مفتوح السیم کو کتاب تیسیر میں نافع اور ابن عامر کے نام سے لکھا ہے، اور خلاصۃ الرسوم میں مرقوم ہے:

بکسر میم ست بقراءت غیر سوسی ^۴	سوسی کے غیر کی قراءت میں میم کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ (ت)
--	--

(۸) اعوذ باللہ کے باب میں روایت کتاب تحفہ نذریہ مؤلفہ قاری عبدالرحمن پانی پتی یہ ہے کہ:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم مختار جمع قراءت است ^۵ ۔	اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم تمام قراءت کا مختار ہے۔ (ت)
--	---

آگے بیان کرتے ہیں کہ:

اگر کسی نے کوئی دوسرا لفظ تعوذ میں کہا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ازال لفظ منع فرمود ^۶ ۔	اگر کسی نے کوئی دوسرا لفظ تعوذ میں کہا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ سے منع فرمایا ہے۔ (ت)
--	--

^۱ مرتع الغزلان فی رسم الخط القرآن

^۲ التیسیر فی قواعد علم التفسیر للامام محمد بن سلمان

^۳ القرآن الکریم ۱۱/ ۶۶

^۴ خلاصۃ الرسوم

^۵ تحفہ نذریہ

^۶ تحفہ نذریہ

پھر لکھتے ہیں:

<p>باوجود اس منع و تعلیم الفاظ دیگر ہم مروی شدہ اند، پس تلفظ تعوذ بآل الفاظ ہم جائز است اگرچہ مختار نیست، انتی عبارتہ بقدر ضرورت^۱۔</p>	<p>اس منع و تعلیم کے باوجود کچھ دوسرے الفاظ بھی مروی ہیں، چنانچہ ان الفاظ کے ساتھ بھی تعوذ جائز ہے اگرچہ مختار نہیں ہے۔ تحفہ نذریہ کی عبارت ختم ہوئی جس قدر ضرورت تھی۔ (ت)</p>
---	--

اس کے باب میں آپ کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) یہ علم سمع ہے نہ قیاس۔ کلمات علمائے کرام سے دو ضابطے ملتے ہیں:

اول: مطردہ کہ ہر جمع مذکر سالم کثیر الدور محذوف الالف ہے جبکہ اس الف پر مد نہ ہو۔

دوم: اکثری یہ کہ الف پر مد ہو یعنی اس کے بعد ہمزہ یا حرف مشدّد آئے تو ثابت الالف ہے مگر ذوات الہزہ میں حذف بھی بکثرت پایا گیا ہے۔ اور جمع مونث سالم تو مطلق محذوف الالف والالفین ہے اگرچہ قلیل الدور ہو، اگرچہ الف ممدود ہو مگر گنتی کے حروف جیسے سورہ شوریٰ میں روضۃ الجنّت، یونس میں آیاتنا بیّنات، اسی میں مکرو فی آیاتنا، لحم سجدہ میں سموات، فاطر میں علی بینات علی الخلاف الی غیر ذلک من حروف قلائل۔ امام عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ مقنع میں فرماتے ہیں:

<p>اتفقوا علی حذف الالف من جمع السالم کثیر الدور من المذکر والمونث جلیعاً الصبرین والصدقین والقنّین والشیطین والظلمون والصحرون والطیبّات والخیبت والمتصدّقات والثیبت والغرفّات وماکان مثله۔ فان جاء بعد الالف همزة او حرف مضعف نحو السائلین والقائمین</p>	<p>تمام لوگوں نے جمع مذکر و مونث سالم کثیر الدور سے الف کے حذف کرنے پر اتفاق کیا، جیسے صبرین، صدقین، قنّین، شیطین ظالمون، صحرون، طیبّات، خبیثّات، متصدّقات، ثیبت، تغلّبت، غرفّات اور جو اس کے مثل ہو اور الف کے بعد ہمزہ یا حرف مشدّد آئے جیسے سائلین، قائمین، ظانین،</p>
---	---

^۱ تحفہ نذریہ

والظانین والعادین وحافین وشبهه اثبت الالف على انى تتبعت مصاحف اهل المدينة واهل العراق القديمة فوجدت فيها مواضع كثيرة ما بعد الالف فيه همزة قد حذف الالف منها واكثر ما وجدته في جمع المونث لثقله والاثبات في المذكر اكثر قال ابو عمرو ما اجتمع فيه الفان من جمع المونث السالم فان الرسم في اكثر المصاحف بحذفها جميعا سواء كان بعد الالف حرف مضعف او همزة نحو الحفظت والصدق والنعوت والصفوت والعدوت والصفوت وغلبت ولسخت وشبهه قد امعنت النظر في ذلك في مصاحف اهل العراق اهلية اذ عدمت النص في ذلك فلم اراها مختلف في حذف ذلك۔

وقال محمد بن عيسى اصفهاني في كتابه هجاء المصاحف قوم طاعون والذاريات والطور وفي روضات الجنات في عسق مرسومه بالالف۔

وقال ابو عمرو وكنار آيتها انا في مصاحف اهل العراق ورأيت في بعضها كراما كاتبين بالالف

عادين، حافين اور اس کے مشابہ۔ مگر میں نے اہل مدینہ اور اہل عراق کے قدیم مصاحف کا تتبع کیا تو بہت سے مقامات پر جہاں الف کے بعد ہمزہ تھا وہاں سے بھی الف حذف کر دیا ہے اور ایسا اکثر جمع مونث میں اس کے ثقل کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور مذکر میں زیادہ طور پر الف کا اثبات ہے۔ امام ابو عمر و فرماتے ہیں جہاں جمع مونث سالم میں دو الف جمع ہو جائیں وہاں عام طور سے دونوں الف کو حذف کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد ہمزہ اور حرف مشدو ہو یا نہ ہو، جیسے حفظت، صدقت، نزع، طقت، عدیت، صعت، غلبت، لسخت اور اس کے اشباہ۔ میں نے اہل عراق کے اصل مصاحف میں غور سے دیکھا جہاں مجھے کوئی تصریح نہ ملی تو ہر جگہ انہیں کو محذوف پایا۔

محمد بن عیسیٰ اصفہانی اپنی کتاب "ہجاء المصاحف" میں فرماتے ہیں کچھ ذاریات اور طور میں طاعون کو اور روضات الجنات الف سے لکھتے ہیں۔

ابو عمرو فرماتے ہیں مصاحف اہل عراق میں کراما کاتبین کو الف اور بغیر الف دونوں طرح تحریر

فی بعضہا بغیر الف ^۱ ۔ اہم مختصراً۔	پایا۔ انتہی مختصراً۔
---	----------------------

اس کے سوا جمع مذکر سالم قلیل الدور عدیم المد کے لئے کوئی ضابطہ نہیں اور خاص خاص الفاظ میں اختلاف مصاحف ثابت۔
مقطع میں ہے:

فی بعضہا فارہین و فی بعضہا فرہین بغیر الف و	بعض مصاحف میں فارہین بالف اور بعض بغیر الف۔ اسی طرح حاذرون و حذرون ^۲ ۔
---	---

اسی طرح دخان و طور و مظفین فاکھین اور لیس کے فاکھون سب کو فرمایا کہ فی بعضہا بالف و فی بعضہا بغیر الف تو مطلقاً ایک حکم کلی اثبات خواہ حذف کا لگا دینا ہرگز صحیح نہیں، بلکہ ہر کلمہ میں رجوع بنقل پھر بحالت اتفاق اس کا اتباع لازم، اور بحالت اختلاف اکثر واشہر کی تقلید کی جائے اور تساوی ہو تو حذف و اثبات میں اختیار ہے۔ اور احسن یہ کہ جہاں اختلاف قراءت بھی ہو جیسے فکھین اور فاکھین وہاں حذف معمول بہ رکھیں لیکن القراءتین۔ اور اگر نقل اصلاً نہ ملے تو ناچار رجوع بہ اصل ضرور، اور وہ اثبات ہے کہ اصل کتابت میں اتباع ہجاء ہے۔

علامہ علم الدین سخاوی شرح عقلیہ میں زیر قول مصنف قدس سرہ ع و بالذی غافر عن بعضہ الف فرماتے ہیں:

اصل ما جہل اصلہ ان یکتب بالالف علی ما ینتطق ^۳ ۔	جس کی اصل نہ معلوم ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ جس طرح بالف پڑھا جاتا ہے اسی طرح لکھا جائے۔
--	---

(۲) امام الاقاصی والادانی فی الرسم القرآنی ابو عمرو دانی فرماتے ہیں:

قال الغازی بن قیس العذاب والعقاب والحساب و	غازی بن قیس فرماتے ہیں کہ عذاب، عقاب، حساب، بیان، غفار، جبار، ساعۃ، نہار مصاحف میں الف کے ساتھ
البیان والغفار والجبار والساعة والنهار بالالف یعنی	مرقوم ہے۔ جیسا کہ لفظ ہے۔ ابو عمرو فرماتے ہیں یونہی
فی المصاحف وذلک علی اللفظ قال ابو عمرو	

^۱ المقتنع فی رسم المصحف لعثمان بن سعید

^۲ المقتنع فی رسم المصحف

^۳ (شرح عقلیہ) الوسیلۃ فی کشف العقیلہ

<p>تحریر کیا ہو وہ لحظہ جو فعال اور فعال کے وزن پر ہو یا فاعل کے وزن پر ہو جیسے ظالم یا فعال کے وزن پر ہو جیسے خوار اور فعلان کے وزن پر ہو جیسے بنیان اور فعلان کے وزن پر ہو جیسے رضوان، اور ایسے ہی میعاد، میقات، میزان اور اس کے مشابہ الفاظ جس میں الف زائد بناء کے لیے ہو۔ ایسے ہی یا اور واو سے بدلا ہوا بھی جہاں کہیں ہو مثالوں میں اختصار کر دیا ہے۔</p>	<p>كذلك رسواكل ماکان علی وزن فعال وفعال بفتح الفاء وكسرهما وعلی وزن فاعل نحو ظالم وفعال نحو خوار وفعالان نحو بنیان وفعالان نحو رضوان و كذلك البيعاد والبيقات والبيزان وما اشبهه ما الفه زائد البناء وكذلك ان كانت منقلبة من ياء او واو حيث وقعت¹ اها باختصار الامثلة۔</p>
---	--

یہ مبارک کلام مفید عام کل سے ابتداء اور حیث وقعت پر انتہا ہو کرتا کید الافادہ عموم لایا، اگرچہ بحکم:

<p>کوئی عام نہیں کہ اس سے بعض کی تخصیص نہ ہو خاص اس قضیہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے قول ہو بکل شیء علیم کی طرح جیسا کہ عقل سلیم پر ظاہر ہے۔</p>	<p>ما من عام الا وقد خص منه البعض حتى هذه القضية لنفسها بمثل قوله سبحانه "وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ" ²۔</p>
---	--

بعض مستثنیات رکھتا ہے، جنہیں خود امام ممدوح نے مقتع میں مواضع متفرقہ پر افادہ فرمایا ہے، مثل علم الغیب وبلغ وبلغوا الضلل ومن خلله وظلله وغیرھا³۔
والہذا "مرتع الغزلان فی رسم خط القرآن" میں فرمایا:

¹ المقتنع فی رسم المصحف

² القرآن الکریم ۲/۲۹

³ المقتنع فی رسم المصحف

وزن فعال و فاعل و فعلاں	فعال اور فاعل اور فعلاں کا وزن
هم فعال و فاعل و هم فعلاں	فعال اور فعال اور فعلاں کا وزن
نیز فعلاں و مفعل و فاعل	فعلاں اور مفعل اور فاعل بھی
هم فعال و مفاعل و افعال	فعال اور مفاعل اور افعال بھی
هم مفاعیل و مفاعل و افعال	مفاعیل اور مفعل اور مفاعل بھی
بأفعالی فواعل و فاعل	فعالی فواعل اور فعال
جملگی فعلہا و مصدرہا	اور افعال اور تمام مصادر
الف منقلب ز واؤ و زیا	جن کا الف واؤ سے بدلا ہو یا یاء سے بدلا ہوا
ہمہ گی ثابت است در ہمہ جا	تمام مقامات میں ایسا الف باقی اور ثابت رہے گا البتہ چند
جز حروفی کہ گشتہ مستثنیٰ ^۱	حروف اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں۔

مگر شک نہیں کہ وہ ہمیں ایک ضابطہ نافع بتاتا ہے کہ مستثنیات کے سوا ایسے سب کلمے ثابتات الالف ہیں۔ تو جب تک بالخصوص نقل معتمد سے خلاف ثابت نہ ہو ثابت ہی رکھیں گے کہ وہی اصل اور خود اصل رسم میں اصل۔ خلاصۃ الرسوم سے بکلمی اور یبدلو اکلم اللہ بالخذف مترشح ہے۔ اخیر کی وجہ ظاہر ہے کہ امام حمزہ و امام کسائی نے یہاں کلم، بر وزن کَنْف پڑھا ہے مگر کلامی میں مثل دو باقی فقیر کے نزدیک اثبات ارنج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) یہ کلمہ سات جگہ آیا ہے، سب سے پہلے سورہ آل عمران میں:

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي يَدْعُوَنَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُؤُوبِهِمْ" ^۲	نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ (ت)
--	---

عام مصاحف میں یہاں بھی مع الالف ہے۔ صاحب خلاصۃ الرسوم علامہ عثمان طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مائدہ کو ذکر کیا کہ:

قِيَمًا بخذف الف مرسوم است از جهت اشتغال بر ہر دو قراءت یا بنام اختصار ^۳ ۔	قِيَمًا الف کے حذف کے ساتھ لکھا گیا ہے، دونوں قراءت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے یا اختصار کیلئے۔ (ت)
--	---

^۱ مرتع الغزلان فی رسم خط القرآن

^۲ القرآن الکریم ۳/ ۱۹۰ و ۱۹۱

^۳ خلاصۃ الرسوم

اور حرف اول نساء کو اگرچہ لفظاً نہ بتایا مگر رسماً بحذف لکھا جس سے ظاہر باقی پانچ میں اثبات ہے اور یہی قول مرتع عقیماً و ز ابتداء نساء ع آخر ملکہ قیماً داں^۱ کا مفاد ہے۔ اور اس کی وجہ واضح ہے کہ امام نافع اور امام اجل ابن عامر نے حرف نساء "جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا"^۲ اور ابن عامر نے حرف ملکہ "قِيَمًا لِلنَّاسِ"^۳ کو بے الف پڑھانی التیسیر، باقی سب میں اثبات الف ہے باتفاق قراء سبعہ والرسم یتبع اللفظ لاسبیما وهو فعال کما مر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) مصحف کریم میں والدین، والدیہ، والدیك، والدی، والدۃ، والدتی، والدتک سب بالف بعد واؤ مرسوم ہیں۔ اور یہی مقتضائے قاعدہ فاعل ہے حتی کہ والدات بانکہ جمع مونث سالم ہے، حذف الف میں مختلف فیہ ہے۔ والدان میں حذف الف تشنیہ توحسب قاعدہ مطرودہ ضرور ہے، حذف اول کی کوئی وجہ ظاہر نہیں اور عبارت خلاصۃ الرسوم اس نسخہ سقیمہ میں یوں مرسوم "الولدان ہر دو، بحذف الف تشنیہ مکتوب است بعد از واو و دال ہمہ جا عبارت نے تویہ حذف الف تشنیہ بتایا ہے اور ہر دو سے مراد دونوں لفظ الولدن کہ اس آیت کریمہ میں واقع ہیں اور بعد از واو الف تشنیہ کے کوئی معنی نہیں۔ ظاہر لفظ واؤ زیادت قلم ناخ سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) نفعی کا قاعدہ مرتع سے گزرا اور بعینہ یہی تخصیص موضعین حج مفاد مقنع ہے۔ محذوفات نافع بیان کر کے فرماتے ہیں:

<p>یہ سب عبد اللہ بن عیسیٰ کی روایت قالون سے ہے۔ اور انہوں نے نافع سے روایت کی جہاں جہاں سے رسم میں الف محذوف ہوا ابو الحسن ابن غلبون نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ان پر پڑھ رہا تھا انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے ان سے محمد ابن جعفر نے ان سے اسمعیل بن اسحق قاضی نے انہوں نے قالون سے اور انہوں</p>	<p>فهذا جميع ما في رواية عبد الله بن عيسى عن قالون عن نافع مما حذف منه الالف الرسم وحدثنا ابو الحسن بن غلبون قرأه مني عليه حدثنا ابى حدثنا محمد ابن جعفر حدثنا اسمعيل ابن اسحق القاضي القالون عن نافع</p>
---	---

^۱ مرتع الغزلان في رسم خط القرآن

^۲ القرآن الكريم ۵/۴

^۳ القرآن الكريم ۵/۹۷

بَعَامَةُ هَذِهِ الْحُرُوفِ وَزَادَ فِي الْكَهْفِ فَلَا تُصَحِّبُنِي وَفِي الْحَجِّ سَكْرِي وَمَاهِمُ بِسَكْرِي ^۱ الْخ۔	نے امام نافع سے یہ سب روایت کی۔ اور سورہ کہف میں فلا تصحبنی اور حج میں سکرۃ و ماہم بسکرۃ کا اضافہ کیا۔
--	--

اور وہ واضح الوجہ ہے کہ حرفین حج کو امام حمزہ اور امام کسائی نے سکرۃ بروزن سکتی پڑھا ہے، بخلاف حرف نساء کہ قراءت سبعہ میں بالاتفاق سکرۃ بروزن فعالی ہے تو قول مرتع ہی واضح اور وجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) مصاحف ہند نے اتباع "خلاصۃ الرسوم" کیا مگر کلام الامام امالم کلام ولا اقل دونوں مجوز ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۷) تیسیر میں ہود و معارج کے "خُزْيُ يَوْمِئِذٍ"^۲ اور "عَذَابُ يَوْمِئِذٍ"^۳ میں فتح میم کو نافع اور کسائی کی طرف نسبت فرمایا اور اسی طرح دیگر ائمہ نے تصریح فرمائی۔ تیسیر میں ہے:

نَافِعُ وَالْكَسَائِيُّ وَمَنْ خَزَى يَوْمِئِذٍ وَفِي الْمَعَارِجِ مَنْ عَذَابُ يَوْمِئِذٍ بَبْنِيهِ بَفَتْحِ الْيَمِ وَالْبَاقُونَ بِكُسْرِهَا ^۴ ۔	نافع اور کسائی نے من خزی یومئذ اور سورہ معارج میں من عذاب یومئذ ببنیہ کو میم کے فتح کے ساتھ اور باقیوں نے کسرہ کے ساتھ پڑھا۔
--	--

شاطبیہ میں ہے۔

وَيَوْمِئِذٍ مَعَ سَالٍ فَافْتَحَ (۱) نَفِي (ر) ضَا وَفِي النَّهْلِ (حَصْن) قَبْلَهُ النُّونُ (ث) مَلَا ^۵ ۔	یومئذ کو اس سورۃ اور سورۃ معارج میں فتح میم سے پڑھ کہ وہ وہ پسندیدہ ہو کر آیا ہے اور سورۃ نمل میں فتح میم کو فین اور نافع کیلئے ایک قلعہ ہے اور اس لفظ سے پہلے نون تنوین نے فتح کو سنوار دیا۔
--	---

شرح میں ہے:

امر بفتح الیم فی قولہ تعالیٰ ومن خزی	اللہ تعالیٰ کے قول من خزی یومئذ اور
--------------------------------------	-------------------------------------

^۱ المقنع فی رسم المصحف

^۲ القرآن الکریم ۲۶/۱۱

^۳ القرآن الکریم ۷۰/۱۱

^۴ التیسیر فی قواعد علم التفسیر للامام محمد بن سلیمان

^۵ حرز الامانی ووجہ التہانی سورۃ ہود مصطفیٰ البابی الحلبي مصر ص ۶۲

<p>من عذاب یومئذ ببینہ میں جو سورہ معارج میں ہے میم کے فتح کا حکم دیا اور ہمزہ اور راء سے مصنف کے قول "اتی رضا" میں نافع اور کسائی کی طرف اشارہ ہے۔ پھر یہ بتایا کہ لفظ حصن سے کوفیوں اور نافع کی طرف اشارہ ہے۔ ان لوگوں نے سورہ نمل کے من فزع یومئذ کو یومئذ پڑھا۔ تو یہ ثابت ہو گئی کہ دونوں ترجموں میں جن لوگوں کا ذکر نہیں ہے وہ اصل حقیقی پر تینوں جگہ مکسور پڑھتے ہیں۔</p>	<p>یومئذ ومن عذاب یومئذ ببینہ فی المعارج المشار الیہما بالهمزة والراء فی قوله اتی رضا وهما نافع و الکسائی۔ ثم اخبر ان المشار الیہم بحصن وهم الکوفیون و نافع قرأوا بالنمل وهم من فزع یومئذ یومئذ فتعین لمن لم یدکرہ فی الترجمتین القراءة بکسر اما اصله وهو علی الحقیقة الخفض فی المواضع^۱۔ الخ</p>
--	---

غیث النفع میں ہے:

<p>خزى یومئذ کو نافع اور علی نے بفتح میم اور باقی قراء نے بالکسر پڑھا۔</p>	<p>خزى یومئذ قرأنا فع و علی بفتح الیمم والباءون بالکسر^۲۔</p>
--	---

بعینہ اسی طرح اس کی سورۃ سأل میں ہے ان اجلہ اکبر کی تصریحات جلیلہ پر اعتماد لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۸) تعوذ میں یہ صیغہ مختار قراء کرام ہونا ضرور صحیح ہے، امام ابو عمرو دانی تیسیر میں فرماتے ہیں:

<p>ادائے قرآن میں ماہر قاریوں میں استعاذہ کیلئے یہی الفاظ مستعمل ہیں اور نہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ قرآن وحدیث نبوی کے موافق ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے، جب قرآن پڑھنا ہو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو۔ اور حضرت نافع ابن جبیر ابن مطعم اپنے</p>	<p>المستعمل عند القراء الحذاق من اهل الاداء فی لفظها اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم دون غیرہ و ذلك لموافقة الكتاب والسنة فاما الكتاب ما جاء فی تنزیل العظیم قوله عزوجل لنبیہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ</p>
---	---

^۱ سراج القاری لعلی بن عثمان المعروف بابن القاصع

^۲ غیث النفع

والد سے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوت قرآن پاک سے قبل خاص انہیں الفاظ میں اعوذ باللہ پڑھتے۔ یہ حدیث سے ثبوت ہوا۔ امام ابو عمرو فرماتے ہیں میں ایسا ہی پڑھتا ہوں اور یہی میرا مذہب ہے۔	علیہ وسلم وهو اصدق القائلین "فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم" واما السنة فما رواه نافع ابن جبیر ابن مطعم عن ابيه رضى الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه استعاذ قبل قراءة القرآن بهذا اللفظ بعينه وبذلك قرأت وبه أخذ ¹ ۔
--	--

غیث النفع میں ہے:

صیغہ استعاذہ کے لیے تمام قاریوں کا مختار اور پسندیدہ لفظ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے، اس کے باوجود ان دوسرے صیغوں کو بھی سبھی جائز قرار دیتے ہیں جو اس باب میں وارد ہیں جیسے اعوذ باللہ السميع العليم من الشیطان الرجیم وغیرہ۔ الخ	اما صيغتها فاختار عند جميع القراء اعوذ بالله من الشیطان الرجیم وكلهم یجیز غیر هذه الصیغة من الصیغ الواردة نحو اعوذ بالله السميع العليم من الشیطان الرجیم واعوذ بالله العظیم من الشیطان الرجیم واعوذ بالله من الشیطان الرجیم انه هو السميع العليم واعوذ بالله السميع العليم من الشیطان الرجیم ² ۔
--	---

حرز الامانی امام محمد قاسم شاطبی قدس سرہ میں ہے:

زمانہ میں جب بھی قرآن شریف پڑھنا چاہو تو اعوذ باللہ علی الاعلان پڑھو، یہ سب قاریوں کا مسلک ہے۔ جیسا کہ سورہ نحل شریف میں وارد جو آسان ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی کچھ تنزیہات بھی بڑھادو تو تم جاہل نہ ہو گے۔	اذا ما ارادت الدهر تقرأ فاستعذ جہاراً من الشیطان باللہ مسجلاً علی ما فی النحل یسرّاً وان تزد لربک تنزیہاً فلست مجہلاً ³
---	---

¹ التیسیر فی قواعد علم التفسیر للامام محمد بن سلیمان

² غیث النفع

³ حرز الامانی ووجه التہانی باب الاستعاذہ مصطفى البابی مصر ص ۱۰

سراج القاری میں ہے:

<p>ما تن کا قول مسجلاً کا مطلب یہ ہے کہ تمام قراء قرآن کی قراءت میں ہر جگہ اسی کو رائج قرار دیتے ہیں۔ علی ماتی فی النحل کا مطلب یہ ہے کہ سورہ نحل شریف میں استعاذہ کے جو الفاظ وارد ہیں انہیں پڑھو، اور یسراً کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ اس استعاذہ میں کلمات کم ہیں اس لئے ان کا پڑھنا آسان ہے اور تنزیہ کے اضافہ کا مطلب یہ ہے کہ اور روایتوں میں جو سمیع العلیم وغیرہ تعریف الہی کے کلمات وارد ہیں ان کا اضافہ کرو فلست مجہلاً کا مطلب یہ کہ ایسا کرنے پر تم جاہل نہ قرار نہ دیے جاؤ گے کیونکہ وہ زائد کلمات بھی درست اور مروی ہیں۔</p>	<p>قوله مسجلاً ای مطلقاً لجميع القراء فی جميع القرآن (علی ماتی فی النحل) ای استعذ علی اللفظ الذی نزل فی سورة النحل جاعلاً مکان استعذ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ومعنی یسراً ای مسیراً وتیسره قلة کلماته و زیادة التنزیہ ان تقول اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم انه هو السميع العليم، واعوذ باللہ السميع العليم من الشیطن الرجیم و نحو ذلك وقوله فلست مجہلاً ای لست منسوباً الی الجہل لان ذلك کله صواب ومروی¹۔</p>
---	--

مگر دیگر الفاظ مرویہ سے بھی منع ہر گز نہیں۔ وہ سب بھی باجماع قراء جائز ہیں۔ غیث و شاطبیہ و شروح کی عبارات ابھی گزریں۔ امام جلال الدین سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں:

<p>حلوانی نے اپنی جامع میں لکھا کہ استعاذہ کی کوئی حد نہیں ہے کہ اسی پر بس ہے۔ تو جو چاہے اضافہ کرے اور جو چاہے کم کرے۔</p>	<p>قال الحلواني فی جامعہ ليس للاستعاذۃ حد ينتهی الیه، من شاء زاد ومن شاء نقص²۔</p>
---	---

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیگر الفاظ سے منع فرمانا ہر گز ثابت نہ ہوا، اور اگر ثابت ہو جاتا تو کیا معنی تھے کہ بعد منع اقدس پھر بھی دیگر الفاظ جائز رہتے۔ قاری صاحب نے یہاں عجیب بین المتناہیین کیا ہے اور الفاظ سے منع فرمانا بالجزم

¹ سراج القاری لعلی بن عثمان المعروف بابن القاصع

² الاتقان فی علوم القرآن النوع الخامس والثلاثون دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۴۱/۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا، حالانکہ وہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف کی بہ صیغہ جزم نسبت روا نہیں۔ پھر ان الفاظ کو بھی جائز رکھا حالانکہ بعد ممانعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواز کی طرف راہ اصلاً نہیں، بلکہ جواز وہی ہے کہ منع ثابت نہ ہو۔ امام شافعی بعد کلام مذکور فرماتے ہیں:

وقد ذکر والفظ الرسول فلم یزد ولو صح هذا النقل لم یبق مجبلاً ^۱	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ میں استعاذہ میں اضافہ نہیں ہے، اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو حکم قرآنی مجمل نہ ہوتا۔
--	--

شرح علامہ ابن قاصح میں ہے:

اشار الی قول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت اعوذ باللہ السميع العليم من الشیطن الرجیم فقال لی قل یا ابن ام عبد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم وروی نافع عن ابن جبیر ابن مطعم عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یقول قبل القراءة اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم وكلا الحدیثین ضعیف و اشار بقوله ولو صح هذا النقل الی عدم صحة الحدیثین وقوله لم یبق مجبلاً ای لو صح نقل ترك الزیادة لذهب	مصنف نے اپنے قول سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور تلاوت کی تو اعوذ باللہ السميع العليم من الشیطن الرجیم کہا تو مجھ سے آپ نے فرمایا: اے ام عبد کے لڑکے! صرف اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کہو، اور نافع نے جبیر ابن مطعم سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھتے تھے اور یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ اور مصنف نے اپنے قول ولو صح هذا النقل سے دونوں ہی حدیثوں کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اور مصنف کے قول "مجمل نہ رہتی" کا مطلب یہ ہے
--	--

^۱ حرز الامانی ووجه التہانی باب الاستعاذہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۰

<p>اجمال الآية واتضح معناها وتعین لفظ النحل دون غيره ولكنه لم يصح فبقی اللفظ مجبلا ومع ذلك فالمختار ان يقال اعوذ بالله من الشیطان الرجیم لموافقة لفظ الآية وان كان مجبلا لورود الحديث به على الجملة وان لم يصح لاحتمال الصحة^۱ -والله سبحانه وتعالى اعلم</p>	<p>کہ اگر یہ روایت صحیح ہوتی کہ زیادتی کو ترک کیا تو آیت قرآنی کا اجمال ختم ہو جاتا اور اس کے معنی واضح ہو جاتے اور سورہ نحل میں وارد الفاظ ہی متعین ہو جاتے لیکن جب حدیث صحیح نہیں تو آیت مجمل ہی رہی۔ اس کے باوجود رائج اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہی ہے کیونکہ یہ قرآنی الفاظ کے موافق بھی ہے اور حدیث بھی ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے، تو اگر روایت صحیح ثابت نہ ہو احتمال صحت تو ہے۔</p>
--	--

مسئلہ ۲۱: از دھرم پور ضلع بلند شہر مرسلہ سید پرورش علی صاحب ۸ شعبان ۱۳۲۳ھ

<p>چہ می فرماید عالمان کتاب مبین کہ الف ذاقا، واستبقا الباب اور دعوا اللہ اور قال الحمد خواندہ شود یا نہ؟ بینوا تو جروا۔</p>	<p>کتاب مبین کے علماء کیا فرماتے ہیں کہ ذاقا، واستبقا الباب، دعوا اللہ اور قال الحمد کا الف پڑھا جائے گا یا نہیں؟ بیان فرمائیے اجر دے جائے گے۔ (ت)</p>
--	--

الجواب:

<p>در سجاوندی اس چہار فتحہ را بقدر خفیف کہ تا الف تام نہ رسد اشباع فرمودہ است، سجاوندی کتاب معتبرست و در دیگر کتب از تصریح ہاں نیست خلافتش نیز نیست وجہش مواجہ است کہ تمیز متثنیہ از مفرد است پس عمل ہاں محذورے ندارد و نظیر ش فصل خفیف در قال اللہ تعالیٰ "علی ما</p>	<p>سجاوندی میں ان چار فتحوں میں ہلکا سا اشباع فرمایا گیا ہے تاکہ الف تام کی حد تک نہ پہنچے، سجاوندی معتبر کتاب ہے۔ دوسری کتابوں میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں ہے مگر مخالفت بھی نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے متثنیہ مفرد سے ممتاز ہو جائے گا۔ لہذا اس پر عمل کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اس</p>
--	--

^۱ شرح الشاطبية سراج القارى للعلامة لعلی بن عثمان المعروف بابن القاصع

<p>نَقُولُ وَكَيْلٌ ۝^۱ "قَالَ النَّارُ مُؤْمِنُكُمْ"^۲ و امثالہا است تا مبتداء بفاعل ملتبس نہ شود۔ واللہ تعالیٰ اعلم</p>	<p>کی نظیر اللہ تعالیٰ کے ارشاد "عَلَى مَا نَقُولُ وَكَيْلٌ ۝"، "قَالَ النَّارُ مُؤْمِنُكُمْ" اور اس جیسی دیگر مثالوں میں ہلکا سا فصل ہے تاکہ مبتداء کا فاعل کے ساتھ التباس لازم نہ آئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p>
---	---



^۱ القرآن الکریم ۲۸/۲۸

^۲ القرآن الکریم ۶/۱۲۸



تشریح افلاک و علم توقیت و تقویم

مسئلہ ۲۲: از ملک بنگالہ ضلع فرید پور موضع پٹوراکاندے مر سہ محمد شمس الدین صاحب
کواکب خود بالطبع آسمان میں گھومتے ہیں یا حرکت قمری بالتبع چکر کھاتے ہیں؟
الجواب:

ہمارے نزدیک کواکب کی حرکت نہ طبعیہ ہے نہ تبعیہ، بلکہ خود کواکب بامر الہی و تحریک ملائکہ آسمانوں میں دریا میں مچھلی کی طرح تیرتے ہیں۔

<p>اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر ستارہ ایک آسمان میں تیرتا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے سورج اپنے مستقر کیلئے جاری ہے یہ غالب علم والے کا حساب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر فرمایا جو مسلسل چل رہے ہیں۔ اور فرمایا ایک مقررہ وقت کیلئے سب حرکت میں ہیں۔</p>	<p>قال اللہ تعالیٰ "كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ" ¹۔ وقال اللہ تعالیٰ "وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا" ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ²۔ وقال تعالیٰ "وَسَخَّرْنَا لَكُمْ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآبِّينَ" ³۔ وقال تعالیٰ "كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى" ⁴۔</p>
---	--

¹ القرآن الکریم ۳۶/۴۰

² القرآن الکریم ۳۶/۳۸

³ القرآن الکریم ۱۴/۳۳

⁴ القرآن الکریم ۳۱/۲۹

ہمارے نزدیک نہ زمین متحرک نہ آسمان۔

<p>قال الله تعالى " إِنَّ اللَّهَ يُهْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ قَدْ بَعْدَ ۚ " ۱۔</p>	<p>(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمینوں کو کہ ہٹ نہ جائیں اور جو وہ ہٹیں تو خدا کے سوا انہیں کون روکے۔</p>
---	--

سعید بن منصور اپنی سنن، اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اپنی تفاسیر میں شفیق سے راوی،

<p>قال قيل لابن مسعود رضي الله تعالى عنهما ان كعباً يقول ان السماء تدور في قطبة مثل قطبة الرحا في عمود على منكب ملك قال كذب كعب " إِنَّ اللَّهَ يُهْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ " - وكفى بهأزوالا ان تدور 2 -</p>	<p>حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت کعب کا کہنا ہے کہ آسمان چکی کے پاٹ کی طرح ایک کیل میں جو ایک فرشتے کے کندھے پر گھوم رہا ہے، آپ نے فرمایا، کعب غلط کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے آسمان وزمین کو ٹلنے سے روک رکھا ہے اور حرکت کے لیے ٹلنا ضروری۔</p>
---	---

عبد بن حمید قتادہ سے راوی:

<p>ان كعباً كان يقول ان السماء تدور على نصب مثل نصب الرحا فقال حذيفة بن اليمان رضي الله تعالى عنهما كذب كعب " إِنَّ اللَّهَ يُهْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ " 3 -</p>	<p>حضرت کعب احبار فرماتے تھے کہ آسمان چکی کی طرح کیلے پر گھوم رہا ہے۔ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے آسمان وزمین کو ٹلنے سے روک رکھا ہے۔</p>
---	--

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ حضرت افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود حضرت صاحب سر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے عرض کی گئی: کعب کہتے ہیں کہ آسمان گھومتا ہے۔ دونوں صاحبوں نے کہا: کعب غلط کہتے ہیں۔ اور وہی آیت کریمہ اس کے رد میں تلاوت فرمائی۔

¹ القرآن الکریم ۳۵/۴۱

² الدر المنثور تحت آیت ۳۵/۴۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲

³ الدر المنثور تحت آیت ۳۵/۴۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲

<p>اقول: وان كان الزاعم ان يزعم ان الزوال بمعنى الحركة الاينية ولكن كبراء الصحابة رضى الله تعالى عنهم اعراف منا بتفسير القرآن فلا يجوز الاستدراك عليهم عند من نور الله بصيرته جعلنا الله منهم بحر متهم عند امين-</p>	<p>میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص یہ گمان کر سکتا ہے کہ زوال تو حرکت اینیہ کو کہتے ہیں لیکن بزرگ ترین صحابہ ہم سے زیادہ قرآن کی تفسیر کے جاننے والے تھے کہ انکے کہے ہوئے کو (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وہ شخص رد نہیں کرے گا جسے خدا نے نور بصیرت دیا۔ اللہ ان کے صدقے میں ہمیں بھی انہیں کے ساتھ کرے آمین۔</p>
--	---

مسئلہ ۲۳: ایضاً

سبع سیارہ کا بیان کس آیت میں ہے:

الجواب:

<p>قال الله تعالى "وَالشَّسَّ وَالْقَمَرُ وَالْجُومُ مَسْحَرَاتٌ بِأَمْرِ^۱"</p>	<p>اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سورج، چاند اور ستارے سب اسی کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔</p>
--	---

اور "كُلٌّ فِي فَلَكٍ"^۲ سے بھی اس طرف اشارہ ہے کہ اس میں سات حرف ہیں۔ اپنے نفس پر دائر اور یزین کا بیان تو بکثرت فرمایا، خاص متحیرات خمسہ کا ذکر "فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنُسِ^۳ الْجَوَارِ الْكُنُسِ^۴" میں ہے، میں قسم یاد فرماتا ہوں دُک جانے والوں، چلنے والوں کی۔ یہ انکے وقوف، استقامت و رجعت کا بیان ہے کہ سیدھے چلتے ہیں، پھر ٹھہر جاتے ہیں، پھر پیچھے ہٹتے ہیں، پھر ٹھہرتے ہیں، پھر سیدھے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان کو متحیرہ کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم تفسیر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فلا أقسم بالخنس کی تفسیر میں راوی:

<p>قال خمسة انجم زحل وعطارد والمشتري، وبهرامو الزهرة ليس في الكواكب شيى يقطع المجرة غيرها^۴۔</p>	<p>فرمایا: وہ پانچ ستارے ہیں: زحل، عطارد، مشتری، مریخ، زہرہ، کوئی ستارہ ان کے سوا کہکشاں کو قطع نہیں کرتا۔</p>
--	--

^۱ القرآن الکریم ۱۶/۱۲^۲ القرآن الکریم ۳۶/۳۰^۳ القرآن الکریم ۸۱/۱۵ و ۱۶^۴ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم تحت آية فلا أقسم بالخنس دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/۳۹۵

یعنی ثوابت میں جو کہکشاں پر ہیں وہ وہیں ہیں جو اس کے ادھر ادھر ہیں، وہ وہیں ہیں ان کی حرکت طبعیہ خفیفہ خفیفہ ایسی نہیں کہ ابھی کہکشاں سے ادھر تھے چند ہی مدت میں اس پار چلے گئے۔ یہ شان انہیں پانچ نجوم کی ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ ۲۲: از میرٹھ لال کُرتی بازار مرسلہ جناب حاجی شیخ علاء الدین صاحب ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۰ھ

قاعدہ استخراج تقویٰات کوکب از المینک

کوکب مطلوب کے صفحات میں سے ماہ مطلوبہ کے مقابل کے خانہ اپنرینٹ رائٹ اسیسشن یعنی مطالع استواء سے رقم گھٹہ منٹ یکٹ لے کر اس کی تحویل اجزائے محیط میں بموجب جدول پنجم کی دوسرے حصے کے کر لیں بعد تحویل کے جدول نمبر دوم یعنی جدول مطالع البروج بحظ الاستواء المبتدآن اول الحمل میں دے کر مطالع کی تحویل میں طویل میں کر لیں جو حاصل ہوگا وہ درجہ تقویمی کوکب یعنی منطقۃ البروج ہوگا۔ اب اگر اس تقویم بروج یونانیہ کو ہندی بروج کی تقویم میں تحویل کرنا ہو تو یونانی تقویم میں سے ۲۲ درجہ ۱۰ دقیقہ گھٹا دو حقیقی تقویم حاصل ہو جائیگی یعنی مشاہدہ جس برج پر اور جس درجہ میں وہ کوکب ہوگا وہ درجہ ان کا آئے گا اور یہ وہ فرق ہے جو نقطہ حمل کے اپنے مرکز اصلی کے ہٹ جانے سے پیدا ہو گیا ہے۔

الجواب:

یہ قاعدہ محض باطل ہے۔ واضع نے جزء عاشر کو جزء تقویمی سمجھ لیا۔ اس عمل سے فلک البروج کا وہ جز حاصل ہوگا کہ ہنگام طلوع کوکب دائرہ نصف النہار پر ہو، یہ عاشر ہے نہ کہ تقویم۔ فقیر غفرلہ نے المنک سے تقویٰات کوکب نکالنے کے چار طریق رکھے ہیں، نیز اس سے استخراج طالع وقت کے چار طریق اور ان کے بیان میں رسالہ مسفر المطالع للتقویم والطالع لکھا اس کے طریق سوم کا سبب میں پہلا ابتدائی خفیف عمل یہ ہے جس کا نام واضع نے "قاعدہ استخراج تقویم" رکھا، ہم اس مقام سے اپنے رسالہ کے چند سطور نقل کریں کہ حال واضح ہو۔

طریق سوم استعمال تقویم کوکب از مطالع مردم میل او	تیسرا طریقہ ستاروں کی گزرگاہ اور اس کے میل سے تقویم
اقول: (۱) ساعات مطالع مردم رادرنہ زدہ در جدول مطالع	کوکب (ستارے کے حال) کے معلوم کرنے کا ہے۔ میں کہتا
استوائیہ مقوس کنند تا عاشر بدست آید۔ (واضع صاحب کا	ہوں: (۱) گزرگاہ کے مطالع کی ساعتوں کو نو (۹) سے ضرب
قاعدہ یہیں ختم ہو گیا، اس کے بعد ملاحظہ ہو کیا کیا درکار ہے کہ	دے کر مطالع استوائیہ کے جدول (نقشے) میں تقویٰات (جیب
تقویم	کے

مقابل آنے والی تقویٰ یعنی دائرے کے حصے کا معلوم کریں تاکہ عاشر (دسواں حصہ) ہاتھ آئے (واضع صاحب کا قاعدہ یہیں ختم ہوا) اس کے بعد ملاحظہ ہو کیا درکار ہے کہ تقویم حاصل ہو (۲) اس کا میل نکالیں (دائرہ معدّل النہار سے آفتاب کی دوری کو میل اور دوسرے ستاروں کی دوری کو بُعد کہتے ہیں، اس عبارت میں ستارے کی دوری کو بھی میل کہا گیا ہے) (۳) پھر اگر میل، جہت میں موافق ہو میل کو اکب کے تو اس وقت میل عاشر کو تمام میل کو کب پر بڑھائیں گے اور اگر جہت میں موافق نہ ہو تو کم کر دیں گے، اگر زیادہ کرنے کی صورت میں صہ (ساتھ درجوں سے زائد ہو تو تمام میل قف (ایک سو اسی^{۸۰} درجے) تک لیں، یہ عاشر کا ارتفاع ہوگا۔ (۴) اس کا ظل تمام لے کر کم کریں اور باقی محفوظ کر لیں۔ (۵) پھر گزرگاہ کے مطلع پر چوتھائی حصے کو زائد کر کے مجموع کا اعتبار کر کے اس کے بعد کا جیب اعتدال سے قریب لیں۔ (۶) اس جیب کو میل کل سے کم کر کے محفوظ میں ضرب دیں ظل تعدیل طالع حاصل ہو جائے گا۔ (۷) ظل کے جدول میں اس کی تقویٰ کریں کہ تعدیل ہے۔ (۸) پس اسی مجموع کو مطالع استوائیہ سے لیں (۹) پھر دیکھیں کہ ستارے کا میل شمالی ہے یا جنوبی، اگر شمالی ہے اور عاشر نصف جدوی یعنی برج جدی کی ابتداء سے جوزاء کے آخر تک ہے تو تعدیل کو ان مطالع استوائیہ پر زیادہ کریں گے، مگر اس صورت میں کہ عاشر کا میل منطقہ کے ربع اول میں میل کو کب سے زیادہ ہو

حاصل ہو (۲) میلش برآرند (۳) پس اگر موافق الحجة باشد یا میل کو کب آنگاہ میل عاشر را بر تمام میل کو کب افزائند ورنہ کاہند را گرد در فردن از صہ بیرون رود تماش تا قف گیرند ارتفاع عاشر باشد (۴) ظل تماش گرفته منخط گردد محفوظ دارند (۵) یازیر مطالع ممر معلوم ربع در فردنہ مجموع را درج سوا اعتبار کردہ جیب بعدش از اعتدال اقرب گیرند (۶) ایں جیب را در جیب میلی کلی منخط زدہ حاصل را در محفوظ زنند ظل تعدیل طالع بدست آید (۷) در جدول ظل مقوس کنند کہ تعدیل است (۸) لیس ہماں درج سوا امر مطالع استوائیہ گیرند (۹) باز نظر کنند کہ میل کو کب شمالی ست یا جنوبی بحال شمالیت اگر عاشر در نصف جدوی اعنی از اول جدی تا آخر جوزا باشد تعدیل را بریں مطالع استوائیہ افزائند مگر میل عاشر در ربع اول منطقہ از یداز میل کو کب باشد واگرد در نصف سرطانی اعنی از اول سرطانی تا آخر قوس بود تعدیل را از مطالع مذکورہ کاہند مگر انکہ عاشر زائد المیل در ربع دوم منطقہ بود بحال جنوبیت اگر عاشر در نصف سرطانی است تعدیل افزائند مگر انکہ زائد المیل در ربع سوم باشد واگرد در منطقہ بود بحال نصف جدوی ست۔ کاہند مگر انکہ باز یادت میل در ربع باشد (۱۰) عمل معلوم حسب حاجت کنند کہ تقویم است۔

اور اگر نصف سرطانی یعنی برج سرطان کی ابتداء سے لے کر برج قوس کے آخر تک ہو تو تعدیل کو مطالع مذکورہ سے کم کر دیں گے مگر اس صورت میں کہ عاشر کا میل منطقہ کے ربع دوم میں زیادہ ہو میل کو کب سے اور اگر ستارے کا میل جنوبی ہے اگر عاشر نصف سرطانی میں ہے تو تعدیل کو زیادہ کریں گے مگر اس صورت میں کہ عاشر کا میل کو کب کے میل سے زیادہ ہو۔ اور اگر نصف جدوی میں ہو تو تعدیل کو مطالع مذکورہ سے کم کر دیں گے، مگر اس صورت میں کہ عاشر کا میل کو کب کے میل سے زیادہ ہو۔ اور اگر نصف جدوی میں ہو تو تعدیل کو مطالع مذکورہ سے کم کر دیں گے، مگر اس صورت میں کہ میل زیادہ ہو اور ربع میں ہو (۱۰) عمل معلوم حاجت کے مطابق کریں کہ یہی تقویم ہے۔ (ت)

زنج بہادر خانی سے مطالع استوائیہ کا ایک جدول بعینہ نقل کر دیا ہے۔ ہم نے اپنے محاسبہ خاصہ سے اس کی تجدید کی ہے، تاہم یہ بھی تقریب کو کافی ہے۔ بروج یونانیہ و ہندیہ میں ۲۲۰ کا فرق شدت غلط ہے بلکہ اسی سال کے آغاز یعنی یکم محرم ۱۳۳۰ھ کو مالٹم م لومہ فرق تھا یعنی ۲۴۰۴۰۰۳ سے کچھ زائد اور روزانہ ترقی پر ہے۔ یہاں تک دنیا باقی رہی تو رجب ۱۴۹۲ھ میں پورے ایک برج کا تفاوت ہو جائے گا اس الثور سے ہندی سیکھ کی شکرا انت ہوگی۔ اس ہندی حساب کو حقیقی تقویم کہنا ٹھیک نہیں۔ حقیقی تقویم یہی ہے جو محل تقاطع سے ہے، اسی سے حساب فصول ہے، اسی سے حساب کئی بیشی روز و شب ہے، اسی سے حساب مطالع ہے، اسی سے حساب طلوع غروب و سائر اوقات ہے، ہندی تقویم تقویم صوری ہے کہ صورت پرستوں نے صورت کو اکب پر اس کی بنا رکھی ہے^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵: از میرٹھ بازار لال کرتی مرسلہ شیخ علاؤ الدین صاحب ۱۱ اشوال مکرم ۱۳۳۰ھ

حامی سنت، ماحی بدعت، مخدومی و معظمی حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب مدظلکم العالی، بعد تقدیم، ہدیہ سلام و مراسم نیاز مندی عرض ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب جنہوں نے قاعدہ استخراج تقویم کو اکب از مطالع استوائیہ مرقومہ المینک کمترین کو بتایا تھا ان سے جب کمترین نے ان کے قاعدہ کی غلطی کا اظہار کیا اور جناب والا کی تحریر دکھائی اس سے اطمینان نہ ہوا اور جناب والا کی تحریری کامفہوم ان کی سمجھ میں نہیں آیا، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ بالکل ٹھیک ہے اور میں اپنی ولایتی ستارہ میں مشاہدہ کو اکب کو دکھا کر آپ کا اطمینان کرا سکتا ہوں، چنانچہ کمترین نے ان سے وعدہ لیا ہے کہ بعد رمضان المبارک چند روز کے واسطے مع ستارہ میں کے یہاں تشریف لا کر میرا اطمینان کر دیں۔ لہذا امید

^۱ مسفر المطالع للتقویم والمطالع

کہ اس وقت تک رسالہ مسفر المطالع کے طبع کرنے میں توقف کیا جائے۔ زیادہ حد ادب !

الجواب:

اس قاعدہ تقویم کی نسبت گزارش ہے کہ:

(۱) ستارہ میں کے آنے پر کیوں محمول فرمائیے خود المینک ایک اعلیٰ ستارہ ہیں ہے۔ اس سے ملاحظہ کیجئے جس وقت اس نے دو کوکبوں کا قرآن لکھا ہے اگر ان میں ایک قمر ہے تو اس کی تقویم وقت قرآن کے لئے تعدیل مابین السطریں سے لیجئے اور دوسرے کی اس قاعدہ سے ملاحظہ ہو کر دونوں میں کتنا فرق آتا ہے؟

(۲) یہ بھی نہ سہی نہایت سہل امکان گزارش کروں قمر کی تقویم نصف النہار و نصف اللیل روزانہ مکتوب ہے اور ہر گھنٹے کے مطالع ممر بھی ان مطالع کو تحویل و تقویس کر کے دیکھ لیجئے کس قدر تفاوت پڑتا ہے مثلاً ایک مثال گزارش، اس سال اکتوبر ۱۲ بجے کے مطالع لکھے ہیں۔ ۵/ ۱۵۴۵۵۵۵۵ ث درجات ہیں اس کی تحویل ہوئی۔ تح تح نٹ بط جدول مطالع استوائی میں اس کے طوابع ہوئے ۳۸° ۰۲' حالانکہ اس وقت تقویم قمر ہے ۲۸° ۱۰' نصف درجہ کافرق ہوا کہ ہر گز مخفی نہیں اور کہیں اس سے بھی زائد آئے گا کہیں کم کہیں قریب تطابق۔ یہ عقم قاعدہ کی دلیل روشن ہے یہی حال ہر کوکب میں ہوگا مگر شمس اس میں حاجت نہیں کہ اس کی جس وقت کے مطالع ممر لکھے اسی وقت کی تقویم ضو بھی مکتوب ہے۔

(۳) اہل مینات جدیدہ سہولت کے کمال حریض ہیں حتیٰ کہ اس کے لیے مسابہت گوارا کرتے ہیں جیسا کہ ان کے اعمال و حقائق اعدائی کے مطالع پر مخفی نہیں یہاں بھی جو قواعد برہانیہ کے فقیر نے استنباط کئے ایسے نہ تھے ان کی فکر وہاں تک پہنچتی مگر طول امل و کثرت عمل کے باعث ان سہل انگاروں نے ان سے گریز کر کے یہ آسان قاعدہ رکھا جو میں نے آپ سے یہاں گزارش کیا تھا۔ اسی کی خاطر روزانہ ہر کوکب کا طول بفرض مرکزیت شمس اور عرض بفرض مذکور اور لوگار شم بعد کے خانے دیے اور اتنے اعمال گوارا کئے اگر وہ سہل سی بات کافی ہوتی تو کیا انکا سر پھرا تھا کہ تحقیق و تدقیق چھوڑ کر تطویل میں پڑتے۔

(۴) صرف دو خط افق و نصف النہار تو کیا کام دے سکتے ہیں ہاں ایسے آلات میں ارتفاع بنانے کو اور خطوط بھی ہوتے ہیں مگر مقطرات دوائر عریضہ میں بون بعید ہے ہاں یہ کہ کوکب اول السموت پر ہوا اور عرض اقلیم رویت منتفی وہ نادرہ ہے اور یہ بریلی و میرٹھ اور ان سے شمال میں آخر تک اور جنوب میں تقریباً ساڑھے تین سو میل تک عادیہ ناممکن ہے اگرچہ قدرت میں سب کچھ ہے۔

(۵) ایک قول فیصل عرض کروں، دو حال سے خالی نہیں، ستارہ ہیں سے جو تقویم نظر آئی تقویم محسوب بقاعدہ مولوی صاحب سے مطابق ہوگی یا مخالف، اگر مخالف ہو جب تو صحت قاعدہ کا ثبوت ہی نہ ہوا، اور مطابق ہو تو اور اُلٹی غلطی، قاعدہ کا ثبوت ہو گیا کہ انکسار کدھر جائے گا اور اختلاف منظر کدھر جائے گا تقویم مرئی کبھی تقویم حقیقی کے مطابق نہیں ہوتی حتیٰ کہ اس وقت بھی کہ کوکب دائرہ نصف النہار پر ہو مگر صرف اس حالتِ نادرہ میں کہ عین سمت الراس پر ہو۔

جناب نے طبع رسالہ ابھی ملتوی رکھے کافر مایا ہے وہ خود ملتوی ہے۔ ردّ وہابیہ خذلم اللہ تعالیٰ کے دس رسالے زیر طبع ہیں:

(۱) سلی الثبوت (۲) ایجاب النکیر (۳) سبخن السبوح (۴) مزق تللیس (۵) الہیۃ الجباریہ (۶) دامن باغ (۷) پیکان جاگداز (۸) القمع المبین (۹) تعالیٰ السبوح (۱۰) تازہ عطیہ

پھر ان کے بعد ان شاء اللہ الکریم الدولۃ المکیہ، الفیوض المکیہ، حاسم المفتری، القثم الخاصم، الکاری فی العادی والغادی، الجسم الثانی، اشد الباس، ادخال السنن، اقامۃ الموائن، نور الفرقان کی باری ہے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

وہابیہ کی خدمت گزاری سے فرصت ہو تو اور طرف توجہ ہو لیکن اگر یہ فرمان اس بناء پر ہے کہ شاید ستارہ ہیں قواعد رسالہ کی غلطی ثابت کرے تو کس سے اطمینان فرمائیں، سو اس قاعدہ کے جو میں نے جناب سے گزارش کیا اور معمول ہیأت جدیدہ ہے کہ تقریب قریب ہوتا ہے مگر تحقیق سے دقیقہ تک تفاوت لاتا ہے۔ قواعد کہ فقیر نے استنباط کئے مبرہن براہین ہندسیہ ہیں، اگر ان کے خلاف بتائے تو یقیناً آلہ غلط ہے نہ کہ براہین۔ بعض آلات خود ناقص ہوتے ہیں بعض کو بنانے والا غلط بناتا ہے، بعض وقت صحیح آلہ غلط لگایا جاتا ہے، بعض وقت مدلول آلہ کو لگانے والا غلط ادراک کرتا ہے، آلہ اپنے منتائے کار کے بعد بھی حساب کا محتاج ہے اور حساب اکثر محتاج آلہ نہیں، آلہ کیسائی دقیق ہو دقیق حساب تک نہیں پہنچ سکتا، حساب تو الی ثوالث بناتا ہے اور عام آلات صرف درجات یا غایت درجہ انصاف درجہ اگر د قائل بتائے تو انجوبہ دہر ہے مگر تو الی ضرور نامتصور۔ آخر یہ تو قاعدہ کے متعلق سمع خراشی تھی اتنا فقیر کو مامول کہ اس ستارہ ہیں کی قیمت اور جائے وجہ ان سے مطلع کیا جاؤں۔ جناب فرماتے ہیں بہت بیش قیمت ہے تو میں کہا پاسکوں، مولوی صاحب نے کہاں سے حاصل فرمائی، کس طرح ملی، جب ایسی بیش قیمت ہے تو زحل کے حلقے مشتری کے چاروں قمر جو لود سلطا وغیرہما کو اکب جدیدہ بھی دکھائی ہوگی۔ والسلام مع الاکرام

مسئلہ ۲۶: از میرٹھ محل مذکور ۱۲ شوال ۱۳۳۰ھ

حاجی دین متین، ناصر شرع مبین مدظلہم العالی۔ بعد تقویم ہدیہ سلام و مراسم نیاز مندی مطالع استوائیہ کو اکب جو المنک میں مرقوم ہیں وہ صحیح اور حقیقی مطالع ہیں یا نہیں، اور باعتبار مرکز زمین استخراج کئے گئے ہیں یا نہیں؟ امید کہ جواب سے جلد سرفراز بخشی جائے، نہایت مشکور امر باعث ہوگا۔ زیادہ نیاز۔ عریضہ کمترین علاؤالدین۔

الجواب:

رئیس دین پروردامت محالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المنک میں جو مطالع مرشمس و قمر و مرکب کے لے ہیں سب بلحاظ مرکز زمین حقیقی اور بقدر کافی تحقیق و صحیح ہیں مگر ان سے طوابع حاصل کرنا شمس میں ہمیشہ تقویم سے مطابقت لائے گا اور دیگر کو اکب میں نادر، اکثر اختلاف دے گا، جس کی مقدار نصف درجہ سے بھی زائد تک ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ یہ مطالع حقیقۃً مطالع اجزاء منطقۃ البروج ہیں کہ انہیں کے میل و بعد عن الاعتدال الاقرب سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ شمس دائمًا ملازم منطقہ ہے تو اس کی تقویم ہمیشہ نفس منطقہ پر ہوتی ہے اور وہی طوابع مطالع ہیں۔ بخلاف دیگر کو اکب کے کہ اپنے تمام دورہ میں صرف دو بار منطقہ پر آتے ہیں جب کہ اپنے راس و ذنب پر ہوں یا متحیرات کے باعث دو چار بار اور اسی وقت تقویسی مطالع ان کی تقویم ٹھیک بتائے گی یا اس وقت کہ کوکب مارہ بالا قطب الاربعہ پر ہو کہ اب میلہ و عریضہ متحد ہو جائیں گے باقی اوقات اختلاف دے گی۔ والسلام

مسئلہ ۲۷: از میرٹھ مرسلہ حاجی صاحب مذکور ۳۰ شوال ۱۳۳۰ھ

کمترین کو فی الحال بعد ملاقات مولوی عبداللہ صاحب کے بیشک یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اس ستارہ میں کے مشاہدے سے مولوی صاحب ممدوح کے قاعدہ کی تصدیق ہو جائے گی تو اس صورت میں رسالہ معلومہ کے قاعدہ میں کچھ سہو سمجھنا پڑے گا مگر چونکہ حضور والا کی تحریر سے معلوم ہو گیا کہ رصدی آلہ کے مشاہدات سے براہین ہندسیہ کی تردید نہیں ہو سکتی لہذا ایسی صورت میں ستارہ میں کے مشاہدات سے استدلال ہی فضول ہے۔ قبل ازیں کمترین کو یہ گمان تھا کہ آلہ و صدر کے مشاہدات سے جو بات ثابت ہوئی اس میں غلطی کی گنجائش نہیں ہے۔ اس وجہ سے کمترین نے رسالہ مسفر المطالع کے متعلق التوا کی درخواست کی تھی مگر اب چونکہ حقیقت اس کے خلاف نکلی لہذا اس کے طبع کرانے میں التوا کی ہرگز ضرورت نہیں ہے صرف ایک بات دریافت طلب رہ گئی ہے کہ تقویس مطالع کو اکب سے جو تقدیم حاصل ہوتی ہے اس کا فرق تقویم اصلی سے زیادہ سے زیادہ کس قدر ہو سکتا ہے۔ یعنی ایک درجہ سے زیادہ فرق ہو سکتا ہے یا

نہیں؟ امید کہ جواب سے سرفراز بخشی جائے۔ حضور کے دوسرے والا نامہ سے یہ بالکل تحقیق ہو گئی کہ تقویٰ مطالع ممر سے دوسرے کواکب کی تقویم اصلی سوائے چند خاص نادر موقعوں کے نہیں نکل سکتی۔ اس قدر سمع خراشی اور تکلیف دہی کی جو ان تحریرات وغیرہ میں حضور والا کو ہوئی نہایت ادب سے معافی چاہتا ہوں۔ عریضہ کمترین علاء الدین عفی عنہ

الجواب:

ہاں ایک نہیں ڈیڑھ درجے سے بھی زائد غلطی دے گا۔ مثال حاضر ۸ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۱۲ء عطارد کے مطالع استوائی یعنی مطالع مرتضیٰ طت زما قوس میں ایک کی تحویل نط مالہ بہ جدول مطالع استوائی میں اس کی تقویٰ (ج۔۔۔۔) یعنی برج اسد (۵۲° ۱۲' ۲۰") یہ تو وہ قاعدہ ہوا۔ اب اصل قاعدہ سے چلئے تقویم عطارد بمرکز شمس (۳۹° ۱۹' ۲۹") تقویم شمس (۲۲° ۵۹' ۱۲") نظیر ش (۲۲° ۵۹' ۱۲") تقویم کب۔ نظیر تقویم شمس = (۵۷° ۱۹' ۱۲") زاویۃ الشمس نصفاً ۵۹° ۱۹' ۵۹" ☆ ۹° ۵۹' ۱۲" محفوظ ظلہ ۵۳° ۲۲' ۵۷" عرض عطارد بمرکزیت شمس ۵۱° ۲۵' ۳۹" نماز ۸° ۳۹' جیبہ ۹۹۹۶۱۸۸۸۸ + لو بعد عطارد ۵۵° ۵۵' ۵۹" = ۵۹° ۲۲' ۵۷" مفروق از بعد شمس ۵۹° ۲۲' ۵۷" = ۱۰° ۰۰' ۲۸" ۱۲۱۷۱۶ = ۱۰° ۰۰' ۲۸" قوسہ فی جدول الظل ۵-۲۸-۴۵ = ۵۰-۲۳ ظلھا ۴۳-۶۲۵۱۷۹ + ظل محفوظ ۴۰-۱۸۱۴۱۷۹ = ۱۲ قوسہ فی الظل ۷-۳-۸۹: محفوظ-۷-۳-۸۹ = ۱۳ زاویۃ الارض: تقویم شمس ۱۳-۴۲-۴۶-۱۳۸ یعنی اسد کے ۴۲-۴۶-۲۸ ملاحظہ ہو کہ واقع میں تقویم پونے انتیس درجہ میں بھی زائد تھی اور اس قاعدہ نے ستائیس درجے سے بھی کم بتائی۔

والسلام مع الکرام فقیر غفرلہ از بریلی شوال المکرم ۱۳۳۰ ہجریہ

۷ شوال ۱۳۲۶ھ

مسئلہ ۲۸: از شہر بہار پور مرسلہ نواب سلطان احمد خان صاحب

آج کل تیسرے درجہ کا سنبہ کس وقت طالع ہوتا ہے؟

الجواب:

آج کل درجہ سوم سنبہ کا طلوع صبح کے آٹھ بجے کے بعد اس تفصیل سے ہے:

یوم	تاریخ قمری	تاریخ شمسی	وقت طلوع	انتہائے طلوع	پنجشنبہ
جمعہ	۹	۱۹	۸	۲۸	۸
شنبہ	۱۰	۲۰	۸	۲۰	۵۵
			۸	۵۱	۲۹
			۸	۲۳	۲۳
			۸	۲۵	۳۱

وقت ریلوے دیا ہے جو آجکل گھڑیوں میں رائج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

مسئلہ ۲۹: مسئلہ نواب امیر احمد خان صاحب

حضور عالی! جدول تحویل تاریخ عیسوی بہ ہجری میں میرے پاس مقابل چھ سو سال کے اہانب لہ ہے۔ حضور نے اہانب ل لکھا ہے کیا اس جدول میں تبدیلی کی گئی ہے تو مجھ کو از سر نو نقل لینی ہوگی؟

الجواب:

اہانب ل ہی ہے صحیح و بجا۔ یہ نب لہ کسی اہلبہ نے لکھوا دیا، اس جدول میں ترمیم کا ضرور خیال ہے مگر ابھی ہوئی نہیں، وہ ترمیم اسے بالکل کا یا پلٹ کر دے گی حتیٰ کہ مداخل شہور و سنین بھی بدل جائیں گے اور وہی صحیح واضح ہوں گے، اس وقت نہ یہ اہانب ل ہوگا نہ نب لہ کچھ اور ہی ہوگا۔ غالباً اہانب لہ ہو، فقط

۲۷ رمضان ۱۳۳۸ھ

از نسواہ قادر یہ جو نیر مدرسہ ضلع چائیکام مرسلہ مولوی جمال الدین صاحب

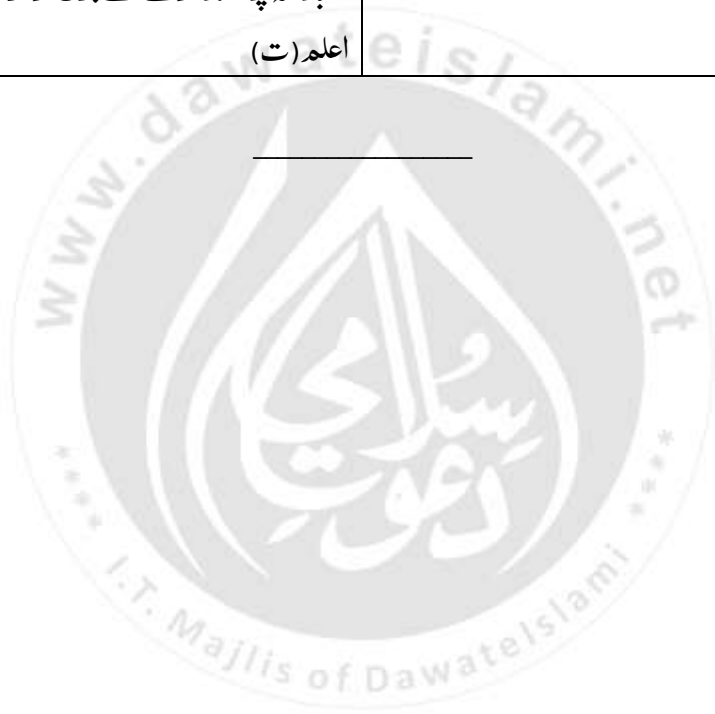
مسئلہ ۳۰:

وقت نماز و صوم از گھری معین نمودن قطع نظر از آفتاب و ماہتاب آیا جائز شود یا چنانچہ بعض دیوبندی قائل آنست بر تقدیر عدم جائز چہ دلیل عقلاً و نقلاً باید و موجد گھری کیست و کدام وقت ایجادش گردید و چرا ائمہ ازوے وقت صوم و صلوة مقرر نہ نمودند۔	نماز و روزہ کا وقت گھڑی سے معین کرنا سورج اور چاند سے قطع نظر کرتے ہوئے جائز ہے یا نہیں؟ بعض دیوبندی اس کے قائل ہیں، ناجائز ہونے کی صورت میں اس پر کون سی عقلی و نقلی دلیل ہوگی، گھڑی کا موجد کون ہے اور کون سے زمانے میں ایجاد ہوئی، اور ائمہ کرام نے اس کے ساتھ نماز اور روزے کا وقت کیوں مقرر نہیں فرمایا۔ (ت)
---	---

الجواب:

موجد آلہ سماعت مردے از منہجمان زمانہ ہارون رشید را گفته اند واللہ اعلم بہ فاما تا زمانہ ائمہ بیکہ تا چند صد سال پیش از زمان مارواجش نبود واعتماد برو آنکس را کہ علم توقیت نداند حرام ست ہمچنان بر یک آلہ سماعت اعتماد نشاید کہ	گھڑی کا موجد ہارون الرشید کے زمانے کا ایک نجومی مرد بتایا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ائمہ کرام کے زمانے میں بیکہ ہمارے زمانے سے چند سو سال پہلے تک اس کا رواج نہ تھا۔ علم توقیت نہ جانے والے شخص کے لئے اس
--	--

<p>آلہ پر اعتماد کرنا حرام ہے۔ اسی طرح صرف ایک گھڑی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے کہ بعض اوقات خود بخود آگے پیچھے ہو جاتی ہے۔ ہاں جو شخص علم توقیت جانتا ہے اور گھڑی کی حفاظت کر سکتا ہے وہ اس پر عمل کر سکتا ہے جیسا کہ در مختار میں اس کا افادہ فرمایا ہے۔ دیوبندی تو خود علم توقیت سے اسی طرح نا آشنا ہیں جیسے دین سے۔ ان کے فتوے پر اعتماد کرنا گھڑی جیسے بے اعتبار آلہ پر اعتماد کرنے سے بڑھ کر حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p>	<p>دفعۃً خود بخود پیش و پس می شود آرے ہر کہ علم توقیت داندہ آلہ سماعت را محافظت تواند بر و کار میتواں کرد کما افادہ فی الدر المختار دیوبندیاں خود از توقیت ہمچناں بیگانہ اند کہ از دین و اعتماد بر فتوای آنہا حرام تر از آنست کہ بر سماعت بے تمکین۔ واللہ تعالیٰ اعلم</p>
---	---



سیرت و فضائل و خصائص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۱: از مقام گنڈارہ تحصیل گنج ضلع بہرائچ مرسلہ عبد اللہ میاں جی صاحب معرفت سید سلطان احمد صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر جب ثویبہ جاریہ ابی لہب نے ابو لہب کو سنائی اس وقت ابو لہب نے خوش ہو کر ثویبہ کو آزاد کر دیا پھر کئی دن تک ثویبہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلایا، پھر ابو لہب کو اس کے مرنے کے بعد خواہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا اور کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: کیا حال ہے تیرا؟ بولا: آگ میں ہوں لیکن تخفیف ہوتی ہے۔ ہر دو شنبہ کی رات اور چوتناہوں دو انگلیوں سے پانی، جن کے اشارے سے آزاد کیا تھا ثویبہ کو۔ یہ قصہ اکثر معتبرین سے سنا گیا ہے، اور علامہ جزری علیہ الرحمہ نے بھی اپنے رسالہ میلاد شریف میں اس کو لکھا ہے اور اس کے بعد یہ لکھا ہے:

اذاکن هذا ابولہب الکافر الذی نزل القرآن بزمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلة مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحّد	جب یہ حال ابو لہب جیسے کافر کا ہے جس کی مذمت میں قرآن نال ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی شب خوشی منانے کی وجہ سے اس کو بھی قبر میں بدلہ دیا گیا تو آپ کے موحد و مسلمان
--	--

من امتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی آخرہ ^۱	امتی کا کیا حال ہوگا الخ۔ (ت)
---	-------------------------------

اس پر ایک شخص کہتا ہے کہ یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جبکہ قرآن شریف میں اللہ جل شانہ خبر دیتا ہے ابولہب کی نسبت "مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۖ" ^۲ کہ نہ نفع دیا اس کو اس کے مال اور اس کے فعل نے۔ پس مال لوٹڈی اور فعل اس کا آزاد کرنا۔ ورنہ خواب خیال کی باتیں آیات قرآنیہ کے مقابل میں کیونکر صحیح ہوں گی، پس اس کی تطبیق کیونکر صحیح ہوگی۔ بیان فرمائیے۔

الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری شریف میں ہے، ائمہ نے اسے مقبول رکھا اور اس میں قرآن عظیم کی اصلاً مخالفت نہیں۔ قطع نظر اس سے یہ اغنانہ ہوا اس کا سبب حضور پر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علاقہ۔ حضور کی ولادت کریمہ پر خوشی کہ یہ نہ اس کا مال ہے نہ اس کا کسب و فعل اختیاری۔ یہ تو کیا ایسا فائدہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علاقہ ابوطالب کو ایسا کام آیا کہ سراپا آگ میں غرق تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پایاب آگ میں کھینچ لیا کہ اب صرف تلووں میں آگ ہے حالانکہ کفار کے حق میں اصل حکم یہ ہے کہ:

"لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ" ^۳	نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے نہ کوئی ان کی مدد کرے۔
---	--

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم هو في ضحضاح من نار ولو لانا لكان في الدرك الاسفل من النار ^۴ ۔ وفي رواية وجدته في غمرات من النار	ہاں وہ تھوڑی سے آگ میں ہے، اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو جہنم کی
--	---

^۱ البواب الدنئیہ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۴

^۲ القرآن الکریم ۲/ ۱۱۱

^۳ القرآن الکریم ۲/ ۱۶۲

^۴ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۵، صحیح البخاری کتاب

الادب باب کنیۃ المشرک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱

<p>فاخر جتہ الیٰ ضحیٰ^۱۔</p>	<p>گہرائیوں میں پایا تو اس کو تھوڑی سے آگ کی طرف نکال لیا۔</p>
<p>اسی طرح صحیحین میں ابو سعید خدری اور مسند بزار و ابویعلیٰ وابن عدی و تمام میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور معجم کبیر طبرانی میں ام المؤمنین ام سلمہ سے ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین امام عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:</p>	<p>فان قلت اعمال الکفرة هباء منشور لافائدة فيها، قلت هذا النفع من بركة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وخصائصه^۲۔</p>
<p>اگر تو کہے کہ کافروں کے اعمال تو بکھرے ہوئے غبار کے ذروں کی طرح ہوتے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، تو میں کہوں گا یہ نفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور آپ کے خصائص سے ہے۔ (ت)</p>	<p>امام ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری میں ہے:</p>

<p>اس خصوصیت کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ایمان لانے سے انکار کے بعد بھی آپ نے اس کے لئے شفاعت کی یہاں تک کہ اس کے عذاب میں دوسروں کی بنسبت تخفیف کر دی گئی۔ (ت)</p>	<p>يؤيد الخصوصية انه بعد ان امتنع شفع له حتى خفف عنه العذاب بالنسبة لغيره^۳۔</p>
---	--

اسی طرح مجمع بحار الانوار وغیرہ میں ہے، ان سب کا حاصل یہ ہے کہ یہ نفع کافر کے عمل سے نہ ہوا بلکہ حضور رحمۃ للعالمین کی برکت سے، اور یہ خصائص علیہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲: از بارکپور، مرغی محال، مسجد حافظ محمد جعفر صاحب مرسلہ پیش امام صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قیام مولود شریف فرض ہے یا واجب ہے یا سنت؟

^۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن طالب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱

^۲ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصۃ ابی طالب ادارۃ الطباعة المنيرية بیروت ۱۷/۱۷

^۳ فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة القصص مصطفی البابی مصر ۱۳۳/۱۰

عمر و کہتا ہے کہ قیام مولود شریف ہاتھ باندھ کر ہونا چاہیے اور زید کہتا ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر ہونا چاہیے، تو بتلائیے کہ کس کی بات سچ ہے؟

الجواب:

ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا بہتر ہے جیسا کہ حاضری روضہ انور کے وقت حکم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: یقف کما یقف فی الصلاة^۱ ایسے کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ (ت) اسی طرح لباب و شرح لباب و اختیار شرح مختار و غیر ہا کتب معتبرہ میں ہے۔ قیام مجلس مبارک مستحب ہے اور مجلس کھڑی ہو تو سنت، اور ترک میں فتنہ یا الزام و ہابیت ہو تو واجب کہنا فی رد المحتار فی قیام الناس بعضهم لبعض۔ (جیسا کہ رد المحتار میں بعض لوگوں کے بعض کی خاطر کھڑے ہونے کے بارے میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم



^۱ الفتاویٰ الہندیۃ کتاب المناسک مطلب زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۶۵

رسالہ

۱۳۰۵ھ

تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

(یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

شوال ۱۳۰۵ھ

از مونگیر لعل دروازہ معرفت حضرت مرزا غلام قادر بیگ غرہ

مسئلہ ۳۳:

حضرت اقدس دام ظلہم! یہاں وہابیہ نے ایک تازہ شگوفہ اظہار کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے سے انکار کیا۔ ہر چند کہا گیا کہ مسئلہ واضح ہے، مسلمانوں کا ہر بچہ جانتا ہے، مگر کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے دلیل لاؤ۔ یہاں کوشش کی، قرآن و حدیث میں دلیل نہ پائی، لہذا مسئلہ حاضر خدمت والا ہے، امید ہے کہ بہ ثبوت آیات و احادیث مسلمانوں کو ممنون فرمائیں گے، فقط

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ط ولو كره المشركون	سب خوبیاں اسے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور پڑے بُرا مانیں مشرک، بڑی
---	---

برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا کہ وہ سارے جہان کو ڈرسانے والا ہو۔ اور سب رسول خاص اپنی ہی قوموں کی طرف بھیجے گئے۔ اس نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے جہان کے لیے رحمت بھیجا، تو ان کے دامن رحمت کے نیچے انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقررین اور تمام مخلوق الہی کو داخل فرمایا، اور ان کو سب نبیوں کا خاتم کیا، تو انہوں نے اور دین نفع فرمائے، اور ان کے دین کا کوئی حرف منسوخ نہ ہوگا۔ اللہ نے ان کی امت میں تمام رسولوں کو داخل کیا، جبکہ خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا۔ پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے لے گیا مسجد اقصیٰ تک بُلند آسمانوں تک عرش اعلیٰ تک، پھر نزدیک ہوا تو تجلی فرمائی، تو دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا۔ پس اپنے بندے کو وحی کی، دل نے جو دیکھا اس میں شک نہ کیا تو کیا تم ان کے دیدار میں جھگڑتے ہو۔ اور قسم ہے بے شک انہوں نے اسے دوبارہ دیکھا۔ آنکھ بیجانہ چلی اور نہ حد سے بڑھی۔ اور بے شک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔ اور بے شک اسے سب کو دوبارہ پیدا کرنا ضرور ہے جس دن کوئی شفیع نہ پائیں گے سوائے مصطفیٰ کے، تو دنیا اور آخرت میں انہیں کیلئے فضیلت ہے اور سب سے پرلے سرے کی نہایت اور سب سے بڑا وسیلہ اور سب سے

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَلَ الْفُرْقَانُ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا أَوَالِي أَقْوَامِهِمْ خَاصَّةً أَرْسَلَ الْمُرْسَلُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ نَبِينًا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَادْخُلْ تَحْتَ ذِيْلِ رَحْمَةِ الْإِنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبِينَ وَخَلَقَ اللَّهُ أَجْمَعِينَ، وَجَعَلَهُ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ فَنَسَخَ الْأَدْيَانَ وَلَا يَنْسَخُ لَهُ دِينٌ، وَادْخُلْ فِي أَمْتِهِ جَمِيعَ الْمُرْسَلِينَ إِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ، سَبِّحْهُنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لِيَلْجَأَ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى السُّبُوتِ الْعُلَى إِلَى الْعَرْشِ الْأَعْلَى، ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى افْتَمَرُونَهُ عَلَى مَا يَبْزِي وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى وَإِن إِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى وَإِن عَلَيْهِ النَّشْأَةُ الْآخِرَى يَوْمَ لَا يَجِدُ وَنَ شَفِيعًا إِلَّا الْمُصْطَفَى فَلَهُ الْفَضْلُ فِي الْأَوَّلَى وَالْآخِرَى، وَالْغَايَةِ الْقَصْوَى وَالْوَسِيلَةَ الْعِظَى وَالشَّفَاعَةَ الْكَبْرَى

<p>والمقام المحمود والحوض المورود ومآل لایحصى من الصفات العلیٰ والدرجات العلیاء فصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ وعلىٰ آلہ وصحبہ وكل منتہ الیہ دائماً ابداً کما یحب ویرضیٰ ہو وربه العلی الاعلیٰ۔</p>	<p>اعظم شفاعت اور وہ مقام جس میں سب اگلے پچھلے ان کی حمد کریں اور وہ حوض جس پر تشنگان امت آکر سیراب ہوں گے اور بے گنتی بلند صفتیں اور سب سے اونچے درجے، تو اللہ تعالیٰ درود و برکت اتارے ان پر اور ان کے آل و اصحاب اور ہر ان کے نام لیوا پر ہمیشہ ہمیشہ جیسی انہیں اور ان کے بلند و بالا تر رب کو پسند و محبوب ہے۔</p>
---	---

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین و سید الاولین و الآخرین ہونا قطعی ایمانی، یقینی، اذعانی، اجماعی، ایتانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بد دین بندہ شیطین و العیاذ باللہ رب العلمین کلمہ پڑھ کر اس میں شک عجیب ہے، آج نہ کھلا تو کل قریب ہے، جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائیں گے، سارے مجمع کا دولہا حضور کو بنائیں گے، انبیائے جلیل تا حضرت خلیل سب حضور ہی کے نیاز مند ہوں گے، موافق و مخالف کی حاجتوں کے ہاتھ انہیں کی جانب بلند ہوں گے، انہیں کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا، انہیں کی حمد کا ڈنکا بجتا ہوگا، جو آج بیاں ہے کل عیاں ہے، اس دن جو مومن و مقرب ہیں نور بار عشرتوں سے شادیاں رچائیں گے، "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لهذا" ^۱ (سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی۔ ت) اور جو مبطل و منکر ہیں و لقا کر حسرتوں سے ہاتھ چبائیں گے،

<p>"يَلْبِسُنَا لَطْفًا لِلَّهِ وَاطْعًا لِلرَّسُولِ" ^۲۔ اللهم اجعلنا من المهتدين ولا تجعلنا فتنة للقوم الظالمين۔</p>	<p>ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔ اے اللہ! ہم کو ہدایت پانے والوں میں سے بنادے اور ہمیں ظالموں کے لئے آزمائش نہ بنا۔ (ت)</p>
--	---

گروہ معتزلہ کہ ملائکہ کرام کو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل مانتے ہیں وہ بھی حضور

^۱ القرآن الکریم ۷/ ۴۳

^۲ القرآن الکریم ۳۳/ ۶۶

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو بالیقین مخصوص و مستثنیٰ جانتے ہیں۔ انکے نزدیک بھی حضور پر نور انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقررین و خلق اللہ اجمعین سب سے افضل و اعلیٰ و بلند و بالا علیہ صلوٰۃ المولیٰ تعالیٰ۔ کلماتِ علمائے کرام میں اس کی تصریح اور فقیر کے رسالہ "اجلال جبریل بجملہ خادما للحبوب الحمیل" میں تحقیق و توضیح۔

اما الزمخشري فقد سغه نفسه وتبع هواه وجهل مذهبه وتنأهى في الضلال حتى لم يعلم مشربه كما نبه عليه اهل التحقيق، والله سبحانه ولي التوفيق۔	رباز مخشری، تو وہ دل کا احسن، اپنی نفسانی خواہش کا پیروکار، اپنے مذہب سے جاہل اور گمراہی میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے، یہاں تک کہ اس کے مشرب کا پتا نہیں جیسا کہ اہل تحقیق نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ توفیق کا مالک ہے۔ (ت)
---	---

فقیر کو جہاں ایسے صریح مسئلے پر طلب دلیل نے تعجب دیا وہاں اس کے ساتھ ہی طرز سوال کو دیکھ کر یہ شکر بھی کیا کہ الحمد للہ عقیدہ صحیح ہے، صرف اطمینان خاطر کو خواہش تو ضیح ہے، مگر اس لفظ نے بیشک حیرت بڑھائی کہ قرآن و حدیث میں دلیل نہ پائی۔ سبحان اللہ مسئلہ ظاہر، دلیلیں وافر، آیتیں متکثر، حدیثیں متواتر۔ پھر سائل ذی علم ہو تو اطلاع نہ ملنے کی کیا صورت۔ اور جاہل بے علم ہو تو اپنے نہ پانے کی بیجا شکایت۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے مسئلہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں دلائل جلائل قرآن و حدیث سے جو اکثر بھم اللہ استخراج فقیر ہیں نوے "جز کے قریب ایک کتاب مسما بہ "منتہی التفصیل لببحث التفضیل" لکھی جس کے طول کو ممل خواطر سمجھ کر "مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین (۱۲۹۷ھ) میں اس کی تلخیص کی، پھر کہاں وہ بحث متناہی المقدار اور کہاں یہ بحر ناپید اکثار، اللہ اللہ العظیمة للہ "

"وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَدُّ كَامِنٌ بَعْدَ سَبْعَةِ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ" ^۱ ۔	اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو، اس کے پیچھے سات سمندر اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں (ت)
---	--

بلا مبالغہ اگر توفیق مساعد ہو اس عقیدے کی تحقیق مجلدات سے زائد ہو، مگر بقدر حاجت و

^۱ القرآن الکریم ۳۱/ ۲۷

وقت فرصت، قلب مؤمن کی تسکین و تثبیت اور منکر بد باطن کی تحرین و تبکیت کو صرف دس آیتوں اور سو حدیثوں پر اقتصار مطلب اور اس معجز عجاہلہ مسمیٰ بہ "قلائد نحر الحور من فرائد بحور النور" کو بلحاظ تاریخ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" سے ملقب کرتا ہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب، و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و سراج افقہ والہ و صحبہ و متبعیہ و حزبہ انہ سبیح قریب مجیب۔	اللہ تعالیٰ کے بغیر میرے لیے کسی کی توفیق نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع لانا ہوں۔ اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے اس پر جو اس کی تمام مخلوق سے بہتر اور اس کے افق کا سراج ہے، اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر اور اس کے تمام پیروکاروں پر اور اس کی جماعت پر، بے شک وہ سننے والا، قریب، دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ (ت)
--	--

یہ قلائد فرائد دو ہیکل پر مشتمل:

ہیکل اول: میں آیات جلیلہ۔

ہیکل دوم: میں احادیث جمیلہ۔ یہ ہیکل نور افکن چار تابشوں سے روشن:

تابش اول: چند وحی ربانی علاوہ آیات کریمہ قرآنی۔

تابش دوم: ارشادات عالیہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم اجمعین۔

اگر بعض کلمات انبیاء و ملائکہ دیکھے متبوع کی رکاب میں تابع سمجھے۔

تابش سوم: محض و خالص طرق و روایات حدیث خصائص۔

تابش چہارم: صحابہ کرام کے آثار و رافقہ، اقوال علمائے کتب سابقہ، بشرائے ہوائف رویائے صادقہ۔ واللہ سبحانہ و المعین و

الحمد لله رب العالمین (اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی مددگار ہے اور تمام خوبیاں اللہ کو جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) ان کے سوا

اقوال علمائے پر توجہ نہ کی کہ غرض اختصار کے منافی تھی۔ جسے ان کے بعض پر اطلاع پسند آئے۔ فقیر کے رسائل "سلطنة

المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری" و "قمر التہائم لنفی الظل عن سید الانام" و "اجلال جبریل بجعلہ خادمًا للمحبوب

الجلیل" کی طرف رجوع لائے۔ واللہ الہادی و ولی الایادی (اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا اور نعمتوں کا مالک ہے۔ ت)

ہیکل اول میں جواہر زواہر آیات قرآنیہ

<p>آیت اولی: قال تبارک وتعالی: "وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝" ^۱</p>	<p>پہلی آیت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا، اور یاد کراے محبوب! جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب و حکمت دوں، پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا، اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا، اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب انبیاء نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ اب جو اس کے بعد پھرے گا تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔</p>
--	--

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولیٰ المسلمین امیر المومنین جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی:

<p>لم یبعث الله نبیاً من آدم فمن بعده الا اخذ عليه العهد فی محمد صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم لئن بعث و هو حی لیؤمنن به ولینصرنہ ویأخذ العهد بذلک علی قومہ ^۲</p>	<p>یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہو تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔</p>
--	---

^۱ القرآن الکریم ۸۱/۳

^۲ المواہب اللدنیة عن علی المقصد الاول اخذ العهد علی الانبیاء المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۶، جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیة

۸۱/۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۸۷

اسی طرح جبر الائمہ عالم القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا، رواہ ابن جریر^۱ وابن عساکر وغیرہما (اس کو ابن جریر اور ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا۔) بلکہ امام بدر زکشی وحافظ عماد بن کثیر وامام الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسے صحیح بخاری^۲ کی طرف نسبت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ور اس کی مثل امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں سدی سے روایت کیا جیسا کہ امام اجل سیوطی علیہ الرحمہ نے خصائص کبریٰ میں وارد کیا ہے۔ (ت)	ونحوہ اخرج الامام ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن السدی کما اوردہ الامام الاجل السیوطی فی الخصائص الکبریٰ ^۲ ۔
--	--

اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نشر مناقب و ذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلمہ علیہم وعلیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس ومحافل ملائک منزل کو حضور کی یاد ومداح سے زینت دیتے، اور اپنی امتوں سے حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا خدہ رساں کنواری بتول کا ستھر ایٹا مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ "مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ"^۳ (اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔) کہتا تشریف لایا۔ اور جب سب ستارے روشن مہ پارے کمن غیب میں گئے افتاب عالم تاب ختمیت مآب نے باہر اراں ہزار جاہ وجلال طلوع اجلاں فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم دھر الداہرین (اللہ تعالیٰ آپ پر اور دیگر تمام رسولوں پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔) (ت)

عہ: قال الزرقانی قال الشامی ولم اظفر به فيه^۴ | زرقانی نے کہا: شامی نے فرمایا ہے کہ میں اس کو صحیح بخاری میں نہیں پاسکا۔ (ت)

^۱ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیت ۳/ ۸۱/ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۷

^۲ الخصائص الکبریٰ باب خصوصية بأخذ الميثاق على النبيين الخ مركز اهل سنت برکات رضا گجرات ہند ۸/ ۸۱

^۳ القرآن الکریم ۶/ ۶۱

^۴ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الاول دار المعرفہ بیروت ۴/ ۴۰۱

ابن عساکر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

<p>لم یزل اللہ یتقدم فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی آدم فمن بعده ولم تنزل الامم تتبأشر به وتستفتح به حتی اخرجہ اللہ فی خیر امة. وفي خیر قرن وفي خیر اصحاب وفي خیر بلد^۱۔</p>	<p>ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پیشگوئی فرما تا رہا، اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں منائیں اور حضور کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔</p>
--	---

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے:

<p>"وَكَاذِبًا مِّن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ" ②۔</p>	<p>یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پر اس کے وسیلہ سے فتح چاہتے، پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔</p>
---	---

علماء فرماتے ہیں: جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے:

<p>اللهم انصرنا عليهم بالنبي المبعوث في آخر الزمان الذي نجد صفته في التوراة^۳۔</p>	<p>الہی! مدد دے ان پر صدقہ نبی آخر الزمان کا جس کی نعت ہم تورات میں پاتے ہیں۔</p>
--	---

اس دعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی۔

اسی بیان الہی کا سبب ہے کہ حدیث میں آیا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ الخصائص الكبرى بحوالہ ابن عساکر باب خصوصیت بأخذ الميثاق الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۸/۹

^۲ القرآن الکریم ۸۹/۲

^۳ الدر المنثور تحت الآیة ۸۹/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۶/۱

نے فرمایا:

<p>والذی نفسی ببیدہ لو ان موسیٰ کان حیاً الیوم ما وسعہ الا ان یتبعنی۔ اخرجه الامام احمد^۱ والدارمی و البیہقی فی شعب الایمان عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ابو نعیم فی دلائل النبوة واللفظ له عن امیر المؤمنین^۲۔ عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسیٰ دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی (اس کو امام احمد، دارمی اور شعب الایمان میں بیہقی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابو نعیم نے دلائل النبوة میں امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور لفظ ابو نعیم کے ہیں۔ ت)</p>
--	--

اور یہی باعث ہے کہ جب آخر الزمان میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے بآئکہ بدستور منسوب رفیع نبوت و رسالت پر ہوں گے، حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے، حضور کے ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ اخرجه الشیخان^۳ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>کیسا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (اس کو شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>
--	--

اور اس عہد واثق کی پوری تائید و توثیق حق عز جلالہ نے توریت مقدس میں فرمائی جس کی بعض آیتیں ان شاء اللہ تابش اول ہیکل دوم میں مذکور ہوں گی۔
امام علامہ تقی الملہ والدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کی

^۱ مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۸۷

^۲ دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الاول عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۸

^۳ صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۰، صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ

بن مریم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۷

تفسیر میں ایک نفیس رسالہ ^۱ "التعظیم والمنہ فی التوہن بہ ولتنصر نہ" لکھا۔ اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں، اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی۔ حضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے، اور حضور کا ارشاد ^۱ "وکننت نبیاً وادم بین الروح والجسد" (میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔ ت) اپنے معنی حقیقی پر ہے۔

اگر ہمارے حضور حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے، ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے۔ اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرا تمام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اقتداء کی، اور اس کا پورا ظہور ارور نشور ہوگا جب حضور کے زیر لواء آدم و من سوا کا نہ رسل و انبیاء ہوں گے، صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین۔ یہ رسالہ نہایت نفیس کلام پر مشتمل جسے امام جلال الدین نے خصائص کبریٰ اور امام شہاب الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ اور ائمہ مابعد نے اپنی تصانیف منیعہ میں نقل کیا اور اسے نعمت عظمیٰ و مواہب کبریٰ سمجھا من شاء التفصیل فلیدرج الی کلماتہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (جو تفصیل چاہتا ہے وہ ان کے کلام کی طرف رجوع کرے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ ت)

باجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیہ کریمہ کے مفادات عظیمہ پر غور کرے، صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل الاصول ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں، امتیوں کو جو نسبت انبیاء و رسل سے ہے وہ نسبت انبیاء و رسل کو اس سید الکل سے ہے، امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ، اور رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گرویدگی فرماؤ۔ غرض صاف صاف بتا رہے ہیں کہ مقصود اصلی ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع و طفیلی ع

مقصود ذات اوست و گر جملگی طفیل
(مقصود ان کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں۔ ت)

^۱ المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۲/ ۲۰۹، کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۱۹۱/ ۸۳۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱

آیہ لَتَّوْمَنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ کے بعض لطائف:

اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں۔ ت) پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مستم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا۔

اولاً: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصومین ہیں۔ زہار حکم الہی کا خلاف ان سے محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک و تعالیٰ بطریق امر انہیں ارشاد فرماتا اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا، یہ عہد عہد "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" ¹ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ ت) کے بعد دوسرا پیمان تھا، جیسے کلمہ طیبہ میں لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ت) کے ساتھ محمد رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ت) تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الہیہ کا اذعان ہے۔ پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بَارک و شرف و بجل و عظم۔

ثانیاً: اس عہد کو لام قسم سے مؤکد فرمایا:

"لَتَّوْمَنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ" ²	تم ضرور اس کی مدد کرنا اور ضرور اس پر ایمان لانا۔ (ت)
--	---

جس طرح نوابوں سے بیعت سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سُبکی فرماتے ہیں: شاید سو گندِ بیعت اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔
ثالثاً: نون تاکید۔

رابعاً: وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید کو اور دو بالا فرمایا۔

خامساً: یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں: اے اقرار تم کیا اس امر پر اقرار لاتے ہو؟ یعنی کمال تعجیل و تسجیل مقصود ہے۔
سادساً: اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا:

¹ القرآن الکریم ۷۷/ ۱۷۲

² القرآن الکریم ۸۱/ ۳

"وَآخَذْتُمْ عَلَىٰ ذُلِّكُمْ إِصْرِي" ^۱۔ خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابقا: علیہ یا علیٰ ہذا کی جگہ "عَلَىٰ ذُلِّكُمْ" ^۲ فرمایا کہ بعد اشارت عظمت ہو۔

ثامنا: اور ترقی ہوئی کہ "فَاشْهَدُوا" ^۳۔ ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مگر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔ تاسعا: کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا:

"وَإِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ" ^۴۔ میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ عاشرًا: سب سے زیادہ نہایت کاریہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بآئکہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ

"فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ" ^۵	اب وجو اس اقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔
--	---

اللہ! اللہ! یہ وہی اعتنائے تام و اہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے:

"وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّنْ دُونِهِ فَلَا يَكْفُرِيهِ جَهَنَّمُ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ" ^۶	جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔
---	---

گویا اشارہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہمیں ایمان کے جزاؤں لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے یونہی جز دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے، میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقررین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتدا کہ انبیاء و مرسلین بھی اسکی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔

والحمد لله رب العالمین، وصلى الله تعالى على سيد المرسلین محمد و	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے
---	---

^۱ القرآن الکریم ۸۱/۳

^۲ القرآن الکریم ۸۱/۳

^۳ القرآن الکریم ۸۱/۳

^۴ القرآن الکریم ۸۱/۳

^۵ القرآن الکریم ۸۲/۳

^۶ القرآن الکریم ۲۹/۲۱

<p>أله وصحبه اجمعين ۝ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان سيدنا محمدا عبده ورسوله سيد المرسلين وخاتم النبيين واكرم الاولين والآخرين صلوات الله وسلامه عليه وعلى آله واصحابه اجمعين۔</p>	<p>رسولوں کے سردار محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی لائق عبادت نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ اس کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں میں آخری نبی اور اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے درود و سلام ہوں ان پر، ان کی آل پر اور ان کے تمام صحابہ پر۔ (ت)</p>
---	--

اس سے بڑھ کر حضور کی سیادت عامہ و فضیلت تامہ پر کون سے دلیل درکار ہے۔ واللہ الحجة البالغة (اور اللہ کی حجت پوری ہے۔ ت)

<p>آیت ثانیہ: قال عز مجده: "وَمَا أَمَّا سَلْتُكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" ۱۔</p>	<p>دوسری آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔</p>
---	---

عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء و ملائکہ سب داخل ہیں۔ تو لاجرم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب پر رحمت و نعمت رب الارباب ہوئے، اور وہ سب حضور کی سرکار عالی مدار سے بہرہ مند و فیضیاب۔ اسی لئے اولیائے کائین و علمائے عالمین تصریح فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض و سماء میں اولیٰ و آخرت میں دین و دنیا میں روح و جسم میں چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ میں جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بڑے گی۔ کما یتناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالتنا سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری۔ (جیسا کہ ہم نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت الوری" میں بیان کیا ہے۔ ت) امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس آیت کریمہ کے تحت لکھا:

<p>لما كان رحمة للعالمين لزما ان</p>	<p>جب حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں واجب</p>
--------------------------------------	---

^۱ القرآن الكريم ۲۱/۱۰۷

<p>ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے افضل ہوں۔ میں کہتا ہوں تخصیص کا دعویٰ کرنا ظاہر سے بلا دلیل خروج ہے اور وہ کسی عاقل کے نزدیک جائز نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل کے نزدیک۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ (ت) تیسری آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔</p>	<p>يكون افضل من كل العالمين¹۔ قلت وادعاء التخصيص خروج عن الظاهر بلا دليل وهو لا يجوز عند عاقل فضلا عن فاضل والله الهادي۔ آیت ۴۱: قال جل ذكره: "وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ"²۔</p>
--	---

علماء فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ انبیائے سابقین سب خاص اپنی قوم پر رسول کر کے بھیجے جاتے۔ اگلے انبیاء صرف اپنی قوم کے رسول ہوئے اور ہمارے رسول ہر فرد مخلوق کے لئے

<p>اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق ہم نے نوح کو بھیجا اس کی قوم کی طرف۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ شمود کی طرف ان کی برادری سے صالح کو بھیجا۔ اور فرمایا: اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ اور فرمایا: مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا۔ اور فرمایا: پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ</p>	<p>اقول: وقال الله تعالى "لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ"³۔ وقال تعالى "وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا"⁴۔ وقال تعالى "وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا"⁵۔ وقال تعالى "وَلَوْ طَا إِدْقَالَ لِقَوْمِهِ"⁶۔ وقال تعالى "وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا"⁷۔ وقال تعالى "ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا"</p>
---	--

¹ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیة ۲/۲۵۳ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۶۵/

² القرآن الکریم ۴/۴۱

³ القرآن الکریم ۷/۵۹

⁴ القرآن الکریم ۷/۶۵

⁵ القرآن الکریم ۷/۷۳

⁶ القرآن الکریم ۷/۸۰

⁷ القرآن الکریم ۷/۷۵

<p>إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ^۱ وَقَالَ تَعَالَىٰ "وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ"^۲ وَقَالَ تَعَالَىٰ فِي يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَام "وَأَمْرُسُلْنُهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ"^۳ وَقَالَ تَعَالَىٰ فِي عِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَام "وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ"^۴۔</p>	<p>اور فرمایا: پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا: اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی۔ اور یونس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔ (ت)</p>
--	---

اسی لئے صحیح حدیث میں فرمایا:

<p>كَانَ النَّبِيُّ يَبْعَثُ إِلَىٰ قَوْمِهِ خَاصَّةً۔ رواه الشيخان^۵ عن جابر رضي الله تعالى عنه۔</p>	<p>نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا۔ (اس کو شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)</p>
---	--

دوسری روایت میں آیا:

<p>كَانَ النَّبِيُّ يَبْعَثُ إِلَىٰ قَرِيبَتِهِ وَلَا يَعِدُوهَا۔ رواه ابو يعلى^۶ عن عوف بن مالك رضي الله تعالى عنه۔</p>	<p>نبی ایک بستی کی طرف مبعوث ہوتا جس کے آگے تجاوز نہ کرتا۔ (اس کو ابو یعلیٰ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)</p>
--	---

اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرماتا ہے:

<p>"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا قَلِيلًا مِّنَ النَّاسِ بِشِيرَاءٍ وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ"^۷۔</p>	<p>نہ بھیجا ہم نے تمہیں مگر سب لوگوں کیلئے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، پر بہت لوگ بے خبر ہیں۔</p>
--	--

^۱ القرآن الكريم ۱۰۳/۷

^۲ القرآن الكريم ۸۳/۶

^۳ القرآن الكريم ۱۲۷/۳

^۴ القرآن الكريم ۴۹/۳

^۵ صحیح البخاری کتاب التیمم و مواضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۸/۱، صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۸/۱

^۶ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان بحوالہ ابی یعلیٰ حدیث ۲۳۶۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰۴/۹

^۷ القرآن الكريم ۲۸/۳۲

<p>والله تعالى: "قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا" ¹</p>	<p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو فرما اے لوگو! میں خدا کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔</p>
<p>وقال تعالى: "تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا" ²</p>	<p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ ڈرسانے والا ہو سارے جہان کو۔</p>

اسی لئے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>ارسلت الى الخلق كافة - اخرجه مسلم ³ عن ابی هريرة</p>	<p>میں تمام مخلوق الہی کی طرف بھیجا گیا (اس کو مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)</p>
--	---

حضور کی افضلیت مطلقہ کی یہ دلیل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشادات سے ہے۔ دارمی، ابویعلیٰ، طبرانی، بیہقی روایت کرتے ہیں اس جناب نے فرمایا:

<p>ان الله تعالى فضل محمد صلى الله عليه وسلم على الانبياء وعلى اهل السماء -</p>	<p>بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و ملائکہ سے افضل کیا۔</p>
---	--

حاضرین نے وجہ تفضیل پوچھی، فرمایا:

<p>ان الله تعالى قال: "وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ" ، و قال لمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم وما أرسلناك الا كافة للناس فارسله الى الانس والجن ⁴ -</p>	<p>یعنی اللہ تعالیٰ نے اور رسولوں کے لیے فرمایا ہے ہم نے نہ بھیجا کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا: ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رسول سب لوگوں کیلئے۔ تو حضور کو تمام انس و جن کا رسول بنایا۔</p>
---	---

¹ القرآن الکریم ۷/ ۱۵۸

² القرآن الکریم ۲۵/ ۱

³ صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوة قریبی کتب خانہ کراچی ۱۹۹/۱

⁴ الدر المنثور تحت الآیة ۱۴/ ۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۵ و ۶، شعب الایمان حدیث ۱۵۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۱/ ۱۷۳، سنن

الدارمی باب ما اعطى النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۷۷۷ دار المحاسن للطباعة القاہرہ ۲۹/ ۳۰

علماء فرماتے ہیں: رسالت والا کا تمام جن وانس کو شامل ہونا اجماعی ہے، اور محققین کے نزدیک ملکہ کو بھی شامل، کہا حقائقاً بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالۃ "اجلال جبریل"۔ بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر و شجر وارض و سماء و جبال و بحار تمام ماسوا اللہ اس کے احاطہ عامہ و دائرہ تائید میں داخل، اور خود قرآن عظیم لفظ علمین، اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خلق وہ بھی مؤکد بکلمہ کافی۔ اس مطلب پر احسن الدلائل طبرانی معجم کبیر میں یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شیء الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن و الانس ^۱ ۔	کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول اللہ نہ جانتی ہو، مگر بے ایمان جن و آدمی۔
---	--

اب نظر کیجئے کہ یہ آیت کتنی وجہ سے افضلیت مطلقہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حجت ہے :
 اولاً: اس موازنہ سے خود واضح ہے کہ انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ایک ایک شہر کے ناظم تھے۔ اور حضور پر نور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سلطان ہفت کشور، بلکہ بادشاہ زمین و آسمان۔
 ۱۱: اعبائے رسالت سخت گرانبار ہیں۔ اور ان کا تحمل بغایت دشوار "إِنَّا سَأَلْنِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا" (بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔ ت) اسی لیے موسیٰ و ہارون سے عالی ہمتوں کو پہلے ہی تاکید ہوئی "لَا تَكْنِبَانِي ذِكْرِي" (۳) دیکھو میرے ذکر سے سست نہ ہو جانا۔ پھر جس کی رسالت ایک قوم خاص کی طرف اس کی مشقت تو اس قدر جس کی رسالت نے انس و جن و شرق و غرب کو گھیر لیا اس کی مونت کس قدر۔ پھر جیسی مشقت ویسا ہی اجر، اور جتنی خدمت

عہ: ان میں بعض وجوہ افادہ علماء ہیں اور اکثر بجز اللہ تعالیٰ استخراج فقیر ۲۱۲

^۱ المعجم الكبير حديث ٢٤٢ المكتبة الفيصلية بيروت ٢٢ / ٢٢٢، كنز العمال بحواله الطبراني عن يعلى بن مره حديث ٣١٩٢٣ مؤسسة

الرساله بيروت ١١ / ٣١١

^۲ القرآن الكريم ٥ / ٤٣

^۳ القرآن الكريم ٣٢ / ٢٠

اتنی ہی قدر افضل العبادات احضرا (سب سے افضل عبادت سب سے سخت ہوتی ہے۔ ت)
 ثالثاً: جیسا کام جلیل ہو ویسا ہی جلالت والا اس کے لئے درکار ہوتا ہے۔ بادشاہ چھوٹی چھوٹی مہموں پر افسران ماتحت کو بھیجتا ہے اور سخت عظیم مہم پر امیر الامراء سردار اعظم کو لاجرم رسالت خاصہ و بعثت عامہ میں جو تفرقہ ہے وہی فرق مراتب ان خاص رسولوں اور اس رسول اکمل میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین۔
 رابعاً: یونہی حکیم کی شان یہ ہے کہ جیسے علو شان کا آدمی ہو اسے ویسے ہی عالیشان کام پر مقرر کریں کہ جس طرح بڑے کام پر چھوٹے سردار کا تعین اس کے سرانجام نہ ہونے کا موجب، یونہی چھوٹے کام پر بڑے سردار کا تقرر نگاہوں میں اس کے ہلکے پن کا جالب۔

خامساً: جتنا کام زیادہ اتنا ہی اس کے لیے سامان زیادہ۔ نواب کو اپنے انتظام ریاست میں فوج و خزانہ اسی کے لائق درکار۔ اور بادشاہ عظیم خصوصاً سلطان ہفت اقلیم کو اس کے رفق و فتق و نظم میں اسی کے موافق۔ اور یہاں سامان وہ تائید الہی و تربیت ربانی ہے جو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مبذول ہوتی ہے۔ تو ضرور ہے کہ جو علوم و معارف قلب اقدس پر القاء ہوئے معارف و علوم جمیع انبیاء سے اکثر و افواہی ہوں۔ افادہ الامام الحکیم الترمذی و نقلہ عنہ فی الکبیر الرازی (امام حکیم ترمذی نے اس کا افادہ فرمایا ہے اور اس سے امام رازی نے کبیر میں نقل کیا ہے۔ ت)
 اقول: پھر یہ بھی دیکھنا کہ انبیاء کو ادائے امانت و ابلاغ رسالت میں کن کن باتوں کی حاجت ہوتی ہے۔
 (۱) حلم، کہ گستاخی کفار پر تنگ دل نہ ہوں۔

ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ (ت)	"وَدَعَاٰ اٰذِنَهُمْ وَاَتَوْا عَلٰی اللّٰهِ" ۱۔
	(۲) صبر، کہ ان کی اذیتوں سے گھبرائے جائیں۔
تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا۔ (ت)	"فَاَصْبِرْ کَمَا صَبَرْنَا اَوْ لَوْ اَلْعَزْمُ مِنَ الرُّسُلِ" ۲۔

^۱ القرآن الکریم ۳۳/ ۳۸

^۲ القرآن الکریم ۳۶/ ۳۵

(۳) تواضع، کہ ان کی صحبت سے نفور نہ ہوں۔

"وَاحْفَظْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ" ^۱۔

اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لیے۔ (ت)

(۴) رفق و ملت، کہ قلوب ان کی طرف راغب ہوں۔

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ" ^۲۔

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی کہ اے محبوب! تم ان کے لیے نرم دل ہوئے۔ (ت)

(۵) رحمت، کہ واسطہ فاضلہ خیرات ہوں۔

"وَرَحْمَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ" ^۳۔

اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطہ رحمت ہیں۔ (ت)

(۶) شجاعت، کہ کثرتِ اعداء کو خیال میں نہ لائیں۔

"إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ" ^۴۔

بے شک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔ (ت)

(۷) مجود و سخاوت، کہ باعث تالیف قلوب ہوں۔

فَإِنَّ الْإِنْسَانَ عَبْدُ الْإِحْسَانِ وَجَبَلَتْ الْقُلُوبُ عَلَى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا. "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ" ^۵۔

کیونکہ انسان احسان کا غلام ہے اور دلوں میں خلقتی طور پر احسان کرنے والوں کی محبت ڈال دی گئی ہے اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (ت)

(۸) غفو و مغفرت، کہ نادان جاہل فیض پا سکیں۔

"فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ" ^۶ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" ^۷۔

تو انہیں معاف کر دو اور ان سے درگزر کرو بے شک احسان کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں۔ (ت)

(۹) استغناء و قناعت، کہ جہاں اس دعویٰ عظمیٰ کو طلب دنیا پر محمود نہ کریں۔

"لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ

اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے

^۱ القرآن الکریم ۲۶/۲۱۵

^۲ القرآن الکریم ۳/۱۵۹

^۳ القرآن الکریم ۹/۶۱

^۴ القرآن الکریم ۷۷/۱۰

^۵ القرآن الکریم ۷۹/۲۹

^۶ القرآن الکریم ۵/۱۳

"اَزَّوَجَاتُہُمْ" ^۱	کچھ جوڑوں کو برتنے دی۔ (ت)
---------------------------------	----------------------------

(۱۰) جمالِ عدل، کہ تنقیف و تادیب و تربیت امت میں جس کی رعایت کریں۔

"وَإِنْ حَكَمْتَ فَأَحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ" ^۲	اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔ (ت)
--	---

(۱۱) کمالِ عقل، کہ اصل فضائل و منبع فواضل ہے، ولہذا عورت کبھی نبی ہوئی۔

"وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجَالًا" ^۳	اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔ (ت)
--	---

نہ کبھی اہل بادیہ و سکاں وہ کو نبوت ملی کہ جفا و غلظت ان کی طینت ہوتی ہے:

"إِلَّا رَجَالًا تُؤْتِيهِمُ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ" ^۴ ای اہل المصار۔	جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے (ت)
---	--

حدیث میں ہے: من بدأ جفاً ^۵۔ (جس نے دیہات میں رہائش اختیار کی اس نے ظلم کیا۔ ت) اسی نظافتِ نسب و حسن سیرت و صورت سب کی صفاتِ جمیلہ کی حاجت ہے کہ ان کی کسی بات پر نکتہ چینی نہ ہو۔ غرض یہ سب انہیں خزانے سے ہیں جو ان سلاطین حقیقت کو عطا ہوئے ہیں، پھر جس کی سلطنت عظیم اس کے خزانے عظیم۔ حدیث میں ہے:

ان اللہ تعالیٰ ینزل المعونة علی قدر المونة وینزل الصبر علی قدر البلاء ^۶	بے شک اللہ تعالیٰ ذمہ داری کے مطابق معاونت نازل فرماتا ہے اور آزمائش کے مطابق صبر نازل فرماتا ہے۔ (ت)
--	---

توضو رہوا کہ ہمارے حضور ان سب اخلاقِ فاضلہ و اوصافِ کاملہ میں تمام انبیاء سے اتم و اکمل و اعلیٰ و اجل ہوں۔ اسی لئے خود ارشاد فرماتے ہیں:

^۱ القرآن الکریم ۸۸/۱۵

^۲ القرآن الکریم ۴۲/۵

^۳ القرآن الکریم ۱۰۹/۱۲

^۴ القرآن الکریم ۱۰۹/۱۲

^۵ مسند احمد بن حنبل عن البراء المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۹۷، المعجم لکبیر حدیث ۱۰۳۰، الکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۵۷

^۶ کنز العمال بحوالہ عدو ابن لال عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۵۹۹۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۳۴۷

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ اخرجه البخاری فی الادب ^۱ وابن سعد والحاکم والبیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔	میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا۔ (اس کو بخاری نے ادب میں اور ابن سعد، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)
--	---

وہب بن منبہ فرماتے ہیں: میں نے اکہتر کتب آسمانی میں لکھا دیکھا کہ روز آفرینش دنیا سے قیام قیامت تک تمام جان کے لوگوں کو جنتی عقل عطا کی ہے وہ سب مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے ایسی ہے جیسے تمام ریگستان دنیا کے سامنے ریت کا ایک دانہ^۲۔

سادتھا: ہم اوپر بیان کر آئے کہ حضور کی رسالت زمانہ بعثت سے مخصوص نہیں بلکہ سب کو حاوی۔ ترمذی جامع میں فائدہ تحسین واللفظ لہ، اور حاکم و بیہقی و ابو نعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور^۳ احمد مسند اور بخاری تاریخ میں، اور ابن سعد و حاکم و بیہقی و ابو نعیم میسرۃ الفجر^۴ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور^۵ بزار و طبرانی، ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور^۶ ابو نعیم بطریق صناعی امیر المؤمنین عمر الفاروق لا عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور^۷ ابن سعد ابن ابی الجعداء و مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر و عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے باسانید متباہینہ والفاظ متقاربه راوی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: "متی وجبت لك النبوة" حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا: "وأدم بین الروح والجسد"^۸۔ جبکہ آدم در میان روح اور جسد کے تھے۔ جبل الحفظ امام عسقلانی نے کتاب الاصابہ

^۱ الادب المفرد حدیث ۲۷۳۷ المکتبۃ الاثریۃ سائگلہ بل ص ۸۷، السنن الکبریٰ کتاب الشہادات باب بیان مکارم الاخلاق دار صادر بیروت

۱۰/ ۱۹۲، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر مبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۱/ ۱۹۲ ۱۹۳

^۲ سبل الہدی والرشاد الباب الثالث دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۷

^۳ التاریخ الکبیر ترجمہ ۱۶۰۶ میسرۃ الفجر دار البازمکۃ المکرمۃ ۷/ ۴۷، الجامع الصغیر حدیث ۶۲۴۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۴۰۰

^۴ جامع الترمذی کتاب المناقب باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم امین کبیری، دہلی ۲/ ۲۰۱، المستدرک للحاکم کتاب التاریخ دار الفکر

بیروت ۲/ ۶۰۹، کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۱۹۷ و ۳۲۱۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۳۰۹ و ۳۵۰

میں حدیث میسرہ کی نسبت فرمایا: سندہ قوی^۱ (اس کی سند قوی ہے۔ ت)

آدم ستر و تن بآب و گل داشت کو حکم بملک جان جان و دل داشت

(آدم علیہ السلام ابھی گارے کا مجسمہ تھے کہ آنحضرت کی حکومت دل و جان کی مملکت میں تھی۔ ت)

اسی لئے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش تمام مخلوق سے اعظم ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ آپ کی رسالت کو انسانوں میں منحصر نہیں فرمایا بلکہ جن و انس کے لیے عام کر دیا بلکہ جن و انس میں بھی انحصار نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لئے عام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کا پروردگار ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول اوست ^۲ ۔	چو بود خلق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم الاخلاق بعث کرد خدائے تعالیٰ اور ابسوائے کافہ ناس و مقصور نہ گردانید رسالت اور ابر ناس بلکہ عام گردانید جن و انس را، بلکہ بر جن و انس نیز مقصور نہ گردانید تا آنکہ عام شد تمامہ عالمین را، پس ہر کہ اللہ تعالیٰ پروردگار اوست محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اوست ^۲ ۔
--	--

اب تو یہ دلیل اور بھی زیادہ عظیم و جلیل ہو گئی کہ ثابت ہوا جو نسبت انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے خاص ایک بستی کے لوگوں کو ہوئی وہ نسبت اس سرکار عرش و قار سے ہر ذرہ مخلوق و ہر فرد ماسوا اللہ یہاں تک کہ خود حضرات انبیاء و مرسلین کو ہے، اور رسول کا اپنی امت سے افضل ہو نا بدیہی، والحمد للہ رب العلمین (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت) اب تو یہ دلیل اور بھی زیادہ عظیم و جلیل ہو گئی کہ ثابت ہوا جو نسبت انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے خاص ایک بستی کے لوگوں کو ہوتی ہے وہ نسبت اس سرکار عرش و قار سے ہر ذرہ مخلوق و ہر فرد ماسوا اللہ یہاں تک کہ خود حضرات انبیاء و مرسلین کو ہے، اور رسول کا اپنی امت سے افضل ہو نا بدیہی، والحمد للہ رب العلمین (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)

چوتھی آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی	آیت رابعہ: "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ"
--	---

^۱ الاصابة في تمييز الصحابة حرف الميم ترجمہ میسرۃ الفجر ۸۲۸۲ دار الفکر بیروت ۲۱۷/۵

^۲ مدارج النبوة باب دوم در اخلاق عظیمہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳۴/۱

کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا، اور ان میں بعض کو درجوں بلند فرمایا۔	مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَافَعَهُ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ^۱ ۔
---	--

ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں کہ انہیں سب انبیاء پر رفعت و عظمت بخشی۔

جیسا کہ اس پر نص فرمائی ہے بغوی، بیضاوی، نسفی، سیوطی، قسطلانی، زر قانی، شامی اور حلبی وغیرہ نے، اور جلالین میں اس پر اقتصار اس بات کی دلیل ہے کہ یہی اصح ہے کیونکہ جلالین میں اس کا التزام کیا گیا ہے (کہ اصح پر ہی اقتصار کیا جاتا ہے۔) (ت)	کما نص عليه البغوي ^۲ والبيضاوي ^۳ والنسفي ^۴ والسيوطي والقسطلاني والزرقاني والشامي والحلبی وغيرهم واقتصار الجلالين ^۵ دليل انه اصح الاقوال لا لتزام ذلك في الجلالين۔
---	---

اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہور افضلیت و شہرت سیادت کی طرف اشارہ تامہ ہے، یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لویا نہ لو انہی کی طرف ذہن جائے گا، اور کوئی دوسرا خیال نہ آئے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ فقیر کہتا ہے اہل محبت جانتے ہیں کہ ابہام تام میں کیا لطف و مزہ ہے۔ ع

اے گل بتو خر سہند تو بونے کسے داری

(اے پھول تجھ پر شادمانی ہے کہ تو کسی کی خوشبور کھتا ہے۔ ت)

۔ خردہ اے دل کی مسیافتے آید کہ زانفا سخوشش بونے کسے می آید

(اے دل! خوشخبری ہو کہ مسیافتا ہے، جس کے عمدہ سانسوں سے کسی کو خوشبو آتی ہے۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۵۳

^۲ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۲/۲۵۳ دار الکتب العلمیة بیروت ۱/۱۷۷

^۳ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیة ۲/۲۵۳ دار الفکر بیروت ۱/۵۴۹-۵۵۰

^۴ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت الآیة ۲/۲۵۳ دار الکتب العربی بیروت ۱/۱۲۷

^۵ تفسیر جلالین تحت الآیة ۲/۱۲۵۳ ص ۳۹ المطابع دہلی

ع کسی کا دو قدم چلنا یہاں پامال ہو جانا

پانچویں آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اسے غالب کرے سب دینوں پر۔ اور خدا کافی ہے گواہ۔

آیت خمسہ: قَالَ تَبَارَكَ عَسْمَهُ "هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكُنِيَ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝۱"۔

اور اس امت مرحومہ سے فرماتا ہے:

تم سب سے بہتر امت ہو کہ لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی۔

عَسْمَهُ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۚ

امام ابن سبع نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ ہماری شریعت تمام شریعتوں کیلئے ناسخ ہے جیسا کہ امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اس کو ذکر فرمایا اور یہ افادہ کیا کہ اس آیت میں دین اپنے حقیقی عموم پر ہے جو سابقہ تمام ادیان حقہ کو شامل ہے اور زمانہ اسلام میں پائے جانے والے ادیان کفار کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ لام پورا ہوا منہ (ت)

اس آیت کریمہ سے امام الرازی، تفتازانی، قسطلانی اور ابن حجر مکی وغیرہ نے استدلال کیا اور عبد الضعیف نے اس کے ساتھ پہلی آیت کو ملایا تو یہ جدال سے سلامت ہوئی جیسا کہ غور کرنے والا جانتا ہے۔ منہ

ع۱: حاشیہ، استدلال الامام ابن سبع بهذه الآية على ان شرعنا ناسخ الشرائع كما ذكره في الخصائص الكبرى ۳ فافاد ان الدين في الآية على عمومه الحقيقي شامل الاديان الحققة السابقة غير مختص باديان الكفار الموجودة في زمن الاسلام فتم الكلام ۲ منہ۔

ع۲: استدلال بهذه الآية الرازی و التفتازانی و القسطلانی و ابن حجر المکی و غیرہم و العبد الضعیف ضم اليها الآية الاولى فسلمت من الجدال كما يعرفه المتأمل ۲ منہ۔

^۱ القرآن الكريم ۲۸/ ۲۸

^۲ القرآن الكريم ۱۱۰/ ۳

^۳ الخصائص الكبرى باب اختصاصه صلى الله تعالى عليه وسلم الخ مرکز اہل سنت برکات رضا گجرات ہند ۱۸۷/ ۲

آیات کریمہ ناطق کہ حضور کا دین تمام ادیان سے اعلیٰ و اکمل اور حضور کی امت سب امم سے بہتر و افضل، تو لاجرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقائے دین و امت والوں سے افضل و اعلیٰ امام احمد و ترمذی باقائدہ تحسین و ابن ماجہ و حاکم معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

تم ستر امتوں کو پورا کرتے ہو کہ اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر و بزرگ تر تم ہو۔

چھٹی آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو۔ (ت)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں ہی ہوں اللہ (ت)۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔ (ت)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔ (ت)

انکم تتبون سبعین امة انتم خیرھا و اکرمھا علی اللہ^۱

آیت سادہ: قال جلت عظمتہ: "يَا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ"^۲

وقال تعالى "يُنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا"^۳

وقال تعالى: "يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا"^۴

وقال تعالى "يٰۤمُوسٰى اِنِّىۤ اَنَا اللّٰهُ"^۵

وقال تعالى "يٰۤعِيسٰى اِنِّىۤ مَتَوَقِّئِكَ"^۶

وقال تعالى "يٰۤدَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً"^۷

^۱ جامع الترمذی ابواب التفسیر تحت الایة ۱۱۰/۳ آئین کمپنی دہلی ۲/۲۵، مسند امام احمد حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی

بیروت ۳/۶۱، کنز العمال حدیث ۳۴۲۶۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/۱۵۹/۱۶۹

^۲ القرآن الکریم ۲/۳۵

^۳ القرآن الکریم ۱۱/۳۸

^۴ القرآن الکریم ۷/۱۰۵

^۵ القرآن الکریم ۲۸/۳۰

^۶ القرآن الکریم ۳/۵۵

^۷ القرآن الکریم ۳۸/۲۶

وقال تعالى "يُذَكِّرُ يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّكَ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ تَعَالَىٰ" ¹	اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں۔ (ت)
وقال تعالى "يُحْيِي خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ" ²	اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام۔ (ت)

غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصاف جلیلہ والقاب حمیدہ ہی سے یاد کیا ہے۔ "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّكَ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ تَعَالَىٰ" ³۔ اے نبی ہم نے تجھے رسول کیا۔ "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَدِّعْ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ" ⁴۔ اے رسول پہنچا جو تیری طرف اترا۔ "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ" ⁵۔ اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے رات میں قیام فرما۔ "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ" ⁶۔ اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو، لوگوں کو ڈر سنا۔ "يَسْ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ" ⁷۔ اے لیس یا اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی، بے شک تو مرسلوں سے ہے۔ "طه مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ" ⁸۔ اے طہ! یا اے پاکیزہ رہنما! ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بالبداہت حضور سید المرسلین و انبیائے سابقین کا فرق جان لے گا

یادم ست با پدر انبیاء خطاب یا یحیا النبی خطاب محمد است

((اے آدم! نبیوں کے باپ کے لیے خطاب ہے۔ اور محمد مصطفیٰ صلی تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خطاب ہے۔)) اے نبی! (ت)

امام عزالدین بن عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں بادشاہ جب اپنے تمام امرا کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے اے مقرب حضرت

¹ القرآن الکریم ۷/۱۹

² القرآن الکریم ۱۲/۹

³ القرآن الکریم ۴۵/۳۳

⁴ القرآن الکریم ۶۷/۵

⁵ القرآن الکریم ۲۱/۷۳

⁶ القرآن الکریم ۲۱/۷۴

⁷ القرآن الکریم ۳۶/۳۶

⁸ القرآن الکریم ۲۱/۲۰

اے نائب سلطنت، اے صاحب عزت، اے سردار مملکت __ تو کیا کسی طرح محل ریب و شک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت و وجاہت والا اور سرکار سلطانی کو تمام عمائد و ارکین سے بڑھ کر پیارا ہے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ، خصوصاً "يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ الْكَافِرُ" ^۱، اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے۔ (ت) "يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ الْكَافِرُ" ^۲۔ اے جھرمٹ مارنے والے۔ (ت) تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہل محبت جانتے ہیں ان آیتوں کے نزول کے وقت سید عالم صلی تعالیٰ علیہ وسلم بالا پوش اوڑھے، جھرمٹ مارے لیٹے تھے، اسی وضع و حالت سے حضور کو یاد فرما کر ندا کی گئی، بلا تشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے: اوبانکی ٹوپی والے، اودھانی دوپٹے والے ع

اودامن اٹھاکے جانے والے

فسبحان اللہ والحمد والصلوة الزهراء علی الحبیب ذی الجاہ۔ اللہ تعالیٰ کو پاکی ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور روشن درود وجاہت والے محبوب پر۔ (ت)

ثم اقول: (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) نہایت یہ ہے کہ اشقیائے یہود مدینہ و مشرکین مکہ جو حضور سے جاہلانہ گفتگو میں کرتے۔ ان مقالات خبیثہ کو بغرض رد و ابطال و خردہ رسانی عذاب و نکال بار ہا نقل فرمایا گیا مگر ان گستاخوں کی اس بے ادبانہ ندا کا کہ نام لے کر حضور کو پکارتے۔ محل نقل میں ذکر نہ آیا۔ ہاں جہاں انھوں نے وصف کریم سے ندا کی تھی، اگرچہ ان کے زعم میں بطور استہزا تھی، اسے قرآن مجید نقل کر لایا کہ:

"قَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الدِّكْرُ" ^۳	بولے اے وہ جس پر قرآن اترا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
--	--

بخلاف حضرات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کہ ان کے کفار کے مخاطبے ویسے ہی منقول ہیں۔

"يُيُوسِفُ قَدْ جَدَلْتَنَا" ^۴ ۔ "أَنْتَ فَعَلْتَ"	اے نوح تم ہم سے جھگڑے، کیا تم نے ہمارے
---	--

^۱ القرآن الکریم ۷۳/۱

^۲ القرآن الکریم ۷۴/۱

^۳ القرآن الکریم ۶/۱۵

^۴ القرآن الکریم ۳۲/۱۱

<p>خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم! اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے۔ اے صالح ہم پر لے آؤ جس تم وعدہ دے رہے ہو۔ اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں (ت)</p>	<p>هَذَا بِالْهَيْئَةِ يَا اِبْرَاهِيمُ ﴿١﴾ "يُوسَى اِذْ كُنَّا رَبَّكَ بِسَاعِهِدٍ عِنْدَكَ" ۲- "يُصَلِّمُ اتِّبَاتٍ اِتَّعِدْنَا" ۳- "يُشْعِبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا اِمَّا تَقُولُ" ۴-</p>
--	---

بلکہ اس زمانہ کے مطیعین بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے یوں ہی خطاب کرتے ہیں اور قرآن عظیم نے اسی طرح نقل فرمائی، اسباب نے کہا:

<p>اے موسیٰ! ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا۔</p>	<p>"يُوسَى لَنْ تُصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ" ۵-</p>
--	--

حواریوں نے کہا:

<p>اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرے گا۔ (ت)</p>	<p>"يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ" ۶-</p>
--	--

یہاں اس کا یہ بندوبست فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا:

<p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔</p>	<p>قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" ۷-</p>
--	---

کہ اے زید، اے عمرو۔ بلکہ یوں عرض کرو: یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا سدی المرسلین، یا خاتم النبیین، یا شفیع المذنبین، صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم و علیٰ الٰہک اجمعین۔

^۱ القرآن الکریم ۲۱/۲۲

^۲ القرآن الکریم ۷/۱۳۴

^۳ القرآن الکریم ۷/۷۷

^۴ القرآن الکریم ۱۱/۹۱

^۵ القرآن الکریم ۲/۶۱

^۶ القرآن الکریم ۵/۱۱۴

^۷ القرآن الکریم ۲۴/۶۳

ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی:

قال كانوا يقولون يا محمد يا ابا القاسم فنههم الله عن ذلك اعظماً لنبيه صلى الله تعالى عليه وسلم، فقالوا يا نبي الله، يا رسول الله ¹ ۔	یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابا القاسم کہا جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہیں فرمائی، جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہا کرتے۔
---	--

بیہقی امام علقمہ وامام اسود اور ابو نعیم امام حسن بصری وامام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی:

لا تقولوا يا محمد ولكن قولوا يا رسول الله، يا نبي الله ² ۔	یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو۔
---	---

اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔

اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے
بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: گریہ لفظ کسی دعاء میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم
فرمائی جیسے دعائے یا محمد انی توجہت بک الی ربی³۔ اے محمد! میں آپ کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا۔ (ت)
تاہم اس کی جگہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ چاہیے، حالانکہ الفاظ دعاء میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔ کیا بدل علیہ حدیث
نبیک الذی ارسلت ورسولک

¹ دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الاول عالم الكتب بیروت الجزء الاول ص ۷، الدر المنثور تحت الآية ۲۴/ ۶۳ دار احیاء التراث العربی

بیروت ۶/ ۲۱۱

² تفسیر الحسن البصری تحت الآية ۲۴/ ۶۳ المكتبة التجاریة مكة المكرمة ۲/ ۱۲۴، الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن سعید بن

جبیر والحسن تحت الآية ۲۴/ ۶۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۲۱۱

³ المستدرک للحاکم کتاب صلوة التطوع دعاء رد البصر دار الفکر بیروت ۱/ ۳۱۳ ۵۱۹ ۵۲۶ سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة باب ماجاء
فی حاجة الصلوة (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰)

الذی ارسلت (جیسا کہ اس پر دلالت کرتی ہے حدیث مبارک^۱ تیرا نبی جس کو تو نے بھیجا اور تیرا رسول جس کو تو نے بھیجا^۲) یہ مسئلہ مہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں نہایت واجب الحفظ ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس کی تفصیل اپنے مجموعہ فتاویٰ مسکئی بہ العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں ذکر کی۔ وبالله التوفیق۔ خیر یہ تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ تھا۔ حضور کے صدقہ میں اس امت مرحومہ کا خطاب بھی خطابِ امم سابقہ سے ممتاز ٹھہرا۔ اگلی امتوں کو اللہ تعالیٰ یا ایہا المساکین^۱ فرمایا کرتا۔ توریت مقدس میں جا بجا یہی لفظ ارشاد ہوا ہے، قالہ خیشمہ رواہ ابن ابی حاتم اور دہ السیوطی فی الخصائص الکبریٰ (یہ خیشمہ نے کہا جس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں وارد کیا ہے۔ ت) (یہ خیشمہ نے کہا جس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں وارد کیا ہے۔ ت) اور اس مت مرحومہ کو جب نہ فرمائی ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا"^۲ فرمایا گیا ہے، یعنی اے ایمان والو! امتی کے لیے اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی۔ سچ ہے پیارے کے علاقہ والے بھی پیارے۔ آخر نہ سنا کہ فرماتا ہے:

<p>میری پیروی کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔ ساتویں آیت: حق جل جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے فرماتا ہے: تیری جان کی قسم وہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں قسم یاد کرتا ہوں اس شہر کی کہ تو اس میں جلوہ فرما ہے۔</p>	<p>"قَاتِلُوَنِي يَحِبُّكُمْ اللّٰهُ"^۳ آیت سابعہ: قال جل جلالہ "لَعَنَّاكَ اِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْبَهُونَ" ^۴۔ وقال تعالى: لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ اِنَّ اَنْتَ لَجَلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ^۵۔</p>
--	---

^۱ نسیم الریاض الباب الاول الفصل الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱۸۸/۱

^۲ القرآن الکریم ۱۸۳/۲

^۳ القرآن الکریم ۳۱/۳

^۴ القرآن الکریم ۷۲/۱۵

^۵ القرآن الکریم ۲۱/۹۰

<p>وقال تعالى ع: "وَقِيلَ لِرَبِّ انْ هُوَ لَا قَوْمَ لَا يُؤْمِنُونَ" ۱۔</p> <p>قال تعالى: "وَالْعَصْرِ" ۲۔</p>	<p>اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب میرے! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم زمان برکت نشان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔</p>
--	---

اے مسلمان! یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کسے میسر ہوا کہ قرآن عظیم نے ان کے شہر کی قسم کھائی، ان کی باتوں کی قسم کھائی، ان کے زمانے کی قسم کھائی، ان کی جان کی قسم کھائی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاں اے مسلمان! محبوبیت کبریٰ کے یہی معنی ہیں والحمد للہ رب العالمین۔ (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت) ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>ما حلف الله بحياة احد الا بحياة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم قال تعالى: "لَعَمْرَاكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ" ۳۔ "وحياتك يا محمد" ۳۔</p>	<p>یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی زندگی کہ قسم یاد نہ فرمائی سوائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ آیہ: لَعَمْرَاكَ میں فرمایا تیری جان کی قسم اے محمد عہ ۲۔</p>
---	--

عہ ۱: قلت اغفل الامام القسطلانی هذه الآية في البواهب وقد سوغ فيها هذا المعنى الامام النسفی في المدارك ۱۲ منہ۔

عہ ۲: ذكر هذه التاويل في التفسير الكبير ثم القاضی البيضاوی في تفسيره وتبعهما القسطلانی واقره الزرقانی ۱۲ منہ۔

میں کہتا ہوں امام قسطلانی نے مواہب میں اس کی طرف توجہ نہ فرمائی جبکہ تفسیر مدارک میں امام نسفی نے اس آیہ کریمہ میں اس معنی کو روا رکھا ۱۲ منہ (ت)۔

اس تاویل کو (امام رازی نے) تفسیر کبیر میں پھر قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا امام قسطلانی نے ان کی اتباع کی اور زرقانی نے اس کو برقرار رکھا۔ (ت)

۱ القرآن الکریم ۸۸/۴۳

۲ القرآن الکریم ۱/۱۰۳

۳ الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ تحت الایہ ۲/۱۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۸۰

ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن بیہقی، ابو نعیم، ابن عساکر، بغوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

<p>اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ پیدا کیا، نہ آفرینش فرمایا جو اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز ہو، نہ کبھی ان کی جان کے سوا کسی کی جان کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک رہے ہیں۔</p>	<p>ما خلق الله وما ذراء وما براء نفسا اكرم عليه من محمد صلى الله تعالى عليه وسلم وما حلف الله بحياة احد الا بحياة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم "لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْبَهُونَ" ①۔</p>
--	--

امام حجة الاسلام عہ محمد غزالی احیاء العلوم اور امام محمد بن الحاج عبد ریی مکی مدخل اور

<p>اس کو احیاء العلوم اور مدخل میں مفصل ذکر کیا ہے جبکہ مواہب و نسیم میں اس سے کلمات ذکر کیے گئے ہیں۔ اور یونہی امام قاضی عیاض نے شفاء میں ذکر فرمایا۔ امام سیوطی نے اس کو مناهل صفاء صاحب اقتباس الانوار کی طرف منسوب کیا۔ ابن الحاج نے اپنی کتاب مدخل میں کہا کہ اس کی مثل کے لیے یہ سند کافی ہے کیونکہ اس کے ساتھ شرعی احکام متعلق نہیں ہوتے اھ اور اس کو نسیم میں ذکر کیا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)</p>	<p>عہ: ذکرہ فی احیاء والمدخل بطولہ وفي المواہب و النسیم کلمات منہ، و کذا الامام القاضی عیاض فی الشفاء و عزاء الامام الجلال السیوطی فی مناهل الصفاء صاحب اقتباس الانوار ولا بن الحاج فی مدخلہ قال و کفی بذلك سند البثله فانه لیس مما یتعلق به الاحکام اھو ذکرہ فی النسیم ②۔</p>
---	--

¹ الدر المنثور بحوالہ ابی یعلیٰ و ابن جریر و ابن مردویہ و البیہقی تحت الآیہ ۲/۱۵ بیروت ۸۰/۵، جامع البیان تحت الآیہ ۲/۱۵ دار

احیاء التراث العربی بیروت ۵۴/۵۵، دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت الجز الاول ص ۱۲

² نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی العیاض الفصل السابع مرکز اہل سنت گجرات ہند ۲۳۸/۱

امام احمد محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں ناقل حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث طویل میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان بیشک حضور کی بزرگی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ حضور کی زندگی کی قسم یاد فرمائی، نہ باقی انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ اور تحقیق حضور کی فضیلت خدا کے یہاں اس نہایت کی ٹھہری کہ حضور کی خاک پاک کی قسم یاد فرمائی

بأبي أنت وامي يا رسول الله لقد بلغ من فضيلتك عند الله تعالى أن أقسم بحياتك دون سائر الأنبياء ولقد بلغ من فضيلتك عنده أن أقسم بتراب قدميك فقال:

اقول: میں کہتا ہوں وہ طویل و نفیس کلام ہے جس کے ساتھ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرثیہ کہا جبکہ ان کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ سے آپ کی موت ثابت ہو گئی جیسا کہ طویل حدیث کی طرف رجوع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی کی شرح مواہب کے مقصد سادس میں آیت کریمہ "لا أقسم بهذا البلد" کے تحت جو واقع ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کہی اور آپ نے اس کو برقرار رکھا اھ سہو ہے جس پر متنبہ کرنا چاہیے ۱۲ منہ)

اقول: وهو كلام نفيس طويل جليل رثي به امير المؤمنين عمر رضي الله تعالى عنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حين تحقق له موته صلى الله تعالى عليه وسلم بخطبة ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه كما يظهر بمراجعة الحديث بطوله فباوقع في شرح المواهب للعلامة الزرقاني في المقصد السادس تحت آية "لا أقسم بهذا البلد" ان عمر رضي الله تعالى عنه قال لنبي صلى الله تعالى عليه وسلم واقره عليه ¹ اھ سھو ینبغی التنبیہ له ۱۲ منہ۔

¹ شرح الزرقانی علی المواہب الدینیہ المقصد السادس النوع الخامس الفصل الخامس المكتبة الاسلامی بیروت ۶/ ۲۳۴

"لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَکِّدِ" ^۱ ۔	کہ ارشاد کرتا ہے مجھے قسم اس شہر کی۔ (ت)
--	--

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج میں فرماتے ہیں:

<p>ایں لفظ در ظاہر نظر سخت مے در آید نسبت بجناب عزت چوں گویند کہ سو گندے خورد بخاکپائے حضرت رسالت و نظر بحقیقت معنی صاف و پاک است کہ غبارے نیست برآں تحقیق ایں سخن آنست کہ سو گند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بچیزے غیر ذات و صفات خود برائے اظہار شرف و فضیلت و تمیز آں چیز است نزد مردم و نسبت بایشاں تا بدانند کہ آں امر عظیم و شریف است، نہ آنکہ اعظم است نسبت بوئے تعالیٰ الخ ^۲۔</p>	<p>یہ لفظ ظاہری نظر میں اللہ تعالیٰ رب العزت کی طرف نسبت کرنے میں سخت ہیں۔ جب یوں کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت حضرت رسالت مآب کی خاک پاکی قسم ارشاد فرماتا ہے اور نظر حقیقت میں معنی بالکل پاک و صاف ہے کہ اس پر غبار نہیں اس کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ رب العزت کا اپنی ذات و صفات کے علاوہ کسی چیز کی قسم یاد فرمانا اس لیے ہوتا ہے کہ لوگوں کے نزدیک لوگوں کے بنسبت اس چیز کا شرف، فضیلت اور ممتاز ہونا ظاہر ہو جائے تاکہ وہ جان لیں کہ یہ چیز عظمت و شرف والی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کی نسبت اعظم ہے الخ (ت)</p>
---	---

آیت ؎ (آٹھویں آیت): قرآن عظیم میں جا بجا حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کفار کی جاہلانہ جدال مذکور جس کے مطالعہ ظاہر کہ وہ اشتیاء طرح طرح سے حضرات انبیاء میں سخت کلامی و بیہودہ گوئی کرتے اور حضرات رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حلم و عظیم و فضل کریم کے لائق جواب دیتے۔ سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی قوم نے کہا:

"إِنَّا لَنَرُكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ" ^۳ ۔	بیشک ہم تمہیں کھلا گمراہ سمجھتے ہیں۔
---	--------------------------------------

فرمایا:

"يَقُولُ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ"	اے میری قوم! مجھے گمراہی سے کچھ علاقہ نہیں
--------------------------------	--

^۱ البواہب اللدنیہ المقصد السادس النوع الخامس الفصل الخامس المكتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۱۵، نسیم الریاض فی شرح شفاء

القاضی عیاض الباب الاول الفصل الرابع مرکز البنت ہند ۱۹۶

^۲ مدارج النبوة باب سوم در بیان فضل و شرافت مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱/ ۶۵

^۳ القرآن الکریم ۷/ ۶۰

لَا تُكَلِّمُ رَسُولُكَ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ① "۱۔	میں تو رسول پروردگار عالم کی طرف سے۔
--	--------------------------------------

سیدنا ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عادی نے کہا:

"إِنَّا لَنُرِيكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنُظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ② "۲۔	یقیناً ہم تمہیں حماقت میں خیال کرتے ہیں، اور ہمارے گمان میں تم بے شک جھوٹے ہو۔
---	--

فرمایا:

"يَقُولُ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ③ "۳۔	اے میری قوم! مجھ میں اصلاً سفاهت نہیں، میں تو پیغمبر ہوں رب العالمین کا۔
---	--

سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدین نے کہا:

"إِنَّا لَنُرِيكَ فِي نَبَا صَعِيفَةٍ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَلُكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بَعِيزٌ ④ "۴۔	ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں۔ اور اگر تمہارے ساتھ کے یہ چند آدمی نہ ہوتے تو ہم تمہیں پتھروں سے مارتے، اور کچھ تم ہماری نگاہ میں عزت والے نہیں۔
--	--

فرمایا:

"يَقُولُ مَرَّاهُ طَيَّعَ أَعْدَاؤُكُمْ مِنَ اللَّهِ ⑤ وَأَتَّخَذْتُ مَوْلَا رَأَى كُمْ ظَهْرِيًّا ⑥ "۵۔	اے میری قوم! کیا میرے کنبے کے یہ معدود لوگ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ زبردست ہیں اور اسے تم بالکل بھلائے بیٹھے ہو۔
--	--

سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرعون نے کہا:

"إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَهُودِيٌّ مَسْحُورًا ⑥ "۶۔	میرے گمان میں تو اے موسیٰ! تم پر جادو ہوا۔
---	--

فرمایا:

"لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا أَنْزَلَ إِلَهُكُمُ الرَّسُولُ وَالْأَرْضُ بَصَائِرٌ ⑦ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَهُودِيٌّ مَسْحُورًا ⑧ "۷۔	تو خوب جانتا ہے کہ انھیں نہ اتارا مگر آسمان و زمین کے مالک نے دلوں کی آنکھیں کھولنے کو، اور میرے یقین میں تو اے فرعون! تو ہلاک
--	--

① القرآن الکریم ۷/۱۶۱

② القرآن الکریم ۷/۲۶

③ القرآن الکریم ۷/۶۷

④ القرآن الکریم ۱۱/۹۱

⑤ القرآن الکریم ۱۱/۹۲

⑥ القرآن الکریم ۱۷/۱۰۱

مُتَّبِعًا ۱۰۱"۱۔	ہونے والا ہے۔
-------------------	---------------

مگر حضور سید المرسلین افضل المحبوبین محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت والا میں کفار نے جو زبان درازی کی ہے ملک السموات والارض جل جلالہ خود متکفل جواب ہوا ہے، اور محبوب اکرم مطلوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے آپ مدافعہ فرمایا ہے۔ طرح طرح حضور کی تنزیہ و تبریت ارشاد فرمائی۔ جابجا رفع الزام اعدائے ایام پر قسم یاد فرمائی، یہاں تک کہ غنی مغنی عز مجدہ نے ہر جواب خطاب سے حضور کو غنی کر دیا، اور اللہ تعالیٰ کا جواب دینا حضور کے خود جواب دینے سے بدرجہا حضور کے لیے بہتر ہوا۔ اور یہ وہ مرتبہ عظمتی ہے کہ نہایت نہیں رکھتا۔ "ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ" ۱۰۲ (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ ت) (۱) کفار نے کہا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ تَزُولُ عَلَيْهِمُ الدُّمُورُ إِنَّكَ لَهَجُونٌ ۝ ۱۰۳۔	اے وہ جن پر قرآن اترا، بیشک تم مجنون ہو۔
---	--

حق جل وعلا نے فرمایا:

"نَوَالِقَمٌ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ مَا أَنْتَ بِمُعْجِزٍ لِّكَ بِمَجْنُونٍ ۝ ۱۰۴۔	قسم قلم اور نوشتہائے ملائک کی تو اپنے رب کے فضل سے ہر گز مجنون نہیں۔
"وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝ ۱۰۵۔	اور بے شک تیرے لیے اجر بے پایا ہے۔

کہ تو ان دیوانوں کی بد زبانی پر صبر کرتا اور حلم و کرم سے پیش آتا ہے۔ مجنون تو چلتی ہوا سے الجھا کرتے ہیں، تیرا سا حلم و صبر کوئی تمام عالم کے عقلاء میں تو بتا دے۔

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ ۱۰۶۔	اور بے شک تو بڑے عظمت والے ادب تہذیب پر ہے۔
---	---

کہ ایک حلم و صبر کیا تیری خصلت ہے اس درجہ عظیم و باشوکت ہے کہ اخلاق عاقلان جہان

^۱ القرآن الکریم ۱۰۲/۱۷

^۲ القرآن الکریم ۲۱/۵۷

^۳ القرآن الکریم ۶/۱۵

^۴ القرآن الکریم ۲۱/۶۸

^۵ القرآن الکریم ۳/۶۸

^۶ القرآن الکریم ۳/۶۸

مجمع ہو کر اس کے ایک شمع کو نہیں پہنچتے۔ پھر اس سے بڑھ کر اندھا کون جو تجھے ایسے لفظ سے یاد کرے، مگر یہ ان کا اندھا پن بھی چند روز کا ہے۔

"فَسُبُّهُ وَيُبْصُرُونَ ﴿١﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ﴿٢﴾" ¹ ۔	عنقریب تو بھی دیکھے گا اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کسے جنون ہے۔
--	---

آج اپنی بے خردی و دیوانگی و کور باطنی سے جو چاہیں کہہ لیں، آنکھیں کھلنے کا دن قریب آتا ہے، اور دوست و دشمن سب پر کھلا چاہتا ہے کہ مجنون کون تھا۔

(۲) وحی اترنے میں جو کچھ دنوں دیر لگی کافر بولے:

ان محمد اودعه ربہ وقلاہ ² ۔	بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا، اور دشمن پکڑا۔
--	---

حق جل و علانے فرمایا:

"وَالصُّحٰى ﴿١﴾ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾" ³ ۔	قسم ہے دن چڑھے کی، اور قسم رات کی جب اندھیری ڈالے۔
---	--

یا قسم اے محبوب تیرے روائے روشن کی، اور قسم تیری زلف کی جب چمکتے رخساروں پر بکھر آئے۔

"مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿١﴾" ⁴ ۔	نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔
--	---

اور یہ اشقیاء بھی دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ خدا کی تجھ پر کیسی مہر ہے، اس مہر ہی کو دیکھ کر جلے جاتے ہیں، اور حسد و عناد سے یہ طوفان جوڑتے ہیں اور اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہیں مگر خبر نہیں کہ:

"وَلَا خَدْرَةَ حَيٍّ اَنَّكَ مِنَ الْاَوَّلٰى ﴿١﴾" ⁵ ۔	بے شک آخرت تیرے لیے دنیا سے بہتر ہے۔
--	--------------------------------------

وہاں جو نعمتیں تجھ کو ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سنیں، نہ کسی بشر یا ملک کے خطرے میں آئیں، جن کا اجمال یہ ہے:

¹ القرآن الکریم ۶۸/۶۵

² معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۹۳/۶۵ دار الکتب العلمیة بیروت ۴/۲۶۵

³ القرآن العظیم ۹۳/۲۱

⁴ القرآن العظیم ۹۳/۳

⁵ القرآن العظیم ۹۳/۴

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" ۱۔	قریب ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔
--	--

اس دن دوست دشمن سب پر کھل جائے گا کہ تیرے برابر کوئی محبوب نہ تھا۔ خیر، اگر آج یہ اندھے آخرت کا یقین نہیں رکھتے تو تجھ پر خدا کی عظیم، جلیل، کثیر، جزیل نعمتیں رحمتیں آج کی تو نہیں قدیم ہی سے ہیں۔ کیا تیرے پہلے احوال انھوں نے نہ دیکھے اور ان سے یقین حاصل نہ کیا کہ جو نظر عنایت تجھ پر ہے ایسی نہیں کہ کبھی بدل جائے، "أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ" ۲۔ الیٰ آخر السورۃ کیا اس نے تمھیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی (سورت کے آخر تک۔ ت)

(۳) کفار نے کہا: "لَسْتُ مُوسًى" ۳۔ تم رسول نہیں ہو۔ حق جل وعلا نے فرمایا:

"يَسَّ ۚ وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ ۚ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ" ۴۔	اے سردار! مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی تو بیشک مرسل ہے۔
--	--

(۴) کفار نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاعری کا عیب لگایا۔ حق جل وعلا نے فرمایا:

"وَمَا عَلَّمْنَاهُ السِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ" ۵۔	نہ ہم نے انھیں شعر سکھایا اور نہ وہ ان کے لائق تھا۔ وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن بیان والا قرآن۔
---	---

(۵) منافقین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے اور ان میں کوئی کہتا ایسا نہ ہو کہیں ان تک خبر پہنچے۔ کہتے: پہنچے گی تو کیا ہوگا، ہم سے پوچھیں گے ہم مکر جائیں گے، قسمیں کھالیں گے، انھیں یقین آجائے گا، کہ "هُوَ أَذُنٌ" ۶۔ وہ تو کان ہیں جیسی ہم سے سنیں گے مان لیں گے۔ حق جل وعلا نے فرمایا: "أَذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ" ۷۔ وہ تمھارے بھلے کے لیے کان ہیں۔ کہ جھوٹے

۱ القرآن العظیم ۵/۹۳

۲ القرآن العظیم ۶/۹۳

۳ القرآن العظیم ۴۳/۱۳

۴ القرآن العظیم ۳۶/۳۳

۵ القرآن العظیم ۳۶/۶۹

۶ القرآن العظیم ۳۶/۶۹

۷ القرآن العظیم ۹/۶۱

عذر بھی قبول کر لیتے ہیں۔ اور بحال حلم و کرم چشم پوشی فرماتے ہیں۔ ورنہ کیا انھیں تمھارے بھیدوں اور خلوت کی چھپی باتوں پر آگاہی نہیں۔ "يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ" ^۱ خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ تمھارے اسرار سے انھیں مطلع کرتا ہے، پھر تمھاری جھوٹی قسموں کا انھیں کیونکر یقین آئے۔ ہاں "وَيُؤْمِنُ لِلّٰهِ مَنِئِن" ^۲ ایمان والوں کی بات واقعی مانتے ہیں۔ کہ انھیں ان کے دل کی سچی حالتوں پر خبر ہے۔ اس لیے "وَرَحْمَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ" ^۳۔ مہربانی ان پر جو تم میں ایمان لائے کہ ان کے طفیل سے انھیں ہیٹنگی کے گھر میں بڑے بڑے ملتے ہیں۔ اور اگرچہ یہ بھی ان کی رحمت ہے کہ دنیا میں تم سے چشم پوشی ہوتی ہے۔ مگر اس کا نتیجہ اچھا نہ سمجھو، کہ تمھاری گستاخیوں سے انھیں ایذا پہنچی ہے۔ "وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ" ^۴۔ اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیں ان کیلئے دکھ کی مار ہے۔

(۶) ابن ابی شقی ملعون نے جب وہ کلمہ ملعونہ کہا:

"لَيْنٌ مَّرْجَعًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَخْرُجُ اِلَّا عَدُوْمَهَا اِلَّا ذَلَّ" ^۵ ۔	اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ضرور نکال باہر کریگا عزت والا ذلیل کو۔
---	---

حق جل و علانے فرمایا:

"وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلّٰهِ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ" ^۶ ۔	عزت تو ساری خدا و رسول و مومنین ہی کے لیے ہے، پر منافقین کو خبر نہیں۔
---	---

(۷) عاص بن وائل شقی نے جو صاحبزادہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال پر حضور کو اتر یعنی نسل بریدہ کہا۔ حق جل و علانے فرمایا: "اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" ^۷۔ بیشک ہم نے تمھیں خیر کثیر عطا فرمائی۔ کہ اولاد سے نام چلنے کو تمھاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروڑوں صاحب اولاد گزرے جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، اور تمھاری ثناء کا ڈنکا تو قیام قیامت تک اکناف عالم و اطراف جہاں میں بجے گا اور تمھارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ اطباق فلک آفاق

^۱ القرآن العظیم ۹/ ۶۱

^۲ القرآن العظیم ۹/ ۶۱

^۳ القرآن العظیم ۹/ ۶۱

^۴ القرآن العظیم ۹/ ۶۱

^۵ القرآن الکریم ۲۳/ ۸

^۶ القرآن الکریم ۲۳/ ۸

^۷ القرآن الکریم ۱۰۸/ ۱

زمین میں پڑھا جائے گا۔ پھر اولاد بھی تمہیں نفیس و طیب عطا ہوگی جن کی بقاء سے بقائے عالم مربوط رہیگی اس کے سوا تمام مسلمان تمہارے بال بچے ہیں، اور تم سا مہربان ان کے لیے کوئی نہیں، بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجیے تو تمام عالم تمہاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، اور تمہارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی۔ اسی لیے جب ابوالبشر آدم تمہیں یاد کرتے تو یوں کہتے یا اپنی صورت و ابائی معنی^۱۔ اے میرے ظاہر بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔ پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے۔ جب اس کی یہ عنایت بیغایت تم پر مبذول ہو۔ تو تم ان اشیاء کی زبان درازی پر کیوں ملو ہو بلکہ "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنحِرْ" ^۲۔ رب کے شکرانہ میں اس کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ "إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ" ^۳۔ جو تمہارا دشمن ہے وہی نسل بریدہ ہے۔ کہ اور تمہارے دین حق میں آکر بوجہ اختلاف دین اس کی نسل سے جدا ہو کر تمہارے دینی بیٹوں میں شمار کئے جائیں گے۔ پھر آدمی بے نسل ہوتا۔ تو یہی سہی کہ نام نہ چلتا۔ اس سے نام بد کا باقی رہنا ہزار درجہ بدتر ہے۔ تمہارے دشمن کا ناپاک نام ہمیشہ بدی و نفرین کے ساتھ لیا جائے گا، اور روز قیامت ان گستاخیوں کی پوری سزا پائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۸) جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قریب رشتہ داروں کو جمع فرما کر وعظ و نصیحت اور اسلام و اطاعت کی طرف دعوت کی۔ ابو لہب شقی نے کہا:

تَبَّالِكَ سَائِرِ الْيَوْمِ لِهَذَا جَمَعْتَنَا ^۴ ۔	ٹوٹنا اور ہلاک ہونا تمہارے لیے ہمیشہ کو، کیا ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا۔
---	--

حق جل و علا نے فرمایا: "تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ" ^۵ ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابو لہب کے۔

^۱ المدخل لابن الحاج فصل في مولد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم دار الكتب العربي بيروت ۳۴/۲

^۲ القرآن الكريم ۲/۱۰۸

^۳ القرآن الكريم ۳/۱۰۸

^۴ صحيح البخاری کتاب التفسیر سورة تبیدا ابی لہب ۱۱۱ قدیمی کتب خانہ ۲/۴۳۳، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان من مات علی

اکفر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۳/۱، تفسیر المرائی تحت الآية ۱۱۱/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۰/۳۰

^۵ القرآن الكريم ۱۱۱/۱۲۱

اور وہ خود ہلاک و برباد ہوا، "مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۖ" ^۱ اس کے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کمایا۔
 "سَيَصِلُ نَأْمًا ذَاتَ لَهَبٍ ۖ" ^۲ اب بیٹھا چاہتا ہے بھڑکتی آگ میں۔ "وَأَمَرَ أَتَّهُ حَمَلَةَ الْحَطَبِ ۖ" ^۳ اور اس کی جو روکڑیوں کا گٹھا سر پر لئے۔ "فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۖ" ^۴ اس کے گلے میں مونج کی رسی۔
 بالجمہ اس روش کی آیتیں قرآن عظیم میں صدہا نکلیں گی۔ اسی طرح حضرت یوسف و بتول مریم اور ادھر ام المؤمنین صدیقہ علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قصے اس مضمون پر شاید عدل ہیں۔ حضرت والد ماجد "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" میں فرماتے ہیں: "حضرت یوسف کو دودھ پیتے بچے، اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی گواہی سے لوگوں کی بدگمانی سے نجات بخشی، اور جب حضرت عائشہ پر بہتان اٹھا خود ان کی پاک دامنی کی گواہی دی، اور سترہ آیتیں نازل فرمائیں، اگرچہ ایک ایک درخت اور پتھر سے گواہی دلواتا مگر منظور یہ ہوا کہ محبوبہ محبوب کی طہارت و پاکی پر خود گواہی دیں اور عزت و امتیاز ان کا بڑھائیں۔" ^۵ انتہی۔

محل غور ہے کہ اراکین دولت و مقربان حضرت سے باغیان سرکش بگستاخی و بے ادبی پیش آئیں۔ اور بادشاہ ان کے جوابوں کو انہیں پر چھوڑ دے۔ مگر ایک سردار بلدن اوقار کے ساتھ یہ برتاؤ ہو کہ مخالفین جو زبان درازی اس کی جناب میں کریں۔ حضرت سلطان اس مقرب ذی شان کو کچھ نہ کہنے دے، بلکہ بہ نفس نفیس اس کی طرف سے تکفل جواب کرے۔ کیا ہر ذی عقل اس معاملہ کو دیکھ کر یقین قطعی نہ کرے گا کہ سرکار سلطانی میں جو اعزاز اس مقرب جلیل کا ہے دوسرے کا نہیں، اور جو خاص نظر اس کے حال پر ہے اور وں کا حصہ اس میں نہیں۔ والحمد للہ رب العلمین۔

نویں آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے

آیت تاسعہ: قَالَ تَعَالَىٰ عِظَمَتُهُ: "عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا"

^۱ القرآن الکریم ۱۱۱/۲۳۱

^۲ القرآن الکریم ۱۱۱/۳۳۱

^۳ القرآن الکریم ۱۱۱/۴۳۱

^۴ القرآن الکریم ۱۱۱/۵۳۱

^۵ سرور القلوب فی ذکر المحبوب

مقام میں۔	مَقَامًا مَّحْمُودًا ۱۔
-----------	-------------------------

صحیح بخاری و جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا:

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا: مقام محمود کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: شفاعت۔	سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المقام المحمود فقال هو الشفاعة ۲۔
---	--

اسی طرح احمد و بیہقی ابومہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے قول "قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں" کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ شفاعت ہے۔ (ت)	سئل عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی قوله عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا ط فقال ہی الشفاعة ۳۔
--	---

اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور، جن کی بعض ان شاء اللہ تعالیٰ ہیکل دوم میں مذکور ہوں گی۔

اُس دن آدم صلی اللہ سے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لہا ان لہا ۴۔ میں ہوں شفاعت کے لیے، میں ہوں شفاعت کے لیے۔ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم۔ سب سر بگربیان، وہ ساجد و قائم۔ سب محل خوف میں، وہ آمن و ناہم۔

^۱ القرآن الکریم ۱۷/۹۵

^۲ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ ۱۷ باب قوله عسی ان یبعثک الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۶۸۶، جامع الترمذی ابواب التفسیر

سورۃ بنی اسرائیل امین کمپنی دہلی ۲/۱۴۲

^۳ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۴۴، نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ احمد و

البیہقی فصل فی تفضیلہ بالشفاعة ۲/۳۴۵

^۴ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی تفضیلہ بالشفاعة المطبعة الشركة الصحافیة ۱۸۰/۱

سب اپنی فکر میں، انہیں فکر عوالم۔ سب زیر حکومت، وہ مالک و حاکم۔ بارگاہ الہی میں سجدہ کریں گے۔ ان کا رب انہیں فرمائے گا: یا محمد ارفع رأسک وقل تسبیح وقل تعظیہ واشفع تشفع^۱۔ اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی، اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا، اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔ اس وقت اولین و آخرین میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حمد و ثناء کا غلغلہ پڑ جائے گا اور دوست، دشمن، موافق، مخالف، ہر شخص حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی افضلیت کبریٰ و سیادت عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔ والحمد للہ رب العلمین

مقام محمود و نامت محمد بہ نیساں مقامے و نامے کہ دارد^۲

آپ کا مقام محمود اور نام محمد ہے، ایسا مقام اور نام کون رکھتا ہے۔ ت

امام محی السنۃ بغوی معالم التنزیل میں فرماتے ہیں:

عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان اللہ عزوجل اتخذ ابراہیم خلیلا وان صاحبکم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیل اللہ واکرم الخلق علی اللہ ثم قرأ "عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا" ③ قال یجلسہ علی العرش ^۳ ۔	یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی بیشک اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا۔ اور بیشک تمہارے آقام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیل اور تمام خلق سے زیادہ اس کے نزدیک عزیز و جلیل ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت عرش پر بٹھائے گا۔
---	--

وعزا نحوه فی المواہب^۴ للثعلبی۔ (اس کی مثل مواہب میں ثعلبی کی طرف منسوب ہے۔ ت) امام عبد بن حمید وغیرہ حضرت مجاہد تلمیذ رشید حضرت جبر الامہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں راوی:

^۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۹/۱

^۲

^۳ معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الآیۃ ۱۷/۹۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۰۹/۳

^۴ المواہب اللدنیۃ الفصل الثالث الشفاعۃ والمقام المحمود المکتب الاسلامی بیروت ۴/۶۴۲

یجلسہ اللہ تعالیٰ معہ علی العرش^۱۔

اللہ تعالیٰ انہیں عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔

یعنی معیت تشریف و تکریم کہ وہ جلوس و مجلس سے پاک و متعالیٰ ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں ناقل امام علامہ سید الحافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجاہد کا یہ قول نہ ازروئے نقل مدفوع نہ از جہت عہ نظر ممنوع، اور نقاش نے ابو داؤد صاحب سنن رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ رد ہے واحدی پر کیونکہ اس نے اس قول کے انکار میں بہت مبالغہ کیا اور اپنے بے تکے کلام کو انتہا تک پہنچایا جیسا کہ قول اول میں کیا اور سیلاب اپنی سیرابی تک پہنچا۔ اس نے کہا کہ اس کی طرف نہیں مائل ہوگا مگر کم عقل اور بے دین اھ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے درگزر فرمائے۔ اور اس نے اپنے گمان کے مطابق جس چیز سے استدلال کیا اس میں اس کے لے کوئی دلیل نہیں ہے، بیشک اس پر علماء کرام نے رد فرمایا جیسا کہ مواہب اور اس کی شرح کی طرف رجوع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ سب سے بڑی دلیل جس سے اس نے تمسک کیا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "مَقَامًا مَّحْجُودًا" فرمایا ہے "مَقْعِدًا مَّحْجُودًا" نہیں فرمایا اور مقام موضع قیام ہے نہ کہ موضع قعود۔ زرقانی نے کہا اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ مقام مصدر (باقی بر صفحہ آئندہ)

عہ: رد علی الواحدی حیث بالغ فی الانکار علی ذلک و ابلغ الجزاف منتہا کہما قال الاول بلغ السیبل رواہ حتی قال "لا یبیل الیہ الا قلیل العقل عذیم الدین"۔^۲ اھ" واللہ تعالیٰ یسامح المسلمین واحتج لزعمہ بما لا حجة له فیہ وقدرہ علیہ العلماء کما یظهر بالرجوع الی المواہب و شرحہ واعظم ماتشبیہ بہ فی ذلک انہ تعالیٰ قال "مَقَامًا مَّحْجُودًا"۔^۳ لم یقل مقعدا والمقام موضع القیام لاموضع القعود۔ قال الزرقانی واجیب بأنہ یصح علی انہ المقام مصدر

^۱ المواہب اللدنیة عن القسطلانی المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۴۲، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة

بحوالہ عبد بن حید و غیرہ المقصد العاشر الفصل الثالث ۸/ ۳۶۸

^۲ المواہب اللدنیة عن القسطلانی المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۴۳

^۳ القرآن الکریم ۷۹/۱۷

سے نقل کیا۔ من انکر هذا القول فهو متهم¹۔ جو اس قول سے انکار کرے وہ متهم ہے۔

(ابقہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

میبی ہے نہ کہ طرف مکان اھ۔ یعنی یہ مفعول مطلق کے قائم مقام ہے اور معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اٹھائے گا ایسا اٹھانا جو محمود ہوگا۔

میبی لاسم مکان² اھ ای فیکوم مقام المفعول المطلق ای یبعثک بعثاً محموداً۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اور توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ علاوہ ازیں رفعت تواضع کے بعد ہے، جو اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ قعود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم خدمت پر قیامت کے بعد ہوگا تو وہی مکان مقام محمود اور مقعد محمود ہوگا اور اللہ کا کلام بعض شے پر مقدر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سُبْحَنَ اللّٰهُ الَّذِیْ اَلْحَ (پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک) اور تحقیق احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک ہفتہ یا دو ہفتے سجدہ ربز رہیں گے پھر سر اٹھائیں گے اس جگہ کا نام اللہ تعالیٰ (باقی بر صفحہ آئندہ)

اقول: وبالله التوفیق علی ان الرفاعة بعد التواضع من تواضع لله رفعه الله فالقعود انما يكون بعد ما يقوم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بين يدي ربه تبارك وتعالى على قدم الخدمة قد لك المكان مقام محمود ومقعد محمود وكلام الله سبحانه وتعالى بما يقتصر على بعض الشيء كما في قوله تعالى "سُبْحَنَ الَّذِیْ اَلْحَ اَسْمٰی بِعَبْدٍ لِّیْلًا قَدْ اَلْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا"³، وقد ثبت فی الاحادیث انه صلى الله تعالى عليه وسلم یسجد بین یدئ ربه تبارك وتعالى ایاماً اسبوعاً او اسبوعین ثم یرفع راسه⁴، وانما

¹ البواہب اللدنیة بحوالہ الواحدی المقصد العاشر الفصل الثالث المكتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۴۳

² شرح الزرقانی علی البواہب اللدنیة المقصد العاشر الفصل الثالث دار المعرفة بیروت ۸/ ۳۶۸

³ القرآن الکریم ۱/ ۱۷

اسی طرح امام دارقطنی نے اس قول کی تصریح فرمائی، اور اس کے بیان میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

نے مقام محمود رکھا ہے مسجد نہیں رکھا۔ تو جب امر سجدہ اس کے منافی کیسے ہوگا؟ واحدی نے کہا جب کہا جائے کہ فلاں کو بادشاہ نے مبعوث کیا تو اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ بادشاہ نے اس قوم کی طرف بھیجا ہے کہ ان کی مہمات کی اصلاح کرے، یہ نہیں سمجھا جاتا کہ بادشاہ نے اسے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ زرقانی نے کہا یہ مردود ہے کیونکہ ایک امر عادی ہے جس کے خلاف ہونا بھی جائز ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ احوال آخرت کو احوال دنیا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کو مبعوث فرما کر سب کو ایک میدان میں جمع کریگا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے نہ کہ ان کو اصلاح کے لیے کسی قوم کے پاس بھیجے گا۔ تو جائز ہے کہ یہ بعث بٹھانے کے ساتھ ہونہ کہ بھیجنے کے ساتھ باوجودیکہ ارسال جس طرح بیٹھنے کے مغایر ہے اسی طرح اس کے پاس کھڑے رہنے کے بھی مغایر ہے لیکن جنون عیب و غریب امور کو لاتا ہے اور اس کا حل یہ ہے کہ جس بعث کو واحدی نے ذکر کیا ہے وہ ہے "بعث من عندہ"

اپنے (باقی بر صفحہ آئندہ)

سُبَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى مَقَامًا مَحْبُودًا لَا مَسْجِدًا فَإِنْ لَمْ يَنْفِ بِهِ أَمْرُ السُّجُودِ فَلَمْ ذَا يَنْفِي أَمْرَ الْقُعُودِ قَالَ الْوَاحِدِيُّ "وَإِذَا قِيلَ السُّلْطَانُ بَعَثَ فَلَا نَفْهَمُ مِنْهُ أَنَّهُ أَرْسَلَهُ إِلَى قَوْمٍ لَا صَلَاحَ مَهْمَاتِهِمْ وَلَا يَفْهَمُ مِنْهُ أَنَّهُ اجْلَسَ مَعَ نَفْسِهِ" ¹ قَالَ الزُّرْقَانِيُّ وَهَذَا مَرْدُودٌ بَانَ هَذَا عَادَةً يَجُوزُ تَخْلُفُهَا عَلَى أَنْ أَحْوَالِ الْآخِرَةِ لَا يُقَاسُ عَلَى أَحْوَالِ الدُّنْيَا ² يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي جَمْعِهِمْ عِنْدَهُ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ لَا لِيُرْسِلَهُمْ إِلَى قَوْمٍ فَجَازَ أَنْ يَكُونَ هَذَا الْبَعْثُ بِالْإِجْلَاسِ لَا لِلرِّسَالِ مَعَ أَنْ الرِّسَالِ كَمَا يَغَايِرُ الْجُلُوسَ فَكَذَا الْقِيَامَ عِنْدَهُ وَلَكِنْ الْهُوسُ يَأْتِي بِالْعَجَائِبِ وَالْحَلُّ أَنْ الْبَعْثُ مِنْ عِنْدِهِ هُوَ الَّذِي ذَكَرَهَا الْوَاحِدِيُّ وَالْبَعْثُ مِنْ مَحَلٍّ لِلْحَضُورِ عِنْدَهُ لَا يَنْفِي

¹ المواهب اللدنية بحواله الواحدی المقصد العاشر الفصل الثالث المكتب الاسلامی بیروت ۴/ ۶۴۳

² شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية المقصد العاشر الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۸/ ۲۶۸

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الجلوس عنده كما لا يخفى۔ قال الزرقانی تحت قول الواحدی لا یبیل الیه الخ هذا مجازة فی الكلام لا لتلیق بطالب فضلا عن عالم بعد ثبوت القول عن تابعی جلیل ووجد مثله عن صحابیین ابن عباس وابن مسعود^۱۔ قلت بل عن ثلاثة ثالثهم ابن سلام كما نقلنا فی المتن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ثم بعد کتابتی هذا المحل رأیت الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وههنا تم الهنا والحمد لله الهنا۔ قال الامام الجلیل الجلال فی الدر المنثور اخرج الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عسی ان یبعثک ربک مقام محبوا قال یجلسنی معه علی

پاس سے بھیجنا۔ اور وہ بعث جو کسی محل سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے ہو وہ اس کے پاس بیٹھنے کے منافی نہیں، جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ واحدی کے قول "لا یبیل الیه الخ" کے تحت زر قانی نے یہ کہا کہ یہ بے تکلام ہے جو کسی طالب کے لائق بھی نہیں چہ جائیکہ عالم کے لائق ہو جبکہ ایک جلیل القدر تابعی سے یہ قول ثابت ہو چکا ہے اور اس کی مثل دو صحابیوں یعنی ابن عباس اور ابن مسعود سے۔ میں کہتا ہوں بلکہ تین صحابہ سے۔ تیسرے ابن سلام ہیں جیسا کہ ہم نے متن میں نقل کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پھر اس محل کی کتابت کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث دیکھی، یہاں ہماری بحث تام ہو گئی، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو ہمارا معبود ہے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے در منثور میں فرمایا دیلمی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیت کریمہ "عسی ان یتبعک ربک مقاماً محبوا" (قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں) کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (باقی بر صفحہ آئندہ)

^۱ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد العاشر الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۸/ ۳۶۸

چند اشعار عہ نظم کیے۔ کہا فی نسیم الریاض (جیسا کہ نسیم الریاض میں ہے۔ ت)

السریر^۱۔ وقد عرفنا من ههنا صدق ابن تیمیة فی قول فی
الثعلبی ان الواحدی صاحبہ کان ابصر منه بالعربیة لکنہ
ابعد عن اتباع السف^۲ اھ، وان کان ابن تیمیة نفسہ ابعد
وابعد وبالجملة فاسع ما اثرناہ عن الامام ابی
داود والامام الدار قطنی والامام العسقلانی فہم الائمة
الاجلة الشان وایک وان تلتفت الی زعمہ لیس بذالک فی
هذا الشان والحمد للہ رب العلمین۔^۳ امنہ
جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ۱۲ امنہ (ت)

عہ: وہ اشعار یہ ہیں:

الی احمد المصطفیٰ نسندہ	حدیث الشفاعة عن احمد
علی العرش ایضاً ولا نجدہ	وقد جاء الحديث بأقعدة
ولا تدخلوا فیہ ما یفسدہ	امروا الحديث علی وجهہ
ولا تنکروا انه یقعده	ولا تنکروا انه قاعد

اور دھا فی النسیم^۳۔ کلانہ اُجاد فی ذلک رحمہ اللہ تعالیٰ رحمة واسعة الخ ۱۲ امنہ۔

^۱ الدر المنثور تحت الآیة ۹/۱۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۷/۵

^۳ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل فی تفضیلہ بالشفاعة مرکز اہلسنت گجرات ہند ۳۳۳/۲

ابو الشیخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ان محمداصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم القیمة یجلس علی کرسی الرب بین یدی الرب ^۱ ۔	بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر جلوس فرمائیں گے۔
---	---

معالم میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: یقعده علی الكرسي^۲۔ اللہ تعالیٰ انہیں کرسی پر بٹھائے گا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین، والحمد للہ رب العلمین (اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے آپ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو کل جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) آیت عاشرہ (دسویں آیت): قرآن شریف کے تفصیلی ارشادات و محاورات و نقل اقوال و ذکر احوال پر نظر کیجئے، تو ہر جگہ اس نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی شان سب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بلند و بالا نظر آتی ہے، یہ وہ بحر ذخار ہے جس کی تفصیل کو دفتر درکار علمائے دین مثل امام ابو نعیم وابن فورک و قاضی عیاض و جلال سیوطی و شہاب قسطلانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان تفرقوں سے بعض کی طرف اشارہ فرمایا۔ فقیر اول ان کے چند اخراجات ذکر کر کے پھر بعض امتیاز کہ باندک تا مل اس وقت ذہن قاصر میں حاضر ہوئے ظاہر کرے گا تطویل سے خوف اور اختصار کا قصد نہیں پر اقتصار کا باعث ہوا:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:)

ترجمہ اشعار: بحوالہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مروی ہے ہم احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اس کا اسناد کرتے ہیں۔ یہ حدیث بھی آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پر بٹھائے گا اور ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ انہوں نے حدیث کو درست بیان کیا ہے تم اس میں کلام فاسد کو داخل مت کرو، نہ اس بات کا انکار کرو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر جلوہ گر ہوں گے اور نہ ہی اس بات کا انکار کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پر بٹھائے گا۔ اس کو نسیم الریاض میں مکمل بیان کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے خوب اشعار کہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر وسیع رحمت نازل فرمائے۔ (ت)

^۱ البواب الدللیہ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۶۴۳ و ۶۴۴

^۲ معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الآیۃ ۷۹/ ۱۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۱۰۹

(۱) خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والتحلیل سے نقل فرمایا:

"وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ" ۱۔	مجھے رسوانہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔
---	--

حبیب قریب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خود ارشاد ہوا:

"يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ" ۲۔	جس دن خدا رسوانہ کرے گا نبی اور اسکے ساتھ والے مسلمانوں کو۔
---	---

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

(۲) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمنائے وصال نقل کی: "إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيِّئِينَ" ۳۔ (بیٹک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے راہ دے گا۔ ت) حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود بلا کر عطائے دولت کی خبر دی: "سُبْحَنَ الَّذِي جِئَ أَنَا بِمَعْبُودٍ" ۴۔ (پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ ت) (۳) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آرزوئے ہدایت نقل فرمائی: "سَيِّئِينَ" ۵۔

(وہ مجھے راہ دے گا۔ ت) حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا: "وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا" ۶۔ (اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔ ت) (۴) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آیا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے:

"هَلْ أَتَاكَ حَدِيثٌ ضَيْفَ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ" ۷۔	اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی؟ (ت)
--	--

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرمایا فرشتے ان کے لشکری و سپاہی بنے:

"وَأَيُّهَا يَحْيَىٰ دَلِمَ تَرَوْهَا" ۸ "يُعِدُّكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ" ۹ "وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ" ۱۰۔	اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں، تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا، اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (ت)
---	--

^۱ القرآن الکریم ۸۷/۲۶

^۲ القرآن الکریم ۸/۶۶

^۳ القرآن الکریم ۹۹/۳۷

^۴ القرآن الکریم ۱۱/۱۷

^۵ القرآن الکریم ۹۹/۳

^۶ القرآن الکریم ۲/۳۸

^۷ القرآن الکریم ۲۳/۵۱

^۸ القرآن الکریم ۳۰/۹

^۹ القرآن الکریم ۱۲۵/۳

^{۱۰} القرآن الکریم ۴/۶۶

(۵) کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرمایا، انہوں نے خدا کی رضا چاہی:

"وَعَجَلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ" ۱۔	اور تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔ (ت)
---	---

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بتایا، خدا نے ان کی رضا چاہی:

"كَلَّمُوا لَيْلِيَّكَ قَبْلَةَ تَرَضُّبَهَا" ۲۔ "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" ۳۔	تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (ت)
---	---

(۶) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بخوف فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظ فرار نقل فرمایا:

"فَقَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خَفَّيْتُمْ" ۴۔	تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا۔ (ت)
---	---

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا با حسن عبارات ادا فرمایا:

"إِذْ يَبْغِيكَ الَّذِينَ كَفَرُوا" ۵۔	اور اے محبوب! یاد کر جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔ (ت)
--	--

(۷) کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے طور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرمایا:

"أَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ" ۱۔ "إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي" ۲۔ "إِلَىٰ آخِرِ الْآيَاتِ" ۳۔	اور میں نے تجھے پسند کیا، اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ آیات کے آخر تک۔ (ت)
---	--

۱ القرآن الکریم ۸۲/۲۰

۲ القرآن الکریم ۱۳۴/۲

۳ القرآن الکریم ۵/۹۳

۴ القرآن الکریم ۲۱/۲۶

۵ القرآن الکریم ۳۰/۸

۶ القرآن الکریم ۱۳/۲۰

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فوق السموات مکالمہ فرمایا اور سب سے چھپایا:

"فَاَوْحَىٰ اِلَىٰ عَبْدِهِ مَّا اَوْحَىٰ" ^۱۔

(۸) داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا:

"وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ" ^۲۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بقسم فرمایا:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّحْيٌ يُؤْتِي" ^۳۔

اب فقیر عرض کرتا ہے وباللہ التوفیق: (۹) نوح و ہود علیہما الصلوٰۃ والسلام سے دعا نقل فرمائی:

"رَبِّ اَنْصُرْنِي بِمَا كُنْتُ بَرًّا" ^۴۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا:

"وَيُصْمِكُ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا" ^۵۔

(۱۰) نوح و خلیل علیہما الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنی امت کی دعائے مغفرت کی:

"عَ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ" ^۶۔

عہ: یہ لفظ دعائے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں، اور دعائے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لفظوں سے ہے:

"عَ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ" ^۶۔

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھرے میں ہے اور سب مسلمان

مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ (ت)

^۱ القرآن الکریم ۵۳/۱۰

^۲ القرآن الکریم ۳۸/۲۶

^۳ القرآن الکریم ۵۳/۴۳

^۴ القرآن الکریم ۲۳/۲۶

^۵ القرآن الکریم ۴۸/۳

^۶ القرآن الکریم ۱۲/۲۸

لِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝ ^۱ ۔	کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (ت)
--	---

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو:

"وَأَسْتَغْفِرُ لِكُنُوتِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" ^۲ ۔	اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ (ت)
--	--

(۱۱) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آیا، انہوں نے پچھلوں میں اپنے ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی:

"وَأَجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝" ^۳ ۔	اور میری ناموری رکھ پچھلوں میں۔ (ت)
---	-------------------------------------

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود فرمایا: "وَرَأَيْتُكَ ذِكْرَكَ ۝"^۴ (اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ ت) اور اس سے اعلیٰ وارفع خردہ ملا:

"عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝" ^۵ ۔	قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ت)
--	---

کہ جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد و ثناء کا شور ہر زبان سے جوش زن ہوگا۔ (۱۲) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا، انہوں نے قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رنج عذاب میں بہت کوشش کی: "يُجَادِلُنِي تَوْرًا لُوطُ ۝"^۶ (ہم سے لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ ت) "يَا أَيُّهَا لُوطُ عَنْ هَذَا"^۷۔ اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑ۔ عرض کی: "إِنَّ فِيهَا لُوطًا"^۸۔ اس بستی میں لوط جو ہے۔ حکم ہوا: "نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۝"^۹۔ ہمیں خوب معلوم ہیں جو وہاں ہیں۔ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا:

"مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ" ^{۱۰} ۔	اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم! تو ان میں تشریف فرما ہے۔
--	---

^۱ القرآن الکریم ۷۱/۲۸

^۲ القرآن الکریم ۷۷/۱۹

^۳ القرآن الکریم ۲۶/۸۴

^۴ القرآن الکریم ۹۳/۴

^۵ القرآن الکریم ۱۷/۷۹

^۶ القرآن الکریم ۱۱/۷۳

^۷ القرآن الکریم ۱۱/۷۶

^۸ القرآن الکریم ۲۹/۳۲

^۹ القرآن الکریم ۲۹/۳۲

^{۱۰} القرآن الکریم ۸/۳۳

(۱۳) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا: "رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ" ^۱ الہی! میری دعا قبول فرما۔ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے طفیلیوں کو ارشاد ہوا:

"قَالَ رَبُّكُمْ اِدْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ" ^۲	تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔
--	--

(۱۴) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج درخت دنیا پر ہوئی:

"نُودِيْ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِئِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ" ^۳	ندا کی گئی میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے۔ (ت)
--	---

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المننتی و فردوس اعلیٰ تک بیان فرمائی:

"عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی" ^۴ عِنْدَ هَاجَتِ الْمَاوٰی ^۵	سدرۃ المننتی کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ (ت)
---	--

(۱۵) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت ارسال اپنی دل تنگی کی شکایت کی:

"وَيُضِيقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ قَاْمَرَسِلْ اِلٰی هٰؤُوْنَ" ^۵	اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول کر۔ (ت)
--	---

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود شرح صدر کی دولت بخشی، اور اس سے منتِ عظمیٰ رکھی: "اَلَمْ تُشْرِكْ لَكَ صَدْرَكَ" ^۶۔ (کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ (ت) (۱۶) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حجاب نار سے تجلی ہوئی:

"فَلَمَّا جَاءَ هَا نُودِيْ اَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا" ^۶	پھر جب وہ آگ کے پاس آیا، ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام)
---	---

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جلوہ نور سے تجلی ہوئی اور وہ بھی غایتِ تفخیم و تعظیم کے لئے بالفاظِ ابہام بیان فرمائی گئی:

^۱ القرآن الکریم ۴۰/۱۳

^۲ القرآن الکریم ۶۰/۴۰

^۳ القرآن الکریم ۲۳/۲۸

^۴ القرآن الکریم ۱۵/۱۳

^۵ القرآن الکریم ۳۲/۲۶

^۶ القرآن الکریم ۱/۹۴

"إِذْ يَشْفَى السُّدْرَةَ مَا يَشْفَى" ① ¹ ۔	جب چھایا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔
---	--------------------------------

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، نزار، ابو یعلیٰ، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی:

ثم انتهى الى السدرة فغشيها نور الخلاق عز وجل فكلمه تعالى عند ذلك فقال له سل ² ۔	پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے۔ خالق عز وجل کا نور اس پر چھایا۔ اس وقت جل جلالہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کیا اور فرمایا: مانگو اھ ملخصاً۔
---	---

(۱۷) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا سب سے براءت و قطع تعلق نقل فرمایا۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو قتل و غارتگری کا حکم دیا اور انہوں نے نہ مانا۔ عرض کی:

"رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرِقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ" ③ ³ ۔	الہی! میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا، تو جدائی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار قوم میں۔
---	--

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظل و جاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا:

"مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ" ⁴ "عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْجُودًا" ⑤ ⁵ ۔	اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب ! تم ان میں تشریف فرما ہو۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اس جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ت)
--	--

¹ القرآن الکریم ۵۳/ ۱۶

² تفسیر ابن ابی حاتم تحت الآیۃ ۱/ ۱۷ مکتبہ نزار مصطفیٰ البابی رحمہ اللہ ریاض ۷/ ۲۳۱۳، جامع البیان (تفسیر طبری) تحت الآیۃ ۵۳/ ۱۶

دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۲۸، الدر المنثور بحوالہ البزار و ابو یعلیٰ و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و بیہقی تحت الآیۃ ۱۷/ ۱۵/ ۸

³ القرآن الکریم ۵/ ۲۵

⁴ القرآن الکریم ۸/ ۳۳

⁵ القرآن الکریم ۷/ ۹

یہ شفاعت کبریٰ ہے کہ تمام اہل موقف موافق و مخالف سب کو شامل۔

(۱۸) ہارون و کلیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے فرمایا، انہوں نے فرعون کے پاس جاتے اپنا خوف عرض کیا:

"رَبَّنَا إِنَّا أَتَيْنَاكَ خَافًا أَنْ يَفْزُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَىٰ" ۱۔	اے ہمارے رب! بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔ (ت)
--	--

اس پر حکم ہوا:

"لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَنصُرُ" ۲۔	ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا۔
---	---

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود خردہ نگہبانی دیا: "وَاللَّهُ يَصْحَبُكَ مِنَ النَّاسِ" ۳۔ (اور اللہ تمہاری نگہبانی کرنے کا لوگوں سے۔ ت)

(۱۹) مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرمایا ان سے پرانی بات پر یوں سوال ہوگا:

"يُحْيِي ابْنَ مَرْيَمَ ۚ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُخَيَّ إِلَهُيْنَ مِنْ دُونِ اللَّهِ" ۴۔	اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا خدا ٹھہراؤ۔
--	---

معالم میں ہے اس سوال پر خوف الہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ وسلامہ، علیہ کا بند بند کانپ اٹھے گا اور مریمؑ خون کا فوارہ بہے گا پھر جواب ۵ عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب غزوہ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی۔ اس پر سوال تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی ہوا مگر یہاں جو شان لطف و محبت و کرم و عنایت ہے قابل غور ہے ارشاد فرمایا:

"عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لَهُمْ" ۶۔	اللہ تجھے معاف فرمائے، تو نے انہیں اجازت کیوں دے دی۔
--	--

^۱ القرآن الکریم ۴۰/۲۵

^۲ القرآن الکریم ۲۰/۲۶

^۳ القرآن الکریم ۵/۲۷

^۴ القرآن الکریم ۵/۱۱۶

^۵ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآية ۵/۱۱۶ دار الکتب العلمیة بیروت ۲/۶۶

^۶ القرآن الکریم ۹/۳۳

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور محبت کا کلمہ پہلے۔ والحمد للہ رب العالمین۔
(۲۰) مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنے امتیوں سے مدد طلب کی:

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا، بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔	"فَلَمَّا أَحْسَسَ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ؟" ¹
---	--

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت انبیاء و مرسلین کو حکم نصرت ہوا: "لَتُؤْمِنَنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ"²۔ (تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ ت)

غرض جو کسی محبوب کو ملا وہ سب اور اس سے افضل و اعلیٰ انہیں ملا، اور جو انہیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تہاداری³

آپ یوسف (علیہ السلام) کا حسن، عیسیٰ (علیہ السلام) کی پھونک اور روشن ہاتھ رکھتے ہیں۔ جو کمالات وہ سارے رکھتے ہیں آپ اکیلے رکھتے ہیں۔ ت)
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ واصحابہ وبارک وکرم، والحمد للہ رب العالمین۔

ہیکل دوم میں نالی متلالی احادیث جلیلہ تابش اول چند وحی ربانی علاوہ آیات کریمہ قرآنی

وحی اول! حاکم، بیہقی عہ طبرانی، آجری، ابو نعیم، ابن عساکر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عہ: وقال صحیح الاسناد و اقراء علیہ
اور کہا کہ اس کا اسناد صحیح ہے، علامہ ابن امیر الحاج (باقی صفحہ آئندہ)

¹ القرآن الکریم ۵۲/۳

² القرآن الکریم ۸۱/۳

سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطا کا ارتکاب کیا تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی، اے رب میرے! صدقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما۔ رب العلمین نے فرمایا: تو نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو کیونکر پہچانا؟ عرض کی: جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سراٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا، جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں، اور اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو</p>	<p>لما اقترف آدم الخطيئة قال رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لي، قال وكيف عرفت محمدا قال لانك لما خلقتني ببيدك ونفخت في من روحي رفعت رأسي فرأيت على قوائم العرش مكتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله فعلبت انك لم تضيف الي اسمك الا احب الخلق اليك قال صدقت يا دم ولو لا محمد ما خلقتك¹ وفي رواية عند الحاكم فقال الله تعالى صدقت يا دم انه لاحب الخلق الي اما اذا سئلتني بحقه</p>
---	--

نے حلیۃ میں اور سبکی نے شفاء السقام میں اس کو برقرار رکھا۔ میں کہتا ہوں جو میرے ہاں ثابت ہے وہ یہ کہ وہ درجہ حسن سے کمتر نہیں، اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ۲۸ منہ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

العلامة ابن امير الحاج في الحلية والسبكي في شفاء السقام اقول: والذي تحرر عندي انه لا ينزل عن درجة الحسن، والله تعالى اعلم ۲۸ منہ۔

¹ دلائل النبوة للبيهقي باب ما جاء في تحدث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بنعمة ربه الخ دار الكتب العلمية بيروت ۵/ ۳۸۹، تاريخ

دمشق الكبير ترجمه عليه السلام ۷۷۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۳۰۹

فقد غفرت لك ولولا محمد ما غفرت وما خلقتك ¹ ۔	میں تیری مغفرت نہ کرتا، نہ تجھے بناتا۔
---	--

بیہقی و طبرانی کی روایت میں ہے: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی:

<p>رَأَيْتَ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ أَكْرَمُ خَلْقِكَ عَلَيْكَ²۔</p>	<p>میں نے ہر جگہ جنت میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا، تو جانا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔</p>
---	--

آجری کی روایت میں ہے:

<p>مجھے یقین ہوا کہ کسی کا رتبہ تیرے نزدیک اس سے بڑا نہیں جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔</p>	<p>فعلیت انه ليس احمد اعظم قدراً عندك من جعلت امسه مع اسمك³</p>
---	--

وحی دوم^۲: حاکم عہ بافادہ تصحیح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

عہ:واقره عليه السبكي في شفاء السقام والسراج
البلقيني في فتاؤه وكذا جزم بصحته العلامة ابن حجر في
افضل القرى اقول قدر صرح المحقق ابن الهمام في باب
الاحرام من فتح القدير ان الاقدام على التحسين فرع
معرفته حالا وعيناً قلت فكيف بالتصحيح وانت تعلم ان
من يعلم حجة على من لا يعلم ۱۲ منہ۔

¹ المستدرک للحاکم کتاب التاریخ استغفار آدم بحق محمد صلی الله علیه وسلم دار الفکر بیروت ۲ / ۶۱۵، کنز العمال بحواله ك وغیره حدیث ۳۲۱۳۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱ / ۴۱۵

² الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثالث الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافية ١٣٨٧ / ١٣٨٠، نسيم الرياض بحواله البيهقي و الطبراني الباب الثالث الفصل الاول مركز المسنت بركات رضا مجرات هند ٢٢٢/٢

³ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثالث الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافية ١٣٨/١

<p>اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ یا عیسیٰ امن بحمد و امر من ادرك من امتك ان یؤمنوا به فلولاً محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ما خلقت الجنة ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا اله الا الله محمد رسول الله فسكن^۱۔</p>	<p>اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی اے عیسیٰ! ایمان لا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا میں آدم کو نہ پیدا کرتا، نہ جنت دوزخ بناتا، جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اسے جنبش تھی میں نے اس پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھ دیا، پس ٹھہر گیا۔</p>
--	---

وحی سوم^۳: ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا۔ آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ حضور کو کیا فضل دیا۔ فوراً جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے اور عرض کی حضور کا رب ارشاد فرماتا ہے:

<p>ان كنت اتخذت ابراهيم خليلاً فقد اتخذتك من قبل حبيباً وان كنت كلمت موسى في الارض تكليماً۔ فقد كلمتك في السماء۔ وان كنت خلقت عيسى من روح القدس فقد خلقت اسمك من قبل ان اخلق الخلق بالفي سنة ولقد وطئت في السماء موطئاً لم يطاء احد قبلك ولا يطاء احد بعدك۔ وان كنت اصطفت ادم فقد ختمت بك الانبياء وما خلقت</p>	<p>اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا، تمہیں حبیب کیا۔ اور اگر موسیٰ سے زمین میں کلام فرمایا، تم سے آسمان میں کلام کیا۔ اور اگر عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا تو تمہارا نام آفرینش خلق سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اور بیشک تمہارے قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے پہلے کوئی گیا نہ تمہارے بعد کسی کو رسائی ہو۔ اور اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تمہیں ختم الانبیاء کیا اور تم سے زیادہ عزت و کرامت والا کسی کو</p>
---	---

^۱ المستدرک للحاکم کتاب التاریخ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخير دار الفکر بیروت ۲/ ۶۱۵

<p>خلقاً اکرم علی منک (وساق الحدیث الی ان قال) ظلّ عرشی فی القیامة علیک ممدود تاج الحمد علی رأسک معقود وقرنت اسمک مع اسی فلاذکر فی موضع حتی تذکر معی۔ ولقد خلقت الدنیا و اهلها لاعرفهم کرامتک ومنزلتک عندی، ولولاک ما خلقت الدنیا¹۔</p>	<p>نہ بنایا، قیمت میں میرے عرش کا سایہ تم پر گسترده، اور حمد کا تاج تمہارے سر پر آراستہ، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میری یاد نہ ہو، جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ اور بیشک میں نے دنیا و اہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں، اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔</p>
--	---

وحی چہارم^۴: دیلمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>اتانی جبریل فقال ان الله يقول لولاك ما خلقت الجنة ولولاك ما خلقت النار²۔</p>	<p>میرے پاس جبریل نے حاضر ہو کر عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا، اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو نہ بناتا۔</p>
--	---

یعنی آدم و عالم سب تمہارے طفیلی ہیں، تم نہ ہوتے تو مطیع و عاصی کوئی نہ ہوتا، جنت و نار کس کیلئے ہوتیں، اور خود جنت و نار اجزائے عالم سے ہیں، جن پر تمہارے وجود کا پر تو پڑا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

مقصود ذات اُوست دگر جملگی طفیل منظور نور اوست و گر جملگی ظلام³

(مقصود ان کی ذات ہے باقی تمام طفیلی ہے، فقط انہی کا نور دکھائی دیتا ہے باقی سب تاریکیاں ہیں۔ ت)

وحی پنجم^۵: ابو نعیم حلیہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

¹ تاریخ دمشق الكبير باب ذکر عروجه الى السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۶/ ۲۹۷

² کنز العمال بحوالہ الديلمی عن ابن عباس حدیث ۳۲۰۲۵ مؤسسه الرسالہ بیروت ۱۱/ ۳۳۱

<p>اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کو خبر دے دے کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ عرض کی: اے میرے رب! احمد کون ہے؟ فرمایا: میں نے کوئی مخلوق اس سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت والی نہ بنائی، میں نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا، اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہوئے جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کی: الہی! اس کی مات کون ہے؟ فرمایا: وہ بڑی حمد کرنے والی۔ اور ان کی اور صفاتِ جلیلہ نے ارشاد فرمائیں۔ عرض کی: الہی! مجھے اس امت کا نبی کر۔ فرمایا: ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کی: الہی مجھے اس نبی کی امت میں کر۔ فرمایا: تو زمانہ میں مقدم اور وہ متاخر ہے، مگر ہمیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔</p>	<p>اوحی اللہ تعالیٰ الی موسیٰ نبی بنی اسرائیل انه من لقینی وهو جاحد باحد ادخلته النار قال یا رب ومن احمد قال ما خلقتک خلقاً اکرم علی منہ کتبت اسبہ مع اسبی فی العرش قبل ان خلق السموات والارض ان الجنة محرمة علی جمیع خلقی حتی یدخلها هو وامته قال ومن امته قال الصادون (و ذکر صفتهم ثم قال) قال اجعلنی نبی تلك الامة. قال نبیها منها قال اجعلنی من امة ذلك النبی قال استقدمت واستاخرو لكن ساجع بینک و بینہ فی دار الخلد^۱۔</p>
--	---

وحی ششم^۱: ابن عساکر و خطیب بغدادی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>شبِ اسرائی مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمائوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا۔ رب نے مجھ سے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!) کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے</p>	<p>لما اسری بی قربنی ربی حتی کان کان بینی و بینہ کقاب قوسین او ادنی، وقال لی یا محمد! هل غمک ان جعلتک آخر النبیین قلت</p>
---	---

^۱ الخصائص الكبرى بحوالہ ابی نعیم فی الحلیۃ باب ذکرہ فی التوارۃ والانجیل البخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱۲/

<p>لا (یارب) ^{عہ} قال فهل غم امتك ان جعلتهم آخر الامم۔ قلت لا (یارب)، قال اخبر امتك اني جعلتهم آخر الامم لافضع الامم عند هم ولا افضحهم عند الامم ^۱۔</p>	<p>متاخر کیا۔ عرض کی: نہیں اے رب میرے! فرمایا: کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں سے پیچھے کیا۔ میں نے عرض کی نہیں اے رب میرے! فرمایا: اپنی امتوں سے اس لئے پیچھے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں۔</p>
---	---

وحی ہفتم: ابو نعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ ^{عہ} رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلائل النبوة میں راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>لما فرغت مما امرني الله به من امر السبوت قلت يارب انه لم يكن نبى قبلى الا وقد اكرمته جعلت ابراهيم خليلا وموسى كليما وسخرت لداود الجبال ولسليمان الرياح والشیاطين واحييت لعيسى الموتى فما جعلت لي؟ قال</p>	<p>جب میں حسب ارشاد الہی سیر سلوت سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض کی: اے رب میرے! مجھ سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل کیا، موسیٰ علیہ السلام کو کلیم۔ داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑ مسخر کیے، سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا اور شیاطین۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مردے جلانے، میرے لیے کیا کیا؟ ارشاد</p>
--	---

^{عہ} ۱: اللفظ لابن عساكر وليست عنده لفظه يارب في الموضوعين انما زدت من عند الخطيب استحلاء ۱۲ منه۔

لفظ ابن عساكر کے ہیں اور ان کے نزدیک لفظ "یارب" دونوں جگہ نہیں ہے، اس کو میں نے خطیب کے ہاں سے حلاوت حاصل کرنے کیلئے بڑھا دیا ہے۔ ۱۲ منہ (ت)

^{عہ} ۲: واضح ہو کہ محدثین کے نزدیک تعدد صحابی سے حدیث متعدد ہو جاتی ہے۔ ۱۲ منہ

^۱ تاریخ دمشق الكبير ذكر عروجه الى السماء الخ دار احياء التراث العربی بیروت ۳/ ۹۹۷، تاریخ بغداد ترجمہ احمد بن محمد الغزولی

او لیس اعطیتک افضل من ذلك كله لا اذكر الا ذکرت معنی ^۱ الحدیث۔	ہوا، کیا میں نے تجھے ان سب سے بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے۔
---	--

اور اس کے سوا اور فضائل ذکر فرمائے۔ یہ لفظ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے رب عز وجل نے فرمایا:

ما اعطيتك خيرا من ذلك اعطيت الكوثر وجعلت اسمك مع اسی ینادی به فی جوف السماء (الی ان قال) وخبأت شفاعتك ولم اخبأها النبی غیرك ^۲ ۔	یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ کیا جو آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے، اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔
--	---

وحی ہشتم^۸: امام اجل حکیم ترمذی و بیہقی وابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتخذ الله ابراهيم خلیلا وموسی نجیاً واتخذنی حبیباً ثم قال وعزتی وجلالی لا وثرن حبیبی علی خلیلی ونجی ^۳ ۔	اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور موسیٰ کو نجی کیا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔ پھر فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم بیشک اپنے پیارے کو اپنے خلیل اور نجی پر تفضیل دوں گا۔
---	--

وحی نہم^۹: ابن عساکر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ الدر المنثور بحوالہ ابی نعیم فی الدلائل تحت الایۃ ۹۴/ ۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/ ۵۰۴، دلائل النبوة للبیہقی باب الدلیل

علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرج به الی السماء الخ دار احیاء التراث العلمیہ بیروت ۲/ ۲۰۲

^۲ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ القسم الاول الباب الثالث الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافیة ۱/ ۱۳۴

^۳ الدر المنثور تحت الایۃ ۴/ ۱۲۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۵۶، کنز العمال حدیث ۳۱۸۹۳، مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۴۰۶

قال لی ربی عزوجل نحلّت ابراہیم خلقتی وکلمت موسی تکلیماً واعطیت یا محمد کفاحاً ^۱	مجھ سے میرے رب عزوجل نے فرمایا: میں نے ابراہیم کو اپنی خلقت بخشی اور موسیٰ سے کلام کیا اور تجھے اے محمد اپنا مواجه عطا فرمایا (کہ پاس آ کر بے پردہ و حجاب میرا وجہ کریم دیکھا)
---	--

وحی دہم^۱: بیہقی وہب بن منبہ سے راوی:

اوحی فی الزبور یا داؤد انه سیأتی بعدک من اسمہ احمد و محمد صادقاً نبیاً لا اغضب علیہ ابدالاً ولا یغضبہ ابدالاً (الی قولہ) امتہ مرحومۃ اعطیتہم من النوافل مثل ما اعطیت الانبیاء و افترضت علیہم الفرائض التی افترضت علی الانبیاء والرسل حتی یأتونی یوم القیامۃ نور ہم مثل نور الانبیاء (الی ان قال) یا داؤد فانی فضلت محمد و امتہ علی الامم کلہا ^۲ الی اخرہ۔	اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی: اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچائی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے، میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا اور نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا۔ اس کی امت امت مرحومہ ہے، میں نے انھیں وہ نوافل عطا کئے جو پیغمبروں کو دیے، اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء اور رسل پر فرض تھے، یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال پر حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء کے ہوگا۔ اے داؤد! میں نے محمد کو سب سے افضل کیا۔ اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
--	---

وحی یازدہم^۲: ابو نعیم و بیہقی حضرت کعب احبار سے راوی، ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا، گویا لوگ حساب کے
لیے جمع کئے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے، ہر نبی کے ساتھ اس امت آئی، ہر نبی کے لیے دو نور ہیں، اور ان کے ہر پیرو کے لیے
ایک نور جس کی روشنی میں چلتا ہے۔ پھر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلائے گئے ان کے سر انور^۳ و زوئے منور کے ہر بال سے
جد اجد انور کے

عہ: یہاں صرف اسی قدر بیان میں آیا، ورنہ حضور کے سر انور سے پائے تک نور ہی نور ہوگا جیسا کہ تابش ۲، جلوہ ۲، ارشاد ۳۵ میں
مذکور ہوگا ۲۲ منہ۔

^۱ تاریخ دمشق الكبير ذکر عروجه الى السماء واجتماعه الى الانبياء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۶

^۲ دلائل النبوة باب صفة الرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في التوراة والانجيل الخ دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۳۸۰

بکے بلند ہیں جنہیں دیکھنے والا تمیز کرے، اور ان کے ہر پیر کے لیے انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں راہ چلتا ہے۔ کعب نے خواب سن کر فرمایا: باللہ الذی لا الہ الاہو رأیت ہذا فی منامک تجھے قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا۔ کہا ہاں، والذی نفسی بیدہ انہا الصفة محمد وامتہ وصفة الانبیاء وامہا فی کتاب اللہ تعالیٰ فکانما قرأتہ فی التوراة^۱۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک بعینہ کتاب اللہ میں یوں ہی صفت لکھی ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت اور انبیائے سابقین اور ان کی امتوں کی، گویا تو نے توریت میں پڑھ کر بیان کیا۔ وحی دوازدہم^۲: امام قسطلانی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں رسالہ میلاد و امام علامہ ابن طغرک سے ناقل مروی ہوا، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: الہی! تو نے میری کنیت ابو محمد کس لئے رکھی؟ حکم ہوا: اے آدم! ابنا سراٹھا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سراٹھایا سراپردہ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا۔ عرض کی: الہی! یہ نور کیا ہے؟ فرمایا:

یہ نور ایک نبی کا ہے تیری ذریت یعنی اولاد سے، اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد، اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا، نہ آسمان وزمین کو پیدا کرتا۔	هذا نور نبی من ذریتک اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاہ ما خلقتک ولا خلقت السماء والارض ^۲ ۔
--	---

وحی سیزدہم^۳: وفيہ اعنی فی المواہب مروی ہوا، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت عہ سے باہر آئے، ساق عرش اور ہر مقام بہشت میں نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام الہی سے ملا ہوا

عہ: اقول: باللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) جنت سے باہر آنا، اور خوف الہی کے عظیم پہاڑوں کا دل مبارک پر دفعہ ٹوٹ پڑنا، پھر اپنی لغزش کی یاد اور اس پر ندامت، اور اللہ جل جلالہ سے حیاء و خجالت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس وقت کی حالت احاطہ تقریر و تحریر میں نہیں آسکتی۔ ایسے حال میں اگر آدمی اگلی جانی پہچانی بات بھی ذہول کرے تو اصلًا جائے تعجب نہیں، فافہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ الخصائص الکبریٰ باب ذکرہ فی التوراة والانجیل الخ مرکز الہدایت برکات رضا گجرات الہند ۱۶/۱

^۲ المواہب اللدنیۃ طیبۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۷/۱

لکھا دیکھا۔ عرض کی: الہی! یہ محمد کون ہے؟ فرمایا: هذا ولدك الذي لولاه ما خلقتك یہ تیری بیٹا ہے، یہ اگر نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا۔ عرض کی: الہی! اس بیٹے کی حرمت سے اس بات پر رحم فرما۔ ارشاد ہوا: اے آدم! اگر تو محمد کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان و زمین کی شفاعت کرتا ہم قبول فرماتے^۱۔

وحی چہار دہم^۲: امام ابن سبع و علامہ غزنی سیدنا مولا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ناقل:

ان الله تعالى قال لنبيه من اجلك اسطح البطحاء و اموج الموج و ارفع السماء واجعل الثواب والعقاب۔ ذكره الزرقاني ^۲ في الشرح۔	یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا: میں تیرے لئے بچھاتا ہوں زمین، اور موجزن کرتا ہوں دریا، اور بلند کرتا ہوں آسمان، اور مقرر کرتا ہوں جزا و سزا۔ (اس کو زرقانی نے شرح میں ذکر کیا ہے)
--	---

ان سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود حضور سید اکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں پایا۔ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے^۳

وحی پانزدہم^۴: فی فتاویٰ الامام سراج الدین البلقینی (امام سراج الدین بلقینی کے فتاویٰ میں۔ ت) اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا:

قد مننت عليك بسبعة اشياء اولها اني لم اخلق في السموات والارض اكرم على منك ^۴ ۔	میں نے تجھ پر سات احسان کئے، ان میں پہلا یہ ہے کہ آسمان و زمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عزت والا نہ بنایا۔
--	---

وحی شانزدہم^۵: امام اجل فقیہ محدث عارف باللہ استاد ابوالقاسم قشیری اور مفسر

^۱ المواهب اللدنیة استشفاع آدم به صلى الله عليه وسلم المكتب الاسلامي بيروت ۸۲/۱

^۲ شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بحواله ابن سبع عن علي رضي الله عنه المقصد الاول ۳۴/۱

^۳ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی ۷۹/۱

^۴ المنح المکیة فی شرح الهمزية بحواله السراج البلقینی فی فتاویہ شعر، المجمع الشفاء فی ابو ظہبی ص ۱۲۱

نغابی پھر علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں حق عز جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا:

الجنة حرام على الانبياء حتى تدخلها وعلى الامم حتى تدخلها امتك ¹ ۔	جنت انبیاء پر حرام ہے جب تک تم داخل نہ ہو اور امتوں پر حرام ہے جب تک تمہاری امت نہ جائے۔
--	--

وحی ہفہم^۷: علامہ ابن ظفر کتاب خیر البشر، پھر قسطلانی و شامی و حلبی و دلبی و غیر ہم علماء اپنی تصانیف جلیلہ میں ناقل، رب العزت تبارک و تعالیٰ کتان شعبا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فرماتا ہے:

عبدی الذی سرت بہ نفسی انزل علیہ وحی فیظہر فی الامم عدل ویوصیہم الوصایا ولا یسمع صوتہ فی الاسواق یفتح العیون العور والاذان الصم ویحیی القلوب الغلف وما اعطیہ لا اعطی احدا مشفح یحمد اللہ حمدا جدیداً ²	میرا بندہ جس سے میرا نفس شاد ہے اس پر اپنی وحی اتاروں گا، وہ تمام امتوں میں میرا عدل ظاہر کرے گا اور انہیں نیک باتوں پر تاکید فرمائے گا، بے جا نہ بنے گا، اور بازاروں میں اس کی آواز نہ سنی جائے گی، اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھول دے گا، اور غافل دلوں کو زندہ کرے گا، میں جو اسے عطا کروں گا وہ کسی کو نہ دوں گا۔ مشق اللہ کی نئی حمد کرے گا۔
--	--

مشفق ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اور محمد سے هموزن و ہم معنی ہے یعنی بکثرت و بار بار سراہا گیا۔ وحی مہجہ ہم^۸: علامہ فارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں چند آیات توریت نقل فرمائیں جن میں حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

¹ البواہب اللدنیہ المقصد الخامس الاسراء والمعراج المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۳، تفسیر القشیری تحت الایۃ ۵۳/ ۱۰ دار الکتب

العلمیۃ بیروت ۳/ ۲۸۸، الكشف والبیان (تفسیر الثعلبی) تحت الایۃ ۵۳/ ۱۰ دار احیاء التراث العربی بیروت ۹/ ۱۳۹

² سبل الہدی والرشاد دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۵۱۲ البواہب اللدنیہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۵۴

<p>اے موسیٰ! میری حمد بجا لا جبکہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہم کلامی کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا، اور اگر تو احمد پر ایمان لا نا نہ مانتا میرے گھر میں مجھ سے قرب نہ پاتا، نہ میری جنت میں چین کرتا۔ اے موسیٰ تمام مرسلین سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ ہو اسکی نیکیاں مردود ہوں گی، اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دوں گا، اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا، اور اس کا نام دفتر انبیاء سے مٹا دوں گا۔ اے موسیٰ! جو احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے، اور میری مخلوق میں جس نے احمد سے انکار اور اس کی تکذیب کی وہی زیاں کار، وہی ہیں پشیمان، وہی ہیں بے خبر۔</p>	<p>یا موسیٰ احمد فی اذا مننت علیک مع کلامی ایاک بالایمان بأحمد ولو لم تقبل الا ایمان بأحمد ما جاورتنی فی داری ولا تنعت فی جنتی یا موسیٰ من لم یومن بأحمد من جمیع المرسلین ولم یصدقہ ولم یشترق الیہ کانت حسناتہ مردودۃ علیہ ومنعته حفظ الحکمة ولا دخل فی قلبہ نور الہدی وامحو اسبہ من النبوة یا موسیٰ من امن بأحمد وصدقته اولئک هم الفائزون ومن کفر بأحمد وکذبه من جمیع خلقی اولئک هم الخسرون اولئک هم النادمون اولئک هم الغافلون¹</p>
--	--

الحمد لله یہ آیتیں خوب ظاہر فرماتی ہیں اس عہد و پیمان کو جو آیہ کریمہ "لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ"² میں مذکور ہوا۔

تمہیل: بعض روایات میں ہے حق عز جلالہ اپنے حبیب کریم افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا ہے:

<p>اے محمد! تو میرے نور کا نور ہے، اور میرے راز کا راز، اور میری ہدایت کی کان۔ اور میری معرفت کے خزانے! میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر</p>	<p>یا محمد انت نور نوری و سر سری و کنوز ہدایتی و خزائن معرفتی جعلت فداء لك ملكی من العرش</p>
--	--

¹ مطالع السعرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۳۵۵

² القرآن الکریم ۸۱/۳

<p>تحت اثری تک سب تجھ پر قربان کر دیا۔ عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں یا محمد!۔ اے اللہ، اے رب محمد، درود نازل فرما محمد مصطفیٰ اور ان کی آل پر۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں محمد مصطفیٰ پر تیرے راضی ہونے اور تجھ پر محمد مصطفیٰ کے راضی ہونے کے وسیلے سے کہ تو محمد مصطفیٰ کو ہم پر راضی کر دے اور محمد مصطفیٰ کے وسیلے سے تو ہم پر راضی ہو جا۔ اے محمد مصطفیٰ کے معبود! ہماری دعا قبول فرما اور محمد مصطفیٰ اور آپ کی آل پر درود بھیج اور برکت و سلامتی نازل فرما۔ (ت)</p>	<p>الی ما تحت الارضین کلہم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد¹۔ اللہم رب محمد صل علی محمد و ال محمد اسالك برضاک عن محمد ورضا محمد عنک ان ترضی عنا محمد او ترضی عنا ب محمد امین الہ محمد وصل علی محمد وال محمد وبارک وسلم۔</p>
--	---

تائش دوم ارشادات حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین

یہ تائشیں تین^۳ جلووں سے شعثہ افکن:

جلوہ اول نصوص جلیہ مسئلہ علیہ

ارشاد اول: احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کریگا۔ پھر حدیث طویل شفاعت</p>	<p>انا سید الناس یوم القیامة وهل تدرون مما ذلک یجمع اللہ الاولین والآخرین فی صعيد واحد الحدیث</p>
---	---

بطولہ ^۱ ۔	ارشاد فرمائی۔
----------------------	---------------

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ٹرید و گوشت حاضر آیا، حضور نے دست گو سفند کو ایک بار دندان اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا:

اناسید الناس یوم القيامة۔	میں قیامت کے دن سردار مردم ہوں۔
---------------------------	---------------------------------

پھر دوبارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا:

اناسید الناس یوم القيامة۔	میں قیامت کے دن سردار جہانیاں ہوں۔
---------------------------	------------------------------------

جب حضور نے دیکھا مکرر فرمانے پر بھی صحابہ ؓ وجہ نہیں پوچھتے، فرمایا لا تقولون کیفہ پوچھتے نہیں کہ یہ کیونکر ہے؟ صحابہ نے عرض کی: کیف ہو یا رسول اللہ ہاں اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے؟ فرمایا: یقوم الناس لرب العلمین لوگ رب العلمین کے حضور کھڑے ہوں گے پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی^۲۔

ارشاد دوم^۲: مسلم، ابوداؤد انہی سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اناسید ولد ادم یوم القيامة و	میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار، اور
------------------------------	---

عہ: اصحابہ کو اجمالا حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی، معذرا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے، چون و چرا کی کیا مجال، لہذا وجہ نہ پوچھی، مگر نہ جانا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تفصیلاً اپنی سیادت کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ اوقع فی التفتن ہو۔ جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود متنبہ فرما کر سوال کیا اور جواب ارشاد کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

^۱ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة بنی اسرائیل باب قول اللہ تعالیٰ ذریۃ من حملنا مع نوح الخ ۲/ ۲۸۳ و ۲۸۵، صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۱، سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ما جاء فی الشفاعۃ حدیث ۲۴۴۲ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۹۶، مسند امام احمد حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۵

^۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۱

اول ینشق عنه القبر واول شافع واول مشفع ^۱ ۔	سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا، اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔
---	--

ارشاد سوم^۳: احمد، ترمذی، ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید ولد ادم یوم القيامة ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ ادم فمن سواه الا تحت لوائی ^۲ الحدیث۔	میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں، اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا۔ اور ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا۔ اور یہ فخر نہیں کہتا اس دن اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے زیر لواء ہوں گے۔
---	--

ارشاد چہارم^۴: دارمی، بیہقی، ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید الناس یوم القيامة ولا فخر وانا اول من یدخل الجنة والا فخر ^۳	میں قیامت میں سردار مردماں ہوں اور کچھ تفاخر نہیں۔
--	--

ارشاد پنجم^۵: حاکم و بیہقی کتاب الرؤیۃ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید الناس یوم القيامة ولا فخر ما من احد الا وهو تحت	میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں، ہر شخص قیامت میں میرے ہی
---	---

^۱ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۵، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۸۶

^۲ الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل حدیث ۳۱۵۹ دار الفکر بیروت ۵/ ۹۹ و ۱۰۰، الترمذی ابواب المناقب باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۵ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۵۳، کنز العمال بحوالہ حم ت عن ابی سعید حدیث ۳۱۸۸۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۰۳

^۳ دلائل النبوة للبیہقی باب ما جاء فی تحت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنعمة ربه دار الکتب العلمیة بیروت ۵/ ۷۹، سنن دارمی باب اعطی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ حدیث ۵۳ دار المحسن للطباعة القاهرة ۳۱

<p>لوائی یوم القيامة ينتظر الفرج وان معي لواء الحمد انا مثنى ويمثنى الناس معي حتى اتي باب الجنة فاستفتح فيقال من هذا؟ فاقول محمد، فيقال مرحبا بـمحمد، فاذا رايت ربي خرت له ساجدا انظر اليه¹۔</p>	<p>نشان کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا، اور میرے ہی ساتھ لوائے حمد ہوگا، میں جاؤں گا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے، یہاں تک کہ درجنت پر تشریف لے جا کر کھلوائیں گا پوچھا جائے گا: کون ہے؟ میں کہوں گا محمد کہا جائے گا: مرحبا محمد کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا اس کے وجہ کریم کی طرف نظر کرتا۔</p>
---	--

ارشاد ششم^۲: ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>ارسلت الى الجن والانس والى كل احمر واسود واحلت لى الغنائم دون الانبياء وجعلت لى الارض كلها طهورا ومسجدا ونصرت بالرعب اما مى شهرافاعطيت خواتيم سورة البقرة وكانت من كنوز العرش و خصصت بها دون الانبياء فاعطيت المثنائى مكان التورة والمئين مكان الانجيل والحواميم مكان الزبور وفضلت بالمفصل وانا سيد ولد ادم فى الدنيا والاخرة ولا فخر وانا</p>	<p>میں جن و انس اور ہر سرخ سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا، اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی گئیں، اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری، اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی کچھلی کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئی، یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا، اور مجھے تورات کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی کہ سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک ہے</p>
---	--

¹ كنز العمال بحوالہ كوابين عساكر عن عبادة الصامت حديث ۳۲۰۳۸ مؤسسة الرسالة بيروت ۱۱/ ۲۳۴

اور دنیا و آخرت میں میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔ اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں، اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے، اور کچھ فخر۔ اور میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں ہوں گی، اور کچھ فخر نہیں، اور مجھی سے شفاعت کی پہل ہوگی، اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے روز قیامت جنت میں تشریف لے جاؤں گا، اور کچھ فخر نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔ اللہم جعلنا منهم فيهم ومعهم بجاهه عندك امين! اے اللہ! ہمیں کر دے ان سے، ان میں، اور ان کے ساتھ، اپنے محبوب کی وجاہت کے صدقے میں جو تیرے ہاں ہے۔ یا الہی! قبول فرما۔ (ت)

اول تنشق الارض عنى وعن امتى ولا فخر ببىدى
لواء الحمد يوم القيامة وجميع الانبياء تحته ولا
فخر والى مفاتيح الجنة يوم القيامة ولا فخر وبى
تفتح الشفاعة ولا فخر وانا سابق الخلق الى الجنة
يوم القيامة والافخر وانا امامهم وامتى بالاثر¹۔

فقیر کہتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ اس نفیس حدیث شریف کو حفظ کر لے تاکہ اپنے آقائے نامدار کے فضائل و خصائص پر مطلع رہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ارشاد ہفتم: احمد، یزار، ابویعلیٰ اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب افضل الاولیاء والاخرین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں راوی، لوگ ادم و نوح و خلیل و کلیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے پاس حاضر ہونگے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ایس ذاکم عندی ولكن انطلقوا لی سید ولد آدم۔ تمہارا یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا مگر تم اس کے پاس حاضر ہو جو تمام بنی آدم کا سردار ہے۔ لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے حضور والا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنے رب کے پاس اذن لینے کے لیے بھیجیں گے۔ رب تبارک و تعالیٰ اذن دے گا۔ حضور حاضر ہو کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے، رب عز مجدہ فرمائے گا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسموع ہوگی، اور شفاعت کرو

¹ دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الرابع عالم الكتب بیروت ۱۳/۱

کہ قبول ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر اٹھائیں گے تو رب عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے فوراً پھر سجدے میں گریں گے، ایک ہفتہ اور ساجد رہیں گے۔ رب جل و علا پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر مبارک اٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے، جبرائیل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کریم سبحانہ سے عرض کریں گے یا رب جعلتني سيد ولد آدم ولا فخر اے رب میرے! تو نے مجھے سردار بنی آدم کیا اور کچھ فخر نہیں الی آخر الحدیث^۱۔

ارشاد ہشتم^۸: حاکم و بیہقی^۹ فضائل الصحابہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ۲۔ میں تمام عالم کا سردار ہوں۔

ارشاد نهم^۹: دارمی، ترمذی، ابو نعیم بسند حسن^{۱۰} عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

ع۱: صححه الحاکم قاله ابن حجر المکی فی افضل القرى واقره عليه وفي الحديث قصة قلت واما انا فانما اوردته فی المتابعات ۱۲ امنہ۔

ع۲: تحسنیه هو الذی حققه السراج البلقینی فی فتاؤہ کما اثر عنه فی امر القرى وان خالف فیہ ابو عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ امنہ۔

اس کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا۔ ابن حجر مکی نے افضل القرى میں یہی کہا اور اس کو برقرار رکھا، اور حدیث میں قصہ ہے، میں کہتا ہوں کہ میں نے تو اس کو متابعت میں وارد کیا ہے۔ ۱۲ امنہ (ت) سراج بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں اس کو حسن قرار دیتے ہوئے اس کی تحقیق فرمائی جیسا کہ افضل القرى میں اس سے منقول ہے، اگرچہ ابو عیسیٰ علیہ الرحمۃ نے اس کی مخالفت کی۔ ۱۲ امنہ (ت)

^۱ مسند احمد حنبل عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۵، مسند ابی یعلیٰ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۱/ ۵۹، موارد الظمان حدیث ۲۵۸۹ المطبوعۃ السلفیہ ص ۶۳۲، کنز العمال بحوالہ البزار حدیث ۳۹۷۵۰ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/ ۶۲۸/ ۶۲۹

^۲ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) بحوالہ البیہقی تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۶۸

راوی، در اقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے انتظار میں باتیں کر رہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے، انہیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ دوسرا بولا: حضرت موسیٰ سے بے واسطہ کلام فرمایا۔ تیسرے نے کہا: اور عیسیٰ کلمۃ اللہ روح اللہ ہیں۔ چوتھے نے کہا: آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ جب وہ سب کہہ چکے حضور پر نور صلوات اللہ سلامہ، علیہ قریب آئے اور ارشاد فرمایا: میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں، اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور بیشک وہ ایسے ہی ہیں، اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں، اور آدم صفی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں۔

<p>سن لو، اور میں اللہ تعالیٰ کا پیارا ہوں، اور کچھ فخر مقصود نہیں، اور میں روز قیامت لواء محمد اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے، اور کچھ تفاخر ہیں۔ اور میں پہلا شافع اور مقبول الشفاعۃ ہوں، اور کچھ افتخار نہیں۔ اور سب سے پہلے میں دروازہ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے دروازہ کھول کر مجھے اندر داخل کرے گا، اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے، اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا۔ اور میں سب اگلے پچھلوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ عزت والا ہوں، اور یہ بڑائی کے طور پر نہیں فرماتا۔</p>	<p>الا وانا حبيب الله ولا فخر، وانا حامل لواء الحمد يوم القيامة تحته آدم فمن دونه ولا فخر، وانا اول شافع واول مشفع يوم القيامة ولا فخر، وانا اول من يحرك حلق الجنة فيفتح الله لي فيد خلنيها ومعى فقراء المؤمنين ولا فخر، وانا اكرم الاولين و الاخيرين على الله ولا فخر¹</p>
---	--

ارشادِ دہم: "دارمی اور ترمذی عہد بافادہ تحسین اور یوعلیٰ و بیہقی وابو نعیم انس رضی اللہ وہ ترمذی کے نزدیک مختصر ہے۔ ۲۱ منہ (ت) عہد: ہو عند الترمذی مختصراً ۲۱ منہ۔

¹ سنن الترمذی ابواب المناقب باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم حديث ۳۶۳۶ دار الكتب العلمية بيروت ۵/ ۳۵۵ ۳۵۴، سنن الدارمی باب ما اعطى النبي صلى الله عليه وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعة القاهرة ۳۰/ ۳۰

تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے۔ اور میں ان کا خطیب ہو گا جب وہ دم بخود رہ جائیں گے۔ اور میں ان کا شفیع ہو گا جب عرصہ محشر میں روکے جائیں گے۔ اور میں انہیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزانہ رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم عہ دوڑتے ہوں گے، گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔</p>	<p>انا اول الناس خروجًا اذا بعثوا، وانا قائد هم اذا وفدوا، وانا خطيبهم اذا نصبتوا، وانا مستشفعهم اذا حبسوا، وانا مبشرهم اذا يسسوا الكرامة، والمفاتيح يومئذ بيدي، ولواء الحمد يومئذ بيدي، انا اكرم ولد ادم على ربي يطوف على الف خادم كانهم بيض مكنون ولؤلؤ منثور¹۔</p>
--	--

عہ: ظاہر حدیث یہ ہے کہ یہ خدام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد و پیش عرصات محشر میں ہوں گے، اور وہاں دوسروں کے لئے خدام ہونا معلوم نہیں۔

فلا حاجة الى ما قال الزرقاني ان هذه الف من جملة ما اعد¹ چنانچہ اس کی کوئی ضرورت نہیں، جو زرقانی نے کہا کہ یہ ہزار ان میں سے ہوں گے جو آپ کیلئے (باقی صفحہ آئندہ)

¹ دلائل النبوة للبيهقي باب ما جاء في تحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ دار الكتب العلمية بيروت ۵/ ۴۸۴ ودلائل النبوة لابی نعیم الفصل الرابع عالم الكتب بيروت الجزء الاول ۱/ ۱۳ وسنن الدارمی باب ما اعطى النبي صلى الله عليه وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعة القاهرة ۳۰/ ۳ وسنن الترمذی ابواب المناقب حدیث ۳۶۳۰ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۵۲

ارشاد یازدہم: "بخاری تاریخ میں، اور دارمی بسند ثقات، اور طبرانی اوسط میں، اور بیہقی والبع نعیم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا قائد المرسلین ولا فخر، وانا خاتم النبیین ولا فخر ^۱	میں پیشوائے مرسلین ہوں، اور کچھ تفاخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور کچھ افتخار نہیں۔
---	--

تیار کیے گئے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ تمام اہل جنت سے نیچے درجے والے کے لیے دس ہزار خادم ہوں گے اور ان کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تمام اہل جنت سے ادنیٰ منزل والے کے لیے کہ ان میں کوئی گھٹیا نہیں، صبح و شام پندرہ ہزار خادم ہوں گے، ان میں سے ہر خادم میں کوئی نئی خوبی ہوگی جو دوسرے میں نہیں ہوگی اہ کیونکہ یہ خدام جنت میں ہوں گے اور جنت میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کتنے خادم ہوں گے، سوائے آپ کے کوئی نہیں جانتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لہ فقد روی ابن ابی الدنیا عن انس رفعہ ان اسفل اهل الجنة اجمعین درجة من يقوم على رأسه عشرة آلاف خادم وعنده ايضاً عن ابی هريرة ايضاً قال ان ادنى اهل الجنة منزلة وليس فيهم دنى من يغدو ويروح عليه خمسة عشر الف خادمًا ليس منهم خادم الامعة طرفة ليست مع صاحبه^۲ اھ فان هذا في الجنة والذي له صلى الله تعالى عليه وسلم فيها لا يعلم الا ربہ تبارك وتعالى، واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔

^۱ سنن الدارمی ما أعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعة القاهرة ۱/ ۳۱، دلائل النبوة للبیہقی باب ما جاء فی تحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار الکتب العلمیة بیروت ۵/ ۳۸۰، التاریخ الكبير حدیث ۷/ ۲۸۳ دار الباز للنشر والتوزیع ۳۸۶/ ۴

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد العاشر دار المعرفة بیروت ۸/ ۳۰۰

ارشاد دوازدہم^۱: ترمذی بافادہ تحسین حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق فجعلنی فی خیرہم، ثم جعلہم فرقتین فجعلنی فی خیرہم فرقة، ثم جعلہم قبائل فجعلنی فی خیرہم قبيلة، ثم جعلہم بیوتا فجعلنی فی خیرہم بیوتا، فانا خیرہم نفسا وخیرہم بیتا ^۱ ۔	اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہترین مخلوقات میں رکھا۔ پھر ان کے دو گروہ کئے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا۔ پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے بہتر خاندان میں رکھا۔ پس میں تمام مخلوق الہی سے خود بھی بہتر اور میرا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل۔
--	--

ارشاد سیزدہم^۲: طبرانی معجم اور بیہقی دلائل اور امام علامہ قاضی عیاض بسند خود شفاء شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ قسم الخلق قسمین فجعلنی من خیرہم قسماً فذلک قولہ تعالیٰ اصحاب الیمین واصحاب الشمال فانا من اصحاب الیمین وانا خیر اصحاب الیمین، ثم جعل القسمین اثلاثاً فجعلنی فی خیرھا ثلاثاً وذلک قولہ تعالیٰ اصحابہ الیمین واصحاب المشئمة والسابقون فانا من السابقین وانا خیر السابقین، ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلنی من خیرھا قبيلة وذلک قولہ تعالیٰ وجعلنکم شعوباً وقبائل فانا اتقوا واداموا کرمہم	اللہ تعالیٰ نے خلق کی دو قسمیں کیں تو مجھے بہتر قسم میں رکھا۔ اور یہ وہ بات ہے جو خدا تعالیٰ نے فرمائی۔ دہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے، تو میں دہنے ہاتھ والوں سے ہوں، اور میں سب دہنے ہاتھ والوں سے بہتر ہوں۔ اور یہ خدائے تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے کہ دہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے۔ اور سابقین، تو میں سابقین میں سے ہوں، اور میں سب سابقین سے بہتر ہوں۔ پھر ان حصوں کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا۔ اور یہ خدائے تعالیٰ کا وہ فرمان ہے کہ ہم نے کیا تمہیں شاخیں اور قبیلے۔ (یعنی الی قولہ تعالیٰ ان اکرمکم
--	--

^۱ سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث ۳۵۳۳ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۱۴

<p>على الله ولا فخر، ثم جعل القبائل بيوتاً فجعلني من خيرها بيتاً وذلك قوله تعالى "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيراً" ¹۔</p>	<p>عند اللہ اتقکم بیشک تم سب میں زیادہ عزت والا خدا کے یہاں وہ ہے جو تم سب میں زیادہ پرہیزگار ہے) تو میں سب آدمیوں سے زیادہ پرہیزگار ہوں، اور سب سے زیادہ اللہ کے یہاں عزت والا، اور کچھ فخر مراد نہیں۔ پھر ان قبیلوں کے خاندان کئے تو مجھے بہتر خاندان میں رکھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے کہ خدائے تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کر دے ستر کر کے۔</p>
--	--

ارشاد چہارم^۱: ابن عساکر و بزار بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>خیار ولد آدم خمسة نوح و ابراهيم وموسى وعيسى ومحمد وخيرهم محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ²۔</p>	<p>بہترین اولاد آدم پانچ ہیں: نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور ان سب بہتروں میں بہتر محمد ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔</p>
---	---

تنبیہ: ان کے سوا اور نصوص واضح ان شاء اللہ تعالیٰ جلوہ سوم و تابش چہارم میں آئیں گے وباللہ التوفیق۔

جلوہ دوم جلال متعلقہ بائترت

تابش اول میں بہت حدیثیں اس مطلب کی گزریں ان سے غفلت نہ چاہیے

¹ دلائل النبوة للبيهقي باب ذكر شرف اصل رسول الله صلى الله عليه وسلم دار الكتب العلمية بيروت ۱/۱۷۱، المعجم الكبير حديث ۱۲۶۰۴

المكتبة الفيصلية بيروت ۱۲/۱۰۴، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثالث الفصل الاول المكتبة الشركة الصحافية ۱/۱۳۰، ۱۳۱

² كنز العمال بحواله ابن عساکر عن ابی هريرة حديث ۳۱۹۰۵ و ۳۲۲۸۲ مؤسسة الرساله بيروت ۱۱/۲۸۳ و ۳۰۷

واللہ الہادی

ارشاد پانزدہم^{۱۵}: صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نحن الاخرون السابقون يوم القيامة ^۱ (زاد مسلم)	ہم (زمانے میں) پچھلے، اور قیامت کے دن (ہر فضل میں) آگے ہیں۔ (مسلم میں یہ زیادہ ہے) اور ہم سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے۔
--	---

ارشاد شانزدہم^{۱۶}: اسی میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہم سابقہ کی نسبت فرماتے ہیں:

هم تبع لنا يوم القيامة نحن الاخرون من اهل الدنيا والاولون يوم القيامة المقضى لهم قبل الخلائق ^۳ ۔	وہ قیامت میں ہمارے توالیع ہوں گے، ہم دنیا میں پیچھے آئے اور قیامت میں پیشی رکھیں گے تمام جہان سے پہلے ہمارے ہی لئے اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا۔
---	---

ارشاد ہفدہم^{۱۷}: دارمی عمرو بن قیس ابن مکثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالى ادرك بي الاجل المرحوم واختصر لي اختصاراً فنحن الاخرون ونحن السابقون يوم القيامة واني قائل قولاً غير فخر ابراهيم خليل الله و موسى صفى الله	یعنی جب رحمت خاص کا زمانہ آیا اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے لئے کمال اختصار کیا۔ ہم ظہور میں پچھلے اور روز قیامت رتبے میں آگے ہیں اور میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر و ناز کو دخل نہیں۔ ابراہیم اللہ کے خلیل اور موسیٰ اللہ کے
---	--

عہ: قال الزرقانی فی کل شیء ۱۲ منہ۔

زرقانی نے کہا کہ ہر شے میں۔ (ت)

^۱ صحیح البخاری کتاب الجمعة باب هل علی من لا یشہد الجمعة غسل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲۳

^۲ صحیح مسلم کتاب الجمعة قدیمی کتب خانہ ۲۸۲/۱

^۳ صحیح مسلم کتاب الجمعة قدیمی کتب خانہ ۲۸۲/۱

وانا حبیب اللہ ومعی لواء الحمد یوم القيامة الحدیث۔	صفی اور میں اللہ کا حبیب ہوں، اور میرے ساتھ روز قیامت لواء الحمد ہوگا۔
--	--

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اختصر لی اختصاراً (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مذکور اختصر لی اختصار کے بارے میں علماء فرماتے ہیں۔ ت): یعنی مجھے اختصار کلام بخشاکہ تھوڑے لفظ ہوں اور معنی کثیر۔ یا^۲ میرے لئے زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔

اقول: وباللہ توفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) یا^۳ یہ کہ میرے لئے امت کی عمریں کہ کہیں کہ مکارہ دنیا سے جلد خلاص پائیں، گناہ کم ہوں۔ نعمت باقی تک جلد پہنچیں۔ یا^۴ یہ کہ میری امت کے لیے طول حساب کو اتنا مختصر فرما دیا کہ اے امت محمد! میں نے تمہیں اپنے حقوق معاف کیے۔ آپس میں ایک دوسرے کے حق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔ یا^۵ یہ کہ میرے غلاموں کے لئے پل صراط کی راہ کہ پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کو ند گئی۔ کمافی الصحیحین^۲ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جیسا کہ صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ ت) یا^۶ یہ کہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے ہیں کمافی حدیث احمد^۳ و ابی یعلیٰ و ابن جریر و ابن حبان و ابن عدی و البغوی اور بیہقی کی حدیث میں ہے۔ ت) یا^۷ یہ کہ علوم و معارف جو ہزار سال کی محنت و ریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں میری چند روزہ خدمت گاری میں میرے اصحاب پر منکشف فرما دے۔ یا^۸ یہ کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہو لیا۔ یا^۹ یہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے معدود ورقوں میں تمام اشیاء گزشتہ و آئندہ کا روشن مفصل بیان جس کی ہر آیت کے

^۱ سنن الدارمی باب ما اعطى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعة القاهرة ۳۲/۱

^۲ البواہب الدنیہ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۶۶ ۲۶۷

^۳ الدر المنثور بحوالہ احمد و ابی یعلیٰ و ابن جریر و ابن حبان و البیہقی تحت الایۃ ۴۰/۷۰ بیروت ۸/۲۶۰

نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں۔ اس زیادہ اور کیا اختصار متصور۔ یا^۱ یہ کہ شرق تا غرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرما دیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں کانما انظر الی کفی ہذہ جیسا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، کہا فی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عند الطبرانی^۱ وغیرہ (جیسا کہ طبرانی وغیرہ کے نزدیک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے۔ ت)۔ یا^۲ یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا، کہا فی حدیث الاجراء فی الصحیحین قال ذلک اوتیہ من اشاء^۲ (جیسا کہ صحیحین میں اجیرون کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہوں ت)۔ یا^۳ اگلی امتوں پر جو اعمال شاقہ طویلہ تھے ان سے اٹھائے، پچاس^۳ نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب کرم

عہ: ہذہ یدور علی اللسن ووقع فی التفسیر فینہم من ینسبہ لبنی اسرائیل کالبیضاوی ومنہم من یرینہ الیہود کاخرین لکن رد علیہم الامام العلامة الجلال السیوطی قائلانہ لم یفرض علی بنی اسرائیل خمسون صلوۃ قط ولا خمس صلوات ولم تجتمع الخمس الالہذہ الامۃ وانما فرض علی بنی اسرائیل صلاتان فقط کما فی الحدیث^۳ اھوقام شیخ الاسلام

یہ لوگوں کی زبانوں ہر دائر ہے، اور تفسیر میں واقع ہے، بعض نے اس کو بنی اسرائیل کی طرف منسوب کیا ہے جیسے بیضاوی۔ اور بعض نے یہود کو معین کیا ہے جیسے متاخرین۔ لیکن ان سب کا رد امام سیوطی نے یہ کہہ کر کیا کہ بنی اسرائیل پر کبھی پچاس نمازیں فرض نہیں ہوئیں اور نہ ہی اس امت کے علاوہ کسی پر پانچ نمازیں مجتمع ہوئیں۔ بنی اسرائیل پر فقط دو نمازیں فرض ہوئیں تھیں جیسا کہ حدیث میں ہے شیخ السلام ان پر غالب آنے کیلئے اٹھ کھڑے (باقی بر صفحہ آئندہ)

^۱ کنز العمال حدیث ۳۱۹۸۱ ۳۱۸۱۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۳۷۸ ۳۲۰

^۲ صحیح البخاری کتاب الاجارہ باب الاجارہ الی نصف النہار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۰، صحیح البخاری کتاب الاجارہ باب الاجارہ الی

صلوۃ العصر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۰

میں پوری پچاس۔ زکوٰۃ میں چہارم مال کا چالیسواں حصہ رہا اور کتاب فضل میں وہی ربع کا ربع، وعلیٰ هذا القیاس، والحمد للہ رب العلمین۔ یہ بھی حضور کے اختصار کلام سے ہے کہ ایک لفظ کے اتنے کثیر معنی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ارشاد مجدد ہم^{۱۸}: امام احمد وابن ماجہ عہ و ابو داؤد و طیارسی و ابو یعلیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دیا تھی کہ وہ دنیا میں کرچکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کے لئے چھپا رکھی ہے، وہ شفاعت ہے میری امت کے لئے۔ اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں، اور کچھ فخر مقصود نہیں۔ اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا، اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، اور کچھ افتخار نہیں۔ آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب</p>	<p>انه لم يكن نبى الا له دعوة قد تخيرها في الدنيا واني قد اختبأت دعوتي شفاعة لامتي وانا سيد ولد ادم يوم القيامة ولا فخر، وان اول من تنشق عنه الارض ولا فخر، ويبدى لواء الحمد ولا فخر، ادم فمن دونه تحت لوائى ولا فخر</p>
---	--

ہوئے اس کے سبب جو ان پر شمس الزرقانی نے رد کیا ہے، اور تحقیق نسائی نے یزید بن ابی مالک سے انھوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث معراج میں موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض کی تھیں تو وہ ان دو پر قائم نہ رہے، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے)

وہ ابن ماجہ کے نزدیک مختصر ہے ۱۲ (ت)

ينتصر لهم بما رده عليه الشمس الزرقاني وقد اخرج النسائي عن يزيدي بن مالك عن انس عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في حديث المعراج قول موسى عليه الصلوة والسلام انه تعالى فرض على بنى اسرائيل صلاتين فما قاموبهما^۱ والله تعالى اعلم

عہ: ہو عند ابن ماجہ مختصر ۱۲ منہ

^۱ سنن النسائی کتاب الصلوة فرض الصلوة نور محمد کا خانہ کتب کراچی ۸/ ۷۸

<p>(ثم ساق حديث الشفاعة الى ان قال) فاذا اراد الله ان يصدق بين خلقه نادى مناد اين احمد وامته فنحن الاخرون الاولون نحن اخر الامم واول من يحاسب فتفرج لنا الامم عن طريقنا فنمضي غرا محجلين من اثر الطهور فيقول الامم كادت هذه الامة ان تكون انبياء كلها¹ الحديث۔</p>	<p>میرے زیر نشان ہوں گے، اور کچھ تفاخر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا: کہاں ہیں احمد اور ان کی امت؟ تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں، ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے۔ تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔ ہم چلیں گے اثر وضو سے رخشندہ رخ و تابندہ اعضاء، سب امتیں کہیں گی: قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے الحدیث</p>
---	---

۔ جمال پر توش در من اثر کرد و گرنہ من ہماں خاتم کہ ہستم²

(اس کے پر تو نے مجھ میں اثر کیا ہے ورنہ میں خاک ہوں جو کہ ہوں۔ ت)

ارشاد نوزوہم³: مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>ان الحاشر الذی يحشر الناس على قدمي³۔</p>	<p>میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائیں جائیں گے۔</p>
--	--

یعنی روز محشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے ہوں گے اور تمام اولین و آخرین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے۔

¹ مسند احمد بن حنبل عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه المكتب الاسلامي بيروت ۲۸۱/۲۸۲، مسند ابی يعلى عن عبد الله ابن عباس

رضي الله تعالى عنه حديث ۲۳۲۴ مؤسسة علوم القرآن بيروت ۳/۵۵۷

² گلستان سعدی دیباچہ کتاب مکتبہ اویسیہ بہاول پور ص ۳

³ صحيح البخارى كتاب التفسير سورة الصف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۷، صحيح مسلم كتاب الفضائل باب في اسمائه صلى الله عليه وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۶۱، سنن الترمذی ابواب الادب باب جاء في اسماء النبي صلى الله عليه وسلم حديث ۲۸۳۹ دار الفكر بيروت

ارشادِ بستم (۲۰): ابن زنجویہ فضائل الاعمال میں کثیر بن مرہ حضری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ناقہ شمود اٹھایا جائے گا وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہو کر میدان محشر میں آئیں گے (فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ عشاق کی عادت ہے کہ جب کسی جمیل باعزت کی کوئی خوبی سنتے ہیں فوراً ان کی نظر اپنے محبوب کی طرف جاتی ہے کہ اس کے مقابل اس کے لیے کیا ہے۔) اسی بناء پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی: اور یا رسول اللہ! حضور اپنے ناقہ مقدسہ عضباء پر سوار ہوں گے۔ فرمایا: نہ، اس پر تو میری صاحبزادی سوار ہوگی اور میں براق پر تشریف رکھوں گا کہ اس روز سب انبیاء سے الگ خاص مجھی کو عطا ہوگا، اور ایک جنتی اونٹنی پر بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حشر ہوگا کہ عرصاتِ محشر میں اس کی پشت پر اذان دے گا۔ جب انبیاء اور ان کی امتیں اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ قالوا ونحن نشہد علی ذلک^۱۔

تبعث ناقۃ شود لصالح فیرکبھا من عند قبرہ حتی توافی بہ المحشر قال معاذ اذن ترکب العضباء یا رسول اللہ! قال لا ترکبھا ابنتی وانا علی البراق اختصمت بہ من دون الانبیاء یومئذ ویبعث بلال علی ناقۃ من نوق الجنة ینادی علی ظہرھا بالاذان فاذا سمعت الانبیاء وامہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ قالوا ونحن نشہد علی ذلک^۱۔

سبحان اللہ! جب تمام مخلوق الہی اولین و آخرین یک جا ہوں گے اس وقت بھی ہمارے آقائے نامدار و الاسرار کے نام پاک کی دُہائی پھرے گی۔ الحمد للہ! اس دن کھل جائے گا کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔ المنیہ للہ تعالیٰ، اس دن موافق و مخالف پر روشن ہو جائے گا کہ مالک یوم الدین ایک اللہ ہے اور اس کی نیابت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
ارشادِ بستم ویکم^۲: ترمذی بافادۂ تحسین و تصحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ تہذیب تاریخ دمشق الكبير بحوالہ ابن زنجویہ ترجمہ بلال بن رباح دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۲/۲

ان اول من تنشق عنه الارض فاكسى حلة من حلل الجنة اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم ذلك المقام غيرى ^۱ ۔	میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لے جاؤں گا، پھر مجھے جنت کے جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، میں عرش کی داہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق الہی میں کسی کو بار نہ ہوگا۔
---	--

ارشاد بست و دوم^{۲۲}: احمد، دارمی، ابو نعیم واللفظ لہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اول من یکسى ابرایم ثم يقعد مستقبل العرش ثم اوتى بكسوتی فالبسها فاقوم عن يمينه مقاماً لا يقوم احد غيری يغبطنى فيه الاولون والاخرون ^۲ ۔	سب سے پہلے ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو جوڑا پہنایا جائے گا، وہ عرش کے نیچے بیٹھ جائیں گے۔ پھر میری پوشاک حاضر کی جائے گی میں پہن کر عرش کی دائیں طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا دوسرے کو بار نہ ہوگا، اگلے پچھلے مجھ پر رشک لے جائیں گے۔
--	--

ارشاد بست و سوم^{۲۳}: بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اُكسى حلة من الجنة لا يقوم لها البشر ^۳ ۔	مجھے وہ بہشتی لباس پہنایا جائے گا کہ تمام بشر جس کی قدر و عظمت کے لائق نہ ہوں گے۔
---	---

ارشاد بست و چہارم^{۲۴}: طبری تفسیر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً واللفظ لہ اور مثل احمد کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً راوی:

يرقى هو صلى الله تعالى عليه	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور
-----------------------------	--

^۱ سنن الترمذی ابواب المناقب باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم حديث ۳۶۳۱ دار الفكر بيروت ۵/ ۳۵۲

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المكتب الاسلامی بيروت ۱/ ۳۹۹، ۳۹۸، الخصائص الكبرى بحوالہ ابی نعیم باب اختصاصه صلى

الله عليه وسلم الخ مرکز البست برکات رضا گجرات ہند ۲/ ۲۱۷

^۳ الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في العرش والكرسى المكتبة الاثرية ساکنہ ۲/ ۱۳۸

وسلم وامته، علی کوم فوق الناس ^۱ ۔	کی امت روز قیامت بلندی پر تشریف رکھیں گے سب سے اونچے۔
--	---

ارشاد بست و پنجم^{۲۵}: ابن جریر وابن مردویہ جابر عہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

عہ: تنبیہ: اصل الحدیث عند مسلم فی باب اثبات الشفاعة من کتاب الایمان موقوفاً علی جابر لکنہ وقع فیہ من النسخین خبط و غلط فی جمیع الاصول حتی خرج اللفظ عن حد المعقول و لفظہ ہکذا قال نحن نجیی یوم القیمة عن کذا کذا انظر ای ذلک فوق الناس^۲ الحدیث، وانما صوابہ کما افاد الامام القاضی عیاض واتبعته جماعة من العلماء وقرانوی فی المنہاج نجیی یوم القیمة علی کوم^۳، والراوی اظلم علیہ هذا الحرف فعبر عنه بکذا وکذا وفسره بقوله ای فوق الناس وکتب علیہ انظر تنبیہا فجمیع النقلة

متنبیہ: اصل حدیث امام مسلم علیہ الرحمہ کے نزدیک سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے جیسا کہ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعة میں ہے۔ لیکن اس میں کاتبوں سے بے احتیاطی واقع ہوئی، یہاں تک کہ لفظ حدیث حد معقول سے خارج ہو گئے، اس کے لفظ یوں ہیں کہ ہم قیامت کے دن ایسے ایسے آئیں گے یعنی تمام لوگوں سے بلندی پر ہوں گے الحدیث۔ درست حدیث یوں ہے جیسا کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے افادہ فرمایا اور علماء کی ایک جماعت نے ان کی پیروی کی اور منہاج میں امام نووی نے اس کو برقرار رکھا کہ "ہم قیامت کے دن بلندیوں پر تشریف فرما ہوں گے۔" راوی پر یہ حرف "کوم" مخفی ہو گیا تو اس نے اس کو کذا کذا کے ساتھ تعبیر کر دیا پھر اپنے قول "فوق الناس" کے ساتھ اس کی تفسیر کر دی اور

^۱ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت الآیة ۷/۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۶۹/۱۵

^۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۶/۱

^۳ شرح صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۶/۱

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا وامتی يوم القيامة على كور مشرفين على الخلائق ما من الناس احد الا وادانه منا ¹ ۔	میں اور میری امت روز قیامت بلند یوں پر ہونگے سب سے اونچے، کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمنانہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔
---	---

ارشاد بست و ششم^{۲۶}: صحیح مسلم شریف میں ابن بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال دئے، میں نے دوبار عرض کی: اللھم اغفر لامتی، اللھم اغفر لامتی۔ الہی! میری امت بخش دے، الہی! میری امت بخش دے۔ و آخرت الثالث لیوم یرغب الی فیہ الخلق کلھم حتی ابراھیم^۲ اور تیسرا اس دن کے لیے اٹھار کھا ہے جس میں تمام خلق میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اتفقوا ونسقوه علی انہ من متن الحدیث ثم استوضح
ذلك القاضی لحدیث ابن عمر و حدیث کعب المذکورین
قلت والعجب انہ ذهل عن حدیث جابر نفسه وقد کان
ایضاً عند الطبری کہا رأیت ۱۲ منہ۔
اور انہوں نے اس کو اس طور پر بیان کیا کہ گویا یہ متن حدیث سے
ہے۔ پھر قاضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عمر اور ابن کعب کی
حدیث سے اس میں کمی کرنا چاہی۔ میں کہتا ہوں حیرت ہے
قاضی علیہ الرحمۃ خود حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی
حدیث کو بھول گئے حالانکہ طبری کے نزدیک وہ بھی ہے جیسا کہ
میں نے دیکھا ۱۲ منہ (ت)

¹ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت الآیۃ ۲ / ۱۴۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲ / ۱۳، الدال المنثور بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم و

ابن مردویہ تحت الآیۃ ۲ / ۱۴۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱ / ۳۱۸

² صحیح مسلم کتاب الفضائل القرآن باب بیان ان القرآن انزل علی سبعة احرف قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۲۷۳

فائدہ: حدیث ان لكل نبی دعوة الحديث^۱ کہ مسند احمد و صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، امام حکیم ترمذی نے بھی روایت کی، اور اس کے اخیر میں یہ زیادت فرمائی:

وان ابراهيم ليبرغب في دعائى ذلك اليوم ^۲ ۔	یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی میری دعا کے خواہش مند ہوں گے۔
--	--

احادیث الشفاعة

شفاعت کی حدیثیں خود متواتر ہیں اور یہ بھی ہر مسلمان صحیح الایمان کو معلوم کہ یہ قبائے کرامت اس مبارک اقامت شیان امامت سزاوار زعامت کے سوا کسی قد و بالا پر راست نہ آئی، نہ کسی نے بارگاہ الہی میں ان کے سوا یہ وجاہت عظمیٰ و محبوبیت کبریٰ و اذن سفارش و اختیار گزارش کی دولت پائی۔ تو وہ سب حدیثیں تفصیل جمیل محبوب جلیل صلوات اللہ وسلامہ علیہ پر دلیل۔ مگر میں صرف وہ چند احادیث نقل کرتا ہوں جن میں تصریحاً سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عجز اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدرت بیان فرمائی:

عہ: شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث اولین شفاعت فرماتے ہیں:

صواب است کہ ہمہ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین از در آمدن دریں مقام و

درست بات یہ ہے تمام نبی اور رسول صلوات اللہ علیہم اجمعین اس مقام پر (باقی بر صفحہ آئندہ)

^۱ صحیح البخاری کتاب الدعوات باب لكل نبی دعوة مستجابة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۳۲، صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات

الشفاعة الخ ۱/ ۱۱۳، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۹۲

^۲ نوادر الاصول الاصل الثالث والسبعون ص ۱۱۰ والاصل الثاني عشر والمائة ص ۱۳۸

ارشاد بستان و ہفتم^۲: حدیث موقف مفصل مطول احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ^۱ اور بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے انس^۲ اور ترمذی و ابن خزیمہ نے ابو سعید خدری^۳ اور احمد و نزار و ابن حبان و ابویعلیٰ نے صدیق اکبر^۴ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور احمد و

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

جلوہ افروز ہو کر اقدام شفاعت سے عاجز و قاصر ہیں سوائے رسولوں کے سردار اور نبیوں کے امام کے جو کہ انتہائی قرب، عزت اور رفعت مکانی کے ساتھ مختص ہیں اور بارگاہ الہی میں محبوب و محمود ہیں ۱۲ منہ (ت)

اقدام بریں کار عاجز و قاصر اندیکز سید المرسلین و امام النبیین کہ بنیائت قرب و عزت و مکانت مخصوص است و محمود و محبوب حضرت اوست^۵۔

^۱ صحیح البخاری عن ابی ہریرۃ کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل باب قولہ تعالیٰ ذریۃ من حملنا ۲/ ۶۸۴ و ۶۸۵، صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۳۵ و ۴۳۶، سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی الشفاعۃ حدیث ۲۴۴۲ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۹۶ و ۱۹۷، المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۴۳۸ تا ۴۳۹

^۲ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۰ تا ۱۱۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۰ تا ۱۱۱، سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹

^۳ سنن الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل حدیث ۳۱۵۹ دار الفکر بیروت ۵/ ۹۹ و ۱۰۰، سنن الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۲۳۵ دار الفکر بیروت ۵/ ۱۵۴، الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالقبام المحمود مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲/ ۲۱۸ تا ۲۲۲

^۴ مسند احمد بن حنبل عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۵، موارد الظمان باب ماجاء فی البعث والشفاعۃ حدیث ۲۵۸۹ المطبعة السلفیۃ ص ۶۲۳ و ۶۲۴، مسند ابی یعلیٰ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۱/ ۵۹، کنز العمال بحوالہ البزار حدیث ۳۹۷۵۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴/ ۶۲۸ و ۶۲۹

^۵ اشعۃ المبعث کتاب الفتن باب الحوض والشفاعۃ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۳۸۶/ ۴

ابو یعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم^۱ سے مرفوعاً الی سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن مبارک وابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم و طبرانی نے بسند صحیح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ^۲ سے موقوفاً روایت کی۔ ان سب ؑ کے الفاظ جدا جدا نقل کرنے میں طول کثیر ہے۔ لہذا میں ان کے متفرق لفظوں کو ایک منتظم سلسلہ میں یکجا کر کے اس جانفزاقصہ کی تلخیص کرتا ہوں، وباللہ التوفیق، ارشاد ہوتا ہے روز قیامت ؑ اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان وسیع و ہموار میں جمع کرے گا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آواز سنیں۔ دن طویل ہوگا۔ اور آفتاب کو اس روز دس برس کی گرمی دیں گے۔ پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کرینگے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا، پسینے آنے شروع ہوں گے۔ قد آدم پسینہ تو زمین جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے اور

عہ۱: ہر چند یہ صحابہ سے چھ حدیثیں ہیں مگر صرف دو ہی شمار میں آئیں کہ حدیث ابو ہریرہ اسی کا تہ ہے جو ارشاد اول میں گزری، اور حدیث ابو سعید اگرچہ ترمذی نے اسی قدر مختصر روایت کی جتنی ارشاد سوم میں گزری، مگر تفسیر میں بعین سند مطولا لائے جس کی وجہ سے یہ حدیث اس کا تہ ہے، اور حدیث صدیق اکبر لعینہ حدیث ارشاد ہفتم ہے، اور حدیث ابن عباس حدیث ارشاد ہجدهم۔ لہذا ان چار کا مکرر شمار نہ ہوا۔ اور صرف حدیث انس و حدیث سلمان تعداد میں آئیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

عہ۲: یہ حروف بحساب ابجد الف سے واو تک انھیں چھ حدیثوں کی طرف اشارہ ہیں کہ میں نے احادیث اول کو کہ میرے مطلب میں زیادہ مفصل ہے، اصل کیا، اور باقی پانچ میں جو زیادتیاں ہیں باشارہ حروف انھیں متمیز کر دیا ۱۲ منہ۔

^۱ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۸۱ و ۲۸۲، مسند ابی یعلیٰ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حدیث ۲۳۲۲ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۳/ ۲۵۷

^۲ المعجم الکبیر عن سلمان رضی اللہ عنہ حدیث ۶۱۱۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۶/ ۲۳۸، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث ۸۳۴ دار ابن حزم بیروت ص ۱۹۰ تا ۱۹۲، المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۳۱۶۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۳۱۲

غرپ غرپ کرینگے جیسے کوئی ڈبکال لیتا ہے۔ اقرب آفتاب سے غم و کرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقت طاق کوگی تاب تحمل نہ رہے گی۔ ج رہ رہ کر تین گھبراٹیں لوگوں کو اٹھیں گی۔ آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو، کس حال کو پہنچے، کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے۔ ب کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے باپ ہیں، ان کے پاس چلا جائے، پس آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائینگے۔ د اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے۔ ا عرض کریں گے و اے باپ ہمارے اے آدم! آپ ابو البشر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا۔ ب اور سب چیزوں کے نام سکھائے۔ د اور آپ کو اپنا صفی کیا۔ ا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے ب کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست هنا کم ہا نہ لم یہمنی الیوم الا ان ربی قد غضب الیوم غضباً لم یغضب قبلہ مثله ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذہبو الی غیری میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا خوف ہے، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ و عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے۔ د اپنے پدر ثانی انوح کے پاس جاؤ ب کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا وہ خدا کے شاگردے ہیں۔ الوگ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے نوح و اے نبی اللہ! آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا، و اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کافر کا نشان نہ رکھا۔ ا آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے، آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے ہ کہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ ا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست هنا کم د لیس ذاکم عندی ہا نہ لایہمنی الیوم الا نفسی ان ربی غضب الیوم غضباً لم یغضب قبلہ مثله ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذہبو الی غیری میں اس قابل نہیں یہ کام مجھے سے نہ نکلے گا، آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں۔ میرے رب نے آج وہ غضب

فرمایا جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا کھکا ہے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ و عرض کرینگے پھر پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے بخلیل الرحمن ابراہیم کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے۔ لوگ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کرینگے اے بخلیل الرحمن، اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا کر دے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست هنا کم دلیس ذاکم عندی ؕ لایہمنی الیوم الا نفسی ان ربی قد غضب الیوم غضباً لم یغضب قبلہ مثله ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذہبوا الی غیری میں اس قابل نہیں، یہ کام میرے کرنے کا نہیں، آج مجھے اپنی جان کا تردد ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ و عرض کرینگے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے اتم مولیٰ کے پاس جاؤ وہ بندہ جسے خدا نے توریت دی اور اس سے کلام فرمایا، اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔ لوگ مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کرینگے اے مولیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس صدمہ میں ہیں۔ مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست هنا کم دلیس ذاکم عندی ؕ انہ لایہمنی الیوم الا نفسی ان ربی قد غضب الیوم غضباً لم یغضب قبلہ مثله ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذہبوا الی غیری میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا، مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا تھا اور نہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا خیال ہے، مجھے اپنا جان کا خطرہ ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ و عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے اتم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح د کہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مُردے جلاتے تھے۔ لوگ مسیح علیہ الصلوٰۃ کے پاس حاضر ہو کر عرض کرینگے اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول

اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القاء فرمایا، اور اس کی طرف کی روح میں، آپ نے گہوارے میں کلام کیا، اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس اندوہ میں ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائینگے بلسا ہا نکم دلیس ذاکم عندی ؕ انہ لایہمینی الیوم الانفسی ان ربی قد غضب الیوم غضباً لم یغضب قبلہ مثله۔ ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذہبوا الی غیری میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا، مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے نہ کبھی ایسا کیا نہ کرے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا سوچ ہے، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے ایتوا عبد الله علی یدیه ویجیئ فی هذا الیوم اماندا انطلقوا الی سید ولد آدم فانہ اول من تنشق عنہ الارض یوم القیامۃ بایتوا محمد ء ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی ما فی جوفہ حتی یفرض الخاتم تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ نے فتح رکھی ہے، اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے، اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے، تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ بھلا کسی سر بھسر ظرف میں کوئی متاع ہو، اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے، لوگ عرض کریں گے، نہ۔ فرمائیں گے: ان محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین وقد حضر الیوم اذہبوا الی محمد فلیشفح لکم الی ربک یعنی اسی طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کر سکتا۔) اور آج وہ یہاں تشریف فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ، چاہئے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چار طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہ عرش جاہ، بیکس پانہ، خاتم دورہ رسالت، فاتح باب شفاعت، محبوب عہد باوجاہت، مطلوب بلند عزت،

عہ: یہ لفظ اس سفیہ کے رد میں ہیں جو شفاعت بالوجاہت و شفاعت بالمحبۃ کو (باقی بر صفحہ آئندہ)

مطلباء عاجزان، ماویٰ بیکساں، مولائے دو جہان، حضور پر نور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ واز کی تحیات واللہ وانمی برکات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وعیالہ میں حاضر آئی، اور ہزاراں ہزار نالہائے زار و دل بیقرار و چشم اشکبار یوں عرض کرتے ہیں ایا محمد ویانبی اللہ انت الذی ففتح اللہ بک وجئت فی هذا الیوم امناً انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء اشفع لنا الی ربک ہ فلیقض بیننا الاترزی الی مانحن فیہ الاترزی ماقد بلغنا اے محمد، اے اللہ کے نبی! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا، اور آج آپ آمن و مطمئن تشریف لائے۔ حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے، حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔ ب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے انا لہا وان اصاحبکم میں شفاعت کے لے ہوں، میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام موقف میں ڈھونڈ پھرے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک و شرف و مجد و کرم (اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام، برکت و کرم و شرف اور بزرگی نازل فرمائے۔) اس کے بعد حضور نے اپنی شفاعت کی کیفیت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

نہیں مانتا، حالانکہ حقیقۃً اسباب شفاعت یہی ہیں، اور ان کے جو معنی اس نے تراشے وہ اس کی نری زبان درازیاں ہیں، پھر شفاعت بالاذن کا جو مطلب گھڑا محض باطل۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب میں بے ادبی پر مشتمل۔ جیسا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد نے تزکیۃ الایقان اور دیگر علمائے اہل سنت نے اپنی تصانیف میں تحقیق فرمایا۔ پھر احادیث کثیرہ گواہ ہیں کہ اس کے گھڑے ہوئے معنی ہرگز واقع نہ ہوں گے، تو اس نے اس پر دے میں اصل شفاعت سے انکار کیا کہ جو مانتا ہے وہ ہوگی نہیں، اور جو ہوگی اسے مانتا نہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ میں وجود انسان کا منکر نہیں، مگر لوگ جسے انسان کہتے ہیں وہ معدوم ہے۔ موجود یہ ہے کہ اس کے پانچ ہاتھ ہوں اور بائیس کان ہوں، اور ستائیس ناکیں، اور سینتالیس منہ، اور پہاڑ پر چڑھ کر پیڑ پر بسیر الیتا ہو۔ ہر عاقل جانے گا کہ یہ احمق سرے سے انسان ہی کا منکر ہے اگرچہ براہ عیاری لفظ انسان کا مقرر ہے ۱۲ منہ)

ارشاد فرمائی۔ یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے۔ مسلمان اسی قدر کو بنگاہ ایمان دیکھے۔ اور اولاً حق جل و علا کی یہ حکمتِ جلیلہ خیال کرے کہ کیونکر اہل محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا۔ اور دفعۃً بارگاہ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر نہ لائے گا کہ حضور تو یقیناً شفیع مشفق ہیں۔ ابتداءً یہیں آتے تو شفاعت پاتے۔ مگر اولین و آخرین و موافقین و مخالفین خلق اللہ الجمعین پر کیونکر کھلتا کہ یہ منصب انھم اسی سید اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ خاصہ ہے جس کا دامن رفیع جلیل و منبع تمام انبیاء و مرسلین کے دستِ ہمت سے بلند و بالا ہے۔ پھر خیال کیجئے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں کان اس حدیث سے آشنا اور بے شمار بندے اس حال کے شناسا عرصاتِ محشر میں صحابہ و تابعین و انہی محدثین و اولیائے کائنات و علمائے عالمین سبھی موجود ہوں گے۔ پھر کیونکر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے ایسی بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلاً یاد نہ آئے گی۔ پھر نوبتِ نبوت حضراتِ انبیاء سے جواب سنتے جائیں گے۔ جب مطلق دھیان نہ آئے گا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے منبر نے پہلے ہی بتایا ہے۔ پھر حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء کو دیکھئے۔ وہ بھی یکے بعد دیگرے انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے۔ یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بیکار ہلاک ہوتے ہو۔ تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہے۔ یہ سارے سامان اسی اظہارِ عظمت و اشتہار و جاہتِ محبوب با شوکت کی خاطر ہیں۔ لیقفی اللہ امرًا کان مفعولاً، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے، اور درود و سلام نازل فرمائے اپنے محبوب پر۔ ت)۔

حاجی: سوال شفاعت پر حضراتِ انبیاء کے جواب اور ہمارے حضور کا مبارک ارشاد ملا، دیکھئے یہیں مقام محمود کا مزہ آتا۔ اور ابھی کا شمس کھلا جاتا ہے کہ سب نجوم رسالت و مصابح نبوت میں افضل و اعلیٰ و اجلی و اعظم و اولیٰ و بلند و بلا ہوی عرب کا سورج حرم کا چاند ہے جس کے نور کے حضور ہر روشنی ماند ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و باریک و شرف و مجد و کرم (اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام و برکت و کرم و شرف و بزرگی نازل فرمائے۔ ت) اور انبیائے خمسہ کی وجہ تخصیص ظاہر کہ حضرت آدم اول انبیاء و پدر انبیاء ہیں، اور مرسلین اربعہ اولو العزم مرسل اور سب انبیائے سابقین سے اعلیٰ و افضل، تو ان پر تفضیل والحمد للہ العلیل۔

ارشاد بیست و ہشتم^{۲۸}: احمد و ترمذی با فادہ تحسین و تصحیح اور ابن ماجہ و احکم و ابن ابی شیبہ بسند صحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیمة کنت امام البنیین و خطیبہم و صاحب شفاعتہم غیر فخر ^۱ ۔	جب قیام کا دن ہوگا تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا ہوں گا اور کچھ فخر نہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)
--	---

ارشاد بیست و نہم^{۲۹}: امام احمد بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی لقائم انتظر امتی تعبر الصراط اذا جاء عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فقال هذه الانبیاء قد جاء تک یا محمد یسألون اوقال یجتمعون الیک یدعوا اللہ ان یفرق بین جمیع الامم الی حیث یشاء اللہ لعظم ما هم فیہ فالخلق ملجئون فی العرق فاما المؤمن فهو علیہ کالزکمة واما الکافر فیتغشاہ الموت قال قال یا عیسیٰ انتظر حتی	میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہوں گا کہ صراط پر گزر جائے، اتنے میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آکر عرض کریں گے کہ اے محمد! یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق کر دے کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں، پسینہ لگا کی مانند ہو گیا ہے (حدیث میں فرمایا) مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا، اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے گی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
---	---

^۱ مسند احمد بن حنبل عن ابی بن کعب المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۳۷، سنن الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۳ ۵/ ۳۵۳، سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۰، المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۱/ ۷۱، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۲۳۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۳۰۷

ارجع اليك قال فذهب نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقام تحت العرش فلقى مالم يلقى ملك مصطفى ولا نبی مرسل ^۱ الحديث۔	علیہ وسلم فرمائیں گے: اے عیسیٰ! آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں۔ پھر حضور زیر عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کو ملانہ کسی نبی مرسل نے پایا۔ الحدیث۔
---	---

ارشاد سیم^۲: مسند احمد و صحیح مسلم میں انہیں سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتی باب الجنة يوم القيامة فاستفتح فيقول الخازن من انت؟ فاقول محمداً فيقول بك امرت ان لا افتح لاحد من قبلك ^۲ ۔	میں روز قیامت درجنت پر تشریف لا کر کھلوائیں گا، داروغہ عرض کرے گا: کون ہے؟ میں فرماؤں گا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عرض کرے گا: مجھے حضور ہی کے واسطے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔
--	---

طبرانی کی روایت میں ہے داروغہ قیام کر کے عرض کرے گا:

لا افتح لاحد قبلك ولا اقوم لاحد بعدك ^۳ ۔	نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لیے کھولوں، نہ حضور کے بعد کسی کے لیے قیام کروں۔
---	---

اور یہ دوسری خصوصیت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے۔

ارشاد سی ویکم^۳: ابو نعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول من يدخل الجنة	میں سب سے پہلے جنت میں رونق افروز
-----------------------	-----------------------------------

^۱ مسند احمد بن حنبل عن انس رضي الله عنه المكتب الاسلامي بيروت ۳ / ۱۷۸، الترغيب والترهيب بحواله احمد فصل في الشفاعة

وغيرها مصطفى البابي مصر ۴ / ۳۳۶

^۲ صحيح مسلم كتاب الايمان باب اثبات الشفاعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۱۲، مسند احمد بن حنبل عن انس رضي الله عنه المكتب

الاسلامي بيروت ۳ / ۱۳۶

^۳ انسان العيون المعروف بالسيرة حلبية باب حين المبعث الخ المكتبة الاسلامية بيروت ۱ / ۲۳۱

ولا فخر ^۱ ۔	ہوں گا۔ اور کچھ فخر نہیں۔
------------------------	---------------------------

ارشاد سی و دوم^{۳۲}: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اکثر الانبياء تبعاً وانا اول من يقرع باب الجنة ^۲ ۔	روز قیامت میں سب انبیاء سے کثرت امت میں زائد ہوں گا، سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔
---	--

مسلم کی دوسری روایت یوں ہے:

انا اول الناس يشفع في الجنة وانا اكثر الانبياء تبعاً ^۳ ۔	میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں، اور میرے پیرو سب انبیاء کی امتوں سے افزوں۔
---	---

ابن النجار نے ان لفظوں سے روایت کی:

انا اول من يندق باب الجنة فلم تسمع الا فان احسن من طنين الحلق على تلك المصاريع ^۴ ۔	میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کوٹوں گا زنجیروں کی جھنکار جو ان کوڑوں پر ہوگی اس سے بہتر آواز کسی کان نے نہ سنی۔
---	--

ارشاد سی و سوم^{۳۳}: صحیح ابن حبان میں انھیں سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لكل نبی يوم القيامة منبر من نور وانی لعلی اطولها وانورها فيجبی منا ینادی این النبی الامی؟ قال فيقول الانبياء كلنا	قیامت میں ہر نبی کے لئے ایک منبر نور کا ہوگا، اور میں سب سے زیادہ بلند و نورانی منبر پر ہوں گا، منادی آکر ندا کرے گا کہاں ہیں نہ نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ انبیاء کہیں گے ہم
--	---

^۱ دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۳

^۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲/۱

^۳ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲/۱

^۴ کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۳۱۸۸۶ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۴۰۴

<p>سب نبی امی ہیں کسے یاد فرمایا ہے، منادی واپس جائے گا، دوبارہ آ کر یوں ندا کرے گا: کہاں ہیں نبی امی عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے منبر اطہر سے اتر کر جنت کو تشریف لے جائیں گے، دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے، رب عز جلالہ ان کے لئے تجلی فرمائے گا اور ان سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا۔ حضور اپنے رب کے لئے سجدہ میں گرے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔</p>	<p>نبی امی فالی اینا ارسل فیہ رجع الثانیۃ فیقول این النبی الامی العربی قال فینزل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی یأتی باب الجنة فیقرعه (و ساق الحدیث الی ان قال) فیفتح له فیدخل فیتجلی له الرب تبارک وتعالیٰ ولا یتجلی لشیعی قبلہ فیخرلہ ساجدا^۱ الحدیث</p>
--	--

ارشاد سی و چہارم^{۳۲}: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>یضرب الصراط بین ظہرانی جہنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامتہ^۲۔</p>	<p>جب پشت جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔</p>
--	--

ارشاد سی و پنجم^{۳۵}: صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تصانیف طبرانی وابن ابی ہاتم وابن مردویہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>یعنی جب مسلمانوں کا حساب کتاب اور ان کا فیصلہ ہو چکے گا، جنت ان سے نزدیک کی جائیگی۔ مسلمان آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس</p>	<p>یقوم المؤمنون حتی تنزل لہم الجنة فیأتون آدم فیقولون یا ابا ناستفتح لنا</p>
---	---

^۱ موارد الظہان باب جامع فی البعث والشفاعة حدیث ۲۵۹۱ المطبعة السلفیہ ص ۲۳۳ و ۲۳۴، الرغیب والتہذیب بحوالہ صحیح ابن حبان فصل فی الشفاعة وغیرہا مصطفی البابی مصر ۴/۲۰۰

^۲ صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل السجود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات رؤیة المومنین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۰/۱

حاضر ہوں گے کہ ہمارا حساب ہو چکا آپ حق سبحانہ سے عرض کر کے ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوا دیجئے۔ آدم علیہ السلام عذر کریں گے اور فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم نوح کے پاس جاؤ۔ وہ بھی انکار کر کے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس بھیجیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم موسیٰ کلیم اللہ کے پاس جاؤ۔ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تم عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تمہیں عرب والے نبی اقی کی طرف راہ بتاتا ہوں۔ لوگ میری خدمت میں حاضر آئیں گے، اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا، میرے کھڑے ہوتے ہی وہ خوشبو مہکے گی جو آج تک کسی دماغ نے نہ سونگھی ہوگی، یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پاس حاضر ہوں گا، وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخن تک نور کر دے گا۔

الجنة فيقول وهل اخرجكم من الجنة الا خطيئة ابيكم لست بصاحب ذلك ولكن اذهبوا الى بنى ابراهيم خليل الله قال فيقول ابراهيم لست بصاحب ذلك انام كنت خليلا من وراء اعمدوا الى موسى الذي كلمه الله تكليما قال فيأتون موسى فيقول لست بصاحب ذلك اذهبوا الى عيسى كلمة الله وروحه فيقول عيسى لست بصاحب ذلك فيأتون محمدا فيقوم فيؤذن له الحديث، هذا حديث مسلم¹ وعند الباقرين اذا جمع الله الاولين والآخرين وقضى بينهم وفرغ من القضاء يقول المؤمنون قد قضى بيننا ربنا وفرغ من القضاء يقول المؤمنون فمن يشفع لنا الى ربنا فيقولون قد قضي ربنا وفرغ من القضاء قم انت فاشفع لنا الى ربنا ائتوا نوحا وساق الحديث الى ان قال فيا عيسى فيقول ادلكم على العربي الاثني فيأتوني فيأذن الله لي ان اقوم اليه فيثور

¹ صحيح مسلم كتاب الايمان باب اثبات الشفاعة قديمي كتب خانہ کراچی ۱۱۲/۱

	<p>مجلسی من اطیب ریح شہا احد قط حتی اتی ربی فیشفی ویجعل لی نور امن شعراًسی الی ظفر قدمی ۱۔</p>
--	--

ارشاد سی و ششم (۳۶): طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن اور دارقطنی وابن النجار امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>جنت پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں، اور امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت نہ داخل ہو۔</p>	<p>الجنة حُرِّمَتْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ حَتَّىٰ ادْخُلُوهَا وَحُرِّمَتْ عَلَى الْأُمَمِ حَتَّىٰ تَدْخُلَهَا أُمَّتِي^۲۔</p>
--	---

اسی طرح طبرانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

ارشاد سی و ہفتم^۳: اسحق بن راہویہ اپنی مسند اور ابن ابی شیبہ مصنف میں امام مکحول تابعی سے راوی، امیر المومنین عمر کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے فرمایا: قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام بشر پر فضیلت بخشی، میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی نے قسم کھا کر حضور کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا۔ امیر المومنین نے اس کے طپانچہ مارا۔ یہودی نے بارگاہ رسالت میں ناشی آیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین کو حکم دیا تم نے اس کو تھپڑ مارا ہے راضی کر لو، اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

^۱ الخصائص الكبرى باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بالمقام المحمود مركز البسنت گجرات البند ۲/۲۲۲، الدر المنثور بحوالہ الطبرانی و ابن ابی حاتم و ابن مردويه تحت الآية ۲۲/۱۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵، کنز العمال بحوالہ الطبرانی و ابن ابی حاتم و ابن

مردويه حديث ۲۹۹۹ مؤسسة الرساله بيروت ۲/۲۶ و ۲۷

^۲ المعجم الاوسط حديث ۹۴۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۱/۵۱۳ و ۵۱۲

<p>بلکہ او یہودی آدم مصفی اللہ ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نجی اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں، اور میں حبیب اللہ ہوں۔ بلکہ او یہودی! اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے۔ اللہ تعالیٰ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمان رکھا، اللہ تعالیٰ مومن ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا۔ بلکہ او یہودی! بہشت سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں تشریف لے جاؤں۔ اور سب امتوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میری امت داخل ہو۔ امتی^۱۔</p>	<p>بل یا یہودی آدم مصفی اللہ ابراہیم خلیل اللہ و موسیٰ نجی اللہ و عیسیٰ روح اللہ و انا حبیب اللہ بل یا یہودی تسبی اللہ باسبین سی بہا امتی ہو السلام و سی بہا امتی المسلمین و هو المؤمن و سی بہا امتی المؤمنین بل یا یہودی ان الجنة محرمة على الانبياء حتى ادخلها و هي محرمة على الامم حتى تدخلها امتی^۱۔</p>
---	--

ارشاد سی و ہشتم^{۳۸}: احمد، مسلم، ابو داود، ترمذی، نسائی عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو، وہ جنت کی ایک منزل ہے کہ ایک بندے کے سوا کسی کے شایانِ شان نہیں، میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، تو جو میرے لئے وسیلہ مانگے گا اس پر میری شفاعت اترے گی۔</p>	<p>سلو اللہ تعالیٰ لی الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبع الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة^۲۔</p>
---	--

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مختصر میں ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! وسیلہ

^۱ المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۷۹۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۳۳۲ و ۳۳۳

^۲ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مثل قول المؤمن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶۶، سنن الترمذی ابواب المناقب حدیث ۳۶۳۲ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۵۳ و ۳۵۴، سنن ابی داود کتاب الصلوٰۃ باب ما یقول اذا سجع المؤمن آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۷۷، سنن النسائی کتاب الاذان باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۱۱۰، مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو بن عاص المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۶۸

کیا ہے؟ فرمایا:

اعلیٰ درجۃ فی الجنة لاینالہا الا واحد ار جوا ان اکون ہو ^۱ ۔	بلند ترین درجات جنت ہے جسے نہ پائے گا مگر ایک مرد۔ امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہوں۔
---	--

علماء فرماتے ہیں خدا اور رسول جس بات کو بلکہ امید و ترجیح بیان فرمائیں وہ یقینی الواقع ہے۔ بلکہ بعض علماء نے فرمایا: کلام اولیاء میں بھی رجاء تحقیق ہی کے لیے ہے۔

ذکرہ الزرقانی ^۲ عن صاحب النور بعض شیوخہ فی اقسام شفاعۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	زر قانی نے صاحب نور سے انہوں نے اپنے بعض شیوخ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کی اقسام کے بارے میں ذکر کیا۔ (ت)
---	--

ارشاد سی و نہم^۳: عثمان بن سعید دارمی کتاب الرد علی الجہمیۃ میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ رفعنی یوم القيامة فی اعلى غرفة من جنات النعميم ليس فوق الا حلة العرش ^۳ ۔	اللہ تعالیٰ نے مجھے روز قیامت جنۃ النعیم کے سب غرفوں سے اعلیٰ غرفوں میں بلند فرمائے گا کہ مجھ سے اوپر بس خدا کا عرش ہوگا۔ والحمد للہ رب العالمین۔
--	---

جلوہ سوم ارشادات انبیائے عظام و ملائکہ کرام علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام

ارشاد چہلم^۴: ابن جریر، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، زرارہ، ابویعلیٰ، بیہقی بطریق ابوالعالیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج کی حدیث طویل میں راوی، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد و ثناء کی اور اپنے فضائل جلیلہ کے خطبے پڑھے۔ سب کے بعد حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

^۱ سنن الترمذی ابواب المناقب حدیث ۳۶۳۲ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۵۳

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ تفضیلہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشفاعۃ الخ دار المعرفہ بیروت ۸/ ۳۸۰

^۳ الخصائص الکبیری بحوالہ کتاب الرد علی الجہمیۃ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکوش الخ مرکز البنت ۲/ ۲۲۶

تم سب نے اپنے رب کی ثناء کی اور اب میں اپنے رب کی ثناء کرتا ہوں۔ حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور کافہ ناس کا رسول بنایا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، اور مجھ پر قرآن اتارا اور اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے، اور میری امت سب امتوں سے بہتر اور امت عادل، اور زمانہ میں مؤخر اور مرتبہ میں مقدم کی۔ اور میرے لئے میرا سینہ کھول دیا۔ اور مجھ سے میرا بوجھ اتار لیا۔ اور میرے لئے میرا ذکر بلند فرمایا۔ اور مجھے فاتح باب رسالت و خاتم دور نبوت کیا۔

كلهم اثني على ربه واني مثن على ربي الحمد لله الذي ارسلني رحمة للعالمين وكافة للناس بشيرا و نذيرا وانزل على الفرقان فيه تبليان لكل شيعي وجعل امتي خير امة اخرجت للناس وجعل امتي امة وسطا وجعل امتي هم الاولون والآخرين وشرح لي صدري ووضع عني وزري ورفع لي ذكري وجعلني فاتحا وخاتما۔

جب حضور اقدس خطبہ جلیلہ سے فارغ ہوئے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرات انبیاء سے فرمایا: بھذا افضلکم محمدا اسی لئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے (پھر جب حضور اپنے رب سے ملے رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: سل مانگ کیا مانگتا ہے؟) حضور نے انبیاء کے فضائل عرض کئے کہ تو نے انہیں یہ کرا متیں دیں، حق جل و علانے حضور کے فضائل اعلیٰ و اشرف ارشاد فرمائے کہ تمہیں یہ کچھ بخشا۔ حضور نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا: فضلنی ربی^۱ مجھے میرے رب نے افضل کیا۔ اور اپنے فضائل و خصائص عظیمہ بیان فرمائے۔ یہ حدیث دو ورق طویل میں ہے۔

ارشاد چہل و یکم^۲: حاکم کتاب الکفی اور طبرانی اوسط اور بیہقی و ابو نعیم دلائل النبوة میں، اور ابن عساکر و دیلمی و ابن بلال ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت الآیۃ ۱/۱۷۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/ ۱۵۳۱۳، دلائل النبوة للبیہقی باب الدلیل علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرج بہ الی السماء الخ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴/ ۳۰۰۳۰۳، الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ و ابن ابی حاتم و غیرہما تحت الآیۃ ۱/ ۱۷۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۷۹۳۷۶، الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابو یعلیٰ و البیہقی باب خصوصیتہ بأسراء الخ ۱/ ۱۷۳۱۷۳

قال لی جبریل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد ولم اجد بنی اب افضل من بنی هاشم ^۱ ۔	جبریل نے مجھ سے عرض کی: میں نے پورب پیچھم ساری زمین الٹ پٹ کر دیکھی کوئی شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل نہ پایا، نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے بہتر نظر آیا۔
---	---

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: صحت کے انوار اس متن کے گوشوں پر جھلک رہے ہیں، نقلہ فی المواہب^۲۔ (اس کو مواہب
میں نقل کیا ہے۔ ت)

ارشاد چہل و دوم^۳: ابو نعیم کتاب المعرفہ میں، اور ابن عساکر عبد اللہ بن غنم سے راوی، ہم خدمت اقدس حضور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے، ناگاہ ایک ابراہیم، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَلَّمَ عَلٰی مَلِكٍ ثُمَّ قَالَ لِيْ، لَمْ اَزَلْ اسْتَأْذِنُ رَبِّيْ فِيْ لِقَائِكَ حَتّٰى كَانَ هٰذَا اَوْ اَنْ اَذِنَ لِيْ وَاِنِ ابْشُرَكَ اَنْهٖ لَيْسَ اَحَدٌ اَكْرَمُ عَلٰى اللّٰهِ مِنْكَ ^۳ ۔	مجھ سے ایک فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کی: مدت سے میں اپنے رب سے قدمبوسی حضور کی اجازت مانگتا تھا یہاں تک کہ اب اس نے اذن دیا، میں حضور کو مخدہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو حضور سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔
---	--

ارشاد چہل و سوم^۴: امام ابو زکریا یحییٰ بن عائد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضرت آمنہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا قصہ ولادت اقدس میں فرماتی ہیں: مجھے تین شخص نظر آئے

^۱ المعجم الاوسط حدیث ۶۲۷۱ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/ ۱۵۵، المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن نعیم طہارۃ نسبہ من السفاح المکتب الاسلامی
بیروت ۱/ ۸۸ و ۸۷، دلائل النبوة باب ذکر شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونسبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۶۷، الخصائص
الکبریٰ بحوالہ البیہقی والطبرانی وابن عساکر باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بطہارۃ نسبہ الخ مرکز اہلسنت ۲/ ۳۸، الفردوس بمأثور
الخطاب حدیث ۴۵۱۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۱۸۷، فیض القدییر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۶۰۷۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت
۶۵۴ و ۶۵۵

^۲ المواہب اللدنیۃ طہارۃ نسبہ من السفاح المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۸۸

^۳ الجامع الصغیر بحوالہ ابن عساکر حدیث ۴۶۹۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۸۹

گویا آفتاب ان کے چہروں سے طلوع کرتا ہے، ان میں ایک نے حضور کو اٹھا کر ایک ساعت تک اپنے پروں میں چھپایا اور گوش اقدس میں کچھ کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا اتنی بات میں نے بھی سنی کہ عرض کرتا ہے:

ابشر یا محمد! فما بقي لنبی علم الا وقد اعطيتہ فانت اکثرهم علماً واشجعهم قلباً معك مفاتيح النصرۃ قد البست الخوف والرعب لا یسمع احد بذکرک الا وجل فؤاده وخاف قلبه وان لم یرک یا خلیفۃ اللہ۔	اے محمد! خردہ ہو کہ کسی نبی کا کوئی علم باقی نہ رہا جو حضور کو نہ ملا ہو، تو حضور ان سب سے علم میں زائد اور شجاعت میں فائق ہیں جو نصرت کی کنجیاں حضور کے ساتھ ہیں، حضور کو رعب و دبدبہ کا جامہ پہنایا ہے، جو حضور کا نام پاک سنے گا اس کا جی ڈر جائے گا اور دل سہم جائے گا اگرچہ حضور کو دیکھا نہ ہو اے اللہ کے نائب!۔
---	--

ابن عباس فرماتے ہیں:

كان ذلك رضوان خازن الجنان ¹ ۔	یہ رضوان دار وند جنت تھے، علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
--	---

ارشاد چہل وچہارم^۲: احمد، ترمذی، عبد بن حمید، ابن مردویہ، بیہقی، ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بزار حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بصورت موقوف اور ابن سعد عبد اللہ بن عباس وام المومنین صدیقہ وام المومنین ام سلمہ وام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہن سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف مرفوعاً راوی شب اسری جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے براق پر سوار ہونا چاہا وہ چمکا، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اُبمحمدا تفعل هذا^۲ (وفی المرفوع)

¹ الخصائص الكبرى بحوالہ ابی زکریا یحییٰ بن عائد باب ما ظهر فی لیلة مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من المعجزات والخصائص مرکز ہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳۹/۱

² سنن الترمذی ابواب التفسیر باب سورة بنی اسرائیل حدیث ۳۱۳۲ دار الفکر بیروت ۵/ ۹۰، الدر المنثور بحوالہ احمد وعبد بن حیدر والترمذی وابن مردویہ وابی نعیم والبیہقی تحت الآیۃ ۱۷/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۸۳، الخصائص الكبرى باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء مرکز ہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱۵۶/۱

الا تستحيين يا براق^۱ (وعند البزار) اسکنی^۲ (ثم اتفقوا في المعنى واللفظ لانس) فوالله ما ركبك خلق قط اكرم على الله منه۔ کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یہ گستاخی، اے براق! تجھے شرم نہیں آتی۔ ٹھہر کہ خدا کی قسم تجھ پر کبھی کوئی ایسا شخص نہ سوار ہوا جو اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ عزت والا ہو۔ فارض عرقاً اس کہنے سے براق کو پسینہ چھوٹ پڑا۔ یہ روایت بطریق قتادہ عن انس تھی۔ اور بیہقی وابن جریر وابن مردویہ نے بطریق عبدالرحمن بن ہاشم بن عتبہ عن یونس یوں روایت کی کہ روح القدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مہ یا براق فوالله ما ركب مثله^۳ ہیں اے براق! اللہ کی قسم! تجھ پر کوئی ان کا ہر تہ سوار نہ ہوا۔ اور یہی تینوں محدث ابن ابی حاتم وابن عساکر ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضو رسید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: كانت الانبياء تركبها قبلی^۴ مجھ سے پہلے انبیاء اس پر سوار ہوا کرتے تھے۔ ارشاد چہل و پنجم^۵: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول وحی اول میں گزرا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے زیادہ اللہ کو پیارے اور اس کی درگاہ میں سب سے قدرت و عزت میں بلند ہیں^۵۔ ارشاد چہل و ششم^۶: مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ارشاد ہفتم میں گزرا کہ

^۱ الدر المنثور بحوالہ ابن سعد وام سلمہ وام ہانی وعائشہ وابن عباس تحت الآیۃ ۱۷/۱ بیروت ۵/ ۱۸۳، الخصائص الكبرى باب خصوصيته صلى الله عليه وسلم بالاسراء مركز الملت. بركات رضا مجرات الهند ۱۷۹

^۲ الدر المنثور بحوالہ البزار عن علي تحت الآیۃ ۱۷/۱ ادار احياء التراث العربي بیروت ۵/ ۱۹۲، البحر الزخار (البزار) حديث ۵۰۸ مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة ۲/ ۱۴۶

^۳ الخصائص الكبرى بحوالہ ابن جریر وابن مردویہ والبیہقی باب خصوصيته صلى الله عليه وسلم بالاسراء ۱/ ۱۵۵، الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وابن مردویہ والبیہقی تحت الآیۃ ۱۷/۱ ادار احياء التراث العربي بیروت ۵/ ۱۹۴

^۴ الدر المنثور عن ابی سعید الخدری تحت الآیۃ ۱۷/۱ ادار احياء التراث العربي بیروت ۵/ ۱۷۰، الخصائص الكبرى بحوالہ عن ابی سعید الخدری باب خصوصيته صلى الله عليه وسلم بالاسراء مركز الملت ۱/ ۱۷۷

^۵ دلائل النبوة للبیہقی باب ما جاء في تحت رسول الله الخ دار الكتب العلمية بیروت ۵/ ۴۸۹، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثالث المطبعة الشركة الصحافية ۱/ ۱۳۸

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سردار جملہ بنی آدم ہیں^۱۔

احادیث امامۃ الانبیاء

ان حدیثوں کو میں نے یہاں تک تاخیر کر دی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اپنا امام الانبیاء ہونا خود بیان فرمایا، اور جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور کو امام کیا، اور جمیع انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اسے پسند رکھا، تو ان حدیثوں کو ارشاد حضور والا اور ارشاد ملائکہ و ارشاد انبیاء سب سے نسبت ہے۔ لہذا سب جلووں کے بعد ان کی تجلی مناسب ہوئی۔ ارشاد چہل و ہفتم^۲: شب اسری حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت فرمانا، حدیث ابو ہریرہ و حدیث انس و حدیث ابن عباس و حدیث ابن مسعود و حدیث ابی لیلیٰ و حدیث ابو سعید و حدیث ام ہانی و حدیث ام المؤمنین صدیقہ و حدیث ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اثر کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہوا۔ (ابو ہریرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح مسلم میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو جماعت انبیاء میں دیکھا، موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھتے پایا فحانت^۳ الصلوٰۃ فامبتہم^۴ پھر نماز کا وقت آیا میں نے امامت فرمائی۔ (انس) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسائی کی روایت میں ہے:

عہ: عز هذا المتن في البوهاب تصحيح مسلم من رواية عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه ولم اره فيه عنه انها هو عنده من ابى هريرة وعجب ان الرزقاني ايضاً اقره فالله تعالى اعلم^۵۔

اس متن کو مواہب میں بروایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح مسلم کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ میں نے اس کو مسلم بروایت ابن مسعود نہیں دیکھا مسلم کے نزدیک تو یہ بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے حیرت ہے کہ زر قانی نے بھی اس کو مقرر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے^۶ (ت)۔

^۱ مسند احمد بن حنبل عن ابی بکر الصديق / ۵ و مسند ابی يعلى عن ابی بکر الصديق رضي الله عنه / ۵۹، موارد الظبان حديث ۲۵۸۹

ص ۶۴۲ و ۶۴۳ و كنز العمال حديث ۳۹۷۵۰ / ۱۲ و ۶۲۸ و ۶۲۹

^۲ صحيح مسلم كتاب الايمان باب الاسراء برسول الله الخ قد يمي كتب خانہ کراچی ۹۶/۱

جمع لی الانبیاء فقد منی جبریل حین امتهم ^۱ ۔	میرے لئے انبیاء جمع کئے گئے، جبریل نے مجھے آگے کیا، میں نے امامت فرمائی۔
--	--

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے:

فلم البث الا یسیرا حتی اجتمع ناس کثیر ثم اذن مؤذن واقیمت الصلوة فقمنا صفوا ننتظر من یؤمنا فآخذ بیدی جبریل فقد منی فصلیت بهم فلما انصرف قال جبریل یا محمد! اتدری من صلی خلفک؟ قلت لا قال صلی خلفک کل نبی بعثه الله ^۲ ۔	مجھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بہت لوگ جمع ہو گئے، مؤذن نے اذان کہی اور نماز برپا ہوئی، ہم سب صف باندھے منتظر تھے کہ کون امام ہوتا ہے۔ جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا، میں نے نماز پڑھائی، سلام پھیرا، تو جبریل نے عرض کی: حضور نے جانایہ کس کس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی؟ فرمایا: نہ۔ عرض کی: ہر نبی کہ خدا نے بھیجا حضور کے پیچھے نماز میں تھا۔
--	--

طبرانی و بیہقی وابن جریر وابن مردویہ کی روایت موقوفہ میں ہے:

ثم بعث له آدم فمن دونه من الانبیاء فامهم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم ^۳ ۔	حضور کے لیے آدم اور ان کے بعد جتنے نبی ہوئے سب اٹھائے گئے، حضور نے ان کی امامت فرمائی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔
---	--

(ابن عباس) رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے احمد و ابو نعیم و ابن مردویہ بسند صحیح راوی، جب حضور مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے نماز کو کھڑے ہوئے فاذا النبیون اجتمعون یصلون معہ^۴ کیا دیکھتے ہیں کہ سارے انبیاء حضور کے ساتھ نماز میں ہیں۔

^۱ سنن النسائی کتاب الصلوة فرض الصلوة الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۸/۱

^۲ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم تحت الآیة ۱۷/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۲۳، الخصائص الکبریٰ باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱۵۳/۱

^۳ الخصائص الکبریٰ باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱۵۶/۱، الدر المنثور بحوالہ ابن جریر و ابن مردویہ و البیہقی تحت الآیة ۱۷/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۶۵

^۴ الدر المنثور بحوالہ احمد و ابی نعیم و ابن مردویہ تحت الآیة ۱۷/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۸۸، الخصائص الکبریٰ احمد و ابی نعیم و ابن مردویہ باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء مرکز اہلسنت ۱۵۹/۱

(ابن مسعود) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسن بن عرفہ ابو نعیم وابن عساکر نے روایت کی: میں مسجد میں تشریف لے گیا، انبیاء کو پہچانا، کوئی قیام میں ہے کوئی رکوع میں، کوئی سجود میں، ثم اقيمت الصلوة فامتهم¹ پھر نماز برپا ہوئی میں ان سب کا امام ہوا۔ (ابو یعلیٰ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی وابن مردویہ راوی، حضور پر نور و جبریل امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس پہنچے، وہاں کچھ لوگ بیٹھے دیکھے، انہوں نے کہا: مرحبا بالنبي الامي (نبی امی کو خوش آمدید۔ ت) اور ان میں ایک پیر تشریف فرما تھے، حضور نے پوچھا: جبریل! یہ کون ہیں؟ عرض کی: یہ حضور کے باپ ابراہیم اور یہ موسیٰ و عیسیٰ ہیں، ثم اقيمت الصلوة فتدافعوا حتى قدموا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم² پھر نماز قائم ہوئی، امامت ایک نے دوسرے پر ڈالی، یہاں تک کہ سب نے مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امام کیا۔ (ابو سعید) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن اسحاق راوی، ملاقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ذکر کر کے کہتے ہیں: فصلی بهم ثم اتی بآناء فیہ لبن حضور نے انہیں نماز پڑھائی، پھر ایک برتن میں دودھ حاضر کیا گیا، الحدیث³۔ (ام ہانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابو یعلیٰ وابن عساکر راوی، نشری رہط من الانبياء فیہم ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ فصلیت بهم⁴۔ ایک جماعت انبیاء جس میں ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ تھے میرے لئے اٹھائی گئی، میں نے انہیں نماز پڑھائی۔

¹ الدر المنثور بحوالہ عرفہ وابن نعیم وابن مردویہ وابن عساکر تحت الآیة ۱۷/ ۵ بیروت ۱۸۰، الخصائص الكبرى بحوالہ ابن عرفہ وابن نعیم باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱۶۲/۱

² الخصائص الكبرى بحوالہ الطبرانی وابن مردویہ باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱۷۱/۱

³ الدر المنثور الطبرانی وابن مردویہ تحت الآیة ۱۷/ ۱۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۷۹/۵

⁴ السیرة النبویة لابن ہشام ذکر الاسراء والمعراج دار الکتب العلمیة بیروت ۲۸۷

⁴ الدر المنثور بحوالہ ابی یعلیٰ وابن عساکر تحت الآیة ۱۷/ ۱۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۸۲/۵ الخصائص الكبرى بحوالہ ابی یعلیٰ وابن عساکر باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱۷۸/۱

امہات المؤمنین عہ^۱ وام ابانی وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن سعد نے عہ^۲ نے

عہ^۱: یہ حدیث وہی ہے کہ زیر ارشاد چمپل و چہارم گزری۔

امام جلال الدین سیوطی کی درمنثور میں واقع ہے جس کی نص یہ ہے کہ اس کو روایت کیا ہے ابن سعد اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمر، ام سلمہ، عائشہ، ام ہانی اور ابن عباس سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم الخ۔

میں کہتا ہوں کہ ابن عمر کو نقل کرنا کتابوں کی غلطی ہے، درست یہ ہے کہ وہ ابن عمرو ہیں کیونکہ امام نے خصائص کبریٰ میں فرمایا ابن سعد نے کہا ہمیں واقدی نے خبر دی ہے مجھے حدیث بیان کی اسامہ بن زید لیثی نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے ام سلمہ سے الخ اس کے آخر میں کہا کہ ابن عساکر نے اس کی تخریج کی اھ۔ اس سے ایک اور فائدہ ظاہر ہوا، وہ یہ کہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کو ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں لہذا اس کو ام سلمہ سے الگ حدیث شمار نہیں کیا جائے گا۔ ایک اور فائدہ یہ کہ ابن عساکر (باقی صفحہ آئندہ)

عہ^۲: وقع في الدر المنثور للامام الجليل الجلال السيوطي مانصه اخرج ابن سعد وابن عساکر عن عبد الله بن عمر وام سلمة وعائشة وام هانی وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم الخ

اقول: نقل ابن عمر من خطاء النساخ وصوابه ابن عمرو فان الامام قال في الخصائص الكبرى قال ابن سعد انا الواقدي حدثني اسامة بن زيد الليثي عن عمرو بن شعیب عن ابيه عن جده عن ام سلمة الخ وقال في اخره اخرج ابن عساکر^۲ اھ ظہرت معہ فائدة اخرى وهو ان ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما انما يرويه عن ام المؤمنین ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فلا يعد مفرزاً عنہا وفائدة اخرى عن ابن عساکر

^۱ الدر المنثور تحت الآية ۱۷/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۸۳

^۲ الخصائص الكبرى باب خصوصيته صلى الله عليه وسلم بالاسراء الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱۷۹/۱

روایت کی:

میں نے ملاحظہ فرمایا کہ انبیاء میرے لئے جمع کئے گئے، میں نے ان میں خلیل و کلیم و مسیح کو بھی دیکھا، میں سمجھا اس جماعت کا کوئی امام ضرور چاہیے، جبریل نے مجھے آگے کیا، میں نے ان کی امامت فرمائی۔	رأيت الانبياء جمعوا لي فرأيت ابراهيم وموسى و عيسى فظننت انه لابد لهم ان يكون لهم امام فقد منى جبريل حقي صليت بين ايديهم ¹ ۔
---	--

(کعب احبار) رحمۃ اللہ علیہ سے امام واسطی راوی:

جبریل نے اذان کہی، اور آسمان سے فرشتے اترے اور اللہ تعالیٰ نے حضور کے لیے مرسلین جمع فرما کر بھیجے۔ حضور نے ملائکہ و مرسلین کی امامت فرمائی۔	فاذن جبريل ونزلت الملائكة من السماء وحشر الله له المرسلين فصلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالملائكة والمرسلين ² ۔
--	--

فائدہ: امامت ملائکہ کی دوسری حدیث ان شاء اللہ تعالیٰ تابش چہارم میں آئے گی۔ اور حدیث طویل ابی ہریرہ مذکورہ ارشاد چہلم میں ہے:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

نے اپنی سند کے ساتھ ابن سعد سے اس کی تخریج کی۔ چنانچہ زیادہ ظاہریوں کہتا ہے کہ اس کی تخریج کی ابن سعد نے، ان کے طریق سے ابن عساکر نے، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)	انما اخرجہ بسندہ عن ابن سعد فلا ظہر ان یقال اخرج ابن سعد من طریقہ ابن عساکر۔ واللہ تعالیٰ اعلم ^{۱۲} منہ۔
---	---

¹ الدر المنثور بحوالہ ابن سعد تحت الآیۃ ۱۷/ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۸۳، الخصائص الكبرى بحوالہ ابن سعد باب

خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱۷۹/۱

² الدر المنثور بحوالہ الواسطی تحت الآیۃ ۱۷/ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۹۹

داخل ہوئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ (ت)	دخل فصلی مع الملائكة ^۱ ۔
ابن مردویہ نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج جب میں آسمان پر تشریف لے گیا، جبریل نے اذان دی، ملائکہ سمجھے ہمیں جبریل نماز پڑھائیں گے۔ جبریل نے مجھے آگے کیا، میں نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔	اور ابن مردویہ راوی عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما اسرى بي الى السماء اذن جبريل فظننت الملائكة انه يصلي بهم فقد منى فصليت بالملائكة ^۲ ۔

تمثیل

ارشاد چہل و ہشم^{۳۸}: اسی میں منقول شفا شریف میں حدیث نقل فرمائی:

میں طمع کرتا ہوں کہ قیامت میں میرا ثواب سب انبیاء سے زیادہ ہو۔	اطمع ان اكون اعظم الانبياء اجراً يوم القيامة ^۳ ۔
--	---

ارشاد چہل و نہم^{۳۹}: اسی میں منقول:

کیا تم راضی نہیں کہ ابراہیم خلیل اللہ و عیسیٰ کلمتہ اللہ روز قیامت تم میں شمار کئے جائیں۔ پھر فرمایا: وہ دونوں روز قیامت میری امت ہوں گے۔	اما ترضون ان يكون ابراهيم وعيسى كلمة الله فيكم يوم القيامة ثم قال انهما في امتي يوم القيامة ^۴ ۔
---	--

^۱ الدر المنثور بحوالہ عن ابی ہریرۃ تحت الآیۃ ۱۷/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۷۵، الخصائص الکبریٰ باب خصوصیتہ صلی اللہ

علیہ وسلم بالاسراء الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱/ ۱۷۲

^۲ الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن مردویہ باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱/ ۱۷۶،

الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ تحت الآیۃ ۱۷/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۹۳

^۳ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل في تفضيله صلى الله عليه وسلم في القيامة المطبعة الشركة الصحافية ۱/ ۱۶۹

^۴ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل في تفضيله صلى الله عليه وسلم في القيامة المطبعة الشركة الصحافية ۱/ ۱۶۹

ارشاد پنجاہم^{۵۰}: افضل القری میں فتاویٰ امام شیخ الاسلام سراج بلقینی سے ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور سے عرض کی:

ابشر فانك خير خلقه وصفوته من البشر حباك الله بما لم يحب به احد من خلقه لاملكا مقربا ولا نبيا مرسلنا الحديث ¹ ۔	خردہ ہو کہ حضور بہترین خلق خدا ہیں، اس نے تمام آدمیوں میں سے حضور کو چن لیا، اور وہ دیا کہ سارے جہان میں سے کسی کو نہ دیا، نہ کسی مقرب فرشتہ کو، نہ کسی مرسل نبی کو۔
---	--

ارشاد پنجاہ ویکم^{۵۱}: علامہ شمس الدین ابن الجوزی اپنے رسالہ میلاد میں ناقل، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جناب مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا:

يا ابا الحسن ان محمدا رسول رب العلمين وخاتم النبيين وقائد الغر المحجلين سيد جميع الانبياء والمرسلين الذي تنبأ وادمر بين الماء والطين رؤف بالؤمنين شفيح المذنبين ارسله الله الى كافة الخلق اجمعين ² ۔	اے ابوالحسن! بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العالمین کے رسول ہیں، اور پیغمبروں کے خاتم، اور روشن رو، اور روشن دست و پا والوں کے پیشوا، تمام انبیاء و مرسلین کے سردار نبی ہوئے جبکہ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آب و گل میں تھے۔ مسلمانوں پر نہایت مہربان، گنہگاروں کے شفیع، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام عالم کی طرف بھیجا۔
---	---

ارشاد پنجاہ و دوم^{۵۲}: بعض احادیث میں مذکور ہے:

لي مع الله وقت لايسعني فيه ملك ولا نبى مرسل۔ ذكره الشيخ في مدارج النبوة ³ ۔	میرے لئے خدا کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں کسی مقرب فرشتے یا مرسل نبی کی گنجائش نہیں (اس کو شیخ نے مدارج النبوة میں ذکر فرمایا ہے۔ت)
--	---

¹ افضل القری لقراء امر القری تحت الشعر المجمع الثقانی ابو ظہبی ۱۲۱/

² بیان المیلاد النبوی (اردو) ادارہ معارف نعمانیہ لاہور ص ۱۱۰

³ الاسرار الموضوعۃ حدیث ۶۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۹، کشف الخفاء حدیث ۲۱۵۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۱۵۶

ارشاد پنجاہ و سوم^{۵۳}: مولانا فاضل علی قاری شرح شفا میں علامہ تلمسانی سے ناقل، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے آکر مجھے یوں سلام کیا:

السلام عليك يا اول، السلام عليك يا آخر، السلام عليك يا ظاهر، السلام عليك يا باطن۔	اے اول آپ پر سلام، اے آخر آپ پر سلام، اے ظاہر آپ پر سلام، اے باطن آپ پر سلام۔ (ت)
---	---

میں نے کہا: اے جبریل! یہ تو خالق کی صفتیں ہیں مخلوق کو کیونکر مل سکتی ہیں؟ عرض کی: میں نے خدا کے حکم سے حضور کو کیوں سلام کیا ہے اس نے حضور کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء و مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے، اپنے نام و صفت سے حضور کے لئے نام و صفت مشتق فرمائے ہیں۔ حضور اول نام رکھا ہے کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں۔ اور آخر اس لئے کہ ظہور میں سب سے مؤخر۔ اور آخر ام کی طرف خاتم الانبیاء ہیں اور باطن اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے باپ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ساق عرش پر سرخ نور سے اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام لکھا اور مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔ میں نے ہزار سال حضور پر درود بھیجا یہاں تک کہ حق جل و علانے حضور کو مبعوث کیا۔ خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حکم سے بلا تے اور چراغ تاباں۔ اور ظاہر اس لئے حضور کا نام رکھا کہ اس نے اس زمانہ میں حضور کو تمام ادیان پر غلبہ دیا اور حضور کا شرف و فضل سب آسمان و زمین پر آشکار کیا، تو ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے حضور پر درود نہ بھیجا، اللہ تعالیٰ حضور پر درود بھیجے، حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد۔ اور حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ یہ عظیم بشارت سن کر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد لله الذي فضلى على جميع النبيين حتى في اسمى وصفتي ^۱ هكذا نقل وقال روى التلمساني عن ابن عباس وظاهره انه	حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام اور صفت ہیں۔ یوں ہی نقل کیا ہے اور کہا کہ تلمسانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے اور اس کا
--	---

^۱ شرح الشفاء للملا علی القاری فصل فی تشریف اللہ تعالیٰ بسماء الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵۱/۱

<p>ظاہر یہ ہے کہ تلسانی نے ابن عباس تک اپنی سند کے ساتھ اس کی تخریج کی کیونکہ اس پر لفظ "روی" دلالت کرتا ہے جیسا کہ زرقانی میں ہے، اور اللہ سبحانہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)</p>	<p>خرجه بسنده الى ابن عباس فان ذلك هو الذي يدل عليه روى كما في الزرقاني، والله سبحانه تعالى اعلم۔</p>
---	---

تأبش سوم طرق وروایات و حدیث خصائص

حدیث خصائص وہ حدیث ہے جس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خصائص جمیلہ ارشاد فرمائے جو کسی نبی و رسول نے نہ پائے۔ اور انکی وجہ سے اپنا تمام انبیاء اللہ پر تفضیل فرمانا ذکر فرمایا۔ یہ روایت متواتر المعنی ہے۔ امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں اسے پانچ صحابہ کی روایت سے آنا بیان فرمایا: ابوذر، ابن عمر، ابن عباس، ابوہریرہ، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پھر حدیث کے چار پانچ متفرق جملے نقل کئے۔ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فتح الباری شرح صحیح بخاری امام علامہ ابن حجر عسقلانی سے اخذ کر کے اس پر کلام لکھا جس میں احادیث حذیفہ و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف بھی اشارہ واقع ہوا، مگر سوا حدیث جابر و ابوہریرہ کے کہ صحیحین میں وارد ہے کوئی روایت پوری نقل نہ کی۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے کتب کثیرہ کے مواضع متفرقہ قریبہ و بعیدہ سے اس کے طرق و روایات و شواہد و متابعات کو جمع کیا۔ تو اس وقت کی نظر میں اسے چودہ "صحابی کی روایت سے پایا: ابوہریرہ، حذیفہ، ابوذر، ابو امامہ، سائب بن یزید، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عمرو، ابوذر، ابن عباس، ابو موسیٰ اشعری، ابو سعید خدری، مولا علی، عوف بن مالک، عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان میں ہر ایک کی حدیث اس وقت کالمًا میرے پیش نظر ہے۔ امام خاتم الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی پھر امام علامہ احمد قسطلانی نے چھ طرق مختلفہ کی تطبیق سے ان خصائص و نفائس کا عدد جو ان حدیثوں میں متفرقاً وارد ہوئے سولہ ۱۰ سترہ تک

۱۰۔ وجہ التردد ان الامام نص علی انه ینتظم بہا ای
بہذہ الاحادیث سبع عشرة

تردد کی وجہ یہ ہے کہ امام قسطلانی نے نص فرمائی ہے کہ ان احادیث سے سترہ خصلتیں حاصل ہوتی ہیں۔ الخ لیکن ان کی حدیث بزار (باقی صفحہ آئندہ)

پہنچایا۔ فقیر غفر اللہ لہ نے ان کے کلام پر اطلاع سے پہلے مبلغ شمار تیس^{۳۰} تک پایا والحمد للہ رب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے کہ مجھے انبیاء پر دو خصلتوں سے فضیلت دی گئی۔ میرا شیطان کافر تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا، اور کہا کہ دوسری کو میں بھول گیا ہوں۔ اس سے پہلے تعداد پندرہ تھی پھر حافظ نے دو خصلتیں ان کے ساتھ ملا کر انہیں سترہ بنا دیا۔ میرے نزدیک بھولی ہوئی خصلت کو الگ خصلت شمار کرنے میں تاامل ظاہر ہے، اس لئے کہ ممکن ہے وہ انہی خصلتوں میں سے ایک ہو جن کا پہلے شمار کیا جا چکا ہے۔ اور زرقانی کا قول کہ وہ خصلتیں دلائل النبوة میں بیہقی کی اس روایت میں بیان ہوئی ہیں جو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ مجھے آدم پر دو خصلتوں سے فضیلت دی گئی۔ میرا شیطان کافر تھا تو اللہ تعالیٰ نے میری اس پر مدد فرمائی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا اور میری بیویاں (باقی صفحہ آئندہ)

خصلۃ^۱ اہل لکن فیہا حدیث البزار عن ابن عباس فضلت علی الانبیاء بخصلتین کان شیطان کافر افغانی اللہ علیہ فاسلم وقال ونسبت الاخری^۲ وقد کان العدد قبل ذلک خمسة عشر فالحافظ ضم الخصلتین وجعلها سبع عشرة وعندی فی عد المنسبۃ خصلۃ بحیالہا تاامل ظاہر لجواز ان تكون بعض ماعدت وقول الزرقانی ہی مبنیۃ فی روایۃ البیہقی فی الدلائل عن ابن عمر ومرفوعاً فضلت علی آدم بخصلتین کان شیطان کافر افغانی اللہ علیہ حتی اسلم وکان ازواجی عوناً لی کان شیطان

^۱ المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۵۹۶/۲

^۲ المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۵۹۶/۲

العلمین۔ یہ بھی دو اماموں کے اس فرمانے کی تصدیق ہے کہ بغور کامل تتبع احادیث کرے۔ ممکن ہے کہ اس سے زائد پائے۔ حالانکہ فقیر کو نہ اس وقت کمال تفحص کی فرصت، نہ مجھ جیسے کوتاہ دست قاصر النظر کی ناقص تلاش میں داخل۔ اگر کوئی عالم وسیع الاطلاع استقرار پر آئے تو عجب نہیں کہ عدد طرق و شمار خصائص اس سے بھی بڑھ جائے۔ قصد کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز اس رسالہ اور اس کے بعد ان مسائل کثیرہ^۱ کے جواب سے جو حیدر آباد^۲ و بنگلور^۳ و

(بقیہ صفحہ حاشیہ گزشتہ)
ادم کافراً وکانت زوجته عوناً علیہ^۱۔
میری معاون ہیں جبکہ آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی ان کے مخالف تھی۔

اقول: لا یعری عن بحث لان الکلام لھنأ فی التفضیل علی ادم وثم فی التفضیل علی الانبیاء طراً واختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بأعانة الازواج من بین الانبیاء قاطبةً یتحتاج الی ثبوت، وبالجملة لا یلزم من هذا ان نکون المنسیة ہو هذه واذا لم یتبین الامر جاز ان نکون احدی مامرت فلا یحسن عدھا مفردة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عہ۱: یعنی بست و ہفتم مسئلہ چارہ از حیدر آباد و چار از خیر آباد و پنج از شہر و یک از بدایوں و باقی از باقی ۱۲ منہ۔
عہ۲: مرسلہ مولوی عبدالعزیز صاحب قادری از پر بھلے ضلع حیدر آباد۔
عہ۳: مرسلہ مولوی سید فخر الدین صاحب واعظ صوفی از ڈاکٹر نیگری ۱۲ منہ۔
میں کہتا ہوں یہ بحث سے خالی نہیں کہ یہاں کلام آدم علیہ السلام پر افضلیت کے بارے میں ہے جبکہ وہاں تمام انبیاء پر افضلیت کے بارے میں۔ اور نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعانت ازواج کے ساتھ تمام انبیاء کے درمیان اختصاص محتاج ثبوت ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بھول جانے والی خصلت یہی ہے۔ اور جب معاملہ ظاہر نہ ہوا تو ممکن ہے کہ وہ خصلت گزشتہ خصلتوں میں سے ہی ایک ہو، چنانچہ اس کو الگ خصلت شمار کرنا مستحسن نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ۱۲ منہ (ت)
یعنی ستائیس مسئلے چودہ حیدر آباد، چار خیر آباد، پانچ اسی شہر اور ایک بدایوں سے جبکہ باقی باقی شہروں سے ۱۲ منہ (ت)

عہ۳: مرسلہ مولوی سید فخر الدین صاحب واعظ صوفی از ڈاکٹر نیگری ۱۲ منہ۔

^۱ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع الفصل الثانی دار المعرفۃ بیروت ۵/ ۲۰۶

پنجاب و سلطان پور و خیر آباد و غیرہ بلاد اور خاص شہر کے آئے ہوئے ہیں، اور اس مسئلہ مونگیری کی وجہ سے برعایت الاقدام فالاقدام ان کے جواب تعویق میں پڑے ہیں بحول اللہ تعالیٰ فراغ پا کر اس حدیث کے جمع طرق میں ایک رسالہ بنامہ البحث الفاحص عن طرق حدیث الخصائص لکھوں، اور اس میں ہر طریق و روایت کو مفصل جداگانہ نقل کر کے خصائص حاصلہ پر قدرے کلام کروں، وبالله التوفیق لارب غیرہ (اور اللہ کی توفیق ہے اس کے سوا کوئی پروردگار نہیں۔ ت)۔

یہاں بخوف تطویل صرف صدر احادیث کی طرف اشارہ کرتا ہوں جن میں ارشاد ہوا کہ مجھے سب انبیاء پر ان وجوہ پر تفضیل ملی، مجھے وہ خوبیاں عطا ہوئیں جو کسی نے نہ پائیں۔ کہ اس رسالہ کا مقصود اتنے ہی پارہ سے حاصل۔ واللہ الحمد۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم اور اس کے قریب بزار نے بسند جید، اور ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ و بزار والی و بیہقی نے حدیث معراج میں روایت کی، طریق اول میں ہے: فضلت علی الانبیاء بست^۱۔ میں چھ وجہ سے سب انبیاء پر تفضیل دیا گیا۔ دوم میں اس قدر اور زائد: لم یعطھا کان قبلی^۲۔ مجھ سے پہلے وہ فضائل کسی کو نہ ملے۔

سوم میں ہے: فضلتی ربی بست^۳۔ مجھے میرے رب نے چھ باتوں سے تفضیل دی۔ حدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احمد، مسلم، نسائی، ابن ابی شیبہ، ابن خزیمہ، بیہقی، ابو نعیم راوی: فضلنا علی الناس بثلاث^۴۔ ہمیں تین^۳ وجہ سے تمام لوگوں پر فضیلت ہوئی۔

^۱ صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹، الخصائص الکبریٰ بحوالہ البزار عن ابی ہریرۃ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرح الصدر مرکز اہلسنت ۱۹۶/ ۲

^۲ الخصائص الکبریٰ بحوالہ البزار عن ابی ہریرۃ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرح الصدر مرکز اہلسنت ۱۹۶/ ۲

^۳ الخصائص الکبریٰ بحوالہ البزار عن ابی ہریرۃ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرح الصدر مرکز اہلسنت ۱۹۶/ ۲

^۴ صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹، کنز العمال بحوالہ ط و حم و ن و ابن خزیمہ حدیث ۳۱۹۱۲ و ۲۲۰۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۱۱ و ۲۴۱ و ۲۴۰، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۶۴۰ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۳۰۸، صحیح ابن خزیمہ جماع ابواب التیمم حدیث ۲۶۴ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۳۳، دلائل النبوة للبیہقی باب ما جاء فی تحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنعمۃ ربہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۷۵

ابو دراء سے طبرانی کبیر میں راوی: فضلت باریع^۱ میں نے چار وجہ سے فضیلت پائی۔ ابو امامہ کی حدیث بھی انہیں لفظوں سے شروع ہے: اخرجہ احمد والبیہقی^۲ احمد و بیہقی نے اس کی تخریج کی ہے۔ ت) سائب بن یزید:

فضلت علی الانبیاء بخس۔ رواہ الطبرانی ^۳ ۔	میں پانچ وجہ سے انبیاء پر فضیلت دیا گیا۔ (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ ت)
---	--

جابر بن عبد اللہ:

اعطیت خمساً لم یعطهن احد قبلی۔ رواہ البخاری و مسلم والنسائی ^۴ ۔	میں پانچ چیزیں دیا گیا کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں (اس کو بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ ت)
--	---

عبد اللہ بن عمرو بن العاص:

عند احمد والبزار والبیہقی بأسناد صحیح۔	احمد، بزار اور بیہقی کے نزدیک صحیح اسناد کے ساتھ۔ (ت)
--	---

ابو ذر، احمد، دارمی، ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، ابو نعیم، بیہقی، بزار، باسناد جید، ابن عباس احمد والبخاری فی التاریخ والطبرانی والثلاثة الاخری فی حدیث بسند حسن (احمد اور بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی اور تین دوسرے ایک حدیث میں سند حسن کے ساتھ۔ ت)

^۱ کنز العمال بحوالہ طب عن ابی الدرداء حدیث ۳۱۹۴۶ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۴۱۴

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابی امامة الباهلی المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۶۵۶، کنز العمال بحوالہ حق عن ابی امامة الباهلی حدیث

۳۱۹۴۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۴۱۴

^۳ المعجم الكبير عن سائب بن یزید عن ابی امامة الباهلی حدیث ۶۲۷۳ المکتبة الفیصلية بیروت ۷/ ۱۵۵

^۴ صحیح البخاری کتاب التیمم وقوله تعالیٰ فلم تجد واما الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۸، صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع

الصلوة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹، سنن النسائی کتاب الغسل والتیمم باب التیمم بالصعبید نور محمد خانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۷۳

ابو موسیٰ احمد وابن ابی شیبہ والطبرانی باسناد حسن (احمد، ابن ابی شیبہ اور طبرانی سند حسن کے ساتھ۔ ت)
 ابو سعید الطبرانی فی الاوسط بسند حسن (طبرانی اوسط میں سند حسن کے ساتھ۔ ت)
 مولیٰ علی عند البزار وابن نعیم (بزار اور ابو نعیم کے نزدیک۔ ت) ان چھ روایات میں بھی پانچ ہی چیزیں ذکر فرمائیں کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے نہ پائیں۔ اول^۱ و ثانی^۲ میں احد قبل ہے۔ ثالث^۳ میں الانبیاء۔ اور زائد
 باقیوں میں نبی قبل ہے۔ اور حاصل سب عبارتوں کا واحد۔ اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے طریق دوم میں بے تعین عدد
 ہے:

اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء	مجھے وہ ملا جو کسی نبی نے نہ پایا۔
--------------------------------	------------------------------------



^۱ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۲۲

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۶۱، الترغیب والترہیب فصل فی الشفاعة وغیرہ
 مصطفیٰ البابی مصر ۴/ ۴۳۳، کنز العمال بحوالہ الدارمی وغیرہ حدیث ۳۲۰۶۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/ ۴۳۸، اتحاف السادة المتقين
 بحوالہ ابی یعلیٰ وغیرہ صفة الشفاعة دار الفکر بیروت ۱۰/ ۴۸۸، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۶۴۱ دار الکتب العلمیة
 بیروت ۶/ ۳۰۸

^۳ التاریخ الکبیر ترجمہ ۲۱۵۲ سالم ابو حماد دار الباز مکہ المکرمہ ۴/ ۱۱۴، الخصائص الکبریٰ عن ابی ذر باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم بالمقام المحمود مرکز اہلسنت ہند ۲/ ۲۲۳

<p>(ابن ابی شیبہ نے اس کی تخریج کی۔ ت۔)</p>	<p>اخرجه ابن ابی شیبہ^۱۔</p>
<p>طریق سوم میں ہے:</p>	
<p>مجھے چار چیزیں عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی اللہ کو نہ ملیں۔ (احمد و بیہقی نے سند حسن کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔ ت)</p>	<p>اعطیت اربعاً لم یعطهن احد من انبیاء اللہ تعالیٰ قبل اخرجه احمد^۲ والبیہقی بسند حسن۔</p>
<p>ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طریق دوم میں ہے:</p>	
<p>میں دو باتوں سے تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا۔ (بزار نے اس کی تخریج کی ہے۔ ت)</p>	<p>فضلت علی الانبیاء بخصلتین۔ اخرجه البزار^۳۔</p>
<p>عوف بن مالک کی حدیث میں بھی پانچ ہیں۔ مگر یوں کہ:</p>	
<p>ہمیں چار فضیلتیں ملیں کہ ہم سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں۔ اور میں نے اپنے رب سے پانچویں مانگی اس نے وہ بھی مجھے عطا فرمائی، اور وہ تو وہی ہے، یعنی اس پانچویں خوبی کا کہنا ہی کیا ہے۔</p>	<p>اعطينا اربعاً لم یعطهن احد کان قبلنا وسألت ربی الخامسة فاعطانیہا^۴ (وہی ماہی)۔</p>
<p>پھر چار بیان فرما کر وہ نفیس پانچویں یوں ارشاد فرمائی:</p>	
<p>میں نے اپنے رب سے مانگا میری امت کا کوئی بندہ اس کی توحید کرتا ہو اس سے نہ ملے مگر یہ کہ اس کو داخل بہشت فرمائے ابویعلیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔ ت)</p>	<p>سألت ربی ان لا یلقاہ عبد من امتی یوحده الا ادخلہ الجنة۔ اخرجه ابویعلیٰ^۵۔</p>

^۱ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۶۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۳۰۸

^۲ مسند احمد حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۵۸

^۳ المواب اللدنیۃ بحوالہ البزار عن ابن عباس المقصد الرابع الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۹۶

^۴ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان عن عوف بن مالک حدیث ۶۳۶۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۴/ ۱۰۴

^۵ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان عن عوف بن مالک بحوالہ ابی یعلیٰ حدیث ۶۳۶۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۴/ ۱۰۴

عبادہ بن صامت کی روایت میں ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج فقال ان جبریل اتانی فقال اخرج فحدث بنعمة الله التي انعم بها عليك فبشرني بعشر لم يؤتھا نبی قبلی۔ اخرجہ ابن ابی حاتم ^۱ وعثمان بن سعید الدارمی فی کتاب الرد علی الجہمیۃ وابو نعیم۔	جبریل نے میرے پاس حاضر ہو کر عرض کی: باہر جلوہ فرما کر اللہ تعالیٰ کے وہ احسان جو حضور پر کئے ہیں بیان فرمائیے۔ پھر مجھے دس فضیلتوں کا خزانہ دیا کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہ پائیں۔ (ابن ابی حاتم اور عثمان بن سعید دارمی نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ت)
---	---

ان روایات ہی سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اعداد مذکورہ میں حصر مراد نہیں، کہیں دو فرماتے ہیں، کہیں تین، کہیں چار، کہیں پانچ، کہیں دس^۱، اور حقیقتاً سو اور دو سو پر بھی انتہا نہیں۔ امام علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ^۲ نے خصائص کبریٰ میں اڑھائی سو کے قریب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص جمع کئے۔ اور یہ صرف ان کا علم تھا، ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے۔ اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے۔ پھر تمام علوم عالم اعظم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہزاروں منزل ادھر منقطع ہیں۔ جس قدر حضور اپنے فضائل و خصائص جانتے ہیں دوسرا کیا جانے گا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا، "أَنَّ إِلَهِي رَبِّيكَ أُنَسْتَلِي" (۲) (پیشک تمہارے رب ہی کی طرف منتہی ہے۔ ت)

عہ۱: عجائب لطائف سے ہے کہ فقیر کے پاس ان احادیث سے تیس^۳ خاصے جمع ہوئے کما صر (جیسا کہ گزرا۔ ت) اور دو سے دس تک جو اعداد حدیثوں میں آئے انہیں جمع کئے تو تیس^۳ ہی آتے ہیں ۱۲ امنہ۔

عہ۲: حضرت والا قدس سرہ الماجد نے بھی النقاۃ النقیۃ فی الخصائص النبویۃ میں ایک جملہ صالحہ ذکر فرمایا۔ جزا اللہ علماء الامۃ خیر جزاء آمین ۱۲ امنہ (اللہ تعالیٰ علمائے امت کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔ ت)

^۱ الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ مرکز الہدنت گجرات الہند ۱۸۸/۲

^۲ القرآن الکریم ۵۳/۳۲

جس نے انہیں ہزاروں فضائل عالیہ و جلائل عالیہ دیئے، اور بے حد بے شمار ابد آباد کے لیے رکھے، "وَلَا جُدَّةَ حَبِيرٍ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ" ^۱ (اور بیشک کچھلی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بہتر ہے۔ ت)۔ اسی لئے حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یا ابابکر لم یعلمنی حقیقة غیر ربی۔ ذکرہ العلامة الفاسی فی مطالع المسرات ^۲ ۔	اے ابوبکر! مجھے ٹھیک ٹھاک جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا (اس کو علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں ذکر فرمایا ہے۔ ت)
--	---

تراچنان کہ توئی دیدہ کجا بند بقدر بنیش خود ہر کسے کند ادراک
(تجھے جیسا کہ تو ہے کوئی آنکھ کیسے دیکھ سکتی ہے، ہر کوئی اپنی بینائی کے مطابق ادراک کرتا ہے۔ ت)
صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک واصحابک اجمعین۔

تأبش چہارم آثار صحابہ و بقیہ موعودات خطبہ

روایت اولیٰ: بیہقی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

ان محمد اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکرم الخلق علی اللہ یوم القيامة ^۳ ۔	بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمام مخلوق الہی سے عزت و کرامت میں زائد ہیں۔
---	--

روایت دوم: ^۲ احمد، زرار، طبرانی بسند ثقات اسی جناب سے راوی:

ان اللہ تعالیٰ نظر الی قلوب العباد فاختر منها قلب محمد صلی اللہ	اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی، تو ان میں سے محمد صلی اللہ تعالیٰ
---	--

^۱ القرآن الکریم ۹۳/۴

^۲ مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۲۹

^۳ الخصائص الکبریٰ بحوالہ البیہقی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرح الصدر مرکز البیہقی ۱۹۸/۲

تعالیٰ علیہ وسلم فاصطفاه لنفسه ^۱ ۔	علیہ وسلم کے دل کو پسند فرمایا، اسے اپنی ذات کریم کے لیے چن لیا۔
---	--

روایت سوم^۳: دارمی و بیہقی عبد اللہ بن سلام عہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

ان اکرم خلیقة اللہ علی اللہ ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۲ ۔	بیٹک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ مرتبہ و جاہت والے ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔
---	---

روایت چہارم^۴: ابن سعد بطریق مجالد شعبی عن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب سے راوی، زید بن عمرو بن نفیل کہتے تھے: میں شام میں تھا، ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا مجھے بت پرستی و یہودیت و نصرانیت سب سے نفرت ہے۔ کہا: تو تم دین ابراہیم چاہتے ہو، اے اہل مکہ کے بھائی! تم وہ دین مانگتے ہو جو آج کہیں نہیں ملے گا، اپنے شہر کو چلے جاؤ،

فان نبیا یبعث من قومک فی بلدک یأتی بدین ابراہیم بالحنیفة وهو اکرم الخلق علی اللہ ^۳ ۔	کہ تمہاری قوم سے تمہارے شہر میں ایک نبی مبعوث ہوگا وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دین حنیف لائے گا، وہ تمام جہان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو عزیز ہے۔
---	--

یہ زید بن عمرو و موحدان جاہلیت سے ہیں، اور ان کے صاحبزادے سعید بن زید اجلہ صحابہ و عشرہ مبشرہ سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

روایت پنجم^۵: ابن ابی شیبہ و ترمذی باقادرہ تحسین اور حاکم بہ تصریح تصحیح اور ابو نعیم

عہ: حجة ابن حجر فی شرح الہمزیة۔

^۱ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۹۷، البحر الزخار (مسند البزار) مسند عبد اللہ بن مسعود

حدیث ۱۷۰۲ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورہ ۵/ ۱۱۹، المعجم الکبیر حدیث ۸۵۹۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۹/ ۱۲۱

^۲ الخصائص الکبریٰ بحوالہ البیہقی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرح الصدر مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲/ ۱۹۸

^۳ الطبقات الکبریٰ ذکر علامات النبوة فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/ ۱۶۲

وخرائط ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، ابوطالب چند سردارانِ قریش کے ساتھ ملک شام کو گئے، حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمراہ تشریف فرما تھے، جب صومعہ راہب یعنی بجیرا کے پاس اترے، راہب صومعہ سے نکل کر ان کے پاس آیا، اور اس سے پہلے جو قافلہ جاتا تھا راہب نہ آتا، نہ اصلاً ملتفت ہوتا، اب کی بار خود آیا اور لوگوں کے بیچ گزرتا ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔ حضور اقدس کا دست مبارک تھام کر بولا: ہذا سید العلمین ہذا رسول رب العلمین یبعثہ اللہ رحمة للعالمین یہ تمام جہان کے سردار ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں تمام عالم کے لئے رحمت بھیجے گا۔ سردارانِ قریش نے کہا: تجھے کیا معلوم ہے؟ کہا: جب تم اس گھاٹی سے بڑھے کوئی درخت و سنگ نہ تھا جو سجدے میں نہ گرے، اور وہ نبی کے سوا دوسروں کو سجدہ نہیں کرتے، اور میں انہیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں، ان کے استخوانِ شانہ کے نیچے سیب کے مانند ہے۔ پھر راہب واپس گیا اور قافلہ کے لیے کھانا لایا، حضور تشریف نہ رکھتے تھے، آدمی طلب کو گیا، تشریف لائے، ابرسر پر سایہ گستر تھا۔ راہب بولا: انظروا الیہ غمامة تظللہ، وہ دیکھو! ان پر سایہ کئے ہے۔ قوم نے پہلے سے درخت کا سایہ گھیر لیا تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جگہ نہ پائی دھوپ میں تشریف فرما ہوئے، فوراً پیڑ کا سایہ حضور پر جھک آیا۔ راہب نے کہا: انظروا الی فیئ الشجرة مال الیہ^۱۔ وہ دیکھو پیڑ کا سایہ انکی طرف جھکتا ہے۔

شیخ محقق نے لمعات^۲ میں فرمایا: امام ابن حجر عسقلانی اصابعہ میں فرماتے ہیں: رجال ثقات اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں۔

روایت ششم^۳: ابو نعیم حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، یہ ایک شب

^۱ الخصائص الکبریٰ باب سفر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۸۳/۱، سنن جامع الترمذی کتاب المناقب حدیث ۳۶۴۰ دار الفکر بیروت ۳/ ۳۵۶ و ۳۵۷، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المغازی حدیث ۳۶۵۳۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۳۲۸، المستدرک علی الصحیحین کتاب التاریخ استغناء آدم علیہ السلام دار الفکر بیروت ۲/ ۶۱۵، دلائل النبوة (لابی نعیم) ذکر خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الشام عالم الکتب بیروت ۵۳/ ۱

^۲ الخصائص الکبریٰ باب سفر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع ابی طالب الی الشام مرکز اہلسنت ہند ۸۴/۱

صحرائے شام میں تھے، ہاتف جن نے انہیں بعثت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر دی۔ صبح راہب کے پاس جا کر قصہ بیان کیا، کہا:

قد صدقوا یخرج من الحرم ومهاجرة الحرم وهو خیر الانبیاء ^۱ ۔	جنوں نے تجھ سے سچ کہا، حرم سے ظاہر ہونگے اور حرم کو ہجرت فرمائیں گے، اور وہ تمام انبیاء سے بہتر ہیں۔
--	--

روایت ہفتم: ابن عساکر ابو نعیم خرائطی بعض صحابہ کرام سے راوی: ہم ایک شب اپنے بت کے پاس تھے اور اسے ایک مقدمہ میں بیٹھ کر ہاتف نے پکارا:۔

یا ایہا الناس ذووا الاجسام	ما انتم وطائش الاحکام
ومسند الحکم الی الاصنام	هذا نبی سید الانام
اعدل ذی حکم من الاحکام	یصدق بالنور وبالا سلام
ویزجر الناس عن الآثام	مستعلن فی البلد الحرام ^۲

(اے بت پرست لوگو! تم احکام کو بیان کرنے والے نہیں ہو، اپنا مقدمہ بتوں کے پاس لے جانے والے ہو۔ یہ نبی ہے جو کائنات کا سردار ہے، احکام کے فیصلے کرنے میں سب سے بڑا عادل ہے، نور اسلام کو کھول کر بیان کرتا ہے، لوگوں کو گناہوں سے روکتا ہے، بلد حرام (مکہ مکرمہ) میں ظاہر ہونے والا ہے۔)

ہم سب ڈر کر بت کو چھوڑ گئے اور اس شعر کے چرچے رہے یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں ظہور فرما کر مدینہ تشریف لائے، میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔

روایت ہشتم^۸: خرائطی وابن عساکر مرداس بن قیس دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، میں خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا حضور

^۱ الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابو نعیم باب ماسع من الکھان الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱۰۷/۱

^۲ تاریخ دمشق الکبیر اخبار الاحبار بنبوۃ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۵۷، دلائل النبوة لابی نعیم ذکر ماسع من الجن الخ عالم الکتب بیروت ۱/ ۳۳ و ۳۴، الخصائص الکبریٰ باب ماسع من الکھان والاصوات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱۰۷/۱

کے پاس کہانت کا ذکر تھا کہ بعثت اقدس سے کیونکر متغیر ہو گئی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے یہاں اس کا ایک واقعہ گزرا ہے میں حضور میں عرض کروں۔ ہماری ایک کنیز تھی خاصہ نام، کہ ہمارے علم میں ہر طرح نیک تھی، ایک دن آکر بولی: ایک گروہ دوس! تم مجھ میں کوئی بدی جانتے ہو؟ ہم نے کہا: بات کیا ہے؟ کہا: میں بکریاں چراتی تھی، دفعہ ایک اندھیرے نے مجھے گھیرا اور وہ حالت پائی جو عورت مرد سے پاتی ہے مجھے حمل کا گمان ہے، جب ولادت کے دن قریب آئے ایک عجیب الحلق لڑکا جنی جس کے کتے کے سے کان تھے وہ ہمیں غیب کی خبریں دیتا اور جو کچھ کہتا اس میں فرق نہ آتا، ایک دن لڑکوں میں کھیلتے کھیلتے کودنے لگا اور تہبند پھینک دیا اور بلند آواز سے چلایا! اے خرابی! خدا کی قسم اس پہاڑ کے پیچھے گھوڑے ہیں ان میں خوبصورت خوبصورت نو عمر۔ یہ سن کر ہم سوار ہوئے، ویسا ہی پایا۔ سواروں کو بھگایا، غنیمت لوٹی۔ جب حضور کی بعثت ہوئی اس دن سے جو خبریں دیتا جھوٹ ہوتیں۔ ہم نے کہا تیرا برا ہو یہ کیا حال ہے؟ بولا مجھے خبر نہیں کہ جو مجھ سے سچ کہتا تھا اب کیوں جھوٹ بولتا ہے، مجھے اس گھر میں تین دن بند کر دو۔ ہم نے ایسا ہی کیا، تین دن پیچھے کھولا، دیکھیں تو وہ ایک آگ کی چنگاری ہو رہا ہے۔ بولا: اے قوم دوس! حوست السماء و خراج خیر الانبیاء آسمان پر پہرہ مقرر ہوا اور بہترین انبیاء نے ظہور فرمایا۔ ہم نے کہا: کہاں؟ کہا: مکہ میں، اور میں مرنے کو ہوں، مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دینا، مجھ میں آگ بھڑک اٹھے گی، جب ایسا دیکھو باسماک اللہم^۱ (تیرے نام سے اے اللہ!) کہہ کر مجھے تین پتھر مارنا میں بجھ جاؤں گا۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ چند روز بعد حاجی لوگ آئے اور ظہور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خبر لائے۔

اگرچہ یہ قول اس جنی اور حقیقہ اس جن کا تھا جس نے اسے خبر دی، مگر ممکن تھا کہ اسے احادیث مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں گنا جاتا، کہ حضور نے سنا اور انکار نہ فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

روایت نہم^۹: ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث طویل میلاد جمیل میں راوی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب حمل اقدس میں چھ مہینے گزرے ایک

^۱ تاریخ دمشق الكبير اخبار الاخبار بنو ته الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۵۶، الخصائص الكبرى بحوالہ الخرائطي وابن

عساكر باب حراسة السماء الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۱۱۱ و ۱۱۲

شخص نے سوتے میں مجھے ٹھوکر ماری اور کہا:

یا امانة انك قد حملت بخير العالمين طرافاً ولدته فسيبه محمداً ¹ ۔	اے آمنہ! تمہارے حمل میں وہ ہے جو تمام جہان سے بہتر ہے۔ جب وہ پیدا ہوں ان کا نام محمد رکھنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم۔
---	--

روایت دہم^۱: ابو نعیم حضرت بریدہ وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایام حمل مقدس میں خواب دیکھا کوئی کہنے والا کہتا ہے:

انك قد حملت بخير البرية وسيد العالمين فاذا ولدته فسيبه احداً ومحمداً ²	تمہارے حمل میں بہترین عالم و سردار عالمیاں ہیں، جب پیدا ہوں ان کا نام احمد و محمد رکھنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم۔
---	---

روایت یازدہم^۲: ابن سعد و حسن بن جراح زید بن اسلم سے راوی، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب حلیمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہا سے فرمایا: مجھ سے خواب میں کہا گیا:

انك ستلدين غلاماً فسيبه احداً وهو سيد العالمين ³ ۔	غنقریب تمہارے لڑکا ہوگا ان کا نام احمد رکھنا، وہ تمام عالم کے سردار ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔
---	---

روایت دوازدہم^۳: بزار عہ حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی:

لما اراد الله ان يعلم رسوله	جب حق جل و علا نے اپنے رسول کو اذان
-----------------------------	-------------------------------------

عہ: یہ حدیث اس حدیث مرتضوی کا تتمہ جو زیر ارشاد چہل و چہارم گزری لہذا جداولہ شمار نہ ہوئی ۱۲ منہ۔

¹ الخصائص الكبرى بحوالہ ابی نعیم باب ما ظهر في ليلة مولده الخ مرکز البنت گجرات ہند ۱/۲۸

² دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الحادی عشر عالم الکتب بیروت ۱/۴۰

³ الطبقات الكبرى ذكر علامات النبوة الخ دار صادر بیروت ۱/۱۵۱

<p>سکھائی چاہی۔ جبریل براق لے کر حاضر ہوئے حضور سوار ہو کر اس حجاب عہ۲ عظمت تک پہنچے جو رحمن عہ۳ جل مجدہ کے نزدیک ہے پر دے سے ایک فرشتہ نکلا اور اذان کہی، حق اللہ عزوجلہ نے ہر کلمہ پر موزن کی تصدیق فرمائی، پھر فرشتے نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست اقدس تھام کر حضور کو آگے کیا۔ حضور نے تمام اہل سموات کی امامت فرمائی جن میں آدم و نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام بھی شامل تھے۔ اس روز حق تبارک و تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف عام اہل آسمان و زمین پر کامل کر دیا۔</p>	<p>الاذان اتاہ جبریل بدابة يقال له البراق(او ذکر جباحها وتسكين جبريل اياها) قال فركبها حتى انتهی الى الحجاب الذی یلی الرحمان وساق الحديث فيه ذکر تاذین الملك وتصديق الله تعالى عليه وسلم فقدمه قائم اهل السموات فيهم ادم ونوح عہ۱ فيومئذ اكمل الله لمحمد صلي الله تعالى عليه وسلم الشرف على اهل السموات والارض¹۔</p>
---	---

تو جانتا ہے کہ یہ حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تتمہ جیسا کہ دیکھ رہا ہے اور وہ ابو نعیم کے نزدیک بھی ایسے ہی ہے اس طریق میں جس کو وہ لائے میں نہیں جانتا کہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اس کو راوی حدیث سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کیے قرار دیا اور شہاب نے بھی نسیم میں اس کو برقرار رکھا۔ ۱۲ منہ)

عہ۱: انت تعلم ان هذا من تمام حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما تری وهو كذلك عند ابی نعیم فی طریق اتی فلا ادري كيف جعله الامام القاضی فی الشفاء من قول راوی الحدیث سیدنا جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اقره عليه الشهاب فی النسیم۔

عہ۲: حجاب مخلوق پر ہے، خالق جل وعلا حجاب سے پاک ہے وہ اپنی غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے تبارک و تعالیٰ ۱۲ منہ

عہ۳: شاید یہ معنی ہیں کہ عرش رحمن سے قریب ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔

¹ البحر الزخار (مسند البزار) حدیث ۵۰۸، مكتبة العلوم والحكم مدينة المنورة ۲ / ۱۳۶۱۳، كشف الاستار عن زوائد الطوار بدء الاذان

حدیث ۵۲ مؤسسه الرساله بیروت / ۱۷۸، ۱۷۹، الخصائص الكبرى باب ذكره في الاذان في عهد آدم مركز البحوث لجزائر الهند ۱ / ۱۶۳

اسی کی مثل ابو نعیم نے بطریق امام محمد ابن حنفیہ ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی۔ اس کے اخیر میں ہے:

ثم قيل لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تقدم قام اهل السماء فتم له الشرف على سائر الخلق ¹	پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا آگے بڑھے، حضور نے تمام اہل آسمان کی امامت فرمائی اور جمیع مخلوقات الہی پر حضور کا شرف کامل ہوا۔
---	--

والحمد لله رب العالمين (اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے کل جہانوں کا۔ ت)

نور الختام

رزقنا اللہ تعالیٰ حسنه (اللہ تعالیٰ ہمیں حسن خاتمہ عطا فرمائے۔ ت)

الحمد لله کہ کلام اپنے منتہی کو پہنچا، اور دس آیتوں سو حدیثوں کا وعدہ بہ نہایت آسانی بہت زیادہ ہو کر پورا ہوا۔ اس رسالہ میں قصداً استیعاب نہ ہونے پر خود یہی رسالہ گواہی دے گا کہ تمیں سے زائد حدیثیں مفید مقصد ایسی ملیں گی جن کا شمار ان سو میں نہ کیا۔ ز تعلیقات تو اصلاً تعداد میں نہ آئیں۔ اور ہیکل اول میں بھی زیر آیات بہت حدیثیں مثبت مراد گزریں، انہیں بھی حساب سے زیادہ رکھا، خصوصاً حدیث^۱ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ یہ امت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب امتوں سے بہتر اور افضل ہے (زیر آیت خامسہ) حدیث^۲ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ حضور کی امت سب امتوں سے بہتر اور حضور کا زمانہ سب زمانوں سے بہتر، اور حضور کے صحابہ سب اصحاب سے بہتر، اور حضور کا شہر سب شہروں سے بہتر، وانما شرف المکان بالمکین (مکان کا شرف تو مکین کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ت) (زیر آیت اولی) حدیث^۳ علی مرتضیٰ، حدیث^۴ جبر الایہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صفی سے مسیح تک تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے حضور کے بارے میں عہد لیا گیا (ہر دو زیر آیت نخستین) حدیث^۵ سلطان المفسرین رضی اللہ تعالیٰ

^۱ الخصائص الكبرى بحوالہ ابی نعیم عن محمد بن الحنفیة باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء مرکز البنت ۱/۱۶۴، الدر المنثور

تحت الآیة ۱۷۱/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۹۳

عنه نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ قدر و عزت والا کسی کو نہ بنایا۔ (زیر آیت سابعہ) حدیث ۱ عالم القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و ملائکہ سے افضل کیا۔ (زیر آیت ثالثہ) کہ چھ حدیثیں تو نصوص جلیلہ اور قابل ادخال جلوہ اول تابش دوم تھیں۔ ان چھ کے یاد دلانے میں میری ایک غرض یہ بھی ہے کہ تابش چہارم میں روایت ہفتم سے روایت یازدہم تک جو چھ حدیثیں قول ہاتف و کاہن و منامات صادقہ کی گزریں۔ اگر بعض حضرات ان پر راضی نہ ہوں تو ان چھ تصریحات جلیلہ کو ان چھ کا نعم البدل سمجھیں۔ اور سوا حدیث مسندہ معتمدہ کا عدد ہر طرح کامل جائیں۔ واللہ الحمد۔

تمہیہ: فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس عجالہ میں کہ نہایت جاوزت پر مبنی تھا۔ اکثر حدیثوں کی نقل میں اختصار بلکہ بہت جگہ صرف محل استدلال پر اقتصار کیا۔ مواقع کثیرہ میں موضع احتجاج کے سوا باقی حدیث کا فقط ترجمہ لایا۔ طرق و متابعات بلکہ کبھی شواہد مقاربہ المعنی میں بھی ایک کا متن لکھا، بقیہ کا محض حوالہ دیا، اگرچہ وہ سب متون جدا جدا بالاستیعاب بحمد اللہ میرے پیش نظر ہوئے جہاں اتفاق سے کلمات علماء کی حاجت دیکھی وہاں تو غالباً مجرد اشارہ یا نقل بالمعنی یا التقاط ہی پر قناعت کی، ہاں تخریج احادیث میں اکثر استکثار پر نظر رکھی۔ ناظر متفحص بہت حدیثوں میں دیکھے گا کہ کتب علماء میں انہیں صرف ایک یا دو مخرجین کی طرف نسبت فرمایا۔ اور فقیر نے چھ چھ سات سات نام جمع کئے۔ متون اسانید کی تصحیح و تحسین کی طرف جو تلوت ہے اس کا ماخذ بھی ائمہ شان کی تنصیص و تصریح ہے۔ لہذا مناسب کہ طالب سند و جویائے تفصیل کے لئے ان بحار اسفار موج زخار کے اسماء شمار ہوں جو ہنگام تحریری رسالہ میرے پیش نظر موجزن رہے، اور اپنے صدف خیز قعروں گہر ربز لہروں سے ان فرلند آبدار و لالی شاہوار کے ماخذ ہوئے۔ الصحاح السنۃ لاسیمیا الصحیحین و جامع الترمذی و موطا مالک و سنن الدارمی و مشکوٰۃ المصابیح، الترغیب والترہیب للامام الحافظ عبدالعظیم زکی الدین المنذری، الخصائص الکبریٰ لختام الحفاظ ابی الفضل السیوطی، و هو کتاب لم یصنف فی بابہ مثله و اکثر التقطت سنہ مع زیادات فی التخریج وغیرہا من تلقاء نظری او کتب اخری فاللہ یجزیہ الجزاء الاوفی، کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للامام الفہام شیخ الاسلام عیاض الیحبصی، نسیم الریاض للعلامة الشہاب الخفاجی، الجامع الصغیر للامام السیوطی، التیسیر جامع الصغیر للعلامة الروف المناوی، المواہب الدنیہ والمنح المحمدیہ للامام العلامة احمد بن محمد المصری القسطلانی، شرح المواہب للعلامة الشمس محمد بن الباقی الزرقانی، افضل القرى لقراء ام القرى

المعروف بشرح الهمزية للامام ابن حجر المكي، مفاتيح الغيب للامام الفخر محمد الرازي تكملتها لتلميذه الفاضل^۱ العلامة الخوي، معالم التنزيل للامام محي السنة البغوي، مدارك التنزيل للامام العلامة النسفي وربما اخذت شيئاً او اشياء عن المنهاج للامام العلامة ابني زكريا النووي وارشاد الساري للامام احمد القسطلاني والبيضاوي والجلالين والاحياء والمدخل لمحمد العبدري والمدارج واشعة اللمعات للمولي الديلمي ومطالع المسرات للعلامة الفاسي وشفاء السقام للامام المحقق الاجل السبكي والعلل المتناهية للعلامة الشمس ابني الفرج ابن الجوزي ولم اخذ عنها الا تخريجاً واحداً لحديث ورسالة المولد له والحلية شرح المنية للامام محمد بن محمد بن محمد ابن امير الحاج الحلبي وشرح الشفاء للفاضل علي القاري رحمة الله تعالى عليهم اجمعين الى غير ذلك مما منح المولي سبخنه وتعالى۔

پھر ان کتابوں سے بھی بعض باتیں ان کے غیر مظنہ سے اخذ کیں کہ اگر ناظر مجرد واستقراء مظان پر قناعت کرے ہر گز نہ پائے، لہذا متجسس کو ثبت وامعان درکار واللہ العزیز الغفار۔

یہ رسالہ ششم شوال کو آغاز اور نوزدہم کو ختم۔ اور آج پنجم ذی القعدہ روز جان افروز ووشنبہ کو وقت چاشت مسودہ سے بیضہ ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ ان اوراق میں پہلی حدیث حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے ماثور، اور سب میں پچھلی حدیث بھی اسی جناب ولایت مآب سے مذکور۔ امید ہے کہ اس خاتم خلافت نبوت فاتح سلاسل ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقہ میں حضور پر نور، غفور، عہ۲ جواد،

عہ۱: علی مافی النسیم والكشف ولی فیہ تأمل ۱۲ منہ۔ اس بنیاد پر جو نسیم وکشف میں ہے اور مجھے اس میں تامل ہے۔ ۱۲ منہ۔ (ت)

عہ۲: غفور غفور حضور کے اسماء طیبہ سے ہیں، کما فی البواہب^۱ واستشهد له الزرقانی^۲ مافی التوراة ولكن يعفو ويغفر، رواه البخاری ۱۲ منہ غفر له عفی عنہ (جیسا کہ مواہب میں ہے اس کے لیے زرقانی نے تورات کی اس عبارت سے استشاد کیا، لیکن وہ معاف فرماتا اور درگزر فرماتا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ت)

^۱ البواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱۹/۲

^۲ البواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹/۳

کریم، رؤف، رحیم، صفوح زلات، مقبیل عشرات، مصحح حسنات، عظیم الہبات، سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین محمد رسول رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین کی بارگاہ بیکس پناہ میں شرف قبول پائے۔ اور حق تبارک و تعالیٰ کا تب و سائل و واسطہ سوال و عامہ مومنین کو دارین میں اس سے اور فقیر کی تصانیف سے نفع پہنچائے۔

بے شک وہ اس کا مالک اور اس پر قادر، بھلائی سب اس کے لئے ہے اور اس کے دست قدرت میں ہے، اور ہماری دعا کا اختتام اس پر ہے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا۔ درود و سلام نازل ہو رسولوں کے سردار محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر۔ تجھے پاکی ہے اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ (ت)

انه ولي ذلك والقدير عليه والخير كله له وبيديه و
آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين. والصلوة والسلام
على سيد المرسلين محمد وآله واصحابه اجمعين،
سبحنك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت
استغفرک واتوب اليک والحمد لله رب العلمين۔

رسالہ

تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

ختم ہوا

الحمد لله بشارت جلیلہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>یعنی "نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں، ہاں بشارتیں باقی ہیں، اچھے خواب"۔ اسے بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ اور مالک نے زیادہ کیا کہ نیک آدمی دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ احمد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی ام کرز سے کہ نبوت چلی گئی اور مبشرات باقی رہ گئے۔ اور طبرانی نے کبیر میں حذیفہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا کہ میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں باقی ہیں اچھا خواب کہ نیک آدمی دیکھے یا اس کیلئے دیکھا جائے۔ (ت)</p>	<p>لم یبق من النبوة الا مبشرات الرؤيا الصالحة رواه البخاری^۱ عن ابی ہریرة و زاد مالك يراها الرجل الصالح او ترى له^۲ والاحمد وابن ماجة وابن خزيمة و ابن حبان وصحاحه عن ام کرز ذهبت النبوة و بقيت المبشرات^۳ وللطبرانی في الكبير عن حذيفة بسند صحيح ذهبت النبوة فلان نبوة بعدى الا المبشرات الرؤيا الصالحة يراها الرجل او ترى له^۴۔</p>
---	---

الحمد لله اس رسالہ کے زمانہ تصنیف میں مصنف نے خواب دیکھا کہ میں اپنی مسجد میں ہوں، چند وہابی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت مطلقہ میں بحث

^۱ صحیح البخاری کتاب التعبير باب مبشرات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۳۵

^۲ مؤطا امام مالک ماجاء فی الرؤیا میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۷۲۳

^۳ سنن ابن ماجہ ابواب التعبير الرؤیا باب الرؤیا الصالحة يراها المسلم الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۶، مسند احمد بن حنبل

حدیث ام کرز رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۸۱

^۴ معجم الكبير حدیث ۳۰۵۱ المکتبة الفیصلیة بیروت ۳/۱۷۹

کرنے لگے۔ مصنف نے دلائل صریحہ سے انہیں ساکت کر دیا کہ خائب و خاسر چلے گئے۔ پھر مصنف نے اپنے مکان کا قصد کیا (یہ مسجد شارع عام پر واقع ہے، دروازہ سے نکل کر چند سیڑھیاں ہیں کہ ان سے اتر کر سڑک ملتی ہے، اس کے جنوب کی طرف ہندوؤں کے مندر اور ان کا کتوال ہے) مصنف ابھی اس زینہ سے نہ اتر تھا کہ بائیں ہاتھ کی طرف سے ایک مادہ خوک (خنزیر) اور اس کے ساتھ اس کا بچہ سڑک پر آتے دیکھا، جب زینہ مذکورہ کے قریب آئے اس بچہ نے مصنف پر حملہ کرنا چاہا، اس کی ماں نے اسے دوڑ کر روکا، اور غالباً اس کے منہ پر تپانچہ مارا۔ بہر حال اسے سختی کے ساتھ جھڑکا۔ اور ان وہابیہ کی طرف اشارہ کر کے بولی: دیکھتا نہیں کہ یہ تیرے بڑے تو اس شخص سے جیتے نہیں تو اس پر کیا حملہ کرے گا۔ یہ کہہ کر وہ سوئریا اس کا بچہ دونوں اس ہندو کنویں کی طرف بھاگتے چلے گئے والحمد للہ رب العلمین۔ اس خواب سے مصنف نے بعونہ تعالیٰ قبول رسالہ پر استدلال کیا، والحمد للہ۔

الحمد للہ

بشارتِ عظمیٰ

اس سے کچھ پہلے مصنف نے خواب دیکھا کہ اپنے مکان کے پھاٹک کے آگے شارع عام پر کھڑا ہوں، اور بہت دیر بلور کا ایک فانوس ہاتھ میں ہے، میں اسے روشن کرنا چاہتا ہوں، دو شخص داہنے بائیں کھڑے ہیں وہ پھونک مار کر بجھا دیتے ہیں، اتنے میں مسجد کی طرف سے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، واللہ العظیم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی وہ دونوں مخالف ایسے غائب ہو گئے کہ معلوم نہیں آسمان کھا گیا یا زمین میں سما گئے۔ حضور پر نور ملجائے بیکساں مولائے دل و جاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سگ بارگاہ کے پاس تشریف لائے، اور اتنے قریب رونق افروز ہوئے کہ شاید ایک بالشت یا کم کا فاصلہ ہو، اور بکمال رحمت ارشاد فرمایا: پھونک مار، اللہ روشن کر دے گا۔ مصنف نے پھونکا، وہ نور عظیم پیدا ہوا کہ سارا فانوس اس سے بھر گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

رسالہ

شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام^{۱۳۱۵ھ}
(رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کرام کا مسلمان ہونا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۳۴: از معسکر بنگلور، مسجد جامع مدرسہ جامع العلوم مرسلہ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد عبدالغفار صاحب قادری نسباً و
طریقۃً اعلیٰ مدرس مدرسہ مذکور ۲۱ شوال ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ سرور کائنات فخر موجودات رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
ماں باپ آدم علی نبینا وعلیہ السلام تک مومن تھے یا نہیں؟ بینوا تو جو را۔^ع (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اے اللہ! تیرے لئے ظاہری و باطنی طور پر دائمی

اللهم لك الحمد الدائم الباطن الظاهر

عہ: اس سوال کے جواب میں "ہدایۃ الغوی فی اسلام آباء النبی" مصنفہ مولوی صاحب موصوف تھا، یہ اسی کی تصدیق میں
لکھا گیا۔

صل وسلم علی المصطفیٰ الکریم نورک الطیب الطاهر الزاهر الذی نزهته من کل رجس اودعته فی کل مستودع طاهر ونقلته من طیب الی طیب فله الطیب الاول والاخر و علی الہ وصحبہ الا طائب الا طاهر امین۔	حمد ہے۔ درود و سلام نازل فرما مصطفیٰ کریم پر جو تیرا طیب و طاہر اور روشن نور ہیں جن کو تو نے ہر نجاست سے منزہ کیا ہے اور پاک محل میں ودیعت فرمایا ہے۔ اور ستھرے سے ستھرے کی طرف منتقل فرمایا ہے۔ اول و آخر اس کے لئے پاکیزگی ہے، اور ان کی طیب، طاہر آل اور اصحاب پر۔ آمین! (ت)
---	--

اولاً (پہلی دلیل): اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ" ^۱ ۔	بیشک مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے۔
--	-----------------------------------

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنًا فقرًا حتی کنت من القرون الذی کنت منه۔ رواہ البخاری ^۲ فی صحیحہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ہر قرن و طبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔ (اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	---

حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے۔

لم یزل علی وجہ الدھر (الارض) سبعة مسلمون فصاعدًا فلولاً ذلک هلکت الارض ومن علیہا۔ اخرجه عبد الرزاق ^۳ وابن المنذر بسند صحیح علی شرط الشیخین۔	روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین و اہل زمین سب ہلاک ہو جاتے۔ (اس کو عبد الرزاق اور ابن المنذر نے شیخین کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)
---	---

حضرت عالم القرآن جبر اللہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

^۱ القرآن الکریم ۲۲۱/۲

^۲ صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۰۳

^۳ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة بحوالہ عبد الرزاق وابن المنذر المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۷۴

حدیث میں ہے:

مأخلت الارض من بعد نوح من سبعة يرفع الله بهم عن اهل الارض ¹ ۔	نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگان خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔
--	---

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن و طبقہ میں روئے زمین پر لاکھوں سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں، اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں، ہر قرن میں خیار قرن سے، اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالانساب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہو سکتا تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء و امہات ہر قرن اور طبقہ میں انہیں بندگان صالح و مقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قرآن عظیم میں ارشاد حق جل و علا کے مخالف ہوگا۔

اقول: والمعنى ان الكافر لا يستأهل شرعاً ان يطلق عليه انه من خيار القرن لاسباباً وهناك مسلمون صالحون وان لم يرد الخيرية الا بحسب النسب، فافهم۔	اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) کہ مراد یہ ہے کہ کافر شرعاً اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کو خیر القرن کہا جائے بالخصوص جبکہ مسلمان صالح موجود ہوں اگرچہ خیریت نسب ہی کے لحاظ سے کیوں نہ ہو۔ چنانچہ تو سمجھ ۱۲۔ (ت)
---	--

یہ دلیل امام جلیل خاتم الحفظ جلال المذیہ والدین سیوطی قدس سرہ نے افادہ فرمائی فاللہ یجزیہ الجزاء الجمیل (اللہ تعالیٰ ان کو اجر جمیل عطا فرمائے۔ ت)

ثانیاً: قال الله عز وجل "إِنَّهَا الْبَشَرُ كَوْنٌ نَجَسٌ" ² ۔	دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کافر تو ناپاک ہی ہیں۔ (ت)
---	--

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

¹ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ احمد فی الزهد الخ المقصد الاول دار المعرفة بیروت ۱/۴۴، الحاوی للفتاویٰ بحوالہ احمد

فی الزهد والخلال فی کرامات الاولیاء الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۲۱۲

² القرآن الکریم ۲۷/۹

لم یزل اللہ عزوجل ینقلنی من اصلاب الطیبة الی الارحام الطاهرة مصفی مہذباً لاتنשב شعبتان الا کنت فی خیرہما۔ رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوة ^۱ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک ستھری پشتوں میں نقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔ (اس کو نعیم نے دلائل النبوة میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
---	---

اور ایک حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات ^۲ ۔	میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔
---	---

دوسری حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاهرة حتی اخرجنی من بین ابوی۔ رواہ ابن ابی عمرو العدنی ^۳ فی مسندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ اس کو ابن ابی عمرو العدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ ت)
--	--

توضور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء کرام طاہرین و امہات کرام طاہرات سب اہل ایمان و توحید ہوں کہ بنس قرآن عظیم کسی کافر و کافرہ کے لیے کرم و طہارت سے حصہ نہیں۔

یہ دلیل امام اجل فخر المتکلمین علامہ الوری فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی اور علامہ محقق سنوسی اور علامہ تلمسانی شارح شفاء و امام ابن حجر مکی و علامہ محمد زرقانی

^۱ الحاوی للفتاویٰ بحوالہ ابی نعیم مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۱۱، دلائل النبوة لابی نعیم الفصل

الثانی عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۲ و ۱۱

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۷۳، الحاوی للفتاویٰ مسالک

الحنفاء فی والدی المصطفیٰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۱۰

^۳ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل و اما شرف نسبہ المطبعة الشركة الصحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۱/ ۲۳، نسیم الریاض فی شرح

شفاء القاضی عیاض بحوالہ ابن ابی عمرو العدنی مرکز الہدیت، رکات رضا گجرات ہند ۱/ ۳۳۵

شارح مواہب وغیرہم اکابر نے اس کی تائید و تصویب کی۔

<p>تیسری دلیل: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: بھروسہ کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہو اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنیوالوں میں۔</p>	<p>ثالثاً: قال اللہ تبارک و تعالیٰ: "وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ" الَّذِي يَرْزُقُكَ حِينَ تَقُومُ ۖ وَتَقْلُبُ فِي السُّجُودِ ۝ ۱۹ "۱۔</p>
--	---

امام رازی فرماتے ہیں: معنی آیت یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا^۲ تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آباء کرام مسلمین تھے۔ امام سیوطی و امام ابن حجر و علامہ زرقانی^۳ وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر و تائید و تاکید و تشیید فرمائی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے موید روایت ابو نعیم کے یہاں آئی: ^۴

<p>علماء نے تصریح کی ہے کہ قرآن پاک کی ہر وجہ سے استدلال کیا جائے گا اور کوئی ایک تاویل دوسری تاویل کی نفی نہیں کرتی، اس کے لیے علماء کا عمل گواہ ہے کہ وہ پرانے اور نئے زمانے میں آیات مبارکہ کی کئی تاویلات میں سے ایک سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ (ت) چوتھی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: البتہ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔</p>	<p>وقد صرحوا ان القرآن محتج به على جميع وجوه ولا ينفي تاويل تاويلا ويشهد له عمل العلماء في الاحتجاج بالآيات على احد التاويلا وتقديما وحديثا۔ رابعاً: قال المولى سبحانه وتعالى "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" ۝ ۵</p>
--	---

اللہ اکبر! بارگاہ عزت میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و وجاہت و محبوبیت کہ امت کے حق میں تو رب العزت جل و علانے فرمایا ہی تھا:

^۱ القرآن الکریم ۲۶ / ۲۱۷ تا ۲۱۹

^۲ مفاتیح الغیب تحت آیہ ۲۶ / ۲۱۹ - ۲۴ / ۱۳۹

^۳ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول باب وفات امہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفہ بیروت ۱ / ۱۷۴

^۴ شرح الزرقانی بحوالہ ابی نعیم المقصد الاول باب وفات امہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفہ بیروت ۱ / ۱۷۴، دلائل النبوة لابن نعیم

الفصل الثانی عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۱ و ۱۲

^۵ القرآن الکریم ۵ / ۹۳

سنن رضیک فی امتک ولا نسوک رواہ مسلم ^۱ فی صحیحہ۔	قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کر دیں گے اور تیرا دل برانہ کریں گے۔ (اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ت)
---	--

مگر اس عطا اور ضاکا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی نسبت فرمایا:

وجدته فی غمرات من النار فأخرجته الی ضحضاح رواہ البخاری ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ^۲ ۔	میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا (اس کو امام بخاری و امام مسلم نے ابن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
---	--

دوسری روایت صحیح میں فرمایا:

ولو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار۔ رواہ ایضاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ ^۳ ۔	اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا (اس کو بخاری نے انہی سے روایت کیا ہے)
--	--

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:



^۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب دعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لامته الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۳/۱

^۲ صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱، صحیح البخاری کتاب الادب کنیۃ المشرک قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۱۷/۲، صحیح مسلم باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱، مسند احمد بن حنبل عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۶/۱

^۳ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱، صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱، صحیح البخاری کتاب الادب باب کنیۃ المشرک قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۱۷/۲

<p>اهون اهل النار عذاباً۔ رویا^۱ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔</p>	<p>دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب پر ہے (امام بخاری و مسلم نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ ت)</p>
---	--

اور یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے، ابو طالب کو اس سے کیا نسبت؟ پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انھیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانہ اسلام پایا، تو اگر معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابو طالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے۔ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں، واللہ الحمد، اس دلیل کی طرف بھی امام خاتم الحفاظ (جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے اشارہ فرمایا:

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ت) تقریر دلیل یہ ہے کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اہل نار میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب پر ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابو طالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاری و غمخواری و پاسداری و خدمت گزاری کے باعث یا اس لئے کہ سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی، حضور کو ان کی رعایت منظور تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>عم الرجل صنو أبيه رواه الترمذی^۲ بسند حسن</p> <p>عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن علی والطبرانی</p> <p>الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما</p>	<p>آدمی کا چچا اس کے باپ کے بجائے ہوتا ہے اس کو امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جبکہ طبرانی کبیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)</p>
--	--

شق اول باطل ہے، قال اللہ عزوجل (اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا):

^۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اھون اھل النار عذاباً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱

^۲ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی الفضل عمر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲/۲۱۷، المعجم الکبیر حدیث ۱۰۶۹۸

<p>اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (ت)</p>	<p>"وَقَدْ مَنَّآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبًا مَّا تُثْمِرُوْنَ" ۱</p>
---	---

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں، لاجرم شق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد، ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراپا آگ میں غرق پایا، عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا، پھر حضور کا ارشاد کہ میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا، میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں میں ہوتا" ۲۔

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاس خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر و باہر ہے اور بالبداہت واضح کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہر گز اتنا گراں نہیں ہو سکتا جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا کلمہ، نہ ان سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں، نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرت والدین کے چھٹکارے میں، تو اگر عیاذ باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت و عنایت کے زیادہ مستحق تھے، و بوجہ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حق پرورش و خدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سی پرورش جزئیّت کے برابر ہو سکتی ہے، کون سی خدمت حمل و وضع کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق، حق والدین کے برابر ہو سکتا ہے جسے رب العزت نے اپنے حق عظیم کے ساتھ شمار فرمایا:

<p>حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔</p>	<p>"اِنَّ اَشْكُرْکُمْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ" ۳۔</p>
--	---

پھر ابوطالب نے جہاں برسوں خدمت کی، چلتے وقت رنج بھی وہ دیا جس کا جواب نہیں، ہر چند حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا، جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں۔ عمر بھر معجزات دیکھنا، احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حمید اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا، بخلاف ابویں کریمین کہ نہ انھیں دعوت دی گئی نہ انکار کیا، تو ہر وجہ، ہر لحاظ، ہر حیثیت سے یقیناً انھیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے، تو ابوطالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یونہی متصور کہ ابویں کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں۔ وہو المقصود والحمد لله العلی الودود اور وہی مقصود ہے، (اور تمام تعریفیں بلندی و محبت

۱ القرآن الکریم ۲۵/۲۳

۲ صحیح البخاری کتاب مناقب انصار قصہ ابی طالب ۱/۵۴۸ و صحیح مسلم کتاب الایمان ۱/۱۱۵، مسند احمد بن حنبل عن العباس

المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۷/۲۰

۳ القرآن الکریم ۳۱/۱۴

والے اللہ کے لئے ہیں۔ ت)

پانچویں دلیل: اقوال: (میں کہتا ہوں کہ) مولیٰ عزوجل نے فرمایا: برابر نہیں دوزخ والے اور جنت والے، اور جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔	خامساً: اقوال: قال المولیٰ عزوجل: "لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ" ۱۔
---	--

حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولادِ امجاد حضرت عبدالمطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے دیکھا، جب پاس آئیں، فرمایا:

ما اخرجك من بيتك؟	اپنے گھر سے کہاں گئی تھیں؟
-------------------	----------------------------

عرض کی:

آتیت اهل هذا البيت فترحت اليهم وعزيتهم بميتهم۔	یہ جو ایک میت ہو گئی تھی میں ان کے یہاں دعائے رحمت اور تعزیت کرنے گئی تھی۔
--	--

فرمایا:

لعلك بلغت معهم الكذی۔	شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی۔
-----------------------	------------------------------------

عرض کی:

معاذ اللہ ان اكون بلغتها وقد سبعتك تذکر فی ذلك ماتذکر۔	خدا کی پناہ میں وہاں جاتی حالانکہ حضور سے سن چکی تھی جو کچھ اس بات میں ارشاد کیا۔
--	---

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو بلغتها معهم ما رایت الجنة حتی یراها جد ابیک۔ رواہ ابو داؤد ^۲ والنسائی۔ واللفظ له عن عبد اللہ بن عمر وبن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اما ابو داؤد	اگر تو ان کے ساتھ وہاں جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب تک عبدالمطلب نہ دیکھیں۔ اس کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے، اور لفظ نسائی کے ہیں سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، امام ابو داؤد
---	--

^۱ القرآن الکریم ۵۹/۲۰

^۲ سنن النسائی کتاب الجنائز باب النعی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۲۶۵ و ۲۶۶ و سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب التعزیه آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۸۹

فتادب و کئی وقال فذكر تشديدا في ذلك واما ابو عبد الرحمن فاذا لتبليغ العلم واداء الحديث على وجهه لكل وجهه هو موليهـ	نے ازراہ ادب بطور کتایہ اس میں تشدید کا ذکر کیا لیکن امام ابو عبد الرحمن نے کھل کر علم کو پہنچایا اور حدیث کا حق ادا کیا۔ ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے۔ (ت)
--	--

یہ تو حدیث کا ارشاد ہے، اب ذرا عقائد اہلسنت پیش نظر رکھتے ہوئے نگاہ انصاف درکار، عورتوں کا قبرستان جانا غایت درجہ اگر ہے تو معصیت ہے، اور ہرگز کوئی معصیت مسلمان کو جنت سے محروم اور کافر کے برابر نہیں کر سکتی، اہلسنت کے نزدیک مسلمان کا جنت میں جانا واجب شرعی ہے اگرچہ معاذ اللہ مواخذے کے بعد، اور کافر کا جنت میں جانا محال شرعی کہ ابد الابد تک کبھی ممکن ہی نہیں، اور نصوص کو حتی الامکان ظاہر پر محمول کرنا واجب، اور بے ضرورت تاویل ناجائز، اور عصمت نوع بشر میں خاصہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے، ان کے غیر سے اگرچہ کیسا ہی عظیم الدرجات ہو، وقوع گناہ ممکن و متصور۔ یہ چاروں باتیں عقائد اہل سنت میں ثابت و مقرر، اب اگر بحکم مقدمہ رابعہ مقابر تک بلوغ فرض کیجئے تو بحکم مقدمہ ثالثہ جزاء کا ترتب واجب، اور اس تقدیر پر کہ حضرت عبدالمطلب کو معاذ اللہ غیر مسلم کہئے بحکم مقدمہ ثنیں اولین و نیز بحکم آیت کریمہ محال و باطل، تو واجب ہوا کہ حضرت عبدالمطلب مسلمان و اہل جنت ہوں اگرچہ مثل صدیق و فاروق و عثمان و علی و زہرا و صدیقہ و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں۔ اب معنی حدیث بلا تکلف اور بے حاجت تاویل و تصرف عقائد اہلسنت سے مطابق ہے یعنی اگر یہ امر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبدالمطلب داخل بہشت ہوں گے ہکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق (یونہی تحقیق چاہئے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت)

سادساً، اقول: قال ربنا الاعز الاعلى عزو علا: "وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلّٰهِ مَنَازِلُ الَّذِينَ السَّافِقِينَ لَا يَعْزُبُونَ عَنْ رَّبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَكْفُرُونَ" ۱۔ وقال تعالى: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا	چھٹی دلیل: اقول: (میں کہتا ہوں کہ) ہمارے پروردگار اعز و اعلیٰ عز و علانے فرمایا، عزت تو اللہ و رسول اور مسلمان ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو علم نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے لوگو!
--	---

ہم نے بنایا تمہیں ایک نرودادہ سے اور کیا تمہیں قومیں اور قبیلے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بے شک اللہ کے نزدیک تمہارا زیاد عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔	حَقَّقْنَاكُمْ مِنْ ذِكْرٍ وَأَنْتُمْ لَا تُعْلَمُونَ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۱۰﴾ ۱۔
---	---

ان آیات کریمہ میں رب العزت جل وعلا نے عزت و کرم کو مسلمانوں میں منحصر فرمادیا اور کافر کو کتنا ہی قوم دار ہو، لئیم و ذلیل ٹھہرایا اور کسی لئیم و ذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز و کریم کے لیے باعث مدح نہیں ولہذا کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہوا۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو شخص عزت و کرامت چاہنے کو اپنی نو پشت کافر کا ذکر کرے کہ میں فلاں ابن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو۔ (اس کو امام احمد نے ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت فرمایا۔ ت)	من انتسب الی تسعة اباء کفار یرید بہم عزا و کرمًا کان عاشرہم فی النار۔ رواہ احمد ^۲ عن ابی ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔
---	---

اور احادیث کثیرہ مشہورہ سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے فضائل کریمہ کے بیان اور مقام رجز و مدح میں بارہا اپنے آباء کرام و امہات کرائم کا ذکر فرمایا۔ روزِ حنین جب ارادہ الہیہ سے تھوڑی دیر کے لئے کفار نے غلبہ پایا معدود بندے رکاب رسالت میں باقی رہے، اللہ غالب کے رسول غالب پر شان جلال طاری تھی:

میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا۔ (اس کو احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)	انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم ^۳ والنسائی عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
--	---

^۱ القرآن الکریم ۴۹/۱۳

^۲ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی ریحانہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۳۴

^۳ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من قاد دابة غيرة في الحرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۰۱، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوة حنین

قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۰

حضور قصد فرما رہے ہیں کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب و حضرت ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بغلہ شریف کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھ نہ جائے اور حضور فرما رہے ہیں:

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ ^۱ (وابونعیم عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	میں سچا نبی ہوں، اللہ کا پیارا، عبدالمطلب کی آنکھ کا تارا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو نعیم نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
---	--

امیر المؤمنین عمر لگام روکے ہیں اور حضرت عباس دُپٹی تھامے، اور حضور فرما رہے ہیں،

قدماً ہا، انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب، رواہ ابن عساکر ^۲ عن مصعب بن شیبہ عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اسے بڑھنے دو، میں ہوں نبی صریح حق پر، میں ہوں عبدالمطلب کا پسر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (اس کو ابن عساکر نے مصعب بن شیبہ سے ان کے باپ کے واسطے سے روایت کیا ہے۔ ت)
---	---

جب کافر نہایت قریب آگئے، بغلہ طیبہ نے نزول اجلال فرمایا، اس وقت بھی یہی فرماتے تھے،

انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب، اللهم انزل نصرك۔ رواہ ابن ابی شیبہ ^۳ وابن ابی جریر عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	میں ہوں نبی برحق سچا، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، الٰہی! اپنی مدد نازل فرما۔ (اس کو ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
---	---

^۱ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب السیر حدیث ۳۳۵۷۳ دارالعلمیۃ بیروت ۶/ ۵۳۵، کنز العمال بحوالہ ش و ابی نعیم حدیث ۳۰۲۰۷
مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۵۴۰/۱۰

^۲ تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۲۸۵۸ شیبہ بن عثمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵/ ۱۷۲

^۳ کنز العمال بحوالہ ش و ابن جریر حدیث ۳۰۲۰۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۵۴۱/۱۰

پھر ایک مشت خاک دستِ پاک میں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا:

شاهت الوجہ^۱ - چہرے بگڑ گئے۔

وہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھ میں پھینچی اور سب کے منہ پھر گئے، ان میں جو مشرف باسلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کر دی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے، سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی،

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی الْحَقِّ الْمُبِينِ سَيِّدِ الْمَنْصُورِينَ وَالْهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔	اللہ تعالیٰ درود و سلام اور برکت نازل فرمائے حق مبین پر جو مدد کئے ہوؤں کے سردار ہیں اور آپ کی آل پر۔ (ت)
---	---

اسی غزوہ کے رجز میں ارشاد فرمایا:

اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكِ مِنْ بَنِي سَلِيمٍ۔ رواه سعيد بن منصور ^۲ في سننه والطبرانی في الكبير عن سبابة بن عاصم رضي الله تعالى عنه۔	میں بنی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا۔ (اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور طبرانی معجم کبیر میں سبابہ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔) (ت)
---	---

ایک حدیث میں ہے، بعض غزوات میں فرمایا:

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ، اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكِ۔ رواه ابن عساکر ^۳ عن قتاده۔	میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، میں ہوں ان بیٹیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ تھا (اس کو ابن عساکر نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔) (ت)
--	--

^۱ کنز العمال حدیث ۳۰۲۱۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/۵۴۱، جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت الآية لقد نصرکم اللہ الخ دار احیاء

التراث العربی بیروت ۱۰/۱۱۸

^۲ کنز العمال بحوالہ ص وطب حدیث ۳۱۸۷۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۱/۴۰۲، المعجم الكبير بحوالہ ص وطب حدیث ۲۷۲۳ المكتبة

الفيصلية بیروت ۷/۱۶۹

^۳ تاریخ دمشق الكبير باب معرفة امه وجداته الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۶۰

علامہ مناوی صاحب تیسیر و امام مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس و جوہری صاحب صحاح و صنعانی وغیرہم نے کہا: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا^۱۔ ابن بری نے کہا: وہ بارہ بیبیاں عاتکہ نام کی تھیں، تین^۲ سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے، اور دو^۳ قرشیات، دو عدوانیات اور ایک کنانیہ، اسدیہ، ہذلیہ، قضاعیہ، ازدیہ، ذکرہ فی تاج العروس^۲ (اسے تاج العروس میں ذکر کیا گیا۔ ت)

ابو عبد اللہ عدوسی نے کہا: وہ بیبیاں چودہ^۴ تھیں، تین قرشیات، چار سلمیات، دو عدوانیات اور ایک ہذلیہ، قحطانیہ، قضاعیہ، ثقفیہ، اسدیہ بنی اسد خزیمہ سے۔ رواہ الامام الجلال السيوطی فی الجامع الكبير (اس کو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے جامع کبیر میں روایت کیا ہے۔ ت) اور ظاہر ہے کہ قلیل نانی کثیر نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مقام مدح و بیان فضائل کریمہ میں اکیس^۵ پشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کر کے فرمایا: میں سب سے نسب میں افضل، باپ میں افضل، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو بحکم نصوص مذکورہ ضرور ہے کہ حضور کے آباء و امہات مسلمین و مسلمات ہوں۔ واللہ الحمد (اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے۔ ت)

سابغاً: قال الله سبحانه وتعالى: "إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۚ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ" ۳۔	ساتویں دلیل: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! یہ کنعان تیرے اہل سے نہیں یہ تو ناراستی کے کام والا ہے۔ (ت)
---	--

آیہ کریمہ نے مسلم و کافر کا نسب قطع فرمادیا و لہذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

نحن بنو النضر بن كنانة لاننتفى من ابينا۔ رواه	ہم نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں، ہم اپنے باپ سے اپنا نسب جدا نہیں کرتے (اسکو)
---	---

^۱ التيسير شرح الجامع الصغير تحت الحديث ان ابن العواتك مكتبة الامام الشافعي رياض ۱/ ۵۷، ۲، الصحاح باب الكاف فصل العين تحت

لفظ عاتکہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۳۱۱

^۲ تاج العروس باب الكاف فصل العين دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۱۵۹

^۳ القرآن الكريم ۱۱/ ۴۶

ابو داؤد الطیالسی وابن سعد والمام احمد ^۱ وابن ماجہ والحارث والباوردی سمویہ وابن قانع والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم والضیاء المقدسی فی صحیح المختارة عن الاشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ابو داؤد الطیالسی، ابن سعد، امام احمد، ابن ماجہ، حارث، ماوردی، سمویہ، ابن قانع، طبرانی کبیر، ابو نعیم اور ضیاء مقدسی نے صحیح مختارہ میں اشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)
---	---

کفار سے نسب بکرم احکم الحاکمین منقطع ہے، پھر معاذ اللہ جدانہ کرنے کا کیا محل ہوتا۔

ثَامِنًا وَتَاسِعًا، اَقُولُ: قَالَ الْعَلِيُّ الْاَعْلَى تَبَارَكَ وَتَعَالَى " اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خُلِدُوْا فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۚ " ^۲ ۔	آٹھویں اور نویں دلیل: میں کہتا ہوں علی اعلیٰ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: بیشک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہ سارے جہان سے بدتر ہیں، بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ سارے جہان سے بہتر ہیں۔
--	---

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

غفر اللہ عزوجل لزيد بن عمرو ورحمه فانه مات على دين ابراهيم۔	اللہ عزوجل نے زید بن عمرو کو بخش دیا اور ان پر رحم فرمایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و
---	--

^۱ کنز العمال بحوالہ الحارث والباوردی وسمویہ وغیرہ حدیث ۳۵۵۱۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۴۲۲، سنن ابن ماجہ ابواب الحدود باب من نفی رجلا من قبیلۃ بنی سَعْدِ کَمَنی کراچی ص ۱۹۱، مسند احمد بن حنبل حدیث الاشعث بن قیس الکندی المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۱۱۲۱۲، المعجم الکبیر حدیث ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، المکتب الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۲۸۶، مسند ابی داؤد الطیالسی احادیث الاشعث بن قیس حدیث ۱۰۴۹، دارالمعرفۃ بیروت الجز الرابع ص ۱۴۱، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من انتفی الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارصادر بیروت ۱۰/ ۲۳، دلائل النبوة للبیہقی باب ذکر شرف اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۷۳

^۲ القرآن الکریم ۶/ ۹۸، ۷

رواہ البزار والطبرانی ^۱ عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	السلام پر تھے۔ (اس کو بزار اور طبرانی نے سیدنا سعید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
--	---

اور ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکی نسبت فرمایا:

رأيتہ فی الجنة یسحب ذیولاً۔ رواہ ابن سعد ^۲ و الفاکھی عن عامر بن ربیعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	میں نے اسے جنت میں نازکے ساتھ دامن کشاں دیکھا (اس کو ابن سعد اور فاکھی نے حضرت عامر بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	--

اور بیہقی وابن عساکر کی حدیث میں بطریق مالک عن الزہری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں وھذا رواۃ البیہقی (اور یہ بیہقی کی روایت ہے۔):

انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ کبھی لوگ دو گروہ نہ ہوئے مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر گروہ میں کیا تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا آدم سے لے کر اپنے والدین تک، تو میرا نفس کریم تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔	انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ ما افترق الناس فرقتین الا جعلنی اللہ فی خیر ہما فاخرجت من بین ابویں فلم یصبنی شیئ من عہد الجاہلیۃ وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم حتی انتہیت الی ابی وای فانا خیر کم نفسا وخیر کم ابا ^۳ و فی لفظ فانا خیر کم
---	--

^۱ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ترجمہ سعید بن زید دار صادر بیروت ۳/ ۳۸۱

^۲ فتح الباری بحوالہ ابن سعد والفاکھی کتاب المناقب حدیث زید بن عمرو بن نفیل مصطفیٰ البابی مصر ۸/ ۱۴

^۳ دلائل النبوة باب ذکر اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۷۴ تا ۱۷۹، تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر

معرفة نسبه دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۹ و ۳۸۸

نسباً وخیرکم ابا^۱۔

اس حدیث میں اول تو نفی عام فرمائی کہ عہد جاہلیت کی کسی بات نے نسب اقدس میں کبھی کوئی راہ نہ پائی، یہ خود دلیل کافی ہے اور امر جاہلیت کو خصوصاً زنا پر حمل کرنا ایک تو تخصیص بلا محض، دوسرے نفی زنا صراحۃً اس کے متصل مذکور۔
 چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔ ان سب میں حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی قطعاً داخل تو لازم کہ حضرت والد ماجد حضرت زید سے افضل ہوں اور یہ بحکم آیت بے اسلام ناممکن۔

عاشراً، اقول: قال اللہ عزوجل: "اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ"^۲۔
 دسویں دلیل: میں کہتا ہوں، اللہ عزوجل نے فرمایا: خدا خوب جانتا ہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری۔

آیہ کریمہ شاہد کہ رب العزۃ عزوجل اسب سے زیادہ معزز و محترم موضع، وضع رسالت کے لیے انتخاب فرماتا ہے ولہذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی، پھر کفر و شرک سے زیادہ رذیل کیا شے ہوگی؟ وہ کیونکر اس قابل کہ اللہ عزوجل نور رسالت اس میں ودیعت رکھے۔ کفار محل غضب و لعنت ہیں اور نور رسالت کے وضع کو محل رضا و رحمت درکار۔
 حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک بار خوف و خشیت کا غلبہ تھا، گریہ وزاری فرما رہی تھیں، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: یا ام المومنین! کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ رب العزت جل وعلا نے جہنم کی ایک چنگاری کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جوڑا بنایا؟ ام المومنین نے فرمایا:

فَرَجَّتْ عَنِّي فَجَّ اللَّهُ عَنكَ^۳۔
 تم نے میرا غم دور کیا اللہ تعالیٰ تمہارا غم دور کرے۔

خود حدیث میں ہے، حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ تاریخ دمشق الكبير باب ذكر معرفة نسبه دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۰

^۲ القرآن الکریم ۶/ ۱۲۳

ان اللہ ابی لی ان اتزوج أو أزوج الا اهل الجنة رواه ابن عساکر ^۱ عن ہند بن ابی ہالۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے نہ مانا کہ میں نکاح میں لانے یا نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگر اہل جنت سے۔ (اس کو ابن عساکر نے ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
---	---

جب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے پسند نہ فرمایا (کہ غیر مسلم عورت آپ کے نکاح میں آئے) خود حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک معاذ اللہ محل کفر میں رکھے یا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم پاک عیاذ باللہ خون کفار سے بنانے کو پسند فرمانا کیونکر متوقع ہو۔

یہ بحمد اللہ دس^۲ دلیل جلیل ہیں، پہلی چار ارشاد ائمہ کبار اور چھ اخیر فیض قدیر حصہ فقیر، تلک عشرۃ کاملۃ، والحمد للہ فی الاولیٰ والاخرۃ (یہ دس کامل ہوئیں، اور پہلی اور کچھلی میں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ ت)

تنبیہات باہرہ: حدیث ان ابی واباک^۳۔ (بے شک میرا اور تیرا باپ۔ ت) میں باپ سے ابو طالب مراد لینا طریق واضح ہے۔
قال تعالیٰ:

"قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَالِإِلَٰهَ آبَاؤُكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ"	بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم واسمعیل واسحاق کا۔ (ت)
---	--

علماء نے اسی پر لابیہ ازر کو حمل فرمایا۔ اہل توارخ و اہل کتابین (یہود و نصاریٰ) کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سید خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا۔ استغفار سے نہی معاذ اللہ عدم توحید پر وال نہیں، صدر اسلام میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدیون (مقروض) کے جنازے پر نماز نہ پڑھتے جس کا حاصل اس کے لیے استغفار ہی ہے۔
اقول: حدیث میں ہے: جب حضور سید الشافعیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار

^۱ تاریخ دمشق الكبير رملۃ بنت ابی سفیان صخر بن حرب الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۱۰

^۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۴

^۳ القرآن الکریم ۲/ ۱۳۳

شفاعت فرمائیں گے اور اہل ایمان کو اپنے کرم سے داخل جہنم فرماتے جائیں گے، اخیر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے پاس سوائے توحید کے کوئی حسہ نہیں۔ شفیع مشفق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سجدے میں گریں گے، حکم ہوگا:

یَا مُحَمَّد ارفع راسك وقل یسمع لك و سل تعط و اشفع تشفع۔	اے حبیب! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ (ت)
--	---

سید الشافعیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے:

یا رب ائذن لی فیمن قال لا اله الا الله۔	اے میرے رب! مجھے ان کی بھی پروا لگی دے دے جنہوں نے صرف لا اله الا الله کہا ہے۔
---	--

رب العزت عزّ جلالہ ارشاد فرمائے گا:

لیس ذاك اليك لكن وعزتي وكبريائي وعظمتي و جبريائي لاخر جن منها من قال لا اله الا الله۔ رواه الشيخان ^۱ عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه۔	یہ تمہارے لئے نہیں مگر مجھے اپنی عزت و جلال و کبریائی کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال لوں گا جنہوں نے لا اله الا الله کہا ہے (اس کو بخاری و مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
لا اله الا الله محمد رسول الله والحمد لله وصلى الله تعالى على الشفيع الرفيع واله وبارك وسلم۔	اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ درود و سلام اور برکت نازل فرمائے بلند شان والے شفیع پر اور ان کی آل پر۔ (ت)

حضرات ابوبکر زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک صرف اہل توحید و اہل لا اله الا الله تھے تو نبی از قبیل لیس ذلک لك ہے۔ بعدہ رب العزت

^۱ صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلام الرب يوم القيامة مع الانبياء وغيرهم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۹، صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة و اخراج الموحدين من النار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/ ۱۱۰

جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ان پر تمام نعت کے لئے اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح انہیں زندہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لا کر، شرف صحابیت پا کر آرام فرمایا لہذا حکمت الہیہ کہ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن کریم پورا اتر لیا اور "الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي" ^۱ (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ ت) نے نزول فرما کر دین الہی کو تام و کامل کر دیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔

حدیث احیاء کی غایت ضعف ہے کہا حقه خاتم الحفاظ الجلال السیوطی ولا عطر بعد العروس (جیسا کہ خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کی تحقیق فرمادی ہے اور عروس کے بعد کرنی عطر نہیں۔ ت) اور حدیث ضعیف در بارہ فضائل مقبول کہا حقه بآلامزید علیہ فی رسالتنا الہاد الکاف فی حکم الضعاف (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ الہاد الکاف فی حکم الضعاف میں کر دی ہے۔ ت) بلکہ امام ابن حجر مکی نے فرمایا متعدد حفاظ نے اس کی تصحیح کی۔ افضل القری لقراءہ القری میں فرماتے ہیں:

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ تو انبیاء ہی ہیں، ان کے سوا حضور کے جس قدر آباء و امہات آدم و حواء علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہیں ان میں کوئی کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاسکتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء و امہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی گئی کہ وہ سب پسندیدہ بارگاہ الہی ہیں، آباء سب کرام، مائیں سب پاکیزہ ہیں اور آیہ کریمہ تغلبک فی السجدین (اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو) کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ

ان آباء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر الانبیاء وامہاتہ الی ادم و حواء لیس فیہم کافر لان الکافر لا یقال فی حقہ انه مختار ولا کریم ولا طاهر بل نجس، وقد صرحت الاحادیث بانہم مختارون وان الالباء کرام، والامہات طہرات، وایضاً قال تعالیٰ وتغلبک فی السجدین علی احد التفسیر فیہ

^۱ القرآن الکریم ۵/ ۳

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ و حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں جنہیں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے چنا تھا سب سے قریب تر ہیں، یہی قول حق ہے بلکہ ایک حدیث میں جسے متعدد حافظان حدیث نے صحیح کہا اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابل التفات نہ جانا، تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے، مختصر حالانکہ اس حدیث میں طول ہے، ہذا قال واللہ تعالیٰ اعلم

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ زندہ کرنے کا معاملہ جو تو نے پڑھا ہے اس سے حافظ ابن دحیہ کا وہ قول مندرج ہو گیا کہ والدین کریمین کا ایمان ماننے سے ان آیات کریمہ کی مخالفت لازم آتی ہے جن میں کافر کے مرنے کے بعد عدم انتفاع کا ذکر ہے، یہ مخالفت کیسے لازم آسکتی ہے حالانکہ ہم یہ نہیں کہتے کہ والدین کریمین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفر کے بعد ایمان دینے کیلئے زندہ کیا گیا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ توحید پر انتقال فرمانے کے بعد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آپ کے

ان المراد تنقل نوره من ساجد الى ساجد وحينئذ فهذه صريح في ان ابوي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم امنه وعبد الله من اهل الجنة لانهما اقرب المختارين له صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا هو الحق، بل في حديث صحيحه غير واحد من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه۔ ان الله تعالى احياهما فامنا به¹ الخ مختصرا وفيه طول۔

اقول: وبماء قرأت امر الاحياء اندفع ما زعم الحافظ ابن دحیہ من مخالفة الايات عدم انتفاع الكافر بعد موته كيف وانا لانقول ان الاحياء لاحداث ايمان بعد كفره بل لاعطاء الايمان بمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم وتفصيل دينه الاكرام بعد المضي على محض التوحيد

¹ افضل القرى لقراء امر القرى شعر ۶ المجمع الثقات ابو ظہبی ۱/۱۵۱

وہینئذ لا حاجة بنا إلى ادعاء التخصيص في الايات كما فعل العلماء المجيبون۔	دین کریم کی تفصیل پر ایمان کی دولت سے مشرف فرمانے کے لئے زندہ کیا گیا، اس صورت میں ہمیں آیات کریمہ تخصیص کا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ جواب دینے والے علماء نے کیا ہے۔ (ت)
---	--

اپنا مسلک اس باب میں یہ ہے:-

ومن مذهبی حب الدیار لاهلها وللناس فیما یعشقون مذاہب

(میرا مذہب تو شہر والوں کی وجہ سے شہر سے محبت کرنا ہے اور لوگوں کے لئے ان کی پسندیدہ چیزوں میں مختلف طریقے ہیں۔ ت)
جسے یہ پسند ہو فیہا، و نعمت ورنہ آخر اس سے تو کم نہ ہو کہ زبان روکے، دل صاف رکھے، "إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ" ^۱ (بیشک یہ بات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتی ہے۔ ت) سے ڈرے۔ امام ابن حجر مکی شرح میں فرماتے ہیں:

مأحسن قول بعض المتوقفين في هذه المسئلة الحذر الحذر من ذكرهما بنقص فان ذلك قد يؤذيه صلى الله تعالى عليه وسلم لخبر الطبراني لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات ^۲ ۔	یعنی کیا خوب فرمایا بعض علماء نے جنہیں اس مسئلے میں توقف تھا کہ دیکھ بچ والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اس سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا ہونے کا اندیشہ ہے کہ طبرانی کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو ایذا نہ دو۔ (ت)
---	--

یعنی حضور تو زندہ ابدی ہیں ہمارے تمام افعال و اقوال پر مطلع ہیں اور اللہ عز و جل نے فرمایا ہے:

"وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" ^۳ ۔	جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔
---	---

^۱ القرآن الکریم ۲۳ / ۵۳

^۲ افضل القرّی لقراء امر القرّی شعراً المجمع الثّقافی ابو طہی ۱۵۳ / ۱

^۳ القرآن الکریم ۹ / ۶۱

عاقل کو چاہئے ایسی جگہ سخت احتیاط سے کام لے ع

ہشدار کہ رہ بر مردم تیغ است قدم را

(ہوش کر کہ لوگوں پر چڑھائی کرنا قدم کے لیے تلوار ہے۔ ت)

یہ مانا کہ مسئلہ قطعی نہیں، اجماعی نہیں، پھر ادھر کون سا قاطع کون سا اجماع ہے؟ آدمی اگر جانب ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانب گستاخی جائے، جس طرح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان الامام ان يخطي في العفو خير له من ان يخطي في العقوبة، رواه ابن ابى شيبة ¹ والترمذي والحاكم وصححه والبيهقي عن ام المؤمنين رضي الله تعالى عنها۔	جہاں تک بن پڑے حدود کو مالو کہ بیشک امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔ (اس کو ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا، اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی۔ ت)
--	---

حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی اchiاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں: "کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو"۔² مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف معاذ اللہ اولاد چنیں و چنناں سے ہونا کیونکر بے تواتر و قطع نسبت کر دیا جائے، یقین برہانی کا انتفا حکم وجدانی کا نافی نہیں ہوتا، کیا تمہارا وجدان ایمان گوارا کرتا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرکار نور بار کے ادنیٰ ادنیٰ غلاموں کے سگان بارگاہ جنات النعیم میں "سُرْمَرُفُوْعَةُ" ³ (بلند تختوں) پر تکیے لگائے چین کریں اور جن کی نعلین پاک کے تصدق میں جنت بنی ان کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللہ غضب و عذاب کی مصیبتیں بھریں، ہاں یہ سچ ہے کہ ہم غنی حمید

¹ المستدرک للحاکم کتاب الحدود دار الفکر بیروت ۴/ ۳۸۴ جامع الترمذی ابواب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود امین کمینی و بی

۱/ ۱۷۱ السنن الکبریٰ کتاب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات دار صادر بیروت ۸/ ۲۳۸ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الحدود

باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات حدیث ۲۸۴۹۳ دار الکتب العلمیة بیروت ۵/ ۵۰۸

² اchiاء العلوم کتاب آفات اللسان الآفة مطبعة المشهد الحسين القاهرة ۳/ ۱۲۵

³ القرآن الکریم ۸۸/ ۱۳

عزّ جلالہ پر حکم نہیں کر سکتے پھر دوسرے حکم کی کس نے گنجائش دی؟ ادھر کوئی دلیل قاطع پائی؟ حاش اللہ! ایک حدیث بھی صحیح و صریح نہیں، جو صریح ہے ہر گز صحیح نہیں اور جو صحیح ہے ہر گز صریح نہیں جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کردئے تو اقل درجہ وہی سکوت و حفظ ادب رہا، آئندہ اختیارات بدست مختار۔

نکتہ الہیہ اقوال: ظاہر عنوان باطن ہے اور اسم آئینہ مستحیّ الاسماء تنزل من السماء (اسماء آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ت) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا بعثتم الی رجلا فابعثوہ حسن الوجه حسن الاسم۔ رواہ البزار فی مسنده والطبرانی ^۱ فی الاوسط عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن علی الاصح۔	جب میری بارگاہ میں کوئی قاصد بھیجو تو اچھی صورت اچھے نام کا بھیجو (اس کو بزار نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے اوسط میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قول اصح کے مطابق سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)
--	---

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اعتبروا الارض باسمائہا۔ رواہ ابن عدی ^۲ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وهو حسن لشواہد۔	زمین کو اس کے نام پر قیاس کرو۔ (اس کو ابن عدی نے سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ شواہد کے لیے حسن ہے۔ ت)
--	--

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتفأل ولا یتطیر وکان یعجبه الاسم الحسن۔ رواہ الامام احمد ^۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیک فال لیتے، بدشگونئی نہ مانتے اور اچھے نام کو دوست رکھتے۔ (اس کو امام احمد، طبرانی اور بغوی نے شرح السنۃ
---	--

^۱ المعجم الاوسط حدیث ۷۴۳/۷۷ مکتبہ المعارف ریاض ۸/۳۶۵، کنز العمال بحوالہ البزار و طس عن ابی ہریرۃ حدیث ۷۷۵/۱۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۲۵

^۲ الجامع الصغیر بحوالہ عدی عن ابن مسعود حدیث ۱۱۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۷۴

^۳ مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۵۷ و ۳۰۴۳۱۹، شرح السنۃ للبغوی حدیث ۳۲۵۴ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲/۱۷۵، مجمع الزوائد بحوالہ احمد و طبرانی کتاب الادب باب ما جاء فی الاسماء الحسنۃ دار الکتب بیروت ۸/۴

الطبرانی والبغوی فی شرح السنة۔	میں روایت کیا ہے۔ ت)
ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:	
ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح۔ رواہ الترمذی ¹ ۔	مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیتے تھے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ت)

وفی اخری عنہا (اور ام المؤمنین سے ہی دوسری روایت میں ہے۔ ت):

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سمع بالاسم القبیح حوّلہ الی ما هو احسن منه۔ رواہ الطبرانی ² بسندہ وهو عند ابن سعد عن عروۃ مرسلًا۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کا برا نام سنتے تو اس سے بہتر بدل دیتے (اس کو طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ متصلًا روایت کیا ہے اور وہ ابن سعد کے نزدیک عروہ سے مرسلًا مروی ہے۔ ت)
--	--

بریدہ سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یتطیر من شئی وکان اذا بعث عاملاً سأل عن اسمہ فاذا اعجبه اسمہ فرح بہ وروئی بشر ذلک فی وجہہ وان کرہ اسمہ روئی کر اھیة ذلک فی وجہہ واذا دخل قریة سأل عن اسمہا فاذا اعجبه اسمہا فرح بہا وروئی بشر ذلک فی وجہہ وان کرہ اسمہا روئی کر اہۃ ذلک فی وجہہ۔ رواہ ابو داؤد ³ ۔	مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونئی نہ لیتے جب کسی عہدے پر کسی کو مقرر فرماتے اس کا نام پوچھتے اگر پسند آتا خوش ہوتے اور اس کی خوشی چہرہ انور میں نظر آتی اور اگر ناپسند آتا ناگواری کا اثر چہرہ اقدس پر ظاہر ہوتا، اور جب کسی شہر میں تشریف لے جاتے اس کا نام دریافت فرماتے، اگر خوش آتا مسرور ہو جاتے اور اس کا سرور روئے پُر نور میں دکھائی دیتا، اور اگر ناخوش آتا ناخوشی کا اثر روئے اطہر میں نظر آتا۔ (رواہ ابو داؤد)
---	--

¹ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء فی تغیر الاسماء امین کبیری دہلی ۲/ ۱۰۷

² کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عروۃ مرسلًا حدیث ۱۸۵۰۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۷/ ۱۵۷

³ سنن ابو داؤد کتاب الکھانة والتطیر باب فی الطیرۃ والخط آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۹۱

اب ذرا چشم حق بین سے حبیب صلی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مراعات الہیہ کے الطاف خفیہ دیکھئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک عبد اللہ کہ افضل اسمائے امت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

احب اسمائك الى الله عبد الله و عبد الرحمن۔ رواہ مسلم ^۱ و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	تمہارے ناموں میں سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالیٰ کو عبد اللہ و عبد الرحمن ہیں (اس کو امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)
---	--

والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام آمنہ کہ امن و امان سے مشتق اور ایمان سے ہم اشتقاق ہے۔ جد امجد حضرت عبد المطلب شیبہ الحمد کہ اس پاک ستودہ مصدر سے اطیب و اطہر مشتق محمد و احمد و حامد و محمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا اشارہ تھا۔ جدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائد، اس نام پاک کی خوبی اظہر من الشمس ہے۔ حدیث میں حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ تسمیہ یوں آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما سمیت فاطمة لان الله تعالى فطمها ومحبيها من النار، رواہ الخطیب ^۲ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	اللہ عز و جل نے اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اسے اور اس سے عقیدت رکھنے والوں کو ناز دوزخ سے آزاد فرمایا۔ (اس کو خطیب نے سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)
--	---

حضور کے جدِ مادری یعنی نانا وہب جس کے معنی عطا و بخشش، ان کا قبیلہ بنی زہراء جس کا

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۰، جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ما يستحب من

الاسماء امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۶، سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب ماجاء ما يستحب من الاسماء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۳

^۲ تاریخ بغداد بحوالہ خط عن ابن عباس ترجمہ ۶۷۷ عالم بن حبیب الشمیری دار الکتب العربی بیروت ۱۲/ ۳۳۱، کنز العمال

حدیث ۳۴۲۶، ۳۴۲۷، ۳۴۲۸، ۳۴۲۹، ۳۴۳۰، ۳۴۳۱، ۳۴۳۲، ۳۴۳۳، ۳۴۳۴، ۳۴۳۵، ۳۴۳۶، ۳۴۳۷، ۳۴۳۸، ۳۴۳۹، ۳۴۴۰، ۳۴۴۱، ۳۴۴۲، ۳۴۴۳، ۳۴۴۴، ۳۴۴۵، ۳۴۴۶، ۳۴۴۷، ۳۴۴۸، ۳۴۴۹، ۳۴۵۰، ۳۴۵۱، ۳۴۵۲، ۳۴۵۳، ۳۴۵۴، ۳۴۵۵، ۳۴۵۶، ۳۴۵۷، ۳۴۵۸، ۳۴۵۹، ۳۴۶۰، ۳۴۶۱، ۳۴۶۲، ۳۴۶۳، ۳۴۶۴، ۳۴۶۵، ۳۴۶۶، ۳۴۶۷، ۳۴۶۸، ۳۴۶۹، ۳۴۷۰، ۳۴۷۱، ۳۴۷۲، ۳۴۷۳، ۳۴۷۴، ۳۴۷۵، ۳۴۷۶، ۳۴۷۷، ۳۴۷۸، ۳۴۷۹، ۳۴۸۰، ۳۴۸۱، ۳۴۸۲، ۳۴۸۳، ۳۴۸۴، ۳۴۸۵، ۳۴۸۶، ۳۴۸۷، ۳۴۸۸، ۳۴۸۹، ۳۴۹۰، ۳۴۹۱، ۳۴۹۲، ۳۴۹۳، ۳۴۹۴، ۳۴۹۵، ۳۴۹۶، ۳۴۹۷، ۳۴۹۸، ۳۴۹۹، ۳۵۰۰، ۳۵۰۱، ۳۵۰۲، ۳۵۰۳، ۳۵۰۴، ۳۵۰۵، ۳۵۰۶، ۳۵۰۷، ۳۵۰۸، ۳۵۰۹، ۳۵۱۰، ۳۵۱۱، ۳۵۱۲، ۳۵۱۳، ۳۵۱۴، ۳۵۱۵، ۳۵۱۶، ۳۵۱۷، ۳۵۱۸، ۳۵۱۹، ۳۵۲۰، ۳۵۲۱، ۳۵۲۲، ۳۵۲۳، ۳۵۲۴، ۳۵۲۵، ۳۵۲۶، ۳۵۲۷، ۳۵۲۸، ۳۵۲۹، ۳۵۳۰، ۳۵۳۱، ۳۵۳۲، ۳۵۳۳، ۳۵۳۴، ۳۵۳۵، ۳۵۳۶، ۳۵۳۷، ۳۵۳۸، ۳۵۳۹، ۳۵۴۰، ۳۵۴۱، ۳۵۴۲، ۳۵۴۳، ۳۵۴۴، ۳۵۴۵، ۳۵۴۶، ۳۵۴۷، ۳۵۴۸، ۳۵۴۹، ۳۵۵۰، ۳۵۵۱، ۳۵۵۲، ۳۵۵۳، ۳۵۵۴، ۳۵۵۵، ۳۵۵۶، ۳۵۵۷، ۳۵۵۸، ۳۵۵۹، ۳۵۶۰، ۳۵۶۱، ۳۵۶۲، ۳۵۶۳، ۳۵۶۴، ۳۵۶۵، ۳۵۶۶، ۳۵۶۷، ۳۵۶۸، ۳۵۶۹، ۳۵۷۰، ۳۵۷۱، ۳۵۷۲، ۳۵۷۳، ۳۵۷۴، ۳۵۷۵، ۳۵۷۶، ۳۵۷۷، ۳۵۷۸، ۳۵۷۹، ۳۵۸۰، ۳۵۸۱، ۳۵۸۲، ۳۵۸۳، ۳۵۸۴، ۳۵۸۵، ۳۵۸۶، ۳۵۸۷، ۳۵۸۸، ۳۵۸۹، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱، ۳۵۹۲، ۳۵۹۳، ۳۵۹۴، ۳۵۹۵، ۳۵۹۶، ۳۵۹۷، ۳۵۹۸، ۳۵۹۹، ۳۶۰۰، ۳۶۰۱، ۳۶۰۲، ۳۶۰۳، ۳۶۰۴، ۳۶۰۵، ۳۶۰۶، ۳۶۰۷، ۳۶۰۸، ۳۶۰۹، ۳۶۱۰، ۳۶۱۱، ۳۶۱۲، ۳۶۱۳، ۳۶۱۴، ۳۶۱۵، ۳۶۱۶، ۳۶۱۷، ۳۶۱۸، ۳۶۱۹، ۳۶۲۰، ۳۶۲۱، ۳۶۲۲، ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵، ۳۶۲۶، ۳۶۲۷، ۳۶۲۸، ۳۶۲۹، ۳۶۳۰، ۳۶۳۱، ۳۶۳۲، ۳۶۳۳، ۳۶۳۴، ۳۶۳۵، ۳۶۳۶، ۳۶۳۷، ۳۶۳۸، ۳۶۳۹، ۳۶۴۰، ۳۶۴۱، ۳۶۴۲، ۳۶۴۳، ۳۶۴۴، ۳۶۴۵، ۳۶۴۶، ۳۶۴۷، ۳۶۴۸، ۳۶۴۹، ۳۶۵۰، ۳۶۵۱، ۳۶۵۲، ۳۶۵۳، ۳۶۵۴، ۳۶۵۵، ۳۶۵۶، ۳۶۵۷، ۳۶۵۸، ۳۶۵۹، ۳۶۶۰، ۳۶۶۱، ۳۶۶۲، ۳۶۶۳، ۳۶۶۴، ۳۶۶۵، ۳۶۶۶، ۳۶۶۷، ۳۶۶۸، ۳۶۶۹، ۳۶۷۰، ۳۶۷۱، ۳۶۷۲، ۳۶۷۳، ۳۶۷۴، ۳۶۷۵، ۳۶۷۶، ۳۶۷۷، ۳۶۷۸، ۳۶۷۹، ۳۶۸۰، ۳۶۸۱، ۳۶۸۲، ۳۶۸۳، ۳۶۸۴، ۳۶۸۵، ۳۶۸۶، ۳۶۸۷، ۳۶۸۸، ۳۶۸۹، ۳۶۹۰، ۳۶۹۱، ۳۶۹۲، ۳۶۹۳، ۳۶۹۴، ۳۶۹۵، ۳۶۹۶، ۳۶۹۷، ۳۶۹۸، ۳۶۹۹، ۳۷۰۰، ۳۷۰۱، ۳۷۰۲، ۳۷۰۳، ۳۷۰۴، ۳۷۰۵، ۳۷۰۶، ۳۷۰۷، ۳۷۰۸، ۳۷۰۹، ۳۷۱۰، ۳۷۱۱، ۳۷۱۲، ۳۷۱۳، ۳۷۱۴، ۳۷۱۵، ۳۷۱۶، ۳۷۱۷، ۳۷۱۸، ۳۷۱۹، ۳۷۲۰، ۳۷۲۱، ۳۷۲۲، ۳۷۲۳، ۳۷۲۴، ۳۷۲۵، ۳۷۲۶، ۳۷۲۷، ۳۷۲۸، ۳۷۲۹، ۳۷۳۰، ۳۷۳۱، ۳۷۳۲، ۳۷۳۳، ۳۷۳۴، ۳۷۳۵، ۳۷۳۶، ۳۷۳۷، ۳۷۳۸، ۳۷۳۹، ۳۷۴۰، ۳۷۴۱، ۳۷۴۲، ۳۷۴۳، ۳۷۴۴، ۳۷۴۵، ۳۷۴۶، ۳۷۴۷، ۳۷۴۸، ۳۷۴۹، ۳۷۵۰، ۳۷۵۱، ۳۷۵۲، ۳۷۵۳، ۳۷۵۴، ۳۷۵۵، ۳۷۵۶، ۳۷۵۷، ۳۷۵۸، ۳۷۵۹، ۳۷۶۰، ۳۷۶۱، ۳۷۶۲، ۳۷۶۳، ۳۷۶۴، ۳۷۶۵، ۳۷۶۶، ۳۷۶۷، ۳۷۶۸، ۳۷۶۹، ۳۷۷۰، ۳۷۷۱، ۳۷۷۲، ۳۷۷۳، ۳۷۷۴، ۳۷۷۵، ۳۷۷۶، ۳۷۷۷، ۳۷۷۸، ۳۷۷۹، ۳۷۸۰، ۳۷۸۱، ۳۷۸۲، ۳۷۸۳، ۳۷۸۴، ۳۷۸۵، ۳۷۸۶، ۳۷۸۷، ۳۷۸۸، ۳۷۸۹، ۳۷۹۰، ۳۷۹۱، ۳۷۹۲، ۳۷۹۳، ۳۷۹۴، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۳۷۹۷، ۳۷۹۸، ۳۷۹۹، ۳۸۰۰، ۳۸۰۱، ۳۸۰۲، ۳۸۰۳، ۳۸۰۴، ۳۸۰۵، ۳۸۰۶، ۳۸۰۷، ۳۸۰۸، ۳۸۰۹، ۳۸۱۰، ۳۸۱۱، ۳۸۱۲، ۳۸۱۳، ۳۸۱۴، ۳۸۱۵، ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۳۸۱۹، ۳۸۲۰، ۳۸۲۱، ۳۸۲۲، ۳۸۲۳، ۳۸۲۴، ۳۸۲۵، ۳۸۲۶، ۳۸۲۷، ۳۸۲۸، ۳۸۲۹، ۳۸۳۰، ۳۸۳۱، ۳۸۳۲، ۳۸۳۳، ۳۸۳۴، ۳۸۳۵، ۳۸۳۶، ۳۸۳۷، ۳۸۳۸، ۳۸۳۹، ۳۸۴۰، ۳۸۴۱، ۳۸۴۲، ۳۸۴۳، ۳۸۴۴، ۳۸۴۵، ۳۸۴۶، ۳۸۴۷، ۳۸۴۸، ۳۸۴۹، ۳۸۵۰، ۳۸۵۱، ۳۸۵۲، ۳۸۵۳، ۳۸۵۴، ۳۸۵۵، ۳۸۵۶، ۳۸۵۷، ۳۸۵۸، ۳۸۵۹، ۳۸۶۰، ۳۸۶۱، ۳۸۶۲، ۳۸۶۳، ۳۸۶۴، ۳۸۶۵، ۳۸۶۶، ۳۸۶۷، ۳۸۶۸، ۳۸۶۹، ۳۸۷۰، ۳۸۷۱، ۳۸۷۲، ۳۸۷۳، ۳۸۷۴، ۳۸۷۵، ۳۸۷۶، ۳۸۷۷، ۳۸۷۸، ۳۸۷۹، ۳۸۸۰، ۳۸۸۱، ۳۸۸۲، ۳۸۸۳، ۳۸۸۴، ۳۸۸۵، ۳۸۸۶، ۳۸۸۷، ۳۸۸۸، ۳۸۸۹، ۳۸۹۰، ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۴، ۳۸۹۵، ۳۸۹۶، ۳۸۹۷، ۳۸۹۸، ۳۸۹۹، ۳۹۰۰، ۳۹۰۱، ۳۹۰۲، ۳۹۰۳، ۳۹۰۴، ۳۹۰۵، ۳۹۰۶، ۳۹۰۷، ۳۹۰۸، ۳۹۰۹، ۳۹۱۰، ۳۹۱۱، ۳۹۱۲، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۳۹۱۵، ۳۹۱۶، ۳۹۱۷، ۳۹۱۸، ۳۹۱۹، ۳۹۲۰، ۳۹۲۱، ۳۹۲۲، ۳۹۲۳، ۳۹۲۴، ۳۹۲۵، ۳۹۲۶، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸، ۳۹۲۹، ۳۹۳۰، ۳۹۳۱، ۳۹۳۲، ۳۹۳۳، ۳۹۳۴، ۳۹۳۵، ۳۹۳۶، ۳۹۳۷، ۳۹۳۸، ۳۹۳۹، ۳۹۴۰، ۳۹۴۱، ۳۹۴۲، ۳۹۴۳، ۳۹۴۴، ۳۹۴۵، ۳۹۴۶، ۳۹۴۷، ۳۹۴۸، ۳۹۴۹، ۳۹۵۰، ۳۹۵۱، ۳۹۵۲، ۳۹۵۳، ۳۹۵۴، ۳۹۵۵، ۳۹۵۶، ۳۹۵۷، ۳۹۵۸، ۳۹۵۹، ۳۹۶۰، ۳۹۶۱، ۳۹۶۲، ۳۹۶۳، ۳۹۶۴، ۳۹۶۵، ۳۹۶۶، ۳۹۶۷، ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۳۹۷۳، ۳۹۷۴، ۳۹۷۵، ۳۹۷۶، ۳۹۷۷، ۳۹۷۸، ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ۳۹۸۲، ۳۹۸۳، ۳۹۸۴، ۳۹۸۵، ۳۹۸۶، ۳۹۸۷، ۳۹۸۸، ۳۹۸۹، ۳۹۹۰، ۳۹۹۱، ۳۹۹۲، ۳۹۹۳، ۳۹۹۴، ۳۹۹۵، ۳۹۹۶، ۳۹۹۷، ۳۹۹۸، ۳۹۹۹، ۴۰۰۰، ۴۰۰۱، ۴۰۰۲، ۴۰۰۳، ۴۰۰۴، ۴۰۰۵، ۴۰۰۶، ۴۰۰۷، ۴۰۰۸، ۴۰۰۹، ۴۰۱۰، ۴۰۱۱، ۴۰۱۲، ۴۰۱۳، ۴۰۱۴، ۴۰۱۵، ۴۰۱۶، ۴۰۱۷، ۴۰۱۸، ۴۰۱۹، ۴۰۲۰، ۴۰۲۱، ۴۰۲۲، ۴۰۲۳، ۴۰۲۴، ۴۰۲۵، ۴۰۲۶، ۴۰۲۷، ۴۰۲۸، ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ۴۰۳۱، ۴۰۳۲، ۴۰۳۳، ۴۰۳۴، ۴۰۳۵، ۴۰۳۶، ۴۰۳۷، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰، ۴۰۴۱، ۴۰۴۲، ۴۰۴۳، ۴۰۴۴، ۴۰۴۵، ۴۰۴۶، ۴۰۴۷، ۴۰۴۸، ۴۰۴۹، ۴۰۵۰، ۴۰۵۱، ۴۰۵۲، ۴۰۵۳، ۴۰۵۴، ۴۰۵۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۴۰۶۰، ۴۰۶۱، ۴۰۶۲، ۴۰۶۳، ۴۰۶۴، ۴۰۶۵، ۴۰۶۶، ۴۰۶۷، ۴۰۶۸، ۴۰۶۹، ۴۰۷۰، ۴۰۷۱، ۴۰۷۲، ۴۰۷۳، ۴۰۷۴، ۴۰۷۵، ۴۰۷۶، ۴۰۷۷، ۴۰۷۸، ۴۰۷۹، ۴۰۸۰، ۴۰۸۱، ۴۰۸۲، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۰۸۵، ۴۰۸۶، ۴۰۸۷، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۳، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۴۰۹۷، ۴۰۹۸، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۴۱۰۱، ۴۱۰۲، ۴۱۰۳، ۴۱۰۴، ۴۱۰۵، ۴۱۰۶، ۴۱۰۷، ۴۱۰۸، ۴۱۰۹، ۴۱۱۰، ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ۴۱۱۳، ۴۱۱۴، ۴۱۱۵، ۴۱۱۶، ۴۱۱۷، ۴۱۱۸، ۴۱۱۹، ۴۱۲۰، ۴۱۲۱، ۴۱۲۲، ۴۱۲۳، ۴۱۲۴، ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۲۸، ۴۱۲۹، ۴۱۳۰، ۴۱۳۱، ۴۱۳۲، ۴۱۳۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶، ۴۱۳۷، ۴۱۳۸، ۴۱۳۹، ۴۱۴۰، ۴۱۴۱، ۴۱۴۲، ۴۱۴۳، ۴۱۴۴، ۴۱۴۵، ۴۱۴۶، ۴۱۴۷، ۴۱۴۸، ۴۱۴۹، ۴۱۵۰، ۴۱۵۱، ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۱۵۵، ۴۱۵۶، ۴۱۵۷، ۴۱۵۸، ۴۱۵۹، ۴۱۶۰، ۴۱۶۱، ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵، ۴۱۶۶، ۴۱۶۷، ۴۱۶۸، ۴۱۶۹، ۴۱۷۰، ۴۱۷۱، ۴۱۷۲، ۴۱۷۳، ۴۱۷۴، ۴۱۷۵، ۴۱۷۶، ۴۱۷۷، ۴۱۷۸، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰، ۴۱۸۱، ۴۱۸۲، ۴۱۸۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵، ۴۱۸۶، ۴۱۸۷، ۴۱۸۸، ۴۱۸۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۱۹۴، ۴۱۹۵، ۴۱۹۶، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۰۲، ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، ۴۲۰۵، ۴۲۰۶، ۴۲۰۷، ۴۲۰۸، ۴۲۰۹، ۴۲۱۰، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۴۲۱۴، ۴۲۱۵، ۴۲۱۶، ۴۲۱۷، ۴۲۱۸، ۴۲۱۹، ۴۲۲۰، ۴۲۲۱، ۴۲۲۲، ۴۲۲۳، ۴۲۲۴، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۴۲۲۷، ۴۲۲۸، ۴۲۲۹، ۴۲۳۰، ۴۲۳۱، ۴۲۳۲، ۴۲۳۳، ۴۲۳۴، ۴۲۳۵، ۴۲۳۶، ۴۲۳۷، ۴۲۳۸، ۴۲۳۹، ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ۴۲۴۲، ۴۲۴۳، ۴۲۴۴، ۴۲۴۵، ۴۲۴۶، ۴۲۴۷، ۴۲۴۸، ۴۲۴۹، ۴۲۵۰، ۴۲۵۱، ۴۲۵۲، ۴۲۵۳، ۴۲۵۴، ۴۲۵۵، ۴۲۵۶، ۴۲۵۷، ۴۲۵۸، ۴۲۵۹، ۴۲۶۰، ۴۲۶۱، ۴۲۶۲، ۴۲۶۳، ۴۲۶۴، ۴۲۶۵، ۴۲۶۶، ۴۲۶۷، ۴۲۶۸، ۴۲۶۹، ۴۲۷۰، ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳، ۴۲۷۴، ۴۲۷۵، ۴۲۷۶، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹، ۴۲۸۰، ۴۲۸۱، ۴۲۸۲، ۴۲۸۳، ۴۲۸۴، ۴۲۸۵، ۴۲۸۶، ۴۲۸۷، ۴۲۸۸، ۴۲۸۹، ۴۲۹۰، ۴۲۹۱، ۴۲۹۲، ۴۲۹۳، ۴۲۹۴، ۴۲۹۵، ۴۲۹۶، ۴۲۹۷، ۴۲۹۸، ۴۲۹۹، ۴۳۰۰، ۴۳۰۱، ۴۳۰۲، ۴۳۰۳، ۴۳۰۴، ۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۴۳۰۷، ۴۳۰۸، ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱، ۴۳۱۲، ۴۳۱۳، ۴۳۱۴، ۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷، ۴۳۱۸، ۴۳۱۹، ۴۳۲۰، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، ۴۳۲۳، ۴۳۲۴، ۴۳۲۵، ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۴۳۲۸، ۴۳۲۹، ۴۳۳۰، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۴۳۳۷، ۴۳۳۸، ۴۳۳۹، ۴۳۴۰، ۴۳۴۱، ۴۳۴۲، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ۴۳۴۵، ۴۳۴۶، ۴۳۴۷، ۴۳۴۸، ۴۳۴۹، ۴۳۵۰، ۴۳۵۱، ۴۳۵۲، ۴۳۵۳، ۴۳۵۴، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷، ۴۳۵۸، ۴۳۵۹، ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۴۳۶۲، ۴۳۶۳، ۴۳۶۴، ۴۳۶۵، ۴۳۶۶، ۴۳۶۷، ۴۳۶۸، ۴۳۶۹، ۴۳۷۰، ۴۳۷۱، ۴۳۷۲، ۴۳۷۳، ۴۳۷۴، ۴۳۷۵، ۴۳۷۶، ۴۳۷۷، ۴۳۷۸، ۴۳۷۹، ۴۳۸۰، ۴۳۸۱، ۴۳۸۲، ۴۳۸۳، ۴۳۸۴، ۴۳۸۵، ۴۳۸۶، ۴۳۸۷، ۴۳۸۸، ۴۳۸۹، ۴۳۹۰، ۴۳۹۱، ۴۳۹۲، ۴۳۹۳، ۴۳۹۴، ۴۳۹۵، ۴۳۹۶، ۴۳۹۷، ۴۳۹۸، ۴۳۹۹، ۴۴۰۰، ۴۴۰۱، ۴۴۰۲، ۴۴۰۳، ۴۴۰۴، ۴۴۰۵، ۴۴۰۶، ۴۴۰۷، ۴۴۰۸، ۴۴۰۹، ۴۴۱۰، ۴۴۱۱، ۴۴۱۲، ۴۴۱۳، ۴۴۱۴، ۴۴۱۵، ۴۴۱۶، ۴۴۱۷، ۴۴۱۸، ۴۴۱۹، ۴۴۲۰، ۴۴۲۱، ۴۴۲۲، ۴۴۲۳، ۴۴۲۴، ۴۴۲۵، ۴۴۲۶، ۴۴۲۷، ۴۴۲۸، ۴۴۲۹، ۴۴۳۰، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲، ۴۴۳۳، ۴۴۳۴، ۴۴۳۵، ۴۴۳۶، ۴۴۳۷، ۴۴۳۸، ۴۴۳۹، ۴۴۴۰، ۴۴۴۱، ۴۴۴۲، ۴۴۴۳، ۴۴۴۴، ۴۴۴۵، ۴۴۴۶، ۴۴۴۷، ۴۴۴۸، ۴۴۴۹، ۴۴۵۰، ۴۴۵۱، ۴۴۵۲، ۴۴۵۳، ۴۴۵۴، ۴۴۵۵، ۴۴۵۶، ۴۴۵۷، ۴۴۵۸، ۴۴۵۹، ۴۴۶۰، ۴۴۶۱، ۴۴۶۲، ۴۴۶۳، ۴۴۶۴، ۴۴۶۵، ۴۴۶۶، ۴۴۶۷، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۴۴۷۰، ۴۴۷۱، ۴۴۷۲، ۴۴۷۳، ۴۴۷۴، ۴۴۷۵، ۴۴۷۶، ۴۴۷۷، ۴۴۷۸، ۴۴۷۹، ۴۴۸۰، ۴۴۸۱، ۴۴۸۲، ۴۴۸۳، ۴۴۸۴، ۴۴۸۵، ۴۴۸۶، ۴۴۸۷، ۴۴۸۸، ۴۴۸۹، ۴۴۹۰، ۴۴۹۱، ۴۴۹۲، ۴۴۹۳، ۴۴۹۴، ۴۴۹۵، ۴۴۹۶، ۴۴۹۷، ۴۴۹۸، ۴۴۹۹، ۴۵۰۰، ۴۵۰۱، ۴۵۰۲، ۴۵۰۳، ۴۵۰۴، ۴۵۰۵، ۴۵۰۶، ۴۵۰۷، ۴۵۰۸، ۴۵۰۹، ۴۵۱۰، ۴۵۱۱، ۴۵۱۲، ۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۵۱۵، ۴۵۱۶، ۴۵۱۷، ۴۵۱۸، ۴۵۱۹، ۴۵۲۰، ۴۵۲۱، ۴۵۲۲، ۴۵۲۳، ۴۵۲۴، ۴۵۲۵، ۴۵۲۶، ۴۵۲۷، ۴۵۲۸، ۴۵۲۹، ۴۵۳۰، ۴۵۳۱، ۴۵۳۲، ۴۵۳۳، ۴۵۳۴، ۴۵۳۵، ۴۵۳۶، ۴۵۳۷، ۴۵۳۸، ۴۵۳۹، ۴۵۴۰، ۴۵۴۱، ۴۵۴۲، ۴۵۴۳، ۴۵۴۴، ۴۵۴۵، ۴۵۴۶، ۴

حاصل چمک و تابش۔ جدہ مادری یعنی نانی صاحبہ برہ یعنی نیکوکار، کہا ذکرہ ابن ہشام فی سیرتہ^۱ (جیسا کہ ابن ہشام نے اس کو اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔ ت)

بھلائیہ تو خاص اصول ہیں، دودھ پلانے والیوں کو دیکھئے، پہلی مرضہ ثویبہ کہ ثواب سے ہم اشتقاق، اور اس فضل الہی سے پوری طرح بہرور حضرت حلیمہ بنت عبد اللہ بن حارث۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شیخ عبد القیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

ان فیک خصلتین یحبہما اللہ الحلم والناة ^۲ ۔	تجھ میں دو خصلتیں ہیں خدا اور رسول کو پیاری درنگ اور بردباری۔
---	---

ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت و نیک طالعی ہے، شرف اسلام و صحابیت سے مشرف ہوئیں،

کہا بینہ الامام مغلطائی فی جزء حافل سبأ التحفة ^۳ الجسیمیة فی اثبات اسلام حلیمہ۔	جیسا کہ امام مغلطائی نے اسکو ایک بڑی جزء میں بیان فرمایا ہے جس کا نام انہوں نے "التحفة الجسیمیة فی اثبات اسلام حلیمہ" رکھا ہے۔ (ت)
--	--

جب روز حنین حاضر بارگاہ ہوئیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے قیام فرمایا اور اپنی چادر انور بچھا کر بٹھایا کہا فی الاستیعاب^۴ عن عطاء بن یسار (جیسا کہ استیعاب میں عطاء بن یسار سے مروی ہے۔ ت) ان کے شوہر جن کا شیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوش فرمایا حارث سعدی، یہ بھی شرف اسلام و صحبت سے مشرف ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے تھے، راہ میں قریش نے کہا: اے حارث! تم اپنے بیٹے کی سنو، وہ کہتے ہیں مردے جنیں گے، اور اللہ نے دو گھر جنت و نار بنا رکھے ہیں۔ انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ: اے میرے بیٹے! حضور کی قوم حضور کی شاکی ہے۔ فرمایا: ہاں میں ایسا فرماتا ہوں، اور اے میرے باپ! جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر بتا دوں گا کہ دیکھو یہ وہ دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا یعنی روز قیامت۔

^۱ السیرة النبویة لابن ہشام زواج عبد اللہ من آمنہ بنت وہب دار ابن کثیر بیروت ۱/ ۱۵۶

^۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ و لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵/۱

^۳ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفہ بیروت ۳/ ۲۹۴

^۴ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ترجمہ ۳۳۳۶ حلیمہ السعدیة دار الکتب العلمیة بیروت ۴/ ۳۷۲

حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کر کے کہا کرتے: اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو ان شاء اللہ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمائیں۔ رواہ یونس بن بکیہ^۱۔ (اس کو یونس بن بکیہ نے روایت کیا ہے۔ ت) حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اصدقہا حارث وہبام۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد ^۲ وابوداؤد والنسائی عن ابی الہیثمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سب ناموں میں زیادہ سچے نام حارث وہبام ہیں۔ (اس کو امام بخاری نے ادب مفرد میں اور ابوداؤد و نسائی نے ابوالہیثمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
---	--

حضور کے رضاعی بھائی جو پستان شریک تھے، جن کے لیے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پستان چپ چھوڑ دیتے تھے عبد اللہ سعدی، یہ بھی مشرف بہ اسلام و صحبت ہوئے کما عند ابن سعد^۳ فی مرسل صحیح الاسناد (جیسا کہ ابن سعد کے نزدیک صحیح الاسناد مرسل میں ہے۔ ت)

حضور کی رضاعی بڑی بہن کہ حضور کو گود میں کھلاتیں، سینے پر لٹا کر دعائیہ اشعار عرض کرتیں، سلاتیں، اس لئے وہ بھی حضور کی ماں کہلاتیں سیما سعدیہ یعنی نشان والی، علامت والی، جو دُور سے چمکے، یہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا^۴۔

^۱ الروض الانف بحوالہ یونس بن بکیہ ابوہ من الرضاعة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۰۰، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة یونس بن بکیہ المقصد الاول ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۴۳، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة یونس بن بکیہ المقصد الثانی الفصل الرابع ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۲۹۴

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۰، الادب المفرد باب ۳۵۶ حدیث ۸۱۴ المکتبۃ الاشریۃ سائنگھ بل ص ۲۱۱

^۳ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من ارضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار صاۃ بیروت ۱/ ۱۱۳، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد الاول ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۴۳ و ۱۴۴

^۴ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد الثانی الفصل الرابع ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۲۹۵، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد الاول ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۴۶

حضرت حلیمہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں لئے راہ میں جاتی تھیں تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھائی صورت دیکھی جو شِ محبت سے اپنی پستانیں دہن اقدس میں رکھیں، تینوں کے دودھ اتر آیا، تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنی زن شریفہ، رئیسہ، کریمہ، سراپا عطر آلود، تینوں قبیلہ بنی سلیم سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے، ذکرہ ابن عبد البر¹ (اس کو ابن عبد البر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے۔ ت)

بعض علماء نے حدیث "انا ابن العواتک من سلیم" (میں بنی سلیم کی عاتکہ عورتوں کا بیٹا ہوں۔ ت) کو اسی معنی پر محمول کیا۔ نقلہ السہیلی² (اس کو سہیلی نے نقل کیا ہے۔ ت)

اقول: الحق کسی نبی نے کوئی آیت و کرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی مثل اور اس سے امثل عطا نہ ہوئی، یہ اس مرتبے کی تکمیل تھی کہ مسیح کلمۃ اللہ صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا حبیب اشرف بریۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تین عقیقہ لڑکیوں کے پستان میں دودھ پیدا فرما دیا

ع

آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہاداری
(جو کمالات سب رکھتے ہیں تو تنہا رکھتا ہے۔ ت)

و صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیہم وبارک وسلم۔	اللہ تعالیٰ آپ پر اور ان (انبیاء سابقہ) پر درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ (ت)
---	--

امام ابو بکر ابن العربی فرماتے ہیں:

لم تر ضعه مرضعة الا اسلمت۔ ذکرہ فی کتابہ سراج المریدین ³ ۔	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جتنی بیبیوں نے دودھ پلایا سب اسلام لائیں۔ (اس کو امام ابو بکر ابن العربی نے اپنی کتاب سراج المریدین میں ذکر کیا ہے۔ ت)
---	--

¹ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ الاستیعاب المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱۳۷۱

² شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ الاستیعاب المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱۳۷۱

بھلایہ تو دودھ پلانا تھا کہ اس میں جزیت ہے، مرضعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام برکت اور ایمن کنیت کہ یہ بھی یمن و برکت و راستی و قوت، یہ اجلہ صحابیات سے ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرماتے: انت امی بعد امی¹۔ تم میری ماں کے بعد میری ماں ہو۔

راہ ہجرت میں انہیں پیاس لگی، آسمان سے نورانی رسی میں ایک ڈول اتر اپنی کر سیراب ہوئیں، پھر کبھی پیاس نہ معلوم ہوئی، سخت گرمی میں روزے رکھتیں اور پیاس نہ ہوتی۔ رواہ ابن سعد² عن عثمان بن ابی القاسم (اس کو ابن سعد نے عثمان بن ابی القاسم سے روایت کیا ہے۔ ت)

پیدا ہوتے وقت جنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر لیا ان کا نام تو دیکھئے شفاء، رواہ ابو نعیم³ عنہا۔ (اس کو ابو نعیم نے سیدہ شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت) یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ و صحابیہ جلیلہ ہیں۔ اور ایک بی بی کہ وقت ولادت اقدس حاضر تھیں فاطمہ بنت عبد اللہ ثقفیہ، یہ بھی صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

اے چشم انصاف! کیا ہر تعلق ہر علاقہ میں ان پاک مبارک ناموں کا اجتماع محض اتفاقی بطور جزاف تھا؟ کلا واللہ بلکہ عنایت ازلی نے جان جان کر یہ نام رکھے، دیکھ دیکھ کر یہ لوگ جُنے۔ پھر محل غور ہے جو اس نور پاک کو برے نام والوں سے بچائے وہ اسے بُرے کام والوں میں رکھے گا، اور بُرا کام بھی کون سا، معاذ اللہ شرک و کفر، حاشا ثم اللہ اللہ! دایاں مسلمان، کھلایاں مسلمان، مگر خاص جن مبارک پیڑوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاؤں پھیلانے، جن طیب مطیب خونوں سے اس نورانی جسم میں ٹکڑے آئے وہ معاذ اللہ چینین و چناں حاشا للہ کیونکر گوارا ہو ع خدا دیکھا نہیں قدرت سے جانا

¹ البواب الدینیة المقصد الاول حیاته صلی اللہ علیہ وسلم قبل البعثة المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۷۴، البواب الدینیة المقصد الثانی

الفصل الرابع المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۱۷

² الطبقات الکبریٰ لابن سعد ام ایمن واسمہا بركة دار صادر بیروت ۸/ ۲۲۴، شرح الزرقانی علی المواہب الدینیة البصد الثانی الفصل

الرابع دار المعرفة بیروت ۳/ ۲۹۵

³ دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الحادی عشر عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۴۰

ع مابندہ عشقیم و گر ہیج ندانیم

(ہم عشق کے بندے ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ ت)

فائدہ ظاہرہ: دربارہ ابوبن کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہی طریقہ انیقہ اعنی نجات نجات نجات کہ ہم نے توفیقہ تعالیٰ اختیار کیا، تنوع مسالک پر مختار اجلہ ائمہ کبار اعظم علمائے نامدار ہے، ازاں جملہ:

(۱) امام ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں، ازاں جملہ تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء میں۔

(۲) شیخ المحدثین احمد خطیب علی البغدادی۔

(۳) حافظ الشان محدث ماہر امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

(۴) امام اجل ابو القاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض۔

(۵) حافظ الحدیث امام محب الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں، بعد امام نووی کے ان کا مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

(۶) امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحب شرف المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۷) امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس صاحب عیون الاثر۔

(۸) علامہ صلاح الدین صفدی۔

(۹) حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی۔

(۱۰) شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

(۱۱) امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ شنبلیلی ابن العربی مالکی۔

(۱۲) امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر۔

(۱۳) امام ابو عبداللہ محمد بن خلف شارح صحیح مسلم۔

(۱۴) امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی صاحب تذکرہ۔

(۱۵) امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی۔

(۱۶) امام علامہ زین الدین مناوی۔

(۱۷) خاتم الحفاظ مجدد القرآن امام العاشر امام جلال المملۃ والدین عبدالرحمن ابن ابی بکر۔

(۱۸) امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی صاحب افضل القری وغیرہ۔

(۱۹) شیخ نور الدین علی الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بفضل اللہ تعالیٰ فی الدارین من الناجین۔

(۲۰) علامہ ابو عبد اللہ محمد ابن ابی شریف حسنی تلمسانی شارح شفاء شریف۔

(۲۱) علامہ محقق سنوسی۔

(۲۲) امام اجل عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

(۲۳) علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

(۲۴) خاتمة المحققین علامہ محمد بن عبد الباقی زر قانی شارح المواہب۔

(۲۵) امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

(۲۶) زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر۔

(۲۷) علامہ سید احمد حموی صاحب غرر الحیون والبصائر۔

(۲۸) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب التلمیذ فی النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲۹) علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

(۳۰) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔

(۳۱) شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

(۳۲) علامہ----- صاحب کنز الفوائد۔

(۳۳) مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی صاحب فواتح الرحموت۔

(۳۴) علامہ سید احمد مصری طحاوی محشی در مختار۔

(۳۵) علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب رد المحتار وغیرہم من العلماء الکبار والمحققین الاخیار

علیہم رحمۃ الملک العزیز الغفار (ان کے علاوہ دیگر علماء کبار اور پسندیدہ محققین ان پر عزت والے، بخشے والے بادشاہ کی

رحمت ہو۔ ت)

ان سب حضرات کے اقوال طیبہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں مگر فقیر نے یہ سطور نہ مجرد نقل اقوال کے لئے لکھیں نہ مباحث

طے کردہ علماء عظام خصوصاً امام جلیل جلال سیوطی کے ایراد بلکہ مقصود اس مسئلہ جلیلہ پر چند دلائل جمیلہ کا سنانا اور یہ تصدیق

کشف برداری علماء جو فیض تازہ قلب فقیر پر فائز ہوئے، انتفاع برادران دینی کے لئے ان کا ضبط تحریر میں لانا کہ شاید مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ تمام جہاں سے اکرم وارحم وابرؤاد فی ہیں، محض اپنے کرم سے نظر قبول فرمائیں اور نہ کسی

صلے میں بلکہ اپنے خاص فضل کے صدقے میں اس عاجز بے چارہ، بے یار کا ایمان حفظ فرما کر دارین میں عذاب و عقاب سے بچائیں۔ ع

بر کریمیاں کار ہاد شوار نیست

(کریموں پر بڑے، بڑے کام دشوار نہیں ہوتے۔ ت)

پھر یہ بھی ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات، خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود، ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی و امام الحرمین و امام ابن السمعانی و امام کیا ہر اسی و امام اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتی کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء و امہات اقدس کا ناجی ہونا کاشمیں والا مس روشن و ثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمہ اشاعرہ اور ائمہ ماتریدیہ سے مشائخ بخارا تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے کہ لایخفی علی من لہ اجالۃ نظر فی علمی الاصولین۔ (جیسا کہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جس کی اصولی علموں پر نظر ہے۔ ت) امام سیوطی سُبُل النجاة میں فرماتے ہیں:

مَالِ اِلٰی اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَحْيَاهُمَا حَتّٰی اَمْنًا بِهٖ طَائِفَةٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ وَحِفَاطُ الْحَدِيثِ ^۱	ائمہ اور حفاظ حدیث کی ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابویں کریمین کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔ (ت)
--	---

کتاب التلمیذ میں کتاب مستطاب الدرج المنیفة فی الآباء الشریفہ سے نقل کرتے ہیں:

ذهب جمع کثیر من الائمة الاعلام الی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناجیان محکوم لہما بالنجاة فی الاخرة وهم اعلم الناس باقوال من خالفهم وقال بغیر ذلک و	(خلاصہ یہ کہ) یہ جمع کثیر اکابر ائمہ واجلہ حفاظ حدیث، جامعان انواع علوم و ناقدان روایات و مفہوم کا مذہب یہی ہے کہ ابویں کریمین ناجی ہیں اور آخرت میں ان کی نجات کا فیصلہ ہو چکا ہے ان اعظم ائمہ کی نسبت یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ ان احادیث سے غافل تھے جن سے اس
--	--

^۱ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ بحوالہ سبیل النجاة المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۶۸

<p>مسئلے میں خلاف پر استدلال کیا جاتا ہے، معاذ اللہ ایسا نہیں بلکہ وہ ضرور اس پر واقف ہوئے اور تہہ تک پہنچے اور ان سے وہ پسندیدہ جواب دئے جنہیں کوئی انصاف والا رد نہ کرے گا اور نجات والدین شریفین پر دلائل قاطعہ قائم کئے جیسے مضبوط جے ہوئے پہاڑ کہ کسی کے ہلائے نہیں ہل سکتے۔</p>	<p>لا يقصرون عنهم في الدرجة ومن احفظ الناس للاحاديث والآثار وانقد الناس بالادلة التي استدلل بها اولئك فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون من الفنون خصوصاً ان الاربعة التي استمد منها في هذه المسألة فلا يظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث التي استدلل بها اولئك معاذ الله بل وقفوا عليها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها بالاجوبة المرضية التي لا يردھا منصف واقاموا لما ذهبوا اليه ادلة قاطعة كالجبال الرواسي^۱ مختصراً۔</p>
---	--

بلکہ علامہ زرقانی شرح مواہب میں ائمہ قائلین نجات کے اقوال و کلمات ذکر کر کے فرماتے ہیں:

<p>یہ ہمارے علماء کے وہ نصوص ہیں جن پر میں واقف ہوا اور ان کے غیر سے کہیں اس کا خلاف نظر نہ آیا سوائے ایک بوئے خلاف کے جو ابن دجیہ کے کلام سے پائی گئی اور امام قرطبی نے بروجہ کافی اس کا رد کر دیا۔</p>	<p>هذا ما وقفنا عليه من نصوص علمائنا ولم نر لغيرهم ما يخالفه الا ما يشتم من نفس ابن دحية وقد تكفل برده القرطبي^۲۔</p>
--	---

تاہم بات وہی ہے جو امام سیوطی نے فرمائی:

<p>پھر میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے بلکہ یہ اختلافی مسئلہ ہے (اور اس کا حکم</p>	<p>ثم اني لم ادع ان المسألة اجماعية بل هي مسألة ذات خلاف</p>
---	--

^۱ کتاب الخییس القسم الثانی النوع الرابع مؤسسة شعبان بیروت ۲۳۰/۱

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة باب وفاة امہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار المعرفة بیروت ۱۸۶/۱

فحکمہا حکم سائر المسائل المختلف فیہا غیر انی اخترت له اقوال القائلین بالنجاة لانه ان نسب بهذا المقام اه ^۱ وقال فی الدرج بعد مدرج فی الدرج الفريقان ائمة اکبر اجلاء ^۲	بھی اختلافی مسائل جیسا ہوگا) مگر میں نے نجات کے قائلین کے اقوال کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہی اس مقام کے زیادہ لائق ہے۔ اھ اور درج المنیفہ میں اس بحث کو درج کرنے کے بعد کہا دونوں فریق جلیل القدر اکابر ائمہ ہیں۔ (ت)
---	---

اقول: تحقیق یہ کہ طالب تحقیقی مرہون دست و لیل ہے، ابتداءً ظواہر بعض آثار سے جو ظاہر بعض انظار ہوا ظاہر تھا کہ ان جوابات
شافیہ اور اس پر دلائل وافیہ قائم و مستقیم چارہ کار قبول و تسلیم بالاقل سکوت و تعظیم، اللہ الہادی الی صراط مستقیم۔

عائدہ زاہرہ: امام ابو نعیم دلائل النبوة میں بطریق محمد بن شہاب الزہری ام سماءہ اسماء بنت ابی رہم، وہ اپنی والدہ سے راوی
ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے وقت حاضر تھی، محمد صلی اللہ تعالیٰ کم سن بچے کوئی پانچ برس کی عمر
شریف، ان کے سر ہانے تشریف فرما تھے۔ حضرت خاتون نے اپنے ابن کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کی، پھر کہانہ

بارک فیک اللہ من غلام
نجا بعون الملك المنعم
بمائلة من ابل سوام
فانت مبعوث الى الانام
تبعث في الحل وفي الحرام
دين ابيك البر ابراهام
يا ابن الذي من حومة الحمام
فودی غداة الضرب بالسهم
ان صح ما ابصرت في المنام
من عند ذي الجلال والاكرام
تبعث في التحقيق والاسلام
فالله انهالك عن الاصنام

ان لاتوالیہا مع الاقوام^۳

اے ستھرے لڑکے! اللہ تجھ میں برکت رکھے۔ اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی۔ بڑے انعام والے بادشاہ
اللہ عزوجل کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے، اگر وہ ٹھیک

^۱ الدرج المنیفة فی الایاء الشریفة

^۲ کتاب الخیسیس بحوالہ الدرجة المنیفة القسم الثانی النوع الرابع مؤسسة شعبان ۱۴۰۱/۱

^۳ المواہب اللدنیة بحوالہ دلائل النبوة المقصد الاول المكتب الاسلامی بیروت ۱۴۹/۱

اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تُو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے نکو کار باپ ابراہیم کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔^۱

حضرت خاتون آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس پاک وصیت میں جو فراق دنیا کے وقت اپنے ابن کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو کی بجز اللہ توحید و رد شرک کو آفتاب کی طرح روشن ہے اور اس کے ساتھ دین اسلام ملت پاک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا بھی پورا اقرار، اور ایمان کامل کسے کہتے ہیں، پھر اس سے بالاتر حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وہ بھی بیان بعث عامہ کے ساتھ، واللہ الحمد۔

<p>اقول: (میں کہتا ہوں) کلمہ ان اگر شک کے لئے ہے تو وہ غایت منتہی ہے اور اس سے اوپر کوئی تکلیف نہیں، ورنہ اس کا تحقیق کیلئے آنا بھی معلوم ہے تاکہ یہ جزاء کے ثبوت و تحقیق پر دلیل کی طرح ہو جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمانا کہ میں نے تجھے تین راتیں دیکھا فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) تجھے ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے تیرے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تو تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ ضرور اس کو جاری فرمائے گا۔ اس کو شیخین نے ام المؤمنین سے روایت کیا ہے۔ (ت)</p>	<p>اقول: وكلمة ان ان كانت للشك فهو غاية المنتهى اذ ذاك ولا تكليف فوقه والا فقد علم مجيئها ايضا للتحقيق ليكون كالدليل على ثبوت الجزاء وتحققه كقوله صلى الله تعالى عليه وسلم لام المؤمنين رضی اللہ تعالیٰ عنہا رأيتك في المنام ثلاث ليال يجيء بك الملك في سرقة من حريري فقال لي هذه امرأتك فكشفت عن وجهك الثوب فاذا هي انت فقلت ان يكن هذا من عند الله يمضه۔ رواه الشيخان^۱ عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔</p>
--	---

اس کے بعد فرمایا:

^۱ صحیح البخاری کتاب النکاح باب النظر الى المرأة قبل التزويج قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۸۱، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۸۵

<p>ہر زندے کو مرنا ہے اور ہر نئے کو پرانا ہونا، اور کوئی کیسا ہی بڑا ہو ایک دن فنا ہونا ہے۔ میں مرتی ہوں اور میرا ذکر ہمیشہ خیر سے رہے گا، میں کیسی خیر عظیم چھوڑ چلی ہوں اور کیسا ستھرا پاکیزہ مجھ سے پیدا ہوا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔</p>	<p>کل حی میت وکل جدید بال وکل کبیر یغنی وانا میتۃ و ذکر ی باق و قد ترکت خیرا و ولدت طہراً^۱۔</p>
---	--

یہ کہا اور انتقال فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہا و صلی اللہ تعالیٰ علی ابنہا الکریم و ذویہ و بآرک و سلم (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور درود و سلام اور برکت نازل فرمائے ان کے کریم بیٹے اور اس کے پیروکاروں پر۔ ت)

اور ان کی یہ فراست ایمان اور پیشین گوئی نورانی قابل غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں اور میرا ذکر خیر ہمیشہ باقی رہے گا۔ عرب و عجم کی ہزاروں شاہزادیاں، بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، مگر اس طیبہ خاتون کے ذکر خیر سے مشارق مغارب ارض میں محافل مجالس انس و قدس میں زمین و آسمان گونج رہے ہیں اور ابد آباد تک گونجیں گے واللہ الحمد۔

عمرت قاہرہ: سید احمد مصری حواشی در میں ناقل کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابون کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں متفکر رہے کہ کیونکر تطبیق اقوال ہو۔ اسی فکر میں چراغ پر جھک گئے کہ بدن جل گیا۔ صبح ایک لشکری آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے۔ راہ میں ایک ترہ فروش ملے کہ اپنی دکان کے آگے باٹ ترازو لئے بیٹھے ہیں، انہوں نے اٹھ کر ان عالم کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور یہ اشعار پڑھے نہ

أمنت ان ابا النبی و امہ احبا ہما الی القدیر الباری

حقی لقد شہد الہ برسالۃ صدق فتلك کرامة المختار

وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہ فهو الضعیف عن الحقیقة عاری^۲

یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کو اس زندہ ابدی قادر مطلق خالق عالم جل جلالہ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے

^۱ البواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر وفاتہ آمنۃ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۷۰-۱۶۹

^۲ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۲/ ۸۱

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی، اے شخص اس کی تصدیق کر کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے۔^۱ یہ اشعار سنا کر ان عالم سے فرمایا: اے شیخ! انہیں لے اور نہ رات کو جاگ نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کہ تجھے چراغ جلا دے، ہاں جہاں جا رہا ہے وہاں نہ جا کہ لقمہ حرام کھانے میں نہ آئے۔

ان کے اس فرمانے سے وہ عالم بیخود ہو کر رہ گئے، پھر انہیں تلاش کیا پتا نہ پایا اور دکانداروں سے پوچھا، کسی نے نہ پہچانا، سب بازار والے بولے: یہاں تو کوئی شخص بیٹھتا ہی نہیں۔ وہ عالم اس ربانی ہادی، غیب کی ہدایت سن کر مکان کو واپس آئے، لشکری کے یہاں تشریف نہ لے گئے۔^۱ انتہی۔

اے شخص! یہ عالم بہ برکت علم، نظر عنایت سے ملحوظ تھے کہ غیب سے کسی ولی کو بھیج کر ہدایت فرمادی خوف کر کہ تو اس ورطہ میں پڑ کر معاذ اللہ کہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باعث ایذاء نہ ہو جس کا نتیجہ معاذ اللہ بڑی آگ دیکھنا ہو۔ اللہ عزوجل ظاہر و باطن میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت سچا ادب روزی فرمائے اور اسباب مقت (ناراضگی) و حجاب و بیزاری و عتاب سے بچائے آمین آمین آمین!

یا ارحم الراحمین ارحم فاقتنا یا ارحم الراحمین ارحم ضعفنا تبرأنا من حولنا الباطل وقوتنا العاطلة والتجاننا الی حولك العظیم وطولك القدیم وشهدنا بان لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم وأخردعونا ان الحمد لله رب العلمین وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد	اے بہترین رحم فرمانے والے! ہمارے فاقہ اور ضعف پر رحم فرما، ہم اپنی باطل طاقت اور بیکاری قوت سے برائت کرتے ہیں اور تیری عظیم طاقت اور قدیم قوت کی پناہ چاہتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ عزت و عظمت والے خدا کے سوا نہ کوئی گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی، اور ہماری گفتگو کا خاتمہ اس پر ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے ہمارے آقا
--	--

^۱ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۸۱/۲

والہ وصحبہ وذریۃ اجمعین آمین۔	وموئی محمد مصطفیٰ پر، آپ کی تمام آل پر، آپ کے تمام صحابہ پر اور آپ کی تمام اولاد پر۔ آمین۔ (ت)
-------------------------------	--

الحمد للہ یہ موجز رسالہ اواخر شوال المکرم ۱۴۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بالمخاط تارخ "شہول الاسلام لاصول الرسول الکرام" نام ہوا۔ واللہ سبکھنہ وتعالیٰ اعلم۔

رسالہ

شہول الاسلام لاصول الرسول الکرام
ختم ہوا۔



عہ: وبضم الکاف بمعنی الیم صفة الرسول اوبکسرھا جمع الکرام نعت الاصول ۱۲



رسالہ تمہید ایمان بآیات قرآن^{۱۲۲۶ھ}

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين خاتم النبيين محمد وآله واصحابه اجمعين الى يوم الدين بالتبجيل وحسبنا الله ونعم الوكيل۔	تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور عظمت کے ساتھ تاقیامت درود و سلام ہو سید المرسلین وخاتم النبیین پر اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ کیا ہی اچھا کار ساز ہے۔ (ت)
--	---

مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض

پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز، کثیر السیئات کو دین حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت، دل میں عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

<p>اے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔</p>	<p>"إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝" ^۱۔</p>
---	---

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجنے، قرآن مجید اتارنے کا مقصود ہی تمہارا مولیٰ تبارک و تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے:

اول یہ کہ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔

دوئم یہ کہ رسول اللہ کی تعظیم کریں۔

سوئم یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو، سب میں پہلے ایمان کو ذکر فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو، اس لئے کہ بغیر ایمان، تعظیم بکا آمد نہیں۔ بہتیرے نظاری ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کا فران لیم میں تصنیفیں کر چکے، لکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے، کچھ مفید نہیں کہ ظاہری تعظیم ہوئی، دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے۔ پھر جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو، عمر بھر عبادت الہی میں گزرے، سب بے کار و مردود ہے۔ بہتیرے جوگی اور راہب ترک دنیا کر کے، اپنے طور پر ذکر عبادت الہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں، زکہ لا الہ الا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضرر میں لگاتے ہیں مگر آزا نجا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں، کیا فائدہ؟ اصلاً قابل قبول بارگاہ الہی نہیں، اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

<p>جو کچھ اعمال انہوں نے کئے تھے، ہم نے سب برباد کر دیئے۔</p>	<p>"وَقَدْ مَنَّآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ۝" ^۲۔</p>
---	--

^۱ القرآن الکریم ۳۸/۹۸

^۲ القرآن الکریم ۲۵/۲۳

ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

عمل کریں، مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا؟ یہ کہ بھڑکتی آگ میں پیٹھیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔	"عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلِي نَازِلًا حَامِيَةً" ۱۔
--	--

مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم، مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبول اعمال ہوئی یا نہیں؟۔ کہو ہوئے اور ضرور ہوئے! تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

اے نبی تم فرمادو، کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہارے پسند کے مکان، ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے، تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔	"قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ" ۲۔
---	--

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز کوئی مال، کوئی چیز، اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو، وہ بارگاہ الہی سے مردود ہے، اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا، اسے عذاب الہی کے انتظار میں رہنا چاہیے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔"۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	"لَا يُوَدُّ أَحَدٌ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْوَالِدِ وَالدَّهْ وَلَدَةِ النَّاسِ أَجْمَعِينَ" ۳۔
--	--

^۱ القرآن الکریم ۸۸/۳۰

^۲ القرآن الکریم ۹/۲۴

^۳ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبة الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹

یہ حدیث بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اس نے تو یہ بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے، ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو! محمد، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہانوں سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہوا یا نہیں؟ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کر لیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم عظمت ہے۔ ہاں ہاں ماں باپ اولاد سارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت ہے۔ بھائیو! خدا ایسا ہی کرے، مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

<p>”الْمَلَأَ أَحْسَبَ النَّاسِ أَنْ يُشْرَكَوْا أَنْ يَقُولُوا أَمَّا وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ“^۱۔</p>	<p>کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں، کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔</p>
---	---

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی ادعائے مسلمانی پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں ہاں سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے، آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہر گے۔ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی و واقعی ہونے کو درکار ہیں، وہ اس میں ہیں یا نہیں؟ ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں۔

(۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم

(۲) اور محمد رسول اللہ کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم

تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو۔ جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے

^۱ القرآن الکریم ۲۹/۲۰

الگ ہو جاؤ، دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت، کو خطرے میں لاؤ آخر یہ جو کچھ تھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کی بناء پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جے، نہیں پہنتے؟ کیا عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نہائی یا اسے ہر برے سے بدتر برانہ جانا یا اسے برا کہنے پر رامانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی، تو اللہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے، قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنے دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، اللہ اپنے حال پر رحم کر و اپنے رب کی بات سنو، دیکھو وہ کیوں کرتے ہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، دیکھو رب عزوجل فرماتا ہے:

تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دل میں ان کی محبت آنے پائے جنہوں نے خدا اور رسول سے مخالفت کی، چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتا ہے

"لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحِهِ ۖ وَمَنْ يُوَدِّعْهُمْ جَاءَتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَاضِينَ بِاللَّهِ عَنْهُمْ وَرَاضُونَ عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا

إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱﴾

اللہ والے ہی مراد کو پہنچے۔

اس آیت کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ یا رسول اللہ کی جناب میں گستاخی کرے، مسلمان اس سے دوستی نہ کرے گا، جس کا صریح مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے وہ مسلمان نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کا قطعاً عام ہونا بالتصریح ارشاد فرمایا کہ باپ، بیٹے، بھائی، عزیز سب کو گناہ، یعنی کوئی کیسا ہی تمہارے زعم میں معظم یا کیسا ہی تمہیں بالطبع محبوب ہو، ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے، اس کی وقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ رہو گے۔ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کا اتنا فرمانا ہی مسلمان کے لئے بس تھا مگر دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا، اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دلاتا ہے کہ اگر اللہ و رسول کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا کسی سے علاقہ نہ رکھا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

(۱) اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ کی بشارت جلیلہ ہے کہ اللہ کا لکھا نہیں مٹتا۔

(۲) اللہ تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

(۳) تمہیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

(۴) تم خدا کے گروہ کملہ آؤ گے، خدا والے ہو جاؤ گے۔

(۵) منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ امید و خیال و گمان سے کروڑوں درجے افزوں۔

(۶) سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔

(۷) یہ کہ فرماتا ہے "میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی" بندے کیلئے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔

مسلمانو! خدا لگتی کہنا اگر آدمی کروڑ جانیں رکھتا ہو اور سب کی سب ان عظیم دولتوں پر نثار کر دے تو واللہ مفت پائیں، پھر زید و عمرو سے علاقہ تعظیم و محبت، یک لخت قطع کر دینا کتنی بڑی بات ہے؟ جس پر اللہ تعالیٰ ان بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرما رہا ہے اور اس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ قرآن کریم کی عادت کریمہ ہے کہ جو حکم فرماتا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں کو اپنی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے، نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ بھی رکھتا ہے کہ جو پست ہمت نعمتوں کی لالچ میں نہ آئیں،

سزاؤں کے ڈر سے، راہ پائیں۔ وہ عذاب بھی سن لیجئے:
تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

اے ایمان والو! اپنے باپ، اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے رفاقت پسند کرے وہی لوگ ستمگار ہیں۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَوَلَّيْكُمْ هُمْ الظَّالِمُونَ" ①۔

اور فرماتا ہے کہ:

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم چھپ کر ان سے دوستی کرتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔ تمہارے رشتے اور تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں گے۔ قیامت کے دن۔ اللہ تم میں اور تمہارے پیاروں میں جدائی ڈال دیگا کہ تم میں ایک، دوسرے کے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ تُشْرُونَ إِلَيْهِمْ بِالْبُودَةِ ۚ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۚ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ" ②۔

اور فرماتا ہے:

تم میں جو ان سے دوستی کریگا تو بے شک وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔

"وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ" ③۔

پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا، اس آیت کریمہ نے

¹ القرآن الکریم ۹/ ۲۳

² القرآن الکریم ۶۰/ ۳۶

³ القرآن الکریم ۵/ ۵۱

بالکل تصفیہ فرمادیا کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی ان میں سے ہے، ان ہی کی طرح کافر ہے، ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی یاد رکھیے کہ "تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہوں"۔ اب وہ رسی بھی سن لیجئے جس میں رسول اللہ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے باندھے جائیں گے۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

"وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" ① ^۱ ۔	جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔
---	--

اور فرماتا ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا" ② ^۲ ۔	بے شک جو اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں، اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
---	--

اللہ عزوجل ایذا سے پاک ہے اسے کون ایذا دے سکتا ہے۔ مگر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ کے بدگوئیوں سے محبت کا برتاؤ کرے، سات کوڑے ثابت ہوئے۔:

(۱) وہ ظالم ہے۔

(۲) گمراہ ہے۔

(۳) کافر ہے۔

(۴) اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۵) وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔

(۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی۔

(۷) اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

^۱ القرآن الکریم ۶۱/۹

^۲ القرآن الکریم ۵۷/۳۳

اے مسلمان! اے امتی سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خدایا، ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت علاقہ ترک کر دینے پر ملتے ہیں کہ دل میں ایمان جم جائے اللہ مددگار ہو، جنت مقام ہو، اللہ والوں میں شمار ہو، مرادیں ملیں، خدا تجھ سے راضی ہو، تو خدا سے راضی ہو یا یہ سات بھلے ہیں جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ظالم، گمراہ، کافر، جہنمی ہو، آخرت میں خوار ہو، خدا کو اذیادے، خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ہیکھت، ہیکھت کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ سات اچھے ہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں، مگر جان برادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا، وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے ابھی آیت سن چکے الم حسب الناس، کیا اس بھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا۔ ہاں یہی امتحان کا وقت ہے! دیکھو یہ اللہ واحد قہار کی طرف سے تمہاری جانچ ہے۔ دیکھو! وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے، علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے، مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو! وہ فرما رہا ہے کہ میں غافل نہیں، میں بے خبر نہیں، تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمہارے اقوال سن رہا ہوں تمہارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں، دیکھو! بے پروائی نہ کرو، پرانے پیچھے، اپنی عاقبت نہ بگاڑو، اللہ و رسول کے مقابل ضد سے کام نہ لو، دیکھو وہ تمہیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے۔ اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں، دیکھو! وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اس کی رحمت کے کہیں نباہ نہیں دیکھو اور گناہ، تو نرے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہو، مگر ایمان نہیں جاتا، عذاب ہو کر خواہ رب کی رحمت، حبیب کی شفاعت سے، بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے گا یا ہو سکتا ہے۔ مگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے انکی عظمت، ان کی محبت، مدار ایمان ہے، قرآن مجید کی آیتیں سن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ دیکھو جب ایمان گیا، پھر اصلاً، ابداناً بات تک کبھی، کسی طرح ہر گز، اصلاً، عذاب شدید سے رہائی نہ ہوگی۔ گستاخی کرنے والے، جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو، وہاں اپنی بھگت رہے ہو نکلے تمہیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں؟ پھر ایسوں کا لحاظ کر کے، اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضب جبار و عذاب نار میں پھنسا دینا، کیا عقل کی بات ہے؟۔ اللہ اللہ ذرا دیر کو اللہ و رسول کے سوا سب ایں و آں سے نظر اٹھا کر آنکھیں بند کرو اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو اور نرے خالص سچے اسلامی دل کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم عظمت، بلند عزت، رفیع وجاہت، جو ان کے رب نے انہیں بخشی اور ان کی تعظیم، ان کی توقیر پر ایمان و اسلام کی بناء رکھی اسے دل میں جما کر

انصاف و ایمان سے کہو، کیا جس نے کہا کہ شیطان کو یہ وسعت، نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے^۱۔ اس نے محمد رسول اللہ کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس پر نہ بڑھایا؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعت علم پر ایمان نہ لایا؟ مسلمانو! خود اس بدگو سے اتنا ہی کہہ دیجھو کہ او علم میں شیطان کے ہمسرد کیھو! تو وہ برامانتا ہے یا نہیں حالانکہ اسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہا بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا، پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہوگی؟ اور اگر وہ اپنی بات پالنے کو اس پر ناگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں قطعاً ناگوار مانے گا، تو اسے چھوڑیے اور کسی معظّم سے کہہ دیجئے اور پورا ہی امتحان مقصود ہو تو کیا کچھری میں جا کر آپ کسی حاکم کو ان ہی لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں؟ دیکھئے! ابھی ابھی کھلا جاتا ہے کہ توہین ہوئی اور بے شک ہوئی پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا کفر نہیں؟ ضرور ہے اور بالیقین ہے۔ کیا جس نے شیطان کی وسعت علم کو نص سے ثابت مان کر حضور اقدس کے لئے وسعت علم ماننے والے کو کہا^۲ تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے^۳۔ اور کہا^۴ شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے^۵۔ اس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا، کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی، وہ جس کسی کے لئے ثابت کی جائے، قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ وسعت علم مانتی شرک ٹھہرائی، جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو ضرور اتنی وسعت خدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خدائی لازم ہے جب تو نبی کے لئے اس کا ماننے والا کافر مشرک ہوا اور اس نے وہی وسعت، وہی صفت خود اپنے منہ، ابلیس کے لئے ثابت مانی تو صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ مسلمانو! کیا یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کی توہین نہ ہوئی؟ ضرور ہوئی، اللہ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اس کا شریک بنایا اور وہ بھی کسے؟ ابلیس لعین کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یوں، کہ ابلیس کا مرتبہ اتنا بڑھا دیا، کہ وہ تو خدا کی خاص صفت

^۱ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع لے بلا ساڈھور ص ۵۱

^۲ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع لے بلا ساڈھور ص ۵۱

^۳ البراہین القاطعة بحث علم غیب مطبع لے بلا ساڈھور ص ۵۱

میں حصہ دار ہے، اور یہ اس سے ایسے محروم، کہ ان کے لئے ثابت مانو، تو مشرک ہو جاؤ۔ مسلمانو! کیا خدا اور رسول اللہ کی توہین کرنے والا کافر نہیں؟ ضرور ہے۔ کیا جس نے کہا کہ ^۱ بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے ^۱۔ کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی؟ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا، جتنا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو حاصل ہے؟

مسلمان! مسلمان! اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ، کیا اس ناپاک و ملعون گالی کے صریح ہونے میں تجھے کچھ شبہ گزر سکتا ہے؟ معاذ اللہ! کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے، تو خود ان ہی بد گویوں سے پوچھ دیجھ، کہ آیا تمہیں اور تمہارے استادوں، پیر جیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اتنا ہی علم ہے جتنا سور کو ہے تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کہتے کو ہے تیرے پیر کو اسی قدر علم تھا جیسا گدھے کو ہے، یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں الو، گدھے، کتے، سور کے ہمسرو! دیکھو تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد، پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں؟ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں، پھر کیا سبب کہ جو کلمہ ان کے حق میں توہین و کسر شان ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو، کیا معاذ اللہ ان کی عظمت ان سے بھی گزری ہے، کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ حاشا للہ حاشا للہ! کیا جس نے کہا کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے، پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے؟ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے؟ اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی و غیر نبی، میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے ^۲، انتھی۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جانوروں، پاگلوں میں فرق

^۱ حفظ الایمان جواب سوال سوم کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سہارنپور بھارت ص ۸، حفظ الایمان مع تغیییر العنوان جواب سوال سوم محمد عثمان تاجر الکتب فی دریبہ کلاں دہلی ص ۷۵

^۲ حفظ الایمان جواب سوال سوم کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سہارنپور بھارت ص ۸، حفظ الایمان مع تغیییر العنوان جواب سوال سوم محمد عثمان تاجر الکتب فی دریبہ کلاں دہلی ص ۷۵

نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا؟ کیا اس نے اللہ کے کلام کا صراحۃً رد و ابطال نہ کر دیا۔ دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

اے نبی! اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔	"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا" ¹
---	--

یہاں نامعلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و مدارج میں شمار فرمایا۔ اور فرماتا ہے:

اور بے شک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے۔	"وَإِنَّهُ لَكُنْزٌ لِّمَنْ عَزَمَهُ" ²
--	--

اور فرماتا ہے:

ملائکہ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک علم والے لڑکے اسحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت دی۔	"وَبَشِّرْهُ بِالْحَبْلِ عَلِيمٍ" ³
--	--

اور فرماتا ہے:

اور ہم نے خضر کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔	"وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا" ⁴
--	---

وغیر ہا آیات، جن میں اللہ تعالیٰ نے علم کو کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والثناء میں گنا۔ اب زید کی جگہ اللہ عزوجل کا نام پاک لیجئے اور علم غیب کی جگہ مطلق علم جس کا ہر چوپائے کو ملنا اور بھی ظاہر ہے اور دیکھئے کہ اس بد گوئے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر کس طرح کلام اللہ عزوجل کا رد کر رہی ہے یعنی یہ بد گو خدا کے مقابل کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ آپ (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مقدسہ پر علم کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ

¹ القرآن الکریم ۴/۱۳

² القرآن الکریم ۱۲/۶۸

³ القرآن الکریم ۵۱/۲۸

⁴ القرآن الکریم ۱۸/۶۵

امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علوم، اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں حضور اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم کہا جائے، پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے، اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں، اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے^۱۔ انتہی۔ پس ثابت ہوا کہ خدا کے وہ سب اقوال اسکی دلیل سے باطل ہیں۔

مسلمانو! دیکھو! کہ اس بد گو نے فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو گالی نہ دی بلکہ ان کے رب (جل و علا) کے کلاموں کو بھی باطل و مردود کر دیا۔

مسلمانو! جس کی جرات یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملا دے اور ایمان و اسلام و انسانیت سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے، اس سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رد کرے باطل بتائے پس پشت ڈالے زیر پا ملے بلکہ جو یہ سب کچھ کلام اللہ کے ساتھ کر چکا وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس گالی پر جرات کر سکے گا مگر ہاں اس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اساتذہ میں جاری ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو کیا جواب ہے؟ ہاں ان بد گویوں سے کہو! کیا آپ حضرات اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جاری کی، خود اپنے آپ سے اسے دریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم، فاضل، مولوی، ملا، چنیں، چناں فلاں فلاں کیوں کہا جاتا ہے اور حیوانات و بہائم مثلاً کتے سور کو کوئی ان الفاظ سے تعبیر نہیں کرتا۔ ان مناصب کے باعث آپ کے اتباع و اذنا اب آپ کی تعظیم، تکریم، توقیر کیوں کرتے، دست و پا پر بوسہ دیتے ہیں اور جانوروں مثلاً الو، گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں برتاؤ اس کی وجہ کیا ہے؟ کل علم تو قطعاً آپ صاحبوں کو بھی نہیں اور بعض میں آپ کی کیا تخصیص؟ ایسا علم تو الو، گدھے، کتے، سور سب کو حاصل ہے تو چاہیے کہ ان سب کو عالم و فاضل و چنیں و چناں کہا جائے پھر اگر آپ اس کا التزام کریں کہ ہاں ہم سب کو

^۱ حفظ الایمان جواب سوال سوم مکتب خانہ اعزازیہ دیوبند سہارنپور بھارت ص ۸، فظ الایمان مع تغیییر العنوان محمد عثمان تاجر الکتب فی

علماء کہیں گے تو۔۔۔۔۔ پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، گدھے، کتے، سور سب کو حاصل ہو وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا؟ اور اگر التزام نہ کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کتے، سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ فقط۔

مسلمانو! یوں دریافت کرتے ہی بعونہ تعالیٰ صاف کھل جائے گا کہ ان بدگوئیوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی اور ان کے رب عزوجل کے قرآن مجید کو جا بجا کیسا رد و باطل کر دیا۔ مسلمانو! خاص اس بدگو اور اس کے ساتھیوں سے پوچھو، ان پر خود ان کے اقرار سے قرآن عظیم کی یہ آیات چسپاں ہوئیں یا نہیں۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

<p>اور بے شک ضرور ہم نے جہنم کیلئے پھیلا رکھے ہیں بہت سے جن اور آدمی ان کے وہ دل ہیں جن سے حق کو نہیں سمجھتے اور وہ آنکھیں جن سے حق کا راستہ نہیں سو جھتے اور وہ کان جن سے حق بات نہیں سنتے۔ وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بسکے ہوئے۔ وہی گمراہ وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔</p>	<p>"وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ أُذُنٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿٣١﴾" ^۱</p>
---	---

اور فرماتا ہے:

<p>بھلا دیکھ تو، جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا تو اس کا ذمہ لے گا، یا تجھے گمان ہے ان میں بہت کچھ سنتے یا عقل رکھتے ہیں سو وہ نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ وہ تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں۔</p>	<p>"أَسْرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هُوًّا ۚ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۚ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۚ" ^۲</p>
---	---

^۱ القرآن الکریم ۷/۱۷۹

^۲ القرآن الکریم ۲۵/۳۳ و ۳۴

ان بد گویوں نے چوپایوں کا علم تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کے برابر مانا۔ اب ان سے پوچھئے کیا تمہارا علم انبیاء یا خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے برابر ہے، ظاہراً اسکا دعویٰ نہ کریں گے اور اگر کہہ بھی دیں کہ جب چوپایوں سے برابر کر دی، آپ تو دوپائے ہیں برابر کرمانے کیا مشکل ہے؟ تو یوں پوچھئے تمہارے استادوں، پیروں، ملاؤں میں کوئی بھی ایسا گزرا جو تم سے علم میں زیادہ ہو یا سب ایک برابر ہو۔ آخر کہیں تو فرق نکالیں گے تو ان کے وہ استاد وغیرہ تو ان کے اقرار سے علم میں چوپایوں کے برابر ہوئے اور یہ ان سے علم میں کم ہیں، جب تو انکی شاگردی کی، اور جو ایک مساوی سے کم ہو دوسرے سے بھی ضرور کم ہوگا تو یہ حضرات خود اپنی تقریر کی رو سے چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے اور ان آیتوں کے مصداق ٹھہرے۔

ما ر ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔	"كُلُّ لِكَ الْعَذَابِ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ كَوْنُوا يَعْلَمُونَ" ۱۔
---	---

مسلمانو! یہ حالتیں تو ان کلمات کی تھیں جن میں انبیائے کرام و حضور پر نور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہاتھ صاف کئے گئے پھر ان عبارات کا کیا پوچھنا جن میں اصالتاً بالقصد رب العزت عز جلالہ کی عزت پر حملہ کیا گیا ہو۔ خدا را انصاف! کیا جس نے کہا "میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں" ۲، یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے جھوٹ بولا، جھوٹ بولتا ہے۔ اس کی نسبت یہ فتویٰ دینے والا کہ "اگرچہ اس نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافریا بدعتی خیال کہنا نہیں چاہئے، جس نے کہا کہ "اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے" ۳ جس نے کہا کہ "اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔ حنفی، شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کر سکتا" ۴۔ یعنی خدا کو معاذ اللہ جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا۔ یہ اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ کسی نے ہاتھ ناف سے اوپر باندھے، کسی نے نیچے، ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا، لہذا "ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے" ۵۔ یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے اسے گمراہ کیا معنی؟ گنہگار نہ کہو۔

۱ القرآن الکریم ۶۸/۳۳

2

3

4

5

کیا جس نے یہ سب تو اس مکذب خدا کی نسبت بتایا اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس بے معنی اقرار کہ 'قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے' ^۱۔ صاف صریح کہہ دیا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے ^۲۔ یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا سے کذب واقع ہوا، کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے؟ مسلمانو! خدا را انصاف، ایمان نام کا ہے کا تھا تصدیق الہی کا، تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے، تکذیب، تکذیب کے کیا معنی ہیں کسی کی طرف کذب منسوب کرنا۔ جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے؟ خدا جانے مجوس و ہنود و نصاریٰ و یہود کیوں کافر ہوئے؟ ان میں تو کوئی صاف اپنے معبود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا۔ ہاں معبود برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انہیں اسکی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے۔ ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلے کہ خدا کو خدا مانتا، اسکے کلام کو اسکا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا، اس سے وقوع کذب کی معنی درست ہو گئے۔ غرض کوئی ذی انصاف شک نہیں کر سکتا کہ ان تمام بد گویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دی ہیں، اب یہی وقت امتحان الہی ہے، واحد قہار جبار عز جلالہ سے ڈرو اور وہ آیتیں کہ اوپر گزریں، پیش نظر رکھ کر عمل کرو۔ آپ تمہارا ایمان تمہارے دلوں میں تمام بد گویوں سے نفرت بھر دے گا۔ ہر گز اللہ و رسول اللہ جل وعلا کے مقابل تمہیں انکی حمایت نہ کرنے دے گا۔ تم کو ان سے گھن آئے گی نہ کہ ان کی پیچ کرو، اللہ و رسول کے مقابل انکی گالیوں میں مہمل و بیہودہ تاویل گھڑو۔

اللہ انصاف! اگر کوئی شخص تمہارے ماں، باپ، استاد، پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے، شائع کرے۔ کیا تم اس کا ساتھ دو گے یا اس کی بات بنانے کو تاویلیں گھڑو گے یا اس کے بکنے سے بے پرواہی کر کے اس سے بدستور صاف رہو گے؟ نہیں نہیں! اگر تم میں انسانی غیرت، انسانی حمیت، ماں باپ کی عزت حرمت عظمت محبت کا نام نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگو دشنامی کی صورت سے نفرت کرو گے، اسکے سائے سے دور بھاگو گے، اس کا نام سن کر غیظ لاؤ گے جو اس کے لئے بناوٹیں گڑھے، اسکے بھی دشمن ہو جاؤ گے، پھر خدا کے لئے ماں باپ کو ایک پلہ میں رکھو

اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان کو دوسرے پہلے میں، اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے، ماں باپ کی محبت و حمایت کو اللہ و رسول کی محبت و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے۔ تو واجب واجب واجب، لاکھ لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ ان بدگو سے وہ نفرت و دوری و غیظ و جدائی ہو کہ ماں باپ کے دشنام دہندہ کے ساتھ اس کا ہزار واں حصہ نہ ہو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کیلئے ان سات نعمتوں کی بشارت ہے۔ مسلمانو! تمہارا یہ ذلیل خیر خواہ امید کرتا ہے۔ کہ اللہ واحد قہار کی ان آیات اور اس بیان ثانی واضح الہینات کے بعد اس بارے میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو تمہارے ایمان خود ہی ان بدگو یوں سے وہی پاک مبارک الفاظ بول اٹھیں گے جو تمہارے رب نے قرآن عظیم میں تمہارے سکھانے کو قوم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمائے۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

<p>بے شک تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی ریس ہے جب وہ اپنی قوم سے بولے بے شک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہمیشہ کو ظاہر ہو گئی جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ بے شک ضرور ان میں تمہارے لیے عمدہ ریس تھی۔ اس کیلئے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے پرواہ سراہا گیا ہے۔</p>	<p>"قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُوكُمْ وَمَا نَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَهُوَ يُؤْتِي الْوَسْطَ اللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ" ۱</p>
---	---

یعنی وہ جو تم سے یہ فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل اور ان کے ساتھ والوں نے کیا کہ میرے لئے اپنی قوم کے صاف دشمن ہو گئے اور تنکا توڑ کر ان سے جدائی کر لی اور کہہ دیا کہ ہم سے تمہارا کچھ علاقہ نہیں، ہم تم سے قطعی بیزار ہیں، تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے یہ تمہارے بھلے کو تم سے فرما رہا ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۶۰/۶۳

مانو تو تمہاری خیر ہے نہ مانو تو اللہ کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں جہاں وہ میرے دشمن ہوئے انکے ساتھ تم بھی سہی، میں تمام جہان سے غنی ہوں اور تمام خوبیوں سے موصوف، جل و علا و تبارک و تعالیٰ۔ یہ قرآن حکیم کے احکام تھے اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی چاہے گا ان پر عمل کی توفیق دے گا مگر یہاں دوفرقتے ہیں جن کو ان احکام میں عذر پیش آتے ہیں:

فرقہ اول: بے علم نادان، ان کے عذر دو قسم کے ہیں۔

عذر اول: فلاں تو ہمارا استاد یا بزرگ یا دوست ہے، اس کا جواب تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتا کر صراحت فرمادیا کہ غضب الہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔

عذر دوم: صاحب یہ بدگو لوگ بھی تو مولوی ہیں، بھلا مولویوں کو کیوں کر کافریا برامنائیں، اس کا جواب تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

<p>بھلا دیکھو تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پٹی پڑھادی تو کون اسے راہ پر لائے اللہ کے بعد تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔</p>	<p>"أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَصْلَهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَحَتَّمَ عَلَىٰ سَبْعٍ مِّنْ قُلُوبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرٍ غَشَوَةً ۖ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ" ①۔</p>
--	--

اور فرماتا ہے:

<p>وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں، کیا بری مثال ہے ان کی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا"۔</p>	<p>"مَثَلُ الَّذِينَ حَبَلُوا الْقَوْلَ مِنهُمْ لَمْ يَحْبِلُوا كَمَثَلِ الْجِبَارِ يَحْبِلُ أَسْفَارًا ۚ يَتَّبِعُ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ" ②۔</p>
--	---

اور فرماتا ہے:

¹ القرآن الکریم ۴۵/۲۳

² القرآن الکریم ۶۲/۵

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ الْآيَاتِنَا فَانْسَاهُ ۚ إِنَّهُ لَشَيطُونٌ
فَكَانَ مِنَ الْغَافِينَ ۝ وَكَوَسَّيْنَا لَهُمُ فَعْلَهُمُ الْبَهْلَ لِنَكُنَّ أَكْثَرًا
الْأَرْضِ وَاتَّبَعَهُمْ ۚ فَسُئِلَهُ كَيْفَ الْكَلْبِ ۚ إِنَّ تَحِيْلَ عَلَيْهِ
يَلْهَتْ أَوْ تَشْرُكُهُ يَلْهَتْ ۚ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِالْآيَاتِ ۚ فَاقْصُصْ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ
الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْمُرُونَ ۝ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ
فَهُوَ الْمُهْتَدِى ۚ وَمَنْ يُضِلِلْ فَلَا وَلِيَّكَ لَهُمُ الْخُسْرُونَ ۝ " ۱ -

انہیں پڑھ کر سنا اس کی خبر جسے ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا
وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا کہ گمراہ ہو
گیا اور ہم چاہتے تو اس علم کے باعث اسے گرے سے اٹھا لیتے
مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا پیرو ہو گیا تو اس کا حال
کتے کی طرح ہے تو اس پر بوجھ لادے تو زبان نکال کر ہانپے اور
چھوڑ دے تو ہانپے یہ انکا حال ہے جنہوں نے ہماری آیتیں
جھٹلائیں۔ تو ہمارا یہ ارشاد بیان کرو شاید یہ لوگ سوچیں۔ کیا
برا حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ اپنی ہی
جانوں پر ستم ڈھاتے تھے۔ جسے خدا ہدایت کرے وہی راہ پر
ہے اور جسے گمراہ کرے تو وہی سراسر نقصان میں ہیں۔

یعنی ہدایت کچھ علم پر نہیں، خدا کے اختیار میں ہے۔ یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں جو گمراہ عالموں کی مذمت میں ہیں انکا شمار ہی نہیں
یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے۔ دوزخ کے فرشتے بت پرستوں سے پہلے انہیں پکڑیں گے، یہ کہیں گے کیا ہمیں بت پوجنے
والوں سے بھی پہلے لیتے ہو؟ جواب ملے گا لیس من یعلم کمین لا یعلم^۲۔ جاننے والے اور انجان برابر نہیں۔
بھائیو! عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے، نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو

عہ: یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر اور ابو نعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا ۲۱ امنہ

^۱ القرآن الکریم ۷ / ۱۷۵ تا ۱۷۸

^۲ شعب الایمان حدیث ۱۹۰۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲ / ۳۰۹

اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہوا یا شیطان کا؟ اس وقت اس کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی۔ اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ عالم، کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بدمذہبوں کے علماء پھر اس کو کیا پوچھنا جو خود کفر شدید میں ہو اسے عالم دین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالم دین جان کر اس کی تعظیم۔

بھائیو! علم اس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں۔ ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرے گا؟ اسے تو معلم الملوک کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا۔ جب سے اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے منہ موڑا۔ حضورؐ کا نور کہ پیشانی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رکھا گیا، اسے سجدہ نہ کیا، اس وقت سے لعنت ابدی کا طوق اس کے گلے میں پڑا، دیکھو جب سے اس کے شاگردان رشید اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں، ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہر رمضان میں مہینہ بھر اسے زنجیروں میں جکڑتے ہیں، قیامت کے دن کھینچ کر جہنم میں دھکیلیں گے۔ یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہو گیا اور استازی کا بھی۔

بھائیو! کروڑا فسوس ہے اس ادعائے مسلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ استاد کی وقعت ہو، اللہ و رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست، یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔ اے رب! ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی رحمت کا، آمین۔

فرقہ دوم: معاندین و دشمنان دین کہ خود انکار ضروریات دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کر کے اپنے اوپر سے نام کفر کو مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا اور رسول و ایمان کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور براہ اغواء و تبلیس و

عہ: تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۲ ص ۴۵۵ پر زیر قولہ تعالیٰ تِلْكَ الرِّسَالُ فَضْلُنَا: ان الملائكة امرؤا بالسجود لآدم لاجل ان نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی جبهة آدم¹۔

تفسیر نیشاپوری ج ۲ ص ۷: سجود الملائكة لآدم انما کان لاجل نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذی کان فی جبهته²۔
دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ ۱۲ منہ

¹ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۲۵۳/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۶۱۹

² غرائب القرآن و رغائب الفرقان تحت الآیۃ ۲۵۳/۲ مصطفی البابی مصر ۳/۷۱

شیوہ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریات دین ماننے کی قید اٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے، بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے، چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے، اسلام کسی طرح نہ جائے۔

بلکہ اللہ نے ان پر لعنت فرمادی انکے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔ (ت)	"بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ" ۱۔
--	---

یہ مسلمانوں کے دشمن، اسلام کے عدو، عوام کو چھٹنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں۔ مکر اول: اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے۔ حدیث میں فرمایا:

جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا۔	من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة ۲۔
--	-------------------------------------

پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہو سکتا ہے؟۔ مسلمانو! ذرا ہوشیار خبردار، اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ لینا گو یا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے، جوتیاں مارے، کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا، یونہی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے، چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے، اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔ اس مکر کا جواب اسی آیت کریمہ "الَّذِينَ أَحْسَبَ النَّاسُ" ۳ میں گزرا، کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا۔ اسلام عہ اگر فقط

عہ: حضرت شیخ مجدد الف ثانی مکتوبات میں فرماتے ہیں:

محرر تقوہ بکلمہ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ماعلم بالضرورة مجبیئہ من الدین باید و تبری از کفر و کافر نیز باید تا اسلام صورت بند ۴

محض زبانی کلمہ شہادت کہنا اسلام میں کافی نہیں بلکہ ان تمام امور کی تصدیق ضروری ہے جن کا ضروریات دین سے ہونا بدایتاً معلوم ہے۔ کفر اور کافر سے براءت بھی لازمی ہے تاکہ اسلام کی صحیح صورت تشکیل پائے (ت)

۱ القرآن الکریم ۲/۸۸

۲ المعجم الکبیر حدیث ۲۳۳۸ المكتبة الفيصلية بیروت ۷/۳۸ والمستدرک للحاکم کتاب التوبة والاناة دار الفکر بیروت ۲/۲۵۱

۳ القرآن الکریم ۲۹/۱۰

۴ مکتوبات مجدد الف ثانی مکتوب دو صد و شصت و ششم نوکسور لکھنؤ ۳۲۳

کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بے شک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآن عظیم رد فرما رہا ہے، نیز تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

<p>"قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُلْتُمْ لَا أَسْلَمْنَا وَ لَبَّائِدُ حُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ" ^۱۔</p>	<p>یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ تم فرمادو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع الاسلام ہوئے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔</p>
---	---

اور فرماتا ہے:

<p>"إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا اشْهَدْ إِنَّكَ لَمَّا سَأَلْنَا اللَّهَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَمَّا سَأَلْنَا اللَّهَ وَاللَّهُ يُشْهِدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ كَذِبُونَ" ^۲۔</p>	<p>منافقین جب تمہارے حضور ہوتے ہیں، کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بے شک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔</p>
--	---

دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی، کیسی تاکیدوں سے مؤکد، کیسی قسموں سے مؤید ہر گز موجب اسلام نہ ہوئی اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو من قال لا اله الا الله دخل الجنة کا یہ مطلب گڑھنا صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرنا ہے۔ ہاں جو کلمہ پڑھتا، اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ، کوئی حرکت، کوئی فعل منافی اسلام صادر نہ ہو، بعد صدور منافی ہر گز کلمہ گوئی کام نہ دے گی۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

<p>"يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةً كُفْرًا وَكَفَرُوا بِعَدَا إِسْلَامِهِمْ" ^۳۔</p>	<p>خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ، بے شک وہ یہ کفر کا بول، بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔</p>
---	---

ابن جریر و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

^۱ القرآن الکریم ۴۹/۱۴

^۲ القرآن الکریم ۶۳/۱

^۳ القرآن الکریم ۹/۷۴

کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا "تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں؟" وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلالایا۔ سب نے آ کر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ و عز وجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور، یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے^۱۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ، کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمان کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔

<p>"وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُونَنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَحْوُصُّ وَنَلْعَبُ" قُلْ أَلِللّٰهِ وَإِلَيْهِ هَوَ سُرُوسُلُهُ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ" ۲۔</p>	<p>اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرما دو کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اسے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے؟ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔</p>
--	--

ابن ابی شیبہ وابن ابی جریر وابن المنذر وابن حاتم الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں:

<p>انه قال في قوله تعالى "وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُونَنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَحْوُصُّ وَنَلْعَبُ" قال رجل من المنافقين يحد ثنا محمدا بن ناقة فلان بوادي كذا وكذا وما يدريه</p>	<p>یعنی کسی کی اونٹنی گم ہو گئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا "محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا</p>
---	--

^۱ الدر المنثور بحوالہ ابن جریر والطبرانی وابن مردويه تحت آية ۴/۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۱۹

^۲ القرآن الکریم ۹/۲۵ و ۲۶

بالغیب۔

جانیں،

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔

(دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵ اور تفسیر درمنثور^۱ امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴) مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ (عزوجل) نے صاف فرمادیا کہ بہانے نہ بناؤ، تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔

دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ و قرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر مرتد ٹھہرایا اور کیوں نہ ہو، غیب کی بات جانی شان نبوت ہے جیسا کہ امام حجتہ الاسلام محمد غزالی و احمد قسطلانی و مولانا علی قاری و علامہ محمد زرقانی و غیر ہم اکابر نے تصریح فرمائی جس کی تفصیل رسائل علم غیب میں بفضلہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور ہوئی پھر اس کی سخت شامت کمال ضلالت کا کیا پوچھنا جو غیب کی ایک بات بھی، خدا کے بتائے سے بھی، نبی کو معلوم^{عہ} ہونا محال و ناممکن بتاتا ہے، اس کے نزدیک اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے، اللہ تعالیٰ شیطان کے دھوکوں سے پناہ دے۔ آمین۔ ہاں بے خدا کے بتائے، کسی کو ذرہ بھر کا علم ماننا، ضرور کفر ہے اور جمع معلومات الہیہ کو علم مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل اور اکثر علماء^{عہ} کے خلاف ہے، لیکن روز اول سے روز آخر تک کاماکن و ما یکون، اللہ تعالیٰ کے معلومات سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو ایک ذرے کے لاکھویں، کروڑویں حصے برابر، تری کو، کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ہو بلکہ یہ خود علوم محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، ان تمام امور کی تفصیل^{۱۱} الدولة المکیہ^{۱۲} وغیرہا میں ہے۔ خیر تو یہ جملہ معترضہ تھا اور ان شاء اللہ العظیم بہت مفید تھا، اب بحث سابق

عہ۱: اس نئے شاخسانے کے رد میں بفضلہ تعالیٰ چار رسالے ہیں: اراحۃ جوانح الغیب، الجلاء الكامل، ابرار المجنون، میل الہدایۃ، جن میں پہلا ان شاء اللہ مع ترجمہ عنقریب شائع ہوگا اور باقی تین بھی بعونہ تعالیٰ اس کے بعد، وباللہ التوفیق ۲ اکاتب عنی۔ عہ۲: اکثر کی قید کا فائدہ رسالہ^{۱۱} الغیوض المکیۃ لمحہب الدولة المکیۃ^{۱۲} میں ملاحظہ ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ ۲ اکاتب عنی۔

^۱ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابی الشیخ عن مجاہد تحت آیت ۹/۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴

۲۱۰/، جامع البیان (تفسیر ابن جریر تحت آیت ۹/۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/۱۹۶)

کی طرف عود کیجئے۔

اس فرقہ باطلہ کا مکروہ دوم یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ لا نکفر احداً من اهل القبلة^۱۔ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔

اور حدیث میں ہے: "جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، وہ مسلمان^۲ ہے۔" مسلمانو! اس مکر خبیث میں ان لوگوں نے نری کلمہ گوئی سے عدول کر کے صرف قبلہ روئی کا نام ایمان رکھ دیا یعنی جو قبلہ رو ہو کر نماز پڑھے، مسلمان ہے اگرچہ اللہ عزوجل کو جھوٹا کہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے، کسی صورت کسی طرح ایمان نہیں ملتا ع

چوں وضوئے محکم بی بی تمیز
(بی بی تمیز کے مضبوط وضو کی طرح۔ ت)

اولاً: اس مکر کا جواب:

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

اصل نیکی یہ نہیں کہ اپنا منہ نماز میں پورب یا پچھاں کو کرو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور قرآن اور تمام انبیاء پر۔

"لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ"^۳۔

دیکھو صاف فرمادیا کہ ضروریات دین پر ایمان لانا ہی اصل کار ہے بغیر اس کے نماز میں قبلہ کو منہ کرنا کوئی چیز نہیں، اور فرماتا ہے:

اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بندنہ ہوا

"وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقَبَّلَ مِنْهُمْ إِنَّهُمْ نَفَقْتُهُمْ

^۱ منح الروض الاظهر شرح الفقه الاکبر عدم جواز تکفیر اهل القبلة دار البشائر الاسلامیة بیروت ص ۴۹

^۲ صحیح البخاری کتاب الصلوة باب فضل استقبال القبلة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۶، کنز العمال حدیث ۳۹۹ مؤسسه الرسالہ بیروت ۱/۹۲

^۳ القرآن الکریم ۲/۱۷۷

<p>"إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُقِيمُونَ إِلَّا وَهُمْ كُرْهُونَ" ①۔</p>	<p>مگر اس لئے کہ انہوں نے اللہ و رسول کے ساتھ کفر کیا اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے۔</p>
---	---

دیکھو ان کا نماز پڑھنا بیان کیا اور پھر انہیں کافر فرمایا، کیا وہ قبلہ کو نماز نہیں پڑھتے تھے؟ فقط قبلہ کیسا، قبلہ دل و جاں، کعبہ دین و ایمان، سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے جانب قبلہ نماز پڑھتے تھے۔ اور فرماتا ہے:

<p>"فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخِوَا لَهُمْ فِي الدِّينِ ۚ وَ لَقَدْ أُفْلِحُوا ۚ وَإِنْ شَكُّوْا إِنَّا لَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فَنُفِخْ بِكُمُ فَنُقَاتِلْهُمْ أَيْمَةً الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ إِنِّي لَأَعْلَمُ بِمَنْ يَنْتَهُونَ" ②۔</p>	<p>پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم پتے کی باتیں صاف بیان کرتے ہیں علم والوں کیلئے اور اگر قول و قرار کر کے پھر اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے پیشواؤں سے لڑو، بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں شاید وہ باز آئیں۔</p>
--	---

دیکھو نماز، زکوٰۃ والے اگر دین پر طعن کریں تو انہیں کفر کا پیشوا، کافروں کا سرغنہ فرمایا۔ کیا خدا اور رسول کی شان میں وہ گستاخیاں دین پر طعن نہیں، اس کا بیان بھی سنئے: تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

<p>"مِنَ الَّذِينَ هَادُوا أَوَّحُنَّ فُتُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمِعْ غَيْرَ مُسْمِعٍ وَرَاعِ الْيَتَامَا لَسْتَبْهِمَ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمِعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ ۚ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ</p>	<p>کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین میں طعن کرنے کو اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سنئے اور مہلت دیجئے تو انکے لئے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب</p>
--	--

① القرآن الکریم ۵۳/۹

② القرآن الکریم ۱۲/۱۱

بُكَفِّرْهُمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥١﴾ ^۱ ۔	اللہ نے ان پر لعنت کی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔
---	---

کچھ یہودی جب دربار نبوت میں حاضر آتے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنئے، آپ سنائے نہ جائیں، جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سنائے اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو راعنا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ ہماری رعایت فرمائیں اور مراد خفی رکھتے، یعنی رعونت والا، اور بعض زبان دبا کر راعنا کہتے یعنی ہمارا چرواہا۔ جب پہلو دار بات دین میں طعنہ ہوئی، تو صریح و صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات کی شاعت کو نہ پہنچتا۔ بہراہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت کہ شیطان سے علم میں کمتر یا پالگوں چوپایوں سے علم میں ہمسرا اور خدا کی نسبت وہ کہ جھوٹا ہے، جھوٹ بولتا ہے جو اسے جھوٹا بتائے مسلمان سنی صالح ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ہاجی: اس وہم شنیع کو مذہب سیدنا امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتانا حضرت امام پر سخت افترا و اتہام جبکہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقائد کریمہ کی کتاب مطہر فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

صفاتہ تعالیٰ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انها مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیہا اوشک فیہا فهو کافر باللہ تعالیٰ ^۲ ۔	اللہ تعالیٰ کی صفیتیں قدیم ہیں نہ نوپیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی تو جو انہیں مخلوق یا حادث کہے یا اس باب میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور خدا کا منکر۔
--	---

نیز امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الوصیۃ میں فرماتے ہیں:

من قال بان کلام اللہ تعالیٰ مخلوق فهو کافر باللہ العظیم ^۳ ۔	جو شخص کلام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا۔
--	--

^۱ القرآن الکریم ۴/۲۶

^۲ الفقہ الاکبر ملک سراج الدین ابنہ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۵

^۳ کتاب الوصیۃ (وصیت نامہ) فصل تقریبان اللہ تعالیٰ علی العرش استوی الخ کشمیری بازار لاہور ص ۲۸

شرح فقہ اکبر میں ہے:

<p>امام فخر الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں امام یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ خلق قرآن میں مناظرہ کیا، میری اور ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ جو قرآن مجید کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی بصحت ثبوت کو پہنچا۔</p>	<p>قال فخر الاسلام قد صح عن ابی یوسف انه قال ناظرت ابا حنیفة فی مسئلة خلق القرآن فاتفق رأيی ورأیہ علی ان من قال بخلق القرآن فهو کافر و صح هذا القول ایضاً عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ^۱۔</p>
--	---

یعنی ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع و اتفاق ہے کہ قرآن عظیم کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ کیا معتزلہ و کرامیہ و روافض کہ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں اس قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے، نفس مسئلہ کا جزئیہ لیجئے۔ امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ "کتاب الخراج" میں فرماتے ہیں:

<p>جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی۔</p>	<p>ایما رجل مسلم سب رسول اللہ او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانته منه زوجته^۲۔</p>
--	--

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اسکی جو رو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

حاشیہ: اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو،

^۱ منہج الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر القرآن کلام اللہ غیر مخلوق دار البشائر الاسلامیہ بیروت ص ۹۵

^۲ کتاب الخراج للامام ابی یوسف فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام دار المعرفۃ بیروت ص ۱۸۲

ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفاء شریف و بزازیہ
و درر و غر و فتاویٰ خیر یہ وغیرہا میں ہے:

اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر ^۱ ۔	تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔
---	--

مجمع الانھر و در مختار میں ہے:

واللفظ له الکافر بسبب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقاً و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر ^۲ ۔	جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اسکے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔
--	--

الحمد للہ! یہ نفیس مسئلہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگوئیوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو
انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

فی المواقف لا یکفر اهل القبلة الا فیما فیہ انکار ما علم مجیئہ بالضرورة او المجمع علیہ کاستحلال المحرمات اھ ولا یخفی ان المراد بقول علمائنا لا یجوز تکفیر اهل القبلة بذنب لیس مجرد التوجه الی القبلة فان الغلاة من الروافض الذین یدعون ان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام غلط فی	یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے گا مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ عالی رافضی جو کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کو وحی میں دھوکا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھیجا تھا
---	--

^۱ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى القسم الرابع الباب الاول المطبعة الشركة الصحافية ۲/ ۲۰۸، الفتاویٰ الخيرية باب المرتدين
دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۰۳

^۲ الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی، دہلی ۳۵۶/۱، مجمع الانھر کتاب فصل فی احکام الجزیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱

اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔	الوحی فان الله تعالى ارسله الى على رضى الله تعالى عنه و بعضهم قالوا انه اله وان صلوا الى القبلة ليسوا بمؤمنين وهذا هو المراد بقوله من صلى صلوتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذلك مسلم ¹ اھ مختصراً۔
---	---

یعنی جب کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔ اسی میں ہے:

یعنی جان لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین میں موافق ہیں جیسے عالم کا حادث ہونا، اجسام کا حشر ہونا، اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات و جزئیات کو محیط ہونا اور جو مہم مسئلے ان کی مانند ہیں، تو جو تمام عمر طاعتوں اور عبادتوں میں رہے ان کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم ہے یا حشر نہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا وہ اہل قبلہ سے نہیں اور اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت و نشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو۔	اعلم ان المراد بأهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروریات الدین كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله تعالى بالكليات والجزئیات وما اشبه ذلك من المسائل المہیات فمن واطب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی علمه سبخنہ بالجزئیات لایكون من اهل القبلة وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا يكفر ما لم يوجد شیع من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شیع من موجباته ² ۔
--	---

امام اجل سیدی عبدالعزیز بن احمد بن محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحقیق شرح

¹ منح الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر مطلب فی ایراد الالفاظ المکفرة الخ دار البشائر اسلامیه بیروت ص ۴۶-۴۷

² منح الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر عدم جواز تکفیر اہل القبلة دار البشائر اسلامیه بیروت ص ۴۹

اصول حسامی میں فرماتے ہیں:

<p>یعنی بد مذہب اگر اپنی بد مذہبی میں غالی ہو جس کے سبب اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت، موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کے لئے آئی ہے اور وہ امت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے۔</p>	<p>ان غلافہ (ای فی ہواہ) حتیٰ وجب الکفر بہ لا یعتبر خلافہ ووافقہ ایضاً لعدم دخوله فی مسیئۃ الامۃ المشہود لہا بالعصۃ وان صلی الی القبۃ واعتقد نفسہ مسلماً لان الامۃ لیست عبارة من المصلین الی القبۃ بل عن المؤمنین وهو کافر وان کان لا یدری انه کافر^۱۔</p>
--	--

رد المحتار میں ہے:

<p>یعنی ضروریات اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالاجماع کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعات میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر میں امام بن الہمام نے فرمایا۔</p>	<p>لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر^۲۔</p>
---	--

کتب عقائد وفقہ و اصول ان تصریحات سے مالا مال ہیں۔

رابعا: خود مسئلہ بد مذہبی ہے کیا جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت مہادیو کو سجدہ کر لیتا ہو، کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ کی شان اقدس میں گستاخی کرنا، مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے وذلک ان الکفر بعضہ اخبث من بعض (اور یہ اس لئے کہ بعض کفر بعض سے خبیث تر ہے) وجہ یہ کہ بت کو سجدہ علامت تکذیب خدا ہے اور علامت تکذیب میں تکذیب کے برابر نہیں ہو سکتی اور سجدہ میں یہ احتمال بھی نکل سکتا ہے کہ محض تجت و مجرأ مقصود ہو نہ عبادت۔

^۱ التحقیق شرح السامی باب الاجماع نوکثور لکن ص ۲۰۸

^۲ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۷۷

اور محض (ع) تحیت فی نفسہ کفر نہیں و لہذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تہیۃ سجدہ کرے، گنہگار ہوگا، کافر نہ ہوگا امثال بت میں شرع نے مطلقاً حکم کفر بر بنائے شعار خاص کفر رکھا ہے بخلاف بد گوئی حضور پر نور سید عالم، کہ فی نفسہ کفر ہے جس میں کوئی احتمال اسلام نہیں۔

اور میں یہاں اس فرق پر بناء نہیں رکھتا کہ ساجد صنم کی توبہ باجماع امت مقبول ہے مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علماء حنفیہ سے امام بزاز و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام و علامہ مولیٰ خسرو صاحب درو و غر و علامہ زین بن نجیم صاحب بحر الرائق و اشباہ و النظائر و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر الفائق و علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزالی صاحب تنویر الابصار و علامہ خیر الدین رملی صاحب فتاویٰ خیریہ و علامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الانھر و علامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب

عہ: شرح مواقف میں ہے:

سجودہ لہا یدل بظاہرہ انہ لیس بمصدق ونحن نحکم بالظاہر فلذا حکمنا بعدم ایمانہ لالان عدم السجود لغیر اللہ دخل فی حقیقۃ الایمان حتی لو علم انہ لم یسجد لہا علی سبیل التعظیم واعتقاد الالہیۃ بل سجد لہا و قلبہ مطمئن بالتصدیق لم یحکم بکفرہ فیما بینہ وبين اللہ وان اجرى علیہ حکم الکفر فی الظاہر^۱ امنہ۔

اس کا سورج کو سجدہ کرنا بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق نہیں کرتا ہے اور ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کے عدم ایمان کا حکم لگایا ہے۔ یہ حکم اس وجہ سے نہیں لگایا کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنا ایمان کی حقیقت میں داخل ہے یہاں تک کہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے سورج کو سجدہ بطور تعظیم اور اس کو معبود سمجھ کر نہیں کیا بلکہ اس کو سجدہ کیا در آنحالیکہ اس کا دل تصدیق و ایمان کے ساتھ مطمئن تھا تو عند اللہ اس کے کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا اگرچہ بظاہر اس پر کفر کا حکم جاری کیا جائیگا۔ (ت)

^۱ شرح المواقف المرصد الثالث المقصد الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۳۲۹

در مختار وغیرہم علامہ کبار علیہم رحمۃ اللہ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا: بیدان تحقیق المسئلة في الفتاوى الرضوية (علاوہ ازیں مسئلہ کی تحقیق فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ ت) اس لئے کہ عدم قبول توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عند اللہ مقبول ہے، کہیں یہ بدگو، اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں، نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا، مسلمان ہو جاؤ گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پر اجماع ہے۔ کما فی رد المحتار وغیرہ (جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس فرقہ بے دین کا مکر سوم یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے جس میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کو کافر نہ کہنا چاہیے۔

اولاً: یہ مکر خبیث سب مکروں سے بدتر و ضعیف جس کا حاصل یہ کہ جو شخص دن میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے^{۹۹} بار بت پوچھے، سنکھ پھونکے، گھٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اس میں ننانوے باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے۔ یہی کافی ہے حالانکہ مومن تو مومن کوئی عاقل اسے مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

ثانیاً: اس کی رو سے سواد ہر یے کے کہ سرے سے خدا کے وجود ہی کا منکر ہو، تمام کافر، مشرک مجوس، ہنود و نصاریٰ یہود وغیرہم دنیا بھر کے کفار سب کے سب مسلمان ٹھہر جاتے ہیں کہ اور باتوں کے منکر سہی آخر وجود خدا کے تو قائل ہیں۔ ایک یہی بات سب سے بڑھ کر اسلام کی بات بلکہ تمام اسلامی باتوں کی اصل الاصول ہے خصوصاً کفار فلاسفہ و آریہ وغیرہم کہ بزعم خود توحید کے بھی قائل ہیں اور یہود و نصاریٰ تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں گے کہ توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و نار وغیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔

ثالثاً: اس کے رد میں قرآن عظیم کی وہ آیتیں کہ اوپر گزریں کافی وافی ہیں جن میں باوصف کلمہ گوئی و نماز خوانی صرف ایک ایک بات پر حکم تکفیر فرمادیا کہیں ارشاد ہوا:

"كُفِّرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ" ^۱	وہ مسلمان ہو کر اس کلمے کے سبب کافر ہو گئے۔
---	---

^۱ القرآن الکریم ۹/۷۴

کہیں فرمایا:

"لَا تَعْتَدِي مَرَوَاقِدَ كُفْرَتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ" ^۱ ۔	بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔
---	--

حالانکہ اس مکر خبیث کی بناء پر جب تک ۹۹ سے زیادہ کفر کی باتیں جمع نہ ہو جاتیں، صرف ایک کلمہ پر حکم کفر صحیح نہ تھا۔ ہاں شاید اس کا یہ جواب دیں کہ خدا کی غلطی یا جلد بازی تھی کہ اس نے دائرہ اسلام کو تنگ کر دیا، کلمہ گویوں، اہل قبلہ کو دھکے دے دے کر، صرف ایک ایک لفظ پر، اسلام سے نکالا اور پھر زبردستی یہ کہ لا تعتدروا عذر بھی نہ کرنے دیا نہ عذر سننے کا قصد کیا۔ افسوس کہ خدا نے پیر نیچر یا ندویہ لکچر یا ان کے ہم خیال کسی وسیع الاسلام ریفارمر سے مشورہ نہ لیا "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ" ^۲۔ (ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ ت)

راجا: اس مکر کا جواب: تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

"اَفَسَوْمُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰی اَشَدِّ الْعَذَابِ ۚ وَمَا لِلّٰهِ بِعَافٍ لِّعِبَادٍ يَعْمَلُوْنَ" ^۳	تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے کونکوں سے غافل نہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبیٰ بیچ کر دنیا خریدی تو ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہونہ انکو مدد پہنچے۔
---	--

کلام الہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے۔ اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اس ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے، دنیا میں اس کی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو ابد الابد تک کبھی موقوف ہونا کیا معنی؟ ایک آن

^۱ القرآن الکریم ۹/۶۶

^۲ القرآن الکریم ۱۱/۱۸

^۳ القرآن الکریم ۲/۸۵ و ۸۶

کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹۹ انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشادت قرآن عظیم خود صریح کفر ہے۔

حاشاً: اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جتنا افتراء اٹھایا، انہوں نے ہر گز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے بہ خصلت یہود "يُحَرِّقُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ"^۱ یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے پھیرتے ہیں۔ تحریف تبدیل کر کے کچھ کا کچھ بنالیا، فقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشا للہ! بلکہ امت کا اجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافر ہے۔ ۹۹ قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے، سب پیشاب ہو جائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب کا ڈال دو، سب طیب و طاهر ہو جائے گا۔ حاشا کہ فقہاء تو فقہاء کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے۔ بلکہ فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ "جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں، ان میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف توجہ تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام بھی تو ہے، کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو" اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ "اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا۔ وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا۔" اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کہے "عمر کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے" اس کلام میں اتنے پہلو ہیں:

(۱) عمر و اپنی ذات سے غیب دان ہے یہ صریح کفر و شرک ہے۔

تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔ (ت)

"قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ"^۲

(۲) عمر و آپ تو غیب دان نہیں مگر جو علم غیب رکھتے ہیں۔ ان کے بتائے سے اسے غیب کا علم یقینی ہو جاتا ہے، یہ بھی کفر ہے۔

جنوں کی حقیقت کھل گئی، اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔ (ت)

"تَبَيَّنَتِ الْجِنَّ اَنْ لُّوْكَائُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لِيْشُوْا فِي الْعَذَابِ الْبَهِيمِ"^۳

^۱ القرآن الکریم ۴/ ۲۶

^۲ القرآن الکریم ۲۷/ ۲۵

^۳ القرآن الکریم ۳۴/ ۱۴

- (۳) عمرو نجومی ہے۔
 (۴) رمال ہے۔
 (۵) سامندرک جانتا، ہاتھ دیکھتا ہے۔
 (۶) کوئے وغیرہ کی آواز۔
 (۷) حشرات الارض کے بدن پر گرنے۔
 (۸) کسی پرندے یا وحشی چرندے کے دانے یا بانیں نکل کر جانے،
 (۹) آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے۔
 (۱۰) پانسہ پھینکتا ہے۔
 (۱۱) فال دیکھتا ہے۔
 (۱۲) حضرات سے کسی کو معمول بنا کر اس سے احوال پوچھتا ہے۔
 (۱۳) مسمریزم جانتا ہے۔
 (۱۴) جادو کی میز،
 (۱۵) روحوں کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے۔
 (۱۶) قیافہ دان ہے۔
 (۱۷) علم زایرجہ سے واقف ہے ان ذرائع سے اسے غیب کا علم یقینی قطعی ملتا ہے، یہ سب بھی کفر ہیں ع۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اتی عرافاً او کاهناً فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ احمد ^۱ و الحاکم بسند صحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	جو شخص نجومی اور کاهن کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ امام حمد و حاکم نے بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
--	--

ع: یعنی جبکہ ان کی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا ادعا کیا جائے جیسا کہ نفس کلام میں مذکور ہے ۱۲ منہ۔

^۱ المستدرک علی الصحیحین کتاب الایمان التشدید فی اتیان الکاهن مکتب المطبوعات الاسلامیہ ۸/۱، مسند احمد بن حنبل مسند ابی

ولا حمد و ابی داؤد عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقد برئ مما نزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ^۱ ۔	امام احمد و ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا: تو وہ قرآن اور دین اسلام سے الگ ہو گیا۔ (ت)
--	---

(۱۸) عمرو پر وحی رسالت آتی ہے اس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح رسولوں کو ملتا تھا، یہ اشد کفر ہے۔

"وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا" ۲۔	ہاں (محمد) اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)
--	--

(۱۹) وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیوب اس پر منکشف ہو گئے ہیں، اس کا علم تمام معلومات الہی کو محیط ہو گیا۔ یہ یوں کفر ہے اس نے عمرو کو علم میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ترجیح دے دی کہ حضور کا علم بھی جمیع معلومات الہی کو محیط نہیں۔

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" ۳۔	تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ (ت)
من قال فلان اعلم منه فقد عابه فحکمه حکم الساب نسیم الریاض ۴۔	جس نے کہا کہ فلاں شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے، اس نے آپ پر عیب لگایا، لہذا اس کا حکم شاتم جیسا ہے۔ نسیم الریاض (ت)

(۲۰) جمیع کا احاطہ نہ سہی مگر جو علوم غیب اسے الہام سے ملے ان میں ظاہر باطن کسی طرح کسی رسول انس و ملک کی وساطت و تبعیت نہیں اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ رسول اصالتاً سے غیوب پر مطلع کیا، یہ بھی کفر ہے:

"وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ	اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا
---	---

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الکھانت والتطیر باب النہی عن اتیان الکھان آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۹/۲

^۲ القرآن الکریم ۳۳/۴۰

^۳ القرآن الکریم ۳۹/۹

^۴ نسیم الریاض فی شرح الشفاء الباب الاول مرکز اہلسنت گجرات الہند ۳۳۵/۴

<p>علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (ت)</p> <p>غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔</p>	<p>اللَّهُ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ ۚ^۱</p> <p>"عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۖ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ"^۲</p>
--	--

(۲۱) عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے سمجھایا یا الہاماً بعض غیب کا علم قطعی اللہ عزوجل نے دیا یا دیتا ہے، یہ احتمال خالص اسلام ہے تو محققین فقہاء اس قائل کو کافر نہ کہیں گے اگرچہ اس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط و تحسین ظن کے سبب اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مراد لیا، نہ کہ ایک ملعون کلام، تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں صاف، صریح، ناقابل تاویل و توجیہ ہو، اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو، اب تو اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ اسی شفاء و بزاز یہ درر و بحر و نہر و فتاویٰ خیر یہ و مجمع الانھر و در مختار و غیرہ کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے، کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہود منش لوگ فقہائے کرام پر افتراءے سخیف اور ان کے کلام میں تبدیل و تحریف کرتے ہیں۔

<p>اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)</p>	<p>"وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ"^۳</p>
---	---

شرح فقہ اکبر میں ہے:

<p>تحقیق مشائخ نے مسئلہ تکفیر کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اگر اس میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفی کفر کا ہو تو اولیٰ یہ ہے مفتی اور قاضی اس کو نفی کفر کے احتمال</p>	<p>قد ذكروا ان المسألة المتعلقة بالكفر اذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للكفر واحداً في نفيه فألاولى للمفتي والقاضي</p>
---	--

^۱ القرآن الکریم ۱۷۹/۳

^۲ القرآن الکریم ۷۲/۲۶۲۵

^۳ القرآن الکریم ۲۶/۲۲

ان یعمل بالاحتمال النافی ^۱	پر محمول کرے۔ (ت)
---------------------------------------	-------------------

فتاویٰ خلاصہ و جامع الفصولین و محیط و فتاویٰ عالمگیر وغیرہا میں ہے:

اذا كانت في المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي والقاضي ان يميل الى ذلك الوجه ولا يفتي بكفرة تحسیناً للظن بالمسلم ثم ان كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم وان لم يكن لا ينفعه حمل المفتي كلامه على وجه لا يوجب التكفير ^۲	اگر مسئلہ میں متعدد وجوہ موجب کفر ہوں اور فقط ایک تکفیر سے مانع ہو تو مفتی و قاضی پر لازم ہے کہ اسی وجہ کی طرف میلان کرے اور مسلمان کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے اس کے کفر کا فتویٰ نہ دے۔ پھر اگر درحقیقت قائل کی نیت میں وہی وجہ ہے جو تکفیر سے مانع ہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی و قاضی کا کلام کو اس وجہ پر محمول کرنا جو موجب تکفیر نہیں ہے، قائل کو کچھ نفع نہ دے گا۔ (ت)
---	--

اسی طرح فتاویٰ نزازیہ و بحر الرائق و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے:

تاتارخانیہ و بحر و سل الحسام و تنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے:

^۱ منح الروض الازھر فی شرح فقہ الاکبر مطلب یجب معرفۃ مکفرات الخ دار البشائر الاسلامیہ ص ۲۴۵

^۲ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الالفاظ الکفر الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۳۸۲، جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۹۸، محیط البرہانی فصل فی مسائل المرتدین واحکامہم دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۵۵۰، الفتاویٰ الہندیۃ کتاب السیر الباب التاسع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۳۰۱، رد المحتار کتاب الجہاد باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۸۵، الفتاویٰ البزازیۃ علی ہامش الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الفاظ تہکون اسلاماً او کفراً نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۲۱، بحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۵، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب السیر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۸۸، الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ والاستخفاف بالشریعۃ کفر الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۳۰۲/۱، الفتاویٰ التاتارخانیۃ کتاب احکام المرتدین ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۵/ ۳۵۸

لا یكفر بالمحتمل لان الكفر نهائية في العقوبة فيستند عی نهائية فی الجنایة ومع الاحتمال لانهاية ^۱ ۔	احتمال کے ہوتے ہوئے تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ کفر انتہائی سزا ہے جو انتہائی جرم کا مقتضی ہے اور احتمال کی موجودگی میں انتہائی جرم نہ ہوا۔ (ت)
---	--

بحر الرائق وتنوير الابصار وحديثه نذير وتنبيه الولاة وسل الحسام وغيره ما میں ہے:

والذی تحررانہ لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن ^۲ الخ۔	جس نے ایسے مسلمان کی تکفیر کا فتویٰ دینے سے اجتناب کیا جس کے کلام کی تاویل ممکن ہے، اس نے اچھا کہا۔ (ت)
---	--

دیکھو ایک لفظ کے چند احتمال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اقوال میں، مگر یہودی بات کو تحریف کر دیتے ہیں۔
فائدہ جلیلہ: اس تحقیق سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ بعض فتاویٰ مثل فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں جو اس شخص پر کہ اللہ و رسول
کی گواہی سے نکاح کرے یا کہے ارواح مشائخ حاضر و واقف ہیں یا کہے ملائکہ غیب جانتے ہیں بلکہ کہے مجھے غیب معلوم ہے، حکم
کفر دیا، اس سے مراد وہی صورت کفریہ مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ ہے۔ ورنہ ان اقوال میں تو ایک چھوڑ متعدد احتمال اسلام کے
ہیں کہ یہاں علم غیب قطعی، یقینی کی تصریح نہیں اور علم کا اطلاق ظن پر شائع و ذائع ہے تو علم ظنی کی شق بھی پیدا ہو کر اکیس^۱
کی جگہ بیالیس احتمال نکلیں گے

^۱ الفتاویٰ التاتارخانیہ کتاب احکام المرتدین ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۵/ ۳۵۹، سل الحسام الہندی لنصرة مولانا خالد
النقشبندی رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۲/ ۳۱۶، تنبیہ الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام رسالہ من
رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۳۴۲، بحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کراچی ۵/ ۱۲۵
^۲ الدر المختار تنویر الابصار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہائی، دہلی ۱/ ۳۵۶، بحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید
کراچی ۵/ ۱۲۵، تنبیہ الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۳۴۲، سل الحسام
الہندی لنصرة مولانا خالد النقشبندی رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۲/ ۳۱۶، الحديقة الندية شرح الطريقة
المحمدية والاستخفاف بالشریعة کفر الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۰۲

اور ان میں بہت سے کفر سے جدا ہوں گے کہ غیب کے علم ظنی کا ادعاء کفر نہیں۔ بحر الرائق ورد المختار میں ہے:

<p>ان مسائل سے معلوم ہو گیا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال گمان کیا وہ کافر نہ ہو گا کافر تو حرام کو حلال اعتقاد کرنے سے ہو گا۔ اس کی نظیر وہ ہے جو قرطبی نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ ظن غیب جائز ہے جیسا نجومی اور رملی کا کسی امر عادی کے تجربہ کی بنیاد پر مستقبل میں کسی امر کے واقع ہونے کا ظن۔ یہ ظن صادق ہے۔ اور جو ممنوع ہے وہ علم غیب کا ادعاء ہے، اور ظاہر ہے کہ ظن غیب کا ادعاء حرام ہے کفر نہیں بخلاف علم غیب کے ادعاء کے اھ۔ بحر میں زائد ہے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ نکاح محرم کے بارے میں مشائخ نے کہا ہے کہ اگر اس کو حلال کا ظن تھا تو بالاجماع حد نہیں لگائی جائیگی بلکہ تعزیر لگائی جائے گی، جیسا کہ ظہیرہ وغیرہ میں ہے۔ اس کی تکفیر کا قول کسی نے نہیں کیا، یونہی اس کی نظائر میں ہے۔ (ت)</p>	<p>علم من مسائلهم هنا ان من استحل ما حرمه الله تعالى على وجه الظن لا يكفر وانما يكفر اذا اعتقد الحرام حلالاً و نظيره ما ذكره القرطبي في شرح مسلم ان ظن الغيب جائز كظن المنجم و الرمال بوقوع شيء في المستقبل بتجربة امر عادي فهو ظن صادق والممنوع ادعاء علم الغيب والظاهر ان ادعاء ظن الغيب حرام لا ككفر بخلاف ادعاء العلم¹ اھ۔ زاد في البحر الاترى انهم قالوا في نكاح المحرم لو ظن الحل لا يحد بالاجماع و يعزر كما في الظهيرية و غيره اھ ولم يقل احدا انه يكفر وكذا في نظائره² اھ</p>
---	---

تو کیونکر ممکن ہے کہ علماء باوصف ان تصریحات کے کہ ایک احتمال اسلام بھی نافی کفر ہے جہاں بکثرت احتمالات اسلام موجود ہیں۔ حکم کفر لگائیں لاجرم اس سے مراد ہی خاص احتمال کفر ہے مثل ادعاء علم ذاتی وغیرہ ورنہ یہ اقوال آپ ہی باطل اور ائمہ کرام کی اپنی ہی تحقیقات عالیہ کے مخالف ہو کر خود ذاہب و زائل ہوں گے، اس کی تحقیق جامع الفصولین ورد المختار و حاشیہ علامہ نوح و ملتقط و فتاویٰ حبیہ و تاتار خانیہ مجمع الانھر و حدیقہ ندیہ و سل الحسام وغیرہ مکتب میں ہے۔ نصوص عبارات رسائل علم غیب مثل اللؤلؤ المکنون

¹ رد المحتار کتاب الحدود باب الوطء الذي يوجب الحدود الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۵۴

² البحر الرائق کتاب الحدود باب الوطء الذي يوجب الحدود الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۶/ ۱۹

وغیرہا میں ملاحظہ ہوں، وبالله التوفیق، یہاں صرف حدیقتہ ندیہ شریف کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں:

جميع ما وقع في كتب الفتاوى من كلمات الكفر التي صرح المصنفون فيها بالجزم بالكفر يكون الكفر فيها محمولاً على ارادة قائلها معنى علوا به الكفر و اذا لم تكن ارادة قائلها ذلك فلا كفر ^۱ اه مختصراً۔	یعنی کتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہر گز کفر نہیں۔
---	--

ضروری تنبیہ: احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو^۲ ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے یعنی قضاء دو ہیں، مبرم و معلق۔ جیسے قرآن عظیم میں فرمایا:

"إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ" ^۲ ای امر اللہ۔	مگر یہ کہ انکے پاس آئے اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا امر۔ (ت)
--	---

عمر و کہے میں رسول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی، ایسی تاویلیں زہار مسموم نہیں۔ شفاء شریف میں ہے:

ادعاءة التأويل في لفظ صراح لا يقبل ^۳ ۔	صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔
---	--

شرح شفاء قاری میں ہے:

هو مردود عند القواعد الشرعية ^۴ ۔	ایجاد دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔
---	---------------------------------

نسیم الریاض میں ہے:

لا يلتفت لمثله ويعد هذياناً ^۵ ۔	ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور ہذیان سمجھی جائے گی۔
--	---

فتاویٰ خلاصہ و فصول عمادیہ جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے:

^۱ الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية والاستخفاف بالشرعية كغير الخ مكتبة نوريه رضويه فيصل آباد ۳۰۴/۱

^۲ القرآن الكريم ۲۱۰/۲

^۳ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى القسم الرابع الباب الاول المكتبة الشركة الصحافية ۲۱۰/۲۰۹

^۴ شرح الشفاء لمن لا على القارى القسم الرابع الباب الاول دار الكتب العلمية بيروت ۳۹۶/۲

^۵ نسيم الرياض القسم الرابع الباب الاول مركز الملت برکات رضا گجرات الہند ۳۴۳/۳

واللفظ للعمادی قال ان رسول الله او قال بالغا رسيّة من پيغمبر مريد به من پيغام می بر می کفر ^۱ ۔	عمادی کے الفاظ ہیں کوئی شخص کہے ^۱ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے ^۱ میں پیغمبر ہوں ^۱ اور مراد یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (ت)
--	---

یہ تاویل نہ سنی جائے گی فاحفظ (تو اسے حفظ کر لیجئے۔)

مکر چہارم: انکار، یعنی جس نے ان بدگوئیوں کی کتابیں نہ دیکھیں اس کے سامنے صاف مکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے اور جو ان کی چھپی ہوئی کتابیں، تحریریں دکھا دیتا ہے۔ اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کمال بے حیائی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کر دیجئے تو میں وہی کہے جاؤں گا اور بیچارہ بے علم ہوا تو اس سے کہہ دیا ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں اور آخر میں ہے کیا یہ در بطن قائل اس کے جواب کو وہی آیت کریمہ کافی ہے کہ:

"يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةً تَاٰكُفُّوْا كَفَرُوْاۤ اَبَعَدَ اِسْلَامِهِمْ" ^۲ ۔	خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا حالانکہ بے شک ضرور وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہوئے پیچھے، کافر ہو گئے۔
--	---

ع ہوتی آئی ہے کہ انکار کیا کرتے ہیں

ان لوگوں کی وہ کتابیں عہ^۱ جن میں کلمات کفریہ ہیں مدتوں سے انہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض دو دو بار عہ^۲ چھپیں مد تہامت سے علمائے اہلسنت نے ان کے رد چھاپے، مواخذے کئے وہ فتوے عہ^۳ جس میں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اور جس کی اصل مہری و دستخطی اس وقت تک محفوظ ہے اور اس کے فوٹو بھی لئے گئے جن میں سے ایک فوٹو کہ علمائے

عہ^۱: یعنی براہین قاطعہ وحفظ الایمان وتحذیر الناس وکتب قادیانی وغیرہ ۱۲ کاتب عفی عنہ

عہ^۲: جیسے براہین قاطعہ وحفظ الایمان ۱۲ کاتب عفی عنہ

عہ^۳: یعنی فتوئے گنگوہی صاحب ۱۲ کاتب عفی عنہ

^۱ الفتاویٰ الہندیۃ بحوالۃ الفصول العمادیۃ کتاب السیر الباب التاسع ثورانی مکتب خانہ پشاور ۲/۲۶۳

^۲ القرآن الکریم ۹/۷۴

حرمین شریفین کو دکھانے کے لئے مع دیگر کتب دشنامیاں گیا تھا سرکار مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے۔ یہ تکذیب خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیان الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا پھر ۱۳۱۸ھ مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مفصل رد چھپا، پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہرہ رد چھپا اور فتوے دینے والا جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ میں مرا، اور مرتے دم تک ساکت رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا انکار کر دینا سہل تھا نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے، نہ کفر صریح کی نسبت، کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ زید سے اس کا ایک مہری فتویٰ اس کی زندگی و تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو اور سالہا سال اس کی اشاعت ہوتی رہے، لوگ اس کا رد، چھپا کریں، زید کو اس کی بناء پر کافر بتایا کریں، زید اس کے بعد پندرہ برس جئے اور یہ سب کچھ دیکھنے سے اور اس فتویٰ کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے یہاں تک کہ دم نکل جائے، کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اسے انکار تھا یا اس کا مطلب کچھ اور تھا اور ان میں کے جو زندہ ہیں آج کے دم تک ساکت ہیں، نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھڑ سکتے ہیں۔ ۱۳۲۰ھ میں ان کے تمام کفریات کا مجموعہ یکجائی رد شائع ہوا۔ پھر ان دشنامیوں کے متعلق، کچھ عمائد مسلمین علمی سوالات ان میں عہ کے سرغنہ کے پاس لے گئے، سوالوں پر جو حالت سراپیمگی بے حد پیدا ہوئی، دیکھنے والوں سے اس کی کیفیت پوچھیے مگر اس وقت بھی نہ ان تحریرات سے انکار ہو سکا نہ کوئی مطلب گڑھنے پر قدرت پائی بلکہ کہا تو یہ کہ "میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا، نہ مباحثہ چاہتا ہوں، میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں معقول بھی کر دیجئے میں تو وہی کہے جاؤں گا۔" وہ سوالات اور اس واقعہ کا مفصل ذکر بھی جہی ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ کو چھاپ کر سرغنہ و اتباع سب کے ہاتھ میں دے دیا گیا، اسے بھی چوتھا سال ہے صدائے برنخاست۔ ان تمام حالات کے بعد وہ انکاری مکر ایسا ہی ہے کہ سرے سے یہی کہہ دیجئے کہ اللہ و رسول کو یہ دشنام دہندہ لوگ دنیا میں پیدا ہی نہ ہوئے، یہ سب بناوٹ ہے۔ اس کا علاج کیا ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ حیا دے۔

مکر پنجم: جب حضرات کو کچھ بن نہیں پڑتی، کسی طرف مقرر نظر نہیں آتی اور یہ توفیق اللہ واحد قہار

عہ: یعنی تھانوی صاحب ۲ اکاتب عفی عنہ۔

نہیں دیتا کہ توبہ کریں اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جو گستاخیاں بکس، جو گالیاں دیں، ان سے باز آئیں جیسے گالیاں چھاپیں ان سے رجوع کا بھی اعلان دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جب توبہ کرے تو فوراً توبہ کر، خفیہ کی خفیہ اور علانیہ کی علانیہ (اس کو امام احمد نے زہد میں، طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن جید روایت کیا۔ ت)

اذا عملت سيئة فاحدث عندها توبة السر بالسرو والعلانية بالعلانية۔ رواه الامام احمد في الزهد¹ والطبرانی في الكبير والبيهقي في الشعب عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن جید۔

اور بفحوائے کریمہ "يَصْلُوْنَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عَوَجًا"² (اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس سے کچی چاہتے ہیں۔ ت) راہ خدا سے روکنا ضرور۔ ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دھاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتوائے تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرہ ذرہ سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا، مولوی اسحق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبدالحق صاحب کو کہہ دیا، پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب کو کہہ دیا، پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچا گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذ اللہ عیاذ باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جاکر جڑی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے آیت کریمہ

¹ الزهد لاحمد بن حنبل حدیث ۱۴۱ دار الکتب العربی بیروت ص ۴۹، لمعجم الکبیر حدیث ۳۳۱ المكتبة الفیصلیة بیروت ۲۰/ ۱۵۹

² القرآن الکریم ۷/ ۴۵

"إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا" ^۱۔ (اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو۔ ت) پر عمل فرمایا۔ خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ انجاء البری عن وسواس المفتری لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا غرض ہمیشہ ایسے ہی افتراء اٹھایا کرتے ہیں جس کا جواب وہ ہے جو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

"إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ" ^۲ ۔	جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔
---	---

اور فرماتا ہے:

"فَتَجَعَلَ لِّلْعَنَتِ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ" ^۳ ۔	ہم اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔
---	----------------------------------

مسلمانو! اس مکر سخیف و کید ضعیف کا فیصلہ کچھ دشوار نہیں، ان صاحبوں سے ثبوت مانگو کہ کہہ دیا کہہ دیا فرماتے ہو، کچھ ثبوت بھی رکھتے ہو، کہاں کہہ دیا؟ کس کتاب، کس رسالے، کس فتوے، کس پرچے میں کہہ دیا؟ ہاں ہاں ثبوت رکھتے ہو تو کس دن کے لئے اٹھا رکھا ہے دکھاؤ اور نہیں دکھا سکتے اور اللہ جانتا ہے کہ نہیں دکھا سکتے تو دیکھو قرآن عظیم تمہارے کذاب ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ مسلمانو! تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

"فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالْحَدِّ آءَ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَذِبُونَ" ^۴ ۔	جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔
--	---

مسلمانو! آزمائے کو کیا آزمانا، بارہا ہو چکا ان حضرات نے بڑے زور و شور سے یہ دعوے کئے اور جب کسی مسلمان نے ثبوت مانگا، فوراً پیٹھ پھیر گئے اور پھر منہ نہ دکھائے مگر حیاتنی ہے کہ وہ رٹ، جو منہ کو لگ گئی ہے، نہیں چھوڑتے، اور چھوڑیں کیونکر کہ مرتا کیانہ کرتا، اب خدا اور رسول کو گالیاں دینے والوں کے کفر پر پردہ ڈالنے کا آخری حیلہ یہی رہ گیا ہے کہ کسی طرح عوام بھائیوں کے ذہن میں جم جائے کہ علمائے اہل سنت یونہی بلا وجہ لوگوں کو کافر کہہ دیا کرتے ہیں ایسا ہی ان دشنامیوں کو بھی کہہ دیا ہوگا۔ مسلمانو! ان مفتریوں کے پاس ثبوت کہاں سے آیا؟ کہ من گھڑت کا ثبوت ہی کیا۔ "وَ أَنَّ اللَّهَ

^۱ القرآن الکریم ۵۲/۱۲

^۲ القرآن الکریم ۱۰۵/۱۶

^۳ القرآن الکریم ۶۱/۳

^۴ القرآن الکریم ۱۳/۲۴

لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ① اور اللہ دعا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔ (ت) ان کا ادعائے باطل تو اسی قدر سے باطل ہو گیا۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ②"	(فرماؤ) لاؤ اپنی برہان اگر سچے ہو۔
---	------------------------------------

اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہ تعالیٰ ہم ان کی کذابی کا وہ روشن ثبوت دیں کہ ہر مسلمان پر ان کا مفتری ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے۔ ثبوت بھی بحمدہ تعالیٰ تحریری، وہ بھی چھپا ہوا، وہ بھی نہ آج کا، بلکہ سالہا سال کا، جن جن کی تکفیر کا اہتمام علمائے اہل سنت پر رکھا ان میں سب سے زیادہ گنجائش اگر ان صاحبوں کو ملتی تو اسمعیل دہلوی میں کہ بیشک علمائے اہلسنت نے اس کے کلام میں بکثرت کلمات کفریہ ثابت کئے اور شائع فرمائے بایں ہمہ اوّلًا سبحان السبوح عن عیب کذب متبوع (۱۳۰۷ھ) دیکھئے کہ بار اول (۱۳۰۹ھ) میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر پچھتر^{۵۴} وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے و هو الجواب وبہ یفتی و علیہ الفتویٰ و هو المذهب و علیہ الاعتماد و فیہ السلامة و فیہ السداد^۳۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی اور اسی میں استقامت۔

تاجی: "الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوہابیة (۱۳۱۲ھ)" دیکھئے جو خاص اسمعیل دہلوی اور اس کے متبعین ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا۔ جس میں نصوص جلیلہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تصریحات ائمہ سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ اس پر ستر^{۵۵} وجہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا (ص ۶۲) ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مناسب واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم^۴۔

^۱ القرآن الکریم ۵۲/۱۲

^۲ القرآن الکریم ۱۱۱/۲

^۳ سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح دار الاشاعت جامعہ گنج بخش داتا دربار لاہور ص ۱۰۳

^۴ الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوہابیة رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا ص ۶۲

ہائے "سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ (۱۳۱۱ھ)" دیکھئے کہ صفر ۱۳۱۶ھ کو عظیم آباد میں چھپا، اس میں اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر بوجہ قاہرہ لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲ پر لکھا یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سنی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں، بے حد برکتیں، ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے۔ اس طائفہ کے پیر سے ناروا بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں، بایں ہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے، نہ قوت انتقام حرکت میں آتی، وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم و التزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات، اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے^۱، اھ مختصراً۔

رابعا: ازالة العار بحجر الکرائم عن کلاب النار^{۱۲} دیکھئے کہ بار اول ۱۳۱۷ھ کو عظیم آباد میں چھپا، اس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے^۲۔

خامسا: اسماعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے، یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک ان کی صریح دشنامیوں پر اطلاع نہ تھی، مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھتر^۸ وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے "سبحان السبوح" میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ حاشا للہ حاشا للہ ہزار ہزار بار حاشا للہ میں ہر گزان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید عہد کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر، آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ علیہ^۳۔ (اس لئے کہ اسلام غالب ہے مغلوب نہیں ہے۔ ت)

عہ: گنگوہی و انبھٹی اور ان کے اذباب دیوبندی ۱۲ اکاتب عفی عنہ

^۱ سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ رضا اکیڈمی انڈیا ص ۲۱ و ۲۲

^۲ ازالة العار بحجر الکرائم من کلاب النار رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا ص ۱۸

^۳ سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح دار الاشاعت جامعہ گنج بخش لاہور ص ۹۰ و ۹۱

مسلمانو! مسلمانو! تمہیں اپنا دین و ایمان اور روز قیامت و حضور بارگاہ رحمن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندہ خدا کی دربارہ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اس پر تکفیر تکفیر کا افتراء کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھنونی، ناپاک بات، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں اذالم تستعی فاصنع ما شئت^۱۔ جب تجھے حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر:

ع بے حیاباش و آنچہ خواہی کن

(بیچیا ہو جا پھر جو چاہے کرت)

مسلمانو یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے (اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے) (جب سے المعتمد المستند چھپی) ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کا افتراء ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہر گز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی، قطعی، واضح، روشن، جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً، اصلاً، ہر گز، کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندہ خدا وہی تو ہے جو انکے اکابر پر ستر، ستر، وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک کہ وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل باقی نہ رہے^۲۔ یہ بندہ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر^۳ وجہ سے حکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاشا للہ میں ہر گز انکی تکفیر پسند نہیں کرتا^۳، جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہو گئی؟ جب ان سے جلداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی؟ حاشا للہ مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت،

^۱ المعجم الكبير حديث ۲۵۸ المكتبة الفیصلیة بیروت ۲۳/۱۷

^۲ سبخن السبوح عن عیب کذب مقبوح دار الاشاعت جامعہ گنج بخش لاہور ص ۹۱

^۳ سبخن السبوح عن عیب کذب مقبوح دار الاشاعت جامعہ گنج بخش لاہور ص ۹۰ و ۹۱

صرف محبت و عداوت خدا و رسول ہے، جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر ^{عہ} نہ ہوئی یا اللہ و رسول کی جناب میں ان کی دشنام ^{عہ} نہ دیکھی سنی تھی، اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایت احتیاط سے کام لیا حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا۔ جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دہی رب العلمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر ^۱۔ جو ایسے کے

عہ ۱: جیسے تھانوی صاحب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ان کی سخت گالی ۱۳۱۹ھ میں چھپی اس سے پہلے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے بلکہ ایک وقت وہ تھا کہ مجلس میلاد مبارک و قیام میں شریک اہل اسلام ہوتے ۲ اکاتب عفی عنہ۔

عہ ۲: جیسے گنگوہی صاحب و انبیٹھی صاحب کہ ان کے اتنے قول کی نسبت میرٹھ سے سوال آیا تھا کہ خدا جھوٹا ہو سکتا ہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتاتے ہیں۔ پھر گنگوہی صاحب کا وہ فتویٰ کہ خدا جھوٹا ہے جو اسے جھوٹا کہے مسلمان سنی صالح ہے۔ جب چھپا ہوا نظر سے گزرا کمال احتیاط یہ کہ دوسروں کا چھپوایا ہوا تھا اس پر وہ تین نہ کیا جس کی بنا پر تکفیر ہو جب وہ اصلی فتویٰ گنگوہی صاحب کا مہری دستخطی خود آنکھ سے دیکھا اور بار بار جھپنے پر بھی گنگوہی صاحب نے سکوت کیا تو اس کے صدق پر اعتبار کافی ہوا۔ یونہی قادیانی دجال کی کتابیں جب تک آپ نہ دیکھیں اس کی تکفیر پر جزم نہ کیا جب تک صرف مہدی یا شیل مسیح بننے کی خبر سنی تھی جس نے دریافت کیا اتنا ہی کہا کہ کوئی مجنون معلوم ہوتا ہے، پھر جب امرتسر سے ایک فتویٰ اس کی تکفیر کا آیا جس میں اس کی کفریہ عبارتیں بحوالہ صفحات منقول تھیں اس پر بھی اتنا لکھا کہ "اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو وہ یقیناً کافر۔" دیکھو رسالہ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" صفحہ ۱۸، ہاں اب جب اس کی کتابیں پچشم خود دیکھیں اس کے کافر مرتد ہونے کا قطعی حکم دیا ۲ اکاتب عفی عنہ

^۱ درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۶

معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا وذلک جزاء الظالمین۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

کدو کہ آیا حق اور مٹا باطل، بے شک باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا۔	"قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا" ^۱
---	--

اور فرماتا ہے:

دین میں کچھ جبر نہیں، حق راہ صاف جدا ہو گئی ہے گمراہی سے۔	"لَا إِكْرَافَ فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ" ^۲
---	--

یہاں چار "مرحلے" تھے:

- (۱) جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا، چھاپا ضرور وہ اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و دشنام تھا۔
 - (۲) اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔
 - (۳) جو انہیں کافر نہ کہے، جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کی استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان میں سے ہے، ان ہی کی طرح کافر ہے، قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔
 - (۴) جو عذر و مکر، جہال و ضلال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و ناروا اور پادر ہوا ہیں۔
- یہ چاروں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ واضح روشن ہو گئے جن کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیات کریمہ نے دیئے۔ اب ایک پہلو پر جنت و سعادت سرمدی، دوسری طرف شقاوت و جہنم ابدی ہے، جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا، باقی ہدایت رب العزت کے اختیار میں ہے۔
- بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ ہدایات سے تھی مگر ہمارے عوام

^۱ القرآن الکریم ۸۱/۱۷

^۲ القرآن الکریم ۲۵۶/۲

بھائیوں کو مہرین دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، مہرین علمائے کرام حرمین طہیین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا لہذا اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی و خوش اسلوبی و جوش دینی سے ان علمائے اسلام نے تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب "حسام الحرمین علی منحر الکفر و البین" ۳۲۳ھ میں گرامی بھائیوں کے پیش نظر اور ہر صفحہ کے مقابل سلسلے اردو میں اس کا ترجمہ "مبین احکام و تصدیقات اعلام" (۱۳۲۵ھ) "جلوہ گر۔

الہی ! اسلامی بھائیوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرما اور ضد و نفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل، زید و عمرو کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کا آمین، آمین، آمین۔

والحمد لله رب العلمین و افضل الصلاۃ و اکمل السلام علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و حزبہ اجمعین آمین

رسالہ

تمہید ایماں بآیات قرآن

ختم ہوا

رسالہ

الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء

کلمہ دافع البلاء کے ساتھ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بیان کرنے والوں کے لئے
بلاؤں سے امن اور ان کے مرتبے کی بلندی ہے

مستفی بہ نام تاریخی

اکمال الطامة علی شرک سوی بالامور العامة^{۱۳۱۱ھ}

پوری قیامت ڈھانا (وہابیوں کے اس) شرک پر جو امور عامہ کی طرح
(موجود کی ہر قسم پر صادق) ہے

بسم الله الرحمن الرحيم ط

۲۱ جمادی الآخرۃ ۱۳۱۱ھ

مسئلہ ۳۵: از دہلی باڑہ ہندورائے مرسلہ مولوی محمد کرامت اللہ خان صاحب عہ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید کہتا ہے کہ پڑھنا درود تاج اور دلائل الخیرات کا

عہ: مولانا کرامت اللہ خاں صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہا

شرک محض اور بدعت سیئہ ہے اور تعلیم اس کی سم قاتل شرک اس لئے کہ درود تاج میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مذکور ہے، اور بدعت سیئہ اس لئے کہ یہ درود بعد صد ہا سال کے تصنیف ہوئے ہیں۔ عمر و جواب میں کہتا کہ ورد اس درود مقبول کا موجب خیر و برکت اور باعث از دیاد محبت ہے۔ زید عربیت سے جاہل ہے وہ نہیں سمجھتا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبب ہیں دافع بلا کے، اگرچہ دافع البلاء حقیقتاً خدائے تعالیٰ ہے۔ مختصر المعانی میں انبت الربیع البقل^۱۔ (بہار نے سبزہ اگایا۔ ت) کہ بقول مومن مجاز اور بقول کافر حقیقت فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں "وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ"^۲ (اللہ تعالیٰ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔ ت) اور "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"^۳ (ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ ت) ہمارے دعوے پر دو بزرگ گواہ ہیں، اور کیا سال ولادت حضرت رحمۃ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قحط عام کی و بادفع نہیں ہوئی، اس کے سوا جبرائیل خلیل کا مقولہ قرآن کریم میں اس طرح درج ہے: "لَا هَبَ لَكَ عَلَمًا ذِكْرًا"^۴ (میں عطا کروں تجھے ستھرا ایٹا۔ ت) یہاں بقول زید حضرت جبرائیل بھی معاذ اللہ مشرک ہو گئے کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہاب فرما رہے ہیں۔ پس جو جواب زید کی طرف سے ہو گا وہی ہماری طرف سے۔ پھر چونکہ یہ درود معمول بہ اکثر علماء و مشائخ عظام ہے پس وہ سب بھی زید کے نزدیک مشرک ہوئے اور طرہ یہ کہ خود زید بھی اس خواہ مخواہ کے شرک سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ بھی سم عہ کو قاتل اور ادویہ کو دافع در درافغ عشیاں کہتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قصیدہ الطیب النغم میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع فرما رہے ہیں۔ سندیں تو اور بھی ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ رہا صد ہا سال کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت سیئہ ہونا، یہ بھی زید کی حماقت پر دال ہے۔ خود زید جو

عہ: سم یعنی زہر

^۱ مختصر المعانی، احوال اسناد الخبر، المكتبة الفاروقية ملتان، ص ۸۵

^۲ القرآن الکریم ۸/۳۳

^۳ القرآن الکریم ۲۱/۱۰۷

^۴ القرآن الکریم ۱۹/۱۹

مولوی اسماعیل صاحب کے خطبے جمعہ میں برسر منبر پڑھتا ہے اس کے لئے اس کے پاس کوئی حدیث ہے یا وہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصنیف ہیں۔ سبحان اللہ ان خطبوں کا پڑھنا (جو صد ہا سال بعد کی تصنیف ہیں) توفیق کے لئے سنت ہو اور خاصان حق کی تصنیف درود کا پڑھنا بدعت سیئہ ٹھہرے، ہاں جو صیغہ درود کے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کا پڑھنا ہمارے نزدیک بھی افضل و بہتر ہے مگر علمائے راسخین و فقہائے کاملین نے حالت ذوق و شوق میں جو درود شریف بالفاظ بدیعہ تصنیف فرمائے ہیں جن میں جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی بھی شامل ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج فرمائے ہیں، اور خود حضرت شیخ نے ایک مستقل رسالہ اس بارہ میں تالیف فرمایا ہے، اور جتنے درود مشائخ عظام نے تصنیف فرمائے ہیں سب اس میں درج ہیں، اور شرح سفر السعاده میں ۳۶ صیغے رسول خدا سے منقول ہیں باقی صحابہ و تابعین نے زیادہ کئے ہیں۔ زید جاہل نے ان سب حضرات کو معاذ اللہ مشرک بنایا ہے۔ اب علمائے اعلام سے استفسار ہے کہ قول زید کا صحیح اور موافق عقائد سلف صالح کے ہے یا عمر کا؟ یہ تشریح و تفصیل ارشاد ہو، اللہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

<p>الحمد لله على ما علم وهدانا للذي اقوم وسلك بنا السبيل الاسلام و صلى ربنا وبارك وسلم على دافع البلاء والقحط والمرض والالام سيدنا ومولنا ومالكنا وماونا محمد مالك الارض ورقاب الامم و على اله و صحبه اولي الفضل والفيض والعطاء والجود والكرم امين قال الفقير المستدفع البلاء من</p>	<p>سلامتی والے راستے پر چلایا۔ ہمارا پروردگار درود و سلام اور برکت نازل فرمائے بلا، وبا، قحط، بیماری اور دکھوں کو دور کر نیوالے ہمارے آقا و مولیٰ و مالک و ماویٰ محمد پر، جو زمین اور امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں، اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو فضل، فیض، عطا اور جود و کرم والے ہیں، آمین۔ کہتا ہے فقیر عبدالمصطفیٰ احمد رضا سنی حنفی قادری</p>
--	--

<p>تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ اس نے ہمیں علم عطا فرمایا اور سب سے سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی اور ہمیں برکاتی بریلوی جو نبی اعلیٰ کے بلند فضل کے بطفیل مصیبت سے بچنے کا طلب گار ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس مصیبت کو دور فرمائیں اور اس کے دل کو روشنی اور چمک عطا فرمائیں (ت)</p>	<p>فضل نبیہ العلی الاعلیٰ صلی علیہ اللہ تعالیٰ عبد المصطفیٰ احمد رضا المحدثی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی دفع نبیہ عنہ البلاء ومنح قلبہ النور والجلال۔</p>
---	--

یہ مختصر جواب موضع صواب متضمن مقدمہ و دو باب و خاتمہ۔
مقدمہ اتمام الزام و تمہید مرام میں عائدہ قاہرہ و فائدہ زاہرہ پر مشتمل۔

عائدہ قاہرہ

ایہا المسلمون دفع نبیکم عنکم بلاء المجنون وفتنة المفتون۔ اے مسلمانو تمہارے نبی نے تم سے مجنون کی بلاء اور فتنہ انگیز کا فتنہ دور کر دیا ہے۔ (ت) زید بیقید کے ایسے کلمات کچھ محل تعجب نہیں مذہب و ہابیہ کی بنا ہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ وعلی الہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے ذکر شریف مٹانے اور محبوبان خدا جل و علا علیہم الصلوٰۃ والثناء کی تعظیم قلوب مسلمین سے گھٹانے پر ہے "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ^۱ (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) مگر تعجب ان مسلمانان اہلسنت سے کہ ایسے ناپاک اقوال پر کان دھریں، بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے، مسلمان صحیح العقیدہ ان کی طرف التفات ہی کیوں کریں، ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اور غیبت میں فراموشی، اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوب بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی زیادہ گرجوشی کہ مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بجھیں گے "قُلْ مَوْتُوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" ^۲ (تم فرمادو کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ ت) اس تالفہ کے رد میں اقوال ائمہ و علماء پیش کرنے کا کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے اعتقاد سے ائمہ و علماء کہتے ہو ان کے

^۱ القرآن الکریم ۲۶/ ۲۷

^۲ القرآن الکریم ۳/ ۱۱۹

نزدیک وہ بھی تمھاری طرح معاذ اللہ مشرک بدعتی تھے، درود محمود میں کتب و صنف کثیرہ کی تصنیف و اشاعت انھیں نے کی تمھارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر و مدد بخش ہر خشک و تر و واسطہ ایصال ہر خیر و برکت و وسیلہ فیضان ہر جود و رحمت و شافی و کافی و قاسم نعمت و کاشف کرب و دافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات قاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔ فقیر غفر اللہ لہ نے کتاب مستطاب سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری ۱۲۹۷ھ میں بکثرت ارشادات جلیلہ و نصوص جزیلہ جمع کئے جن کے دیکھنے سے بھمد اللہ ایمان تازہ ہو اور روئے ایقان پر احسان کا غارہ تو ان کے نزدیک حقیقتاً یہ شرک و بدعت تھیں وہی سکھا گئے آخر ان کا بانی مذہب شیخ نجدی علیہ ما علیہ ڈنگے کی چوٹ کھتا تھا کہ ۶۰۰ برس سے جتنے علماء گزرے سب کافر تھے کہا ذکرہ المحدث العلامة الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ الملکی فی الدرر السنیۃ^۱۔ (جیسا کہ حضرت محدث العلامة الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ الملکی نے اس کو الدرر السنیۃ میں ذکر کیا۔ ت) احادیث دکھانے کا کیا موقع کہ آخر سب کتب حدیث صحاح و سنن و مسانید و معاجم وغیرہ حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ کے بعد تصنیف ہوئیں تو ان کے طور پر معاذ اللہ وہ سب بدعت اور مضاف بدعتی۔ رہی آیت کہ رب العزۃ جل و علانے بلا تخصیص لفظ و صیغہ و وقت و عدد مطلقاً اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کی طرف بلاتا ہے

<p>اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔</p> <p>اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر، جب بھی آپ کے ذکر پر شیفۃ ہوں کامیاب ہو نیوالے اور اس کی کثرت سے انکار کریں ہلاک ہو نیوالے (ت)</p>	<p>"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا" ②۔</p> <p>اللهم صل وسلم وبارك عليه وعلى آله وصحبه اجمعين</p> <p>كلما ولع بذكره الفائزون ومنع من اكثاره الهالكون۔</p>
---	--

^۱ الدرر السنیۃ فی الرد علی الوبابیہ مکتبہ حقیقۃ دار الشفۃ استنبول ترکی ص ۵۲

^۲ القرآن الکریم ۳۳/۵۶

تو دلائل الخیرات و درود تاج و غیر ہما سب اس حکم جانفزا کے دائرہ میں داخل، یہ بھی انہیں مقبول ہوتی نظر نہیں آتی کہ ان کتب و صیغ میں حضور و الادفع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف عظیمہ جلیلہ و نعوت کثیرہ جزیلہ ہیں۔ اور ان کے امام الطائفہ کا حکم ہے کہ "جو بشر کی سی تعریف ہو اس میں بھی اختصار کرو"^۱۔

علاوہ ازیں وظيفہ درود میں صد ہا بار نام اقدس لینا ہوگا اور ان کا امام لکھ چکا کہ نام چپنا شرک ہے۔ اب وہ اپنے امام کی تصریح مانیں یا تمہارے خدا کا اطلاق۔ ہاں اگر انہیں کے امام الطائفہ اور اس کے آباؤ اجداد و اکابر کی تصانیف دکھاؤ تو شاید کچھ کام چلے کہ امام الطائفہ کو کچھ کہیں تو ایمان کی گت بری بنے اور اس کے اکابر سے مکابر رہیں تو اس سے کیونکر گاڑھی چھنے، ایسی ہی جگہ پر بد لگامی کا قافیہ تنگ ہوتا ہے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا، نہ چلنے کی تاب۔ ت) مثلاً:

اولاً: یوں پوچھئے کہ حیا دارو! صرف اس جرم پر کہ حضرات علمائے دین مصنفین کتب رحمہم اللہ تعالیٰ زمانہ اقدس حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھے انہیں کی کتابیں بدعت اور وہ معاذ اللہ اہل بدعت قرار پائیں گے یا یہ حکم امام الطائفہ اور اس کے عم نسب و پدر شریعت جد طریقت جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور اس کے جد نسب وجد شریعت و فرجد طریقت شاہ ولی اللہ صاحب اور فرجد نسب و تلمذ وجد الجد بیعت شاہ عبدالرحیم صاحب و غیر ہم اکابر و عمائد خاندان دہلی کو بھی شامل ہوگا۔ کیا یہ حضرات زمانہ اقدس میں تھے، کیا ان کی کتابیں جبھی تصنیف ہوئی تھیں، کیا انہوں نے اپنی تصانیف کے خطبوں میں بیسیوں مختلف صیغوں سے جو درود لکھے ہیں سب یعنی حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، اگر ہیں تو بتادو اور نہیں تو کیا ہٹ دھرمی سینہ زوری ہے کہ انکی تصانیف بدعت اور یہ بدعتی نہ ٹھہریں، کیا وحی باطنی اسمعیلی ہمیں یہ حکم تشریعی بھی آچکا ہے کہ یجوز لأبائک ما لا یجوز لغیرہم (تیرے آباء کے لیے جائز ہے جو ان کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔ ت) ان کا امام صاف صاف لکھ چکا کہ بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادا کو بھی داخل کیا ہے۔) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریعی اترتے ہیں وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیر و اور ایک جہت سے خود محقق

^۱ تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشراک الخ مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۴

ہوتے وہ شاگرد انبیاء بھی ہیں اور ہم استاد انبیاء بھی، وہ مثل انبیاء معصوم ہیں^۱۔ (دیکھو صراط المستقیم مطبع ضیاء میرٹھ ص ۳۸ دو سطر اخیر تا ص ۳۹ سطر ۱۱، ۱۰ و دو سطر اخیر ص ۴۱ سطر ۶، ۵ تا ص ۴۲ سطر ۲ و ۳، ۴) گمراہی بد دینی کا منہ کالا، پھر نبوت کیا کسی پیڑ کا نام ہے، اللہ کی شان یہ کھلم کھلا اپنے استادوں پیروں کو نبی بنانے والے تو امام اور ائمہ شریعت، اور علمائے سنت اس جرم پر کہ صیغائے درود مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیوں کثرت کی معاذ اللہ بدعتی بدنام۔

حاجی: یہ قہرمانی حکم صرف حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود میں ہے یا خاندان امام الطائفہ کے ایجادات میں بھی کہ شاہ صاحب کی قول الجہیل جن کے لیے ضامن و کفیل۔ اسی قول الجہیل میں اپنے اور اپنے پیران و مشائخ کے آداب طریقت و اشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھا کہ ہماری صحبت و سلوک آمیزی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے۔ وان لم یثبت تعین الاداب ولا تلك الاشغال^۲ اگرچہ نہ ان خاص آداب کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے نہ ان اشغال کا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ میں فرماتے ہیں:

”اسی طرح پیشویان طریقت نے جلسات اور ہیأت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے“^۳۔ مولوی خر معلیٰ مصنف نصیحۃ المسلمین نے اس کے ترجمہ شفاء العلیل میں شاہ صاحب کا یہ قول نقل کر کے لکھا ہے: ”یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں“^۴۔ اور سنئے اسی قول الجہیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم تصور شیخ کی ترکیب لکھی ہے کہ:

^۱ صراط مستقیم حب ایمانی کا دوسرا شمارہ کلام کمپنی تیر تھ واس روڈ کراچی ص ۶۵، صراط مستقیم (فارسی) حب ایمان کا دوسرا شمارہ المکتبۃ

السلفیہ شیش محل روڈ لاہور ص ۳۴

^۲ القول الجمیل گیارہویں فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

^۳ شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۱

^۴ شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۲

اذا غاب الشيخ عنه يخیل صورته بین عینیه بوصف المحبة والتعظیم فتفید صورته ماتفید صحبتہ ^۱ ۔	شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔
---	---

شفاء العلیل میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل کیا: "حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے" ^۲۔
مکتوبات مرزا صاحب جانجاناں میں ہے (جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکتوبات میں نفس ذکیہ قیم طریقہ احمدیہ داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں):

دعائے حزب التحرر وظیفہ صبح وشام وختم حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر روز بجہت حل مشکلات باید خواند ^۳ ۔	دعائے حزب التحرر صبح وشام کا وظیفہ اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا ختم شریف مشکلات کے حل کے لیے ہر روز پڑھنا چاہیے۔ (ت)
---	---

ذرا اس صبح وشام و ہر روز کے الفاظ پر بھی نظر رہے کہ وہی التزام و مداومت ہے جسے ارباب طائفہ وجہ ممانعت قرار دیتے ہیں یہ ان داعی سنت نے بدعت اور بدعت کا حکم دیا بلکہ اس ختم اور ختم مجددی کی نسبت انہیں مکتوبات میں ہے:

بعد حلقہ صبح لازم گیرد ^۴ ۔	اس کے بعد صبح کے حلقے کو لازم قرار دے لیں۔ (ت)
---------------------------------------	--

انہیں میں ہے:

بعد از حلقہ صبح براں مواظبت نمایند ^۵ ۔	اس کے بعد صبح کے حلقے کی پابندی کرنی چاہیے۔ (ت)
---	---

سب جانے دو خود امام الطائفہ صراط مستقیم میں لکھتا ہے:

اشغال مناسبہ ہر وقت و ریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا می باشد ولہذا محققان	ہر وقت کے مناسب اعمال اور ہر زمانے کے مطابق ریاضتیں مختلف ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ
---	--

^۱ القول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۲ و ۸۱

^۲ شفاء العلیل مع قول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۰

^۳ کلمات طیبات ملفوظات مظہر جان جاناں مطبع مجتہائی دہلی ص ۷۴

^۴ کلمات طیبات ملفوظات مظہر جانان جاناں مطبع مجتہائی دہلی ص ۴۲

^۵ کلمات طیبات ملفوظات مظہر جانان جاناں مطبع مجتہائی دہلی ص ۴۲

ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشغال کو ششما کہ وہ اند بناء علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضاء کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعیین کرد شود ^۱ الخ۔	اکابر میں سے ہر طریقے کے محققین نے اشغال و اعمال میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی بایں وجہ جو مصلحت دیکھی یا حالات کا تقاضا ہوا اسی لئے اس کتاب کا ایک باب ایسے جدید اشغال کے لیے جو اپنے اپنے وقت کی مناسبت سے شروع کئے گئے متعین کیا گیا ہے۔ (ت)
---	--

للہ انصاف! یہ لوگ کیوں نہ بدعتی ہوئے۔ اور ذرا تصور شیخ کی تو خبریں کہئے جسے جناب شاہ صاحب مرحوم سب راہوں سے قریب تر راہ بتا رہے ہیں، یہ ایمان تقویۃ الایمان پر ٹھیٹ بت پرستی تو نہیں یا یہ حضرات شریعت باطنہ اسمعیلی سے مستثنیٰ ہیں۔
 ہاتھ: بھلا حضور اقدس دافع البلاء مانع العطا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا تو معاذ اللہ شرک ہو اب جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی خبر لیجئے وہ اپنے قصیدہ نعتیہ الطیب النغم اور اس کے ترجمہ میں کیا بول بول رہے ہیں:

بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست اندوہ گین است در ہر شدتے ^۲ ۔	ہمیں نظر نہیں آتا مگر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مصیبت کے وقت غمخواری فرماتے ہیں۔ (ت)
---	---

پھر کہا:

جائے پناہ گرفتار بندگان و گریز گاہ ایثاں در وقت خوف روز قیامت ^۳ ۔	حضور قیامت کے دن خوفزدہوں اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ ہیں۔ (ت)
--	---

پھر کہا:

نافع ترین ایثانست مردماں را ز نزدیک ہجوم حوادث زماں ^۴ ۔	زمانہ کے ہجوم کے وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔ (ت)
--	--

^۱ صراط مستقیم مقدمۃ الكتاب المكتبة السلفية لاہور ص ۸، ۷

^۲ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل اول تحت شعر معتصم المکروب فی کل غیرۃ مطبع مجتہائی دہلی ص ۴

^۳ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل دوم تحت شعر ملاذعباد اللہ ملجاء خوفہم مطبع مجتہائی دہلی ص ۴

^۴ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل چہارم تحت شعر واحسن خلق اللہ خلقا و خلقہ مطبع مجتہائی دہلی ص ۶

پھر کہا:

اے بہترین خلق خدا اے بہترین عطا کنندہ اے بہترین کسیکہ امید اور داشتہ شود برائے ازالہ مصیبت ^۱ ۔	اے خلق خدا میں بہترین ! اے بہترین عطا والے اور اے بہترین شخصیت، اور مصیبت کے وقت امیدوار کی مصیبت کو ٹالنے والے۔ (ت)
---	--

پھر کہا:

اپنے دوسرے قصیدہ نعتیہ ہمزیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:	آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں۔ (ت)
--	---

آخر حالت ماح آخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا آنت کہ ندا کند خوار و زار شدہ بانخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتار بایں طریق اے رسول خدا عطاے ترا میخوانم روز حشر (الی قولہ) توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست رو آوردن من و بہ تست پناہ گرفتار من و در تست امید داشتن من ^۳ اھ ملخصاً۔	حضور کی تعریف کرنے والا جب اپنی نارسائی کا احساس کرے تو حضور کو نہایت عاجزی اور اخلاص سے پکارے اور فریاد کرے اور حضور کی پناہ اس طرح چاہے کہ اے خدا کے رسول قیامت کے دن تیری عطا چاہتا ہوں تو ہی میری ہر بلا کی پناہ ہے۔ جیسی تو میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ کا طلب گار ہوں اور میری امیدیں تجھ سے ہی وابستہ ہیں اھ ملخصاً۔ (ت)
--	--

یہی شاہ صاحب ہمعات میں زیر بیان نسبت اویسیہ لکھتے ہیں:

از ثمرات ایں نسبت رویت آں جماعت ست در منام وفائدہا ایشاں یافتن و در مہالک و مضائق سورت آں جماعت پدید آمدن و	اس نسبت کے ثمرات یہ ہیں کہ اس جماعت (اویسیہ) کی زیارت خواب میں ہو جاتی ہے اور ہلاکت و تنگی کے اوقات میں وہ جماعت
---	--

^۱ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم تحت شعر و صلی علیک اللہ یا خیر خلقہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲

^۲ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم تحت شعر وانت مجیری من ہجوم ملئمۃ الخ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲

^۳ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل ششم تحت اشعار و آخر ما لہ دحہ الخ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳ و ۳۴

حل مشکلات وے بآں صورت منسوب شدن ^۱ ۔	ظاہر ہو کر مشکلیں حل فرماتی ہے۔ (ت)
--	-------------------------------------

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان کے شاگرد رشید اور مرزا صاحب موصوف کے مرید تذکرۃ الموتی میں ارواح اولیائے کرام قدس اسرار ہم کی نسبت لکھتے ہیں:

ارواح ایشاں از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند و میر و ند و دوستاں و معتقداں را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمنان را ہلاک می سازند ^۲ ۔	ان کی ارواح زمین و آسمان اور بہشت سے ہر جگہ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے دوستوں اور معتقدوں کی دنیا اور آخرت میں مدد فرماتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔ (ت)
---	--

اور دافع البلاء کس چیز کا نام ہے۔ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے:

نسبت ماجنب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میر سند و فقیر را نیاز خاص بآنجناب ثابت ست در وقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود و سبب حصول شفا میگردد ^۳ ۔	امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے میری نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو آنجناب سے خاص نیاز حاصل ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری جسمانی پیش ہوتی ہے میں آنجناب کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفا ہو جاتی ہے۔ (ت)
---	---

ذرا اس "نیاز خاص" پر بھی نظر رہے۔ یہی داعی سنت نبویہ فرماتے ہیں:

التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد بانہیکس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک بآنحضرت بحالش مبذول نیست ^۴ ۔	حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں کوئی ان کا مرید ایسا نہیں کہ اس کی طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔ (ت)
--	--

ذرا اس عبارت کے تیور دیکھئے اور لفظ مبارک "غوث الثقلین" بھی ملحوظ خاطر رہے

^۱ جماعت جمعہ ۱۱ اکادمیہ الشاہ ولی اللہ دہلوی حیدر آباد پاکستان ص ۵۹

^۲ تذکرۃ الموتی مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۱

^۳ کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۸

^۴ کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳

اس کے یہی معنی ہے ناکہ انس و جن سب کی فریاد کو پہنچنے والے۔
اور سنئے یہی نفس ذکیہ فرماتے ہیں:

ایسا ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے معتقدین کے حالات میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں چرواہے اور مسافر جنگل میں یا نیند کے وقت اپنے اسباب اور چوپائے گھوڑے وغیرہ حضور خواجہ نقشبند کے سپرد کر دیتے تھے تاہم ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ت)	ہمچنین عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف است مغلاں در صحرا یا وقت خواب اسباب واسپان خود بحماییت حضرت خواجہ می سپارند و تائیدات از غیب ہمراہ ایشان می شود ^۱ ۔
---	--

اب تو شرک کا پانی سر سے اوپر ہو گیا، ایمان سے کہیو تمہارے ایمان پر کتنا بڑا بھاری شرک ہے جس پر مدد غیبی نازل ہوتی اور یہ بات حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے مدارج میں گنی جاتی ہے، خدا کرے اس وقت کہیں تمہیں حدیث اعدو بعتظیم ہذا الوادی^۲۔ (میں اس وادی کے حکمران کی پناہ چاہتا ہوں۔ ت) یا آیہ کریمہ "کَانَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرَجُلٍ مِّنَ الْجِنِّ"^۳۔ (آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے۔ ت) یاد آجائے، پھر جناب مرزا صاحب اور ان کے مدارج جناب شاہ صاحب کا مزہ دیکھئے، آخر تمہارا امام بھوت پریت جن پری اور اولیاء شہداء سب کو ایک ہی درجہ میں مان رہا ہے، مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیز می میں اکابر اولیاء کا حال بعد انتقال لکھتے ہیں:

اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے استغراق کا کمال اور مدارج کے رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے اولیٰ اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے	دریں حالت ہم تصرف در دنیا وادہ واستغراق آنها بجهت کمال وسعت مدارک آنها مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اولیسیاں تحصیل مطلب کمالات باطنی از آنها می نمایند و ارباب
--	---

^۱ کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳

^۲ المعجم الكبير حديث ۳۱۶۶ المكتبة الفيصلية بيروت ۳/ ۲۲۱، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة ذکر تحریم بن فائک دار

الفکر بیروت ۳/ ۶۲۱

^۳ القرآن الكريم ۷۲/ ۶

حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہامی طلبند و می یابند ^۱ ۔	ہیں اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اور حاجت روائی انہیں سے طلب کرتے ہیں اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ (ت)
---	---

ذرا یہ دنیا میں اولیاء کا تصرف بعد انتقال^{۱۱} ملحوظ رہے اور حل مشکل و دفع بلا میں کتنا فرق ہے۔ (یا علی مشکل کشا مشکلا) اور تحفہ اثنا عشریہ میں تو اس سے بھی بڑھ کر جان نجدیت پر قیامت توڑ گئے، فرماتے ہیں:

حضرت امیر و ذریعہ طاہرہ اور تمام امت بر مثال پیران و مرشد ان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است ^۲ ۔	حضرت امیر یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کی اولاد طاہرہ کو تمام افراد امت پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ اور درود و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام ہمیشہ کرتے ہیں، چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔ (ت)
---	--

(تحفہ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۳ھ آخر ص ۳۹۶ و اول ۳۹۷)

کیوں صاحبو! یہ کتنے برے شرکمائے اکبر و اعظم ہیں کہ شاہ صاحب جن پر اجماع امت بتا رہے ہیں، اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امت مرحومہ کو معاذ اللہ امت ملعونہ لقب دیجئے بھلا دفع بلا بھی امور تکوینیہ میں ہے یا نہیں جو دامن پاک حضرت مولیٰ علی و اہلبیت کرام سے وابستہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدہم و مولاہم و علیہم و بارک و سلم۔

طرفہ تر سنئے، شاہ ولی اللہ صاحب کے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے روشن کہ شاہ صاحب والا مناقب اور ان کے بارہ^{۱۲} اساتذہ علم حدیث و مشائخ طریقت جن میں مولانا ابوطاہر مدنی اور ان کے والد و استاذ پیر مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخعی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں جو اہر خمسہ حضرت شاہ محمد غوث

^۱ تفسیر فتح العزیز تحت آیت ۸۲/ ۱۸ مطبع مسلم بکڈ پوٹال کنواں دہلی پارہ عم ص ۲۰۶

^۲ تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۲

گو الیاری علیہ الرحمۃ الباری و خاص دعائے سیفی کی اجازتیں لیتے اور اپنے مریدین و معتقدین کو اجازت دیتے۔ اعمال جو اہر خمسہ و دعائے سیفی کا زمانہ اقدس حضور دفع البلاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت، اور اس وجہ سے ان صاحبوں کا بدعتی و مروج بدعت قرار پانا درکنار، اسی جو اہر خمسہ کی سیفی میں وہ جوہر دار سیف خونخوار، جسے دیکھ کر وہابیت بیچاری اپنا جوہر کرنے کو تیار، وہ کیا کہ ناد علی کہ ایمان طائفہ پر شرک جلی۔ جو اہر خمسہ میں ترکیب دعائے سیفی میں فرمایا:

ناد علی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھنا چاہئے، اور وہ یہ ہے: علی (رضی اللہ عنہ) کو پکار جن کی ذات پاک مظہر عجائب ہے، جب تو انہیں پکارے گا انہیں مصائب و افکار میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی و غم فوراً دور ہو جاتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی۔ (ت)	ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا ایک بار بخواندو آن ایس ست ناد علیاً مظہر العجائب، تجده عوناً لك في النوائب. کل هم و غم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی ^۱ ۔
---	--

یعنی پکار علی مرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ) کو کہ مظہر عجائب ہیں تو انہیں اپنا مددگار پائے گا۔ مصیبتوں میں، سب پریشانی و غم اب دور ہوتے جاتے ہیں حضور کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی۔

ذرا اب شرک طائفہ کا مول تول کہئے، اس نفیس سند کی قدرے تفصیل درکار ہو تو فقیر کے رسائل "انہار الانوار من یم صلوة الاسرار" ف^۱ و "حیۃ الموات فی بیان سماع الاموات" ف^۲ و "انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ" ف^۳ ملاحظہ ہوں۔ ہے یہ کہ ان خاندانی اماموں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے واللہ الحمد۔

ف^۱: رسالہ انہار الانوار من یم صلوة الاسرار فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور جلد ہفتم میں ص ۵۶۹ پر موجود ہے۔

ف^۲: رسالہ حیۃ الموات فی بیان سماع الاموات فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، جلد نہم میں ص ۶۷۵ پر موجود ہے۔

ف^۳: رسالہ انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور جلد ۲۹ میں ص ۵۴۹ پر موجود ہے۔

^۱ جو اہر خمسہ مترجم اردو مرزا محمد بیگ نقشبندی دارالاشاعت کراچی ص ۲۸۲ و ۲۵۳

کیوں صاحبو! یہ سب حضرات بھی ایمان طائفہ پر مشرک، بے ایمان، واجب العذاب، مستحیل الغفران تھے یا تقویۃ الایمان کی آیتیں حدیثیں امام الطائفہ کا کنبہ چھوڑ کر باقی علمائے اہلسنت ہی کو مشرک بدعت بنانے کے لئے اتری ہیں۔ اللہ ایمان و حیائشے۔ آمین۔ غرض ان حضرات کے مقابل شاید ایسے ہی گرم دودھوں سے کچھ کام چلے جنہیں نہ نگلتے بنے نہ اگلتے۔ واللہ الحجة الساطعة۔

فائدہ زائرہ

خیر، یہ تو اجمالاً ان حضرات کی خدمت گزاری تھی، اور بدعت کی بحث تو علمائے سنت بہت کتب میں غایت قصویٰ تک پہنچا چکے و من احسن من فصله وحققه خاتم المحققین سیدنا والدرضی اللہ عنہ المولیٰ الماجد فی کتابہ الجلیل البغداد "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" (خاتم المحققین سیدنا والد ماجد رضی اللہ عنہ نے اپنی جلیل و مفید کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں اس کی تحسین و تفصیل و تحقیق کی ہے۔ ت)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسالہ "اقامة القيامة على طاعن القيام لنبی تھامہ" و غیر ہا رسائل میں بقدر کافی نکات چیدہ گزارش کئے اور اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین" — وغیر ہا میں خاندان مذکور کے بکثرت ایجاد و احداث لکھے کہ اس نو تصنیف کی صفرائگی کو بس ہیں اور حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے و با و بلا و قحط و مرض و الم کو دفع فرمانے کے جزئیات و وقائع جو احادیث میں مروی ان کے جمع کرنے کی ضرورت نہ حصر کی قدرت، ان میں سے بہت سے بحمد اللہ تعالیٰ کتب و خطب علماء میں مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکے اور اب جو چاہے کتب سیر و خصائص و معجزات مطالعہ کرے۔

نکتہ جلیلہ کلیہ

مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ ایک نکتہ جلیلہ کلیہ بغایت مفید القا کرے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تمام شریکات و ہابیہ کی بیخ کنی میں کافی و وائی کام دے، مسلمانو! کچھ خبر بھی ہے ان حضرات کا لفظ دافع البلاء اور اس کے مثال کو شرک

ف: رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین" فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد پنجم

صفحہ ۴۲۹ پر موجود ہے۔ رسالہ "اقامة القيامة" جلد ۲۶ ص ۴۹۵ پر موجود ہے۔

بتانے بلکہ یہ بات بات پر شرک پھیلانے سے اصل مدعا کیا ہے وہ ایک دائے باطنی و مرض خفی ہے کہ اکثر عوام بیچاروں کی نگاہ سے مخفی ہے ان نئے فلسفوں پرانے فیلسوفوں کے نزدیک شرک امور عامہ سے ہے کہ عالم میں کوئی موجود اس سے خالی نہیں یہاں تک کہ معاذ اللہ حضرات علیہ انبیاء کرام و ملئکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تا آنکہ عیاداً باللہ خود حضرت رب العزۃ و حضور پر نور سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ، ولہذا امام الطائفہ نے جابجا و بیجا مسائل جی سے گھڑے کہ یہ ناپاک چھینٹا وہاں تک بڑھے، جس کی بعض مثالیں مجموعہ فتاویٰ فقیر "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" کی جلد ششم "البارقۃ المشارقہ علی مارقۃ المشارقہ" میں ملیں گی، ان کی تفصیل سے تطویل کی حاجت نہیں، یہ حضرات کہ اس امام کے مقلد ہیں

"إِنَّا عَلَىٰ أَثَرِهِمْ مُقْتَدُونَ" ^۱ (ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں۔ ت) پڑھتے ہوئے اسی ڈگر ہوئے، یہ حکم شرک بھی اسی دبی آگ کا دھواں دے رہا ہے، اجمال سے نہ سمجھو تو مجھ سے مفصل سنو۔

اقول: وبالله التوفیق، نسبت و اسناد دو قسم ہے: حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت سے متصف ہو۔

اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کر دیں جیسے نہر کو جاری یا حالبس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں، حالانکہ حقیقۃً آب و کشتی جاری متحرک ہیں۔

پھر حقیقی بھی دو ^۲ قسم ہے: ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کر دیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں، یا نہیں جیسے واسطہ فی الاثبات میں۔ ان سب صورتوں کی اسنادیں تمام محاورات عقلائے جہاں و اہل ہر مذہب و ملت و خود قرآن و حدیث میں شائع و ذائع، مثلاً انسان عالم کو عالم کہتے ہیں، قرآن مجید میں جابجا اولو العلم و علما بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد، یہ حقیقت عطائیہ ہے یعنی بعطائے الہی وہ حقیقۃً متصف بعلم ہیں، اور مولیٰ عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطا کے اپنی ذات سے عالم ہے۔ سخت احمق وہ کہ ان اطلاعات میں فرق نہ کرے۔ وہابیہ کے مسائل شرکیہ استعانت و امداد و علم غیب و

^۱ القرآن الکریم ۴۳/۲۳

تصرفات وند و سماع فریاد وغیرہ ایسے فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس بحث شریف میں ایک نفیس رسالہ کی طرح ڈالی ہے اس میں متعلق نزاعات و ہابیہ صداہا اطلاق کو آیات و احادیث سے ثابت اور احکام اسنادات کو مفصل بیان کرنے کا قصد ہے ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر نور، معطی البہار و السور، دافع البلاء و الشرور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے مخالف متعسف کو یوں توفیق تصدیق نہ ہو تو فقیر کا رسالہ "سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری" مطالعہ کرے کہ بعونہ تعالیٰ تحقیق و توثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان و ایقان کے پھول مہکتے، خیر یہاں اس بحث کی تکمیل کا وقت نہیں تنزیلاً یہی سہی کہ احد الامرین سے خالی نہیں نسبت حقیقی عطائی ہے یا از انجا کہ حضور سبب و وسیلہ و واسطہ دفع البلاء ہیں لہذا نسبت مجازی، رہی حقیقی ذاتی حاشا کہ کسی مسلمان کے قلب میں کسی غیر خدا کی نسبت اس کا خطرہ گزرے۔

امام علامہ سیدی تقی الملو والدین علی بن عبد اکافی سبکی قدس سرہ المکی (جن کی امامت و جلالت محل خلاف و شبہت نہیں، یہاں تک کہ میاں نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مہری مصدق فتویٰ میں انہیں بالاتفاق امام مجتہد مانتے ہیں) کتاب مستطاب شفاء السقام شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

<p>یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق و فاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا، تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔</p>	<p>لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال هذا لایقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام المؤمنین^۱۔</p>
---	--

صدق یا سیدی جزاک اللہ عن الاسلام والمسلمین خیراً، امین (اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔ ت)
فقیر کہتا ہے ایک دفع بلاء و امداد و عطا ہی پر کیا موقوف مخلوق کی طرف اصل وجود ہی کی اسناد

^۱ شفاء السقام الباب الثامن فی التوسل والاستغاثة الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۷۵

بمعنی حقیقی ذاتی نہیں پھر عالم کو موجود کہنے میں وہابیہ بھی ہمارے شریک ہیں کیا ان کے نزدیک عالم بذاتہ موجود ہے یا جو فسطائیہ کی طرح عقیدہ حقائق الاشیاء ثابتہ (اشیاء کی حقیقت ثابت ہے۔ ت) سے منکر ہیں اور جب کچھ نہیں تو کیا ظلم ہے کہ جو محاورے صبح وشام خود بولتے رہیں مسلمانوں کے مشرک بنانے کو ان کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں، کیا مسلمان پر بدگمانی حرام قطعی نہیں، کیا اس کی مذمت پر آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ ناطق نہیں بلکہ انصاف کی آنکھ کھلی ہو تو اس ادعائے خبیث کا درجہ تو بدگمان سے بھی گزرا ہوا ہے، سوئے ظن کے لئے اس گمان کی گنجائش تو چاہیے، مسلمان کے بارہ میں ایسے خیال کا احتمال ہی کیا ہے اس کا موحد ہونا ہی اس کی مراد پر گواہ کافی ہے کیا لایخفی عند کل من له عقل و دین (جیسا کہ کسی صاحب عقل و دین پر پوشیدہ نہیں۔ ت) فتاویٰ خیر یہ کتاب الایمان میں ہے:

<p>ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک مجھے دہر حکم نہیں دے گا میں اس گھر میں داخل نہیں ہوں گا، اور وہ داخل ہو گیا، کیا وہ قسم توڑنے والا ہے یا نہیں، اس کا جواب یہ تحریر ہے کہ حانث نہیں ہوا، یہ کلمہ مجازی ہے، موحد جو خدا کو ایک مانتا ہے اس سے شرک کا صدور ناممکن ہے۔ جب داخل ہوا تو رب الدہر یعنی خدا کے حکم سے داخل ہوا، اس لئے وہ حانث نہیں ہوا (ملخصاً ت)</p>	<p>سئل فی رجل حلف انه لا یدخل هذه الدار الا ان یحکم علیه الدھر فدخل هل یحنت اجاب لا وهذا مجاز لصدوره من البوحد واذا دخل فقد حکم ای قضی علیه رب الدھر بدخولها وهو مستثنی فلا حنث^۱ اھ بتلخیص۔</p>
---	--

تو ایسا ناپاک ادعا بدگمانی نہیں صریح افتراء ہے، وہ بھی مسلمان پر وہ بھی کفر کا، مگر قیامت تو نہ آئیگی، حساب تو نہ ہوگا، ان خباثت کے دعووں سے سوال تو نہ کیا جائے گا، مسلمان کی طرف سے لا الہ الا اللہ جھگڑتا ہوا نہ آئے گا۔ ستمگر! جواب تیار رکھ اس سختی کے دن کا، "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٦﴾" ^۲۔ (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

^۱ الفتاویٰ الخیریۃ کتاب الایمان دار المعرفۃ بیروت ۸/۱

^۲ القرآن الکریم ۲۶/۲۷

بالجملہ اس احتمال کو یہاں راہ ہی نہیں بلکہ انہیں دو سے ایک مراد بالیقین یعنی اسناد غیر ذاتی کسی قسم کی ہو اب جو اسے شرک کہا جاتا ہے تو اس کی دو ہی صورتیں متصور بنظر مصداق عہ نسبت یا بنسب حکایت۔

اول یہ کہ غیر خدا کے لیے ایسا اتصاف ماننا ہی مطلقاً شرک اگرچہ مجازی ہو، جس کا حاصل اس مسئلہ میں یہ کہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دفع بلا کے سبب و وسیلہ و واسطہ بھی نہیں کہ مصداق نسبت کسی طرح متحقق جو غیر خدا کو ایسے امور میں سبب ہی مانے وہ بھی مشرک۔

دوم یہ کہ ایسی نسبت و حکایت خاص بذاتہ حدیث جل و علا ہے غیر کے لئے مطلقاً شرک اگرچہ اسناد غیر ذاتی مانے، آدمی اگر عقل و ہوش سے کچھ بہرہ رکھتا ہو تو غیر ذاتی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہو گیا کہ جب بعبائے الہی مانا تو شرک کے کیا معنی برخلاف اس طاعی سرکش کے جو عقل کی آنکھ پر مکابرہ کی پٹی باندھ کر صاف کہتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے^۱۔ کسی سفیہ مجنوں سے

عہ: فرق یہ کہ اول میں حکم منع حکایت بنظر بطلان و عدم مطابقت ہوگا یعنی واقعہ میں موضوع ایسے صفت سے متصف ہی نہیں جو اس حکایت کا مصحح ہو، اور دوم میں حکایت خود ہی محذور ہوگی اگر صادق ہو کہ صدق و صحت اطلاق الزام نہیں،

الاتری انا نؤمن بان محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعز عزیز و اجل جلیل من خلق اللہ عزوجل ولكن لا يقال محمد عزوجل بل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق الہی میں ہر عزیز سے بڑھ کر عزیز اور ہر جلالت والے سے بڑھ کر جلیل ہیں مگر محمد عزوجل نہیں کہا جاتا بلکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔ (ت)

تو درجہ اول میں ہمیں یہ بیان کرنا ہے کہ اسناد غیر ذاتی کا مطلقاً متحقق، اور دوم میں یہ کہ یہ اطلاق یقیناً جائز۔ پر ظاہر کہ دلائل وجہ دوم سب دلائل وجہ اول بھی ہیں کہ حکایات الہیہ و نبویہ قطعاً صادق۔ لہذا ہم انہیں جانب کثرت بقلت توجہ کریں گے نصوص وجہ ثانی بکثرت لائیں گے وبالله التوفیق ۱۲ منہ دامت فیوضہ۔

^۱ تقویۃ الایمان، پہلا باب، مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷

کیا کہا جائے گا کہ صفت الہی بعبائے الہی نہیں تو جو بعبائے الہی ہے صفت الہی نہیں، تو اس کا اثبات اصلاً کسی صفت الہی کا اثبات بھی نہ ہو انہ کہ خاص صفت ملزومہ الوہیت کا کہ شرک ثابت ہو بلکہ یہ تو بالبدایہ صفت ملزومہ عبدیت ہوئی کہ بعبائے غیر کسی صفت کا حصول تو بندہ ہی کے لئے معقول تو اس کا اثبات صراحتاً عبدیت کا اثبات ہو انہ کہ معاذ اللہ الوہیت کا، ایک یہی حرف تمام شریکات و ہابیہ کو کیفر چٹانی کے لئے بس ہے، مگر مجھے تو یہاں وہ بات ثابت کرنی ہے جس پر میں نے یہ تمہید اٹھائی ہے یعنی ان صاحبوں کا حکم شرک اللہ و رسول تک متعدی ہونا، ہاں اس کا ثبوت لیجئے ابھی بیان کر چکا ہوں کہ اس حکم ناپاک کے لئے دو ہی وجہیں متصور، ان میں سے جو وجہ لیجئے ہر طرح یہ حکم معاذ اللہ و رسول تک منجر جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔



باب اول:

وجہ اول پر نصوص سنئے اس میں چھ آیتیں اور ساٹھ حدیثیں، جملہ چھیا سٹھ نص ہیں۔

فصل اول آیات کریمہ میں

آیت ۱: قال الله عز وجل

"وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ" ^۱ ۔	اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب ! تو ان میں تشریف فرما ہے۔
---	--

سبحان اللہ! ہمارے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار پر سے بھی سبب دفع بلاء ہیں کہ مسلمانوں پر تو خاص رؤف و رحیم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۲:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" ^۲ ۔	ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔
--	--

پر ظاہر کہ رحمت سبب دفع بلا و رحمت (جو خوب ظاہر ہے کہ رحمت سبب ہے مصیبت و رحمت کی دوری کا۔ ت)

آیت ۳:

"وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا" ^۳ ۔	اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی مانگیں ان کے لئے رسول، تو بیشک اللہ کو توبہ کرنے والا مہربان پائیں۔
---	--

آیہ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پر نور غفور غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

^۱ القرآن الکریم ۸/ ۳۳

^۲ القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۷

^۳ القرآن الکریم ۴/ ۶۴

بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ و دفع بلائے عذاب ہے، بلکہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلا و عذاب کہ رب العزت قادر تھا یونہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴:

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَتَمَّتْ صَوَائِمُهُ" ^۱ ،	اگر اللہ تعالیٰ آدمیوں کو آدمیوں سے دفع نہ فرمائے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہ ڈھادی جائے۔
---	---

معلوم ہوا کہ مجاہدین آلہ و واسطہ دفع بلا ہیں۔

آیت ۵:

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ" ^۲	اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عز و جل کالوگوں کو ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہو جاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔
--	--

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ مسلمان کے سبب کافروں اور نیکیوں کے باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

آیت ۶:

"وَلَوْلَا رِجَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَالنِّسَاءُ الْمُؤْمِنَاتُ لَمْ تَعْلَبُوهُمْ أَنْ تَطَّوَّهُمْ فَيُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَرَيُوا الْعَذَابَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا" ^۳	اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند ڈالو تو ان سے تمہیں انجانی میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے وہ اگر الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔
--	--

^۱ القرآن الکریم ۲۲/۴۰

^۲ القرآن الکریم ۲/۲۵۱

^۳ القرآن الکریم ۲۵/۴۸

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرے کے لئے مکہ معظمہ تشریف لائے ہیں اور کافروں نے مقام حدیبیہ میں روکا شہر میں نہ جانے دیا صلح پر فیصلہ ہوا ظاہر کی نظر میں اسلام کے لیے ایک دہتی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں ایک بڑی فتح نمایاں تھی جسے اللہ عزوجل نے "إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا" ^۱۔ (بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔ ت) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیت نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں داخل مکہ نہ ہونے دینے میں کئی حکمتیں تھیں مکہ معظمہ میں بہت مرد و عورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جن کی تمہیں خبر نہیں تم قہر آجاتے تو وہ بھی تیغ و بند کے روندنے میں آجاتے اور ان کے سوا بھی وہ لوگ ہیں جو ہنوز کافر ہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا ان کا قتل منظور نہیں ان وجوہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل و قہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہو جاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ کیسا صریح روشن نص ہے کہ اہل اسلام کے سبب کافروں پر سے بھی بلا دفع ہوتی ہے واللہ الحمد۔

فصل دوم احادیث عظیمہ میں

حدیث ۱: کہ رب العزت جل و علا فرماتا ہے:

انی لاہم باہل الارض عذابا فاذا نظرت الی عمار بیوتی والمبتحلبین فیّ والمستغفرین بالاسحار صرفت عنہم۔ البہیقی فی الشعب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ یقول الحدیث ^۲ ۔	میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میرے گھر آباد کرنے والے اور میرے لئے باہم محبت رکھنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں اپنا غضب ان سے پھیر دیتا ہوں۔ (بیہقی فی الشعب الایمان میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہ حدیث بیان فرماتا ہے۔ (ت)
---	---

^۱ القرآن الکریم ۴۸/۱

^۲ شعب الایمان حدیث ۹۰۵۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۵۰۰، کنز العمال حدیث ۲۰۳۳۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۷/۵۷۹

حدیث ۲: کہ حضور رافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو اعباد للہ رکع وصبیۃ رضع وبہائم رتع تصب علیکم العذاب صبا ثم رض رضاً الطبرانی ^۱ فی الکبیر والبیہقی فی السنن عن مسافع بن الدیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اگر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے تو بیشک عذاب تم پر بسختی ڈالا جاتا پھر مضبوط و محکم کر دیا جاتا (طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن میں مسافع الدیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان اللہ تعالیٰ لیدفع بالمسلم الصالح عن مائة اهل بیت من جيرانه البلاء۔	بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمان کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھروں سے بلا دفع فرماتا ہے۔
---	---

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ حدیث روایت فرما کر آ یہ کریمہ ولولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض تلاوت کی۔

رواہ عنہ الطبرانی فی الکبیر ^۲ وعبداللہ بن احمد ثم البغوی فی المعالم۔	طبرانی نے کبیر میں ابن عمر سے اور عبداللہ بن احمد پھر بغوی نے معالم میں اس کو روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کل یوم سبعاً و عشرین مرة کان من الذین یرستجاب	جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو جن کی دعا قبول ہوتی ہے
--	--

^۱ السنن الکبری للبیہقی کتاب صلوۃ الاستسقاء باب استحباب الخروج الخ مجلس دائرة المعارف العثمانیہ رکن ۳/ ۳۴۵، المعجم

الکبیر حدیث ۸۵/۷ المكتبة الفیصلیة بیروت ۳۰۹/۲۲

^۲ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۲/ ۲۵۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۱/ ۷۷، الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترہیب من

اذی الجار حدیث ۳۹ مصطفی البابی المصر ۳/ ۳۶۳، الدر المنثور تحت الآیة ۲/ ۲۵۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۷۶۶

<p>لهم ويرزق بهم اهل الارض۔ الطبرانی فی الکبیر^۱ عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید۔</p>	<p>اور ان کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے (طبرانی نے کبیر میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند جید کے ساتھ روایت کیا۔ ت)</p>
---	--

حدیث ۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>هل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم۔ البخاری^۲ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>کیا تمہیں مدد و رزق کسی اور کے سبب بھی ملتا ہے سوائے اپنے ضعیفوں کے۔ (بخاری نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>
--	--

حدیث ۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>ان الله ينصر القوم بأضعفهم۔ الحارث فی مسندہ^۳ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔</p>	<p>بیشک اللہ تعالیٰ قوم کی مدد فرماتا ہے ان کے ضعیف تر کے سبب۔ حارث نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)</p>
---	--

حدیث ۷: زمانہ اقدس میں دو بھائی تھے ایک کسب کرتے، دوسرے خدمت والائے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں حاضر ہوتے۔ کمانے والے ان کے شاکي ہوئے، فرمایا:

<p>لعلک ترزق بہ۔ الترمذی^۴ وصححه والحاکم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت سے رزق ملے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی، اور حاکم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>
--	--

^۱ کنز العمال حدیث ۲۰۶۸ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱/۲۷۶

^۲ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من استعان بالضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ ۱/۲۰۵

^۳ کنز العمال حدیث ۱۰۸۸۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۲/۳۵۷، الجامع الصغیر حدیث ۵۱۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۷

^۴ سنن الترمذی کتاب الزہد حدیث ۲۳۵۲ دار الفکر بیروت ۲/۱۵۴، المستدرک للحاکم کتاب العلم خطبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی
حجة الوداع دار الفکر بیروت ۱/۹۴

حدیث ۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الابدال فی امتی ثلثون بهم تقوم الارض وبهم تمطرون وبهم تنصرون۔ الطبرانی ^۱ فی الکبیر عن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔	ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے۔ انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ (طبرانی نے کبیر میں عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے۔

یسقی بهم الغیث وینتصر بهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب۔ احمد ^۲ عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بسند حسن۔	انہی کے سبب مینہ دیا جاتا ہے، انہیں سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے، انہیں کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔ (امام احمد نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بسند حسن روایت کیا۔ ت)
--	--

دوسری روایت یوں ہے:

یسصرف عن اهل الارض البلاء والغرق۔ ابن عساکر ^۳ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	انہیں کے سبب اہل زمین سے بلاء اور غرق دفع ہوتا ہے۔ (ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۱۰: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

^۱ کنز العمال بحوالہ عبادۃ ابن الصامت حدیث ۳۴۵۹۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲/ ۱۸۶، مجمع الزوائد، باب ما جاء فی الابدال الخ

دار الکتب بیروت ۱۰/ ۶۳، الجامع الصغیر بحوالہ الطبرانی عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۳۰۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۸۲

^۲ مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۱۲

^۳ تاریخ دمشق الکبیر باب ما جاء ان بالشام یكون الابدال دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۱۳

ابدال شام میں ہیں،

<p>وہ انہیں کی برکت سے مدد پاتے ہیں اور انہیں کی وسیلہ سے رزق۔ (طبرانی نے کبیر میں عوف بن مالک سے اور اوسط میں علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دونوں میں بسند حسن روایت کیا۔ ت)</p>	<p>بہم ينصرون وبہم يرزقون۔ الطبرانی فی الکبیر^۱ عن عوف بن مالک وفي الاوسط عن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کلاہما بسند حسن۔</p>
---	--

حدیث ۱۱: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>زمین ہر گز خالی نہ ہوگی چالیس اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پر توپر ہوں گے، انہیں کے سبب تمہیں مینہ ملے گا اور انہیں کے سبب مدد پاؤ گے (طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)</p>	<p>لن تخلو الارض من اربعین رجلا مثل ابراہیم خلیل الرحمن فیہم تسقون وبہم تنصرون۔ الطبرانی فی الاوسط^۲ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔</p>
--	---

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والثناء سے خُوبُو میں مشابہت رکھنے والے تیس شخص زمین پر ضرور رہیں گے، انہیں کی بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی اور انہیں کے سبب رزق پاؤ گے اور انہیں کی برکت سے مینہ دے جاؤ گے (ابن حبان نے اپنی تاریخ میں حضرت ابومیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>	<p>لن یخلو الارض من ثلاثین مثل ابراہیم بہم تغاثون وبہم ترزقون وبہم تمطرون۔ ابن حبان^۳ فی تاریخہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
---	---

^۱ المعجم الکبیر عن عوف بن مالک حدیث ۱۲۰ المكتبة الفیصلیة بیروت ۸ / ۲۵

^۲ المعجم الاوسط حدیث ۴۱۱۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۵ / ۲۵، کنز العمال حدیث ۳۴۶۰۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲ / ۱۸۸

^۳ کنز العمال بحوالہ حب فی تاریخہ عن ابی ہریرہ حدیث ۳۴۶۰۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲ / ۱۸۷

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا یزال اربعون رجلاً من امتی قلوبہم علی قلب ابراہیم یدفع اللہ بہم عن اهل الارض یقال لہم الابدال۔ ابو نعیم فی الحلیۃ ^۱ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا ان کا لقب ابدال ہوگا۔ (ابو نعیم نے حلیہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا یزال اربعون رجلاً یحفظ اللہ بہم الارض کلمات رجل ابدل اللہ مکانہ اخر وہم فی الارض کلہا۔ الخلال ^۲ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت لے گا جب ان میں کا ایک انتقال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم فرمائے گا، اور وہ ساری زمین میں ہیں۔ (خلال نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے خلق میں تین سوا اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں، اور چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے قلب ابراہیم، اور پانچ کے قلب جبریل، اور تین کے قلب میکائیل، اور ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی ایک اس کا قائم مقام ہوتا ہے، اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سوا اور تین سوا کا عام مسلمین سے،

^۱ حلیۃ الاولیاء ترجمہ زید بن وہب ۲۶۳ دار الکتب العربی بیروت ۴ / ۱۷۳، کنز العمال بحوالہ طب عن ابن مسعود حدیث ۳۴۶۱۲

مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ / ۱۹۰

^۲ کنز العمال بحوالہ الخلال عن ابن عمر حدیث ۳۴۶۱۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ / ۱۹۱

<p>انہیں تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت، مینہ کا برسنہ، نباتات کا اُگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔ (ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)</p>	<p>فیہم یحیی ویمنی ویدفع البلاء۔ ابو نعیم فی الحلیۃ^۱ وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
--	--

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

تین قسم کے آدمیوں نے قرآن پڑھا (دو قسمیں دنیا طلب و قاری بے عمل بیان کر کے فرمایا) ایک وہ شخص جس نے قرآن عظیم پڑھا اور دوا کو اپنے دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس نے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے، تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے طفیل میں اللہ تعالیٰ بلا کو دفع فرماتا اور دشمنوں سے مال و دولت و غنیمت دلاتا اور آسمان سے مینہ برساتا ہے خدا کی قسم قاریاں قرآن میں ایسے لوگ گو گرد سرخ سے بھی کمیاب تر ہیں۔ (ابن حبان نے الضعفاء میں اور ابو نصر سجزی نے ابانۃ میں اور دہلی میں حضرت بریدہ رضی اللہ

¹ حلية الاولياء مقدمة الكتاب دارالكتاب العربي بيروت ١/ ٩، تاريخ دمشق الكبير باب ماجاء ان بالشام يكون الخ داراحياء التراث العربي بيروت ١/ ٢٢٣

² شعب الايمان حديث ٢٢٢١ دار الكتب العلمية بيروت ١/ ٥٣١، ٥٣٢، كنز العمال بحواله حب في الضعفاء وابي نصر السجزي الخ حديث ٢٨٨٢ مؤسسة الرسالة بيروت ١/ ٢٢٣

تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی فی الشعب عن الحسن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)	تعالیٰ عنہ و رواہ البیہقی فی الشعب عن الحسن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
--	---

حدیث ۱۷: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ستارے امان ہیں آسمان کے لئے، جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی شق ہونا فنا ہو جانا۔ اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی مشاجرات۔ اور میرے صحابہ امان ہیں میری امت کے لیے، جب میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی ظہور کذب و منہاب فاسدہ و تسلط کفار۔	النجوم امانة للسماء فاذا ذهبت النجوم اتى السماء ما توعد. وانا امانة لاصحابي فاذا ذهب اتى اصحابي ما يوعدون. واصحابي امانة لامتي فاذا ذهب اصحابي اتى امتي ما يوعدون۔
سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ (ت) امام احمد و مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)	صدق رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم۔ احمد و مسلم ^۱ عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۱۸، ۱۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے پناہ۔	النجوم امان لاهل السماء واهل بیئتی امان لامتی ^۲ ۔
--	--

^۱ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب بیان ان بقاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امان لاصحابہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۸۸/۲، مسند

احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/۳۹۹

^۲ الصواعق المحرقة باب الامان بمقائهم دار الکتب العلمیة بیروت ص ۳۵۱

اقول: اگر اہلبیت میں تعیم ہو جیسا کہ ظاہر حدیث ہے تو غالباً یہاں ہلاک مطلق و ارتقاع قرآن عظیم و ہدم کعبہ معظمہ و ویرانی مدینہ طیبہ سے پناہ مراد ہو کہ جب تک اہل بیت اطہار رہیں گے یہ جانگزا بلائیں پیش نہ آئیں گی۔ واللہ ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور بر تقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو،

<p>جیسا کہ مسند ابو یعلیٰ کی روایت میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن ہے۔ اور حاکم نے مستدرک میں اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی پیروی کی، ان کے الفاظ یہ ہیں: ستارے زمین والوں کے لئے غرق ہونے سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہیں، الحدیث۔ (ت)</p>	<p>کہا فی روایۃ ابی یعلیٰ فی مسندہ عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن والحاکم فی المستدرک وصح وتعب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولفظه النجوم امان لاهل الارض من الغرق واهل بیئتی امان لامتی من الاختلاف^۱ الحدیث۔</p>
---	--

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>میرے اہلبیت میری امت کے لیے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آہنگا جو ان سے وعدہ ہے (حاکم نے روایت کی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیروی کی۔ ت)</p>	<p>اہل بیئتی امان لامتی فاذا ذهب اهل ابیئتی اتاہم ما یوعدون۔ الحاکم^۲ وتعب عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔</p>
---	---

حدیث ۲۱: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا:

<p>نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی</p>	<p>کان من دلالات حمل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کل دابة كانت لقریش نطقت تلك</p>
---	---

^۱ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة اهل بیئتی امان لامتی دار الفکر بیروت ۳/ ۱۴۹

^۲ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة اهل بیئتی امان لامتی دار الفکر بیروت ۳/ ۱۴۹

<p>الليلة وقالت حمل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ورب الكعبة وهو امان الدنيا وسراج اهلها¹ -</p>	<p>قسم! رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہل عالم کے سورج ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔</p>
---	---

حدیث ۲۲ و ۲۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>اطلبوا الحوائج الى ذوى الرحمة من امتي تترزقوا وفي لفظ اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتي تعيشوا في اكنافهم فان فيهم رحمتي وفي لفظ اطلبوا الفضل من الرحماء وفي رواية اخرى اطلبوا المعروف من رحماء امتي تعيشوا في اكنافهم² والعقيلي² والطبراني في الاوسط باللفظ الاول وابن حبان والخرائطي والقضاعي وابو الحسن الموصلي والحاكم في التاريخ³ بالثاني والعقيلي بالثالث كلهم عن سعيد الخدري والآخرى للحاكم في المستدرک⁴ عن علي المرتضى رضی اللہ</p>	<p>میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پائیں گے اور ایک روایت میں ہے ان سے فضل طلب کرو ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے میری رحمت امتیوں سے بھلائی چاہو ان کی پناہ میں چین سے رہو گے۔ عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں بلفظ اول اور ابن حبان، خرائطی، قضاعی، ابوالحسن موصلی اور حاکم نے تاریخ میں بلفظ دوم جبکہ عقیلی نے بلفظ سوم روایت کیا ہے۔ ان سب نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور مستدرک حاکم میں دوسری روایت میں بروایت علی رضی اللہ تعالیٰ</p>
---	--

¹ الخصائص الكبرى بحوالہ ابو نعیم عن ابن عباس باب مظهر في ليلة مولده الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۷۴

² كنز العمال بحوالہ عق. طس عن ابی سعید حدیث ۱۶۸۰۱ مؤسسه الرسالہ بیروت ۶/۵۱۸، الجامع الصغير بحوالہ عق. طس عن ابی سعید

حدیث ۱۱۰۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۷۲

³ الجامع الصغير بحوالہ الخرائطي في مكالم الاخلاق حدیث ۱۱۱۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۷۲، كنز العمال بحوالہ الخرائطي في مكارم

الاخلاق حدیث ۱۶۸۰۹ مؤسسه الرسالہ بیروت ۶/۵۱۹

⁴ المستدرک للحاكم كتاب الرقاق اهل المعروف في الدنيا الخ دارالفكر بیروت ۴/۳۲۱، كنز العمال حدیث ۱۶۸۰۷ مؤسسه الرسالہ

بیروت ۶/۵۱۹

تعالیٰ عنہ۔	عنہ ہے۔ (ت)
-------------	-------------

حدیث ۳۷۲۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوه ^۱ ۔	بھلائی اور اپنی حاجتیں خوش رویوں سے مانگو۔
---	--

ع کہ معنی بود و صورت خوب را

کہ یہ خوش رو حضرات اولیائے کرام ہیں کہ حسن ازلی جن سے محبت فرماتا ہے۔

من کثرت صلوٰتہ باللیل حسن وجہہ بالنہار ^۲ ۔	(جو رات کو کثرت سے نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دن کی روشنی جیسا حسن عطا کر دیتا ہے۔ ت)
---	--

اور جو کامل و سچائے شامل بھی انہیں کا حصہ کہ وقت عطا شگفتہ روئی جس کا ادنیٰ شرہ۔

الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس بهذا اللفظ و العقيلي والخطيب وتمايم الرازي في فوائد الطبرانی فی الکبیر والبيهقي في شعب الايمان عنه وابن ابی الدنيا في قضاء الحوائج والعقيلي والدارقطني في الافراد والطبرانی في الاوسط وتمايم والخطيب في رواية مالك عن ابی هريرة وابن عساكر والخطيب في تاريخهما عن انس بن مالك والطبرانی في الاوسط والعقيلي والخرائطي في اعتلال القلوب وتمايم وابو سهل وعبد الصمد بن	طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان ہی لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عقيلي، خطيب، تمام رازی اپنی فوائد میں، طبرانی کبیر میں اور بیہقی شعب الايمان میں ان ہی سے راوی ہیں۔ ابن ابی الدنيا نے قضاء الحوائج میں، عقيلي و دارقطني نے افراد میں، طبرانی نے اوسط میں، تمام اور خطيب نے بواضع مالک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ابن عساكر اور خطيب نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے اوسط میں، عقيلي و خرائطي نے اعتلال القلوب میں، تمام وابو سهل اور عبد الصمد بن
--	---

^۱ المعجم الكبير عن ابن عباس حديث ۱۱۱۱۰ المكتبة الفيصلية بيروت ۸۱/۱۱

^۲ كنز العمال حديث ۲۱۳۹۴ مؤسسه الرساله بيروت ۷/ ۸۳

<p>عبدالرحمن البزار نے اس کو اپنی جزء میں اور صاحب مہرانیات نے مہرانیات میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ جبکہ عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، ابن حبان نے ضعفاء میں، ابن عدی نے کامل میں اور سلفی نے طیوریات میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے کبیر میں ابو خصیفہ سے اور تمام نے ابو بکرہ سے روایت کیا۔ بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں، ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں، طبرانی نے کبیر میں، عقیلی و بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے بایں الفاظ ذکر کیا ہے کہ "خوش رویوں سے بھلائی طلب کرو" جیسا کہ</p>	<p>عبد الرحمن البزار فی جزئہ وصاحب المہر انبیات فیہا عن جابر بن عبد اللہ، وعبد بن حمید فی مسندہ وابن حبان فی الضعفاء وابن عدی فی الكامل والسلفی فی الطیوریات عن ابن عمر، وابن النجار فی تاریخہ عن امیر المؤمنین علی، والطبرانی فی الکبیر عن ابی خصیفۃ وتماہ عن ابی بکرۃ، والبخاری فی التاریخ وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج، وابو یعلیٰ فی مسندہ، والطبرانی فی الکبیر والعقیلی والبیہقی فی شعب الایمان وابن عساکر عن ام المؤمنین الصدیقۃ کلہم بلفظ اطلبوا الخیر عند حسان الوجہ^۱، کہا</p>
--	--

^۱ اتحاد السادة المتقين كتاب الصبر والشكر بيان حقيقة النعمة واقسامها دار الفكر بيروت ۹/ ۹۱، كشف الخفاء تحت الحديث ۳۹۴ دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۲۳، تاريخ بغداد ذكر مثنى الاسماء دار الكتاب بيروت ۴/ ۱۸۵، تاريخ بغداد ترجمه ايوب بن الوليد ۲۲۸۲ دار الكتاب بيروت ۷/ ۱۱، تاريخ بغداد ترجمه عبد الصمد بن احمد ۵۷۲۲ دار الكتاب بيروت ۱۱/ ۴۳، تاريخ بغداد عصميه بن محمد الانصاري ۱۴۱۱ دار الكتاب بيروت ۱۳/ ۱۵۸، الضعفاء الكبير حديث ۱۲۶۲ دار الكتب العلمية بيروت ۳/ ۳۴۰، شعب الایمان تحت الحديث ۳۵۴۳ دار الكتب العلمية بيروت ۳/ ۲۷۹، (باقی بر صفحہ آئندہ)

عند الاكثر او التمسوا ^۱ كما التهام عن ابن عباس و الخطيب عن انس والطبرانی عن ابی خصفة او ابتغوا ^۲ كما للدارقطني عن ابی هريرة ولفظه عند ابن عدی عن امر المؤمنين اطلبوا الحاجات وهو في كامله ^۳ والبيهقي في شعب	اکثر کے نزدیک ہے۔ یا اطلبوا کی جگہ التمسوا ہے جیسا کہ تمام نے ابن عباس، خطیب نے حضرت انس اور طبرانی نے ابو خصفہ سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یا لفظ ابتغوا ہے جیسا کہ دارقطنی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ ابن عدی کی کامل میں بروایت ام المؤمنین حدیث کے الفاظ یوں ہیں کہ ا ^۱ پنی
--	---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

موسوعة رسائل ابن ابی الدنيا قضاء الحوائج حديث ۵۳ مؤسسة الكتب الثقافية بيروت ۲/ ۵۱، كنز العمال بحواله قط في الافراد حديث ۱۶۹۲ مؤسسة الرسالة بيروت ۶/ ۵۱۶، الجامع الصغير بحواله قط في الافراد حديث ۴۴ دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۹، الجامع الصغير بحواله تخ حديث ۱۱۰ دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۷۲، المعجم الاوسط عن ابی هريرة حديث ۷۹۹ مكتبة المعارف رياض ۲/ ۴۷۲، كنز العمال حديث ۱۶۹۵ مؤسسة الرسالة بيروت ۶/ ۵۱۶، المعجم الاوسط عن جابر رضي الله تعالى عنه حديث ۱۱۱۳ مكتبة المعارف رياض ۷/ ۷، مجمع الزوائد باب ما يفعل طالب الحاجة ومن يطلبها دار الكتاب بيروت ۸/ ۱۹۵ و ۱۹۴، الكامل لابن عدی ترجمه سليم بن مسلم، دار الفكر بيروت ۳/ ۱۱۶، المنتخب من مسند عبد بن حبيب حديث ۷۵ عالم الكتب بيروت ص ۲۳۳، اعتلال القلوب للخراشي حديث ۳۲۲، ۳۳۳، ۳۴۳ مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة ۱/ ۱۶۶ و ۱۶۷، موسوعة رسائل ابن ابی الدنيا قضاء الحوائج حديث ۵۱۵ و ۵۱۶ مؤسسة الكتب الثقافية بيروت ص ۵۰ و ۵۱، الضعفاء الكبير ترجمه سليمان بن راقم ۲/ ۵۹۹ و ۱۲۱، ترجمه سليمان بن كراز ۲/ ۶۲۸ و ۱۳۹، شعب الايمان حديث ۳۵۴ و ۳۵۳ دار الكتب العلمية بيروت ۳/ ۷۸ و ۷۹

^۱ المعجم الكبير عن ابی خصفة حديث ۹۸۳ المكتبة الفيصلية بيروت ۲۲/ ۳۹۶، تاريخ بغداد ترجمه محمد بن محمد ۷/ ۱۲۸ دار الكتاب العربي بيروت ۳/ ۲۲۶

^۲ كنز العمال بحواله قط في الافراد عن ابی هريرة حديث ۱۶۹۲ مؤسسة الرسالة بيروت ۶/ ۵۱۶

^۳ الكامل لابن عدی ترجمه الحكم بن عبد الله دار الفكر بيروت ۲/ ۶۲۲

<p>عن عبد الله بن جرّاد بلفظ اذا ابتغيتم المعروف فاطلبوه عند حسان الوجوه¹ واحمد بن منيع في مسنده عن يزيد القسمل بلفظ اذا طلبتم الحاجات فاطلبوها² وابن ابى شيبة في مصنفه عن ابن مصعب الناصري وعن عطاء وعن ابن شهاب الثلاثة مراسيل رضى الله تعالى عنهم اجمعين۔</p>	<p>حاجات طلب کرو۔^۱ پہنچنے کے لئے شعب الایمان میں عبد اللہ بن جرّاد سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ "جب بھلائی طلب کرو تو خوش رویوں کے پاس طلب کرو۔" احمد بن منیع نے اپنی مسند میں یزید القسملی سے ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ "جب حاجات طلب کرو تو خوش رویوں کے ہاں طلب کرو۔" ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابن مصعب الناصری، عطاء اور ابن شہاب سے روایت کیا، یہ تینوں حدیثیں مرسل ہیں، رضى الله تعالى عنهم اجمعين۔ (ت)</p>
--	---

حدیث ۳۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>نعتیں مسلمان فقیروں کے پاس طلب کرو کہ روز قیامت ان کی دولت ہے۔ (ابو نعیم نے حلیہ میں ابو الربیع السائح سے معضل (سخت مشکل) روایت کی۔ ت)</p>	<p>اطلبوا الابدی عند فقراء المسلمين فان لهم دولة يوم القيامة³۔ ابو نعیم فی الحلیة عن ابی الربیع السائح معضل۔</p>
---	---

حدیث ۳۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لیے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں اپنے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذاب الہی سے امان</p>	<p>ان الله تعالى عبّاداً اختصهم لحوائج الناس يفزع الناس اليهم في حوائجهم اولئك الامنون من عذاب الله۔ الطبرانی</p>
--	---

¹ شعب الایمان حدیث ۱۰۸۷۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۵/۷

² اتحاف السادة المتقين کتاب الصبر والشکر بیان حقیقة النعمة واقسامها دار الفکر بیروت ۹/۹۱، کشف الخفاء تحت الحدیث ۳۹۴

دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۲۳، المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۲۶۲۶۸، ۲۶۲۶۹، ۲۶۲۷۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۳۳۵

³ حلیة الاولیاء ترجمہ ابی الربیع السائح ۱۸/۲۱۸ دار الکتب العربی بیروت ۸/۲۹۷

فی الکبیر ^۱ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔	میں ہیں۔ (طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۳۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

إذا اراد الله بعد خيرا استعمله على قضاء حوائج الناس۔ البيهقي في الشعب ^۲ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے (بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
--	--

حدیث ۳۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

إذا اراد الله بعد خيرا صير حوائج الناس اليه۔ مسند الفردوس ^۳ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے لوگوں کا مرجع حاجات بناتا ہے (مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا۔ ت)
--	--

حدیث ۳۲ و ۳۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: میری تمہاری کہاوٹ ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی پتھیاں اور جھینگڑاس میں گرنا شروع ہوئے وہ انہیں آگ سے ہٹا رہا ہے،

وانا أخذ بحجزكم عن النار وانتم تفلتون من يدي۔ احمد ومسلم عن جابر واحمد ^۴	اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو۔ (احمد اور مسلم نے حضرت جابر سے اور احمد نے
---	--

^۱ كنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر حدیث ۱۶۰۰ مؤسسه الرسالہ بیروت ۶/ ۳۵۰

^۲ شعب الایمان حدیث ۷۶۵۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۱۷

^۳ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۹۳۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۴۳

^۴ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی أمتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۸، مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۹۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (ت)
-------------------------------------	---

حدیث ۴۴: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لیس منکم رجل الا انا ممسک بحجزتہ ان یقع فی النار۔ الطبرانی فی الکبیر ^۱ عن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے۔ (طبرانی نے کبیر میں سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)
--	---

حدیث ۴۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اللہ عزوجل نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا۔

الا وانی ممسک بحجزکم ان تہافتوا فی النار کما تہافت الفراش والذباب۔ احمد والطبرانی ^۲ فی الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	سن لو اور میں تمہارے کمر بند پکڑے ہوں کہ کہیں پے در پے آگ میں پھاند نہ پڑو جیسے پردانے اور مکھیاں۔ (احمد اور طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)
--	---

اللہ اکبر! اس سے زیادہ اور کیا دفع بلا ہوگا، ولكن الوهابیۃ لا یعلمون (لیکن وہابی نہیں جانتے۔ (ت)
تمیمیہ: بائیس^{۲۲} سے چوالیس^{۲۳} تک چوبیس حدیثیں قابل اندراج وجود تھیں کہ قطعاً للشغف یہیں درج ہوئیں۔
حدیث ۵۲۶۳۶: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی:

^۱ المعجم الکبیر عن سمرۃ رضی اللہ عنہ حدیث ۱۰۰/۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۲۶۹

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۲۴، المعجم الکبیر عن ابن مسعود حدیث ۱۰۵۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ

<p>اللهم اعز الاسلام بأحب هذين الرجلين إليك بعمر بن الخطاب أو بابي جهل بن هشام¹۔ احمد وعبد بن حبيد والترمذی وحسنه وصححه وابن سعد وابو يعلى والحسن</p>	<p>الہی ! اسلام کو عزت دے ان دونوں مردوں میں جو تجھے زیادہ پیارا ہو اس کے ذریعہ سے یا تو عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام۔ (روایت کیا اس کو احمد وعبد بن حمید و ترمذی نے اور اسے حسن</p>
--	--

١ مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضى الله عنه المکتب الاسلامى بيروت ٩٥/٢، المنتخب من مسند عبد بن حميد حديث ٥٩٩ عالم الكتب بيروت ص ٢٢٥، سنن الترمذی کتاب المناقب باب في مناقب عمر بن خطاب حديث ٣٨٠١ دار الفكر بيروت ٥ / ٣٨٣، سنن الترمذی کتاب المناقب باب في مناقب عمر بن خطاب حديث ٣٨٠٣ دار الفكر بيروت ٥ / ٣٨٣، كنز العمال بحواله البغوى عن ربيع السعدى حديث ٣٢٤٤٥ مؤسسة الرسالة بيروت ١ / ٥٨٣، كنز العمال حديث ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠ مؤسسة الرسالة بيروت ١ / ٥٨٢، كنز العمال بحواله خيثمة في فضائل الصحابة حديث ٣٥٨٨١ مؤسسة الرسالة بيروت ١٢ / ٦٠٢، كنز العمال بحواله يعقوب بن سفيان حديث ٣٥٨٨٠ مؤسسة الرسالة بيروت ١٢ / ٥٩٢، تاريخ دمشق الكبير ترجمه عمر بن الخطاب ٥٣٠٢ دار احياء التراث العربى بيروت ٢٧٤٥ / ١، كشف الخفاء تحت حديث ٥٢٦ دار الكتب العلمية بيروت ١ / ١٦٦، دلائل النبوة للبيهقى باب ذكر اسلام عمر بن الخطاب دار الكتب العلمية بيروت ٢ / ٢١٦، ٢٢٠، الطبقات الكبرى لابن سعد ترجمه ارقم بن ابى الارقم دار صادر بيروت ٣ / ٢٢٢ و ٢٦٩، المستدرك للحاكم كتاب معرفة الصحابة دار صادر بيروت ٣ / ٨٣، ٥٠٢، السنن الكبرى كتاب قسم الفئى والغنيمة دار صادر بيروت ٦ / ٣٨٠، المعجم الكبير عن ثوبان رضى الله عنه حديث ١٢٢٨ المكتبة الفيصلية بيروت ٢ / ٩٤، المعجم الكبير عن ابن مسعود رضى الله عنه حديث ١٠٣١٢ المكتبة الفيصلية بيروت ١٠ / ١٩٤، تاريخ بغداد ترجمه احمد بن بشر ١٦٦١ دار الكتاب العربى بيروت ٢ / ٥٢، المعجم الاوسط حديث ٤٢٩ مكتبة المعارف راض ٥ / ٣٨٧، المعجم الاوسط حديث ١٨٨١ مكتبة المعارف راض ٢ / ٥١٢

<p>اور صحیح کہا۔ اور ابن سعد وابو یعلیٰ وحسن بن سفیان نے اپنی فوائد میں۔ اور بزار، ابن مردویہ، خیشمہ بن سلیمان فضائل صحابہ میں، ابو نعیم و بیہقی دلائل النبوة میں اور ابن عساکر، یہ تمام امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔ ترمذی نے اس سے، نسائی نے ابن عمر سے، احمد بن حمید وابن عساکر نے خباب بن الارت سے، طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے عبد اللہ بن مسعود سے۔ ترمذی، طبرانی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے اور بغوی نے جعدیات میں ربیعہ بن سعدی سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور ابن عساکر نے اس کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے "اللهم اشد" کے لفظ سے روایت کیا اور ابن نجار کی طرح اس کو بلفظ حدیث دوم روایت کیا۔ ابو داؤد طیالسی اور شاشی نے اپنی فوائد میں اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلفظ صدیق روایت کیا جو آگے آ رہا ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔</p> <p>(ت)</p>	<p>بن سفین فی فوائد البزار وابن مردویة وخيشمة بن سليمان في فضائل الصحابة وابو نعیم والبيهقي في دلائلهم وابن عساکر کلهم عن امیر المؤمنین عمر۔ والترمذی عن انس والنسائی عن ابن عمر واحمد وابن حمید وابن عساکر عن خباب بن الارت والطبرانی فی الکبیر والحاکم عن عبد اللہ ابن مسعود والترمذی والطبرانی وابن عساکر عن ابن عباس والبغوی فی الجعدیات عن ربیعة السعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ورواه ابن عساکر عن ابن عمر بلفظ اللهم اشد¹ وکابن النجار عنه بلفظ الحدیث الثانی وابو داؤد الطیالسی والشاشی فی فوائد الخطیب عن ابن مسعود بلفظ الصدیق الآتی۔</p>
---	--

حدیث ۸۷۵۳: کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللہی! خاص عمر بن الخطاب کے ذریعے سے	اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب
--------------------------------------	----------------------------------

¹ تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۱/۴

<p>اسلام کو عزت دے۔ (ابن ماجہ، ابن عدی، حاکم اور بیہقی نے اس کو ام المومنین صدیقہ سے روایت کیا اور لفظ خاصۃ کے بغیر اس کو ابوالقاسم طبرانی نے ثوبان سے، حاکم نے زبیر سے، ابن سعد نے بطریق حسن مجتبیٰ و خیشمہ بن سلیمان نے صحابہ میں اور لاکائی نے سنہ میں اور ابوطالب عشاری نے فضائل صدیق میں اور ابن عساکر نے، ان سب نے بطریق نزال بن سبرہ امیر المومنین سیدنا حضرت علی سے اور ابن عساکر نے حضرت زبیر اور حضرت علی دونوں سے، جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو بکر صدیق سے "اید الاسلام" کے لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔</p> <p>(ت)</p>	<p>خاصۃ^۱۔ ابن ماجہ وابن عدی والحاکم والبیہقی عن ام المومنین الصدیقة وبلا لفظ خاصۃ ابو القاسم الطبرانی عن ثوبان والحاکم عن الزبیر و ابن سعد من طریق الحسن المجتبیٰ وخیشمہ بن سلیمان فی الصحابة واللکائی فی السنۃ وابوطالب العشاری فی فضائل الصدیق وابن عساکر جمیعاً من طریق النزال بن سبرۃ عن امیر المومنین علی و ابن عساکر عنہما عنی الزبیر والامیر معاً کالطبرانی فی الاوسط عن ابی بکر الصدیق بلفظ اید الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔</p>
--	---

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو عزتیں اسلام کو ملیں جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف و موافق سب پر روشن و مبین۔ ولہذا عبد اللہ

^۱ سنن ابن ماجہ فضل عمر رضی اللہ عنہ (۱/۱) سید کمپنی کراچی ص ۱۷، الکامل لابن عدی ترجمہ مسلم بن خالد دار الفکر بیروت ۲/۲۳۱۰، المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابة دار الفکر بیروت ۳/۸۳، السنن الکبریٰ کتاب قسم الفی و الغنیمة دار صادر بیروت ۲/۳۷۰، المعجم الکبیر عن ثوبان حدیث ۱۲۲۸، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/۹۷، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۲/۵۳۰، دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/۵۲، کنز العمال بحوالہ خیشمہ واللکائی والعشاری حدیث ۳۶۶۹۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۲۳۲، المعجم الاوسط حدیث ۸۲۳۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/۱۱۹ و ۱۲۰

بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مازلنا اعزة منذ اسلام عمر ^۱ ۔ البخاری فی صحیحہ و ابو حاتم الرازی فی مسندہ وابن حبان عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔ (امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی بخاری میں اور ابو حاتم رازی نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	---

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

كان اسلام عمر فتحاً وهجرته نصراً و امارته رحمة لقد رأيتنا وما نستطيع ان نصلی بالبيت حتى اسلم عمر ^۲ ۔ رواه ابو ظاهر السلفی وأخوه لابن اسحق فی سیرته بمعناه۔	عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اسلام فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت، بیشک میں نے اپنے گروہ صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ معظمہ میں نماز پر قدرت نہ ملی۔ (اس کو روایت کیا ابو ظاہر سلفی نے اور اس کے بعد سیرۃ ابن اسحق میں انہیں معنوں میں۔ ت)
---	--

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ماصلينا ظاهرين حتى اسلم عمر	جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم نے آشکار نماز
-----------------------------	---

^۱ صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۰، المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۳/ ۸۴، الطبقات الكبرى لابن سعد اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۳/ ۲۷۰، صفة الصفوة ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار المعرفة بیروت ۱/ ۲۷۴

^۲ السيرة النبوية لابن هشام اسلام ابن عمر رضی اللہ عنہ دار ابن کثیر بیروت الجزئين الاولين ص ۳۴۲، اسد الغابة ترجمہ ۳۸۲۴ عمر بن الخطاب دار الفکر بیروت ۳/ ۶۴۸، لریاض النضرة الباب الثاني فی مناقب عمر بن الخطاب حديث ۵۸۶ دار المعرفة بیروت الجزء الثاني ص ۲۴۴

ظہر الاسلام ودعآلی اللہ علانیۃ۔ اخرجه الدولابی فی الفضائل ^۱ ۔	نہ پڑھی جس دن سے وہ اسلام لائے دین نے غلبہ پایا اور انہوں نے علانیہ اللہ عزوجل کی طرف بلایا (دولابی نے فضائل میں اسے بیان کیا۔ ت)
--	---

صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لما اسلم عمر جلسنا حول البيت حلقاً وطفنابه و انتصفنا ممن غلظ علينا۔ خرجہ ابو الفرج فی صفة الصفوة ^۲ ۔	جب عمر مسلمان ہوئے ہم گردخانہ کعبہ حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور طواف کیا اور ہم پر جو سختی کرتے تھے ان سے اپنا انصاف لیا۔ (ابو الفرج نے اسے صفۃ الصفوة میں بیان کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۵۸: عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

انی لاجد صفتک فی کتاب اللہ یا یہا النبی انا ارسلنک شہاداً ومبشراً ونذیراً الی قوله لن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الہة العوجاء حتی یقولوا لا الہ الا اللہ و یفتح بہ اعینا عمیاً واذاناً صماً وقلوباً غلفاً ^۳ ۔	زید بن اسلم عن عبد اللہ بن سلام، والدارمی والبیہقی من طریق عطاء بن یسار عنہ نحوہ ولہ طریق ثانی فی الباب الاثنی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بیشک میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی صفت تورات میں پاتا ہوں، اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گوہ اور اپنی امت کے تمام احوال و افعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے
--	--

^۱ الریاض النضرۃ الباب الثانی فی مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت، الجزء الثانی ص ۲۴۴

^۲ صفۃ الصفوة ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار المعرفۃ بیروت ۲/۲۷۴

^۳ دلائل النبوة للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ فی التوراة والانجیل دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۸۶، سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دار المحاسن للطباعة لقاهرة ۱۲/۱، الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر والدارمی والبیہقی باب ذکرہ فی التوراة الخ مرکز البسنت گجرات ہند ۱۰/۱، الطبقات الکبریٰ ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة والانجیل دار صادر بیروت ۱/۳۶۰، تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء فی الکتب من نعتہ وصفاتہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۱۸ و ۲۱۹

<p>سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں گے۔ (روایت کیا طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل میں، اور ابن عساکر محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے، نیز ابن عساکر نے بطریق زید بن اسلم عبد اللہ بن سلام سے، اور دارمی اور بیہقی نے بطریق عطاء بن یسار انہیں سے ایسے ہی اور طریق دیگر آئندہ باب میں آئیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ت)</p>	<p>الطبرانی و ابو نعیم فی الدلائل وابن عساکر عن محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ وابن عساکر ایضاً من طریق زید بن اسلم عن عبد اللہ بن سلام، والدارمی والبیہقی من طریق عطاء بن یسار عنه نحوه وله طریق شانی فی الباب الاثنی ان شاء اللہ تعالیٰ۔</p>
---	---

حدیث ۵۹: کہ اللہ عزوجل نے شیعہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی:

<p>بینک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا، اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بلند نامی دوں گا، اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا، اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا، اس کے سبب سے محتاجی کے بعد غنی کر دوں گا، اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا، اس کے وسیلے سے پریشان دلوں، مختلف خواہشوں، متفرق امتوں میں میل کر دوں گا۔ (ابن حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا۔ ت)</p>	<p>انی باعث نبیاً امیاً افتح به اذاناً صمّاً وقلوباً غلفاً واعیناً عمیاً لی ان قال اهدی به من بعد الضلالة و اعلم به بعد الجهالة و ارفع به بعد الخباله و اسی به بعد النکرة و اکثر به بعد القلة و اغنی به بعد العیلة و اجمع به بعد الفرقة و اؤلف به بین قلوب و اهواء متشتتة و امم مختلفة ابن ابی حاتم عن وهب بن منبہ^۱۔</p>
---	---

^۱ الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن ابی حاتم عن وهب بن منبہ مرکز اہل سنت گجرات الہند ۱۳/۱

اللہ انصاف ! یہ کس قدر بلاؤں کا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وسیلے سے دفع ہونا ہے واللہ الحمد۔
حدیث ۶۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>لما خلق الله العرش كتب عليه بقلم من نور، طول القلم ما بين المشرق والمغرب لا اله الا الله محمد رسول الله، به أخذوبه اعطى وامته افضل الامم و افضلها ابوبكرن الصديق-الرافعي¹ عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انہیں کے واسطے سے اُنوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا، ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)</p>
---	--

بحمد اللہ تعالیٰ اسی حدیث جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا اخذ و عطا سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں ان کے واسطے سے ان کے وسیلے سے ہے، اسی کو خلافت عظمیٰ کہتے ہیں۔ واللہ الحمد حمداً کثیراً۔
دیکھو ! بشارات خدا اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رزق پانا، مدد ملنا، مینہ برسنا، بلا دور ہونا، دشمنوں کی مغلوبی، عذاب کی موقوفی، یہاں تک کہ زمین کا قیام، زمین کی نگہبانی، خلق کی موت، خلق کی زندگی، دین کی عزت، امت کی پناہ، بندوں کی حاجت روائی، راحت رسانی سب اولیاء کے وسیلے اولیاء کی برکت اولیاء کے ہاتھوں اولیاء کی وساطت سے ہے مگر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفع بلا کا واسطہ مانا اور شرک پسندوں نے مشرک جانا، انا للہ وانا الیہ راجعون، اور بحمد اللہ تعالیٰ تین حدیث اخیر نے روشن و مستنیر کر دیا کہ جو نعمت ملی جو بلا ملی سب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث حاصل و زائل ہوئی، بارگاہ الہی کا لینا دینا سار کا رخاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے ہاں ہاں لا واللہ

¹کنز العمال بحوالہ الرافعی عن سلمان حدیث ۳۲۵۸۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/۵۳۹ و ۵۵۰

ثم بالله ايك دفع بلا وحصول عطا كيا تمام جهان اور اس كا قيام سب انهيں كے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتداء آفرينش
میں ان كا محتاج تھا كه لولاك لما خلقت الدنيا¹ (اگر آپ نہ ہوتے ميں دنيا كو پيدا ہی نہ كرتا۔ ت)
یونہی بقا میں بھی ان كا محتاج ہے، آج اگر ان كا قدم در میان سے نكال لیں ابھی ابھی فناء مطلق ہو جائے۔
وہ جو نہ تھے تو كچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو كچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جهان كی، جان ہے تو جہاں ہے²
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارك وكرم۔



¹ تاریخ دمشق الكبير باب ذكر عروجه الى السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۷

² حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۱/ ۷۹

باب دوم:

وجہ دوم پر نصوص لیجئے اور بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نصوص نجدیت شکن، جان و ہایت پر برق آگن، اس میں چوالیس ۴۴ آیتیں اور دوسو چالیس ۲۴۰ حدیثیں ہیں۔

فصل اول آیات شریفہ میں

آیت ۷: قَالَ رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى:

اور انہیں کیا برا لگا یہی ناکہ انہیں دو لہتمند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔	"وَمَا نَقْمُوا إِلَا أَنْ أَغْنَاهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ" ۱۔
---	--

ہاں یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں بیمار دل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دو لہتمند کر دیا اپنے فضل سے۔

اے اللہ کے رسول! مجھے اور سب اہلسنت کو دین و دنیا کا دو لہتمند فرما اور اپنے فضل سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا

نور دن و نارترا دے ڈال صدقہ نور کا ۲

آیت ۸:

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دے پر، اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول، بیشک ہم اللہ کی طرف راغبیت والے ہیں۔	"وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ لَرَاغِبُونَ" ۳۔
--	--

^۱ القرآن الکریم ۷۴/۹

^۲ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۳/۲

^۳ القرآن الکریم ۵۹/۹

یہاں رب العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ و رسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۹:

"أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ" ^۱ ۔	اللہ نے اسے نعمت بخشی، اور اے نبی! تو نے اسے نعمت دی۔
--	---

آیت ۱۰:

"لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَكَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ" ^۲ ۔	آدمی کے لیے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔
--	---

بدلی والے یہ کہ صبح کے محافظ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو، واللہ الحمد۔

آیت ۱۱:

"وَيُرْسِلْ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً" ^۳ ۔	اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو۔
---	-----------------------------------

ان آیات میں مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ فرشتوں کو ہمارا حافظ و نگہبان فرماتا ہے۔

آیت ۱۲:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ" ^۴ ۔	اے نبی! کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے۔
---	---

یہاں رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے نام پاک کے ساتھ صحابہ کرام کو ملا کر فرماتا ہے: اے نبی! اب کہ عمر اسلام لے آیا تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔

فِي الْجَلَالِينَ حَسْبُكَ اللَّهُ وَحَسْبُكَ	جلالین میں ہے کافی ہے تجھے اللہ اور
---	-------------------------------------

^۱ القرآن الکریم ۳۳/ ۳

^۲ القرآن الکریم ۱۳/ ۱۱

^۳ القرآن الکریم ۶/ ۶۱

^۴ القرآن الکریم ۸/ ۶۴

من اتبعك ^۱ ۔	کافی ہے تجھے وہ جس نے تیری پیروی کی۔ (ت)
-------------------------	--

ترجمہ شاہ ولی اللہ میں ہے:

اے پیغامبر کفایت ست ترا خدا و آنا کہ پیروی تو کردہ انداز مسلمانان ^۲ ۔	اے پیغمبر! کافی ہے تجھے خدا اور وہ مسلمان جنہوں نے تیری پیروی کی۔ (ت)
--	---

آیت ۱۳: یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ" ^۳ ۔	بیشک عزیز مصر میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔
فی الجلالین انه ای الذی اشترا فی ربی سیدی ^۴ ۔	تفسیر جلالین میں ہے بیشک وہ جس نے مجھے خریدا وہ میرا رب یعنی میرا آقا ہے۔ (ت)

آیت ۱۴:

"أَمَّا أَحَدُ كُهَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا" ^۵ ۔	اے زندان کے ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔
--	---

آیت ۱۵:

"وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا ادْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ" ^۶ ۔	اور یوسف نے کہا اس سے جسے ان دونوں میں چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے رب کے پاس میرا چرچا کیجیو۔ یعنی بادشاہ مصر کے سامنے۔
--	--

آیت ۱۶: اس پر مولیٰ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

^۱ جلالین کلاں تحت الآیة ۸ / ۶۴ اصح المطابع، دہلی ص ۱۵۳

^۲ فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن (ترجمہ شاہ ولی اللہ) مطبع ہاشمی دہلی ص ۱۸۷

^۳ القرآن الکریم ۲۳ / ۱۲

^۴ جلالین کلاں تحت الآیة ۱۲ / ۲۳ اصح المطابع، دہلی ص ۱۹۱

^۵ القرآن الکریم ۴۱ / ۱۲

^۶ القرآن الکریم ۴۲ / ۱۲

<p>تو اسے بھلا دیا شیطان نے اپنے رب بادشاہ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔ جلالین میں ہے یعنی ساقی کو شیطان نے یوسف علیہ السلام کا ذکر اس کے رب کے آگے کرنا بھلا دیا۔ (ت)</p>	<p>"فَأَنسَأَ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ"¹، فی الجلالین ای الساقی الشیطان ذکر یوسف عند ربہ²</p>
--	--

آیت ۱۷:

<p>یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔</p>	<p>"قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسَأَلَهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الَّتِي قُطِّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ"³</p>
---	--

سبحان اللہ! بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب، میرا رب کہنا صحیح ہو، اللہ فرمائے اللہ کا رسول فرمائے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا شرک۔

آیت ۱۸: رب جل و علا اپنے مبارک بندے عیسیٰ ابن مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے:

<p>اور جب تو بنانا مٹی سے پرند کی شکل میری پرواگی سے، پھر پھونک مارتا اس میں تو وہ ہو جاتی پرند میری پرواگی سے، اور تو اچھا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پرواگی سے، اور جب تو قبروں سے مُردے نکالتا میری پرواگی سے۔</p>	<p>"وَإِذْ تَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي"⁴</p>
--	---

دفعِ بلائے مرض و ابرائے اکمہ و ابرص میں کتنا فرق ہے۔

¹ القرآن الکریم ۴۲/۱۲

² جلالین کلاں تحت الآیة ۴۲/۱۲ اصح المطابع دہلی ص ۱۹۳

³ القرآن الکریم ۵۰/۱۲

⁴ القرآن الکریم ۱۱۰/۵

آیت ۱۹: حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

<p>میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرند اللہ کی پرواگی سے، اور میں شفاء دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو، اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی پرواگی سے، اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہوتا کہ میں حلال کروں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔</p>	<p>"أَلَيْسَ أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْرِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمِمَّا تَخْرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ (القول) وَلَا جَلَّ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي هُوَ عَنِكُمْ" ^۱</p>
---	--

سبحان اللہ! عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرما رہے ہیں میں خلق کرتا ہوں، شفاء دیتا ہوں، مردے جلاتا ہوں، بعض حراموں کو حلال کئے دیتا ہوں۔ ان اسنادوں کی نسبت کیا حکم ہوگا!

آیت ۲۰:

<p>نکاح کردو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا۔</p>	<p>"وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ" ^۲</p>
--	---

یہاں مولا عزوجل ہمارے غلاموں کو "ہمارا بندہ" فرما رہا ہے۔ اللہ کی شان زید کا بندہ، عمرو کا بندہ، اس کا بندہ، اس کا بندہ اللہ فرمائے رسول فرمائے صحابہ فرمائیں ائمہ فرمائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم شرک جڑا، شاید ان کے نزدیک زید و عمرو خدا کے شریک ہو سکتے ہوں گے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

آیت ۲۱:

<p>وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے بے پڑھے کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت وانجیل میں، وہ انہیں حکم</p>	<p>"الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْنُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ</p>
---	--

^۱ القرآن الکریم ۳/۵۰۳۹

^۲ القرآن الکریم ۲۴/۳۲

دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے، اور حلال کرے گا ان کے لیے سٹھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں، اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)	بِالْمَعْرُوفِ وَيُحَرِّمُ عَنْ النَّفْسِ الْكَرِيمِ وَيُجِلُّ لَهُمُ الظَّالِمَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْغَبِيَّ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ^۱ ۔
---	---

جان جہان و جہان جان اس جان جان و جان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لئے ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دئے۔ للہ انصاف! اور دافع بلا کسے کہتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۲۲: سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی:

اے رب ہمارے! اور ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور وہ پیغمبر انہیں گناہوں سے پاک کر دے، بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔	"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ^۲ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ^۳ ۔"
---	---

یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے کہ:

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں (صلی اللہ تعالیٰ علیہا وسلم)	انادعوة ابي ابراهيم ^۳ ۔
--	------------------------------------

آیت ۲۳: خود رب العزۃ جل وعلا فرماتا ہے:

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا اور تمہیں پاکیزہ بناتا اور تمہیں قرآن و علم سکھاتا اور ان باتوں کا	"كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمُ"
--	--

^۱ القرآن الكريم ۷/ ۱۵۷

^۲ القرآن الكريم ۲/ ۱۲۹

^۳ دلائل النبوة باب ذکر مولاد المصطفیٰ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۸۱/۱، الدر المنثور تحت الآیۃ ۲/ ۱۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿١﴾	تم کو علم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔
------------------------------------	---------------------------------------

آیت ۲۴:

"لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾"	بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انہیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انہیں قرآن و حکمت کا اگرچہ تھے اس سے پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔
---	---

آیت ۲۵:

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١﴾ وَأَخْرَجَ مِنْهُمْ لَبَائِخُومًا يَحْفُوا بِهِمْ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤَيِّدُ مَن يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٣﴾"	اللہ ہے جس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے یہ ان پر آیات الہیہ پڑھتا اور انہیں ستھرا کرتا اور انہیں کتاب و حقائق کا علم بخشتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے نیز پاک کرے گا اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے لوگوں کو جواب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔
--	--

الحمد للہ! اس آیہ کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک کرنا، ستھرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیام قیامت تک تمام امت مرحومہ حضور کی ان نعمتوں سے محظوظ اور حضور کی نظر رحمت سے ملحوظ رہے۔ والحمد

^۱ القرآن الکریم ۱۵۱/۲

^۲ القرآن الکریم ۱۶۴/۳

^۳ القرآن الکریم ۴۲۲/۶۲

لہ رب العلمین۔

بیضاوی شریف میں ہے:

ہم الذین جاءوا بعد الصحابة الى يوم الدين ¹ ۔	یعنی یہ دوسرے جنہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم دیتے اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں تمام مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے بعد قیامت تک ہوں گے۔
---	---

معالم شریف میں ہے:

قال ابن زيد هم جميع من دخل في الاسلام بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم (الي يوم القيامة) وهي رواية ابن ابي نجیح عن مجاهد ² ۔	ابن زید نے فرمایا: یہ دوسرے لوگ تمام اہل اسلام ہیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور یہی معنی امام مجاہد شاگرد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت کئے۔
---	---

الحمد لله! قرآن عظیم میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے دو جگہ سورہ بقرہ، تیسرے آل عمران، چوتھے سورہ جمعہ، اور اسکے آخر میں تو وہ جانفزا کلمے ارشاد ہوئے جنہوں نے ہم خفتہ بختوں کی تقدیر جگادی بیمار دلوں پر بجلی گرا دی۔ والحمد لله رب العلمین۔

آیت ۲۶: جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے، آیت اُتری:

"خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا"	اے نبی! لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انہیں اور تم ستھرا کر دو
---	--

¹ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیة ۶۲/ ۳ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۳۷

² معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۶۲/ ۳ دار الکتب العلمیة بیروت ۴/ ۳۱۱

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ ۖ" ^۱ ۔	انہیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب، اور دعائے رحمت کروان کے حق میں کہ تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔
--	--

دیکھو حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور نے بلائے گناہ ان کے سروں سے ٹالی، اور جب حضور کی دعا ان کے دلوں کا چین ہوا تو یہی دفع الم ہے صلی اللہ تعالیٰ علی دافع البلاء والالہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم۔

آیت ۲۷:

"لَا يَسْتَلْزِمُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۖ" ^۲ ۔	اللہ عزوجل کے یہاں شفاعت کے مالک وہی ہیں جنہوں نے رحمن کے ساتھ عہد و پیمان کر رکھا ہے۔
---	--

آیت ۲۸:

"وَلَا يَسْلُكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ" ^۳ ۔	جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان میں شفاعت کے مالک صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں (یعنی عیسیٰ و عزیز و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام)
--	---

ان آیات میں مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو شفاعت کا مالک بتاتا ہے اور عہد و پیمان مقرر ہو جانے سے تقویۃ الایمان کی اس بد لگامی کا منہ بھی سی دیا کہ شفاعت میں کسی کی خصوصیت نہیں جسے چاہے گا کھڑا کر دے گا۔

آیت ۲۹:

"وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيًّا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا ۖ	نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمہاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور انہیں ان میں سے رزق
---	--

^۱ القرآن الکریم ۹/۱۰۳

^۲ القرآن الکریم ۱۹/۸۷

^۳ القرآن الکریم ۲۳/۸۶

اَكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ^۱ ۔	دو اور کپڑے پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔
--	---

آیت ۳۰:

"وَإِذَا حَضَرَ الْقِسَّةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ فَأَرَادُوا قَوْلَهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ^۲ ۔	جب ترکہ بانٹنے وقت قرابت والے اور یتیم اور مسکین آئیں تو انہیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو۔ ان آیات میں بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم رزق دو۔
--	--

آیت ۳۱:

"إِذْ يُبَيِّنُ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَكَةِ أَمْرِي مَعَكُمْ فَتَمَيَّتُوا الْغَنَىٰ آمَنُوا ^۳ ۔	جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدمی دو ایمان والوں کو۔
---	--

آیت ۳۲:

"فَالْمَدِينَتِ أَمْرًا ^۴ ؛	قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔
--	---

یہ صفت بھی بالذات ذات الہی جل و علا کی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: "يُنَادُوا الْأَمَرَ"^۵ کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ (ت) خازن و معالم التنزیل میں ہے:

قال ابن عباس هم الملائكة وكلوا بأمر عرفهم الله تعالى العمل بها قال عبد الرحمن	یعنی عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ مہد رات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کارروائی اللہ عز و جل
---	---

^۱ القرآن الکریم ۵/۴

^۲ القرآن الکریم ۸/۴

^۳ القرآن الکریم ۱۲/۸

^۴ القرآن الکریم ۵/۷۹

^۵ القرآن الکریم ۵/۳۲

<p>نے انہیں تعلیم فرمائی، عبدالرحمن بن سابط نے فرمایا: دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم السلام۔ جبریل تو ہواؤں اور لشکروں پر مؤکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا، لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کا تعلق ہے) اور میکائیل باران و روئیدگی پر مقرر ہیں۔ (کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی لگاتے ہیں) اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں۔ اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم السلام اجمعین۔</p>	<p>بن سابط یدبر الامر فی الدنیا اربعة جبریل و میکائیل و ملک الموت و اسرافیل علیہم السلام، اما جبریل فمؤکل بالریاح و الجنود و اما میکائیل فمؤکل بالقطر و النبات و اما ملک الموت فمؤکل بقبض الانفس و اما اسرافیل فهو ينزل علیہم بالامر¹۔</p>
--	---

اللہ اکبر! قرآن عظیم وہابیہ پر ایک سے ایک سخت تر آفت ڈالتا ہے۔ حدیث میں فرمایا:

<p>قرآن متعدد معانی رکھتا ہے۔ (اس کو ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)</p>	<p>القرآن ذو وجہ۔ رواہ ابو نعیم² عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔</p>
--	---

علماء فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔

<p>ائمہ کرام ہمیشہ قرآن کے تمام معنی سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات قرآن مجید کے وجوہ اعجاز میں سے عظیم ترین وجہ ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ "الزلزال الانقی"</p>	<p>ولم یزل الائمة یحتجون بہ علی وجوہہ وذلک من اعظم وجوہ اعجازہ وقد فصلنا هذا المرام فی رسالتنا</p>
---	--

¹ لباب التأویل (تفسیر الخازن) تحت الآیة ۵/ ۷۹ دار الکتب العلمیة بیروت ۳/ ۳۹۱، معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۵/ ۷۹

دار الکتب العلمیة بیروت ۳/ ۳۱۱

² کنز العمال بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس حدیث ۲۴۶۹ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱/ ۵۵۱

الزلزال الانق من بحر سبقة الاتقی۔	من بحر سبقة الاتقی ^۱ میں بیان کردی ہے۔ (ت)
-----------------------------------	---

اب آیہ کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے، تفسیر بیضاوی شریف میں ہے:

اوصفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان غرقاً ای نزاعشدیدامن اغراق النازع فی القوس وتنشط الی عالم الملكوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفها وقوتها من المدبرات ^۱ ۔	یعنی یا ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل ارواح اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیر ہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی و طاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔
---	--

اب تو بحمد اللہ تعالیٰ اولیائے کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں فللہ الحجة البالغة۔ علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں امام حجة الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی و امام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل فرماتے ہیں:

ولذا قيل اذا تحيرتم فی الامور فاستعينوا من اصحاب القبور الا انه ليس بحديث كما توهم ولذا اتفق الناس علی زیارة مشاهد السلف والتوسل بهم الی الله وان انكره بعض الملاحدة فی عصرنا و المشتكى اليه هو الله ^۲ ۔ لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظيم۔	یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو۔ مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ اور اسی لئے مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔
--	---

^۱ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیة ۹/ ۵ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۳۵

^۲ عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی (حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی) تحت الآیة ۹/ ۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹/ ۳۹۹

ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت حضرت عزت کی ہے، نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

<p>"قُلْ مَنْ يَدْرُكُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَقْنُ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ" ①۔</p>	<p>اے نبی! ان کافروں سے فرما وہ کون ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا، اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے، اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی، اب کہہ دیں گے کہ اللہ، تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں۔</p>
--	--

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک اس کا اختصاص جانتے ہیں ان سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے، تو اللہ ہی کو بتائیں گے دوسرے کا نام نہ لیں گے اور خود ہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کیلئے ثابت فرماتا ہے کہ: قسم ان محبوبان خدا کی جو عالم میں تدبیر و تصرف کرتے ہیں۔ "ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر قرآن عظیم شرک سے کیونکر بچا۔ اے ناپاک طائفے کی سنگت والو! جب تک ذاتی و عطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن و حدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے، اور اس پر ایمان لاتے ہی یہ تمہاری شریکات کے راگ متعلقہ تدبیر و تصرف و استمداد و استعانت و دافع البلاء و حاجت روا و مشککنا و علم غیب و ندا و غیرہا سب کافور ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مبارک منصور (نصرت دے گئے، مدد دے گئے) بندے آنکھوں دیکھے منصور نظر آئیں گے۔

<p>"أَلَا إِنَّ جَزَبَ اللَّهُ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" ②۔</p>	<p>تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔ (ت)</p>
--	---

آیت ۳۳:

<p>"قُلْ يَتُوبُ إِلَيْكُمْ مَلِكُ الْمَوْتِ الَّذِي يُؤْتِي كُلَّكُمْ" ③۔</p>	<p>تو فرما تمہیں موت دیتا ہے وہ مرگ کافر شتہ جو تم پر مقرر ہے۔</p>
--	--

¹ القرآن الکریم ۱۰/۳۱

² القرآن الکریم ۵۸/۲۲

³ القرآن الکریم ۳۲/۱۱

آیت ۳۴:

"تَوَفَّيْتُهُمُ رَسُولًا" ^۱ ۔	موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔
---	-----------------------------

حالانکہ خود فرماتا ہے:

"اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ" ^۲ ۔	اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو۔
--	----------------------------------

آیت ۳۵:

"لَا هَبَ لَكَ عِلْمًا زَكِيًّا" ^۳ ۔	(جبریل نے مریم سے کہا) کہ میں عطا کروں تجھے ستر ایٹھا، صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم۔
---	--

اللہ اللہ! اب تو جبریل بیٹا دے رہے ہیں۔ بھلا نجد یہ کسے یہاں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ وہابیہ تو اسی کو روتے تھے کہ محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے یہاں قرآن عظیم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔ واللہ الحجة السامیة۔ آیت ۳۶:

"فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ" ^۴ ۔	بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔
---	---

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

صالح المؤمنین ابوبکر وعمر رواه الطبرانی فی الكبير ^۵ و ابن مردويه والخطيب عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه۔	یہ نیک مسلمان ابوبکر صدیق و عمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (طبرانی نے کبیر میں اور ابن مردویہ اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔)
--	--

^۱ القرآن الکریم ۶/۶۱

^۲ القرآن الکریم ۳۹/۴۲

^۳ القرآن الکریم ۱۹/۱۹

^۴ القرآن الکریم ۶۶/۴

^۵ المعجم الكبير حديث ۱۰۴۷۷ المكتب الفيصلية بيروت ۱۰/۲۵۳، الدر المنثور بحواله ابن مردويه وإبي نعيم تحت الآية ۶۶ / ۴ دار احیاء التراث

العربی بیروت ۸/۲۰۸

بلکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت میں یوں ہی تھا:

وصالح المومنین ابوبکر وعمر والملائكة بعد ذلك ظہیر ^۱ ۔	نیک مسلمان ابوبکر و عمر اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (ت)
---	--

یہاں اللہ عزوجل اپنے نام مبارک کے ساتھ اپنے محبوبوں کو فرماتا ہے اللہ اور جبرائیل اور ابوبکر و عمر مددگار ہیں
آیت ۳۷:

"إِنِّي وَجَدْتُ أَمْرًا أَتَىٰ لَكُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ" ۳۷ ^۲ ۔	ہد ہد نے ملک سبا سے آکر سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی میں نے ایک عورت پائی کہ وہ ان کی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔
---	--

یہاں بادشاہ کو رعایا کا مالک فرمایا تو رعایا کہ آزاد و غلام سب اس کے مملوک ہوئے مگر کوئی اگر محبوبان خدا کو اپنا مالک اور اپنے
آپ کو ان کا بندہ مملوک کہے وہابیہ کے دین میں شرک ٹھہرے۔

آیت ۳۸:

"وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا" ۳۸ ^۳ ۔	جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب آدمیوں کو جلا لیا۔
--	--

یہ آیت اس کے بارے میں ہے جس نے کسی کے قتل ناحق سے احتراز کیا یا قاتل سے قصاص نہ لیا چھوڑ دیا اسے فرماتا ہے کہ
اس نے اس شخص کو زندہ کیا اور ایک اسی کو کیا گویا تمام آدمیوں کو جلا لیا۔ معاملہ شریف میں ہے:

وَمِنْ أَحْيَاهَا وَتَوَرَّعَ عَنْ قَتْلِهَا ^۴ ۔	اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا اور اس کے قتل سے اجتناب کیا۔ (ت)
---	---

1

^۲ القرآن الکریم ۲۷/۲۳

^۳ القرآن الکریم ۵/۳۲

^۴ معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الایۃ ۳۲/۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۵

اس میں ہے:

اور جس نے اسے زندہ کیا یعنی جو قصاص اس پر واجب ہو چکا تھا وہ معاف کر دیا اور قصاص میں اس نے قتل نہیں کیا۔ (ت)	وَمِنْ أَحْيَاَهَا اِي عَفَا عَنْهُ وَجَب عَلَيْهِ الْقَصَاصُ لَهُ فَلَمْ يَقْتُلْهُ ^۱ ۔
---	---

وہابی صاحب بتائیں کہ دفع بلا زیادہ ہے یا زندہ کرنا، جلالینا، حیات دینا۔

آیت ۳۹:

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ عطا فرماتا ہوں اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں کہ جو میرے سایہ رحمت میں اترتا ہے اسے وہ راحت بخشتا ہوں کہ کہیں نہیں ملتی۔	"اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْ اُوْفِي الْكَيْلِ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ" (۳۹) ^۲ ۔
--	---

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا، اور رب عزوجل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے:

اے نوح جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک بیٹھ لیں تو میری حمد بجالانا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب میرے مجھے برکت والا اتارنا اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔	"وَقُلْ رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبَرَكًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ" (۴۰) ^۳ ۔
---	--

یہ اللہ عزوجل کی خاص صفت نبی صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے کیسی ثابت فرمائی اور جب نبی صدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے بہتر اتارنے والے راحت و نعمت بخشنے والے ہوئے تو دافع البلاء سے بھی بڑھ کر ہوئے کمالا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)

آیت ۴۰:

یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور	"اِتَّبِعُوا لَكُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ
--	---

^۱ معالم التنزيل (تفسير البغوي) تحت الآية دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۲۵

^۲ القرآن الكريم ۵۹/ ۱۲

^۳ القرآن الكريم ۲۹/ ۲۳

اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔	اَمْشُوا لِنِيْنَ يَّقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُوْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ مُرْكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ ¹
---	--

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) یہاں اللہ و رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمادیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔ قال تعالیٰ:

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔	"وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ" م ² ۔
---	--

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے:

اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔	"مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ" م ³ ۔
--------------------------------------	---

معالم میں ہے:

نہیں ہے ان کے لیے یعنی آسمان اور زمین والوں کیلئے اس کے، یعنی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی ولی یعنی مددگار۔ (ت)	(مآلہم) ای ما لاهل السبلوت والارض (من دونہ) ای من دون اللہ (من ولی) ناصر ⁴ ۔
--	---

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول و صلحاء کے لیے ثابت کیا جسے قرآن ہی جابجا فرما چکا تھا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں، مگر بھگوان اللہ اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے، یہ صفت دوسرے کی نہیں، اور رسول و اولیاء اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں، واللہ الحمد، اب اتنا اور سمجھ لیجئے مدد کا ہے کے لیے ہوتی ہے؟ دفع بلاء کے واسطے۔ توجب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے۔ بنص قرآن مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دفع البلاء بھی ہیں، اور فرق وہی ہے کہ اللہ

¹ القرآن الکریم ۵/ ۵۵

² القرآن الکریم ۹/ ۷۱

³ القرآن الکریم ۱۸/ ۲۶

⁴ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۱۸/ ۲۶ دار الکتب العلمیة بیروت ۳/ ۱۳۲

سبحانہ بالذات دافع البلاء ہے اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عطاۃ خدایہ والحمد لله العلی الاعلیٰ۔

پیچ آیت از تورات و انجیل وزبور مقدسہ

آیت ۴۱، تورات شریف: امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارمی و طبرانی و یعقوب بن سفین حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں حضور پر نور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے:

یٰٰیہا النبی انا ارسلناک شہداً و مبشراً و نذیراً حرّاً للامیین (الی قولہ تعالیٰ) یعفو و یغفر۔ ¹	اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لیے پناہ (الی قولہ تعالیٰ) معاف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے۔
---	--

حرز بھی رب العزت جل و علا کی صفات سے ہے۔ حدیث میں ہے:

یا حرز الضعفاء یا کنز الفقراء۔ ²	اے ضعیفوں کی پناہ! اے غریبوں کے خزانے!
---	--

علامہ زر قانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

جعلہ نفسہ حرّاً مبالغۃ لحفظہ لہم فی الدارین۔ ³	یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں مگر رب تبارک و تعالیٰ نے حضور کو بطور مبالغہ
---	---

¹ سنن الدارمی باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دار المحاسن للطباعة قاہرۃ ۱۴/۱، دلائل النبوة للبیہقی باب صفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التورات والانجیل دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۷۶/۱، صحیح البخاری کتاب البیوع ۲۸۵/۱ و کتاب التفسیر سورة الفتح ۲/۷۷ قدیمی کتب خانہ کراچی، الخصائص الکبریٰ باب ذکرہ فی التوراة والانجیل الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱۰/۱، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر صفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة والانجیل دار صادر بیروت ۳۶۲ و ۳۶۰/۱

خود پناہ کہا (جیسے عادل کو عدل یا علم کو علم کہتے اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں اپنی امت کے محافظ و نگہبان ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴۲، از تورات: ہاں ہاں خبردار و ہوشیار، اے نجدیان نابکار، ذرا کم سن نو پیدا عیارہ خام پارہ وہابیت نکارہ کے ننھے سے کلیجے پر ہاتھ دھر لینا تورات و زبور کی دو آیتیں تلاوت کی جائیں گے نو خیز وہابیت کی نادان جان پر قہر الہی کی بجلیاں گرائیں گے افسوس تمہیں تورات و زبور کی تکذیب کرتے کیا لگتا تھا جب تم قرآن کی نہ سنو اللہ کا کذب تم ممکن گنو مگر جان کی آفت گلے کی غل تو یہ ہے کہ آیات جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل فرمائیں کلام الہی بتائیں، یہ امام الطائفہ کے نسب کے چچا، شریعت کے باپ، طریق کے دادا اب انہیں نہ مشرک کہے بنتی ہے نہ کلام الہی پر ایمان لانے کو روٹھی وہابیت ملتی ہے، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یار، نہ چلنے کی تاب۔ ت) ۱۔

دو گو نہ رنج و عذاب است جان لیلیٰ را بلائے صحبت مجنوں و فرقت مجنوں¹

(لیلیٰ کی جان کو دو قسم کا دکھ اور عذاب ہے، مجنوں کی صحبت اور اس کی جدائی کی مصیبت۔ ت)

ہاں اب ذرا گھبرائے دلوں، شرمائی چوتونوں سے لجائی اکھڑیاں اوپر اٹھائیے اور بحمد اللہ وہ سنئے کہ ایمان نصیب ہو تو سنی ہو جائیے، جناب شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں تورات کے سفر چہارم میں ہے:

قال الله تعالى لابراهيم ان هاجرة تلد ويكون من ولدها من يده فوق الجميع ويد الجميع مبسوطة اليه بالخشوع ²	اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑ گڑانے میں۔
---	---

وہ کون؟ محمد رسول اللہ سید الکون معطی العون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہان کے اجالے۔ حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی و

محتاجی کے ہاتھ ہر لئیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف و رحیم کے سامنے پھیلانے، والحمد للہ رب العالمین۔
اسے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بتایا¹

آیت ۴۳، از زبور مقدس: نیز تحفہ میں زبور شریف سے منقول:

یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک من اجل ذلک ابارک علیک فتقلد السیف فان بهائک وحمدک الغالب (الی قولہ) والامم یخرون تحتک کتاب حق جاء الله به من الیمن والتقدیس من جبل فاران وامتلاء ت الارض من تحمید احد وتقديسه وملك الارض و رقاب الامم ² ۔	اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر، میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں، تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے، سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی، سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
---	--

اے احمد پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مملو کو خوشی و شادمانی ہے، تمہارے لئے تمہارا مالک پیارا سراپا کرم سراپا رحمت ہے،
والحمد للہ رب العالمین۔

عہد ما بآب شیریں دہناں بست خدائے ماہمہ بندہ وایں قوم خداوندانند³
(ہمارا عہد و بیان اللہ تعالیٰ نے بیٹھے منہ والوں کے لبوں کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ ہم سب غلام ہیں اور یہ قوم مالکوں کی ہے۔ ت)
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا⁴۔
ولہذا حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبد اللہ تسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

¹ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ دوم ص ۵۳

² تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت و ایمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

3

⁴ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ص ۲

پھر امام اجل قاضی عیاض شفاء شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاً وند کیرا، پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض، پھر علامہ محمد عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں:

من لم یرولایة الرسول علیہ فی جمیع احوالہ ویر نفسہ فی ملکہ لایذوق حلاوة سنتہ ^۱ ۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔	جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا ولی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔
--	---

فائدہ عظیمہ: الحمد للہ سنیوں کی اقبالی ڈگری۔ ان آیات تورات و زبور پر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کو دو^۲ آیت تورات و انجیل مبارک مع چند احادیث کے یاد آئیں مگر ان کے ذکر سے پہلے امام الطائفہ کے ایک انجان پنے کا اقرار سن لیجئے۔ تقویۃ الایمان فصل ثانی اشراک فی العلم کے شروع میں لکھا ہے:

”جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے۔“ انتہی^۳۔
بھولا نادان لکھتے تو لکھ گیا مگر۔

کیا خبر تھی انقلاب آسمان ہو جائیگا دین نجدی پائمال سنیاں ہو جائیگا
غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ تو چند ورق بعدیہ کہنے کو ہے کہ ”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“^۳۔
یہاں اس کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار تام ثابت ہو جائیگا بیچارے مسکین عزیز کے
دھیان میں اس وقت یہی لوہے پیتل کی کنجیاں تھیں

^۱ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثاني لزوم مجتہ صلی اللہ علیہ وسلم المطبعة الشركة الصحافية ۲/ ۱۶، نسیم الریاض فی شرح
القاضی عیاض الباب الثاني لزوم مجتہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز الہدایت گجرات ہند ۳/ ۳۶ و ۳۷، مواہب الدنیۃ المقصد السابع
المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۹۹ و ۳۰۰، شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۶/ ۳۱۳

^۲ تقویۃ الایمان الفصل الثاني مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۳

^۳ تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بساطی ف پیسے پیسے بیچتے اس کی خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب جل وعلا نے اس بادشاہ جبار جلیل الاقدار عظیم الاختیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں ہاں ہم سے سن اور وہ سن کہ سن ہو جا۔

آیات و احادیث عطاء مفتاح عالم بحضور پر نور مولائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم آیت ۴۴، از تورات شریف: بیہتی و ابو نعیم دلائل النبوة میں حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب احبار سے پوچھا: تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا: حضور کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے:

محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے، نہ درشت خوب نہیں نہ سخت گو، نہ بازاروں میں چلانے والے، وہ کنجیاں دے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنو اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔	محمد رسول الله اسبه المتوكل ليس بفظ ولا غليظ ولا سخاب في الاسواق واعطى المفاتيح ليبصر الله به اعينا عورًا ويسمع به اذانًا صباً و يقيم به السنة معوجة حتى يشهدوا ان لا اله الا الله وحده لا شريك له يعين المظلوم و يمنعه من ان يستضعف ¹ ۔
--	---

آیت ۴۵، از انجیل جلیل: حاکم بافادہ تھیج اور ابن سعد و بیہتی و ابو نعیم روایت کرتے ہیں ام المؤمنین و محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہا و علیہا و علیہا وسلم فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت و ثنا انجیل پاک میں مکتوب ہے:

¹ الخصائص الكبرى باب ذكره في التوراة والانجيل مركز البحوث والدراسات الهندية، دلائل النبوة للبيهقي باب صفة رسول الله صلى الله تعالى

عليه وسلم في التوراة والانجيل دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۳۷۷

ف: بساطی: خرده فروش۔ ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں بیچنے والا۔

لافظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق واعطى المفاتيح الخ مثل ما مر سوا بسواء۔	نہ سخت دل ہیں نہ درشت نحو، نہ بازاروں میں شور کرتے، انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔ باقی عبارت مثل تورات مبارک ہے۔
--	--

حدیث ۶۱: بخاری و مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بینا انا نائم اتیت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت فی یدی ^۲ ۔	میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔
---	---

حدیث ۶۲: امام احمد و ابو بکر بن ابی شیبہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعطيت مالكم يعط احد من الانبياء قبل نصرته بالرعب واعطيت مفاتيح الارض الحديث ^۳ ۔	مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں، الحديث۔
---	--

امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

حدیث ۶۳: امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیاء مقدسی صحیح مختارہ، ابو نعیم دلائل النبوة

^۱ الخصائص الكبرى باب ذكره في التوراة والانجيل الخ مركز البحوث بدمشق ۱/ ۱۱، المستدرک للحاکم کتاب التاريخ کان اجود الناس
بالخير دار الفكر بيروت ۲/ ۶۱۳، الطبقات الكبرى لابن سعد ذكر صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم في التوراة والانجيل دار صادر بيروت

۳۶۳/۱

^۲ صحيح البخارى كتاب الاعتصام باب قول النبي صلى الله عليه وسلم بعثت بجوامع الكلم قديمي كتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۸۰، صحيح مسلم
كتاب المساجد و موضع الصلوة قديمي كتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹

^۳ مسند احمد بن حنبل عن علي بن ابي رضى الله عنه المكتب الاسلامى بيروت ۱/ ۹۸، المصنف لابن ابي شيبة كتاب المناقب حديث ۳۱۲۳۸
دار الكتب العلمية بيروت ۶/ ۳۰۸، الخصائص الكبرى باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بالنصر بالرعب مركز اهل سنت بدمشق ۲/ ۱۹۳

میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور مالک تمام دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاء فی به جبریل علیه قطیفة من سندس ^۱ ۔	دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش ونگار پڑا تھا۔
---	--

حدیث ۶۲: امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور پر نور ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اوتیت مفاتیح کل شیع الا الخمس ^۲ ۔	مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے۔ یعنی غیوب خمسہ۔
--	--

علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ثم اعلم بها بعد ذلك ^۳ ۔	پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں ان کا علم بھی دے دیا گیا۔
------------------------------------	---

اسی طرح علامہ سیوطی نے بھی خصائص کبریٰ^۴ میں نقل فرمایا: علامہ مدابغی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے۔ واللہ الحمد۔

حدیث ۶۵: بعینہ یہی مضمون احمد و ابویعلیٰ^۵ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
حدیث آخر ابو نعیم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور مالک غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں:

^۱ مسند احمد بن حنبل، عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۲۸، الخصائص الکبریٰ بحوالہ احمد وابن حبان و ابی نعیم باب اختصاصہ بالنصر مرکز البنت گجرات الہند ۱۹۵/ ۲

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۸۵، المعجم الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲/ ۳۶۱

^۳ حواشی الحنفی علی الجامع الصغیر علی ہامش السراج المنیر الحدیث اوتیت مفاتیح الخ المطبعة الازهریة المصریہ مصر ۲/ ۳۷

^۴ الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالنصر بالوعب مرکز اہل سنت گجرات الہند ۱۹۵/ ۲

^۵ مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۸۶

جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں، پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے، پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمیں بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔ پھر اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نظر سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لما خرج من بطنى فنظرت اليه فاذا انا به ساجد ثم رايت سحابة بيضاء قد اقبلت من السماء حتى غشيتته فغيب عن وجهي، ثم تجلت فاذا انا به مدرج في ثوب صوف ابيض وتحتة حريرة خضراء وقد قبض على ثلاثة مفاتيح من اللؤلؤ الرطب واذا قائل يقول قبض محمد على مفاتيح النصره ومفاتيح الربح ومفاتيح النبوة ثم اقبلت سحابة اخرى حتى غشيتته فغيب عن عيني ثم تجلت فاذا انا به قد قبض على حريرة خضراء مطوية واذا قائل يقول بخ بخ قبض محمد على الدنيا كلها لم يبق خلق من اهلها الا دخل في قبضته¹۔ هذا مختصر۔ والحمد لله رب العالمين

حدیث ۶۶: حافظ ابو زکریا یحییٰ بن عائد اپنی مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رضوان خازن جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوش اقدس میں عرض کی:

¹ الخصائص الكبرى بحوالہ ابو نعیم عن ابن عباس باب مآظہر فی لیلة مولده مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۲۸

معك مفاتيح النصرۃ قد البست الخوف والرعب لايسمع احد بذكرك الا وجل فؤاده وخاف قلبه وان لميرك يا خليفة الله ¹ ۔	حضور کے ساتھ نصرت کی کنیاں ہیں رعب و دبدبہ کا جامہ حضور ر کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چرچا سننے کا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے نائب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
---	--

ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو ایک اللہ کا نائب ہی کہنے میں سب کچھ آگیا، اللہ کا نائب ایسا ہی تو چاہئے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ ایک دنیا کے کتے کا نائب کہیں کا صوبہ اسکی طرف سے وہاں کے سیاہ و سپید کا مختار ہوتا ہے مگر اللہ کا نائب کسی پتھر کا نائب ہے "وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ"²۔ (اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی۔ ت) بے دولتوں نے اللہ ہی کی قدرت نہ جانی لا واللہ اللہ کا نائب اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک میں تصرف تام کا اختیار رکھتا ہے جب تو اللہ کا نائب کہلایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۶۷: امام دارمی اپنی سنن میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذا وفدوا وانا خطيبهم اذا نصبوا وانا شفيعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا يسوا الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدي ولو اء الحمد يومئذ بيدي ³ ۔	میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے، اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے، اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے، اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے، اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید
---	--

¹ الخصائص الكبرى باب ما ظهر في ليلة مولده صلى الله تعالى عليه وسلم مركز اہلسنت گجرات الہند ۱/۳۹

² القرآن الكريم ۶/۹۱ و ۳۹/۶۷

³ مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ الترمذی والدارمی باب فضائل سید المرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۱۴، سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۳۹ دار المحاسن للطباعة القاہرۃ ص ۳۰، الخصائص الكبرى باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانہ اول من تنشق الارض منه مركز اہلسنت گجرات الہند ۲/۲۱۸

الحديث۔	ہوں گے، عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔
---------	---

والحمد لله رب العالمین، شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اس دن کے کاموں کا اختیار پیارے رؤف و رحیم کے ہاتھ میں رکھا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس لئے شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

در اس روز ظاہر گرد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نائب ملک یوم الدین ست روز روز اوست و حکم حکم او بکم رب العالمین ^۱ ۔	اس دن ظاہر ہو جائے گا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک یوم دین کے نائب ہیں۔ وہ دن آپ کا ہوگا اور اس میں رب العالمین کے حکم سے آپ کا حکم چلے گا۔ (ت)
---	---

حدیث ۲۸: ابن عبد ربہ کتاب بھتہ المجالس میں راوی کہ حضور پر نور افضل صلوات اللہ تسلیما علیہ فرماتے ہیں:

ینصب الی یوم القیمة منبر علی الصراط و ذکر الحدیث (الی ان قال) ثم یأتی ملک فیقف علی اول مرقاة من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ملک خازن النار ان الله امرني ان ادفع مفاتيح جهنم الي محمد وان محمداً امرني ان ادفع الي ابی بکر هاهـ اشهدوا هاهـ اشهدوا ثم یقف ملک آخر علی ثانی مرقاة من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی	روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائیگا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہ مسلمانان! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا میں مالک داروغہ دوزخ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردوں، ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہو کر پکارے گا: اے گروہ مسلمین! جس نے مجھے جانا
---	---

^۱ مدارج النبوة

<p>اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغہ جنت ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دوں۔ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ (علامہ ابراہیم بن عبد اللہ المدنی الشافعی فی الباب السابع من کتاب التحقيق فی فضل الصديق من کتابہ الاکتفاء فی فضل الاربعة الخلفاء^۱ میں بیان کیا ہے۔ ت)</p>	<p>فقد عرفنی ومن لم يعرفنی فأنا رضوان خازن الجنان ان الله امرني ان ادفع مفاتيح الجنة الى محمد وان محمدا امرني ان ادفعها الى ابى بكر هاه اشهدوا هاه اشهدوا الحديث۔ (اورده العلامة ابراهيم بن عبد الله المدنى الشافعى فى الباب السابع من كتاب التحقيق فى فضل الصديق من كتابه الاكتفاء فى فضل الاربعة الخلفاء^۱۔</p>
--	---

حدیث ۶۹: حافظ ابو سعید عبد الملک بن عثمان کتاب شرف النبوة میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

<p>روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا دو منبر نور کے لا کر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے، داہنے والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔</p>	<p>اذا كان يوم القيامة وجمع الله الاولين والآخرين يوقى بمنبرين من نور فينصب احدهما عن يمين العرش والآخر عن يساره ويعلوهما شخصان فينادى الذى عن يمين العرش معاشر الخلائق من عرفنى فقد عرفنى ومن لم يعرفنى فأنا رضوان خازن الجنة ان الله امرني ان اسلم مفاتيح الجنة الى محمد وان محمدا امرني ان اسلمها الى ابى بكر وعمر ليدخلا محبيهما الجنة الا فاشهدوا</p>
---	--

<p>پھر بانیں والا پکارے گا: اے جماعت مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں، سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ (اس کو بھی کتاب الاکتفاء میں کتاب الاحادیث الغررفی فضل الشیخین ابی بکر و عمر من کتاب الاکتفاء۔</p> <p>الغرفی فضل الشیخین ابی بکر و عمر میں باب ہفتم میں بیان کیا۔ ت)</p>	<p>ثم ینادی الذی عن یسار العرش معشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مالک خازن النار ان الله امرنی ان اسلم مفاتیح النار الی محمد و محمد امرنی ان اسلمها الی ابی بکر و عمر لیدخلا مبغضیهما النار الا فاشهدوا^۱۔ اور دہ ایضاً فی الباب السایع من کتاب الاحادیث الغررفی فضل الشیخین ابی بکر و عمر من کتاب الاکتفاء۔</p>
--	---

یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی:

<p>روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پس خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔ (علامہ شہاب خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فصل "نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کن کن غیوب پر مطلع کیا گیا" میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا یا جو اس کے ہم معنی ہے۔ ت)</p>	<p>ینادی یوم القیمة ابن اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فیؤتی بالخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم فیقول اللہ لهم ادخلوا من شئتم الجنة ودعوا من شئتم او ما هو بمعناہ ذکرہ العلامة الشہاب الخفاجی فی نسیم الریاض^۲ شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فصل ما اطلع علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الغیوب، وقال او ما هو بمعناہ۔</p>
--	---

^۱ مناحل الشفاء و مناهل الصفاء بتحقیق شرف المصطفیٰ حدیث ۲۳۸۸ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۵/ ۱۹/ ۲۰ و ۲۲

^۲ نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ الغیلانیات فصل و من ذلك ما اطلع علیہ من الغیوب مرکز البہنت گجرات البہد ۳/ ۱۶۴

حدیث ۷۰: ولہذا سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: انا قسم النار میں قسم دوزخ ہوں۔
یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رواہ شاذان ^۱ الفضیلی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی جزء ردّ الشمس جعلنا اللہ من والہ کما یحبہ ویرضاه بجاہ جمال محبّہ امین۔	اس کو شاذان نے جزء ردّ الشمس میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے محبوبوں میں رکھے جیسا کہ وہ خود اس سے محبت فرماتا ہے اور اس پر راضی ہے اس کے محبوبوں کے جمال کے صدقے۔ آمین۔ (ت)
---	---

بلکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے احادیث حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو قسم النار فرمایا۔ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

قد خرج اهل الصحيح ولائمة ما اعلم به اصحابه صلى الله تعالى عليه وسلم مما وعدهم به من الظهور على اعدائه (الى قوله) وقتل علي وان اشقاها الذي يخضب هذه من هذه اي لحيته من راسه وانه قسيم النار يدخل اولياء الجنة واعداء النار ^۲ ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعناہ امین!	بیشک اصحاب صحاح وائمه ما اعلم به اصحابہ جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی شہادت اور یہ کہ بد بخت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا، اور یہ کہ مولا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قسم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو اور اس کے صدقے ہم سے راضی ہو۔ آمین۔ (ت)
--	---

^۱ کنز العمال بحوالہ شاذان الفضیلی فی رد الشمس حدیث ۳۶۳۷۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۳/ ۱۵۲

^۲ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل ومن ذالك ما اطع عليه من الغيوب المكتبة الشركة الصحافية ۱/ ۲۸۳، ۲۸۴

نسیم میں عبارت نہایہ:

ان علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انا قسیم النار۔	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں قسیم دوزخ ہوں۔ (ت)
--	--

ذکر کر کے فرمایا:

ابن الاثیر ثقة وما ذكره على لا يقال من قبل الراي فهو في حكم المرفوع اذ لا مجال فيه للاجتهاد ¹ اقول: كلام النسيم انه لم يره مروياً عن علي فاحال على وثاقة ابن الاثير وقد ذكرنا تخريجه والله الحمد۔	ابن الاثير ثقہ ہے اور جو کچھ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا وہ اپنے رائے سے نہیں کہا جاسکتا ہے، لہذا وہ مرفوع کے حکم میں ہوگا کیونکہ اس میں اجتہاد کی مجال نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں نسیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو حضرت علی سے مروی نہیں جانتے چنانچہ انہوں نے اسے ابن الاثیر کے ثقہ ہونے کی طرف پھیر دیا ہے اور ہم نے اس کی تخریج کر دی ہے۔ واللہ الحمد۔ (ت)
--	--

مدارج شریف میں ہے:

آمدہ است کہ ایستادہ میکند او را پروردگار وے بيمين عرش ودر روايتے بر عرش ودر روايتے بر کرسی وے سپارد وے کلید جنت ² ۔	مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش کی دائیں جانب کھڑا کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ عرش کے اوپر، اور ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر کھڑا کریگا اور جنت کی چابی آپ کے سپرد فرمائے گا۔ (ت)
--	---

ملاحی! ذرا انصاف کی کنجی سے دیدہ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں۔ اور اب اپنا وہ بلائے جان اقرار یاد کیجئے¹ جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے³۔ دیکھ حجت الہیوں قائم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ رب العالمین۔

¹ نسیم الریاض فصل ومن ذالك ما اطلع عليه من الغیوب مرکز الہدنت گجرات الہند ۱۶۳/۳

² مدارج النبوة باب ہشتم مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۲۷۴/۱

³ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۳

فصل دوم احادیث منیفہ میں

تین وصل پر مشتمل:

وصل اول: اعظم واجل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جانفزا اسناد میں جن سے ایمان کی جان میں جان آئے ایمان کی آنکھ نور و ایقان پائے، وبالله التوفیق۔

حدیث ۷۱: بخاری شریف میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی سید عالم مغنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابن جمیل کو کیا بُرا لگا یہی ناکہ وہ محتاج تھا اللہ و رسول نے اسے غنی کر دیا، جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	ماينقم ابن جميل الا انه كان فقيرًا فاعنائه الله ورسوله ¹
---	---

حدیث ۷۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

جس کا کوئی نگہبان نہ ہو اللہ و رسول اس کے نگہبان ہیں (اسے ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن کہا، اور ابن ماجہ نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)	الله ورسوله مولیٰ من لا مولیٰ له۔ الترمذی وحسنہ و ابن ماجة عن امير المؤمنين عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ²
--	--

علامہ مناوی تبصیر میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

یعنی ارشاد حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا کوئی حافظ نہیں اللہ و رسول اس کے حافظ ہیں۔	ای حافظ من لا حافظ له ³
---	------------------------------------

حدیث ۷۳: کہ جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یتیم بچوں کو خدمت اقدس میں

¹ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ وفي الرقاب والغارمین قدیمی کتب خانہ پشاور ۱۹۸۱

² سنن الترمذی باب ماجاء فی میراث الخال حدیث ۱۱۰۲۱۱ دار الفکر بیروت ۴/۳۳، سنن ابن ماجہ ابواب الزکوٰۃ باب ذوی الارحام (مجمع) ۲۰۱ سعید کمپنی کراچی ص

³ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث اللہ ورسوله مولیٰ من لا مولیٰ له مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲۰۶/۱

یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کر کے فرماتے ہیں:

<p>فجاءت امناء ذکر تیتیمنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیہ وسلم العیلة تخافین علیہم وانا ولیہم فی الدنیا والأخرۃ۔ احمد والطبرانی^۱ وابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>میری ماں نے حاضر ہو کر حضور پناہ بیکیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہماری یتیمی کی شکایت عرض کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں ان کا ولی و کار ساز ہوں دنیا و آخرت میں۔ (امام احمد اور طبرانی اور ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔ ت)</p>
---	---

۔ غم نخور، آنکھ حفیظش توئی والی و مولیٰ و ولیش توئی

(وہ غم نہیں کھاتا جس کا محافظ، والی، آقا اور ولی تو ہے۔ ت)

حدیث ۷۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر وحب الانصار من الایمان وبغضہم کفر وحب العرب من الایمان وبغضہم کفر، ومن سب اصحابی فعلیہ لعنة اللہ، ومن حفظنی فیہم فانا احفظہ یوم القیۃ۔ ابن عساکر^۲ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وللہ الحمد</p>	<p>محبت ابو بکر و عمر کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور محبت انصار کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور محبت عرب کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور میرے اصحاب کو جو برا کہے اس پر اللہ کی لعنت، اور جو ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے میں روز قیامت اس کا حافظ و نگہبان ہوں گا (ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>
--	---

حدیث ۷۵ و ۷۶: دنیا کی ظاہری زینت و حلاوت اور مال حلال کما کرا چھی جگہ خرچ کرنے

^۱ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن جعفر المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۰۵ و ۲۰۴، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۳۳۰۳ عبد اللہ بن

جعفر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹/ ۱۷۳ و ۱۷۴

^۲ تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۳۰۲ عمر بن الخطاب دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۸۱

کی خوبی اور حرام کما کر بری جگہ اٹھانے کی برائی بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اور بہت اللہ اور رسول کے مال سے اپنے نفس کی خواہشوں میں ڈوبنے والے ہیں جن کے لیے قیامت میں نہیں مگر آگ۔ (احمد اور ترمذی نے خولہ بنت قیس سے روایت کیا اور اس کو حسن صحیح کہا اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)	ورب متخوٰض فیما شاءت نفسه من مال اللہ ورسولہ لیس له یوم القیمة الا النار۔ احمد ^۱ والترمذی وقال حسن صحیح عن خولة بنت قیس والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
--	---

حدیث ۷۷: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بکر مجھے کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے دیا۔ صدیق اکبر روئے اور عرض کی: ہل انا و مالی الالک یا رسول اللہ میری جان و مال کا مالک حضور کے سوا کون ہے یا رسول اللہ۔

احمد نے اپنی مسند میں بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)	احمد ^۲ فی مسندہ بسند صحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
---	--

حدیث ۷۸: آیہ کریمہ:

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (ت)	"قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی"۔ ^۳
--	---

کے اسباب نزول میں مروی انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور عاجزی کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کی:

ہمارے مال اور ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ	اموالنا وما فی یدینا للہ و
---------------------------------------	----------------------------

^۱ مسند احمد بن حنبل عن خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۷۸، سنن الترمذی کتاب الزہد باب ما جاء فی

اخذ المال حدیث ۲۳۸۱ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۶۶، شعب الایمان حدیث ۵۵۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۳۹۶، ۳۹۷

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۵۳

^۳ القرآن الکریم ۲۳/ ۲۲

رسولہ۔ ابناء جریر ^۱ و ابی حاتم و مردویہ عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	ہے سب اللہ و رسول کا ہے۔ (جریر کے بیٹوں اور ابی حاتم اور مردویہ نے مقسم سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۷۹: کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز حنین زنان و صبیان بنی ہوازن کو اسیر فرمایا اور اموال و غلام و کنیز مجاہدین پر تقسیم فرمائے اب سرداران قبیلہ اپنے اہل و عیال و اموال حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے مانگنے کو حاضر ہوئے زہیر بن صرد جمشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:۔

(۱) امنن علینا رسول اللہ فی کرم فانک المرء نرجوہ و نذخر

(۲) امنن علی بیضۃ قد عاقھا قدر فشتت شملھا فی دھرھا غیر

(۳) ابقت لنا الدھر هنا فاعلی حزین علی قلوبھم الغماء والغمر

(۴) ان لم تدار کھم نعماء تنشرھا یا ارجح الناس حلما حین یختبر

(۱) یا رسول اللہ! ہم پر احسان فرمائیے اپنے کرم سے، حضور ہی وہ مرد کامل و جامع فواضل و محاسن و شامل ہیں جس سے ہم امید کریں اور جسے وقت مصیبت کے لئے ذخیرہ بنائیں۔

(۲) احسان فرمائیے اس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئی اس کی جماعت تترتر ہو گئی اس کے وقت کی حالتیں بدل گئیں۔

(۳) یہ بدحالیاں ہمیشہ کے لئے ہم میں غم کے وہ مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج و غیظ مستولی ہوگا۔

(۴) اور حضور کی نعمتیں جنہیں حضور نے عام فرمادیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں اے تمام جہان سے زیادہ عقل والے! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم)

^۱ جامع البیان (تفسیر طبری) تحت الآیۃ ۴۲/ ۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵/ ۳۲، تفسیر ابن ابی حاتم تحت الآیۃ ۴۲/ ۲۳

مکتبہ نزار مصطفی الباز مکة المكرمة ۱۰/ ۳۲۷، الدر المنثور بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ ۴۲/ ۲۳ دار احیاء التراث

العربی بیروت ۷/ ۲۹۹

<p>قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الشَّعْرَ قَالَ مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمَطْلَبِ فَهَوَ لَكُمْ وَقَالَتْ قُرَيْشٌ مَا كَانَ لَنَا فَهَوَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَقَالَتْ الْأَنْصَارُ مَا كَانَ لَنَا فَهَوَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ۔ الطبرانی فی ثلاثیات معجمہ الصغیر حدثنا عبید اللہ ابن رماحس القیسى بر مادة الرماله سنة اربع وسبعين ومائتين ثنا ابو عمرو زياد بن طارق وكان قد اتت عليه عشرون ومائة سنة قال سمعت ابا جروال زهير بن صردن الجشی¹ يقول فذكره۔</p>	<p>یہ اشعار سن کر سیدارحم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمہیں بخش دیا۔ قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ طبرانی نے معجم صغیر کی ثلاثیات میں کہا کہ ہمیں ۲۷۴ھ میں رمادہ رملہ پر عبید اللہ بن رماحس قیسى نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عمرو زیاد بن طارق نے جن کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جروال زہیر بن صرد جشمی کو کہتے ہوئے سنا، پھر انہوں نے اس کو ذکر کیا۔ (ت)</p>
---	---

حدیث ۸۰: کہ اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ

انت الرسول الذی ترجی فواضله عند القحوط اذا ما اخطأ المطر

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے

<p>عمر بن شیبہ من طریق عامر الشعبي ذكره الحافظ في الاصابة وقال ذكره ابن فتحون في الذيل²۔</p>	<p>(عمر بن شیبہ نے بطریق عامر الشعبي سے روایت کیا، حافظ نے الاصابہ میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا اس کا ذکر ابن فتحون نے ذیل میں کیا۔ (ت)</p>
---	---

¹ المعجم الكبير عن زهير بن صرد الجشی حدیث ۵۳۰۳ المكتبة الفيصلية بيروت ۵/ ۷۰ و ۲۶۹، المعجم الصغير من اسبه عبید اللہ دار

الكتب العلمية بيروت ۱/ ۳۷-۲۳۶، المعجم الاوسط حدیث ۲۶۶۷ مکتبة المعارف ریاض ۵/ ۱۹-۳۱۸

² الاصابة في تمييز الصحابة ترجمہ ۱۶۸ اسود بن مسعود ثقفی دار الفكر بيروت ۱/ ۵۷

حدیث ۸۱: ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

(۱) اتیناک والعذر ایدی لبابہا وقد شغلت امر الصبی عن الطفل

(۲) والقت بکفیہا الفتی لاستکانہ من الجوع ضعفا لایسر ولا یحلی

(۳) ولیس لنا الا الیک فراؤنا واین قرار الخلق الا الی الرسل

(۱) ہم در دولت پر شدت تھڑکی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کٹواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔

(۲) جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گر سبکی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی بات نہیں نکلتی۔

(۳) اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں، اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وبارک وسلم۔

یہ فریاد سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنسایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا، ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اُمد اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حوالینا لا علینا ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس۔ فوراً البرمدینے پر سے کھل گیا، آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندہ دندان نما کیا اور فرمایا: اللہ کے لیے ہے خوبی ابو طالب کی، اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعت اقدس میں عرض کئے تھے۔

(۱) وایبض یستسقی الغمام بوجهہ ثمال الیتامی عصبة للارامل

(۲) تلوذہ الہلاک من الہاشم فہم عندہ فی نعمة و فواضل

- (۱) وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کے جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان۔
 (۲) بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں انکے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اجل ذلك ارددت۔ ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔

<p>اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل فرمائے اور ہمیں آپ کے طفیل بارانِ رحمت عطا فرمائے جو نافع کامل ترین اور سب کو شامل ہو آمین (ت)</p> <p>بیہقی نے دلائل میں بسند صالح کہا افادہ حافظ الشان العشقلانی والدیلوی فی مسند الفردوس کلامہما عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p> <p>فرمایا ان دونوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)</p>	<p>صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسقانا بجاہہ عندہ الغیث النافع الاتم الاعم امین!</p> <p>البیہقی^۱ فی الدلائل بسند صالح کہا افادہ حافظ الشان العشقلانی والدیلوی فی مسند الفردوس کلامہما عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
---	---

یہ حدیث نفیس بجز اللہ تعالیٰ اول تا آخر شفاء مومنین و شفاء منافقین ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پسندیدہ فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے مقصود رسالہ ہیں کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں۔ خلق کیلئے جائے پناہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں بینہ اترتا ہے، وہ یتیموں کا حافظ، وہ بیواؤں کا نگہبان، وہ ملجا و ماوا کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت اسکی پناہ میں آکر اس کی نعمت اس کے فضل سے چین کرتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم۔

حدیث ۸۲: کہ جب جبرائیل کے اموال غنیمت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش و

^۱ دلائل النبوة للبیہقی باب استسقاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/۱۴۱، فتح الباری شرح صحیح

دیگر اقوام عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اس میں سے کوئی شے نہ پائی انھی (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم پر اب وہ نظر توجہ و کرم نہ رہی شاید اب اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائیں بمقتضائے سنت عشاق کہ دوسروں پر لطف محبوب زائد دیکھ کر رنجیدہ و کبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک بعض کی زبان پر بعض کلمات شکایت آمیز آئے حضور اقدس نے سنا، خاطر انور پر ناگوار گزرا، انھیں جمع کر کے ارشاد فرمایا:

الم اجدکم ضللاً فهداکم اللہ الم اجدکم عالة فاغنناکم اللہ ^۱ ۔	کیا میں نے تمہیں نہ پایا گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں راہ دکھائی، کیا میں نے تمہیں نہ پایا محتاج پس اللہ عزوجل نے تمہیں تو نگری دی۔
--	---

اور صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں یوں ہے:

یا معشر الانصار الم اجدکم ضللاً فهداکم اللہ بی، وکنتم متفرقین فالفکم اللہ بی، وکنتم عالة فاغنناکم اللہ تعالیٰ بی۔ رواہ عن عبد اللہ بن زید بن عاصم ^۲ و نحوه لاحمد عن انس ^۳ وله ولعبد بن حبید والضیاء عن ابی سعید ^۴ رضی اللہ تعالیٰ۔	اے گروہ انصار! کیا میں نے نہ پایا تمہیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں میرے ذریعے سے ہدایت کی، اور تمہارے آپس میں پھوٹ تھی اللہ تعالیٰ نے میرے وسیلے سے تم میں موافقت کر دی، اور تم محتاج تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمہیں تو نگری بخشی (عبد اللہ بن زید بن عاصم سے اسے روایت کیا گیا اور اسی طرح احمد نے حضرت انس سے نیز احمد، عبد بن حمید اور ضیاء نے ابو سعید خدری سے روایت کیا
---	---

^۱ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المغازی غزوہ حنین الخ حدیث ۳۶۹۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۱۹

^۲ صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ الطائف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۶۰، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء الموثقة الخ قدیمی

کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۳۹، مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۴۲

^۳ مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۰۴ و ۲۵۳

^۴ کنز العمال بحوالہ حم و عبد بن حبید عن ابی سعید الخدری حدیث ۶۲۷۳ مؤسسه الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۷

عنہم۔	رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (ت)
انصار کرام ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے تھے:	
نعوذ باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ۔	ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: الاتحیون جواب کیوں نہیں دیتے؟ انصار نے عرض کی:	
اللہ ورسولہ امن وافضل۔	اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اور اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے۔
حضور نے فرمایا: تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو۔ انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے:	
اللہ ورسولہ امن وافضل۔	اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اور اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے۔
ابوبکر بن ابی شیبہ ^۱ فی مصنفہ عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)
حدیث ۸۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:	
موتان الارض للہ ورسولہ البیہقی ^۲ فی الشعب عن ابی بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما موصولاً۔	جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی ہے بیہقی نے شعب میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موصول روایت کیا۔ (ت)

^۱ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المغازی حدیث ۳۶۹۸۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۱۹

^۲ السنن الکبری للبیہقی کتاب احیاء الموات باب لایتروک ذمی یحییہ الخ دار صادر بیروت ۶/ ۱۴۳

حدیث ۸۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

عادی الارض من اللہ ورسولہ ہو فیہا عن طاؤس ^۱	قدیم زمینیں اللہ ورسول کی ملک ہیں۔ اسی میں طاؤس سے مرسلہ۔
--	---

اقول: بن، جنگل، پہاڑوں اور شہروں کی ملک افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ان پر ظاہری ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا ورسول ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ورنہ محلوں، احاطوں، گھروں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول کی ملک ہیں اگرچہ ظاہری نام من و تو کا لگا ہوا ہے۔ زیور شریف سے رب العزت کا نام سن ہی چکے کہ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا^۲؛ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو یہ تخصیص مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ "وَالْأَمْوَالُ مَوْلَیُّمَنِ اللّٰهِ" ^۳ میں تخصیص زمانی کہ حکم اس دن اللہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے۔ مگر وہ دن روز ظہور حقیقت و انقطاع ادعا ہے۔ لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللہ ورسول کی ملک بتائی وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں:

حدیث ۸۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اعلموا ان الارض لله ورسوله البخاری ^۴ فی الجہاد من الجامع الصحيح باب اخراج اليهود من جزيرة العرب عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ امام بخاری نے الجامع الصحيح میں کتاب الجہاد باب یهود کا جزیرۃ العرب سے اخراج میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)
--	--

حدیث ۸۶: اعمی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس میں اپنے بعض اقارب کی ایک

^۱ السنن الکبری للبیہقی کتاب احیاء الموات باب لا یتروک ذمی یحییہ الخ دار صادر بیروت ۶/ ۱۳۳

^۲ تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت و ایمان انبیاء سہیل الیڈمی لاہور ص ۱۶۹

^۳ القرآن الکریم ۸۲/ ۱۹

^۴ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب اخراج اليهود من جزيرة العرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۹، صحیح مسلم باب اجلاء اليهود من

جزیرۃ العرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۴

فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامح قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی ع

یا مالک الناس و دیان العرب

(اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی۔

الامام احمد حدثنا محمد بن ابی بکر بن المقدمی ثنا ابو معشر بن البراء ثنی صدقة بن طيسلة ثنی معن بن ثعلبة المازنی والی بعد ثنی الاعشى المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانشدته یا مالک الناس و دیان العرب الحدیث^۱ و رواه الامام الاجل ابو جعفر الطحاوی فی معانی الآثار حدثنا ابن ابی داود ثنا المقدمی ثنا ابو معشر الی اخره نحوه سنداً^۲ و متنّاً و رواه ابن عبد اللہ ابن الامام فی زوائد مسندہ من طریق عوف بن کھس بن الحسن عن صدقة بن طيسلة حدثنی معن بن ثعلبة المازنی والی بعدہ قالو اثنّا الاعشى رضی اللہ تعالیٰ عنہ فذکرہ^۳ قلت والیہ اعنی عبد اللہ عزاه حافظ الشان فی الاصابة^۴۔ انہ رواہ فی الزوائد والعبد الضعیف غفر اللہ تعالیٰ لہ قدر واه فی المسند نفسه ایضاً کما سمعت ولله الحمد و رواه البغوی وابن السکن وابن ابی عاصم کلهم من طریق الجنید بن امین بن عروہ بن نضلة بن طریق بن بهصل الحرمازی عن ابیہ عن جدہ نضلة و لفظ البغوی عنہ حدثنی ابی امین حدثنی ابی ذروة عن ابی نضلة عن رجل منهم یقال لہ الاعشى واسمه عبد اللہ بن الاعور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فذکر القصة وفیہ فخر حقیقی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعاد به و انشأ یقول یا مالک الناس و دیان العرب الحدیث^۵۔

^۱ مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۰۱، مجمع الزوائد کتاب النکاح باب النشوز دار الکتب بیروت ۲/ ۲۳۱

^۲ شرح معانی الآثار کتاب الکراهیة باب رواية الشعر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۰

^۳ زوائد عبد اللہ بن احمد کتاب الادب باب ما جاء فی الشعر حدیث ۱۲۸ دار البشائر الاسلامیة بیروت ص ۳۲۳

^۴ الاصابة فی تمییز الصحابة ترجمہ ۴۵۳۳ عبد اللہ بن الاعور دار الفکر بیروت ۳/ ۱۵۲

^۵ الاصابة فی تمییز الصحابة بحوالہ البغوی ترجمہ ۸۷۱۳ نضلة بن طریق دار الفکر بیروت ۵/ ۳۳۷

یہ حدیث جلیل اتنے کبار نے باسانید متعدد روایت کی اور طریق اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ:
اعشى رضى الله تعالى عنه نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی کہ: اے مالک آدمیاں، واے جزا و سزا دہ عرب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بآرک وسلم۔

حدیث ۸۷: حارث بن عوف مزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی:

ابعث معی من یدعو الی دینک فانہ لہ جار۔	میرے ساتھ کسی شخص کو حضور ارسال فرمائیں جو میری قوم کو حضور کے دین کی طرف دعوت کرے اور وہ میری پناہ میں ہوگا۔
--	--

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ کر دیا حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنبہ
والوں نے عہد شکنی کر کے انہیں شہید کر دیا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں اشعار کہے از انجملہ یہ شعر۔

یا حارث من یغدر بذمة جاره منکم فان محمداً لا یغدر

اے حارث! جو کوئی تم میں اپنے پناہ دے ہوئے کے عہد سے بے وفائی کرے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے پناہ دیتے ہیں
وہ سچی پناہ ہوتی ہے۔

فجاء الحارث فاعتذر و ودی الانصاری وقال یا محمد انی عائد بک من لسان حسان۔ الزبیر بن بکار حدثنی عی مصعب ان الحارث بن عوف اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ^۱ فذکرہ۔	حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عذر کیا اور انصاری شہید کی دیت دی اور حضور سے عرض کی یا رسول اللہ! میں حضور کی پناہ مانگتا ہوں حسان کی زبان سے۔ زبیر بن بکار نے کہا مجھے میرے چچا مصعب نے حدیث بیان کی کہ حارث بن عوف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر پھر پوری حدیث بیان کی۔ (ت)
---	--

حدیث ۸۸: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

انه کان یضرب غلامه فجعل یقول اعوذ باللہ قال	یعنی وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، غلام نے کہنا شروع کیا، اللہ کی دہائی، اللہ کی دہائی۔
---	---

^۱ الاصابة فی تمییز الصحابة بحوالہ الزبیر ترجمہ ۱۲۵۷ الحارث بن عوف دار الفکر بیروت ۱/۳۳۰

<p>انہوں نے ہاتھ نہ روکا۔ غلام نے کہا: رسول اللہ کی دہائی۔ فوراً چھوڑ دیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! بے شک اللہ تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تو اس غلام پر۔ انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔</p>	<p>فجعل يضربه فقال اعوذ برسول الله، فتركه فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم والله اقدر عليك منك عليه قال فاعتقه¹۔</p>
---	--

الحمد للہ! اس حدیث صحیح کے تیور دیکھئے، حیا ہو تو وہابیت کو ڈوب مرنے کی بھی جگہ نہیں، یہ حدیث تو خدا جانے بیمار دلوں پر کیا کیا قیامتیں توڑے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی دینا ہی ان کے دہائی پچانے کو بہت تھی نہ کہ وہ بھی یوں کہ سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں وہ اللہ عزوجل کی دہائی دیتا رہا میں نے نہ چھوڑا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی دی فوراً چھوڑ دیا۔

علماء فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی سن کر حضور کی عظمت دل پر چھائی ہاتھ روک لیا۔
 اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) یعنی پہلی بات ایک معمول ہو جانے سے ایسی موثر نہ ہوئی، انسان کا قاعدہ ہے کہ جس بات کا محاورہ کم ہوتا ہے اس کا اثر زیادہ پڑتا ہے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اللہ عزوجل کی عظمت سے ناشی ہے۔ بحمد اللہ حدیث کے یہ معنی ہیں اگرچہ وہابیہ کے طور پر تو اس کا درجہ شرک سے بھی کچھ آگے بڑھا ہوا ہے۔

حدیث ۸۹: یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا:

<p>یعنی ایک صاحب اپنے غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی دہائی۔ اتنے میں غلام نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا اب کہا رسول اللہ کی دہائی۔ فوراً اس</p>	<p>قال بينا رجل يضرب غلاماً له، وهو يقول اعوذ بالله اذ بصر برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال اعوذ برسول الله فالتقى</p>
---	--

¹ صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحة الممالیک قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۲/۲

<p>صاحب نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سنتا ہے خدا کی قسم بیشک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دُہائی دینے والے کو پناہ دی جائے۔ ان صاحب نے عرض کی: یا رسول اللہ! تو وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔</p>	<p>ماکان فی یدہ و خلی عن العبد فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اما واللہ انه احق ان یعاذ من استعاذ بہ منی فقال الرجل یا رسول اللہ فهو حر لوجه اللہ^۱۔</p>
--	--

اقول: الحمد للہ اس حدیث نے تو اور بھی پانی سر سے تیر کر دیا، صاف تصریح فرمادی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلام کی دونوں دُہائیاں بھی سنیں اور پہلی دُہائی پر ان کا نہ رکنا اور دوسری پر فوراً باز رہنا بھی ملاحظہ فرمایا مگر افسوس کہ وہابیت کی ذلت و مردودیت کو نہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس غلام سے فرماتے ہیں کہ تو مشرک ہو گیا اللہ کے سو امیری دُہائی دیتا ہے اور وہ بھی کس طرح کہ اللہ عزوجل کی دُہائی چھوڑ کر نہ آقا سے ارشاد کرتے ہیں کہ یہ کیسا شرک اکبر، خدا کی دُہائی کی وہ بے پرواہی اور میری دُہائی پر یہ نظر، ایک تو میری دُہائی ماننی اور وہ بھی یوں کہ خدا کی دُہائی نہ مان کر افسوس آقا و غلام کو مشرک بنانا درکنار خود جو اس پر نصیحت فرماتے ہیں وہ کس مزے کی بات ہے کہ اللہ مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے، دُہائی تو اپنی بھی قائم رکھی اور اپنی دُہائی دینے پر نہ دینی بھی ثابت رکھی، صرف اتنا ارشاد ہوا کہ خدا کی دُہائی زیادہ ماننے کے قابل تھی۔ الحمد للہ کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دینوہابیہ کے جھوٹے قرآن تقویۃ الایمان کی کچھ قدر نہ فرمائی اسے سخت ذلت پہنچائی جس میں اس کا امام لکھتا ہے:

"اول معنی شرک و توحید کے سمجھنا چاہیے اکثر لوگ پیروں پیغمبروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں، ان سے مادیں مانگتے ہیں، کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی غلام محی الدین، کوئی مشکل کے وقت کسی کی دُہائی دیتا ہے، غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء و انبیاء سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانانہ کئے جاتے ہیں۔ سچ فرمایا اللہ صاحب نے

^۱ الدر المنثور بحوالہ عبد الرزاق عن الحسن تحت الآیة ۴/ ۳۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۰۲، کنز العمال بحوالہ عب عن

الحسن حدیث ۲۵۶۷۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۹/ ۲۰۳

کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں^۱۔ "اھ مختصراً
ان دافع البلاء کے منکروں سے بھی اتنا پوچھ لیجئے کہ کسی کی پناہ یعنی اس کی دہائی دینی دفع بلا ہی کے لیے ہوتی ہے یا کچھ اور۔
لکن الوہابیۃ قوم یعتقدون۔ (اور قوم وہابیہ حد سے بڑھنے والی ہے۔ ت)
حدیث ۹۰: ابن ماجہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

یعنی ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں حاضر ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور
کے سر مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوا، حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اونٹ! ٹھہرا اگر تو سچا ہے تو
تیرے سچ کا پھل تیرے لیے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے
جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے، اس کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو
ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے امان رکھی ہے
اور جو ہمارے حضور التجالائے وہ نامرادی سے بری ہے۔ صحابہ
نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے؟
فرمایا: اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھالینا چاہا تھا یہ
ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے حضور فریاد
لایا۔ ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کا مالک یا کہا اس
کے مالک دوڑتے آئے، اونٹ نے جب انہیں دیکھا پھر حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

قال کنا جلو سا عند رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم اذ اقبل بعير تعدوا حتى وقف على هامة رسول
الله صلى الله تعالى عليه وسلم ايها البيعر اسكن فان
تك صادقاً فلنك صدقك وان تك كاذباً فعليك كذبك
مع ان الله تعالى قد امن عائدنا وليس بخائب
لائذنا فقلنا يا رسول الله ما يقول هذا البعير، فقال
هذا بعير هم اهل بنحرة واكل لحمه فهرب منهم و
استغاث بنيكم بينا نحن كذلك اذ اقبل صاحبه او
قال اصحابه يتعادون فلما نظر اليهم البعير عاد الى
هامة رسول الله صلى الله

^۱ تقوية الايمان پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴

علیہ وسلم فلاذبحہا فقالوا یا رسول اللہ هذا بعیرنا
 هرب منذ ثلاثة ایام فلم نلقه الا بین یدیک، فقال
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اما انه یشکوا لی فیئست
 الشکایة۔ فقالو یا رسول اللہ ما یقول؟ قال یقول انه
 ربی فی امنکم احوالا وکنتم تحملون علیہ فی الصیف
 الی مواجع الکلاء فاذا کان الشتاء رحلت الی موضع
 الدفاء فلما کبر استفخلت فرزقکم اللہ ابلًا سائمًا
 فلما ادرکنه هذه السنة الخصبة همتم بذبحه واکل
 لحمہ۔ فقالوا واللہ کان ذلک یا رسول اللہ۔ فقال صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما هذا جزاء المملوک الصالح من
 موالیہ۔ فقالوا یا رسول اللہ فاننا لانبیعه ولا ننحرہ۔
 فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کذبتم قد استغاث
 بکم فلم تغیثوه وانا اولی بالرحمة منکم فان اللہ
 نزع الرحمة من قلوب المنافقین واسکنها فی قلوب
 المؤمنین۔ فاشترای اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منهم
 بمائة درهم وقال یا ایہا البعیر!

سرانور کے پاس آگیا اور حضور کی پناہ پکڑی، اس کے مالکوں نے
 عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے
 آج حضور کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے فرمایا: سنتے ہو اس نے میرے حضور ناش کی ہے
 اور زہمت ہی بری ناش ہے۔ وہ بولے: یا رسول اللہ! یہ کیا
 کہتا ہے؟ فرمایا: یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا
 گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور
 جاڑے میں گرم مقام تک کوچ کرتے، جب وہ بڑا ہوا تو تم
 نے اسے ساند بنالیا اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے تمہارے
 بہت اونٹ کر دیے جو چرتے پھرتے ہیں، اب جو اسے یہ شاداب
 برس آیا تم نے اسے ذبح کر کے کھا لینا چاہا۔ وہ بولے: یا
 رسول اللہ! خدا کی قسم! یونہی ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی
 طرف سے یہ نہیں ہے۔ وہ بولے: یا رسول اللہ! تو ہم اسے نہ
 بیچیں گے نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا: غلط کہتے ہو اس نے تم سے
 فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا
 مستحق و لائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ عز و جل نے
 منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے
 دلوں میں رکھی ہے، پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے وہ اونٹ ان سے سو روپے کو خرید لیا اور اس سے ارشاد
 فرمایا: اے اونٹ!

چلا جا کہ تو اللہ عزوجل کے لئے آزاد ہے۔ یہ سن کر اس نے سر اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آمین کہی۔ اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی۔ اس نے سہ بارہ عرض کی حضور نے پھر آمین کہی اس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: اس نے کہا اے نبی اللہ! اللہ عزوجل حضور کو اسلام و قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین، پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور کی امت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میر خوف دور کیا میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ جل و علا حضور کی امت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے (کہ کفار کبھی انہیں استیصال نہ کر سکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا، میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ سبحانہ امت والا کی سختی انکے آپس میں نہ رکھے (باہمی خونریزی سے دور رہیں)، اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب عزوجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ کچھلی منع فرمائی اور مجھے جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ عزوجل کی طرف سے خبر کر دی کہ میری امت کی فنا تلوار سے ہے۔ قلم چل چکا شدنی پر۔

انطلق فانت حر لوجه الله تعالى۔ فرغی علی ہامۃ رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین۔ ثم رغی فقال آمین۔ ثم رغی الرابعة فبکی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فقلنا یا رسول الله ما یقول هذا البعیر؟ قال قال جزاک الله ایہا النبی عن الاسلام والقرآن خیرًا۔ فقلت آمین۔ ثم قال سکن الله رعب امتک یوم القیمة کما سکنت رعبی فقلت آمین۔ ثم قال حقن الله دماء امتک من اعدائہا کما حقنت دمی فقلت آمین۔ ثم قال لا جعل الله باس امتک بینہا فبکیک فان هذه الخصال سألت ربی فاعطانیہا ومنعنی هذه واخبرنی جبریل علیہ السلام عن الله عزوجل ان فناء امتی بالسیف جری القلم بما هو کائن۔ کذا اور دہ عازیاً

یوں ہی کتاب الترغیب والترہیب میں امام حافظ ذکی الدین عبد العظیم مندزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وارد ہے۔ (ت)	لہ الامام الحافظ ذکی الدین عبد العظیم المنذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی کتاب الترغیب والترہیب ^۱ ۔
---	---

فقیر نے اس رسالہ میں بنظر اختصار اکثر احادیث کا خلاصہ لکھا یا صرف محل استدلال پر اقتصار کیا۔ یہ حدیث نفیس کہ ایک اعلیٰ اعلام نبوت و معجزات جلیل حضرت رسالت علیہ و علی الہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ سے تھی تمامہ ذکر کرنی مناسب سمجھی، یہاں موضع استناد وہ پیاری پیاری اسناد ہے کہ جو ہماری پناہ لے اللہ عزوجل اسے پناہ دیتا ہے اور جو ہم سے التجا کرے نامراد نہیں رہتا۔

الحمد للہ رب العالمین اور خدا جانے دافع البلاء کس شے کا نام ہے۔

حدیث ۹۱: عبد اللہ بن سلامہ بن عمیر اسلمی صحابی ابن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

میں نے سراقہ بن حارثہ نجاری شہید غزوہ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا دنیا کی کوئی چیز میں نے ایسی نہ پائی جو انکے ساتھ شادی ہونے سے مجھے زیادہ پیاری ہو میں نے دو سو روپے ان کا مہر کیا تھا اور پاس کچھ نہ تھا جو انہیں بھیجوں، میں نے کہا اللہ اور اللہ کے رسول ہی پر بھروسہ ہے، پس میں خدمت انور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حال عرض کیا۔	تزوجت ابنة سراقه ابن حارثة النجاري وقتل ببدر فلم اصب شيئا من الدنيا كان احب الي من نكاحها و اصدقتهما مائتي درهم فلم اجد شيئا اسوقه اليها فقلت على الله ورسوله المعول فجئت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فاخبرته الحديث۔
---	--

حضور نے ایک جہاد پر انہیں بھیجا اور فرمایا:

میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تمہیں اتنی غنیمت دلا دے گا کہ اپنی بیوی کا مہر ادا کر دو۔	ارجوا ان يغنيك الله مهر زوجتك۔
---	--------------------------------

ایسا ہی ہوا، واللہ الحمد۔

امام ثقہ محمد بن عمرو اقد نے ابی حدر	الامام الثقة محمد بن ^۲ عمرو اقد
--------------------------------------	--

^۱ الترغيب والترهيب في الشفقة على خلق الله تعالى مصطفى الباي ۳/ ۸-۲۰۷

^۲ کتاب المغازی سریة خضرۃ امیرھا ابو قتادۃ مؤسسۃ الاعلیٰ للطبوعات بیروت ۲/ ۷۸-۷۷

عن ابی حذر دوہو ابن سلامۃ المذکور رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسندہ الیہ وقد علی توثیقہ الامام المحقق علی الاطلاق فی الفتح و ذکرنا فی منیر العین۔	جو سلامہ مذکور رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس پر انکی سند سے روایت کیا، اور امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں اس کی توثیق فرمائی اور ہم نے اسے (اپنے رسالے) منیر العین میں بیان کیا۔ (ت)
---	--

حدیث ۹۲ و ۹۳: غزوہ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے وقت حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے۔

(۱) اللهم لولانت ما هتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

(۲) فأغفر ذلک ما بقینا والقیں سکینة علینا

(۳) وثبت الاقدام ان لا قینا ونحن عن فضلک ما استغنینا

(۱) خدا گواہ ہے یا رسول اللہ! اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

(۲) تو بخش دیجئے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینے اتاریں۔

(۳) اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح بخاری^۱ و صحیح مسلم و سنن ابی داود و سنن نسائی و مسند احمد و غیرہ میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطرق عدیدہ ہے اور پچھلا مصرعہ زیادات صحیح مسلم و امام احمد سے ہے۔

رواہ من طریق ایاس بن سلمۃ عن ابیہ سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ایاس بن سلمہ کے طریق پر ان کے والد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
---	---

^۱ صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۰۳، صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر باب غزوہ خیبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۱، سنن النسائی کتاب الجہاد والسیر باب من قاتل فی سبیل اللہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۶۰، مسند احمد بن حنبل عن سلمۃ بن الاکوع المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۵۰

ہم حدیث صحیح بخاری مع شرح امام احمد قسطلانی مسنی بہ ارشاد الساری کے الفاظ کریمہ مختصر ذکر کریں:

<p>یعنی یزید بن ابی عبید اپنے مولیٰ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس خیبر کو چلے، رات کا سفر تھا، حاضرین سے ایک صاحب حضرت اسید بن حفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے عامر! ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سناتے، اور ابن اسحق نے نصر بن دھر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا کہ میں نے سفر خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا "اے ابن اکوع! اتر کر کچھ اپنے اشعار ہمارے لئے شروع کرو۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس امر کا امر فرمایا۔ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر تھے اترے اور قوم کے سامنے یوں حدی خوانی کرتے چلے کہ: یارب! اگر حضور نہ ہوتے ہم راہ نہ پاتے نہ زکوٰۃ و نماز بجالاتے۔ ہم حضور پر بلا گرداں ف ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں بخش دیجئے۔ ان اشعار میں مخاطب</p>	<p>(عن یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاكوع رضى الله تعالى عنه قال خرجنا مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الى خيبر فسرنا ليلاً فقال رجل من القوم) هو اسيد بن حفير رضى الله تعالى عنه (لعامر يا عامر الاتسبعنا من ههنا) (تک) (وعند ابن اسحق من حديث نصر بن دهر ن الاسلمى رضى الله تعالى عنه انه سمع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول في مسيرة الى خيبر لعامر بن الاكوع رضى الله تعالى عنه انزل يا ابن الاكوع فاحد لنا من ههنا تك فقيه انه صلى الله تعالى عليه وسلم هو الذي امره بذلك وكان عامر رضى الله تعالى عنه رجلاً شاعراً فنزل يحدو بالقوم يقول</p> <p>اللهم لولا انت ماء هتديننا ولا تصدقنا ولا صليننا فاغفر فداء لك، المخاطب بذلك النبي صلى الله تعالى</p>
--	--

ف: قربان ہونے والا، دوسرے کی بلا اپنے اوپر لینے والا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یعنی حضور کے حقوق حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے ہوئے حضور معاف فرمادیں۔ حضور کے لئے خطاب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ایسا خطاب کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پر فدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر اگر کوئی بلاء یا تکلیف آتی تو وہ اپنے اوپر لے لی جائے اس کی محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ عزوجل کو اس کلام کا مخاطب کیونکر بنا سکتے ہیں) رہا یہ کہ ابتداء میں اللہم ہے اس سے مقصود حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اس کے نام سے ابتداء کلام ہے اور حضور ہم پر سیکھتے اتاریں مقابلہ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جل وعلا سے ان مراعات کی دعا فرمادیں۔ یہ اشعار سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: عامر بن اکوع۔ حضور نے فرمایا: اللہ اس پر رحمت کرے۔ اور مسند احمد (و صحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) فرمایا: تیرا رب تیری مغفرت فرمائے اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا

علیہ وسلم ای اغفر لنا تقصیرنا فی حقک ونصرك اذ لا يتصور ان يقال مثل هذا الكلام للباری تعالیٰ و قوله اللهم لم يقصد بها الدعاء وانما افتتح بها الكلام (ما بقینا) ای ما خلفنا وراعنا من الاثم (و القین) ای او سل ربك ان یلقین (سکینة علینا) و ثبت الاقدام) ای وان یثبت الاقدام (ان لاقینا) العدو (فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من هذا السائق قالوا عامر بن الاکوع قال یرحمه الله) وعند احمد من رواية ایاس بن سلمة فقال غفر لك ربك قال وما استغفر رسول الله صلی الله علیه وسلم لانسان یخصه الا استشهد قال رجل من القوم هو عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه کما فی مسلم (وجبت له الشهادة بدعائك له

(یا نبی اللہ لو لا امتعتنا بہ) بقیتہ لنا للتمتع بہ ^۱ ۔	نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہو جاتا تھا (لہذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کہ صحیح مسلم میں تصریح ہے عرض کی: یا رسول! حضور کی دعا سے عامر کے لئے شہادت واجب ہو گئی حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور انہیں ابھی زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔ انتہی۔
---	--

یہ پچھلے لفظ بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ "حضور انہیں زندہ رکھتے"۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ حدیث ابن اسحاق نے اس سند سے روایت کی:

حدثنی محمد بن ابراہیم بن الحارث عن ابی الہیثم بن نصر بن دھرن الاسلمی ان اباہ حدثہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول فی مسیرہ الی خیبر لعامر بن الاکوع فذکرہ ^۲ ۔	بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن الحارث نے انہوں نے ابی الہیثم بن نصر بن دھرن دہرا سلمی سے کہ انکے والد نے سفر خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عامر بن الاکوع کو یہ فرماتے ہوئے سنا تو اس کا ذکر کر دیا۔ (ت)
---	--

اسی میں ہے:

فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجبت واللہ یا رسول اللہ لو امتعتنا بہ، فقتل یوم خیبر شہیداً ^۳ ۔	امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم شہادت واجب ہو گئی، یا رسول اللہ! کاش حضور ہمیں ان کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے۔ وہ روز خیبر شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
---	---

نیز امام احمد نے مسند میں بطریق ابن اسحاق روایت فرمائی:

حدثنا یعقوب ثنا ابی عن ابن اسحاق ثنا محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی الحدیث ^۴ سنداً ومتناً یبید انہ اقتصر	ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے کہ ہمیں میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق حدیث بیان کی کہ ہمیں محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے سند و متن مذکور کے ساتھ
---	--

^۱ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المغازی حدیث ۴۱۹۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹/ ۲۱۶۲۱۳

^۲ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر المسیرۃ الی خیبر دار ابن کثیر بیروت الجزئین الثالث والرابع ص ۳۲۸، ۳۲۹

^۳ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر المسیرۃ الی خیبر دار ابن کثیر بیروت الجزئین الثالث والرابع ص ۳۲۹

^۴ مسند احمد بن حنبل حدیث نصر بن دھر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۳۱

<p>علی الاشعار ولم یذکر دعاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفیہ فاحد لنا مکان قوله فخذلنا ولعل هذا هو الاصبوب واللہ تعالیٰ اعلم۔</p>	<p>حدیث بیان کی سوائے اس کے کہ انہوں نے صرف اشعار پر اکتفاء کیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا مبارک اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک ذکر نہیں کیا۔ اور اس روایت میں "فخذلنا" کی جگہ لفظ "فاحدلنا" ہے۔ شاید یہی زیادہ درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p>
--	---

حدیث ۹۴: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ انہوں نے ایک تصویر دارقالین خریدا، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے دروازے پر رونق افروز رہے اندر قدم کرم نہ رکھا، ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چہرہ انور میں اثر ناراضی پایا (اللہ انہیں ناراض نہ کرے دونوں جہان میں) عرض کرنے لگیں:

<p>یا رسول اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔</p>	<p>یا رسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت^۱۔</p>
--	--

حدیث ۹۵: چالیس^{۲۰} صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم باہم بیٹھے مسئلہ قدر و جبر میں بحث کرنے لگے ان میں صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے روح امین جبریل علیہ السلام نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! حضور اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں کہ انہوں نے نئی راہ نکالی۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا صحابہ سمجھے کوئی نئی بات ہے۔ آگے حدیث کے پیارے پیارے الفاظ دلکش و دلنوازیوں ہیں:

<p>یعنی حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ان پر اس حالت میں برآمد ہوئے کہ رنگ</p>	<p>وخرج علیہم ملتبعاً لہ نہ متوردة وجنتا کانتا تفتقا</p>
---	--

^۱ صحیح البخاری کتاب اللباس باب من کرہ القعود علی الصور قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۸۱/۲، صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم تصویر صورة الحيوان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۱/۲، مسند امام احمد عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۲۴۶/۶، مصنف عبدالرزاق باب التماثل وما جاء فیہ حدیث ۱۹۴۸۴، المجلس العلمی بیروت ۳۹۸/۱۰

<p>بحب الرمان الخامض فنهضوا الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حاسرين اذرعهم ترعد ا كفهم و اذرعهم فقالوا تبنا الى الله ورسوله الحديث۔ الطبرانی¹ في الكبير عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔</p>	<p>چہرہ اقدس کا (شدت جلال سے) دہک رہا ہے، دونوں رخسارہ مبارک گلاب کی طرح سرخ ہیں گویا انار ترش کے دانے پھوٹ نکلے ہیں، صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی حضور کی طرف (عاجزی کے ساتھ) کلائیاں کھولے ہاتھ تھرتھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔ (طبرانی نے کبیر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)</p>
--	---

ان احادیث سے ثابت کہ صدیقہ و صدیق و فاروق و غیر ہم اکتالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے توبہ کرنے میں اللہ قابل التوب جل جلالہ کے نام پاک کے ساتھ اس کے نائب اکبر نبی التوبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا اور حضور پر نور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمایا حالانکہ توبہ بھی اصل حق حضرت عزت عز جلالہ کا ہے۔ ولہذا حدیث میں ہے ایک قیدی گرفتار کر کے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لایا گیا وہ بولا:

<p>اللهم انی اتوب الیک ولا اتوب الی محمد۔</p>	<p>الہی! میری توبہ تیری طرف ہے، نہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف۔</p>
---	---

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

<p>عرف الحق لاهله۔ احمد² والحاکم وصححه وروى عن الاسود بن سريع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>حق کو حق والے کے لئے پہچان لیا۔ احمد و حاکم نے اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور اس کو اسود بن سريع سے روایت کیا۔ (ت)</p>
---	---

¹ المعجم الكبير عن ثوبان رضی اللہ عنہ المكتبة الفيصلية بيروت ۹۵/۲ و ۹۶

² مسند احمد بن حنبل حدیث اسود بن سريع رضی اللہ عنہ المكتبة الاسلامی بیروت ۳۵/۳، کنز العمال حدیث ۸۲۵ مؤسسه الرساله

بیروت ۷۶/۳ کنز العمال حدیث ۱۱۹۲ مؤسسه الرساله بیروت ۵۲۶/۳، كشف الخفاء حدیث ۱۲۵ دار الکتب العلمیة بیروت ۵۵/۴

حدیث ۹۶: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب ان کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے مولائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

یا رسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقة الی اللہ والی رسولہ ^۱ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	یا رسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے صدقہ کر کے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
--	---

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے:

ای صدقة خالصه لله ولرسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالی بمعنی اللام ^۲ ۔	یعنی اس حدیث میں اللہ و رسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنی اللہ و رسول کے لیے تصدق ہیں، تو حاصل یہ کہ اپنا سارا مال خاص خدا اور رسول کے نام پر تصدق کر دوں تبارک و تعالیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ چنانچہ اس میں الی بمعنی لام ہے۔ (ت)
---	---

حدیث ۹۷: یمن کی ایک بی بی اور ان کی بیٹی بارگاہ نیکس پناہ محبوب الہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں، دختر کے ہاتھ میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے، مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تعطین زکوٰۃ هذا اس کی زکوٰۃ دے گی۔ عرض کی: نہ فرمایا: ایسڑک

^۱ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ ۱۹۲/۱ و کتاب الوصایا ۳۸۶/۱ و کتاب المغازی ۲۳۶/۲، صحیح مسلم کتاب التوبہ باب حدیث توبہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۶۰/۲ سنن ابی داود کتاب الایمان والنذر باب من نذر ان یتصدق بمالہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۱۳/۲، سنن النسائی کتاب الایمان باب اذا هدی ماله علی وجه النذر نور محمد کارخانہ کراچی ۱۴۷/۲، السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الزکوٰۃ ۱۸۱/۳ و کتاب السیر ۳۵/۹ و کتاب الایمان ۲۸/۱۰ دار صادر بیروت، مسند امام احمد حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴۵۴/۳، ۴۵۶، ۴۵۹، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المغازی حدیث ۳۶۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۲۵/۷

^۲ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المغازی دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۹۲/۹

ان یسورک اللہ بہما یوم القیمة سوارین من نار۔ کیا تجھے یہ بھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انکے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے؟ ان بی بی نے فوراً وہ کنگن اتار کر ڈال دئے اور عرض کی:

ہما للہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ احمد ^۱ و ابو داؤد والنسائی عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند لا مقالہ فیہ۔	یا رسول اللہ! یہ دونوں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (احمد و ابو داؤد و نسائی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند ^{۱۱} اس میں کلام نہیں ^{۱۱} روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۹۸: کہ جب حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی:

یا رسول اللہ! میں اپنی قوم کا محلّہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	یا رسول اللہ! انی اھجر دار قومی التي اصبحت بها الذنب وانخلع من مالی صدقة الى اللہ والی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
--	---

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو لبابہ! تھائی مال کافی ہے۔ انہوں نے ثلث مال اللہ و رسول کے لئے صدقہ کر دیا عز جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم عن ابن شہاب الزہری عن الحسین بن السائب بن ابی لبابة عن ابيه رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما تاب اللہ علی جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے حسین بن سائب بن ابو لبابہ سے بحوالہ اپنے باپ کے روایت کیا وہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:
--	--

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب الكنز ما ہو و زکوٰۃ الحلی آفتاب عالم پریس لاہور ۲۱۸/۱، سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الحلی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۳۴۳/۱، مسند امام احمد عن عبد اللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/۸۷، ۲۰۸ و ۲۰۹، مسند امام احمد عن اسماء بنت یزید المکتب الاسلامی بیروت ۲۶۱/۶

علیہ وسلم فقلت فذکرہ ^۱	پھر پوری حدیث ذکر کی۔ (ت)
-----------------------------------	---------------------------

یہ حدیثیں جان و ہایت پر صریح آفت ہیں کہ تصدق کرنے میں اللہ عزوجل کے ساتھ اللہ کے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملایا جاتا اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول رکھتے ہیں، واللہ الحجة البالغة۔ اسی قبیل سے ہے افضل الاولیاء محمد بن سیدنا صدیق اکبر امام المشاہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض کہ حضرت مولانا العارف باللہ القوی، مولوی قدس سرہ المعنوی نے مثنوی شریف میں نقل کی کہ جب حضرت صدیق عتیق سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کر کے حاضر بارگاہ عالم پناہ ہوئے۔

گفت مادو بندگان کوئے تو کردمش آزاد ہم برروئے تو^۲

(صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے غلام ہیں میں نے آپ کی خاطر اسکو آزاد کر دیا ہے۔) اور پہلے مصرع میں جو کچھ حضرت صدیق اکبر اپنے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں اس پر تو دیکھا چاہئے، وہایت کا جن کتنا چلے، نجدیت کی آگ کہاں تک اچھلے، مگر ہاں امیر المؤمنین غیظ المنافقین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درہ سیاست دکھایا چاہئے کہ بھوت بھاگے، اور شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا دیجئے کہ آگ دے، وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں، وبالله التوفیق۔

حدیث ۹۹: شاہ صاحب ازالۃ الحفاء میں بحوالہ روایت ابو حذیفہ السحق بن بشر و کتاب مستطاب الرياض النضرة فی مناقب العشرة ناقل کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں برسر منبر فرمایا:

کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکنت عبداً	میں حضور پر نور آقا و مولا عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا پس میں حضور کا بندہ
---	---

^۱ المعجم الكبير عن ابی لبابة حدیث ۴۵۰۹ المكتبة الفيصلية بيروت ۳۳/۵، كنز العمال بحوالہ طب و ابی نعیم عن الزهري حدیث

۴۰۳۳ مؤسسة الرسالة بيروت ۵۹/۶، كنز العمال بحوالہ طب و ابی نعیم عن الزهري حدیث ۴۶۱۰۶ مؤسسة الرسالة بيروت ۶۲۳/۱۶

^۲ مثنوی معنوی معاتبہ کردن حضرت رسول با صدیق الخ و فتر ششم نورانی کتب خانہ پشاور ص ۲۹

وخادمہ^۱۔

اور حضور کا خدمت تھی۔

اقول: یہ حدیث ابو حذیفہ مذکور نے فتوح الشام اور حسن بن بشران نے اپنی فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے امالی، ابو احمد دہقان نے حرز حدیثی، ابن عساکر نے تاریخ، لاکائی نے کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ عنہم سے روایت کی جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر ان کے شدت جلال سے عجب ہیبت چھائی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المومنین کا برتاؤ نہ معلوم ہو متفرق رہو، لوگ بولے صدیق اکبر کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انہیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ باپ کہتے انکے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے، اور ان کی ہیبت کی یہ حالت ہے کہ مردوں نے اپنی مجالس چھوڑ دیں۔ جب امیر المومنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کے لئے پکار دیں۔ لوگ حاضر ہوئے امیر المومنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم رکھتے تھے اور فرمایا کہ مجھے کافی ہے صدیق کے قدموں کی جگہ بیٹھوں، جب سب جمع ہوئے امیر المومنین نے منبر اطہر سید ازہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد و ثناء الہی و درود رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کہا:

یا ایہا الناس انی قد علمت انکم کنتم تؤنسون منی شدة و غلظة و ذلک انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کنت عبدا و خادمہ۔	لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور خدمتگار تھا۔
--	--

حضور کی نرمی و رحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں، اللہ عز و جل نے خود اپنے اسمائے کریمہ سے دو نام حضور کو عطا فرمائے رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام میں فرماتے چاہتے چلنے دیتے، میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے، اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت، پھر صدیق مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے، ان کی نرمی و رحمت و کرم کی حالت تم سب پر روشن ہے

^۱کنز العمال حدیث ۱۴۱۸۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۶۸۱/۵، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ الفصل التاسع دار المعرفۃ بیروت ۲۷۱/۲

فکنت خادمہ وعونہ میں ان کا خادم اور ان کا سپاہی تھا۔ اپنی شدت ان کی نرمی کے ساتھ لاتا، ان کے سامنے تیغ عریاں تھا وہ چاہتے نیام میں کرتے خواہ رواں فرماتے، میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے، اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت، اب کہ میں تمہارا ولی ہوا، جان لو کہ وہ شدت دونی ہو گئی درجوں بڑھ گئی، مگر کس پر ہوگی۔ ان پر جو مسلمانوں پر ظلم و تعدی کریں، اور دینداروں کے لئے تو میں خود ان کے آپس سے بھی زیادہ نرم و مہربان ہوں، جسے ظلم و زیادتی کرتے پاؤں گا اسے نہ چھوڑوں گا اس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا یہاں تک کہ حق کو قبول کر لے۔ سعید بن مسیب وابو سلمہ بن عبد الرحمن نے فرمایا:

خدا کی قسم عمر نے جو فرمایا پورا کر دکھایا، وہ رعیت کے لئے مہربان باپ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ مختصر ہے۔ اور بعض کی حدیث بعض میں داخل ہو گئی ہے۔ (ت)	فونی عمر والله بما قال وکان ابا العیال ¹ ۔
---	---

دیکھو امیر المومنین فاروق اعظم کا سا اشد الناس فی امر اللہ بر ملا بر سر منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بتا رہا ہے اور مجمع عام صحابہ کرام سنتا اور برقرار کہتا ہے۔ واللہ الحمد ولہ الحجة السامیة (تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اسی کی حجت بلند ہے۔ ت) امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بجرم تروتج تراوتح جسے اس جناب فاروقیت مآب نے بدعت مان کر اچھا بتایا اور فرمایا:

یہ بدعت بہت خوب و حسن ہے۔	نعم البدعة هذه ² ۔
---------------------------	-------------------------------

وہابی بیڑے کے بعض اھیوٹ بہادر مثل نواب بھوپالی قنوجی وغیرہ صراحۃً معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ ہی چکے اب اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ماننے پر شرک کا اطلاق کرتے انھیں کیا

¹ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۵۳۰۲ عمر بن الخطاب دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/۳۱۱، ۲۱۰، کنز العمال بحوالہ ابن بشیر ان وانی

احمد دھقان والالکافی حدیث ۱۴۱۸۳ مؤسسه الرسالۃ بیروت ۵/۲۸۱ تا ۲۸۳

² صحیح البخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۹

لگتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذالم تستحی فاصنع ما شئت ^۱ ۔	جب تو بیجا ہو جائے تو پھر جو چاہے کر۔ (ت)
---	---

ع بیجیا باش ہر چہ خواہی کن

بیجیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔ (ت)

مگر صاحبو! ذرا سوچ کر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن زیر سنگ خار ادا ہے۔

یوں نظر دوڑے نہ تر جھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اے عبید الہوا، اے عبید الدراہم و عبید الدنیا! اب بھی عبد النبی، عبد الرسول۔ عبد المصطفیٰ کو شرک کہنا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ۱۰۰: بحمد اللہ ایک سے ایک زائد سنتے جائیے: ایک دن امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کر بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بر سر منبر گود میں لے کر فرمایا:

هل انبت الشعر على رؤسنا الا ابوك۔	ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہوئے ہیں۔ تمہارے ہی باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگائے ہوئے ہیں۔
-----------------------------------	--

یعنی جو کچھ عزت، نعمت و دولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن سعد فی الطبقات ^۲ عن السید الحسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	ابن سعد نے طبقات میں سید امام حسین، اللہ تعالیٰ ان کے جد کریم، ان کے والد ماجد، ان کی والدہ ماجدہ، ان کے بھائی اور ان کے بیٹوں پر برکات و سلامتی نازل فرمائے، سے روایت کیا۔ (ت)
--	---

حدیث ۱۰۱: کہ ایک بار امیر المومنین حسن مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کا شانہ

^۱ المعجم الكبير حديث ۶۵۸، ۶۵۳، المكتبة الفيصلية بيروت ۱/۷، ۲۳۶، ۲۳۷

^۲ الطبقات الكبرى لابن سعد

خلافت فاروقی پر اذن طلب کیا بھی اجازت نہ آئی تھی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازے پر حاضر ہو کر اذن مانگا، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت نہ دی، یہ حال دیکھ کر سیدنا امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی واپس آگئے، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں بلا بھیجا، انھوں نے آکر کہا: یا امیر المومنین! میں نے خیال کیا کہ اپنے صاحبزادے کو تو اذن دیا نہیں مجھے کیوں دیں گے، فرمایا:

انت احق بالاذن منه وهل انبت الشعر في الراس بعد الله الا انتم۔ رواه الدار قطنی ^۱ ۔	آپ ان سے زیادہ مستحق اذن ہیں اور یہ بال سر پر اللہ عزوجل کے بعد کس نے لگائے ہیں سوا تمہارے (اس کو دار قطنی نے روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۱۰۲: سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا:

ای بنی لوجعلت تأتینا تغشانا۔	اے میرے بیٹے! میری تمنا ہے کہ آپ ہمارے پاس آیا کریں۔
------------------------------	--

ایک دن میں گیا تو معلوم ہوا کہ تنہائی میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کر رہے ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دروازے پر رکے ہیں عبد اللہ پلٹے ان کے ساتھ میں بھی واپس آیا، اس کے بعد امیر المومنین مجھے ملے، فرمایا: لمراراک جب سے پھر میں نے آپ کو نہ دیکھا یعنی تشریف نہ لائے میں نے کہا: یا امیر المومنین! میں آیا تھا آپ معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے آپ کے صاحبزادے کے ساتھ واپس چلا گیا۔ امیر المومنین نے فرمایا:

انت احق من ابن عمر فانما انبت ما تری فی رءوسنا الله ثم انتم ^۲ ۔	آپ ابن عمر سے مستحق تر ہیں یہ جو آپ ہمارے سروں پر دیکھتے ہیں یہ اللہ ہی نے تو لگائے ہیں۔
---	--

^۱ الدار قطنی

^۲ کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابن راویہ حدیث ۳۷۶۲ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۳/۵۵، الرياض النضرة في مناقب العشرة الباب

الثانی دارالکتب العلمیة بیروت ۳۳۱/۲

پھر آپ سے ایک اور روایت میں ہے:

<p>هل انبت الشعر غيركم۔ الخطيب من طريق يحيى بن سعيد بن الانصاري عن عبيد بن حنين ثنى الحسين ابن علي رضي الله تعالى عنهما وكذا ابنا سعد وراويه والاخرى رواها الحافظ محب الدين الطبري في الرياض النضرة من طريق عبيد بن حنين لاحد الريحانتين رضي الله تعالى عنهما۔</p>	<p>کیا سر پر بال کسی اور نے لگائے ہیں سوائے تمہارے؟ (خطیب نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق سے عبید بن حنین سے روایت کی کہ مجھے حسین بن علی نے حدیث بیان کی۔ یونہی سعد اور راہویہ کے بیٹوں نے روایت کی۔ اور ایک اور حدیث جس کو محب الدین طبری نے ریاض النضرہ میں بطریق عبید بن حنین دونوں شہزادوں یعنی حسین کریمین میں سے ایک کے بارے میں روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (ت)</p>
--	---

حافظ الشان امام عسقلانی الاصابۃ فی تمییز الصحابہ میں اسے بروایت خطیب ذکر کر کے فرماتے ہیں: سندہ صحیح^۱۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان حدیثوں کا سنا نا کہیں وہابی صاحبوں کو رافضی بھی نہ کر دے۔

<p>"قُلْ مَوْئِدُكُمْ اِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ" ۲۔</p>	<p>تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ (ت)</p>
--	---

شہزادوں سے امیر المومنین کے اس فرمانے کا مطلب بھی وہی ہے جو لفظ اول میں تھا کہ یہ بال تمہارے مہربان باپ ہی نے لگائے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جس طرح اراکین سلطنت اپنے آقا زادوں سے کہتے ہیں کہ جو نعمت ہے تمہاری ہی دی ہوئی ہے یعنی تمہارے ہی گھر سے ملی ہے۔

حدیث ۱۰۳: کہ حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ایہا علیہا وعلیٰ بعلہا وانبیاء وبارک وسلم اپنے دونوں شاہزادوں کو لے کر خدمت انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ انحلہما یا رسول اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا فرمائیے۔ قال نعم

^۱ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۱۷۲۰ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دار الفکر بیروت ۱/۳۹۸

^۲ القرآن الکریم ۱۱۹/۳

قاسم خزائن الہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں منظور۔ اما الحسن فقد نحلته حلمی وھیبتی واما الحسین فقد نحلته نجدتی وجودی حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔

ابن عساكر ^۱ عن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ وعمہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ابن عساكر نے محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)
---	--

حدیث ۱۰۴: کہ جب حضرت خاتون فردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا نبی اللہ انحلہما یا نبی اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا ہو۔ فرمایا:

نحلت هذا الكبير المهابة والحلم ونحلت هذا الصغير المحبة والرضا۔ العسکری ^۲ فی الامثال عن جابر بن سمرۃ عن ام ایمن بركة رضی اللہ عنہم۔	میں نے اس بڑے کو ہیبت و بردباری عطا کی اور اس چھوٹے کو محبت و رضا کی نعمت دی۔ (عسکری نے امثال میں جابر بن سمرہ سے انہوں نے ام ایمن بركة رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۱۰۵: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جس مرض میں وصال مبارک ہوا ہے اس میں دو جہان کی شاہزادی اپنے دونوں شہزادوں کو لئے اپنے پدر کریم علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی:

یا رسول اللہ ہذا ان بنای فورثھا شیئاً۔	یا رسول اللہ! یہ میرے دونوں بیٹے ہیں انہیں اپنی میراث کریم سے کچھ عطا فرمائیے۔
--	--

ارشاد ہوا:

اما حسن فله ھیبتی وسؤددی واما حسین	حسن کے لیے تو میری ہیبت اور سرداری ہے
------------------------------------	---------------------------------------

^۱ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۵۵۹ حسین بن علی رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۴/۱۳

^۲ کنز العمال بحوالہ العسکری فی الامثال حدیث ۷۷۰۷۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۳/۷۷۰۷۳

<p>اور حسین کے لیے میری جرات اور میرا کرم (طبرانی نے کبیر میں اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے بتول الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)</p>	<p>فله جراتی وجودی۔ الطبرانی¹ فی الکبیر وابن مندہ و ابن عساکر عن البتول الزہراء رضی اللہ عنہا۔</p>
--	---

اقول: وبالله التوفیق علم و محبت و وجود و شجاعت و رضا و محبت کچھ اشیائے محسوسہ و اجسام ظاہرہ تو نہیں کہ ہاتھ میں اٹھا کر دے دیے جائیں اور بتول زہر اکا سوال بصیغہ عرض و درخواست تھا کہ حضور انھیں کچھ عطا فرمائیں جسے عرف نجات میں صیغہ امر کہتے ہیں اور وہ زمان استقبال کے لیے خاص کہ جب تک یہ صیغہ زبان سے ادا ہوگا زمانہ حال منتقضی ہو جائے گا اس کے بعد قبول و وقوع جو کچھ ہوگا زمانہ تکلم سے زمانہ مستقبل میں آئے گا اگرچہ بحالت فور و اتصال اسے عرفاً زمانہ حال کہیں بہر حال درخواست و قبول کو زمانہ ماضی سے اصلاً تعلق نہیں، اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا نعم ہاں دوں گا۔ لاجرم یہ قبول زمانہ استقبال کا وعدہ ہوا فان السؤل معاد فی الجواب ای نعم انزلھما اس کے متصل ہی حضور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میں نے اپنے اس شاہزادے کو یہ نعمتیں دیں اور اس شہزادے کو یہ دولتیں بخشیں۔ یہ صیغہ بظاہر ماضی کے ہیں اور اس سے زمان و وعدہ تھا اور زمان و وعدہ عطا نہیں کہ وعدہ عطا پر مقدم ہوتا ہے۔ لاجرم یہ صیغہ اخبار کے نہیں بلکہ انشا ہیں جس طرح بائع و مشتری کہتے ہیں بعت اشتیریت میں نے بیچی میں نے خریدی۔ یہ صیغہ کسی گزشتہ خرید و فروخت کی خبر دینے کے نہیں ہوتے بلکہ انہیں سے بیع و شرا پیدا ہوتی ہے انشا کی جاتی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمانے ہی میں کہ میں نے اسے یہ دیا اسے یہ دیا حلم و ہیبت و وجود و شجاعت و رضا و محبت کی دولتیں شاہزادوں کو بخش دیں یہ نعمتیں خاص خزانہ ملک السموات والارض جل جلالہ کی ہیں۔

¹ تاريخ دمشق الكبير ترجمه ١٥٥٩ حسين بن علي رضي الله عنه دار احياء التراث العربي بيروت ١٣٠١/٢٠، المعجم الكبير حديث ١٠٢١ المكتبة الفيصلية بيروت ٢٢/٢٣، كنز العمال بحواله ابن منده كره حديث ١٨٨٣ مؤسسة الرساله بيروت ٧/٢٦٨، كنز العمال بحواله طب وابن منده كره حديث ٢٢٢٢ مؤسسة الرساله بيروت ١٢/١١، كنز العمال بحواله ابن منده طب، ابى نعيم، كره حديث ٩٠٩/٧٣ مؤسسة الرساله بيروت ١٣/٦٤٠

۱۔ ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ¹

(یہ سعادت اپنی طاقت سے حاصل نہیں ہوتی جب تک عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ عطا نہ فرمائے۔ ت)

تو وہ جو زبان سے فرمادے کہ میں نے دیں اور اس فرمانے ہی سے وہ نعمتیں حاصل ہو جائیں قطعاً یقیناً وہی کر سکتا ہے جس کا ہاتھ اللہ وہاب رب الارباب جل جلالہ کے خزانوں پر پہنچتا ہے جسے اس کے رب جل وعلا نے عطا و منع کا اختیار دیا ہے، ہاں وہ کون، ہاں واللہ وہ محمد رسول اللہ ماذون و مختار حضرت اللہ قاسم و متصرف خزائن اللہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، والحمد للہ رب العالمین، لاجرم امام اجل احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب جوہر منظم میں فرماتے ہیں:

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیدہ و تحت ارادۃ یعطی من یشاء ² ۔	وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا نے اپنے کرم کے خزانے، اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطبخ انکے ارادے کے زیر فرمان کر دیئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
--	--

ان مباحث قدسیہ کے جانفزا بیان فقیر کے رسالہ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری میں بکثرت ہیں واللہ الحمد۔
حدیث ۱۰۶: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الباسی الذی یمحوا اللہ لی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر علی قدمی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)	پیشک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماسی الذی میں ماسی یعنی کفر و شرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
--	---

اس کو مالک، احمد، ابو داود طیالسی، ابن سعد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابو نعیم اور دیگر محدثین نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا۔ (ت)	مالك واحمد وابو داود الطيالسي وابن سعد و البخاري ¹ ومسلم والترمذي والنسائي والطبراني و الحاكم والبيهقي وابو نعيم وآخرون عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
--	---

حدیث ۱۱۱۱۰: صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس کو روایت کیا احمد، مسلم اور طبرانی نے کبیر میں	انا محمد واحمد والمقفي والحاشر ونبي التوبة ونبي الرحمة (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ احمد ومسلم ² والطبراني في الكبير
---	---

¹ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الصف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۷، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۶۱، الشمائل مع سنن الترمذی باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ۳۶۵ دار الفکر بیروت ۵/۵۷۲، مسند احمد بن حنبل عن جبیر بن مطعم المکتب الاسلامی بیروت ۳/۸۴، مؤطا لامام مالک ماجاء فی اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۷۳، الطبقات الکبریٰ ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/۱۰۵، المستدرک للحاکم کتاب التاریخ ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۲/۶۰۴، دلائل النبوة للبیہقی باب ذکر اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب العلمیة بیروت ۱/۱۵۵، مسند ابی داود طیالسی احادیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ الجزء الرابع ص ۷۷، دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الثالث ذکر فضیلتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باسمائہ عالم الکتب بیروت ۱/۱۲

² صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۶۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۳/۳۹۵ (باقی بر صفحہ آئندہ)

<p>عن ابی موسیٰ الاشعری ونحوہ احمد وابن سعد وابی شیبہ والبخاری فی التاریخ والترمذی فی الشبائل عن حذیفہ وابن مردویہ فی التفسیر وابو نعیم فی الدلائل وابن عدی فی الکامل وابن عساکر فی تاریخ دمشق والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی الطفیل وابن عدی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وابن سعد عن مجاہدٍ مرسلًا یزیدون وینقصون وکلہم علی الحاشر متفقون۔</p>	<p>ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ اور اس کی مثل احمد، ابن مسعود، ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے شبائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور ابن مردویہ نے تفسیر میں، ابو نعیم نے دلائل میں، ابن عدی نے کامل میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ اور ابن سعد نے مجاہد سے مرسلًا روایت کیا۔ اس میں راوی کمی بیشی کرتے رہے مگر حاشر پر سب متفق ہیں۔ (ت)</p>
--	--

حدیث ۱۱۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کنسیہ یہود میں تشریف لے جا کر دعوت اسلام فرمائی، کسی نے جواب نہ دیا، دوبارہ فرمائی، کوئی نہ بولا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابیتم فواللہ انا الحاشر وانا	تم نے نہ مانا تو سن لو خدا کی قسم میں ہی حشر دینے
------------------------------	---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

شبائل الترمذی مع سنن الترمذی باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۵/۵۷۲، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر اسماء الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱۰۴/۱، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۶۸۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/۳۵۱، دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الثالث ذکر فضیلتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الکتب العلمیہ بیروت ۱۲/۱، کنز العمال بحوالہ عد، وابن عساکر عن ابی الطفیل حدیث ۳۳۱۶۹ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/۳۶۲ و ۳۶۳، الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۹۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۲/۱، الطبقات الکبریٰ ذکر اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱۰۵/۱

والا ہوں، میں ہی خاتم الانبیاء ہوں، میں ہی نبی مصطفیٰ ہوں، چاہے تم مانو یا نہ مانو (حاکم نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا اور اس کی تصحیح کی۔ ت)	العاقب وانا النبی المصطفیٰ امنتہم او کذبتم۔ الحاکم ^۱ وصححه عن عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
--	--

حدیث ۱۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

میں احمد ہوں، میں محمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشردوں گا میں حاجی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر کی بلا محو فرماتا ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	انا احمد وانا محمد وانا الحاشر الذی احشر الناس على قدمی وانا الماحی الذی یمحوا اللہ لی الکفر ^۲ ۔
---	--

یہ اسم حاجی بھی ہمارے مقصود رسالہ سے ہے نیز بجهت اسناد اور نیز یوں کہ معاذ اللہ کفر سے بدتر اور کیا بلا ہے، تو جو پیارا حاجی کفر ہے اس سے بڑھ کر کون دافع البلاء ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ مگر اس نام پاک حاشر کی اسناد کو وہابی صاحب بتائیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کیا فرما رہے ہیں کہ میں حشر دینے والا ہوں میں اپنے قدموں پر خلأقی کو حشر دوں گا۔ تم نے تو قرآن مجید سے یہ سنا ہوگا کہ نشر کرنا حشر دینا خدا کی شان ہے، یہاں بھی تمہارا امام الطائفہ یہی کہے گا کہ نبی نے اپنے آپ کو خدا کی شان میں ملا دیا، خدا کی شان تم مدعیان علم و ایمان ابھی خدا کی شان ہی کے معنی نہ سمجھے، نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں، تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں کہ موجبہ کلیہ کو اس کا عکس موجبہ جزئیہ لازم ہے، ہاں وہ شان جس سے خدائی لازم آئے نبی کے لیے نہیں ہو سکتی، دفع بلا یا سماع ندا یا فریاد کو پہنچنا یا مراد کا دینا وغیرہ امور نزاعیہ کہ بطنائے رحمانی و وساطت فیض ربانی سے مانے جاتے ہیں لزوم الوہیت سے کیا تعلق رکھتے ہیں ولکن من لم یجعل اللہ له نوراً فمالہ من نور (لیکن جسے اللہ تعالیٰ نور عطا نہ فرمائے اس کے لیے کوئی نور نہیں۔ ت)

حدیث ۱۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں

^۱ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة قصه ذکر رؤیا عبد اللہ بن سلام دار الفکر بیروت ۳/۲۱۵

^۲ المعجم الكبير عن جابر رضی اللہ عنہ حدیث ۱۷۵ المكتبة الفيصلية بیروت ۲/۱۸۴، الكامل لابن عدى وهب بن وهب الخ دار الفکر

احمد اور تورات میں احید ہے وانما سمیت احید لانی احید عن امتی نار جہنم اور میرا نام احید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش و زرخ کو دفع فرماتا ہوں۔

فلوجه ربك الحمد و عليك الصلوة والسلام یا احید یا نبی الحمد۔ ابن اعدی وعسا کر ¹ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	آپ کے رب کے لیے حمد اور آپ پر درود و سلام ہوا ہے احید، اے نبی حمد۔ اس کو ابن عدی اور ابن عسا کر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)
--	--

وہابی صاحبو! تمہارے نزدیک احید پیارا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلاء تو ہے ہی نہیں، کہہ دو کہ وہ تم سے نار جہنم بھی دفع نہ فرمائیں اور بظاہر امید تو ایسی ہی ہے کہ جو جس نعمت الہی کا منکر ہوتا ہے اس نعمت سے محروم رہتا ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

انا عند ظن عبدی بی ² ۔	میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے موافق معاملہ فرماتا ہوں۔
-----------------------------------	---

جب تمہارا گمان یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع بلا نہیں تو تم اسی کے مستحق ہو کہ وہ تمہارے لئے دافع البلاء نہ ہوں۔ ایک بار فقیر کے یہاں اس مسئلہ کا ذکر تھا کہ رافضی دیدار الہی کے منکر ہیں اور وہابی شفاعت نبوی کے۔ فقیر نے کہا ایک یہی مسئلہ نزاعیہ ہے جس میں ہم اور وہ دونوں راست گو ہیں ہم کہتے ہیں دیدار الہی ہوگا اور ہم حق کہتے ہیں ان شاء اللہ الغفار ہمیں ہوگا، رافضی کہتے ہیں نہ ہوگا وہ سچ کہتے ہیں ان شاء اللہ القہار انہیں نہ ہوگا، ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں ان کے کرم سے ہمارے لئے ہوگی، وہابی کہتے ہیں کہ شفاعت محال مطلق ہے، اور وہ ٹھیک کہتے ہیں امید ہے کہ انکے لئے نہ ہوگی۔ ع

گر بر تو حرام ست حرامت بادا
(اگر تجھ پر حرام ہے تو حرام رہے۔ ت)

¹ تاریخ دمشق الكبير باب معرفة اسمائه الخ دار احیاء التراث العربی ۲/۱۳، الكامل لابن عدی ترجمہ اسحق بن بشر دار الفکر بیروت ۳۳۱/۱

² مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۵، الترغیب والترہیب والترغیب والترہیب اسحق بن بشر دار الفکر بیروت ۳۹۳/۲

حاضران گفتند کالے صدر الوری راست گو گفتی دوشد گور اجرا

گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک و ہندو در من آل بید کہ اوست¹

(حاضرین نے عرض کی کہ اے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے دو متضادات کرنے والوں کو کیسے درست قرار دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں دوست کا قلعی کیا ہوا آئینہ ہوں، ترک اور ہندو مجھ میں وہی دیکھتا ہے جیسا وہ خود ہے۔ ت) حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

روز قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر یقین نہ لائے وہ اس کے لائق نہیں (ابن منیع نے اپنی معجم میں زید بن ارقم اور دس سے چند زائد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)	شفاعتی یوم القیمة حق فمن لم یؤمن بها لم یکن من اهلها۔ ابن منیع فی معجمہ ² عن زید بن ارقم وبضعة عشر من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
--	--

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں: اطلق علیہ التواتر³۔ اس حدیث کو متواتر کہا گیا۔

بالجملہ وہ تمہارے لئے دافع البلاء نہ سہی مگر لا واللہ ہمارا ٹھکانا تو ان کی بارگاہ بیکس پناہ کے سوا نہیں ہے۔

منکر اپنا اور حامی ڈھونڈ لیں آپ ہی ہم پر ترحمت کیجئے

بلکہ لا واللہ اگر بفرض غلط بفرض باطل عالم میں ان سے جدا کوئی دوسرا حامی بن کر آئے بھی تو ہمیں اس کا احسان لینا منظور نہیں وہ اپنی حمایت اٹھا کر رکھے ہمیں ہمارے مولائے کریم جل جلالہ نے بے ہمارے استحقاق بے ہماری لیاقت کے اپنے محبوب کا کر لیا اور اسی کی وجہ کریم کو حمد قدیم ہے اب ہم دوسرے کا بننا نہیں چاہتے جس کا کھائیے اسی کا گائیے۔

² کنز العمال بحوالہ ابن منیع حدیث ۳۹۰۵۹ مؤسسه الرسالہ بیروت ۳۹۹/۱۲

³ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث شفاعتی یوم القیمة حق مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۷۸/۲

سے چودل بادلبرے آرام گیر د زو صل دیگرے کے کام گیر د
 (جب ایک محبوب سے دل آرام پاتا ہے تو دوسرے کے وصل سے اسے کیا کام۔ ت)
 یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں منت غیر کوئی اٹھائی کوئی ترس جتائے کیوں
 رباعی: اے واہ وہ حبیب را کلید ہمہ کار باران درود بر رخ پاکش بار
 دستے کہ بدامان کریمش زدہ ایم ز نہار بدست دیگر انش مسپار
 (اے اللہ! اس حبیب کو ہر معاملے کی چابی عطا فرما اس کے رخ زیا پر درود کی بارش برسا، جس ہاتھ سے ہم نے اس کا دامن کرم تھا ماہے
 ہر گز ہم کو دوسروں کا دست نگر نہ بنا۔ ت)
 س تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
 جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
 صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم و علیٰ آلک وصحبک وبارک وکرم۔ والحمد للہ رب العالمین۔
 خیر، ان اہل شر کے منہ کیا لگئے، مسلمان نظر فرمائیں کہ عیاذاً باللہ نار جہنم سے سخت تر کون سی بلا ہوگی مگر اس کا دافع و دفع البلا
 نہیں ہے یہ کہ وہابیہ کے پاس نہ عقل ہے نہ دین، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
 حدیث ۱۱۵: صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے انہوں نے حضور اقدس رحمت
 عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا حضور
 کیلئے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا، فرمایا:

و جدتہ فی غیرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح ^۱ ۔	میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو اسے میں نے کھینچ کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔
---	--

^۱ صحیح البخاری باب بنیان الکعبہ قصہ ابی طالب ۵۴۸/۱ و کتاب الادب المشرک ۹۱۷/۲، صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱، مسند احمد بن حنبل عن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت

حدیث ۱۱۶: کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: ہل نفعت ابا طالب۔ حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا؟ فرمایا:

میں اسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں نکال لایا۔ (اس کو، زرار، ابو یعلیٰ، ابن عدی اور تمام نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)	اخر جتہ من غمرۃ جہنم الی ضحضاح منہا۔ البزار ^۱ وابو یعلیٰ وابن عدی وتما من عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
---	--

وہابی صاحبو! مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک کافر کے باب میں فرما رہے ہیں کہ اسے میں نے غرق آتش سے کھینچ لیا اسے میں نکال لایا۔ اور تم حضور کو مسلمانوں کے لیے بھی دافع البلاء نہیں مانتے، یہ تمہارا ایمان ہے۔ مسلمان اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف، قدرتیں، اختیار دیکھیں، دنیا کیا بلا ہے آخرت کے کارخانوں کی باگیں انکے ہاتھ میں سپرد ہوئی ہیں اور نہ بغیر اللہ عزوجل کے ماذون و مختار کئے کس کی مجال ہے کہ اللہ کے قیدی کی سزا بدل دے جس عذاب میں اسے رکھا ہو وہاں سے اسے نکال لے یہ وہی پیارا ہے جس کی عزت و جاہت جس کی محبوبیت نے دو جہاں کے اختیارات اسے دلا دئے۔ آخر حدیث سن چکے:

عزت دینا اور تمام کار و بار کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔	الکرامة والمفاتح يومئذ بییدی ^۲ ۔
---	---

تورات شریف کا ارشاد سن چکے:

اس کا ہاتھ سب ہاتھوں پر بلند ہے سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی	یدہ فوق الجمیع و ید الجمیع مبسوطة الیہ
--	--

^۱ مسند ابی یعلیٰ عن جابر رضی اللہ عنہ حدیث ۲۰۴۳ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۳۹۹/۲، الکامل لابن عدی ترجمہ اسعیل بن مجاہد

دار الفکر بیروت ۳/۱۳، مجمع الزوائد کتاب صفۃ النار تفاوت اہل فی العذاب دار الکتب العربی بیروت ۳۹۵/۱۰

^۲ سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۴۹ دار المحاسن للطباعة القاہرہ ۳۰/۱، مشکوٰۃ المصابیح

باب فضائل سید المرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۱۴، الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بآئہ اول من تنشق

عنہ الارض مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲۱۸/۲

بالخشوع ^۱ ۔	اور گڑگڑانے میں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
------------------------	---

حدیث ۱۱۷: صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان هذه القبور مملوءة على اهلها ظلمة وانی انورھا بصلاقی علیہم۔	بیٹک یہ قبریں ان کے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہیں اور بے شک میں اپنی نماز سے انہیں روشن کر دیتا ہوں۔
صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم قدر نورہ وجمالہ و جودہ ونوالہ علیہ وعلیٰ الہ امین۔ ہو وابن حبان ^۲ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر آپ کے نور و جمال اور جود و عطاء کے مطابق درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ اس نے اور ابن حبان نے بحوالہ ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)

حدیث ۱۱۸: ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ پہلے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں جب انکی وفات ہوئی اور انکی عدت گزری سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پیام نکاح دیا، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھ میں تین باتیں ہیں: انا امرأۃ کبیرۃ۔ میری عمر زائد ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انا اکبر منك میں تم سے بڑا ہوں۔ عرض کی: وانا امرأۃ غیور میں رشکناک عورت ہوں۔ (یعنی ازواج مطہرات کے ساتھ شکر رنجی کا اندیشہ ہے۔) فرمایا: ادعوا للہ عزوجل فیذہب عنک غیورتک میں اللہ عزوجل سے دعا کروں گا وہ تمہارا رشک دور فرمائے گا۔ عرض کی: یا رسول اللہ! وانا امرأۃ مصیبة یا رسول اللہ اور میرے بچے ہیں (یعنی ان کی پرورش کا خیال ہے۔) فرمایا: ہم الی اللہ والی رسولہ۔ بچے اللہ اور اس کے رسول کے سپرد ہیں۔

احمد فی البسند ^۳ حدثنا وکیع ثنا اسمعیل	احمد نے مسند میں کہا ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے
---	--

^۱ تحفہ اثنا عشریہ باب شش در بحث نبوت وایمان سمیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

^۲ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الصلوۃ علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۰/۱، السنن الکبریٰ کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی القبر الخ دار صادر بیروت ۴/۷۴

^۳ مسند احمد بن حنبل عن امر سلمہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۳۲۱/۶، المعجم الکبیر عن امر سلمہ حدیث ۴۹۹ و ۵۸۵ و ۶۴۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۳/۲۳۸ و ۲۳/۲۳۸ و ۲۳/۲۳۸

ہمیں حدیث بیان کی اسمعیل بن عبد الملک بن ابوالصغیر نے، مجھے حدیث بیان کی عبدالعزیز بن بنت ام سلمہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور یہ حدیث سنن نسائی وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)	بن عبد الملک بن ابی الصغیر ثنی عبد العزیز ابن بنت ام سلمة عن ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہما والحديث فی السنن النسائی ^۱ وغیرہ۔
---	---

حدیث ۱۱۹: کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر مسیح کذاب میں فرمایا:

خوش ہو کہ اگر وہ نکلا اور میں تم میں تشریف فرما ہوا تو اللہ تمہیں کافی ہے اور اللہ کا رسول، جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ طبرانی نے کبیر میں اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)	ابشر و افان یخرج و انابین اظهرکم فاللہ کافیکم و رسولہ۔ الطبرانی فی الکبیر ^۲ عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
---	---

یہاں سخت ترین اعداء کے مقابلے میں اللہ و رسول کو کفایت فرمانے والا بتایا کہ خوش ہو بے خوف رہو اللہ و رسول کے ہوتے تمہیں کچھ اندیشہ نہیں۔ اللہ اللہ ایسی جلیل حاجت روائیوں مشککاتیوں میں اللہ عز و جل کے نام اقدس کے ساتھ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملنا و ہابیہ کے زخمی کلیجوں پر خدا جانے کہاں تک نمک چھڑکے گا۔ واللہ الحمد۔

حدیث ۱۲۰: امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا، اتفاق سے ان دنوں میں کافی مالدار تھا میں نے اپنے جی میں کہا اگر کبھی میں ابوبکر سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ دن آج ہی ہے، میں اپنا آدھا مال حاضر لایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ما ابقیت لاهلک تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا باقی رکھا؟ میں نے عرض کیا: ابقیت لہم ان کے لئے بھی باقی چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا: ما ابقیت لہم آخر ان کے لئے کتنا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کی: مثلاً اتنا ہی۔ اور صدیق اکبر اپنا سارا مال تمام و کمال لے کر حاضر ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یا ابابکر

^۱ الاصابة بحوالہ النسائی ترجمہ ۱۲۰۵ ام سلمہ بنت ابی امیہ دار الفکر بیروت ۷/۷، ۳۲۶، ۳۲۷

^۲ المعجم الکبیر حدیث ۴۳۰ المكتبة الفيصلية بیروت ۴۲/۱۷۰

مَا اَبْقَيْتَ لَاهْلِكَ۔ اے ابو بکر! گھروالوں کے لئے کیا باقی رکھا؟ عرض کی: اَبْقَيْتَ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔ میں نے گھروالوں کے لئے اللہ ورسول کو باقی رکھا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں نے کہا: میں ابو بکر سے کبھی سبقت نہ لے جاؤں گا۔

الدارمی ^۱ و ابو داود و الترمذی و قال حسن صحیح و الشاشی و ابن ابی عاصم و ابن شاہین فی السنۃ و الحاکم فی المستدرک و ابو نعیم فی الحلیۃ و البیہقی فی السنن و الضیاء فی المختارۃ کلہم عن امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	دارمی، ابو داود، ترمذی، شاشی، ابن ابی عاصم اور ابن شاہین نے سنۃ میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابو نعیم نے حلیۃ میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں سب نے امیر المؤمنین (عمر فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ دارمی، ابو داود اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا۔ (ت)
--	--

حدیث ۱۲۱: کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا و ابن سیدنا اسماء بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں فرمایا:

احب اہلی من قد انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ۔ الترمذی ^۲ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	مجھے اپنے گھروالوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عز و جل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔ (ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	--

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاة میں فرماتے ہیں:

لم یکن احد من الصحابة الا وقد انعم اللہ علیہ رسولہ صلی اللہ تعالیٰ	یعنی سب صحابہ ایسے ہی تھے جنہیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
--	--

^۱ سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما دار الفکر بیروت ۳۸۰/۵، سنن ابی داود کتاب الزکوۃ باب الرخصة فی ذالک آفتاب عالم پریس لاہور ۲۳۶/۱، سنن الدارمی باب الرجل یتصدق بجمیع ما عنده حدیث ۱۶۶۷ دار المحاسن للطباعة القاہرۃ ۳۲۹/۱، کنز العمال حدیث ۳۵۶۱۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۲۹۱/۱۲

^۲ سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب اسماء بن زید حدیث ۳۸۴۵ دار الفکر بیروت ۳۴۷/۵

<p>علیہ وسلم الا ان المراد المنصوص علیہ فی الكتاب و هو قوله تعالیٰ واذ تقول للذی انعم الله علیہ وانعمت علیہ وهو زید لا خلاف فی ذلک ولا شک^۱ الخ۔</p>	<p>نے نعمت بخشی، مگر یہاں مراد وہ ہے کہ جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب فرماتا تھا تو اس سے جسے اللہ تعالیٰ نے نفع مت دی اور اے نبی! تو نے اسے نعمت دی، اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اس میں کسی کا خلاف نہ اصلاً شک، اور آیت اگرچہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مصداق اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ٹھہرایا کہ پسرتابع پدر ہے، افادہ فی البرقائے۔</p>
--	---

اقول: نہ صرف صحابہ بلکہ تمام اہل اسلام اولین و آخرین سب ایسے ہی ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے نعمت دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی۔ پاک کر دینے سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی جس کا ذکر آیات کریمہ میں سن چکے کہ "وَيُزَكِّيهِمْ"^۲۔ یہ نبی پاک اور ستھرا کر دیتا ہے بلکہ لاواللہ تمام جہان میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو۔ فرماتا ہے:

<p>"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" ^۳۔</p>	<p>ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔</p>
--	---

جب وہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہان پر ان کی نعمت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اہل کفر و اہل کفران اگر نہ مائیں تو کیا نقصان۔

راست خواہی ہزار چشم چنناں کور بہر کہ آفتاب سیاہ
(اگر سچ چاہے تو ایسی ہزار آنکھوں کا اندھا ہونا بہتر ہے نہ کہ آفتاب کا سیاہ ہونا۔ ت)

^۱ مرقاة المفاتیح کتاب المناقب والفضائل باب اہل بیت النبی تحت الحدیث ۶۱۷۷ المكتبة الحبیبیہ کوئٹہ ۵۳۶/۱۰

^۲ القرآن الکریم ۱۲۹/۲

^۳ القرآن الکریم ۱۰۷/۲۱

حدیث ۱۲۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من استعملناہ علی عمل فرزقناہ رزقاً الحدیث۔ ابو داود والحاکم ^۱ بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا۔ (ابوداود اور حاکم نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

پہلی حدیث میں حضور نے فرمایا تھا: "ہم نے غنی کر دیا۔" احادیث عطیہ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں تھا کہ فرمایا: "حسن کو مہابت ہم نے دی، علم ہم نے دیا۔ حسین کو شجاعت ہم نے دی، کرم ہم نے دیا، محبت کا مرتبہ، رضا کا مقام ہم نے عطا کیا۔" حدیث اسامہ میں تھا: "اسے نعمت ہم نے بخشی۔" یہاں ارشاد ہوتا ہے: "رزق ہم نے دیا۔" صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک قدر جودک ونوالک وبارک وسلم۔

حدیث ۱۲۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لقد جاءکم رسول الیکم لیس بوہن ولا کسل لیجی قلوباً غلفاً ویفتح اعیناً عیباً ویسع اذاناً صماً ویقیم السنۃ عوجاً حتی یقال لا الہ الا اللہ وحدہ۔ الدارمی ^۲ فی سننہ عن جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	بیشک تشریف لایا تمہارے پاس وہ رسول تمہاری طرف بھیجا ہوا جو ضعف وکاہلی سے پاک ہے تاکہ وہ رسول زندہ فرمادے غلاف چڑھے دل، اور وہ رسول کھول دے اندھی آنکھیں، اور وہ رسول شنوا کر دے بہرے کانوں کو، اور وہ رسول سیدھی کر دے ٹیڑھی زبانوں کو، یہاں تک کہ لوگ کہہ دیں کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں۔ (دارمی نے اپنی سنن میں جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
--	---

اقول: صحیح اذ قال اخبرنا حیوة بن شریح ثقة شیخ البخاری

^۱ سنن ابنی داود کتاب الخراج والفئی باب فی ارزاق العمال آفتاب عالم پریس لاہور ۵۲/۲، المستدرک للحاکم کتاب الزکوۃ دار الفکر بیروت

۳۰۶/۱، کنز العمال حدیث ۱۱۰۸۴ مؤسسة الرسالہ بیروت ۳۹۴/۴

^۲ سنن الدارمی باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ۹ دار المحاسن للطباعة القاہرۃ ۱۵/۱

فی صحیحہ و ابو داود و الترمذی بل واحد و ابن معین و ہما من اقرانه ثنائیۃ بن الولید ثقة من الاعلام من رجال مسلم وقد زال ما یخشى من لیسہ بقولہ ثنائیۃ بن سعید ثقة ثبت عن خالد بن معدان ثقة عابد من رجال الستة عن جبیر بن نفیر بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثقة جلیل مخضرم من الثانیۃ و قد روی ابن السکن و الباوردی و ابن شاہین مطولا عن عبد الرحمن عن جبیر بن نفیر عن ابیہ قال ادركت الجاهلیۃ و اتانا رسول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالیین فأسلمنا فمرسلہ کمراسیل سعید بن المسیب اوفوق علا ان المرسل حجة عندنا وعند الجہور و الحدیث مسلسل بالخصیین حیوة الی جبیر کلہم اهل حص۔

حدیث ۱۲۴: کہ دو اونٹ مست ہو کر بگڑ گئے تھے، کسی کو پاس نہ آنے دیتے، مالکوں نے باغ میں بند کر دئے تھے، باغ اجاڑتے تھے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور شکایت آئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، دروازہ کھولنے کا حکم دیا، مامور نے اندیشہ کیا مبادا حضور کو ایذا دیں۔ فرمایا خوف نہ کر، کھول دے۔ کھول دیا۔ ایک دروازے ہی کے پاس کھڑا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑا۔ حضور نے مہارڈال کر حوالے کیا۔ دوسرا منتائے باغ پر تھا، جب وہاں تشریف لے گئے اس نے بھی حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا، حضور نے اسے بھی باندھ کر سپرد فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ حال دیکھ کر عرض کی:

یا رسول اللہ! چوپائے تک حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو اللہ کے لیے حضور کے ذریعے سے ہمارے پاس جو کچھ ہے تو تو اس سے بہت بہتر ہے، حضور نے ہمیں گمراہی سے پناہ دی، حضور نے ہمیں ہلاکت سے نجات بخشی تو کیا حضور ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ (ابن قانع و ابو نعیم نے غیلان بن اسامہ الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے	یا نبی اللہ تسجد لک البہائم فما للہ عندنا بک احسن من هذا اجرتنا من الضلالة واستنقذتنا من الهلکة افلا تأذن لنا بالسجود۔ ابن قانع و ابو نعیم ^۱ عن غیلان بن اسامہ الثقفی رضی اللہ
---	---

^۱ دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البہائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۷۳-۳۶

تعالیٰ عنہ ولہ طرق وقد دخل بعضها فی بعض۔	روایت کیا۔ اس کے متعدد طرق ہیں جو کہ بعض بعض میں داخل ہیں۔ (ت)
--	--

وہابیہ کہ گمراہی پسند و ہلاکت دوست ہیں، ان سخت ترین ملیات کو بلا کیوں سمجھیں گے کہ ان سے پناہ دینے والے نجات بخشنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء جانیں۔

حدیث ۱۲۵: جب وفد ہوازن خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اپنے اموال و اہل و عیال کہ مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور سے مانگے اور طالب احسان والا ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا صليتم الظهر فقولوا انا نستعين برسول الله على المؤمنين او المسلمين في نساءنا وابنائنا۔ النسائي ¹ عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جدّه عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما۔	جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں (نسائی نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث فرماتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں۔

وہابی صاحبو! "إِيَّاكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ تَسْتَعِينُ" ² کے معنی کہئے استعانت تو خدا ہی کے ساتھ خاص تھی، یہ ارشاد کیسا ہے کہ ہم سے استعانت کرنا۔ اور زمان حیات دنیاوی اور اس کے بعد کا تفرقہ وہابیہ کی جہالت ہی نہیں بلکہ سراسر ضلالت ہے قطع نظر اس بات سے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں، جو بات خدا کے لیے

¹ سنن النسائي كتاب الهيئة هبة المشاع نور محمد كارخانه تجارت كتب كراچی ۱۳۶۲

² القرآن الكريم ۴/۱

خاص ہو چکی غیر خدا کے ساتھ شرک ٹھہر چکی، اس میں حیات و موت، قرب و بعد، ملکیت و بشریت خواہ کسی وجہ کا تفرقہ کیسا کیا بعد موت ہی شرکت خدا کی صلاحیت نہیں رہتی بحال حیات شریک ہو سکتے ہیں یہ جنون و ہابیہ کو ہر جگہ جاگا ہے جس نے انہیں حمایت توحید کے زعم میں الٹا شرک بنا دیا ہے ایک بات کو کہیں گے شرک ہے پھر کبھی موت حیات کا فرق کرینگے کبھی قرب و بعد کا کبھی کسی اور وجہ کا، جس کا صاف حاصل یہ نکلے گا کہ یہ انوکھے موحد بعض قسم مخلوق خدا کا شریک جانتے ہیں جب تو وہ بات کہ غیر کے لیے اس کا اثبات شرک تھا ان کے لئے ثابت مانتے ہیں۔ اب کھلا کہ انکے امام نے تقویۃ الایمان میں ان وہابی صاحبوں ہی کی نسبت کہا تھا کہ:

۱۱ اکثر لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کرتے جاتے ہیں، سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ، سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ، مگر شرک کرتے ہیں^۱۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ انکی بہت فاحشہ جہالتوں کی پردہ دری کرتا ہے وبالله التوفیق۔

حدیث ۱۲۶: طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر الشمس فتاخّرت ساعة من نهار ^۲ ۔	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔ وہ فوراً ٹھہر گیا۔
--	--

اقول: اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر کی خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی۔ امام اجل طحاوی وغیرہ اکثر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ الحمد للہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الہی کو

^۱ تقویۃ الایمان پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴

^۲ المعجم الاوسط حدیث ۴۰۵۱ مکتبۃ المعارف ریاض ۳۳/۵، مجمع الزوائد کتاب نبوت باب حبس الشمس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم دار الکتب بیروت ۲۹۶/۸

ان کے لئے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل و اکرم و خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا،

رایتک فی المہد تناعی القبر والیہ بأصبعک فحیث اشرت الیہ مال۔	میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔
---	--

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی کنت احدثہ ویحدثنی ویلہینی عن البکاء واسمع وجبتہ حین یسجد تحت العرش۔	ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے ہسلاتا، میں اس کے گرنے کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔
البیہقی فی الدلائل ^۱ والامام شیخ الاسلام ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن الصابونی فی المائتین و الخطیب وابن عساکر فی تاریخ بغداد و دمشق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بیہقی نے دلائل میں اور امام شیخ الاسلام ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن صابونی نے مائتین میں اور خطیب وابن عساکر نے تاریخ بغداد و دمشق میں بیان کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (ت)

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں: فی المعجزات حسن یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔

جب دودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافت الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے آفتاب و ماہتاب در کنار، واللہ العظیم، ملئکہ

^۱ الخصائص الکبریٰ بحوالۃ البیہقی والصابونی وغیرہ باب مناعۃ القبر الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۵۳/۱، کنز العمال بحوالہ حق فی

الدلائل وغیرہ حدیث ۳۱۸۲۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۸۳/۱۱

مدیرات الامر کہ تمام نظم و نسق عالم جن کے ہاتھوں پر ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرہ حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الخلق كافة۔ رواہ مسلم ^۱ عن ابی ہریرۃ	میں تمام مخلوق الہی کی طرف رسول بھیجا گیا۔ (اس کو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
	نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

قرآن فرماتا ہے:

"تَبَارَكَ الَّذِي مَنَىٰ ذَٰلِكَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدٍ لَّيْلًا لِّيُخَوِّنَ لِّلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝۱"۲	برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ تمام اہل عالم کو ڈرسانے والا ہو۔
---	---

اہل عالم میں جمع ملائکہ بھی داخل ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز عصر گھوڑوں کے ملاحظہ میں قضا ہوئی "حَتَّىٰ تَوَاسَّتَ بِالْحِجَابِ ۝۳"۔ یہاں تک کہ سورج پردے میں جا چھپا۔ فرمایا: "رُدُّوْهُا عَلٰی"۴۔ پلٹا لاؤ میری طرف۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی کہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول میں ضمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب ان ملائکہ سے ہے جو آفتاب پر متعین ہیں یعنی نبی اللہ سلمان نے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس لے آؤ، وہ حسب الحکم واپس لائے یہاں تک کہ مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا اور سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔ معالمتنزل شریف میں ہے: حکى عن على رضى الله تعالى عنه انه قال معنى قوله ردوها على يقول سليمان عليه الصلوة والسلام بامر الله عز وجل للملائكة المؤكلين بالشمس ردوها على يعنى الشمس فردوها عليه حتى صلى العصر في وقتها^۵۔

^۱ صحیح مسلم کتاب المساجد و موضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۹/۱

^۲ القرآن الکریم ۱/۲۵

^۳ القرآن الکریم ۳۲/۳۸

^۴ القرآن الکریم ۳۳/۳۸

^۵ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۳۸/۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵۲/۳

سیدنا لقمن علیہ الصلوٰۃ والسلام نوابان بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ سے ایک جلیل القدر نائب ہیں پھر حضور کا حکم تو حضور کا حکم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی پر کہ مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

<p>یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ راز الہی و جائے نفاذ امر ہیں، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے، اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔</p> <p>یعنی خیردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ و سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا، تمام جہان میں کوئی ان کا حکم پھیرنے والا نہیں۔</p>	<p>هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانة السر وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منه ولا ینقل خیر الا عنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔</p> <p>الابابی من کان ملکاً وسیداً وأدم بین الماء والطین واقف اذا رام امرًا الا یکون خلافه و لیس لذلک الامر فی الکن صارف¹</p>
---	---

اقول: اور ہاں کیونکہ کوئی ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔

<p>اس کی قضاء کو رد کرنے والا اور اس کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ (ت)</p>	<p>لا اراد لقضائہ ولا معقب لحکمہ۔</p>
---	---------------------------------------

یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ صحیحین بخاری و مسلم و نسائی و غیرہا میں حدیث صحیح جلیل ہے کہ ام المؤمنین صدیقہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:

<p>یا رسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی و شتابی کرتا ہوا۔</p>	<p>ما اری ربک الا یسارع هواک²۔</p>
---	---

مسلمانو! ذرا دیکھنا کوئی وہابی ناپاک ادھر ادھر ہو تو اسے باہر کر دو اور کوئی جھوٹا متصوف

¹ المواہب اللدنیۃ المقصد الاول توطئة المکتب الاسلامی بیروت ۵۶/۱

² صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قوله ترجی من تشاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۰۲/۲

نصاری کی طرح غلو و افراط والا دبا چھپا ہو تو اسے بھی دور کر دو اور تم عہدہ و رسولہ کی سچی معیار پر کانٹے کی تول مستقیم ہو کر یہ حدیث سنو کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

<p>یعنی ابو طالب بیمار پڑے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیادت کو تشریف لے گئے ابو طالب نے عرض کی: اے بھتیجے میرے! اپنے رب سے جس نے حضور کو بھیجا ہے میری تندرستی کی دعا کیجئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی: الہی! میرے چچا کو شفا دے۔ یہ دعا فرماتے ہی ابو طالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی نے بندش کھول دی، حضور سے عرض کی: اے میرے بھتیجے! بیشک حضور کا رب جس کی تم عبادت کرتے ہو حضور کی اطاعت عہ کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تاکیداً و تائیداً) ارشاد کیا کہ اے چچا! اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ (ابن عدی)</p>	<p>مرض ابو طالب فعادہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا ابن اخي ادع ربك والذی بعثک یعافینی فقال اللهم اشف عی فقام کأنما نشط من عقال فقال یا بن اخي ان ربك الذی تعبدہ لیطیعک فقال وانت یا عماہ لو اطعته لیطیعنک۔ ابن عدی^۱ من طریق الھیثم البکاء عن ثابت بن البنانی عن انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>
--	---

عہ: یہاں اطاعت کے معنی ہر مراد محبوب حسب مراد محبوب فوراً موجود فرمادے ۱۲ منہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صحیح البخاری کتاب النکاح باب الشغار قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۶/۲، صحیح مسلم کتاب الرضاع باب جواز ہبتہا نوبتہا لضررتہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۳/۱، سنن النسائی ذکر امر رسول اللہ فی النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۶/۲، مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۱۳۴

^۱ الکامل لابن عدی ترجمہ الھیثم بن جہاز دار الفکر بیروت ۷/۲۵۶۱

نے بطریق بیشم البکاء انہوں نے ثابت بنائی سے انہوں نے
انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

اور حدیث سنئے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک بالیقین میں روز قیامت تمام جہان کا سید ہوں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو کشائش کا انتظار کرتا ہوا۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ دروازہ جنت پر تشریف فرما ہو کر دروازہ کھلوایں گا سوال ہوگا کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ کہا جائے گا مر حبا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا:

ارفع راسک وقل تطاع واشفع تشفع۔
اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری اطاعت کی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

پس جو لوگ جل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔

الحاکم فی البستدرک^۱ وابن عساکر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
حاکم نے مستدرک میں اور ابن عساکر نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔ (ت)

اسی باب سے ہے حدیث کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بهم بیشک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ فقلت ما شئت یا رب ہم خلقک وعبادک میں نے عرض کیا کہ اے رب میرے! جو تو چاہے کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ فاستشارنی الثانية اس نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پوچھا۔ فقلت له کذلک میں نے اب بھی وہی عرض کی۔ فاستشارنی الثالثة اس نے سہ بارہ مجھ سے مشورہ لیا۔ فقلت له کذلک میں نے پھر وہی عرض کی۔ فقال تعالیٰ انی لن اخزیک فی امتک

^۱ اتحاف السادة المتقين بحوالہ الحاکم وابن عساکر صفة الشفاعة دار الفکر بیروت ۱/۳۰، کنز العمال بحوالہ ابن عساکر حدیث

یا احمد تو رب عزوجل نے فرمایا: اے احمد! بیشک میں ہر گز تجھے تیری امت کے معاملہ میں رسوا نہ کروں گا۔ و بشارتی انّ اول من یدخل الجنة معی من امتی سبعون الفاً مع کل الف سبعون الفاً لیس علیہم حساب اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب سے پہلے میرے ساتھ داخل بہشت ہونگے ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے جن سے حساب تک نہ لیا جائیگا۔ آگے حدیث اور طویل و جلیل ہے جس میں اپنے اور اپنی امت مرحومہ کے فضائل جلیل ارشاد فرمائے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم آمین!

الامام احمد ^۱ وابن عساکر عن حذیفة رضى الله	امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت حذیفة رضى الله تعالى عنه
تعالى عنه۔	سے روایت کیا۔ (ت)

بمجد اللہ یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ رب العزّة روز قیامت حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ سے مجمع اولین و آخرین میں فرمائے گا:

كلهم يطلبون رضائي وانا اطلب رضاك يا محمد ^۲ ۔	یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میری تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد!۔
---	--

میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک تجھ پر قربان کر دیا صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک وبارک وسلم۔ اے مسلمانو، اسے سنی بھائی، اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع کے فدائی! آفتاب و ماہتاب پر ان کا حکم جاری ہونا کیا بات ہے آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک ان کے نائب ان کے وارث، ان کے فرزند، انکے دلبند، غوث الثقلین، غوث الکونین، حضور پر نور سیدنا و مولانا امام ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض نہ کرے۔ امام اجل سیدی نور الدین ابوالحسن علی شطرنوی قدس سرہ الرونی (جنہیں امام جلیل

^۱ مسند احمد بن حنبل عن حذیفة رضى الله عنه المکتب الاسلامی بیروت ۳۹۳/۵، کنز العمال بحوالہ حم وابن عساکر حدیث ۳۲۱۰۹ مؤسّسة الرسالہ بیروت ۴۲۸/۱۱، الخصائص الکبریٰ باب اختصاصه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بان امتہ وضع عنهم الامر مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲۱۰/۲

^۲ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۱۴۲/۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۸۷/۴

عارف باللہ سیدی عبد اللہ بن اسعد مکی یا فعی ثنائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرآۃ الجنان میں الشیخ الامام الفقیہ المقرادی¹ سے وصف کیا۔ کتاب مستطاب بحیۃ الاسرار شریف میں خود روایت فرماتے ہیں:

<p>یعنی امام اجل حضرت ابوالقاسم عمر بن مسعود و زرار اور حضرت ابو حفص عمر کمیاتی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمارے شیخ حضور سیدنا عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس میں بر ملا زمین سے بلند کرہ ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کر لے نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم! کہ تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے، میں اللہ عز و جل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں، میں تم سب پر حجت الہی ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)</p>	<p>اخبرنا ابو محمد عبد السلام بن ابی عبد اللہ محمد بن عبد السلام بن ابراہیم بن عبد السلام البصری الاصل البغدادی المؤلد والدار بالقاهرة سنة احدى وسبعين وستمئة قال اخبرنا الشيخ ابو الحسن علي بن سليمان البغدادی الخباز ببغداد سنة ثلث و ثلثين وستمئة قال اخبرنا الشيخان الشيخ ابو حفص عمر الكبيباتي ببغداد سنة احدى وتسعين وخمسائة قال كان شيخنا الشيخ عبد القادر رضي الله تعالى عنه يمشي في الهواء على رؤوس الاشهاد في مجلسه ويقول ما تطلع الشمس حتى تسلم على و تجئى السنة الى وتسلم على وتخبرني بما يجري فيها و يجيء الشهر ويسلم على ويخبرني بما يجري فيه، و يجيء الاسبوع ويسلم على ويخبرني بما يجري فيه و يجيء اليوم ويسلم على</p>
---	---

¹ مرآۃ الجنان

<p>کا وارث ہوں۔ سچ فرمایا ہے آپ نے اے میرے آقا، بخدا آپ یقین پر مبنی کلام فرماتے ہیں جس میں کوئی شک اور وہم راہ نہیں پاتا۔ بے شک آپ سے کوئی بات کہی جاتی ہے تو آپ کہتے ہیں اور آپ کو عطا ہوتا ہے تو آپ تقسیم فرماتے ہیں۔ ز آپ کو امر کیا جاتا ہے تو آپ عمل کرتے ہیں۔ اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے۔ (ت)</p>	<p>ویخبرنی بما یجری فیہ وعزۃ ربی ان السعداء و الاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم اللہ ومشاهدتہ انا حجة اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووارثہ فی الارض^۱۔ صدقت یا سیدی واللہ فانما انت کلمت عن یقین لاشک فیہ ولا وہم یعتریہ انما تنطق فتتطق وتعطى فتفرق وتؤمر فتفعل والحمد للہ رب العالمین۔</p>
--	---

اس حدیث کے متعلق کلام نے قدرے طول پایا مگر الحمد للہ کہ مقصود رسالہ سے باہر نہ آیا وباللہ التوفیق۔
حدیث ۱۲۷: صحیح مسلم شریف و سنن ابی داود و سنن ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

<p>میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں</p>	<p>قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ فقال لی سل (ولفظ الطبرانی فقال یوماً یا ربیعة سلنی فأعطیک رجعت الی لفظ مسلم) قال فقلت اسألك مرافقتک فی الجنة</p>
---	--

^۱ بھیجہ الاسرار ذکر کلمہ اخبر بها عن نفسه الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۵۰

فَقَالَ اَوْغِيْرْ ذٰلِكَ قُلْتَ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاعْنِيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكثْرَةِ السُّجُوْدِ ^۱ ۔	اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔
--	---

ع کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

(حیف ہے اس سے اس کے غیر کی تمنا کرنا۔ ت)

سے سائل ہوں تو امانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو

معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔"

الحمد للہ یہ جلیل و نفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہایت کش ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمانا سب مانگ کیا مانگتا ہے، جان و ہایت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تفسید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

گر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری بدرگاہش بیا و ہر چہ میخوای تمنا کن

(اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بارگاہ میں آ اور جو چاہتا ہے مانگ لے۔ ت)

شیخ شیوخ علماء الہند عارف باللہ عاشق رسول اللہ برکۃ المصطفیٰ فی ہذہ الدیار سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص	مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا (اے ربیعہ)
-------------------------------------	---

^۱ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود والحث علیہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۳۱ء سنن ابی داود کتاب الصلوٰۃ باب وقت قیام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اللیل آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۷۱ء کنز العمال حدیث ۱۹۰۰۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۰۶/۷ المعجم الکبیر عن ربیعہ حدیث ۲۵۷۶۷۵۷۵/۵ المكتبة الفیصلیة بیروت

نکرو بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و کراخواہد باذن پروردگار خود ہد ^۱ ۔	مانگ۔ اور کسی خاص شے کو مانگنے کی تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے دست اقدس میں ہے، جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرما دیں۔ (ت)
--	---

فان من جودك الدنيا وضررتها ومن علومك علم اللوح والقلم^۲

یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا ہے جس میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: "یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوان جود و کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم جن میں ماکان و مائیکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔"

اور پہلا شعر کہ "اگر خیریت دنیا و عقبی الخ" حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ قصیدہ نعتیہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا ہے: الحمد للہ یہ عقیدے ہیں ائمہ دین کے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب عالم تاب میں، برخلاف اس سرکش طاغی شیطان لعین کے بندہ داغی جو کہ ایمان کی آنکھ پر کفران کی ٹھیکری رکھ کر کہتا ہے: "جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔^۳

الا صلی رب محمد علی محمد والہ وسلم و آخری منتقصیہ و اعاذنا من حالہم و شرہم و سلم امین۔	درود و سلام نازل فرمائے رب محمد محمد مصطفیٰ پر اور آپ کی آل پر، اور دوسرا گروہ آپ کی شان میں تنقیص کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں انکے حال اور ان کے شر سے بچائے اور سلامت رکھے، آمین (ت)
--	---

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

یؤخذ من اطلاقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بسؤال ان	یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے
---	---

^۱ اشعة المبعات کتاب الصلوٰۃ باب السجود و فضله الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۳۹۶/۱

^۲ الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البویۃ (قصیدہ بردہ) الفصل العاشر مرکز اہلسنت گجرات الہند ص ۵۹

^۳ تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادة مطبع علیی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

اللہ تعالیٰ ممکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق ^۱ ۔	کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔
--	---

والحمد لله رب العالمین۔

مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں^۲

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان و ہایت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہ اسٹلک مرا فتک فی الجنة یا رسول اللہ! میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک و ہایت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قبول فرما رہے ہیں، واللہ الحجة السامیۃ۔ حدیث ۱۲۸: صحیح و جلیل و عظیم سخت و ہایت کش جسے نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزمیہ و طبرانی و حاکم و بیہقی نے سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور امام حافظ الحدیث زکی الدین عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم و برقرار رکھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہئے:

اللهم انی استلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لیقض لی اللهم	الہی! میں تجھ سے مدد مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی
---	---

^۱ مرقاۃ المفاتیح کتب الصلوٰۃ باب السجود و فضله الفصل الاول تحت حدیث ۸۹۶ المكتبة الحبيبیه کوئٹہ ۶۱۵/۲

فشفعہ فی ^۱ ۔	ہو، الہی! انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔
-------------------------	---

یہ حدیث خود ہی بیمار دلوں پر زخم کاری تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت کے وقت ندا بھی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت والتجاء بھی، مگر حصن حصین شریف کی بعض روایات نے سر سے پانی تیری دیا۔ اس میں لتقصیٰ لی^۲ بصیغہ معروف ہے یعنی یا رسول اللہ! حضور میری حاجت رو فرمادیں۔ مولانا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری حرز ثنیں شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں:

وفي نسخة بصيغة الفاعل ای لتقصیٰ الحاجة لی المعنی تكون سبباً لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی ^۳ ۔	اور ایک نسخہ میں بصیغہ فاعل (فعل معروف) ہے، یعنی آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی و مقصد برآری میں سبب و وسیلہ بن جائیں۔ چنانچہ اسناد مجازی ہوگا۔ (ت)
---	--

اب دافع البلاء کو شرک ماننے کا مول قول کہئے۔

^۱ سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث ۳۵۸۹ دار الفکر بیروت ۳۳۶/۵، سنن ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ماجاء فی صلوة الحاجة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰، صحیح ابن خزيمة باب صلوة الترغیب والترہیب حدیث ۱۲۱۹ المکتب الاسلامی بیروت ۲۶/۲، المعجم الكبير عثمان بن حنیف حدیث ۸۳۱۱ المکتبة الفیصلیة بیروت ۱۸/۹، المستدرک للحاکم کتاب صلوة التطوع دعاء رد البصر دار الفکر بیروت ۱۳۱/۱، دلائل النبوة للبيهقي باب فی تعلیمه الضریر ماکان فیہ شفاء الخ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۲۸/۲۶، عمل الیوم واللیلة للنسائی حدیث ۲۵۷ دار ابن حزم بیروت ص ۱۶۰ و ۱۵۹، الترغیب والترغیب فی صلوة الحاجة مصطفى البابی مصر ۳/۱ ۷۵۴۳ ۷۵۴۴

^۲ الحصن الحصین منزل یوم الاثنين صلوة الحاجة افضل المطابع ص ۱۲۵

^۳ حرز ثنیں شرح الحصن الحصین مع الحصن الحصین منزل یوم الاثنين صلوة الحاجة افضل المطابع ص ۱۲۵

ثم اقول: (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ اقدس میں نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نمازیوں عرض کرو ہمارا نام پاک لے کر ندا کرو ہم سے استمداد و التجا کرو، شرک و ہابیت کو قعر جہنم میں پہنچانے کو بس یہی تھا کہ: **اولاً:** جو شرک ہے اس میں تفرقہ زمانہ حیات و بعد وفات یا تفرقہ قرب و بعد یا غیبت و حضور سب مردود و مقہور، جس کا بیان اوپر مذکور۔

ثانیاً: حاصل تعلیم یہ نہ تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کا بالائی ٹکڑا تو اللہ عزوجل سے عرض کرنا پھر ہمارے پاس حاضر ہو کر یا محمد سے اخیر تک عرض کرنا، اور دعا میں سنت اخفا ہے اور آہستہ کہنے میں وہابیت کی عقل ناقص پر غیبت و حضور یکساں ہے، عادی طور پر دونوں ندا بالغیب ہوں گی، مگر قیامت تو سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری کردی کہ زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی دعا ایک صاحب حاجتمند کو تعلیم فرمائی اور ندا بعد الوصال سے جان و ہابیت پر آفت عظمیٰ ڈھائی۔ معجم کبیر امام طبرانی میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک شخص امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لیے حاضر ہوا کرتے امیر المومنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے، ایک دن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملے ان سے شکایت کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

<p>اِنَّتِ الْبَيْضَةُ فَتَوْضَا ثُمَّ اَتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتُوْجِّهُ اِلَيْكَ بِنَبِیْنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ نَبِیْ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّد اِنِّیْ اَتُوْجِّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْقَضِیْ حَاجَتِیْ وَ تَذْکُرْ حَاجَتِکَ وَ رَحِّ اِلٰی حَتٰی اَرْوَحَ مَعَكَ۔</p>	<p>وضو کی جگہ جا کر وضو کرو پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو پھر یوں دعا کرو کہ الہی! میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے ذریعے سے متوجہ ہوتا ہوں، یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائیے۔ اور اپنی حاجت کا ذکر کرو، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔</p>
---	--

صاحب حاجت نے جا کر ایسا ہی کیا، پھر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے، دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین (عثمان غنی) نے

اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور فرمایا کیسے آئے ہو؟ انہوں نے اپنی حاجت عرض کی، امیر المومنین نے فوراً رو فرمائی، پھر ارشاد کیا؛ اتنے دنوں میں تم نے اس وقت اپنی حاجت کہی۔ اور فرمایا: جب کبھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔ اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے امیر المومنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے نہ میری طرف التفات لاتے، یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش ان سے کی۔ عثمان بن حنیف نے فرمایا:

<p>خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہے یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: موضع وضو پر جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ پھر یہ دعائیں پڑھ۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس اٹھیا رہے ہو کر آئے گویا کبھی انکی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا۔</p>	<p>واللہ ما کلمتہ ولكن شہدت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واتاکہ رجل ضریر تشکی الیہ ذہاب بصرہ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسلم ایت البیضاۃ فتوضا ثم صل رکعتین ثم ادع بھذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف فواللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث^۱ حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضرر قط۔</p>
---	--

امام طبرانی اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کر کے فرماتے ہیں: والحدیث صحیح^۲۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

حدیث ۱۲۹: کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مدینہ طیبہ سے ارشاد فرمایا:

اصبروا وابشروا فانی قد بارکت	صبر کرو اور شاد ہو کہ بیشک میں نے تمہارے
------------------------------	--

^۱ المعجم الكبير عن عثمان بن حنیف حدیث ۸۳۸ المكتبة الفيصلية بيروت ۱۸/۹

^۲ الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترغیب فی صلوة الحاجۃ مصطفى البابی مصر ۷/۱۶۷

علی صاعکم ومدکم۔ البزار فی مسندہ ^۱ عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	رزق کی پیانوں پر برکت کر دی ہے۔ (بزار نے اپنی مسند میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	--

اس حدیث نے بتایا کہ اہل مدینہ کے رزق میں برکت رکھنے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی طرف نسبت فرمایا۔

(رسالہ ضمنی) **منية اللبيب ان التشریح بید الحبيب** ۱۳۱۱ھ
(عقلمند کا مقصد کہ بے شک احکام شرع حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں)

احادیث تحریم حرم مدینہ بحکم احکم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

حدیث ۱۳۰: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی:

اللهم ان ابراهيم حرم مكة واني احرم ما بين لابتيها۔ هما واحدا ^۲ والطحاوي في شرح معاني الآثار عن انس رضي الله عنه۔	الہی! بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے درمیان جو کچھ ہے اسے حرم بناتا ہوں۔ (بخاری، مسلم اور احمد اور طحاوی نے شرح معانی الآثار میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۱۳۱: نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراهيم حرم مكة ودعاهلها واني حرمت المدينة کہا حرم ابراهيم مكة واني	بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ کو حرم بنا دیا اور اس کے ساکنوں کے لیے دعا فرمائی، اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم
---	--

^۱ کنز العمال بحوالہ البزار حدیث ۳۸۱۲۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۲۵/۱۳

^۲ صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۷۷، صحیح البخاری، کتاب المغازی غزوہ احد قدیمی کتب
خانہ کراچی ۵۸۵/۲، صحیح البخاری، کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰۹۰/۲، صحیح مسلم
کتاب الحج باب فضل المدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۱/۱، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت
۱۳۹/۳، شرح المعانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدینہ (پچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲)

دعوت فی صاعہا ومدہا بشتکی ما دعا ابراہیم لاهل مکة۔ ہم ^۱ جبیعا عن عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	کر دیا جس طرح انہوں نے مکے کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا کی جو دعا انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی (ان سب نے عبد اللہ ابن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	--

حدیث ۱۳۲: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی: الہی! بیشک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرام کیا اللہم وانا عبدک ونبیک وانی احرم ما بین لابتہا^۲۔ الہی! اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔ امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا:

ونہی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یعضد شجرہا او یخبط او یؤخذ طیرہا ^۳ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔
---	--

حدیث ۱۳۳: صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی احرم ما بین لابتی المدینۃ ان یقطع اعضاها او یقتل	بیشک میں حرم بناتا ہوں دو سنگلاخ مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی بولیں نہ کاٹی جائیں
--	--

^۱ صحیح البخاری کتاب البیوع باب برکۃ صاع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۶/۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ ودعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۰/۱، مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴۰/۴، شرح المعانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدینۃ (۱/۲) سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲

^۲ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ ودعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۲/۱، سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب فضل المدینۃ (۱/۲) سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۲، کنز العمال حدیث ۳۴۸۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۴۵/۱۲

^۳ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینۃ (۱/۲) سعید کمپنی کراچی ۳۴۳/۲

صیدھا۔ ہو و احد ^۱ والطحاوی عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اور اس کا شکار نہ مارا جائے (مسلم اور احمد اور طحاوی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۱۳۴: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراہیم حرم مکة وانی احرم ما بین لابتیہا۔ ہو والطحاوی ^۲ عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے درمیان کو حرم کرتا ہوں (مسلم اور طحاوی نے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	--

حدیث ۱۳۵: نیز صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

اللهم ان ابراہیم حرم مکة فجعلها حرماً وانی حرمت المدينة حرماً ما بین ما زمیہا ان لایہراق فیہا دم و لایحمل سلاح لقتال و لایخبط فیہا شجرة الا بعلف ^۳	الہی! بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے حرم بنادیا اور بیشک میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اسے حرم بنا کر حرام کر دیا کہ اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے نہ لڑائی کے لیے اسلحہ اٹھایا جائے نہ کسی پیڑ کے پتے جھاڑیں مگر جانور کو چارہ دینے کیلئے۔
---	---

حدیث ۱۳۶: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

اللهم انی قد حرمت ما بین لابتیہا	الہی! بیشک میں نے تمام مدینہ کو حرم کر دیا
----------------------------------	--

^۱ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل المدینة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۰/۱، مسند احمد بن حنبل عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ

عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۸۱، شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۱/۲

^۲ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل المدینة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۰/۱، شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینة ایچ ایم سعید

کمپنی کراچی ۳۴۲/۲

^۳ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۳/۱

کما حرمت علی لسان ابراہیم الحرم هو واحد ^۱ و الرویانی عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جس طرح تو نے زبان ابراہیم پر حرم محترم کو حرم بنایا (مسلم، احمد اور رویانی نے ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)
--	--

حدیث ۱۳۷: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراہیم حرم بیت اللہ وامنہ وانی حرمت المدینۃ مابین لابتیہا لا یقطع اعضاھما ولا یصاد صیدھا۔ والطحاوی ^۲ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	بیشک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنا دیا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اس کے جانور شکار نہ کئے جائیں (مسلم اور طحاوی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۱۳۸: صحیحین میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مابین لابقی المدینۃ وجعل اثنا عشر میلًا حول المدینۃ حلی۔ ہما واحد ^۳ وعبدالرزاق فی مصنفہ۔	تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم کر دیا اور اس کے آس پاس بارہ بارہ میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔ بخاری اور مسلم اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ ت)
---	---

^۱ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۳، مسند احمد بن حنبل عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ
المکتب الاسلامی بیروت ۳۰۹/۵، کنز العمال بحوالہ حم والرویانی عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ حدیث ۳۶۸۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت
۲۴۴/۱۲

^۲ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینۃ (پیش ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۴۳، کنز العمال بحوالہ مسلم حدیث ۳۴۸۱۰ مؤسسۃ الرسالہ
بیروت ۲۳۲/۱۲

^۳ صحیح البخاری فضائل المدینۃ باب حرم المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ قدیمی کتب
خانہ کراچی ۱/۴۴۳، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۸۷، المصنف لعبد الرزاق کتاب حرمۃ
المدینۃ حدیث ۱۷۱۴۵ المجلس العلی بیروت ۲۶۱۰/۹

ابن جریر کی روایت یوں ہے:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شجرہا ان یعضد او یخبط۔ رواہ عن خیبب ^۱ الہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے پیڑ کاٹنا یا ان کے پتے جھاڑنا حرام فرمایا۔ (اس کو خیبب ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
--	--

حدیث ۱۳۹: صحیح مسلم شریف میں ہے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم ما بین لابی المدینۃ۔ هو الطحاوی ^۲ فی معانی الآثار۔	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا۔ (مسلم اور طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۱۴۰: نیز صحیح مسلم و معانی الآثار میں عاصم احول سے ہے:

قلت لانس من مالک أحرمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدینۃ قال نعم الحدیث ^۳ ۔ زاد ابو جعفر فی رواۃ لایعضد شجرہا ^۴ ولمسلم فی اخری نعم ہی حرام لایختلی خلاھا فمن فعل ذلک فعلیہ لعنة اللہ و الملائکۃ والناس اجمعین ^۵ ۔	یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، کیا مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم بنا دیا؟ فرمایا: ہاں، اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے اس کی گھاس نہ چھیلی جائے، جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
--	--

حدیث ۱۴۱: سنن ابی داود میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

1

^۲ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۰/۱، شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدینۃ (بج) ایم

سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲

^۳ صحیح مسلم کتاب الحج فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۱/۱

^۴ شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدینۃ (بج) ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۳/۲

^۵ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۱/۱

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم هذا الحرم ^۱ ۔	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حرم محترم کو حرم بنادیا۔
---	---

حدیث ۱۴۲: شریل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگا رہے تھے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے جال پھینک دیے اور فرمایا:

تعلموا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم صیدھا۔ الامام ابو جعفر ^۲ فی شرح الطحاوی۔	تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام قرار دیا ہے۔ (امام ابو جعفر نے شرح طحاوی میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت)
---	---

ابو بکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم ما بین لابتیہا ^۳ ۔	بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینے کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کر دیا۔
--	---

حدیث ۱۴۳: ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم ما بین لابتی المدینۃ ان یعضد شجرھا ویخبط ^۴ ۔	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مدینے کو حرم بنادیا ہے کہ اس کے پیڑ نہ کاٹے جائیں نہ پتے جھاڑیں۔
--	---

حدیث ۱۴۴: ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف فرماتے ہیں میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اسے لئے ہوئے باہر گیا میرے والد ماجد حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے شدت سے میرا کان مل کر چڑیا کو چھوڑ دیا اور فرمایا:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صید ما بین لابتیہا ^۵ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینے کا شکار حرام فرمادیا ہے۔
---	---

^۱ سنن ابن داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷۸

^۲ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲

^۳

^۴ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲

^۵ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲

حدیث ۱۳۵: صحب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم البقیع وقال لا حی الا للہ ورسولہ ^۱ ۔	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقیع کو حرم بنادیا اور فرمایا: چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوا اللہ ورسول کے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
--	---

روی الثلثة الامام الطحاوی (تینوں احادیث امام طحاوی نے روایت کیں۔ ت)

یہ سولہ^۲ حدیثیں ہیں، پہلی آٹھ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا، اور پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ حضور کے حرم کر دینے سے مدینہ طیبہ حرم ہو گیا، حالانکہ یہ صفت خاص اللہ عزوجل کی ہے۔ پہلی آٹھ سے پانچ میں اپنے پدر کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف بھی یہی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم انہوں نے حرم کر دی انہوں نے امن والی بنادی، حالانکہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان مكة حرمها الله تعالى ولم يحرمها الناس۔ البخاری والترمذی ^۲ عن ابی شریح ن البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بیشک مکہ معظمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم کیا ہے کسی آدمی نے نہ نہیں کیا۔ (بخاری اور ترمذی نے ابی شریح بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	---

یہ اسنادیں خاص ہمارے رسالے کی مقصود ہیں مگر یہاں جان و ہابیت پر ایک آفت اور سخت و شدید تر ہے، مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا نہ فقط انہیں سولہ بلکہ انکے سوا اور بہت احادیث کثیرہ وارد ہیں۔

حدیث^۴ صحیحین: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدينة حرم من كذا الى كذا	مدینہ یہاں سے یہاں تک حرم ہے اس کا
----------------------------	------------------------------------

^۱ شرح معانی الآثار باب احياء الارض الميتة (بج) ایم سعید کمپنی کراچی ۱۷۵/۲

^۲ صحیح البخاری ابواب العمرة باب لا يعضد شجر الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳۷/۱، سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۸۰۹ دار الفکر

لا یقطع شجرہا۔ ہما واحدا ^۱ والطحاوی واللفظ للجامع الصحيح۔	پیڑ نہ کاٹا جائے۔ امام بخاری اور مسلم اور احمد اور طحاوی نے روایت کیا اور لفظ جامع ^۲ الصحيح کے ہیں۔ ت)
---	---

حدیث^{۱۸} صحیحین: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدينة حرم الحديث هماً ^۲ والطحاوی وابن جریر واللفظ للمسلم۔	مدینہ حرم ہے (بخاری و مسلم اور طحاوی اور ابن جریر نے روایت کیا اور لفظ مسلم کے ہیں۔ ت)
---	--

حدیث^{۱۹} صحیحین: مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدينة حرم ما بین غیر الی کذا ولمسلم والطحاوی ما بین غیر الی ثور الحديث ^۳ زاد احمد وابو داود فی رواية لا یختلی خلاها ولا ینفر صیدها ^۴ ۔	مدینہ کوہ غیر سے جبل ثور تک حرم ہے۔ احمد اور ابو داود نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیا کہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا شکار نہ بھڑکایا جائے۔
--	--

^۱ صحیح البخاری فضائل مدینہ باب حرمة المدينة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۱/۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدينة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۱/۱، کنز العمال بحوالہ حم وغیرہ حدیث ۳۴۸۰۴ مؤسسه الرسالہ بیروت ۲۳۱/۱۲، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۴۲/۳

^۲ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدينة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۲/۱

^۳ صحیح البخاری فضائل مدینہ باب حرمة المدينة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۱/۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل مدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۲/۱، سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدينة آفتاب عالم پریس لاہور ۲۷۸/۱، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۸۱/۱، شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدينة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۱/۲

^۴ مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۹/۱، سنن ابی داؤد، کتاب المناسک باب فی تحریم المدينة آفتاب عالم پریس لاہور ۲۷۸/۱

حدیث ۲۰ صحیح مسلم: سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مبارک سے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

انہا حرم امن، ہو واحد ^۱ والطحاوی وابو عوانہ۔	بیشک یہ امن والی حرم ہے۔ (مسلم، احمد، طحاوی اور ابو عوانہ نے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۲۱: امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لکل نبی حرم و حرمی المدينة ^۲ ۔	ہر نبی کے لیے ایک حرم ہوتی ہے اور میری حرم مدینہ ہے۔
---	--

حدیث ۲۲: عبدالرزاق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم کل دافۃ	بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر گروہ مردم کو کہ
اقبلت علی المدينة من العضة الحديث ^۳ ۔	حاضر مدینہ ہو اس کے خاردار درختوں کو ممنوع فرمادیا۔

حدیث ۲۳: امام طحاوی بطریق مالک عن یونس بن یوسف عن عطاء بن یسار کہ لڑکوں نے ایک روبہ کو گھیر کر ایک گوشے میں کر دیا تھا، ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکوں کو دور کر دیا، امام مالک فرماتے ہیں اور مجھے اپنے یقین سے یہ یاد ہے کہ فرمایا:

انی حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یُصنع هذا ^۴ ۔	کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرم میں ایسا کیا جاتا ہے؟
--	--

^۱ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدينة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۳ و مسند احمد بن حنبل عن سہل بن حنیف المکتب الاسلامی بیروت ۳/۸۶ و کنز العمال بحوالہ ابی عوانہ حدیث ۳۸۰۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۳۰ و شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدينة (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲)

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۱۸

^۳ المصنف لعبد الرزاق باب حرمة المدينة حدیث ۱۷۱۳۷ المجلس العلوی بیروت ۹/۲۶۱

^۴ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدينة (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲)

حدیث ۲۳: مسند الفردوس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ روز قیامت اس بقیع اور اس حرم سے ستر ہزار شخص ایسے اٹھائے گا کہ بحساب جنت میں جائیں گے اور ان میں ہر ایک ستر ہزار کی شفاعت کرے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔	یبعث اللہ عزوجل من ہذہ البقعة ومن ہذا الحرم سبعین الفا یدخلون الجنة بغير حساب یشفع کل واحد منهم فی سبعین الفا وجہم کالقمر لیلة البدر ¹ ۔
--	---

اور اگر وہ حدیثیں گئی جائیں جن میں مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کو حرمین فرمایا تو عدد کثیر ہیں، بالجملة حدیثیں اس باب میں حدوتاً پر ہیں، تو بالیقین ثابت کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے جنگل کا بتا کید تام و اہتمام تمام وہی ادب مقرر فرمادیا جو مکہ معظمہ کے جنگل کا ہے،

بائیں ہمہ طائفہ تالفہ و بابیہ کا امام بدر فرجام بحال دریدہ و ہنی صاف صاف لکھ گیا: ^{۱۱} گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر، پیغمبر یا بھوت و پری کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے تو اس پر شرک ثابت ہے ^{۲۱}

کیوں، ہم نہ کہتے تھے کہ یہ ناپاک مذہب ملعون مشرب اسی لئے نکلا ہے کہ اللہ و رسول تک شرک کا حکم پہنچائے پھر اور کسی کی کیا گنتی۔ تفہر و ارتقا بر روی بدینی۔ اب دیکھنا ہے کہ اس امام بے لگام کے مقلد کہ بڑے موحد بنے پھرتے ہیں اپنے امام کا ساتھ دیتے ہیں یا محمد رسول اللہ پڑھنے کی کچھ لاج رکھتے ہیں۔ اللہ کے بے شمار درویش محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے ادب داں غلاموں پر۔

تنبیہ نبیہ: مسلمانو! صرف یہی نہ سمجھنا کہ اس گمراہ امام الطائفہ کے نزدیک حرم محترم حضور پر نور ممالک الامم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب ہی شرک ہے، نہیں نہیں بلکہ اس کے مذہب

¹ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۸۱۲۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۰/۵ و کنز العمال حدیث ۳۴۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۶۲/۱۲

² تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتب مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۸

میں جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سراپا طہارت کے لیے مدینہ طیبہ کو چلے اگرچہ چار پانچ ہی کوس کے فاصلے سے (کہ کہیں وہایت کے شرک شد الرحال کا ماتھانہ ٹھمکے) اس پر راستے میں بے ادبیاں بیہود گیاں کرتے چلنا فرض عین و جزا ایمان ہے یہاں تک کہ اگر اپنے مالک و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظمت و جلال کے خیال سے باادب مہذب بن کر چلے گا اس کے نزدیک مشرک ہو جائے گا۔ اسی کتاب ضلالت مآب کے اسی مقام میں "رستے میں نامعقول باتیں کرنے سے" ¹۔

بچنا بھی انہیں امور میں گنہ گار نہ بننا چاہیے کہ خدا پر افترا کہتا ہے "یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کے لیے کرے اس پر شرک ثابت ہے" ²۔

سبحان اللہ! نامعقول باتیں کرنا بھی جزو ایمان نجدیہ ہے بلکہ سچ پوچھو تو ان کا تمام ایمان اسی قدر ہے وہ تو خیر یہ ہو گئی کہ مجتہد الطائفہ کو یہ عبارت لکھتے وقت آیہ کریمہ "فَلَا تَرْفَعُوا أَعْيُنُكُمْ إِلَى السَّمَاءِ وَلَا تَتَّبِعُوا هَمَزًا" ³ (تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہونہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا جج کے وقت۔ ت) پوری یاد نہ آئی ورنہ راہ مدینہ طیبہ میں فسق و فجور کرتے چلنا بھی فرض کہہ دیتا وہ بھی ایسا کہ جو وہاں فسق سے باز آئے مشرک ہو جائے، ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

لطفہ رحمہ: حضرات نجدیہ! خدا انصاف، کیا افعال عبادت سے بچنا انبیاء و اولیاء ہی کے معاملے سے خاص ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شرک کے کام جائز، نہیں نہیں جو شرک ہے ہر غیر خدا کے ساتھ شرک ہے، تو آپ حضرات جب اپنے کسی نذیر بشیر یا پیر فقیر یا مرید رشید یا دوست عزیز کے یہاں جایا کیجئے تو راستے میں لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ماتھا رگڑتے چلا کیجئے ورنہ دیکھو کھلم کھلا مشرک ہو جاؤ گے ہر گز مغفرت کی بونہ پاؤ گے کہ تم نے غیر حج کی راہ میں ان باتوں سے بچ کر وہ کام کیا جو اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتایا تھا اور اس جوتی پیزار میں یہ نفع کیسا ہے کہ ایک کام میں تین مزے، جدال ہونا تو خود ظاہر اور جب بلا وجہ ہے تو فسوق بھی حاضر اور رفت کے معنی ہر معقول بات کے ٹھہرے تو وہ بھی حاصل۔ ایک ہی بات میں ایمان نجدیت کے تینوں رکن کامل۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی

¹ تقویۃ الایمان مقدمة الكتاب مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷۸

² تقویۃ الایمان مقدمة الكتاب مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷۸

³ القرآن الکریم ۱۹/۲

العظیم۔ الحمد للہ خامہ برق بار رضا خرم سوزی نجدیت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے، والحمد للہ رب العالمین۔

تمثیل و تکمیل

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت)

احکام الہی کی دو قسمیں ہیں: تکوینیہ مثل احیاء واماتت وقضائے حاجت ودفع مصیبت وعطاء دولت ورزق ونعت وفتح ونکست وغیرہا عالم کے بند و بست۔

دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ان کے لیے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے واسطے دین میں اور راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے انہیں حکم نہ دیا۔	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ" ¹ ۔
---	--

اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔

قسم ان مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "فَالْمُدَّطِرَاتُ أَمْوَارًا" ² ۔
--	---

مقدمہ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز کی شہادت سن چکے کہ:

حضرت امیر (مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے۔ (ت)	حضرت امیر وزیۃ طاہرہ اور اتمام امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بابائشال وابستہ میدانند ³ ۔
--	---

¹ القرآن الکریم ۲۱/۴۲

² القرآن الکریم ۵/۸۰

³ تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم درامامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

مگر کچے وہابی ان دو قسموں میں فرق کرتے ہیں، اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات فرض کی یا فلاں کام حرام کر دیا تو شرک کا سودا نہیں اچھلتا، اور اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی یا غنی کر دیا تو شرک سو جھٹکا ہے۔ یہ انکا نرا تحکم ہی نہیں خود اپنے مذہب نامہ مذہب میں کچا پن ہے۔ جب ذاتی اور عطائی کا تفرقہ اٹھا دیا پھر احکام میں فرق کیا، سب کا یکساں شرک ہو نا لازم، آخر ان کا امام مطلق وعام کہہ گیا کہ:

''کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں''¹۔ نیز کہا: ''کسی کام کو روایا ناروا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے''²۔

صاف تر کہا: ''کسی کی راہ ورسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں تو جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہے''³۔ اور آگے اس کا قول:

''سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے''⁴۔

اس میں وہ رسول کو حاکم نہیں مانتا صرف منبر و پیغام رساں مانتا ہے اور اس سے پہلے حصہ کے ساتھ تصریح کر چکا ہے کہ:

''پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے''⁵۔

نیز کہا کہ:

¹ تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۰

² تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۰

³ تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

⁴ تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

⁵ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

''انبیاء اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سولوگوں کو سکھلاتے ہیں¹۔ صرف بتانے جانے پہچانے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکم ان کے ہیں فرائض کو انہوں نے فرض کیا محرمات کو انہوں نے حرام کر دیا۔

آخر ہمیں جو احکام معلوم ہوئے اپنے بزرگوں سے آئے انہیں ان کے اگلوں نے بتائے، یونہی طبقہ بطبقہ تیج کوتا بعین، تابعین کو صحابہ، صحابہ کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، تو کیا کوئی یوں کہے گا کہ نماز میرے باپ نے فرض کی ہے یا زنا کو میرے استاد نے حرام کر دیا۔ نبی کی نسبت اگر یوں کہنے کا تو وہی ذاتی عطائی کا فرق مان کر، اور کسی کی راہ ماننے اور اس کا حکم سند جاننے کو ان افعال سے گن چکا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کئے ہیں اور انہیں غیر کے لیے کرنے کا نام اشراک فی العبادۃ رکھا، اور اس قسم میں بھی مثل دیگر اقسام تصریح کی کہ:

''پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ انکی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے²۔ تو ذاتی و عطائی کا تفرقہ دین نجدی میں قیامت کا تفرقہ ڈال دے گا۔ وہ صاف کہہ چکا: ''نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اس کے سوامت مانو³۔

جب رسول کو ماننے ہی کی نہ ٹھہری تو رسول کو حاکم ماننا اور فرائض و محرمات کو رسول کے فرض و حرام کر دینے سے جاننا کیونکر شرک نہ ہوگا، غرض وہ اپنی دھن کا پکا ہے، لہذا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس قدر تاکید شدید سے مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب فرض کیا اور اس میں شکار وغیرہ منع فرمایا، مگر یہ جوار شاد ہوا کہ ''مدینے کو حرم میں کرتا ہوں۔'' اس چوٹی کے موحد نے کہ جا بجا کہتا ہے کہ ''خدا کے سوا کسی کو نہ مانو'' صاف صاف حکم شرک جڑ دیا اور اللہ واحد قہار کے غضب کا کچھ خیال نہ کیا ''وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ

¹ تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علمی اندرون لاہاری دروازہ لاہور ص ۷۱

² تقویۃ الایمان مقدمۃ الكتاب مطبع علمی اندرون لاہاری دروازہ لاہور ص ۸

³ تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علمی اندرون لاہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

يُنْقَلِبُونَ ﴿٢٤﴾^۱ (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت) تو مناسب ہوا کہ بعض احادیث وہ بھی ذکر کر جائیں جن میں احکام تشریعی کی اسناد صریح ہے، اور اب اس قسم کی خاص دو آیتوں کا ذکر بھی محمود، اگرچہ آیات گزشتہ سے بھی دو آیتوں میں یہ مطلب موجود، اور ان کے ذکر سے جب عدد آیات انصاف عقود سے متجاوز ہوگا تو تکمیل عقد کے لیے تین آیتوں کا اور بھی اضافہ ہو کہ پچاس کا عدد پورا ہو جس طرح احادیث میں بعونہ تعالیٰ پانچ خمسين یعنی ڈھائی سو کا عدد کامل ہوگا، ورنہ استیعاب آیات ع میں منظور، نہ احادیث میں مقدور، واللہ الہادی الی منائر النور،

عہ: مثلاً یہی احکام تشریعی کی آیات بکثرت ہیں جن سے دو ہی یہاں مذکور، یونہی اس مضمون میں کہ خلاق کو موت فرشتے دیتے ہیں، صرف دو آیتیں اوپر گزریں، قرآن پاک میں پانچ آیتیں اس مضمون کی اور ہیں، ہم ان پانچ کو یہاں ذکر کر دیں کہ اول پانچ آیتیں کتب سابقہ سے مذکور ہوئی ہیں ان کے سبب پچاس پوری صرف قرآن عظیم سے ہو جائیں۔

آیت ۱: "إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْبَلَكَةَ"^۲
 آیت ۲: "جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّسْتَايِمٌ قَوْلَهُمْ"^۳
 آیت ۳: "وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْبَلَكَةَ"^۴
 آیت ۴: "إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّيْنَاهُمُ الْبَلَكَةَ طَالِيَ الْأَنْفُسِهِمْ"^۵
 آیت ۵: "كَذَلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّيْنَاهُمُ الْبَلَكَةَ طَالِيَ"^۶

بیشک وہ لوگ جنہیں موت دی فرشتوں نے۔
 ہمارے رسول ان کے پاس آئے انہیں موت دینے کو۔
 کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے۔
 بیشک آج کے دن رسوائی اور مصیبت کافروں پر ہے جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ستم ڈھائے ہوئے ہیں۔

ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پر ہیزگاروں کو جنہیں موت فرشتے دیتے ہیں پاکیزہ حالت میں۔

جعلنا منهم بفضل رحمتہ امین (اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و رحمت سے انہیں میں سے کر دے۔ آمین۔ ت)

^۱ القرآن الکریم ۲۶/۲۷

^۲ القرآن الکریم ۷/۹

^۳ القرآن الکریم ۷/۳

^۴ القرآن الکریم ۸/۵۰

^۵ القرآن الکریم ۱۶/۲۸، ۲۷

^۶ القرآن الکریم ۱۶/۳۱ و ۳۲

ہم پہلے وہ تین آیتیں تلاوت کریں کہ پھر احکام تشریعیہ کا بیان آیات و احادیث سے مسلسل رہے وبالله التوفیق۔

<p>کوئی جان نہیں جس پر ایک نگہبان متعین نہ ہو۔ یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری تاکہ تم اے نبی! لوگوں کو اندھیروں سے نکال لو روشنی کی طرف انکے رب کی پروانگی سے غالب سراہے گئے کی راہ کی طرف۔ اور بیشک بالیقین ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اے موسیٰ! تو نکال لے اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف۔</p>	<p>آیت ۳۶: "إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّنَا عَلَيْهَا حَافِظٌ" ^۱۔ آیت ۳۷: "الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ يُخْرِجُ الْفُلَّاسَ مِنَ الْظُلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَبِيدِ" ^۲۔ آیت ۳۸: "وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ" ^۳۔</p>
--	--

اقول: اندھیروں کفر و ضلالت ہیں اور روشنی ایمان و ہدایت جسے غالب سراہے گئے کی راہ فرمایا۔ اور ایمان و کفر میں واسطہ نہیں، ایک سے نکالنا قطعاً دوسرے میں داخل کرنا ہے۔ تو آیات کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی اس امت کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر سے چھڑاتے ایمان عطا فرماتے ہیں، اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انہیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو رب عزوجل کا انہیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکال لو معاذ اللہ تکلیف مالا یطاق تھا۔

الحمد للہ! قرآن عظیم نے کیسی تکذیب فرمائی امام وہابیہ کے اس حصر کی کہ:

"پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں۔ غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں، فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے

^۱ القرآن الکریم ۸۶/۴

^۲ القرآن الکریم ۱۱۴/۱

^۳ القرآن الکریم ۱۱۴/۵

کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرادیں پوری کر دیویں یا فتح و شکست دے دیویں یا غنی کر دیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار^۱ اھ^۱ ملحوظ۔

مسلمانو! اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں اور حدیثوں سے کہ اب تک گزریں ملاؤ دیکھو یہ کس قدر شدت سے خدا و رسول کو جھٹلا رہا ہے، خیر اسے اس کی عاقبت کے حوالے کیجئے، شکر اس اکرم الاکرین کا بجالائیے جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوا یا ان کے کرم سے امید واثق ہے کہ بعونہ تعالیٰ محفوظ بھی رہے۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا

تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا^۲

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصہ خدا ہے "إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ"^۳ (بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔ ت) وغیرہا میں اسی کا تذکرہ ہے کچھ ایمان کے ساتھ خاص نہیں پیسہ کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا۔ ع

تا خدا نہ دے سلیمان کیسے دے سکتا ہے۔ ت

(جب تک خدا نہ دے سلیمان کیسے دے سکتا ہے۔ ت)

یہی فرق ہے جسے گم کر کے تم ہر جگہ سکے اور "أَفْتَوْا مُؤْمِنُونَ بَعْضُ الْكِتَابِ وَتَنفَرُونَ بِبَعْضٍ"^۴۔ (اور خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ت) میں داخل ہوئے۔

نسأل الله العافية وتسلم العافية ودوام العافية و الحمد لله رب العالمين۔	ہم اللہ تعالیٰ سے کامل دائمی عافیت کا سوال کرتے ہیں، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ (ت)
---	---

^۱ تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۵

^۲ حدائق بخشش وصل اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۳

^۳ القرآن الکریم ۵۶/۲۸

^۴ القرآن الکریم ۸۵/۲

<p>آیت ۴۹: "قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ"^۱۔</p> <p>آیت ۵۰: "مَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا الْمُؤْمِنَاتِ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ وَصَلَ صِلًا مُبِينًا"^۲۔</p>	<p>لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اور نہ پچھلے دن پر، اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کر دیا ہے اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔</p> <p>نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کریں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار ہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا وہ صریح گمراہی میں بہکا۔</p>
---	---

یہاں سے ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور تنبیٰ بنایا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا، اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں، جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا، اس پر یہ آیہ کریمہ اتری، اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا^۳۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواستہ راضی ہو جائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافت خاندان کو اکب ثریا سے بھی بلند و بالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزۃ جل جلالہ نے بعینہم وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الہ کے ترک پر فرمائے جاتے

^۱ القرآن الکریم ۲۹/۹

^۲ القرآن الکریم ۳۶/۳۳

^۳ الجامع لاحکام القرآن (امام قسطلی) تحت الآیۃ ۳۶/۳۳ دار الکتب العربی بیروت ۱۶۵/۱۴ والدر المنثور تحت الآیۃ ۳۶/۳۳ دار احیاء

التراث العربی بیروت ۶/۵۳ و ۵۳۸

اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا، ولہذا ائمہ دین خدا و رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقویٰ ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔ اور ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرمادیں۔ امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

<p>یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا، یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق و تمیز کر دیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔</p>	<p>كان الامام ابو حنيفة رضى الله تعالى عنه من اكثر الائمة ادباً مع الله تعالى ولذلك لم يجعل النية فرضاً وسوى الوتر واجباً لكونهما ثبتاً بالسنة لا بالكتاب فقصد بذلك تمييز ما فرضه الله تعالى وتمييز ما اوجبه رسول الله صلى الله عليه وسلم فان ما فرضه الله تعالى اشد مما فرضه رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذات نفسه حين خيّر الله تعالى ان يوجب ما شاء او لا يوجب¹۔</p>
---	---

اس میں بارگاہ وحی و تضرع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا:

¹ میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۷۷

<p>یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! گیہا اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا: اچھا نکال دی، اس کا کاٹنا جائز کر دیا۔ اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہو تا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہر گز جرات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔</p>	<p>كان الحق تعالى جعل له صلى الله تعالى عليه وسلم ان يشرع من قبل نفسه ما شاء كما في حديث تحريم شجر مكة فان عبَّه العباس رضي الله تعالى عنه لما قال له يا رسول الله الا اذخر فقال صلى الله تعالى عليه وسلم الا اذخر ولو ان الله تعالى لم يجعل له ان يشرع من قبل نفسه لم يتجرأ صلى الله تعالى عليه وسلم ان يستثنى شيئاً مما حرمه الله تعالى¹۔</p>
--	--

اقول: یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ میں ہے:

حدیث ۱: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیحین میں:

<p>یعنی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ فرمایا: مگر اذخر۔</p>	<p>فقال العباس رضي الله تعالى عنه الا اذخر لساعتنا وقبورنا، فقال الا اذخر²۔</p>
---	--

حدیث ۲: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نیز صحیحین میں:

<p>ایک مرد قریش نے عرض کی: مگر اذخر</p>	<p>قال رجل من قریش الا اذخر</p>
---	---------------------------------

¹ میزان الشريعة الكبرى فصل في بيان جملة من الامثلة المحسوسة الخ دار الكتب العلمية بيروت ۲۰۱۱

² صحيح بخاری، کتاب العبوة، باب باب لا ينفر صيد الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۷، صحيح مسلم کتاب الحج باب تحريم مكة الخ

قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۳۸، ۲۳۹

یا رسول اللہ کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں صرف کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مگر اذخر مگر اذخر۔	یا رسول اللہ فانّا نجعله فی بیوتنا وقبورنا۔ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا الاذخر الا الاذخر ^۱ ۔
---	---

حدیث ۳: صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سنن ابن ماجہ میں:

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کے لیے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر۔	فقال العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا الاذخر فانه للبیوت والقبور فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا الاذخر ^۲ ۔
---	---

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں، ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی،

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے مازون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمادیں، مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کو استثناء فرمادیا۔ اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔ اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا۔ اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ!	الثانی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسنہ علی رایہ ہو کتحریم لبس الحریر علی الرجال وقوله فی حدیث تحریم مکة الا الاذخر ولو لا ان اللہ تعالیٰ کان یحرم جمیع نبات الحرم لم یستثن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاذخر ونحو حدیث لو لا ان اشق علی امتی لا خرت العشاء الی ثلث الیل ونحو حدیث لو قلت نعم لوجبت ولم تستطیعوا فی جواب من
--	---

^۱ صحیح البخاری کتاب العلم باب کتابة العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲/۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکة الخ قدیمی کتب خانہ

کراچی ۲۳۹/۱

^۲ سنن ابن ماجہ ابواب المناسک فضل المدینة (پنج ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۱)

<p>قال له في فريضة الحج اكل عام يارسول الله قال لا و لو قلت نعم لو جبت وقد كان صلى الله تعالى عليه و سلم يخفف على امته و ينههم عن كثرة السؤال و يقول اتركوني ما تركتم¹ اها باختصار۔</p>	<p>کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا: نہ، اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہو سکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی امت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے ہیں مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔</p>
--	---

اقول: یہ مضمون بھی کہ "میں نماز عشا کو مؤخر فرمادیتا" متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

حدیث ۴: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما معجم کبیر طبرانی میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

<p>لولا ضعف الضعيف وسقم السقيم لآخرت صلوة العتبة²۔</p>	<p>اگر ضعیف کے ضعف اور مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نماز عشا کو پیچھے ہٹا دیتا۔</p>
---	--

حدیث ۵: ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند احمد و سنن ابی داؤد و ابن ماجہ و غیرہا میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

<p>لولا ضعف الضعيف وسقم السقيم وحاجة ذي الحاجة لآخرت هذه الصلوة الى شطر الليل³۔</p> <p>و رواه ابن ابی حاتم بلفظ لولا ان يثقل على امتي لآخرت صلوة العشاء الى ثلث الليل⁴۔</p>	<p>اگر کمزور کی ناتوانی اور بیمار کے مرض اور کامی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر فرمادیتا۔</p> <p>ابن ابی حاتم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: اگر میں اپنی امت پر بوجھ محسوس نہ کرتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا۔ (ت)</p>
---	---

¹ میزان الشريعة الكبرى فصل شريف في بيان الذم من الائمة الخ دار الكتب العلمية بيروت ۶۷/۱

² المعجم الكبير عن عباس حدیث ۱۲۱۲۱ المكتبة الفيصلية بيروت ۴۰۹/۱

³ سنن ابی داؤد کتاب الصلوة باب وقت العشاء آفتاب عالم پریس لاہور ۶۱/۱، سنن ابن ماجہ کتاب الصلوة باب وقت العشاء ایچ ایم سعید کمپنی

کراچی ص ۵۰، مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المكتبة الاسلامیة بيروت ۵/۳

حدیث ۶: ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمد وابن ماجہ و محمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو ان اشدق علی امتی لآخرت العشاء الی ثلث اللیل او نصف اللیل ^۱ ۔	اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تنہائی یا آدھی رات تک ہٹا دیتا۔
--	---

واخرجه ابن جریر فقال الی نصف اللیل^۲۔ (ابن جریر نے روایت کیا، فرمایا: آدھی رات تک۔ ت) اور ان کے سوا احادیث صحیحہ عنقریب اسی معنی میں آتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔ نیز یہ مضمون کہ "میں ہاں فرما دوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے" متعدد احادیث صحاح میں ہے۔

حدیث ۷: ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند احمد و مسلم^۳ والنسائی (امام احمد، مسلم اور نسائی کے نزدیک۔ ت) حدیث ۸: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاولو قلت نعم لوجبت۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ ^۴ ۔	ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہو جائے۔ (اس کو احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ت)
--	--

^۱ سنن ابن ماجہ: کتاب الصلوٰۃ وقت العشاء آفتاب عالم پریس لاہور ص ۵۰، کنز العمال بحوالہ حم و محمد بن نصر حدیث ۱۹۴/۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۹۹/۷

2

^۳ صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرة فی العبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۳۲/۱، سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵۰۸/۲

^۴ سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء کم فرض الحج حدیث ۸۱۴ دار الفکر بیروت ۲۲۰/۲، سنن الترمذی کتاب التفسیر باب ومن سورة المائدة حدیث ۳۰۶۶ دار الفکر بیروت ۴۰/۵، سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب فرض الحج (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۳، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۳/۱)

حدیث ۹: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

لو قلت نعم لو جبت ثم اذا لاتسمعون ولا تطيعون۔ رواہ احمد ^۱ والدارمی والنسائی۔	میں ہاں فرمادوں تو فرض ہو جائے پھر تم نہ سنو نہ بجا لاؤ۔ (اس کو احمد، دارمی اور نسائی نے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۱۰: انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

لو قلت نعم لو جبت ولو وجبت لم تقوموا بها ولو لم تقوموا بها عذبتهم۔ رواہ ابن ماجہ ^۲ ۔	اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہو جائے اور اگر واجب ہو جائے تو بجانہ لاؤ اور اگر بجانہ لاؤ تو عذاب کئے جاؤ (اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ت)
---	--

اور مضمون اخیر کہ "مجھے چھوڑے رہو" یہ بھی صحیح مسلم و سنن نسائی میں اسی حدیث ابی ہریرہ کے ساتھ ہے کہ فرمایا:

لو قلت نعم لو جبت ولما استطعتم۔	اگر میں فرماتا ہاں، تو ہر سال واجب ہو جاتا اور بیشک تم نہ کر سکتے۔
---------------------------------	--

پھر فرمایا:

ذروني ماتركتم فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم بشي فاتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم	مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں کہ اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے خلاف مراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہو سکے
---	--

^۱ سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۶/۱، سنن الدارمی کتاب مناسک الحج باب کیف وجوب الحج

دار المحاسن للطباعة القاهرة ۳۶/۲، مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المكتب الاسلامی بیروت ۲۵۵/۱

^۲ سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب فرض الحج (۱) ۲۱۳، سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۳

عن شیعہ فدعوہ۔ رواہ ابن ماجہ ^۱ مفردا۔	بجلاؤ اور جب بات سے منع فرماؤں تو اسے چھوڑ دو۔ (اس کو تنہا ابن ماجہ نے ہی روایت کیا۔ ت)
--	---

یعنی جس بات میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرما دوں تو تم پر تنگی ہو جائے۔

یہاں سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلا حرج ہے۔ وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں خدا اور رسول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے۔ ان احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا اور رسول نے کہاں منع کیا ہے، جب حکم نہ دیا نہ منع کیا تو جواز رہا، تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ و رسول پر افترا کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو۔ مجلس میلاد مبارک و قیام و فاتحہ و سوم و غیرہ مسائل بدعت و ہابیہ سب اسی اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبنائی الفساد میں اس کا بیان اعلیٰ درجہ کار و شن فرمایا ہے۔ فنور اللہ منزله و اکرم عندہ نزولہ امین۔ امام احمد قسطلانی مواہب لدنیۃ شریف میں فرماتے ہیں:

من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان یخص	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ
من شاء بما شاء من الاحکام ^۲ ۔	حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے مستثنیٰ فرما دیتے۔

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا: علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا: من الاحکام وغیرہا۔ کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرما دیں^۳ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

^۱ صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرة فی العمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۲، سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب وجوب الحج

نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۱۲، سنن ابن ماجہ باب اتباع سنة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲

^۲ المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۸۹

^۳ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع دار المعرفۃ بیروت ۵/۳۲۲

امام جلیل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے خصائص الکبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا:

باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بآلہ یخص من شاء بآلہ من الاحکام ^۱	باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔
--	--

امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے ذکر کئے اور امام سیوطی نے دس، پانچ وہ اور پانچ اور۔ فقیر نے ان زیادات سے تین واقعے ترک کر دئے اور پندرہ اور بڑھائے، اور ان کی احادیث بتوفیق اللہ تعالیٰ جمع کیں کہ جملہ بائیس^۲ واقعے ہوئے واللہ الحمد ان کی تفصیل اور ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سنئے:

حدیث صحیحین^۱ میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان کے ماموں ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تھی جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی: یا رسول اللہ وہ تو میں کر چکا اب میرے پاس چھ^۱ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ فرمایا:

اجعلها مکنها ولن تجزی عن احد بعدك ^۲	اس کی جگہ اسے کر دو اور ہر گز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔
--	--

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے:

خصوصیۃ له لا تكون لغيره اذ كان له صلى الله تعالى عليه وسلم ان يخصص من شاء بآلہ من الاحکام ^۳	یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خصوصیت ابو بردہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔
--	--

^۱ الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بآلہ یخص من شاء الخ مرکز الملت گجرات الہند ۲۶۲/۲

^۲ صحیح البخاری کتاب العیدین باب الخطبة بعد العید قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۲/۱، صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب وقتہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۳/۲

^۳ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العیدین حدیث ۹۶۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶۵۷/۲

نیز حدیث^۱ صحیحین میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قربانی کے لئے جانور عطا فرمائے ان کے حصے میں ششماہہ بکری آئی حضور سے حال عرض کیا۔ فرمایا: ضَحَّ بھا^۱۔ تم اسی کی قربانی کرو۔ سنن بیہقی میں بسند صحیح اتنا اور زائد ہے:

ولا رخصة فیہا لاحد بعدک ^۲	تمہارے بعد اور کسی کے لیے اس میں رخصت نہیں۔
--------------------------------------	---

شیخ محقق اشعة الملعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

احکام مفوض بود بوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر قول صحیح ^۳ ۔	قول صحیح کے مطابق احکام حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد تھے۔ (ت)
---	--

حدیث "صحیح مسلم میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب بیعت زنان کی آیت اتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لا یعصینک فی معروف، اور مردے پر بنین کر کے رونا چیننا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! فلاں گھر والوں کو استثناء فرمادیتے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے۔	یا رسول اللہ! فلاں گھر والوں کو استثناء فرمادیتے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے۔
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنیٰ کر دے۔	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنیٰ کر دے۔

یا رسول اللہ! فلاں فأنهم كانوا اسعدونی فی الجاہلیة فلا بدلی من ان اسعدهم۔
فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا فلاں^۴۔

^۱ صحیح البخاری کتاب الاضاحی باب قسمة الاضاحی بین الناس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۳۲/۲، صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب سن

الاضحیة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۵/۲

^۲ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الضحایا باب لایجزی الجذع الخ دار صادر بیروت ۲۷۰/۹، کنز العمال حدیث ۱۲۲۵۲ مؤسسة الرسالة

بیروت ۱۰۵/۵

^۳ اشعة الملعات شرح مشکوٰۃ باب الاضحیة الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۶۰۹/۱

^۴ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی نہی النساء عن النیاحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۰۴/۱

اور سنن نسائی میں ارشاد فرمایا: اذہبی فاسعدیھا۔ جان کا ساتھ دے آ۔

یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آ کر بیعت کی ¹۔

ترمذی کی روایت میں ہے: فاخذن لھا ²۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

مسند احمد میں ہے، فرمایا: اذہبی فکافیہم ³۔ جاؤ ان کا بدلہ اتار آؤ۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دے دی تھی خاص آل فلاں کے بارے میں

وللشارع ان یخص من العیوم ما شاء ⁴۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہے خاص فرمادیں۔

یہی مضمون حدیث "ابن مردویہ میں عبد اللہ ابن عباس سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہما سے ہے:

انہا قالت یا رسول اللہ کان ابی واخی ماتا فی الجاہلیۃ و ان فلانة اسعدتني و قد مات اخوها الحدیث ⁵ ۔	اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، زمانہ جاہلیت میں میرا باپ اور بھائی فوت ہوئے تو فلاں عورت نے میرا ساتھ دیا تھا اور اب اس کا بھائی فوت ہوا ہے۔ (ت)
---	--

حدیث ۱۳: ترمذی میں اسماء بنت زید انصاری رضی اللہ عنہما سے ہے انہوں نے بھی ایک نوہ کا بدلہ اتارنے کی اجازت مانگی

حضور نے انکار فرمایا،

قالت فراجعته مرارا فاخذن لی ثم لم انج بعد ذلك ⁶ ۔	میں نے کئی بار حضور سے عرض کی، آخر حضور نے اجازت دے دی۔ پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا۔
--	---

¹ سنن النسائی کتاب البیعة باب بیعة النساء نور محمد کارخانہ کراچی ۱۸۳/۲

² سنن الترمذی کتاب التفسیر تحت الآیة ۱۲/۶۰ حدیث ۳۳۱۸ دار الفکر بیروت ۲۰۲/۵

³ مسند احمد بن حنبل ۴۰۷/۲ و ۴۰۸ و الدر المنثور تحت الآیة ۱۲/۶۰ بیروت ۱۳۳/۸

⁴ شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی نہی النساء عن النیاحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۰۴/۱

5

⁶ سنن الترمذی کتاب التفسیر سورة الممتحنة حدیث ۳۳۱۸ دار الفکر بیروت ۲۰۲/۵

حدیث ۱۴: احمد طبرانی میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی عہ نے وقت بیعت نوے کا بدلہ اتارے کا اذن چاہا، فرمایا: اذہبی فکافیہم^۱۔ جاؤ عوض کراؤ۔

میں کہتا ہوں ظاہر ہے کہ ہر رخصت صاحت رخصت کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔ اس میں کسی غیر کی شرکت نہیں ہوتی۔ چنانچہ جو ہم نے ذکر کیا اس کی وجہ سے امام نووی کے قول کا انکار نہیں ہوتا کہ بیشک یہ بطور خاص آل فلاں کے بارے میں ام عطیہ کو رخصت دینے پر محمول ہے۔ اور اس کی مثل سے قربانی کے بارے میں ابو بردہ اور عقبہ کی حدیثوں میں واقع تعارض کا اشکال بھی مندرج ہو جاتا ہے خصوصاً اس زیادتی کے ساتھ جو بیہقی میں مذکور ہے کہ بیشک یہ حکم ہے خبر نہیں ہے اور اس میں شک نہیں کہ شارع علیہ السلام نے جب ابو بردہ کو مختص فرمایا تو ان کے ماسواہر ایک عدم اجزاء کے عموم میں داخل ہو گیا۔ اسی طرح جب عقبہ کو خاص فرما دیا تو ہر مرتبہ یہ بات صادق آئی کہ تیرے بعد ہر گز یہ کسی کے لیے کفایت نہیں کرے گا، تو سمجھ لے، تحقیق بہت سے علماء پر یہ بات مخفی رہی۔ (ت)

اقول: فظاہر ان کلا رخصة تختص بصاحبتهما لا شركة فيها لغيرها فلا ينكر بها ذكرنا على قول النووي ان هذا محمول على الترخيص لام عطية في آل فلان خاصة وبمثله يندفع ما استشكلوا من التعارض في حديثي التضحية لابی بردة وعقبه لاسيما مع زيادة البيهقي المذكورة فانه حكم لا خبر ولا شك ان الشارع اذا خص ابا بردة كان كل من سواه داخلا في عموم عدم الاجزاء وكذا حين خص عقبه فصدق في كل مرة لن تجزى احدا بعد فافهم فقد خفي على كثير من الاعلام۔

حدیث ۱۵: طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب ان کے

عہ: محتمل ہے کہ یہ بی بی ام عطیہ ہوں لہذا واقعہ جداگانہ نہ شمار ہوا ۱۲۱ امنہ

^۱ الدر المنثور بحوالہ احمد وغیرہ الآیۃ ۱۲/۲۰ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۳/۸

شوہر اول جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

تسلبنی ثلاثاً ثم اصنع ما شئت ^۱ ۔	تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔
---	--

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے استثناء فرمادیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

حدیث ۱۶: ابن السکن میں ابو نعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مہر دو۔ عرض کی: میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا:

اما تحسن سورة من القرآن فاصدقها السورة ولا يكون لاحد بعدك مهراً ^۲ ۔ رواه سعيد بن منصور مختصراً۔	کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورۃ سکھانا ہی اس کا مہر کر، اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔ (اس کو سعید بن منصور نے مختصراً روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۱۷: ابی داؤد و نسائی و طحاوی و ابن ماجہ و خزیمہ میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اور حدیث^{۱۸} مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلیٰ و صحیح ابن خزیمہ و معجم کبیر طبرانی میں حضرت خزیمہ اور حدیث^{۱۹} حارث بن اسامہ بن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سن کر بولے: انا اشہد انک قد بايعته میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے۔

^۱ الطبقات الكبرى لابن سعد ذكر جعفر بن ابی طالب دار صادر بيروت ۴/۱۲، كنز العمال حديث ۲۷۸۲۰ مؤسسة الرسالة بيروت ۹/۲۵۰

^۲ الاصابة في تمييز الصحابة ترجمہ ۱۰۶۳۹ ابو النعمان الازدي دار الفكر بيروت ۶/۲۶۷

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم موجود تو تھے ہی نہیں تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی:

<p>بتصدیقك يا رسول الله¹ (وفی الثانی) صدقتك بما جئت به وعلمت انك لاتقول الا حقا² (وفی الثالث) انا اصدقك على خبر السماء والارض الا اصدقك على الاعرابی³۔</p>	<p>یا رسول اللہ! میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لئے ہوئے دین پر ایمان لایا ہوں اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان و زمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔</p>
---	---

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی و مرد کی شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا:

<p>من شهد له خزيمة او شهد عليه فحسبه⁴۔</p>	<p>خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت بس ہے۔</p>
---	--

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام "وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِّنكُمْ"⁵۔ (اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کرلو۔ ت) سے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

حدیث ۲۰: صحاح ستہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں

¹ سنن ابی داؤد کتاب القضاء باب اذا علم الحاكم صدق الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۲/۲ اور شرح معانی الآثار کتاب القضاء والشهادات حدیث کفایۃ شہادۃ خزیمہ الخ (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۱۰/۲)

² کنز العمال بحوالہ حدیث ۳۷۰۳۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/۹۱۳ والمعجم الكبير حدیث ۳۷۰۳۰ المكتبة الفيصلية بيروت ۸۷/۴ واسد الغابة ترجمہ ۱۴۴۶ خزیمہ بن ثابت دار الفکر بیروت ۱/۱۹۷

³ کنز العمال حدیث ۳۷۰۳۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/۸۰/۱۳

⁴ المعجم الكبير عن خزیمہ حدیث ۳۷۰۳۰ المكتبة الفيصلية بيروت ۸۷/۴ وكنز العمال بحوالہ مسند ابی یعلیٰ وغیرہ حدیث ۳۷۰۳۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/۸۰/۱۳، التاريخ الكبير حدیث ۲۳۸ دار الباز للنشر والتوزيع مكة المكرمة ۸۷/۱

⁵ القرآن الكريم ۲/۶۵

حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا: کیا ہے؟ عرض کی: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔ فرمایا: غلام آزاد کر سکتا ہے؟ عرض کی: نہ فرمایا: لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ اتنے میں خرے خدمت اقدس میں لائے گئے حضور نے فرمایا: انہیں خیرات کر دے۔ عرض کی: اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔

فضحك النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حتى بدت نواجزه وقال اذهب فاطعمه اهلك ¹ ۔	رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔
---	---

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی نہ سنا ہوگا سوا دو من خرے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو، کفارہ ہو گیا۔ واللہ! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں یہ بارگاہ یکس پناہ "قُلْ وَلِيكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ"² (تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ ت) کی

¹ صحیح البخاری کتاب الصوم باب اذا جامع في رمضان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۹/۱، صحیح البخاری کتاب الہبة باب اذا وهب هبة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۴/۱، صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۴/۱، سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی کفارة الفطر الخ حدیث ۷۲۴ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۷۵/۲، سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب کفارة من اقی اهله فی رمضان آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۵/۱، سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الصیام باب ماجاء فی کفارة من افطر الخ (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۸۱/۲، ۲۸۱/۲، مسند الدارمی کتاب الصیام باب الذي یقع علی امرأته فی شهر رمضان دار المحاسن للطباعة قاهرہ ۳۴۳/۳، ۳۴۴/۳، سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب القبلة للصائم حدیث ۴۹/۲۲۷، دار المعرفة بیروت ۴۱۰/۲، ۴۰۹/۲، سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب القبلة للصائم حدیث ۲۳۶۳/۲۲۲، ۲۳۶۸/۲۲۷، دار المعرفة بیروت ۴۱۰/۲، ۴۰۹/۲، السنن الکبری کتاب الصیام باب کفارة من اقی اهله فی نہار رمضان دار صادر بیروت ۲۲۱/۲، ۲۲۲/۲

² القرآن الکریم ۷۰/۲۵

خلافت کبریٰ ہے، ان کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گناہگاروں، خطاواروں، تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتایا کہ:

"وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ" الآية ^۱ ۔	گناہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور توشفاعت فرمائے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔
---	--

والحمد لله رب العالمین۔

یہی مضمون حدیث^{۲۱} مسلم میں ام المومنین صدیقہ^۲ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حدیث^{۲۲} مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبد اللہ بن عمر^۳ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

حدیث^{۲۳}: دارقطنی میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے، ارشاد فرمایا:

کل انت و عیالک فقد کفر اللہ عنک ^۴ ۔	تو اور تیرے اہل و عیال یہ خرمے کھالیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ ادا کر دیا۔
--	---

ہدایہ میں ہے، فرمایا:

کل انت ویالک تجزئک ولا تجزئئ احد ابعدک ^۵ ۔	تو اور تیرے بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ ہوگا۔
---	---

سنن ابی داؤد میں امام شہاب زہری تابعی سے ہے:

انما کان هذه رخصة له خاصة ولو ان رجلا فعل ذلك اليوم لم يكن له بد من التكفير ^۶ ۔	یہ خاص اسی شخص کے لئے رحمت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔
--	--

^۱ القرآن الکریم ۶۳/۴

^۲ صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۵/۱

^۳ مجمع الزوائد بحوالہ ابو یعلیٰ کتاب الصیام باب فی من افطر الخ دار الکتب بیروت ۱۶۸/۳

^۴ سنن الدار قطنی کتاب الصیام باب السواک للصائم حدیث ۲۱/۲۳۶۱ دار المعرفۃ بیروت ۴۳۸/۲

^۵ الهدایۃ کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء والكفارة المكتبة العربية کراچی ۲۰۰/۱

^۶ سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب من اتى اهله فی رمضان آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۵/۱

حدیث ۲۶: صحاح ستہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رخس لعبد الرحمن بن عوف والزبیر فی لبس الحریر لحکمة کانت بہما ^۱ ۔	یعنی عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔
--	--

حدیث ۲۷: ترمذی و ابویعلیٰ و بیہقی میں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا:

یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک ^۲ ۔	اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو۔
--	---

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے^۳۔

حدیث ۲۸: مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ ان میں سے میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی۔ (سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں) کسی نے کہا: امیر المؤمنین! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: دختر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

^۱ صحیح البخاری کتاب اللباس باب ما یرخص للرجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۸/۲، صحیح مسلم کتاب اللباس باب اباحۃ لبس الحریر للرجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۳/۲، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب لبس الحریر لعدد آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۵/۲، سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب من رخص له فی لبس الحریر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۵، سنن النسائی کتاب الزینۃ باب الرخصة فی لبس الحریر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲۹۷/۲، مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۲، ۱۲۷، ۱۹۲، ۲۱۵، ۲۵۵، ۲۵۲

^۲ سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب علی ابن ابی طالب دار الفکر بیروت ۴۰۸/۵، مسند ابن یعلیٰ عن ابی سعید الخدری حدیث ۱۰۳۸ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۳/۲، السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب النکاح باب دخوله المسجد جنباً دار صادر بیروت ۲۶/۷

^۳ سنن الترمذی کتاب المناقب حدیث ۴۸۸۳ دار الفکر بیروت ۴۰۹/۵

شادی و سکنائے المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحل لہ ما یحل لہ اور ان کا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انہیں مسجد میں روا تھا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روا تھا (یعنی بحالت جنابت رہنا) اور روز خیر کا نشان^۱۔

حدیث ۲۹: معجم کبیر طبرانی و سنن بیہقی و تاریخ ابن عساکر میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الا ان هذا المسجد لا یحل لجنب ولا لحائض الا للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وازواجه و فاطمة بنت محمد و علی الا بینت لکم ان تضلوا۔ هذا رواية الطبرانی ^۲ ۔	سن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو، مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات و حضرت بتول زہرا اور مولا علی کو، صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب و علیہم وسلم۔ سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرما دیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ (یہ طبرانی کی روایت ہے۔ ت)
---	---

حدیث ۳۰: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

نہانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن خاتم الذهب ^۳ ۔	ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔
--	--

بایں ہمہ خود براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگشتی طلائی پہنتے۔ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابواسحاق اسفرائینی سے روایت کی:

^۱ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة سدا هذه الابواب الاباب علی دار الفکر بیروت ۱۲۵/۳

^۲ المعجم الكبير عن امر سلمة رضى الله عنها حديث ۸۸۳ المكتبة الفیصلية بیروت ۳/۲۳۷، السنن الكبير کتاب النکاح باب دخوله

المسجد جنبا دار صادر بیروت ۲۵/۷، تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۵۰۲۹ علی ابن ابی طالب دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰۸/۳۵

^۳ صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذهب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۸/۲، صحیح البخاری کتاب اللباس باب

خواتیم الذهب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۱/۲

فرمایا: میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ (ایسے ہی بغوی نے جعدیات میں شعبہ سے انہوں نے ابی اسحق سے روایت کیا۔ ت)	قال رأيت على البراء خاتماً من ذهب ¹ - وروى نحوه البغوي في الجعديات عن شعبة عن أبي اسحق -
---	--

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں:

یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے اموال غنیمت غلام و متاع حاضر تھے حضور تقسیم فرما رہے تھے سب اونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہ گئی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر فرمایا پہن لے جو کچھ تجھے اللہ و رسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	حدثنا ابو عبد الرحمن ثنا ابو رجاء ثنا محمد بن مالك قال رأيت على البراء خاتماً من ذهب وكان الناس يقولون له لم تختتم بالذهب وقد نهى عنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وبين يديه غنيمة يقسمها سبي وخرثى قال فقسمها حتى بقي هذا الخاتم فرفع طرفه فنظر الى اصحابه ثم خفض ثم رفع طرفه، ثم خفض ثم طرفه، فنظر اليهم قال اي براء فجئته حتى قعدت بين يديه فاخذ الخاتم فقبض على كرسوعى ثم قال خذ البس ما كساك الله ورسوله ² -
--	--

براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار ڈالوں جسے مصطفیٰ صلی اللہ

¹ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب اللباس الخ نمبر ۶۲ حدیث ۲۵۱۴۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۵/۵

² مسند احمد بن حنبل حدیث البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۹۴/۴

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ و رسول نے پہنایا، جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔
حدیث ۳۱: دلائل النبوة بیہقی میں بطریق الحسن مروی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

کیف بک اذا البست سواری کسری۔	وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسری بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔
------------------------------	--

جب ایران زمانہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتح ہوا اور کسری کے کنگن، کمر بند، تاج خدمت و فاروقی میں حاضر کئے گئے امیر المومنین نے انہیں پہنائے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا:

اللہ اکبر الحمد للہ الذی سلّٰہما کسریٰ بن ہرمز و البسہما سراقۃ الاعرابی ^۱ ۔	اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے۔
قال العلامة الزرقانی لیس فی هذا استعمال الذهب و هو حرام لانہ انما فعلہ تحقیقاً لمعجزة الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من غیر ان یقرہما فانہ روی انہ امرہ فنزعہما وجعلہما فی الغنیمۃ و مثل هذا لا یعد استعمالاً ^۲ ۔	علامہ زرقانی نے فرمایا اس سے سونے کو استعمال کرنا لازم نہیں آیا حالانکہ وہ حرام ہے، کیونکہ امیر المومنین کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزہ کی تحقیق کے لئے تھا، اس فعل کو برقرار نہیں رکھا۔ مروی ہے کہ آپ نے سراقہ کو حکم دیا انہوں نے وہ کنگن اتار دیئے اور آپ نے انہیں مال غنیمت میں شامل فرمادیا اور اس کو استعمال شمار نہیں کیا جاتا۔
اقول: رحمک اللہ من فاضل کبیر الشان انما المعجزة	میں کہتا ہوں اے فاضل کبیر الشان، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، معجزہ تو رسول اللہ صلی اللہ

^۱ دلائل النبوة للبیہقی باب قول اللہ عزوجل وعد اللہ الذین آمنوا الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۲۵/۶، ۳۲۶

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب المقصد الثامن الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۲۰۸/۷

تعالیٰ علیہ وسلم کا اس بات کی خبر دینا ہے کہ سراقہ کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔ چنانچہ اس کا تحقیق تو ان کے کنگن پہننے سے ہو گیا، اور بے شک حرام پہننا ہے اور حرمت کی شرط لبث ہے۔ پس واضح ہے کہ یہ سراقہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رخصت و تخصیص ہے۔ اور حدیث میں تملیک پر دلالت نہیں چنانچہ امیر المؤمنین نے وہ کام کای جس کی طرف حدیث نے راہنمائی فرمائی، پھر ان کنگنوں کو ان کی جگہ کی طرف لوٹا دیا۔ (ت)

اخبارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بآئہ سواری کسریٰ فانما تحقیقاً بلبسہ وانما حرام اللبس ومن شرط الحرمة اللبث فالو اضح ما جنت الیہ من ان هذا ترخیص و تخصیص من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لسراقۃ ولم یکن فی الحدیث ما یدل علی التملیک ففعل امیر المؤمنین ما ارشد الیہ الحدیث ثم ردہما مردہما۔

حدیث ۳۲: طبقات ابن سعد میں منذر ثوری سے ہے امیر المؤمنین علی و حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کچھ گفتگو ہوئی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ ابو القاسم) کا نام بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پر رکھا اور کینیت عہ بھی حضور کی، حالانکہ سید عالم صلی اللہ

عہ: شیخ محقق اشعۃ للمعات میں فرماتے ہیں:

اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، درست قول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اور آپ کی کینیت کے ساتھ کینیت رکھنا اگرچہ آپ کے وصال کے بعد ہو سخت منع ہے اور اسی طرح آپ کے نام اور کینیت کو جمع کرنا بطریق اولیٰ ممنوع ہے۔ اور وہ جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے وہ انکی خصوصیت ہے، انکے غیر کو ایسا کرنا جائز نہیں اھ۔ (باقی صفحہ آئندہ)

علماء را دریں مسئلہ اقوال ست و قول صواب ازین مقالات آنست کہ تسمیہ بنام شریف و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائز بلکہ مستحب ست و مکنی بکنیت وے اگرچہ بعد از زمان قوی تر و سخت تر بود و ہمنیں جمع کردن میان نام و کینیت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممنوع بطریق اولیٰ و آنکہ علی مرتضیٰ کرد مخصوص بود بوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و غیر او را جائز نبود^۱ لکن فی

^۱ اشعۃ للمعات کتاب الادب باب الاسامی الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۳/۴، ۴۴

تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے جمع کرنے سے منع فرمایا ہے امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ایک جماعت قریش کو بلا کر گواہی دلوائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین سے ارشاد فرمایا تھا:

سیولذلک بعدی غلام فقد نحلته اسی وکنیتی ولا نحل لاحد من امتی بعدہ۔	عنقریب میرے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا میں نے اسے اپنے نام وکنیت دونوں عطا فرمادے اور اس کے بعد میرے کسی اور امتی کو حلال نہیں۔
---	---

مولاعلی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

قلت یا رسول اللہ ان ولد لی	میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کے
----------------------------	--------------------------------------

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)	لیکن تنویر میں ہے کہ جس کا نام محمد ہو اس کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں اھ اور درمیں نسخ نہیں کے ساتھ اسکی علت بیان کی گئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل سے استدلال کرتے ہوئے۔
-------------------------	--

اقول: وكيف یفید النسخ مع نص الحدیث نفسه ان ذلك كان رخصة من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لعلی كرم الله تعالى وجهه كما سیأتی والمرام یحتاج الی زیادة تحری لایرخص فیہ غرابة المقام والله تعالى اعلم ۲۱منہ۔	میں کہتا ہوں کہ کیسے مفید ہے نسخ خود نص حدیث کے ہوتے ہوئے کہ بیشک یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے رخصت ہے جیسا کہ عنقریب آئیگا۔ اگرچہ مقصود زیادہ تفصیل کا مقتضی ہے مگر غرابت اس مقام کی اجازت نہیں دیتی۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)
---	--

^۱ الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۲

^۲ الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۲

ولد بعد اُسَّيْيه باسْم واكْنِيه بَكْنْتَك فَقُلْ نَعَمْ۔ فَكَانَتْ رَخْصَةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَعْلَى ^۱ ۔ اَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ ^۲ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَ وَابُو يَعْلَى وَالحَاكِمُ فِي الْكُفَى وَ الطَّحَاوِيُّ وَالحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السَّنَنِ وَالضَّيَّاءُ فِي الْمَخْتَارَةِ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔	بعد اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو میں حضور کا نام پاک اس کا نام رکھوں اور حضور کی کنیت اس کی کنیت۔ فرمایا: ہاں۔ یہ مولیٰ علی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رخصت تھی۔ (امام احمد و ابوداؤد و ترمذی نے اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔ اور ابو یعلیٰ و حاکم نے کئی میں اور طحاوی اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۳۳: صحیح بخاری و ترمذی و مسند احمد بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے غزوہ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
انہیں مدینہ طیبہ میں شامزادی کی تیمارداری کے لیے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

ان لك اجر جل من شهد	بیٹک تمہارے لئے حاضر ان بدر کے برابر ثواب
---------------------	---

^۱ الطبقات الكبرى لابن سعد ومن هذه الطبقة ممن روى عن عثمان وعلى الخ دار صادر بيروت ۹۲ و ۹۱/۵

^۲ مسند احمد بن حنبل عن علي رضي الله عنه المكتبة الاسلامي بيروت ۹۵/۱، سنن ابى داؤد كتاب الادب باب في الرخصة في الجمع بينهما
آفتاب عالم پریس ۳۳۳/۲، سنن الترمذی كتاب الادب باب ما جاء في كراهية الجمع بين الاسم النبى وكنية حديث ۲۸۵۲ دار الفكر بيروت
۳۸۴/۳، المستدرک للحاکم كتاب الادب قول النبى صلى الله تعالى عليه وسلم تسوما باسى ولا تکنوا بكنيتي دار الفكر بيروت ۲۷۸/۲،
السنن الكبرى كتاب الضحايا باب ما جاء من الرخصة الخ دار صادر بيروت ۳۰۹/۹، شرح معاني الآثار كتاب الكراهية باب التكني بأبي
القاسم الخ ابي سعيد كميني كراچی ۴۳۲/۲، مسند ابو يعلى عن علي رضي الله عنه حديث ۲۹۸ مؤسسة علوم القرآن بيروت ۱۸۴/۱، الضيياء
المختارة ۳۴۳/۲

بدراً و سهمہ ^۱	اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے۔
---------------------------	-----------------------------------

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالانکہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔ سنن ابوداؤد میں انہیں سے ہے:

فضر ب لہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسهم ولم یضرب لاحدٍ غاب غیرہ ^۲ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔
---	--

حدیث آئندہ کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن پر صوبہ دار کر کے بھیجا ان سے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے لئے رعایا کے ہدایا طیب کر دئے اگر کوئی چیز تمہیں ہدیہ دی جائے قبول کر لو۔ عبید بن صخر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تیس غلام لائے کہ انہیں ہدیہ دیے گئے، حالانکہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے^۳۔

مسند ابویعلیٰ میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

هدایا العمال حرام کلہا ^۴ ۔	عاملوں کے سب ہدئے حرام ہیں۔
---------------------------------------	-----------------------------

مسند احمد و سنن بیہقی میں اب وحمزہ ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناقب عثمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲۳، سنن الترمذی کتاب المناقب باب عثمان بن عفان حدیث ۲۶۷۳ دار الفکر بیروت ۳۹۵/۵، مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۰/۲

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی من جاء بعد الغنیمۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸/۲

^۳ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ سیف فی الفتوح ترجمہ ۸۰۳ معاذ بن جبل دار الفکر بیروت ۱۵۳/۵

^۴ کنز العمال بحوالہ عن عن حذیفہ حدیث ۱۵۰۶۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱۲/۶

ہدایا لعمال غلُول ^۱	عاملوں کے ہدیے خیانت ہیں۔
--------------------------------	---------------------------

حدیث ۳۴: صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمرو انصاری یا ان کے والد منقذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں فریب کھا جاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا:

من بایعت فقل لا خلاۃ ^۲ ۔ زاد الحمیدی فی مسندہ	جس سے خریداری کرو کہہ دیا کرو فریب کی نہیں سہی۔ حمیدی نے اپنی مسند میں اتنا اضافہ کیا: پھر تمہیں تین دن تک اختیار ہے (اگر ناموافق یا بیع رد کردو)
--	---

یہی مضمون حدیث^{۳۵} سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے و ذکر قصۃ ولم یذکر الزیادۃ (قصے کا ذکر کیا گیا اور زیادتی کا ذکر نہ کیا گیا۔ ت)

امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ و امام شافعی اور روایت اصح میں امام مالک و غیر ہم ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک غبن باعث خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کر سکتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انہیں کو نوازا تھا اور ان کے لیے نہیں، یہی قول صحیح ہے^۴۔

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی حیدر الساعدی المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۴/۵، السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب آداب القاضی باب لا یقبل منه ہدیۃ دار صادر بیروت ۱۳۸/۱۰، کنز العمال حدیث ۱۵۰۶۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱۱/۶

^۲ صحیح البخاری کتاب البیوع باب ما یکرہ الخداع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۴/۱، صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض باب ما ینہی عن اضاعۃ المال قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۴/۱، صحیح البخاری فی الخصومات باب من رد امر السفیہ والضعیف العقل قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۵/۱، صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۲، کنز العمال عن عبد اللہ بن عمر حدیث ۹۹۶۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵۵/۴

^۳ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الرد علی ابی حنیفہ حدیث ۳۱۷/۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۰۵/۷، مسند حمیدی ۷/۲

^۴ شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۲

حدیث ۳۶: مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے ممانعت فرمائی۔

اس بارے میں حضرت عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری سے صحیحین میں مروی ہے اور حضرت معاویہ سے صحیح بخاری میں اور حضرت عمرو بن عنبہ سے صحیح مسلم میں مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (ت)۔	فیہ عن عمر وعن ابی ہریرۃ وعن ابی سعید بن الخدری کلہا فی الصحیحین ^۱ وعن معاویۃ فی صحیح البخاری ^۲ وعن عمرو بن عنبۃ فی صحیح مسلم ^۳ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
--	--

خود ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں رواہ ابو داؤد فی سننہ^۴ (ابو داؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا۔ ت) باینہ ام المؤمنین عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتیں:

اس کو بخاری و مسلم نے بحوالہ کریب حضرت ابن عباس بن عبد الرحمن بن ازہر والمصور بن مخرمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا، ان تینوں نے کریب کو ام المؤمنین زوجہ رسول سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاس بھیجا کہ انہیں ہمارا سلام کہیں اور ان سے نماز عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھو اور ان سے عرض کرو کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ وہ پڑھتی ہیں حالانکہ رسول اللہ	رواہ الشیخان عن کریب عن ابن عباس وعبد الرحمن بن ازہر والمصور بن مخرمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہم ارسلوہ الی عائشۃ زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا اقرء علیہا السلام مناجبیا وسلمہا عن الرکعتین بعد العصر وقل لہا بلغنا انک تصلینہما وان رسول اللہ صلی اللہ
--	--

^۱ صحیح البخاری کتاب مواقیات الصلوۃ باب الصلوۃ بعد الفجر قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۲/۱، صحیح البخاری کتاب مواقیات الصلوۃ باب لا تتحرى الصلوۃ قبل غروب الشمس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۲/۱، صحیح البخاری کتاب مواقیات الصلوۃ باب من یکرہ الصلوۃ الا بعد العصر والفجر قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۳/۱، صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب الاوقات التي نهى عن الصلوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی

^۲ صحیح البخاری کتاب مواقیات الصلوۃ باب لا تتحرى الصلوۃ بعد غروب الشمس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۳/۱

^۳ صحیح مسلم کتاب المسافرین باب الاوقات التي نهى عن الصلوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۷۶/۱

^۴ سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ بعد العصر آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۱/۱

تعالیٰ علیہ وسلم نہی عنہما ^۱ ۔	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے۔ (ت)
---	---

علماء فرماتے ہیں یہ ام المؤمنین کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے جائز کر دیا تھا۔

قالہ الامام الجلیل خاتم الحفاظ السيوطی فی	امام جلیل خاتم الحفاظ سيوطی علیہ الرحمۃ نے انموذج اللیب
انموذج اللیب ثم الزرقانی فی شرح المواهب ^۲ ۔	میں پھر زرقانی نے شرح المواهب میں بیان کیا۔ (ت)

حدیث ۳۷: صحیحین و مسند احمد و سنن نسائی و صحیح ابن حبان میں ام المؤمنین صدیقہ^۳ اور حدیث^{۳۸} احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس^۴ اور حدیث^{۳۹}

^۱ صحیح البخاری کتاب التہجد باب اذا کلم و هو یصلی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶۴/۱۶۵، صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب الاوقات ان نہی عن الصلوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۷۷/۱، مشکوٰۃ المسابیح بحوالہ متفق علیہ کتاب الصلوۃ باب اوقات النہی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۹۴

^۲ شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ

^۳ صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۲/۲، صحیح مسلم کتاب الحج باب اشتراط المحرم التحلل قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۸۵/۱، مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۲/۶، سنن النسائی کتاب مناسک الحج الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۱۹/۲، موارد الظمان کتاب الحج باب الاشتراط فی الاحرام حدیث ۹۷۳ المطبوعۃ السلفیہ ص ۲۴۲

^۴ مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۳۷/۱، صحیح مسلم کتاب الحج باب اشتراط المحرم التحلل قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۸۵/۱، سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۹۴۹ دار الفکر بیروت ۲۷۸/۲، سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب الاشتراط فی الحج آفتاب عالم پریس لاہور ۲۷۷/۱، سنن النسائی کتاب مناسک الحج الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۱۹/۲، سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷

احمد وابن ماجہ وابن خزیمہ والبیہقی میں ضباعہ^۱ بنت زبیر اور حدیث^۲ بیہقی وابن مندہ میں بطریق ہشام عن ابی الزبیر حضرت جابر بن عبد اللہ^۳ اور حدیث^۴ احمد وابن ماجہ وطبرانی میں جدہ^۵ ابی بکر بن عبد اللہ بن زبیر یعنی اسماء بنت صدیق یا سعدی بنت عوف اور حدیث طبرانی میں حضرت عبد اللہ^۶ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چچا زاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: حج کا ارادہ ہے؟ عرض کی: یا رسول اللہ! واللہ میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادا نہ کر سکوں پھر احرام سے کیونکر باہر آؤں گی)۔ فرمایا:

اہلّی واشترطی ان محلی حیث جستنی۔	احرام باندھ اور نیت میں یہ شرط لگالے کہ جہاں تو مجھے روکے گا وہیں میں احرام سے باہر ہوں۔
----------------------------------	--

نسائی نے زائد کیا:

فان لك على ربك ما استثنيت ^۵ ۔	تمہارا یہ استثناء تمہارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔
--	---

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث ضباعہ بنت الزبیر المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۶۰ و ۳۲۰، سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷، صحیح ابن خزیمہ کتاب المناسک باب اشتراط من به علة الخ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۶۴، السنن الکبریٰ کتاب الحج باب استثناء فی الحج دار صادر بیروت ۵/۲۲۱ و ۲۲۰، کنز العمال بحوالہ م. د. ت. ن. ۵، ھب حدیث ۱۲۳۲۸ مؤسسه الرسالہ بیروت ۵/۱۲۲

^۲ السنن الکبریٰ کتاب الحج باب الاستثناء فی الحج دار صادر بیروت ۵/۲۲۲

^۳ مسند احمد بن حنبل عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۴۹، سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷، المعجم الکبیر عن اسماء بنت ابی بکر حدیث ۲۳۳، المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۳/۸۷

^۴ المعجم الکبیر عن صباعہ بنت الزبیر المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۴/۳۳۲ تا ۳۳۷، مجمع الزوائد بحوالہ ابن عمر کتاب الحج باب الاشتراط فی الحج دار الکتاب بیروت ۳/۲۱۸

^۵ سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۱۹/۲

ضباعہ نے زائد کیا کہ فرمایا:

فان حبست او مرضت فقد حلت من ذلك بشرطك على ربك عزوجل ^۱	اب اگر تم حج سے روکی گئیں یا بیمار پڑیں تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگائی ہے احرام سے باہر ہو جاؤ گی۔
---	--

ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: یہ ایک اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و معتبر نہیں۔

بل وافقنا على اختصاصه بها بعض الشافعية كالخطابي ثم الروياني كما في عمدة القارى ^۲ للامام العيني من باب الاحصار۔	بلکہ اس حکم کے اس صحابہ کے ساتھ مختص ہونے پر بعض شوافع بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں، مثلاً خطابی پھر رویانی جیسا کہ عمدة القاری نے باب الاحصار میں امام عینی نے ذکر فرمایا۔ (ت)
---	--

حتیٰ کہ حدیث^۳ مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم ہے:

حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن رجل منهم رضى الله تعالى عنه انه اتى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاسلم على انه لا يصلى الا صلوتين فقبل ذلك منه ^۳ ۔	یعنی ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔
---	--

ان کے سوا امام جلیل جلال سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مستطاب انموذج اللیبیب فی خصائص الحبيب^۴ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میں ایک مجمل فہرست میں نو واقعوں کے اور پتے دئے ہیں کہ فقیر نے ان تین کی طرح یہ بھی ترک کر دئے لوجوہ یطول ایرادھا واللہ الحمد علی تواثر الآتہ۔ (بعض ایسی وجوہ کی بنا پر کہ انکا ذکر طوالت کا باعث ہے اور اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں اسکی متواتر نعمتوں پر) ۴۳ حدیثیں یہ اور ۸ حدیثیں دربارہ تحریم مدینہ طیبہ جملہ اکاون^۵ احادیث ہیں جن میں بہت ازروئے

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث ضباعہ بنت الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۲۴۰/۶

^۲ عمدة القاری شرح صحیح البخاری باب الاحصار فی الحج تحت الحدیث ۱۸۰/۳۸۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۸/۱۰

^۳ مسند احمد بن حنبل حدیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۲۴۳/۵

^۴ انموذج للیبیب فی خصائص الحبيب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسناد بھی خاص مقصود رسالہ کے مناسب تھیں اور بحیثیت تذلیل وہابیہ و تفضیل و تجہیل امام الوہابیہ تو سب ہی مقصود عالم رسالہ کے ملامت میں انہیں بھی گئے تو شمار احادیث یہاں تک ایک سو چھیانوے ہو۔ مگر ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم نے ارشاد فرمایا ہے:

ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة۔ احمد¹ والستة
 الا البخاری عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (کے) شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

ولہذا میرا خامہ تیغبار نجدی شکار اپنے مقتولین مخذولین مذہبوحین مقبوحین حضرات وہابیہ پر احسان کے لیے یہ پچاسا شمار سے الگ رکھتا اور بتوفیق اللہ تعالیٰ آگے صرف وہ بعض احادیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جلائل احکام تشریعیہ کی صریح اسنادوں پر مشتمل اور وہ کہ ان دلائل تفویض احکام بحضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی مؤید و مکمل ہیں لکھتا ہے ان میں مؤیدات تفویض کی تقویم کیجئے کہ اس بحث کا سلسلہ مسلسل رہے وباللہ التوفیق۔

حدیث ۱۴۶: حدیث صحیح جلیل سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ و مسند امام طحاوی و معجم طبرانی و معرفت بیہقی کلہم بطریق منصور بن المعمر عن ابراہیم التیمی عن عمرو بن میمون عن ابی عبد اللہ الجدلی عن خزیمہ بن ثابت الابن ماجہ ففعن سفیان عن ابیہ عن ابراہیم التیمی عن عمرو بن میمون عن خزیمہ بن ثابت عن حضرت ذوالشادین خزیمہ بن ثابت الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

^۱ صحیح مسلم کتاب الصيد باب الامر باحسان الذبیح قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۲/۲، سنن النسائی کتاب الضحایا باب حسن الذبیح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲۰۹/۲، سنن الترمذی کتاب الدیات حدیث ۱۴۱۲ دار الفکر بیروت ۱۰۵/۳، سنن ابن ماجہ ابواب الذبائح باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبیح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۶، سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب فی الدفق بالذبیحة آفتاب عالم پریس لاہور ۳۳/۲، مسند احمد بن حنبل حدیث شدا بن اوس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۵۴/۳

جعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للمسافر ثلاثاً ولو مضى السائل على مسألتہ لجعلها خمسا ^۱ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی، اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کر دیتے۔ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔
---	--

اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے: فرمایا:

ولو استزدناہ لزدنا ^۲ ۔	اور اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے۔
-----------------------------------	--

دوسری روایت طحاوی میں ہے:

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه جعل المسح علی الخفین للمسافر ثلاثة ايام ولیا لیھن وللمقیم یوماً وليلةً ولو اطنب له السائل فی مسألتہ لزداه ^۳ ۔	بیٹک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مدت مسافر کے لیے تین رات دن اور مقیم کے لیے ایک رات دن کر دی، اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور انور زیادہ مدت عطا فرماتے۔
---	---

بیہقی کی روایت اخرویوں میں ہے:

وايم الله لو مضى السائل فی مسألتہ لجعلها خمسا ^۴ ۔	اگر سائل عرض کئے جاتا تو حضور مدت کے پانچ دن کر دیتے۔
--	---

یہ حدیث بلاشبہ صحیح السند ہے اس کے سب رواۃ اجلہ ثقات ہیں۔ لاجرم امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا:

^۱ سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی التوفیق فی المسح للمقیم والمسافر الخ سعید کمنی کراچی ص ۴۲

^۲ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب التوفیق فی المسح آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۱، شرح معانی الآثار کتاب الطہار باب المسح علی الخفین

الخ سعید کمنی کراچی ۶۱/۱، السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی ترک التوفیق دار صادر بیروت ۲۷۷/۱

^۳ شرح معانی الآثار کتاب الطہار باب المسح علی الخفین الخ سعید کمنی کراچی ۶۱/۱

^۴ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی ترک التوفیق دار صادر بیروت ۲۷۷/۱

ہذا حدیث حسن صحیح^۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
نیز امام الشان یحییٰ بن معین سے نقل کیا کہ حدیث صحیح ہے۔

امام ترمذی نے اگرچہ زیادت کو ذکر نہیں کیا مگر مخرج بھی وہی ہے اور طریق بھی وہی ہے، اس لئے کہ فرمایا ہمیں حدیث بیان کی قتیبة نے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابو عوانہ سے انہوں نے سعید بن مسروق سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے ابو عبد اللہ جدلی سے انہوں نے خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ امام ابن دقیق العید نے اس حدیث کی تقویت میں اپنی کتاب الامام میں خوب

وهو ان لم يذكر الزيادة فانما المخرج المخرج و
الطريق الطريق حيث قال حدثنا قتيبة نأبو عوانة
عن سعيد بن مسروق عن ابراهيم التيمي عن عمرو
بن ميمون عن ابي عبد الله الجدلي عن خزيمه بن
ثابت رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم^۲۔ وقد اطلال الامام ابن دقيق العيد الكالم في
تقوية هذا الحديث والذات^۳ عنه في كتابه الامام

اس میں سب سے بڑا شبہ اس رواتی سے کیا جاتا ہے جو بیہقی نے
امام ترمذی سے اور انہوں نے امام بخاری سے کی ہے کہ میرے
نزدیک یہ حدیث نہیں کیونکہ ابو عبد اللہ جدلی کا خزیمہ سے سماع
ثابت نہیں۔ یہ وہ شکوی ہے جس کا عار تجھ سے دور ہے، کیونکہ امام
بخاری علیہ الرحمہ کے موقف کے مطابق اس بات پر ہے کہ
(باقی بر صفحہ آئندہ)

عہ: اعظم ما یرتاب بہ فیہ روایۃ البیہقی عن
الترمذی عن البخاری لایصح عندی لانہ لایعرف لابی
عبد اللہ الجدلی سماع من خزیمہ^۳
وتلك شكاة ظاهر عنك عارها
فان مبناه على ما ذهب اليه هو رحمة الله من اشتراط ثبوت

^۱ سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی المسح علی الخفین حدیث ۹۵ دار الفکر بیروت ۱۵۲/

^۲ سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی المسح علی الخفین حدیث ۹۵ دار الفکر بیروت ۱۵۲/

^۳ الجوهر النقی حوشی علی السنن الکبری للبیہقی کتاب الطہار باب ماورد فی ترک التوقیت دار صادر بیروت ۲۷۹، ۲۸۱/

واثره الامام الزيلعي في نصب الراية¹۔

لمبی گفتگو فرمائی ہے، اور امام زیلعی نے نصب الراية میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

السمع ولو مرة للاتصال والصحيح الاجتزاء بالمعاصرة
هو المنصور عليه الجمهور كما افاده المحقق على الاطلاق في
فتح القدير وقد اطل مسلم في مقدمة صحيحه في الرد
على هذا المذهب لاجرم ان لم يكثر به تلميذه الترمذي
وحكم بانه حسن صحيح وكذا حكم بصحته شيخ
البخاري بامام الناقدين يحيى بن معين۔

راوی کا مروی عنہ سے سماع شرط ہے اگرچہ ایک مرتبہ وہ اتصال کے
لیے۔ صحیح یہ ہے کہ معاصرت ہی کافی ہے۔ جمہور کا موقف یہی ہے
جیسا کہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدير میں اس کا افادہ فرمایا ہے۔
امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں اس مذہب کے رد پر طویل
بحث کی ہے۔ امام بخاری کے شاگرد امام ترمذی نے بھی امام بخاری
کی تائید نہیں کی اور اس حدیث کے صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے۔ یونہی
امام بخاری کے استاذ امام الناقدین یحییٰ بن معین نے اس کی صحت کا
حکم لگایا ہے۔

میں کہتا ہوں اگر امام بخاری کی بات تسلیم بھی کر لی جائے تو اس
سے زیادہ سے زیادہ انقطاع لازم آتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک اور
مسائل کو قبول کرنیوالے دیگر حضرات جو کہ جمہور ہیں کے
زادیک قادح نہیں ہے پھر تم پر ابن حزم کی گنگناہٹ کا سننا لازم
ہے کہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاتا، کیونکہ آدمی جرح و
تصادم میں دو اندھوں کی مثل ہوتا ہے یعنی بڑھتا ہوا سیلاب اور
حملہ کرنیوالا مست اونٹ۔ یہاں تک کہ ترمذی کے ہاں مجاہیل
میں سے ہے، اور جدلی کی توثیق ان دو اماموں نے کی ہے
(باقی بر صفحہ آئندہ)

اقول: علانہ لو سلم فقصواہ الا نقطاع وليس بقادح
عندنا وعند سائر قابلي المراسيل وهم الجمهور ثم عليك
من دندنة ابن حزم ان الجدلي لا يعتد على روايته فان
الرجل في الجرح والوقعية كالا عيين السيل الهوجم و
البيعر الصول حتى عند الترمذي من المجاهيل والجدلي
فقد وثقه الامامان المرجوع اليهما احمد بن

¹ نصب الراية كتاب الطهارة باب المسح على الخفين المكتبة النورية رضويہ پبليشنگ لاہور ۲۳۵۲۳۲/۱

فراجہ ان شئت۔	ان کی پیروی کی ہے۔ (ت)
---------------	------------------------

اقول: یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفویض و اختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا مؤکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کر دیتے اصلاً گنجائش نہ رکھتا تھا کیا لایحقی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) اور یہاں جزم خصوص بے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تخیر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشاء وہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

حدیث ۱۴۷: مالک و احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو ان اشد علی امتی لامر تهم بالسواک عند کل	اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرمادیتا کہ ہر نماز کے وقت
--	--

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حنبل و ابن معین فمأ هو ابن حزم وائش ابن ہزم بعد
 ہذین وهو متفر دفیہ لم یسبقہ احد بهذا القول الا تری
 ان البخاری انما اعله اذا عله بانہ لم یعرف سباع الجدلی
 لابانہا رواہ الجدلی وقد صحح له الترمذی وقال فی
 التقریب^۱ ثقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۲ امنہ۔

جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور وہ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین ہیں۔ ان دو اماموں کے مقابلہ میں ابن حزن و ابن ہزم کی شے ہے در انحالیکہ وہ اس میں تنہا ہے۔ اس سے پہلے کسی نے یہ قول نہیں کیا۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ امام بخاری نے اس کو اس وجہ سے مغلل قرار دیا کہ جدلی کا سماع معروف نہیں، نہ اس وجہ سے کہ یہ جدلی کی روایت ہے۔ امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور تقریب میں کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)

^۱ تقریب التہذیب ترجمہ ابن عبد اللہ الجدلی ۸۲۴۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۲۸/۴

صلوٰۃ ^۱ ۔	مسواک کریں۔
----------------------	-------------

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے قالہ فی التیسیر وغیرہ^۲ (تیسیر^۲ وغیرہ میں اسے بیان کیا گیا۔ ت) احمد و نسائی نے انہیں سے بسند صحیح یوں روایت کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو ان اشق علی امتی لامر تھم عند کل صلوٰۃ بوضوء او مع کل وضوء بسواک ^۳ ۔	امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہو تو میں ان پر فرض کر دوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔
--	---

اقول: امر دوم دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت،

وذلك قوله تعالى "فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرٍ" ۴۔	اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ کے امر کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے۔ (ت)
---	---

دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت،

وذلك قوله صلى الله تعالى عليه وسلم امرت بالسواك حتى خشيت ان يكتب علي احمد ^۵ بن واثلة بن	اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مجھے مسواک کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں مجھ پر فرض نہ ہو جائے۔ اس کو امام احمد
---	---

^۱ صحیح البخاری، کتاب الجمعة باب السواك يوم الجمعة قديمي كتب خانہ کراچی ۱۲۲۱/۲۵۹، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب السواك قديمي كتب خانہ کراچی ۱۲۸/۱، سنن النسائي کتاب الطہارۃ الرخصة في السواك نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۶/۱، سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب السواك ۱۱۱/۱، سنن سید کمنی کراچی ص ۲۵، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۳۹۹/۲، ۲۸۷، ۲۵۹، ۲۵۰، ۲۴۵، ۲۰۰، مؤطا امام مالک کتاب الطہارۃ ماجاء في السواك مير محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۰

^۲ التيسير شرح الجامع الصغير تحت الحديث لولا ان اشق على امتي الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۳۱۲/۲

^۳ سنن النسائي کتاب الطہارۃ الرخصة في السواك نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۶/۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۵۹/۲

^۴ القرآن الكريم ۶۳/۲۲

^۵ مسند احمد بن حنبل حديث واثلة بن الاسقع المکتب الاسلامی بیروت ۳۹۰/۳

الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔	نے واللہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)
--------------------------------------	--

امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے تو ضروری نفی حتمی کی ہے، امر حتمی بھی دو قسم ہے ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی جس کا مقتضی فرضیت، ظنیت خواہ من جہۃ الرؤیۃ یا من جہۃ الدلالة ہمارے حق میں ہوتی ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جن کے سر پر وہ عزت کے گرد ظنوں کو اصلاً بار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا مندوب، نص علیہ الامام المہقق حیث اطلق فی الفتح (اس پر محقق امام علیہ الرحمہ نے فتح میں نص فرمائی ہے۔ ت)

اب واضح ہو گیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہے کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لیے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرمادیتا مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں۔ واللہ الحمد۔ حدیث ۱۳۸: مالک وشافعی وبیہقی ان سے اور طبرانی اوسط میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بسند حسن راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشدق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کل وضوء ^۱ ۔	مشقت امت کا پاس ہے ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک ان پر فرض کر دوں۔
---	--

حدیث ۱۳۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ مسواک کرو مسواک منہ کو پاکیزہ اور رب عزوجل کو راضی کرتی ہے، جبریل جب میرے پاس حاضر ہوئے مجھے مسواک کی وصیت کی۔

حتی لقد خشیت ان یفرضہ، علی وعلی امتی ولولا انی اخاف ان اشدق علی امتی لفرضتہ علیہم	یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری امت پر فرض کر دیں گے اور اگر مشقت امت کا خوف نہ ہوتا تو ان پر فرض کر دیں گے۔
---	--

^۱ مؤطلاً امام مالک کتاب الطہارۃ ماجاء فی السواک میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۰، السنن الکبریٰ کتاب الطہارۃ باب الدلیل علی ان السواک سنة دار صادر بیروت ۳۵/۱، کنز العمال بحوالہ والشافعی حدیث ۲۶۱۹۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۳۱۵/۹، المعجم الاوسط، حدیث ۱۲۶۰ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۳۸/۲

ابن ماجہ ^۱ عن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	(ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)
---	--

یہاں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف بھی فرض کر دینے کی اسناد ہے۔
حدیث^۲ ۱۵۰: طبرانی و زرارہ و دارقطنی و حاکم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیہم السواک عند کل صلوٰۃ ^۲ (زادغیر الدارقطنی) کما فرضت علیہم الوضوء ^۳ ۔	مشقت امت کا لحاظ نہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت مسواک ان پر فرض کر دوں جس طرح میں نے وضو ان پر فرض کر دیا ہے۔
---	--

یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرض کر دیا۔
حدیث^۴ ۱۵۱، ۱۵۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک واطیب عند کل صلوٰۃ۔ ابو نعیم فی کتاب السواک ^۴ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن وسعید بن منصور فی سننہ عن مکحول مرسلًا۔	مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کر دوں۔ (ابو نعیم نے کتاب السواک میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں مکحول سے مرسلًا روایت کیا۔ت)
---	--

یہاں خوشبو کی فرصت بھی زائد فرمادی۔

^۱ سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب السواک (۱/۲۷۱) سعید کینی کراچی ص ۲۵

^۲ کنز العمال بحوالہ قط عن ابن عباس حدیث ۲۶۱۷۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۲/۹

^۳ المستدرک للحاکم کتاب الطہارۃ لولان اشق علی امتی دار الفکر بیروت ۱/۱۴۶، البحر الزخار عن ابن عباس حدیث ۳۰۲، مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۳/۱۳۰، مجمع الزوائد بحوالہ العباس کتاب الطہارۃ باب فی السواک دار الکتب بیروت ۲۲۱/۱، مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی السواک دار الکتب بیروت ۹۷/۲

^۴ کنز العمال بحوالہ صعن مکحول مرسلًا حدیث ۲۶۱۹۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۶/۹

حدیث ۱۵۳^{۵۱}: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لو ان اشق علی امتی لامر تھم ان یستاکوا بالاسحار۔ ابو نعیم فی السواک ^۱ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	مشقت امت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرمادیتا کہ ہر سحر پہلے پہراٹھ کر مسواک کریں (ابو نعیم نے کتاب السواک میں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۱۵۴^{۵۲، ۵۳} و ۱۵۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لو ان اشق علی امتی لامر تھم بالسواک عن دکل صلوۃ ولا خرت العشاء الی ثلث اللیل۔	مشقت امت کا خیال نہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت ان پر مسواک فرض کر دوں اور نماز عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دوں۔
--	---

احمد^۲ والترمذی والضیاء عن زید بن خالد^۳ الجھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح والبخاری عن امیر المومنین علی
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، وروی عن زید احمد وابو داؤد والنسائی کحدیث ابی ہریرۃ الاول بالاختصار علی السطر الاول و
الحاکم والبیہقی بسند صحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کحدیث زید^۳ هذا وفيه لغرضت عليهم السواک مع
الوضوء ولا خرت العشاء الاخرة الى نصف اللیل^۳۔ یعنی میں وضو میں مسواک کرنا فرض کر دیتا اور نماز عشاء آدھی
رات تک ہٹا دیتا۔

^۱ کنز العمال بحوالہ ابی نعیم فی کتاب السواک حدیث ۲۶۱۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۶/۹، الدر المنثور بحوالہ ابی نعیم تحت الآیۃ
۱۲۴/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵۲/۱

^۲ مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۳/۴، سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی
السواک حدیث ۲۳ دار الفکر بیروت ۱۰۰/۱، کنز العمال بحوالہ حم، ت والضیاء حدیث ۲۶۱۹۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۵/۹، البحر الزخار
عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۴۷۸ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۱۲۱/۴، مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد المکتب الاسلامی
بیروت ۱۱۶/۴، سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک آقاب عالم پریس لاہور ۷/۱

^۳ المستدرک للحاکم کتاب الطہارۃ فضیلۃ السواک دار الفکر بیروت ۱۳۶/۱، السنن الکبریٰ کتاب الطہارۃ باب الدلیل علی ان السواک
السنة الخ دار صادر بیروت ۳۶/۱، کنز العمال بحوالہ ک وھق عن ابی ہریرۃ حدیث ۲۶۱۹۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۶/۹

وللنسائی عن ابی ہریرۃ بلفظ الامر تھم تاخیر العشاء بالسواک عند کل صلوۃ ^۱ ۔	نسائی نے ابو ہریرہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: میں ان پر فرض کر دیتا کہ عشاء دیر کر کے پڑھیں اور نماز کے وقت مسواک کریں۔
---	---

حدیث ۱۵۶^{۵۴}: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی لا امر تھم ان یصلوہا ہکذا یعنی العشاء نصف اللیل۔ احمد ^۲ والبخاری ومسلم والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ان پر فرض کر دیتا کہ عشاء آدھی رات کو پڑھیں۔ (احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۱۵۷^{۵۵}: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لولا ضعف الضعیف وسقم السقیم لا امرت بھذہ الصلوۃ ان توخر الی شطر اللیل۔ النسائی ^۳ عن ابی سعد الخدری رضی اللہ تعالیٰ ومرت روایۃ احمد و ابی داؤد وابن ماجہ وابی حاتم بلا لفظ الامر۔	اگر ناتواں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں فرض کر دیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک مؤخر کریں (اس کو نسائی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور ابو حاتم کی روایت گزر چکی ہے جو لفظ امر کے بغیر ہے۔ ت)
--	---

حدیث ۱۵۸^{۵۶}: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لولا ان اشق علی امتی	مشقت امت کا اندیشہ نہ ہو تو میں ان پر
----------------------	---------------------------------------

^۱ سنن النسائی کتاب المواقیت باب ما یستحب من تأخیر العشاء نور محمد کتب خانہ کراچی ۹۲/۱ و ۹۳

^۲ مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۶۶/۱، صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب النوم
قبل العشاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۱/۱، صحیح مسلم کتاب المساجد باب وقت العشاء وتأخیرھا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲۹/۱، سنن

النسائی کتاب المواقیت باب یستحب من تأخیر العشاء نور محمد کارخانہ کراچی ۹۲/۱

^۳ سنن النسائی کتاب المواقیت باب یستحب من تأخیر العشاء نور محمد کارخانہ کراچی ۹۳/۱

لامرئہم ان یؤخروا عشاء العشاء الی

فرض کردوں کہ عشاء میں تہائی

عہ: سبب ہذا انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذات لیلة صلوة العشاء حتی ابھا راللیل او ذهب عامة اللیل ونام النساء والصبیان فجاء فصلی و ذکرہ کہا ورد مبینا فی احادیث ابن عباس وابی سعید وابن عمرو انس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم، وسبب حدیث السواک ایتان ناس عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قلحا فقال استاکوا استاکوا لاتأتونی قلحا لولا ان اشق علی امتی لغرضت علیہم السواک عند کل صلوة کہا بینہ الدار قطنی^۱ من حدیث العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فہما حدیثان ربما افرزہما ابو ہریرۃ وربما جمع وکذلک غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وان اتفق ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو الذی قال مرۃ ہکذا او اخری ہکذا و

اس کا سبب یہ ہے کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز مؤخر فرمادی یہاں تک کہ آدھی رات یا زیادہ گزر گئی۔ عورتیں اور بچے سو گئے تو آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی، جیسا کہ ابن عباس، ابو سعید، ابن عمر اور انس وغیرہ کی احادیث میں واضح طور پر وارد ہوا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حدیث سواک کا سبب یہ ہے کہ لوگ میلے کچیلے دانتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا مسواک کیا کرو اور میرے پاس میلے کچیلے دانتوں کے ساتھ مت آیا کرو، اگر مجھے امت کی مشقت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ان پر ہر ناز کے وقت فرض کر دیتا۔ جیسا کہ اس کو دار قطنی نے بحوالہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی الگ الگ بیان فرمایا ہے اور کبھی دونوں کو جمع کیا ہے، یونہی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیر نے کیا ہے، اگرچہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی اس طرح بیان فرمایا ہے اور کبھی اس طرح اور کبھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

^۱کنز العمال بحوالہ قط عن ابن عباس حدیث ۲۶۱۷۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۳/۱۲/۹

ثلث الليل اونصفه۔ احمد ^۱ والترمذی وصححه، و ابن ماجة عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه ومرت اخرى لابن ماجة كاحمد وابی داؤد ومحمد بن نصر خالية عن الامر۔	یا آدھی رات تک تاخیر کریں (اس کو امام احمد وترمذی نے اسکو صحیح قرار دیا۔ اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ اور دوسری روایت ابن ماجہ کی احمد وابوداؤد ومحمد بن نصر کی طرح گزر چکی ہے جو امر سے خالی ہے۔ (ت)
---	--

حدیث ۱۵۹^{۵۷}: صحیح بخاری میں زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آیت سورہ احزاب کی نسبت ہے:

وجدتها مع خزيمه الذي جعل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم شهادته بشهادتين ^۲ ۔	وہ میں نے لکھی ہوئی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پائی جن کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو گواہوں کے برابر فرمائی۔
--	---

حدیث ۱۶۰^{۵۸}: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن پر صوبیدار بنا کر بھیجتے وقت ان سے ارشاد فرمایا:

تارة جمع فالتعدد اظهر واكثر، والله تعالى اعلم ^{۱۲} امنه دامت فيوضه۔	دونوں کو جمع فرمایا۔ چنانچہ تعدد اظہر و اکثر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ۱۲ امنہ (ت)
--	--

^۱ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہريرة رضى الله عنه المكتب الاسلامی بیروت ۲/۳۳۳، ۵۰۹، سنن الترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء في تأخير صلوة العشاء الخ حدیث ۱۶۷۷ دار الفکر بیروت ۱/۲۱۳، سنن ابن ماجة کتاب الصلوة باب وقت صلوة العشاء ۱/۱۱۱، سید سعید کنینی کراچی ص ۵، کنز العمال عن ابی ہريرة حدیث ۱۹۴۶۳ مؤسسة الرسالہ بیروت ۷/۳۹۵

^۲ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب قول الله تعالى من المومنين رجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۹۴، صحیح کتاب التفسیر سورة احزاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۰۵

<p>قد عرفت بلاءك في الدين والذى قدر كباك من الدين وقد طيبت لك الهدية فان اهدى لك شئى فاقبل- سيف في كتاب الفتوح¹ عن عبيد بن صخر رضى الله تعالى عنه-</p>	<p>مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائشیں دین متین میں ہو چکیں اور جو کچھ دیون تم پر ہو گئے ہیں رعیت کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال طیب کر دئے جو تمہیں کچھ تحفہ دے لے لو۔ (سيف نے کتاب الفتوح نے عبيد بن صخر رضى الله تعالى عنه سے روایت کیا۔ ت)</p>
---	---

حدیث ۱۶۱ عہ: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>قد عفوت عن الخيل والرقيق فها توادعت الرقة من كل اربعين درهما درهم- احمد² وابوداؤد و الترمذی عن امير المؤمنين المرتضى رضى الله تعالى عنه بسند صحيح-</p>	<p>گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف کر دی روپوں کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔ (احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضى الله تعالى عنه سے بسند صحیح روایت کیا۔ ت)</p>
--	--

سواری کے گھوڑوں، خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔" ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک روف و رحیم کے ہاتھ میں ہے بکرم رب العالمین جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۶۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

<p>ما تقولون في الزنا، قالوا احرام حرّمه الله ورسوله فهو حرام الى يوم القيامة-</p>	<p>زنا کو کیسا سمجھتے ہو؟ عرض کی: حرام ہے اسے اللہ و رسول نے حرام کر دیا تو وہ قیامت تک</p>
--	---

عہ: یہاں تک اٹھاون حدیثیں تفویض امر کی مفیدات و مؤیدات مذکور ہوئیں آگے صرف اسنادات جلیلہ ہیں ۱۲۔

¹ كنز العمال بحوالہ طب عن عبيد بن صخر المكتب الاسلامي بيروت ۱۱۵/۶

² سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ السائبة آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲/۱، سنن الترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ما جاء في زکوٰۃ الذهب الخ

حدیث ۲۲۰ دار الفکر بیروت ۱۴۳/۲، مسند احمد بن حنبل عن علی رضى الله عنه المكتب الاسلامي بيروت ۹۲/۱

احمد ^۱ بسند صحیح والطبرانی فی الاوسط والكبیر عن المقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	حرام ہے۔ (احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے اوسط اور کبیر میں مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حدیث ۱۶۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

انی احرم علیکم حق الضعیفین الیتیم والمرأۃ الحاکم ^۲ علی شرط مسلم والبیہقی فی الشعب و اللفظ له عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	میں تم پر حرام کرتا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی، یتیم اور عورت۔ (حاکم شرط مسلم پر اور بیہقی نے بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شعب الایمان میں اس کو روایت کیا ہے، اور لفظ بیہقی کے ہیں۔ ت)
---	--

حدیث ۱۶۴: صحیحین میں جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انہوں نے سال فتح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

ان اللہ ورسولہ، حرم بیع الخمر والمیتنة والخنزیر والاصنام ^۳ ۔	بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا شراب اور مردار اور سوزر اور بتوں کا بیچنا۔
--	---

حدیث ۱۶۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لاتشرب مسکراً فانی حرمت کل مسکرٍ۔ النسائی ^۴ بسند حسن	نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بیشک نشہ کی ہر شئی میں حرام عہ نسائی نے بسند حسن
--	--

عہ: فاللہ: ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کی حدیث ابن ابی عاصم ثنا عمر بن حفص بن الوصائی ثنا
سعید بن موسیٰ ثنا رباح بن زید عن معمر (باقی صفحہ آئندہ)

^۱ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث مقداد بن اسود المکتب الاسلامی بیروت ۸/۶، المعجم الکبیر عن مقداد بن اسود حدیث
۲۰۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۵۶/۲۰

^۲ المستدرک للحاکم کتاب الایمان انی اخرج علیکم حق الضعیفین دار الفکر بیروت ۲۳/۱، کنز العمال بحوالہ کہ، ہب عن ابی ہریرۃ
حدیث ۲۰۰۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۷۱/۳

^۳ صحیح البخاری کتاب البیوع باب بیع المیتنة والاصنام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹۸/۱، صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم الخمر و
المیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳/۲

^۴ سنن النسائی کتاب الاشرۃ تفسیر نور محمد کارخانہ کراچی ۳۲۵/۲

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

عن ازہری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی فرضت علی امتی قرأتی کل لیلۃ فمن داوم علی قرأتھا کل لیلۃ ثم مات شہیداً^۱، یعنی اس سند سے آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امت پر ایس شریف کی ہر رات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اسے پڑھے پھر مرے شہید مرے۔

اقول: وسعید وان اتهم فالمحقق عند المحققين ان الوضع لا يثبت بمجرد تفرد كذاب فضلاً عن متهم مالم ينضم اليه شيء من القرائن الحاکمة به كخالفه نص اوجماع قطعیین او الحسن او اقرار المواضع بوضعه الى غير ذلك كما نص عليه السخاوی فی فتح المغیث واثبتنا علیه عرش التحقيق فی "منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین" فـ^۱ "واجمع العلماء ان اضعیف غیر الموضوع یعمل به فی الفضائل وقد بیناه فی "الہاد" فـ^۲ فی حکم الضعاف"

میں کہتا ہوں سعید اگرچہ متم ہے مگر محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ بیشک وضع حدیث محض ایک کذاب کے تفرد سے ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ متم سے ثابت ہو جب تک اس کے ساتھ قرائن وضع منضم نہ ہوں، جیسے نص قطعی کی مخالفت اور اجماع قطعی کی مخالفت اور حسن کی مخالفت اور خود وضع کا اقرار وغیرہ، جیسا کہ امام سخاوی نے فتح المغیث میں اس پر نص فرمائی ہے، اور ہم نے "منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین" میں اس کی تحقیق کو حد کمال تک پہنچایا ہے۔ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جو حدیث ضعیف موضوع نہ ہو وہ فضائل میں قابل عمل ہے اور ہم اس کو "الہاد الکاف فی حکم الضعاف" میں بیان کیا ہے۔ (ت) (باقی صفحہ آئندہ)

ف۱: رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین" فتاویٰ رضویہ جلد پنجم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے صفحہ ۲۲۹ پر مرقوم ہے۔

ف۲: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین" میں افادہ شانزدہم^۳ سے افادہ بست و سوم ۳۳ تک آٹھ افادات کا نام "الہاد الکاف فی حکم الضعاف" ۱۳۱۳ھ "رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد پنجم صفحہ ۷۷ تا ۵۳ "الکاف فی حکم الضعاف"۔

^۱ تنزیہ الشریعة المرفوعة بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۳۲ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۹/۱

حدیث ۱۶۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

سن لو مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھایہ نہ کہے کہ یہی قرآن لئے رہو جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اسے حرام مانو،

وان ما حرم رسول الله مثل ما حرم الله - احمد ^۱ و الدارمی وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔	جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا، جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (احمد اور دارمی اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسند حسن روایت کیا۔ ت)
--	---

یہاں صراحۃً حرام کی دو قسمیں فرمائیں: ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا اور دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کیا۔ اور فرمادیا کہ وہ دونوں برابر و یکساں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس حدیث اور اس کی فرضیت کے متعلق فقیر کے پاس سوال آیا تھا جس کا جواب فتاویٰ فقیر العطاء النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ کے
مجلد پنجم کتاب مسائل شتیٰ میں مذکور واللہ الہادی الی معالی الامور ۲ امنہ۔

^۱ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۶۷۲

اقول: مراد اللہ اعلم نفس رحمت میں برابری ہے تو اس ارشاد کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول کے فرض سے اشد و اقویٰ ہے۔

حدیث ۱۶۷: جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے باریاب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے قصیدہ عرض کیا ازاں جمہ یہ اشعار ہیں۔

الا یا رسول اللہ انت مصدق

فبورکت مہدیآ و بورکت ہادیآ

شرعت لنا دین الحنیفة بعد ما

عبدنا کما مثال الحمیر طواغیآ

یا رسول اللہ! حضور تصدیق لئے گئے ہیں حضور اللہ عز و جل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

مندۃ ^۱ من طریق عمار بن عبد الجبار عن عبد اللہ بن المبارک عن الازواعی عن یحییٰ بن ابی سلمیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث طویل۔	مندہ نے عمار بن عبد الجبار کے طریقے سے عبد اللہ بن مبارک سے انہوں نے ازواعی سے انہوں نے یحییٰ بن ابی سلمیۃ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، حدیث لمبی ہے۔ (ت)
---	---

یہاں صراحۃً تشریع کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے ولہذا قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

قد اشتہر اطلاقہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانہ شرع الدین والاحکام ^۲ ۔	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے اس لئے کہ حضور نے دین متین و احکام دین کی شریعت نکالی۔
---	---

اسی قدر پر بس کہجئے کہ اس میں سب کچھ آگیا ایک لفظ شارع تمام احکام تشریعیہ کو جامع ہوا، میں نے یہاں وہ احادیث نقل نہ کیں جن میں حضور کی طرف امر و نہی و قضاء

^۱ الاصابۃ فی تمییز الصحابة بحوالہ ابن مندۃ ترجمہ ۱۲۵۱ جہیش بن اویس دار الفکر بیروت ۱/۳۵۸

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۳/۱۳۴

امثالہا کی اسناد ہے کہ:

امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امر فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا۔ (ت)
--	---

اتنی حدیثوں میں وارد جن کے جمع کو ایک مجلد کبیر بھی کافی نہو، اور خود قرآن عظیم ہی نے جو ارشاد فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً بَيْنَ الْأَشْقَاتِ" ^۱	جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو،
--	--

کہ امر و نہی و قضا و رو کی طرف بھی اسناد کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

"أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ" ^۲	حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (ت)
---	---

مجھے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضور اقدس کو احکام شرعیہ سے فقط آگاہی و واقفیت کی نسبت نہیں جس طرح وہ سرکشی طاغی آخر تقویۃ الایمان میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افتراء کر کے کہتا: "انہوں نے فرمایا کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل" ^۳

مسلمانو! اللہ انصاف، یہ اس کس و نا کس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ و خصائص جمیلہ و کمالات رفیعہ و درجات منیعہ جن میں زید و عمر کی کیا گنتی انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقررین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی حصہ نہیں سب یک لخت اڑائے سب لوگوں سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتیاز صرف دربارہ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور

^۱ القرآن الکریم ۷۹/۷۹

^۲ القرآن الکریم ۵۹/۴

^۳ تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۶

واقف ہیں اور لوگ غافل، تو انبیاء سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں اور امتیوں سے بھی امتیاز اتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہو جائیں تو کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف و غفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اس میں منحصر تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانو! دیکھائیہ حاصل ہے اس شخص کے دین کا، یہ پچھلا کلمہ ہے محمد رسول اللہ پر اس کے ایمان کا جس پر اس نے خاتمہ کیا، حالانکہ واللہ دربارہ احکام بی صرف اتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور حاکم ہیں، صاحب فرمان ہیں، مالک افتراض ہیں، والی تحریم ہیں۔ سن اوسر کش! احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تو بھی ہے پھر تجھے کوئی مسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کئے ہوئے ہیں شرع کے محرمات تو نے حرام کر دئے ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں انہیں تو نے معاف کر دیا ہے شریعت کا راستہ تیرا مقرر کیا ہے شرائع میں تیرے احکام بھی ہیں اور وہ احکام احکام خدا کے مثل ماوی ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں یہ سب باتیں کہی جاتی ہیں خود محمد رسول اللہ نے ارشاد فرمائی ہیں لہذا فقیر نے صرف اسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہ تعالیٰ اپنا نیزہ خارا گزارا و آہن گزارا ان گستاخان چشم بند و دہن باز کے دل و جگر کے پار کر دیا واللہ الحمد۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر نے

نبینا الأمر النہی فلا احد ابر فی قول لامنہ ولا نعم^۱

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب امر و نہی، تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں

کی شرح میں فرماتے ہیں:

معنی نبینا الأمر الخ انہ لا حاکم سواہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فهو حاکم غیر محکوم ^۲ الخ	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں، نہ وہ کسی کے محکوم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
---	--

ذکرہ فی فصل جودہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اس کو صاحب نسیم نے فصل فی جودہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ذکر فرمایا ہے۔ ت)

^۱ الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البویۃ الفصل الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ص ۲۱

^۲ نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فصل واما الجود والکرم مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳۵/۲

الحمد لله یہ تندیل جلیل اپنے باب میں فرد کامل ہوئی احادیث تحریم مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اس خاص حکم شرک کے سبب جدا شمار میں رہیں اگر کوئی چاہے انہیں اور اس بیان تندیل کو ملا کر احکام تشریعیہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقتدار و اختیار کا ظاہر کرنے والا ایک مستقل رسالہ بنائے اور بنام "مذیۃ اللیب ان التشریع بید الحیب ۱۳۱ھ" موسوم ٹھہرائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ آمین۔

مسک الختام: اب فقیر غفرلہ المولیٰ القدر سات حدیثیں اس وصل مبارک میں اور ذکر کرے جن سے امام الوہابیہ کا سخت کور و کھونا شمس و امس کی طرح ظاہر ہو کہ جن احادیث سے جن باتوں کو شرک بتانا چاہا تھا خود وہی اور ان کے نظائر صاف گواہی ہیں کہ وہ ہر گز شرک نہیں مگر بیچلے معذور کی داد نہ فریاد، "وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ" ^۱۔ (اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ ت)

حدیث ۱۶۸: صحیح بخاری و مسند احمد و سنن ابی داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و مسیح بنت معوذ بن عفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری شادی میں تشریف لائے چھو کر یاں دف بجا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے ان کے اوصاف گاتی تھیں اس میں کوئی بولی ع

وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ
ہم میں وہ نبی ہیں جنہیں آئندہ کا حال معلوم ہے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

دعی ہذا وقولی بالذی کنت تقولین ^۲ ۔	اسے رہنے دے اور جو کچھ پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔
---	---

^۱ القرآن الکریم ۳۳/۴۰

^۲ صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح والولیمة قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۷۳/۲، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الغناء آفتاب عالم پریس لاہور ۳۱۸/۲ (باقی صفحہ آئندہ)

اقول: وبالله التوفیق امام الوہابیہ اس حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا جسے کہا: "اس فصل میں ان آیتوں حدیثوں کا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے"۔^۱

تو وہ اس حدیث سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آئندہ بات جاننے کی اسناد مطلقاً شرک ہے اگرچہ بطنائے الہی جانے کہ اس نے صاف کہہ دیا: "پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے"۔^۲

اور خود مصرع مذکور کا مطلب ہی یوں بتایا کہ: "چھو کریاں گانے لگیں اور اس میں پیغمبر خدا کی تعریف یہ کہی ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں"۔^۳

بایں ہمہ حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا مگر جب حدیث میں حکم شرک کی بواصلاً نہ پائی تو خود ہی اپنے دعوے سے تنزل پر آیا اور صرف اتنا لکھنے پر بس کی: "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں، پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھو کریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے یا سن کر پسند کرے"۔^۴

اللہ اللہ، اللہ دئے سے بھی ایسا مرتبہ ماننا اس کے نزدیک شرک ہو تو شکایت نہیں کہ اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سنن الترمذی کتاب النکاح حدیث ۱۰۹۲ دار الفکر بیروت ۲۴/۷۲ و سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ص ۳۸ و مسند احمد بن حنبل حدیث الربیع بنت معوذ المکتب الاسلامی بیروت ۳۵۹/۶

^۱ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸

^۲ تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷

^۳ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸

^۴ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸

دھرم میں اس کا معبود خود ہی کسی کو آئندہ باتیں جاننے کا مرتبہ دینے پر قادر نہیں کیا اپنا شریک کسی کو بنائے گا، یونہی یہ امر بھی اسے مضر نہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بطنائے الہی بھی اطلاع علی الغیب کا مرتبہ ملتا صریح مخالف قرآن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

"وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مَنْ يَرْسُلُهُ مِنْ شَاءِ" ^۱	اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر اطلاع کا منصب دے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔
--	---

وقال تعالیٰ:

"عَلِمَ الْغَيْبُ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۖ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ" ^۲	غیب کا جاننے والا تو کسی کو اپنے غیب پر غالب و مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔
--	---

یہاں لایظہر غیبہ علی احد نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرار ہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی، بلکہ فرمایا: لایظہر علی غیبہ احدًا اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرمایا مگر رسولوں کو۔ ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ اعلیٰ مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہونا قرآن عظیم سے کیسا ظاہر ہے مگر اسے کیا مضر کہ جب اس کے نزدیک اللہ عزوجل کا کذب ممکن جیسا کہ اس کے رسالہ "یکروز" سے ظاہر، اور فقیر کے رسالہ "سبحان السبوع عن عیب کذب مقبوح" — میں اس کا رد ظاہر و باہر، تو قرآن کی مخالفت اس پر کیا موثر، واللہ المستعان علی کل غوی فاجر (ہر گمراہ فاجر کے خلاف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے) اس سب سے گزر کر ہوشیار عینار سے اتنا پوچھئے کہ بالفرض اگر حدیث سے ثابت ہے بھی تو صرف ممانعت کہ انبیاء کی جناب میں ایسا عقیدہ نہ رکھے وہ شرک کا جبروتی حکم جس کے لیے اس فصل اور ساری

ف: رسالہ "سبحان السبوع عن عیب کذب مفتوح" فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور کے صفحہ ۳۱ پر مرقوم ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۱۷۹/۳

^۲ القرآن الکریم ۲۷/۲

کتاب کی وضع ہے کہاں سے نکلا کیا اسی کو اتمام تقریب کہتے ہیں اور یہ اس کا قدیم داب ہے کہ دغوی کرتے وقت آسمان سے بھی اونچا اڑے گا اور دلیل لاتے وقت تحت اثری میں جا چھپے گا اور پیچھا کیجئے تو وہاں سے بھی بھاگ جائے گا، ایسے ہی نا تمام اٹکل بازیوں سے عوام کو چھلا اور کاغذ کا چہرہ اپنے دل کی طرح سیاہ کیا۔

ثم اقول: اور انصاف کی نگاہ سے دیکھئے تو محمد اللہ تعالیٰ حدیث نے شرک کا تمہ بھی لگانہ رکھا، اور شرک پسند، او شرک کی حقیقت و شناخت سے غافل! کیا شرک کوئی ایسی ہلکی چیز ہے کہ اللہ کا رسول اور رسولوں کا سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی مجلس میں اپنے حضور اپنی امت کو شرک بکتے کفر بولتے سنے اور یونہی سہل و حرفوں میں گزار دے کہ اسے رہنے دو وہی پہلی بات کہے جاؤ اب یاد کرو حدیث ابی داؤد و یحیٰ حاکم انہ لایستشفع باللہ علی احد¹۔ (تجھ پر افسوس ہے مخلوق میں سے کسی کے پاس اللہ تعالیٰ سے سفارش نہیں کرائی جاتی) کے متعلق اپنی بد لگامی کی۔

تقریر کہ: "عرب میں قحط پڑا تھا ایک گنوار نے آ کر پیغمبر کے رو برو اس کی سخت بیان کی اور دعا طلب کی اور کہا تمہاری سفارش ہم اللہ کے پاس چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس، یہ بات سن کر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت میں آ گئے اور اللہ کی بڑائی ان کے منہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے پھر اس کو سمجھایا کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء و اولیاء اس کے رو برو ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں وہ کس کے رو برو سفارش کرے²۔"

سبحان اللہ! اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے۔

اقول: انبیاء و اولیاء کو ذرہ ناچیز سے کمتر کہنے کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا کہ حضور نے اسے یوں سمجھایا یا تیرا افترا ہے حدیث میں اس کا وجود نہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے حواس کہنا یہ تیری بے دینی کا ادنیٰ کرشمہ اور افترا پر افترا ہے حدیث میں اس کا

¹ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجہمیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۳

² تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۸

بھی نشان نہیں اور اللہ عزوجل کی عظمت اس کی صفت پاک اس کی ذات اقدس سے قائم ہے مکان و محل سے منزہ ہے، کیا جانئے تو کس چیز کو خدا سمجھا ہے جس کی عظمت مکانوں میں بھری ہوئی ہے، خیر یہ تو تیرے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں۔

تیرا رجاہ انبیاء اندازہ طعن در حضرت الہی کن

بے ادب باش وانچہ دانی گو بیجیا باش و ہرچہ خواہی کن¹

(انبیاء کرما علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبہ پر تیرا اندازی کرا اور بارگاہ الہی میں طعن کر، بے ادب بن جا اور جو کچھ چاہتا ہے کہتا جا، بے حیاء بن جا اور جو چاہتا ہے کرتا جا۔)

مگر آنکھوں کی پٹی اترو کر ذرا یہ سوچ کہ جو بات عظمت شان الہی کے خلاف ہو اسے سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ برتاؤ ہوتا ہے حالانکہ سفارشی ٹھہرانے کو یہ بات کہ اس کا مرتبہ اس سے کم ہے جس کے پاس اس کی سفارش لائی گئی ایسی سرتح لازم نہیں جسے عام لوگ سمجھ لیں ولہذا وہ صحابی اعرابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکمال اہل زبان تھے اس نکتے سے غافل رہے تو کیا ممکن ہے کہ صریح شرک و کفر کے کلمے حضور سنیں اور اصلاً کوئی اثر غضب و جلال چہرہ اقدس پر نمایاں نہ ہو، حضور دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ کہیں، نہ اہل مجلس کی حالت بدلے، نہ ان کے کہنے والیوں پر کوئی مواخذہ ہو، ایک آسان سی بات پر قناعت فرمائیں کہ اسے رہنے دو، کوئی نہیں فرماتے کہ اری! تم کفر بک رہی ہو، اری! تقویۃ الایمان کے حکم سے تم مشرک ہو گئیں تمہارا دین جاتا رہا تم مرتد ہوئیں از سر انو ایمان لاؤ کلمہ پڑھو نکاح ہو گیا ہے تو تجدید نکاح کرو۔ گرض ایک حرف بھی ایسا نہ فرمایا جس سے شرک ہونا ثابت ہو، کہنے والیوں کو اپنا حال اور اہل مجلس کو اس لفظ کا حکم معلوم ہو حالانکہ وقت حاجت بیان حکم فرض ہے اور تاخیر اصلاً روا نہیں، تو خود اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اطلاع علی الغیب کی نسبت ہر گز شرک نہیں۔ رہا ممانعت فرمانا، وہ بھی یہ بتائے کہ انبیائے کرام و خود سید الانام علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی جانب میں اس کا اعتقاد فی نفسہ باطل ہے، یہ منہ دھو رکھئے منع لفظ بطلان معنی ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے لیے وجہ ہیں اور عقل و نقل کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال (جب احتمال آجائے تو استدلال باطل

ہو جاتا ہے۔ ت) (اولاً: ممکن ہے کہ لہو و لعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنا نے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی، لہذا ارشاد ہوا: اسے رہنے دور اور وہی پہلے گیت گاؤ۔ ارشاد الساری، لمعات و مرقات وغیرہ میں اس احتمال کی تصریح ہے۔

ثانیاً قول: ممکن کہ مجلس عورتوں، کنیزوں، کم فہم لوگوں کی تھی ان میں منع فرمایا کہ توہم ذاتیت کا سد باب ہو، شرح حکیم ہے اور امام الوہابیہ کی متاوندھی جو متحمل ذو وجہ بات جس میں برے پہلو کی طرف لے جانے کا احتمال ہو چھو کر یوں کو منع کی جائے دانشمند مردوں کے لیے اس کی ممانعت بدرجہ اولیٰ جانتا ہے حالانکہ معاملہ صاف الٹا ہے ایسی بات سے کم علموں کم فہموں کو روکتے ہیں کہ غلط نہ سمجھ بیٹھیں، عاقلوں دانشمندوں کو منع کیا ضرور کہ ان سے اندیشہ نہیں۔ صحیح مسلم و مسند احمد و سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ لفظ کہے:

ومن يطع الله ورسوله. فقد رشد ومن يعصهما فقد غوى۔	جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی اس نے راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔
--	--

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

بئس الخطيب انت. قل ومن يعص الله ورسوله. فقد غوى ¹ ۔	کیا براہ خطیب ہے تو، یوں کہہ کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔
--	--

ابوداؤد کی روایت میں ہے:

قال قم او قال اذهب فبئس الخطيب انت ² ۔	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھ، یا فرمایا: چلا جا کہ تو برا خطیب ہے۔
---	---

امام قاضی عیاض وغیرہ ایک جماعت علماء کا ارشاد ہے:

¹ صحیح مسلم کتاب الجمعة فصل فی ایجاز الخطبة واطالة الصلوة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۶/۱، سنن الکبیری للبیہقی کتاب الطہارة ۸۶/۱

و کتاب الجمعة ۲۱۶/۳ دار صادر بیروت، مسند احمد بن حنبل حدیث عدی بن حاتم المکتب الاسلامی بیروت ۲۵۶/۳

² سنن ابی داؤد کتاب الصلوة باب الرجل یخطب علی قوس آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۶/۱

انما انکر علیہ تشریکہ فی الضمیر المقتضی للتسویۃ
وامرہ بالعطف تعظیماً للہ

یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خطیب کا اللہ و
رسول کو ایک ضمیر تثنیہ ع میں جمع کرنا

اقول: (میں کہتا ہوں) یہی علت درست ہے، اور اسکی منافات
حدیث ابو داؤد کے ساتھ جو کہ عنقریب آرہی ہے، عبد ضعیف
(اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے) کے بیان مذکور کے ساتھ
مندفع ہے۔ امام اجل نوری علیہ الرحمہ نے منہاج میں جو خیال
ظاہر فرمایا ہے کہ انہی کا سبب یہ ہے کہ خطبات کی شان یہ ہے کہ
ان میں تفصیل و توضیح سے کام لیا جائے اور ارشادات و رموز سے
اجتناب کیا جائے حالانکہ اس قسم کی ضمیر کا استعمال کلام رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں متعدد احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔
جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ و رسول
کی محبت اس کے دل میں ان دونوں کے ماسوا سے زیادہ ہو۔
"یہاں ضمیر تثنیہ اس لئے آپ نے استعمال فرمائی کہ یہ خطبہ و
وعظ نہیں بلکہ حکم شرعی کیت علیم ہے، چنانچہ لفظوں کی قلت
انہیں حفظ کرنے کے زیادہ قریب ہے۔ بخلاف خطبہ کے کہ اس میں
حفظ الفاظ مقصد نہیں ہوتا بلکہ ان سے نصیحت حاصل کرنا مقصود
ہوتا ہے۔ اھ

فاقول: (تو میں کہتا ہوں) امام نووی علیہ الرحمہ کو
(باقی بر صفحہ آئندہ)

عہ: **اقول:** هذا هو الصحيح علة و منافاته حديث ابى
داؤد الاتى مند فحة بما ذكر العبد الضعيف غفر الله تعالى
له اما ما استصوب الامام الاجل النووى رحمه الله تعالى فى
المنهاج ان سبب النهى ان الخطب شأنها البسط والايضاح
واجتناب الاشارات والرموز ومثل هذا الضمير قد تكرر فى
الاحاديث الصحيحة من كلام رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم كقوله صلى الله تعالى عليه وسلم ان يكون الله
ورسوله احب اليه مما سواهما وانما ثنى الضمير ههنا لانه
ليس خطبة وعظ وانما هو تعليم حكم فكلما قل لفظ كان
اقرب الى حفظه بخلاف خطبة الوعظ فانه ليس المراد
حفظهما وانما يراد الاتعاظ بهما¹ اھ

فاقول: انما احداه رحمه الله

¹ شرح صحيح مسلم مع صحيح مسلم كتاب الجمعة فصل في ايجاز الخطبة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۶/۱

تعالیٰ بتقدیمہ اسبہ^۱۔

کہ جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی کو پسند نہ فرمایا اس میں برابری کا دہم نہ ہو جائے اور حکم دیا کہ یوں کہے کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی جس میں اللہ عزوجل کا نام اقدس نام پاک رسول سے تعظیماً مقدم رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس تکلف سعید پر اس بات نے برا بیختہ کیا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطیب کو ضمیرِ ثنئیہ کے استعمال سے منع کرنے اور خود اس کو استعمال فرمانے میں منافات سمجھی، حالانکہ توجان چکا ہے کہ کوئی منافات نہیں۔ اور ضمائر کو ترک کرنا خطبہ کے واجبات میں سے نہیں اور نہ ہی ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو رکھنا شرط توضیح ہے۔ ضمیر کو استعمال کرنا وہاں مخلّ اظہار ہوتا ہے جہاں التباس کا ڈر ہو جبکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔ پھر یہ بات اس امر کی مقتضی ایسے ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خطیب کو مذمت فرمائیں اور حکم دیں کہ یہاں سے چلا جایا اٹھ جا، حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام میں ایسے اختصار کو پسند فرماتے تھے جو مخلّ فہم نہ ہو۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مرد کا نماز کو لمبا کرنا (باقی صفحہ آئندہ)

تعالیٰ علیٰ هذا التكلف السعيد ما رأى من التنافي بين نهيه الخطيب وثبوته عن نفسه صلى الله تعالى عليه وسلم وقد علمت ان لا تنافي وليس من واجبات الخطبة ترك الاضمار لا من شريطة الايضاح وضع المظهر موضع المضمير وانما كان الاضمار يخل بالاظهار حيث يخشى الالتباس وههنا لا ليس فكيف يكون هذا مقتضياً لان يواجهه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالذم ويقول له اذهب اوقم وقد كان الله تعالى عليه وسلم يحب الايجاز في الكلام بحيث لا يخل بالافهام وكان يقول صلى الله تعالى عليه وسلم: ان طول

^۱ شرح صحيح مسلم للمقاضي عياض كتاب الجمعة حديث ۸۷۰ دار الوفاء ۲۷/۳، شرح صحيح مسلم مع صحيح مسلم للنووي كتاب

الجمعة فصل في ايجاز الخطبة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۶/۱

حالانکہ حدیث شریف میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبے میں یوں فرمایا کرتے:

<p>من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصها فانه لا يضره الا نفسه۔ ابو داؤد¹ عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔</p>	<p>جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی وہ راہ یاب ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ (ابو داؤد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)</p>
---	---

نیز ابن شہاب زہری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ روایت کیا اس میں بعینہ وہی الفاظ ہیں کہ:

<p>ومن يعصها فقد غوي۔ رواه أيضاً² عنه مرسلًا۔</p>	<p>جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی گمراہ ہوا۔ (نیز اس کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل روایت کیا گیا۔ ت)</p>
--	--

اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کی فقاہت کی دلیل ہے لہذا نماز لمبی اور خطبہ مختصر کیا کرو۔ اور بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔ پھر خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس جیسے کلام کا خطبہ میں ثبوت جیسا کہ ابو داؤد کی دو حدیثوں سے تو سنے گا اس وجہ کو قابل قبول نہیں رہنے دیتا لہذا مخلص اسی وجہ میں ہے جس کو عبد ضعیف (مصنف علیہ الرحمہ) نے ذکر کیا ہے۔ اس سوچ بوجھ کی عطا پر تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ (ت)

(البقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صلوة الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فأطيلو الصلوة واقصر الخطبة وان من البيان لسحرا ثم ثبوت مثله عنه صلى الله تعالى عليه وسلم في الخطبة كما ستسمع من حديثي ابى داؤد لا يذلل هذا الوجه وجه قبول اصلاً فانما المحيص الى ما ذكر العبد الضعيف والحمد لله على التوقيف^۲ امنه۔

¹ سنن ابی داؤد کتاب الصلوة (ابواب الجمعة) باب الرجل یخطب علی قوس آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۵۷

² سنن ابی داؤد کتاب الصلوة (ابواب الجمعة) باب الرجل یخطب علی قوس آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۵۷

حدیث آئندہ سے توفیق اللہ تعالیٰ اس فقیر کی عمدہ تائید و تقریر ہوتی ہے فانتظر۔
 ۱۱: وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الہی عزوجل ہے۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے لمعات میں اس طرف
 ایما فرمایا۔

اقول: اور وہ بے شک وجہ ہے جس طرح بغیر اللہ عزوجل کی مشیت کو ملائے یوں کہنا کہ میں یوں کروں گا، مکروہ ہے۔ قال
 اللہ تعالیٰ:

<p>ہر گز نہ کہان کسی چیز کو کہ میں کل بابا کرنے والا ہوں مگر یہ کہ خدا چاہے۔</p>	<p>"وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۚ" ^۱۔</p>
---	---

علم غیب بالذات اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودان باطل و غیر ہم کے لئے مانتے تھے لہذا مخلوق کو "عالم الغیب"
 کہنا مکروہ، اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے، یہ دوسرا احتمال ہے کہ علماء نے اس
 حدیث میں ذکر فرمایا اس تقدیر پر بھی ممانعت ادب کالم کی طرف ناظر ہے نہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم الہی غیب
 پر اطلاع کا عقیدہ ممنوع ہی ہو شرک تو درکنہ جو اس طاعی کا مقصود ہے ہکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق (تحقیق
 یونہی مناسب ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔ ت)

حدیث ۱۶۹: محمد بن اسحاق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو جزمہ زید بن عبید سعدی سے روایت کی، جب (غزوہ حنین میں)
 مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے رحمت عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ ایمان لا کر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال اسے واپس دیں۔ یہ خبر مالک بن عوف کو
 پہنچی، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ کہ حضور مقام جعرانہ سے نہضت فرما چکے گئے، سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 ان کے اہل و مال واپس دئے اور سواونٹ اپنے خزانہ کرم سے عطا کئے، فقال مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا خاٹب
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قصیدۃ (تو مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم سے اپنے قصیدہ سے مخاطب ہوئے ت):

^۱ القرآن الکریم ۲۳/۱۸

ماں رايت ولا سمعت بواحد
وفی واعطى للجزيل لهجتہ
فی الناس کلهم کمثل محمد
ومتی تشاء یخبرک عما فی غد

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے
فزون تر سائل نفع کو کثیر عطا بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے کل کی خبر بتادیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرمایا^۱۔

حدیث ۱۷۰: معانی نے کتاب الجلیس والانیس میں بطریق حرمازی ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، مالک بن عوف
رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس ہواز اسلام لا کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا وہ قصیدہ
نعتیہ سنایا (جس میں اسی مضمون کے شعر ذکر کئے) فقال له خیراً وکساہ حلۃ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان
کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور انہیں خلعت پہنایا۔ ذکر ہما الحافظ فی الاصابۃ^۲ (ان دونوں روایتوں کو حافظ نے اصابہ میں
بیان کیا۔ ت)

اقول: رضوان الہی کے بے شمار اباران یاران مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر برسیں یوں نہ کہا کہ متی یشاء جب وہ چاہیں
تجھے غیب کی خبر دے دیں۔ اس میں اس صورت پر بھی صادق آسکے کا احتمال رہتا، جب بتانے والے کو کوئی اختیار نہ دیا جائے
بلکہ سال دو سال میں ایک آدھ بات پر اطلاع عطا ہوا یا جاننے والا بھی تو یہ وایہام کے طور پر کہہ سکتا ہے کہ جب چاہوں گا
تمہیں غیب کی خبر دے دوں کہ وہ اس وقت چاہے گا جب اسے اتفاق سے کوئی خبر ملے گی تو شرط یہ سچا ہے بلکہ یوں فرمایا کہ جب
تو چاہے وہ تجھے غیب کی خبر دے دیں گے، یہاں سائل مطلق مخاطب ہے کسے باشند نہ وہ معین نہ اس کے پوچھنے کا وقت محدود نہ عند
معرّفہ بلکہ نکرہ غیر مخصوص، تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ جو شخص چاہے جس وقت چاہے جس آئندہ بات کو چاہے

^۱ الاصابۃ فی تمییز الصحابة بحوالہ ابن اسحق ترجمہ ۷۶۷۲ مالک بن عوف دار الفکر بیروت ۵/۴۴۳ و ۴۵۵

^۲ الاصابۃ فی تمییز الصحابة الجلیس والانیس للمعانی ترجمہ ۷۶۷۲ مالک بن عوف دار الفکر بیروت ۵/۴۴۳

حضور بتادیں گے، یہ اسی کی شان ہو سکتی ہے جو بالفعل تمام آئندہ باتوں کو جانتا ہو یا اطلاع غیب اس کے ارادہ و خواہش پر کردی گئی ہو کہ جب چاہے معلوم کر لے ورنہ یہ اطلاق ہر گز صادق نہیں آسکتا، اسے ایک نظیر محسوس میں دیکھئے۔ زید فقیر ہے نہ پاس کچھ رکھتا ہے نہ بادشاہی خوانوں پر اس کا ہاتھ پہنچتا ہے مگر بادشاہ کبھی کبھی اسے دو چار توڑے بخش دیتا ہے وہ شخص پہلور کھ کر یہ کہے تو کہہ لے کہ میں جب چاہوں ایک توڑا خیرات کر دوں کہ وہ آپ ہی اسی وقت چاہے گا جب پائے گا مگر عام فقیروں کو اشتہار دے کر تم جس وقت چاہو میں توڑا عطا کر دوں، تو ضرور غلط کہا، اور دم بھر میں اس کا دروغ کھل سکتا ہے، فقیر مانگیں اور نہ مال ہے نہ خزانے پر اختیار، تو کہاں سے دے گا، ہاں اگر بادشاہ نے بالفعل ایسے خزانے دے دئے کہ جب کوئی کچھ مانگے یہ دے اور کمی نہ ہو، یا بالفعل نہ سہی تو خزانوں پر اختیار ہی دیا ہو کہ جس وقت جو چاہے لے لے تو وہ بیشک ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ اب یہ حدیثیں فرما رہی ہیں کہ صحابی یہ سفت کریم حضور کی نعت اقدس میں عرض کرتے ہیں اور حضور انکار نہیں فرماتے بلکہ خلعت و انعام بخشے ہیں، تو صراحۃً یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اطلاع غیب حضور کے ارادہ و اختیار پر رکھ دی ہے، اور واقعی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ایسی ہی ہے، امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

یعنی نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جنسے نبی مختص ہوتا ہے، ایک یہ کہ جو امور اللہ عزوجل کے ذات و صفات اور ملائکہ و آخرت سے متعلق ہیں نبی انکے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم زیادت معلومات و فرونی تحقیق و انکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کے لیے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) انصرام پاتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے کہ اس سے ہماری حرکات ارادیہ

النبوة عبارة عما يختص به النبي ويفارق به غيره وهو يختص بأنواع من الخواص. احدها انه يعرف حقائق الامور المتعلقة بالله تعالى وصفاته وملئكته والدار الآخرة علماً مخالفاً لعلم غيره بكثرة المعلومات وزيادة الكشف والتحقيق. ثانيها ان له في نفسه صفة بها تتم الافعال الكارقة للعادة كما ان لنا صفة تتم بها الحركات المقرونة بآرادتنا

<p>پوری ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کے لیے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے جس طرح انکھیارے کے پاس ایک صفت ہوتی ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے۔ چہارم یہ کہ نبی کے لیے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔ (علامہ زرقاتی علیہ الرحمۃ نے شرح المواہب کے آغاز میں اسے امام غزالی علیہ الرحمۃ نے نقل کیا۔ ت)</p>	<p>وهی القدرة، ثالثها ان له صفة بها يبصر الملائكة ويشاهدهم كما ان للبصير صفة بها يفارق الاعلى، رابعها ان له صفة بها يدرك ما سيكون في الغيب۔ نقله عنه العلامة الزرقانی فی صدر شرح المواہب¹۔</p>
--	---

اقول: مسلمانو! اس حدیث شریف اور ان امام باعظمت ان حکیم امت قدس سرہ المنیف کے ارشاد لطیف کو امام الوہابیہ کے قول کثیف سے ملا کر دیکھو کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اہل حق و اہل باطل کے عقائد کا فرق ظاہر ہو یہ فرماتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رت میں رب عزوجل نے ایک صفت ایسی رکھی ہے جس سے وہ خرق عادت کرتے ہیں جس طرح ہم اپنے ارادے سے چلتے پھرتے، حرکت کرتے ہیں، ایک صفت رکھی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے ہیں، ایک صفت دی ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔ یہ کہتا ہے: "ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں، کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایضاً کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دی ہو کہ جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کر لیں کہ فلاں کی اولاد ہوگی یا نہ ہوگی، یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا، یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ ایضاً جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا دنیا خواہ قبر خواہ آخرت میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا، اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی مقبول بندے کو وحی یا الہام سے بتائی کہ فلاں کام کا انجام بخیر ہے یا برا، سو وہ مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے²۔"

¹ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالۃ الغزالی مقدمة الكتاب دار المعرفة بیروت ۱۹۲۰/۱

² تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۷

اقول: اتنا لفظ سچ ہے کہ اللہ عزوجل کے بتانے سے زیادہ کوئی معلوم نہیں کر سکتا۔ ہمارے اختیاری فعل کب عطائے الہی و ارادۃ الہیہ سے بڑھ کر ہو سکتے ہیں مگر کلمۃ حق ارید بھا باطل (کلمہ حق ہے جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ ت) خوارج کی طرح یہ سچا لفظ اس نے باطل ارادے سے کہا ہے وہ اس سے ان کے اختیار عطائی کا بھی سلب چاہتا ہے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا دیا ہوا اختیار بھی نہیں بلکہ عاجز و مجبور محض ہیں۔ اس نے صاف تصریح کی ہے کہ: "ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں، سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے، کسی نبی و ولی کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی، اللہ صاحب اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے، سو یہ اپنے ارادے کے موافق نہ ان کی خواہش پر^۱۔"

اسی کے اس اعتقاد باطل کا حدیث مذکور و قول مسطور امام مشہور میں رد صریح ہے۔

بالجملہ فرق یہ ہے کہ حدیث کے ارشاد اور ان کے مطابق اہل حق کے اعتقاد میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہار خوارج و ادراک غیب میں انسان مختار بعتائے قادر جلیل الاقدار ہیں کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات و ظاہری اور اکات کے اختیارات حضرت و اہب العطیات نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست و پاکی و جنبش دیں چاہیں نہ دیں، جب چاہیں آنکھ کھول کر چیز دیکھ لیں چاہیں نہ دیکھیں، اگرچہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے، اور وہ چاہیں خدا نہ چاہے تو ان کا چاہا کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ عطائی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیار کے حضور کچھ نہیں چل سکتے یعنی یہی حالت حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی درباہ معجزات و ادراک معیبات ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری خوارج و مسع و بصیر کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق عادات فرمادیں مغیبات کو معلوم فرمائیں چاہیں نہ فرمائیں اگرچہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں نہ بے ارادہ الہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے، اور امام الوہابیہ کے نزدیک ایسا نہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پتھر کی طرح عاجز محض و مجبور مطلق ہیں کہ ہلانے والا محض اپنے قسری ارادے سے بے ان کے توسط اختیار عطائی کے اپنے ارادے کے موافق نہ ان کی خواہش پر، ہلا دے تو ہل

^۱ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۳

جائیں ورنہ مجبور پڑے رہیں یہ کس ناکس اپنے اس خیال پر دلیل لایا کہ: "چنانچہ پیغمبر کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ بعض بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ صاحب کار ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی چنانچہ منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت کو بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا کچھ حقیقت معلوم نہ ہوئی، جب اللہ صاحب کار ارادہ ہوا تو بتادیا کہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک^۱۔"

اقول: اگر اختیار ذاتی و عطائی میں فرق کی تمیز ہوتی تو جان لیتا کہ ایسے اتفاقات اختیار عطائی کے اصلاً منافی نہیں، مراد کا اختیار سے متخلف نہ ہو سکتا قدرت ذاتیہ الہیہ کا خاصہ ہے، قدرت عطائیہ انسانیہ میں لاکھ بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کیا چاہتا ہے اور اللہ نہیں چاہتا نہیں بن پڑتا، اس سے نہ انسان پتھر ہو گیا نہ اس کا اختیار عطائی مسلوب، عطائی کی شان ہی یہ ہے کہ جب تک ارادہ ذاتیہ حقیقیہ الہیہ مساعدت نہ فرمائے کام نہیں دیتا۔ طرفہ قہر، قہر یہ ہے کہ ادھر تو تو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عیاداً باللہ پتھر بنایا تھا ادھر اپنے معبود کو ایک آدمی کے برابر کر چھوڑا کہ: "غیب کی بات دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے"^۲۔

او اللہ عزوجل کو سخت عیب لاگانے والے بے ادب گستاخ! یہ ہر گز ہرگز اللہ تعالیٰ کی شان نہیں، وہ اس بیہودہ مہمل شان سے پاک و منزہ ہے اس کا علم اس کی صفت ذاتیہ ہے اس کے اختیار سے نہیں اس کا علم مخلوق نہیں ازلی ابدی ہے حادث نہیں۔ اوبد عقل بد زبان! غیب کا دریافت کرنا اختیار میں ہونے کے یہی معنی یا کچھ اور کہ بالفعل تو معلوم نہیں مگر چاہے تو معلوم کر سکتا ہے، تَفْ بَرُّوْا بے دینی، یہ تیرا موہوم خدا جاہل بالفعل محل حوادث ہوگا سچا خدا تیری یہ صریح گالی ہے بے نہایت متعالی ہے تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً (اللہ تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے۔ ان باتوں سے جو ظالم کہتے ہیں۔ ت) مسلمانو! دیکھا تم نے، یہ ایمان ہے اس گمراہ کا انبیاء اور خود حضرت عزت کی جناب میں،

^۱ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۳

^۲ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۳

اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ، ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلى العظيم۔ خیر اس کی ضلالتیں کہاں تک لکھنے ماعلیٰ مثله بعد الخطاء (اس جیسے کی خطاؤں کا شمار نہیں کیا جاتا۔ ت) حدیث دکھا کر اتنا پوچھئے کہ کیوں صاحب! وہاں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب فرمایا نہ حکم شرک لگایا مگر انساں کی چھو کر یوں کو اتنا رشتہ ہوا کہ اسے رہنے دو۔ یہاں جو یہ مرد عاقل یہ صحابی فاضل نعت حضور میں اس سے بھی زیادہ عظیم بات کر رہے ہیں اور حدیث فرماتی ہے کہ حضور منع نہیں کرتے بلکہ اور انعام و اکرام بخشے ہیں۔ یہ شرک و ہابیت پر کیسی آفت ہے، اب یاد کر وہ اپنی اوندھی مت الٹی کھوپڑی "چہ جانکہ عاقل مرد کہے یا سن کر پسند کرے" ^۱۔ کچھ یہ بھی سوچا کہ کہنے والے کون تھے اور سن کر پسند کر نیوالے کون۔

<p>بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جیسی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے، اور تمہاری خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو۔ (ت)</p>	<p>"بَلْ تَقْدِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدِّ مَعَهُ فَاِذَا هُوَ اَهْقٌ ۚ وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُّونَ" ^۲۔</p>
---	--

حدیث ۱۷۱: اور بڑھ کر سنئے، شرک فی العادة کے بیان میں لکھا: "اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا ہے کہ دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کو کچھ تعظیم کرتے رہیں جیسے اولاد کا نام عبد اللہ، خدا بخش رکھنا جس چیز کو فرمایا اس کو برتنا جو منع کیا اس سے دور رہنا اور یوں کہنا کہ اللہ چاہے تو ہم فلانا کام کریں گے اور اس کے نام کی قسم کھانی اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر کوئی کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اولاد کا نام عبد النبی امام بخش رکھنے کھانے پینے پہننے میں رسوم کی سند پکڑے یا یوں کہے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیغمبر کی قسم کھاوے سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اس کو اشراک فی العادة کہتے ہیں ^۳۔"

پھر اس شرک کی فصل میں اس مدعا کے ثبوت کو مشکوٰۃ کے باب الاسامی سے شرح السنہ کی

^۱ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸

^۲ القرآن الکریم ۱۸/۲۱

^۳ تقویۃ الایمان مقدمة الكتاب مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۸، ۹

حدیث: بروایت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تقولوا ما شاء الله وشاء محمد وقولوا ما شاء الله	نہ کہو جو چاہے اللہ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوں کہو کہ جو چاہے ایک اللہ۔
--	---

وحده¹۔

اور اس پر یہ فائدہ چڑھایا: "یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سواس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا دے گو کیسا ہی بڑا ہو مثلاً یوں نہ بولو کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کار و بار جہاں کا اللہ ہی کے چاہے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا²۔"

اقول: وبالله التوفيق اوگا: وہی قدیمت وہی پرانی علت کو دعوے کے وقت آسمان نشین اور دلیل لانے میں اسفل السافلین۔ حدیث میں تو اتنا ہے کہ "یوں نہ کہو" وہ شرک کا حکم کدھر گیا۔

ہاجیا: سخت عیاری و مکاری کی چال چلا، مشکوٰۃ شریف کے باب مذکور میں حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں مذکور تھی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تقولوا ما شاء الله وشاء فلان ولكن قولوا ما شاء الله	نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلاں بلکہ یوں کہو جو چاہے اللہ پھر
--	---

ثم شاء فلان³۔

چاہے فلاں۔

مشکوٰۃ میں اسے مسند امام احمد و سنن ابی داؤد کی طرف نسبت کر کے فرمایا: وفي رواية⁴ منقطعاً اور ایک روایت منقطع یعنی جس کی سند نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل نہیں یوں آئی ہے یہاں وہ روایت شرح السنہ ذکر کی ہو شیار عیار نے دیکھا کہ اصل حدیث تو اس کے دعویٰ شرک کو داخل جہنم کئے دیتی ہے اسے صاف الگ اڑا گیا اور فقط یہ منقطع روایت

¹ تقوية الايمان الفصل الخامس مطبع علمي اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۰

² تقوية الايمان الفصل الخامس مطبع علمي اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۰

³ مشکوٰۃ المصابيح كتاب الادب باب الاسلامي قديمي كتب خانہ کراچی ص ۴۰۸

⁴ مشکوٰۃ المصابيح كتاب الادب باب الاسلامي قديمي كتب خانہ کراچی ص ۴۰۸، ۴۰۹

نقل کر لیا۔ کیا یہ سمجھتا تھا کہ مشکوٰۃ اہل علم کی نظر سے نہاں ہے، نہیں نہیں، خوب جانتا تھا کہ مبتدی طالب علم حدیث میں پہلے اسی کو پڑھتا ہے مگر اسے تو ان بیچارے عوام کو چھلنا مقصود تھا جنہیں علم کی ہوائ نہ لگی سمجھ لیا کہ ان پر اندھیری ڈال ہی لوں گا، اہل علم نے اور کون سی مانی ہے کہ اسی پر معترض ہونگے۔

ع اس آنکھ سے ڈرے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

ہائے: امام الوہابیہ کا تو مبلغ علم بھی مشکوٰۃ ہے، ہم اس مطلب کی احادیث اول ذکر کریں پھر بتوفیقہ تعالیٰ ثابت کردکھائیں کہ یہی حدیثیں اس کے شرک کا کیسا سر توڑتی ہیں۔ اول تو یہی حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی (حدیث ۱۷۱) احمد والی داؤد نے یوں مختصر کر اور ابن ماجہ نے بسند حسن اس طرح مطوکاروایت کی:

حدثنا هشام بن عمار ثنا سفین بن عیینہ عن عبد الملك بن عمير عن ربيع بن حراش عن حذيفة بن اليمان رضي الله تعالى عنهما ان رجلا من المسلمين رأى في النوم انه لقي رجلا من اهل الكتاب فقال نعم القوم انتم لولا انكم تشركون تقولون ما شاء الله و شاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم وذكر ذلك للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال اما والله ان كنت لا عرفها لكم قولوا ما شاء الله ثم ما شاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ¹	یعنی اہل اسلام سے کسی صاحب کو خواب میں ایک کتابی ملا وہ بولا: تم بہت خوب لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ان مسلم نے یہ خواب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، فرمایا: سنتے ہو خدا کی قسم تمہاری اس بات پر مجھے بھی خیال گزرتا تھا یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
---	---

¹ مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفہ بن الیمان المکتب الاسلامی بیروت ۳۹۳/۵ سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب منه آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۴/۲ سنن ابن ماجہ ابواب الکفارات باب النهی ان یقال ما شاء الله الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۴

یہ حدیث ابن ابی شیبہ^۱ وطبرانی و بیہقی وغیرہم نے بھی روایت کی۔

حدیث ۱۷۲: ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا حلف احدكم فلا يقل ما شاء الله وشئت ولكن ليقل ما شاء الله ثم شئت ^۲ ۔	جب تم میں سے کوئی شخص قسم کھائے تو یوں نہ کہے کہ جو چاہے اللہ اور میں چاہوں، ہاں یوں کہے کہ جو چاہے اللہ پھر میں چاہوں۔
---	---

حدیث ۱۷۳: نیز ابن ماجہ و احمد و بغوی و ابن قانع وغیرہم نے یہی مضمون طفیل بن سخرۃ برادر مادری ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا:

بيدانه اعنى ابن ماجه ^۳ احاله على حديث حذيفة فقال نحوه ولم يسق لفظه۔	سوائے اس کے کہ ابن ماجہ نے اسکو حدیث حذیفہ کی طرف پھیرتے ہوئے نحوہ، کہا ہے اس کے الفاظ ذکر نہیں کئے۔ (ت)
---	---

اور مسند امام احمد بسند حسن صحیح کہ حدیث ثنا بھزو عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن عبد الملک بن عمیر عن ربیع بن ہراش عن طفیل بن سخرۃ انہی عائشۃ لامہار رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں ہے کہ انہیں خواب میں کچھ یہودی ملے انہوں نے انہیں عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ماننے کا ان پر اعتراض کیا انہوں نے کہا تم خاص کامل لوگ ہو اگر ویں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر کچھ نصاریٰ ملے ان سے بھی انہیں مسیح کے جواب میں یہی سنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خواب عرض کیا، حضور نے خطبے میں بعد حمد و ثناء الہی فرمایا:

انکم کنتم تقولون کلمۃ کان یمنعنی	تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے مجھے تمہارا
----------------------------------	---

^۱ اتحاف السادة بحواله ابن ابی شیبۃ الآفة التاسعة عشر دار الفکر بیروت ۵/۷۷، اتحاف السادة بحواله المعجم الكبير الآفة التاسعة

عشر دار الفکر بیروت ۵/۷۷، الاسماء والصفات باب قول الله عز وجل وما تشاؤون الخ المكتبة الاشريه سانگھ بل ۲۳۸/۲۳

^۲ سنن ابن ماجہ ابواب الکفارات باب النهی ان یقال ما شاء الله الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۳

^۳ سنن ابن ماجہ ابواب الکفارات باب النهی ان یقال ما شاء الله الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۳

الحیاء منکن ان انہکم عنہا لاتقولوا ماشاء اللہ وما شاء محمد ^۱ ۔	لحاظ روکتا تھا کہ تمہیں اس سے منع کرو دوں یوں نہ کہو جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔
---	---

حدیث ۱۷۴: سنن نسائی میں بسند صحیح بطریق مسعر عن معبد بن خالد عن عبد اللہ بن یسار قتیبہ بنت صیفی جہنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان یہودیاً اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انکم تنددون وانکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ وشئت وتقولون والكعبة فامرهم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اراد وان یحلفوا ان یقولوا ورب الکعبة ویقول احد ماشاء اللہ ثم شئت ^۲ ۔	یعنی ایک یہودی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر ہو کر عرض کی: بیشک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو بیشک تم لوگ شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو جو چاہے اللہ چاہو تو، اور کعبے کی قسم کھاتے ہو۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا کہ قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں "رب کعبہ کی قسم" اور کہنے والا یوں کہے "جو چاہے اللہ اور پھر جو چاہو تم۔"
--	---

یہ حدیث سنن بیہقی^۳ میں بھی ہے، نیز ابن سعد نے طبقات اور طبرانی معجم کبیر میں میں بطریق مذکور مسعر اور ابن مندہ نے بطریق المسعودی عن معبد^۴ الجدلی عن ابن یسار الجہنی عن قتیبۃ الجہنیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کی اور امام احمد نے مسند میں اس طریق مسعودی سے بسند صحیح یوں روایت فرمائی: حدثنای یحییٰ بن سعید ثنائی یحییٰ المسعودی ثنی معبد بن خالد عن عبد اللہ بن یسار

^۱ مسند احمد بن حنبل حدیث طفیل بن سخبرة المکتب الاسلامی بیروت ۷/۵۲

^۲ سنن النسائی کتاب الایمان والنذور الحلف بالکعبة نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۳۳

^۳ السنن الکبریٰ کتاب الجمعة باب ما یکره من الکلام فی الخطبة دار صادر بیروت ۳/۲۱۲، الطبقات الکبریٰ لابن سعد تسمیة غرائب

نساء العرب دار صادر بیروت ۸/۳۰۹، المعجم الکبیر عن قتیبۃ بنت صیفی الجہنیۃ حدیث ۵ المکتبة الفیصلیۃ بیروت ۵/۱۲۴ و ۱۵

عن قتيلة بنت صيفي بن الجهنية،

یعنی یہودی کے ایک عالم نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی، اے محمد! آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر شرک نہ کیجئے۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیا۔ کہا: آپ کعبہ کی قسم کھاتے ہیں۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ مہلت دی یعنی ایک مدت تک کچھ ممانعت نہ فرمائی، پھر فرمایا: یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو قسم کھائے وہ رب کعبہ کی قسم کھائے۔ یہودی نے عرض کی: اے محمد! آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر اللہ کا برا نہ ٹھہرائیے۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیا۔ کہا: آپ کہتے ہیں جو چاہے اللہ اور چاہو تم۔ اس پر بھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہلت تک کچھ نہ فرمایا، بعدہ، فرمادیا: اس یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو کہے کہ جو چاہے اللہ تعالیٰ تو دوسرے کے چاہنے کو جدا کر کے کہے کپ پھر چاہو تم۔

قالت اتی خبر من الاخبار رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يا محمد نعم القوم انتم لولا انكم تشركون قال سبحان الله وما ذاك قال تقولون اذا حلفتكم ولكعبة قالت فامهل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم شيئاً ثم قال انه قد قال فمن حلف فليحلف برب الكعبة قال يا محمد نعم القوم انتم لولا انكم تجعلون لله نداً قال سبحان الله وما ذاك قال تقولون ما شاء الله وشئت قالت فامهل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم شيئاً قال انه قد قال ما شاء الله فليفصل بينهما ثم شئت¹۔

بحمد اللہ یہ احادیث کثیرہ صحیحہ جلیلہ متصلہ کتب صحاح سے ہیں، امام الوہابیہ نے ان سب کو بالائے طاق رکھ کر شرح السنہ کی ایک روایت منقطع دکھائی اور بحمد اللہ اس میں بھی کہیں اپنے حکم شرک کی بونہ پائی۔

اقول: وباللہ التوفیق اب بفضلہ تعالیٰ ملاحظہ کیجئے کہ یہی حدیثیں اس کے دعوٰی شرک کو کس کس طرح جہنم رسید فرماتی ہیں:

اولاً: ان احادیث سے ثابت کہ صحابہ کرام میں قول کہ اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائیگا

¹ مسند احمد بن حنبل عن قتيلة بنت صيفي حديث قتيلة المكتب الاسلامي بيروت ۱/۲۷۱ و ۲/۳۷۳

یا اللہ اور تم چاہو تو یوں ہوگا شائع و ذائع تھا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر مطلع تھے اور انکار نہ فرماتے تھے بلکہ اس عالم یہود کے ظاہر الفاظ تو یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی ایسا فرمایا کرتے تھے، امام الوہابیہ اسے شرک کہتا ہے، تو ثابت ہوا کہ اس کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شرک کرتے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرماتے تھے۔

حاجی: حدیث طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ دیکھو کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس لفظ کا خیال مجھے بھی گزرتا تھا مگر تمہارے لحاظ سے منع نہ کرتا تھا۔" جب یہ لفظ امام الوہابیہ کے نزدیک شرک ٹھہرا تو معاذ اللہ نبی نے دانستہ شرک کو گوارا کیا اور اس سے ممانعت پر اپنے یاروں کے لحاظ پاس کو غلبہ دیا اور امام الوہابیہ کے یہاں یہ نبوت کی شان ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

حاجی: ایک یہودی نے آکر اعتراض کیا اس کے بعد حکم ممانعت ہوا، تو امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام بلکہ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچی توحید اور اس پر استقامت کی تاکید ایک یہودی نے سکھائی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

راجا: تنقید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حدیث صحیح دیکھو، اس یہودی کی عرض پر بھی فوراً حضور نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ ایک زمانہ کے بعد خیال آیا اور فرمایا: وہ یہودی اعتراض کر گیا ہے اچھایوں نہ کہا کرو۔ تو امام الوہابیہ کے نزدیک اللہ کے رسول نے آپ تو شرک سے نہ روکا یا شرک کو شرک نہ جانا جب ایک کافر نے بتایا اس پر بھی ایک مدت تک شرک کو روکا پھر ممانعت بھی کی تو یوں نہیں کی شرک کی برائی سے، بلکہ یوں کہ ایک مخالف اعتراض کرتا ہے لہذا چھوڑ دو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خامساً: ان سب دقتوں کے بعد جو تعلیم فرمائی وہ بھی ہمارے آس و رکاسہ لائی ارشاد ہوا کہ یوں کہا کرو "جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو یہ کام ہوگا، امام الوہابیہ کے لفظ یاد کیجئے:

"یہ خاص اللہ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا¹۔"

¹ تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۰

مسلمانو! اللہ انصاف، جو بات خاص شان الہی عزوجل ہے جس میں کسی مخلوق کو کچھ دخل نہیں اس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ ^۱ اور ^۱ کہہ کر ملایات تو کیا، شرک سے کیونکر نجات ہو جائے گی۔ مثلاً آسمان وزمین کا خالق ہونا، اپنی ذاتی قدرت سے تمام اولین و آخرین کا رازق ہونا خاص خدا کی شانیں ہیں۔ کیا اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ ورسل خالق السموات والارض ہیں، اللہ ورسل اپنی ذاتی قدرت سے رازق عالم ہیں جیسی شرک ہوگا۔ اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السموات والارض ہیں، اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔

مسلمانو! مگر اہوں کے امتحان کے لیے ان کے سامنے یونہی کہہ دیکھو کہ اللہ پھر رسول عالم الغیب ہیں، اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں کھول دیں، دیکھ تو یہ حکم شرک جڑتے ہیں یا نہیں۔ اسی لئے تو یہ عیار مشکوٰۃ کی اس حدیث متصل صحیح ابوداؤد کی میر بحر ی بجا گیا تھا جس میں لفظ ^۱ پھر ^۱ کے ساتھ اجازت ارشاد ہوئی تو ثابت ہوا کہ اس مردک کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودی کا اعتراض پا کر بھی جو تبدیلی کی وہ خود شرک کی شرک ہی رہی۔

مسلمانو! یہ حاصل ہے رسولوں کی جناب میں اس گستاخ کے اعتقاد کا۔ "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿١﴾"۔ (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔) یہ تو انکے طور پر نتیجہ احادیث تھا ہم اہل حق کے طور پر پوچھو تو اقول: وباللہ التوفیق (تو میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔) بجز اللہ تعالیٰ نے صحابہ نہ شرک کیا نہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرک سن کر گوار فرمایا، کسی کے لحاظ و پاس کو کام میں لانا ممکن نہ تھا، نہ یہودی مردک تعلیم توحید کر سکتا تھا، بلکہ حقیقت امری یہ ہے کہ مشیت حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے اور مشیت عطائیہ تابعہ لمشیۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے عباد کو عطا کی ہے، مشیت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات میں جیسا کچھ دخل عظیم بعبائے رب کریم جل جلالہ، ہے وہ ان تقریرات جلیلہ سے کہ ہم نے زیر حدیث ذکر کیں واضح و آشکار ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک نائب و خادم سیدنا علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کی نسبت امت مرحومہ کا جو اعتقاد ہے وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت مذکورہ مقدمہ سے اظہار ہے کہ:

^۱ القرآن الکریم ۲۶/۲۷

حضرت امیر و ذریعہ طاہرہ اور اتمام امت بر مثال پیران می پر ستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند ^۱ ۔	حضرت امیر یعنی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتی ہے۔ (ت)
--	--

اور خود امام الوہابیہ اس تقویۃ الایمان کے کفری ایمان سے پہلے جو ایمان صراط مستقیم میں رکھتا تھا وہ بھی یہی تھا جہاں کہتا تھا:

مقامت ولایت بل سائر خدمات مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت و غیرہ ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان ست و در سلطنت سلاطین و امارت امرا ہمت ایشان را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست ^۲ ۔	مقامات ولایت بلکہ تمام خدمات مثل قطبیت، غوثیت و ابدالیت و غیرہ سب رہتی دنیا تک حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے واسطے سے ملتے ہیں اور بادشاہوں کی سلطنت اور امیروں کی امارت میں بھی آئینہ کی ہمت کا دخل ہے، یہ سیاحان عالم ملکوت پر پوشیدہ نہیں۔ (ت)
---	--

اب کہ تقویۃ الایمان نے حکم:

"قُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَوْ مَرُّكُمْ بِهِ إِيَّانَا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ" ^۳ ۔	تم فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو۔
---	--

اسے تمام امت مرحومہ کے خلاف ایک نیا ایمان سخت برا ایمان نام کا ایمان اور حقیقت میں پر لے سرے کا کفران سکھایا یا سفل
السافلین پہنچا، اب وہ بات کہ سیاحان عالم پر ظاہر تھی اسے کیونکر سمجھائی دے،

"وَمَنْ لَّمْ يُجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ" ^۴ ۔	اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ (ت)
---	---

^۱ تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل الیڈمی لاہور ص ۲۱۳

^۲ صراط مستقیم باب دوم فصل اول المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۵۸

^۳ القرآن الکریم ۹۳/۲

^۴ القرآن الکریم ۴۰/۲۴

اس مشیت مبارکہ عطائیہ کے باعث صحابہ کرام نام الہی عزوجل کے ساتھ حضو اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا مگر از انجا کہ طریق ادب سے اقرب و انسب یہ ہے کہ مشیت ذاتیہ و مشیت عطائیہ میں فرق مراتب نفس کلام سے واضح ہو کہ کسی احمق کو توہم مساوات نہ گزرے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کلمے پر خیال گزرتا تھا پھر ملاحظہ فرماتے کہ یہ اہل توحید ہیں معنی حق و صدق انہیں ملحوظ ہیں محبت خدا اور رسول اور نام پاک خلیفۃ اللہ الاعظم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک و توسل انہیں اس قول پر باعث ہے اور بات فی نفسہ شرعاً ممنوع نہیں کہ او مطلق جمع کے لیے ہے نہ مساوات عہ نہ معیت کے واسطے، لہذا

عہ: اقول: وهذا نکتۃ غفل عنها بعض الجلة فجوز ما شاء الله ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وزعم ان لواتی بالواو لکان شرکا جلیاً فانما یتتم ان کانت الواو المستویۃ وهو باطل قطعاً قال تعالیٰ "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ" ^۱ قال تعالیٰ "أَعْلَنَهُمُ اللَّهُ وَرَأْسُوهٗ" ^۲ الی غیر ذلک مما لا یحصی ومع ذلک بحمد لاله لیس ملحظہ ملحظ هؤلاء الابخاس الجاعلة اثبات المشیئة للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اقول: (میں کہتا ہوں) اس نکتہ کی طرف بعض بزرگوں کی توجہ نہ ہوئی، چنانچہ انہوں نے یوں کہنے کو تو جائز قرار دیا کہ "جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" مگر گمان کیا کہ اگر تم کی جگہ واو ہو تو شرک جلی ہوگا۔ لیکن یہ استدلال تو تب تام ہوتا اگر واو مقتضی مساوات ہوتی، حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر ایسا ہی ہے مگر باوجود اس عدم توجہ کے ان بزرگوں کا مطمع نظر بحد اللہ وہ نہیں جو ان کینے وہابیوں کا ہے جو نبی کریم صلی اللہ (باقی اگلے صفحہ پر)

^۱ القرآن الکریم ۵۶/۳۳

^۲ القرآن الکریم ۷۴/۹

منع نہ فرماتے تھے۔

حکمت: جب اس یہودی خبیث نے جس کے خیالات امام الوہابیہ کے مثل تھے، اعتراض کیا اور معاذ اللہ شرک کا الزام دیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رائے کریم کا زیادہ رجحان اسی طرف ہوا کہ ایسے لفظ کو جس میں احمق بد عقل مخالف جائے طعن جانے دوسرے سہل لفظ سے بدل دیا جائے کہ صحابہ کرام کا مطلب تبرک و توسل برقرار رہے اور مخالف کج فہم کو گنجائش نہ ملے مگر یہ بات طرز عبارت کے ایک گونہ آداب سے تھی معنًا تو قطعاً صحیح تھی لہذا اس کافر کے بنکنے کے بعد بھی چنداں لحاظ نہ فرمایا گیا یہاں تک کہ طفیل بن سنجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خواب دیکھا اور رویائے صادقہ القائے ملک ہوتا ہے اب اس خیال کی زیادہ تقویت ہوئی اور ظاہر ہوا کہ بارگاہ عزت میں یہی ٹھہرا ہے کہ یہ لفظ محالفوں کا جائے پناہ ٹھہرا ہے بدل دیا جائے جس طرح رب العزۃ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مشیت کے محض اثبات کو ہی شرک قرار دیتے ہیں جیسا تو ان کے ذلیل امام کی بات سن چکا ہے کہ یہ خاص اللہ تعالیٰ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کا کوئی دخل نہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر ان بزرگوں کا نظریہ وہی ہوتا جو ان وہابیوں کا ہے تو العیاذ باللہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشیت کے ذکر کو مطلقاً شرک قرار دیتے چاہے اس میں واؤمذ کور ہو یا ثم، جیسے کہ تو جان چکا ہے، حالانکہ انہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ یوں کہنا جائز ہے "جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" اثبات قدم رہ مت ڈمگ۔

۱۲ (ت)

شرکا بنفسہ کہا سعت من امامہم السحیق ان ذاشان یختص باللہ عزوجل وان لامدخل فی لمخلوق ومشیتہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یأتی بشیء فلوکان ینذہب مذہب هؤلاء والعیاذ باللہ لجعل ذکر مشیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرکا مطلقاً سواء فیہ الواو وثم کہا علمت وهو قد سرح بجواز ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتثبت ولا تنزل ۱۲ امنہ۔

جل جلالہ، نے راعنا کہنے سے منع فرمایا تھا کہ یہود و عنود اسے اپنے مقصد مردود کا ذریعہ کرتے ہیں اور اس کی جگہ انظرنا کہنے کا ارشاد ہوا تھا و لہذا خواب میں کسی بندہ صالح کو اعتراض کرتے نہ دیکھا کہ یوں تو بات فی نفسہ محل اعتراض نہ ٹھہرتی بلکہ خواب بھی دیکھا تو انہیں یہود و نصاریٰ اس امام الوہابیہ کے خیالوں کو معترض دیکھتا کہ ظاہر و کہ صرفہ بن دوزی مخالفان کی مصلحت داعی تبدیل لفظ ہے۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ اللہ و رسول چاہیں تو کام ہوگا بلکہ یوں کہو کہ اللہ پھر اللہ کا رسول چاہے تو کام ہوگا۔ پھر 'کا لفظ کہنے سے وہ تو ہم مساوات کہ ان وہابی خیال کے یہود و نصاریٰ یا یوں کہتے کہ ان یہودی خیال کے وہابیوں کو گزرتا ہے باقی نہ رہے گا الحمد للہ علی تواثر الائمہ والصلوٰۃ والسلام علی انبیائہ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اسکی مسلسل نعمتوں پر، اور درود و سلام ہوا کے نبیوں پر۔)

اہل انصاف و دین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تقریر منیر کہ فیض قدیر سے قلب فقیر پر القاء ہوئی کیسی واضح و مستنیر ہے ان احادیث کو ایک مسلسل سلک گوہریں میں منظوم کیا اور تمام مدارج مراتب مرتبہ حمد للہ تعالیٰ نورانی نقشہ کھینچ دیا۔ الحمد للہ کہ یہ حدیث فہمی ہم اہلسنت ہی کا حصہ ہے، وہابیہ وغیرہم بد مذہبوں کو اس کیا علاقہ ہے، ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم، والحمد للہ رب العلمین (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے، اور سب تعریفیں اللہ رب العلمین کے لیے ہیں۔ ت) غرض احادیث صحیحہ ثابتہ تو اس دروغ گو کو تا بخانہ پہنچا رہی ہیں۔ رہی وہ روایت مقطوعہ کہ اس نے ذکر کی اور یونہی روایت عہ اعتبار ام المؤمنین صدیقہ سے کہ یہود کے اعتراض پر فرمایا یوں کہ کہو بلکہ کہو ما شاء اللہ وحدہ۔ اقول اگر صحیح بھی ہو تو نہ ہم مضر نہ اسے مفید کہ واو سے احتراز کی دو صورتیں ہیں: تبدیل حرف جس کی طرف وہ احادیث صحیحہ ارشاد فرما رہی ہیں، اور رائے ترک عطف جس کا اس روایت میں ذکر آیا۔ ایک صورت دوسری کی نافی و منافی نہیں، نہ ذاتی میں حصر عطائی کی نفی کرے، قال اللہ تعالیٰ:

تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب! وہ خاتم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (ت)

"كَلِمَ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتُمْ إِذْ رَمَيْتُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ" ۱

عہ: ای کتاب الاعتبار للحاوی ۱۳

اور جب بحرم تعالیٰ ہم خود حدیث سے ماشاء اللہ ثم شاء فلان کی طرح ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی اجازت دکھا چکے تو اب اصلاً ہمیں ان نکات و توجیہات کی حاجت نہ رہی جو شرح نے اس روایت منقطعہ اور اس حدیث مستقل میں بظاہر ایک نوع تغایر کے لحاظ سے ذکر کئے ہیں۔ شیخ محقق قدس سرہ، نے یہاں یہ نکتہ ذکر فرمایا:

دریں جاغیت بندگی و تواضع و توحید ست زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسناد مشیت اگرچہ بطریق تاخر و تبعیت باشد تجویز کرد اما در حق خود بآں نیز راضی نہ شد بلکه امر کرد با اسناد مشیت بہ پروردگار تعالیٰ تنہا بے توہم شرکت ^۱ ۔	یہاں انتہائی بندگی، انکساری اور توحید ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غیر کی طرف اسناد مشیت کو جائز قرار دیا اگرچہ بطور تاخر و تبعیت، لیکن اپنے لئے اس کی بھی اجازت دینے پر راضی نہ ہوئے بلکہ فقط پروردگار عالم کی طرف بے توہم شرکت مشیت کا اسناد کرنے کا حکم دیا۔ (ت)
---	---

اقول: یہ توجیہ بھی شرک امام الوہابیہ کی کیفر چشانی کو بس ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضعاً اپنی مشیت کا ذکر کرنے کو نہ فرمایا اور ان کے ذکر مشیت کی اجازت دی، اگر شرک ہو تو معاذ اللہ یہ ٹھہرے گی کہ حضور انے اپنی ذات کریم کو شریک خدا کرنے سے منع فرمایا اور زید عمر کو شریک کر دینا جائز رکھا۔ علامہ طیبی نے ایک اور توجیہ لطیف و دقیق کی طرف اشارہ کیا کہ:

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأس الموحدين ومشیئته، معبودة فی مشیئة اللہ تعالیٰ ومضحلة فیہا ^۲ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سردار موحّدین ہیں اور حضور کی مشیئت اللہ عزوجل کی مشیئت میں مستغرق و گم ہے۔
--	---

اقول: تقریر اس اشارہ لطیفہ کی یہ ہے کہ عطف واؤ سے ہو خواہ ثم خواہ کسی حرف سے، معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے بلکہ ثم بوجہ افادہ فصل و تراخی زیادہ مفید مغایرت ہے اور سید الموحّدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی مشیئت جدا گانہ اپنے رب عزوجل کی مشیئت سے رکھی ہی نہیں انکی مشیئت بعینہ خدا کی مشیئت ہے اور مشیئت خدا بعینہ ان کی مشیئت،

^۱ اشعة المبعات کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۵۳/۴

^۲ الکاشف عن حقائق السنن شرح الطیبی علی مشکوٰۃ کتاب الادب حدیث ۷۷۹۷ ۱۲ ادارۃ القرآن کراچی ۹/۹

اور عطف کر کے کہئے تو دوئی سمجھی جائے گی کہ اللہ کی مشیت اور ہے اور رسول کی مشیت اور، لہذا یہاں عطف کے لیے ارشاد نہ فرمایا فقط مشیت اللہ وحدہ کا ذکر بتایا کہ اس میں خود ہی مشیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آجائے گا جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس مقام پر اسی طرح سمجھنا چاہیے اور اس سے ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا وارد کردہ اعتراض بھی مندرج ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر کی مشیت بھی تو اللہ تعالیٰ سبحانہ کی مشیت میں گم ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) کہ اضمحلال (متفرق اور گم ہونا) دو قسم ہے (۱) اضطراری، یہ تمام مخلوق کے لئے ثابت ہے۔ (۲) اختیاری، یہ اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص بندوں کے ساتھ ہے جو صفت مشیت او اللہ تعالیٰ کی ہر صفت میں امتیاز رکھتے ہیں، ان کے سردار ان کے نبی ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ملا علی قاری نے علامہ طیبی کی تقریر پر یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ ان کے جواب سے "واو" کے استعمال کا جواب ثابت نہیں ہوتا۔

اقول: علامہ طیبی نے اپنا کلام "واو" کے استعمال کو جائز ثابت کرنے کے لیے نہیں چلایا تھا، یہاں تک کہ اگر ان کا کلام اس مقصد کا فائدہ نہ دے سکے تو ان کے مقصد میں نقص لازم آئے، بلکہ ان کا

ہكذا ينبغي ان يفهم هذا المقام وبه يندفع ما اورد عليه القارى من النقص بان مشيئة غيره صلى الله تعالى عليه وسلم ايضا مضحكة في مشيئة الله تعالى سبحانه¹

اقول: فلم يفرق بين الاضمحلال الاضطرارى الحاصل لكل الخلق والاختيارى المختص بخلص عباد الله الممتاز فيهِ وفي كل صفة الهية من بينهم سيد هم نبیهم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واعتراض علیہ ايضا بانه لا یفید جواز الاتیان بالواو²

اقول: ما كان مساق كلام الطيبه لاثبات جواز الاتيان بالواو حتى يكون عدم افادته نقصا في مراده انما اراد بداء نكتة الفرق

¹ مرقاة المفاتيح كتاب الادب باب الاسامى الفصل الثانى تحت الحديث ٤٧٩ المكتبة الحبيبية كوي ٥٣٣/٨

² مرقاة المفاتيح كتاب الادب باب الاسامى الفصل الثانى تحت الحديث ٤٧٩ المكتبة الحبيبية كوي ٥٣٣/٨

بین مشیئته ومشیئة غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث ذکر الاولیٰ بثم وطوی ذکر ہذہ رأساً وهذا مستفاد من کلامہ مابین وجہ کما سبعت منا تقریرہ۔ فلا ادری مالمراد بذالایراد ثم افادہ وجہ اکر للفرق فقال ما سبق م قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولكن قولوا ماشاء الله ثم شاء فلان لمجرد الرخصة ولو قال هنا قولوا ماشاء الله ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکان امر وجوب اوندب وليس الامر كذلك^۱ اھ۔

مقصد تو یہ تھا کہ وہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسروں کی مشیت میں فرق ظاہر کریں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فلاں کی مشیت کا ذکر لفظ "ثم" کے ساتھ کر دیا لیکن اپنی مشیت کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ فرق ان کے ایک وجہ کے بیان سے مستفاد ہے جیسا کہ آپ ہم سے اس کی تقریر سن چکے ہیں، مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ اس اعتراض سے انکا مقصد کیا ہے۔ پھر فرق کی ایک اور وجہ بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو فرمان گزر چکا ہے^۱ لیکن کہو جو چاہے اللہ تعالیٰ پھر چاہے فلاں^۱ یہ محض رخصت کیلئے ہے اور اگر اس جگہ یوں فرماتے^۱ کہو جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم^۱ تو یہ امر وجوب یا استحباب کے لئے ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اھ۔

اقول: دوسرے ارشاد میں لفظ "لكن" مذکور نہیں ہے۔ گویا کہ ملا علی قاری اس سے اس بات کا استنباط کرتے ہیں کہ اس صورت میں امر مقصودی ہوگا جو کم از کم استحباب کے لیے ہوتا ہے۔ برخلاف پہلے ارشاد کے کہ وہاں نبی کے بعد لفظ "لكن" استدراک کیلئے ہے اس لئے محض رخصت کا فائدہ دے گا۔ یہ وہ بات ہے جو انکے مقصد کی وضاحت کیلئے مجھے ظاہر ہوئی ہے۔ قارئین کرام! آپ جانتے ہیں کہ اس تقریر کے مطابق فرق عبارت

اقول: كانه يستنبط من ترك لفظة لكن ههنا فانه يكون حينئذ امرًا مقصودًا واقله الندب بخلاف الاول فانه استدراك على النهي فيفيد مجرد الرخصة هذا ما ظهر لي في تقرير مرآته وانت تعلم انه يرجع الفرق على هذا الى جهة العبارة فلو ذكر ههنا لكن لساغ ان يذكر العطف بثم

^۱ مرقاة المفاتيح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۷۷۹ ۴ المكتبة الحبيبیه کوئٹہ ۵۳۳/۸

ولو تركها شبه لقال قولوا ما شاء الله وحده. ثم قال مع المشيئة المسندة الى فلان انما هي مشيئة جزئية لا يجوز حملها على المشيئة الكلية كما رمزنا اليه فيما سبق من الكلام¹ اهـ

اقول: هذا شيعي متحاز عن البحث ومشيئة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ايضاً لا تحيط بجميع مرادات الله تعالى سبحانه هذا قد كان افادة العلامة الطيبي وجهاراً بعباً وهو انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال هذا اى قولوا ما شاء الله وحده دفعا لمظنة التهمة قولهم ما شاء الله وشاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم تعظماً له ورياء لسبعته² اهـ

اقول: اى والمظنة بحالها فى ذكر اسبه صلى الله تعالى عليه وسلم ولو بثم فعدل الى ذكر الله تعالى وحده وليس يريد ان المظنة نشأت

ذكر کیا جاتا تو "ثم" کے ساتھ عطف جازز ہوتا اور اگر اس جگہ لفظ "لكن" ترک کر دیا جاتا تو فرماتے کہ کہو "ما شاء الله وحده" پھر علامہ قاری نے فرمایا کہ فلاں کی طرف جس مشیت کی نسبت کی گئی ہے وہ مشیت جزئیہ ہے اسے مشیت کلیہ پر محمول کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ ہم کلام سابق اسکی طرف اشارہ کر چکے ہیں۔ اهـ

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ بحث سے علیحدہ چیز ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشیت بھی اللہ تعالیٰ کی تمام مرادوں کا احاطہ نہیں کرتی۔ اسکو یاد کر لو۔ علامہ طیبی نے ایک چوتھی وجہ بھی بیان کی تھی اور وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کہو ما شاء اللہ وحده"، اس لئے کہ اگر صحابہ کرام یوں کہتے "ما شاء اللہ و شاء محمد" تو اس میں آپ کی عظمت کے بطور ریاء و سماع اظہار کے وہم کا گمان ہوتا، اس وہم کو دور کرنے کے لیے فرمایا کہ کہو "ما شاء اللہ وحده۔"

اقول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک لفظ "ثم" کے ساتھ بھی ذکر کیا جاتا ہے تب بھی وہ ہم برقرار رہتا، اس لئے وہاں بھی صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہونا چاہیے تھا، ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہم لفظ "واو" کی وجہ سے

¹ مرقاة المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۷۷۹۷ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۵۳۳/۸

² الکاشف عن حقائق السنن (شرح الطیبری علی مشکوٰۃ) الفصل الثانی تحت الحدیث ۷۷۹۷ ۲ ادارۃ القرآن کراچی ۷۹/۹

من عہ الوادلو ارادہ لہ یصلح ما ذکرہ وجہا للفرق
بذکر مشیئة غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بثم
لامشیئة ہو فان المحذور علی هذا ان کان ففی الواؤلا
فی ثم وفيها الکلام فأرادة هذا خروج عن اصل
المبرام هذا تقریر کلامہ علی ما ظہر لی۔

اقول: وهو ارؤوا الوجوه عندی وكيف یظن ان یظن
النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بصحابته فی ذکر
نفسه السمعة والرياء وحاشاه وحاشاهم عن ذلك
واحسن الوجوه ما ذکرنا سابقاً عن الطیبی وما قد
منا عن الشيخ المحقق مع ان کل ذلك مستغنی عنه
کہا علمت وقد اشار الیہ القاری ایضاً اذ قال اصل
السؤال مدفوع لانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پیدا ہوا ہے، اگر یہ ان کا مقصد ہوتا تو جو کچھ انہوں نے بیان کیا
ہے وہ وجہ فرق نہیں بن سکتا یعنی "ثم" کے بعد غیر مشیت کا
ذکر کیا جاسکتا ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشیت کا
ذکر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس تقریر کے مطابق اگر خرابی لازم
آتی ہے تو "واؤ" میں ہے نہ کہ "ثم" میں، حالانکہ گفتگو
"ثم" ہی میں ہے۔ لہذا یہ مطلب مراد لینے سے اصل مقصد
سے خارج ہونا لازم آئے گا، یہ انکے کلام کی تقریر ہے جو میری
سمجھ میں آئی ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) میرے نزدیک یہ سب سے کمزور وجہ
ہے۔ اس گمان کا کیا جواز ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اپنا ذکر فرمادیں تو آپ کو اپنے صحابہ کے بارے میں یہ
گمان ہو کہ انہیں ریاء اور سُّعہ کا وہم ہوگا۔ یہ گمان نہ تو نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائق ہے اور نہ ہی صحابہ کرام کے۔
سب سے بہتر وجہ وہ ہے جو ہم علامہ طیبہ اور شیخ محقق کے
حوالے سے بیان کر چکے ہیں، اگرچہ ان توجیہات کی ضرورت
نہیں ہے، جیسا کہ آپ جان چکے ہیں، اور ملا علی قاری نے بھی
اس طرف اشارہ کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ اصل سوال

عہ: کہاتوهم الفاضل الراد ففاه بما قد علمت بطلانه
بدلائل قاهرة لا قبل لاحديها زعماً منه ان الواؤنص في
التسوية لا مجرد مظنة تهمة وبالله العصبۃ ۱۲ منہ۔

جیسا کہ رد کریو الے فاضل (ملا علی قاری) نے وہم کیا ہے کہ واؤ
میں محض تہمت کا گمان نہیں ہے بلکہ وہ برابری میں نص ہے۔
اور آپ ان کے وہم کا ناقابل تردید وجہ سے باطل ہونا جان چکے
ہیں، اور عصمت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ (ت)

<p>مندفع ہے، کیونکہ بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلان کے عموم میں داخل ہیں، اس لئے ماشاء اللہ ثم ماشاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا جائز ہے اور ماشاء اللہ و شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا جائز نہیں ہے۔</p> <p>اقول: (میں کہتا ہوں) اگر ملا علی قاری کو ابن ماجہ کی حدیث متحضر ہوتی تو انہیں فلان کے عموم کی حاجت نہ ہوتی اور یہ حدیث سائل کے پیش نظر ہوتی تو وہ سوال ہی نہ کرتا اور جواب دینے والے حضرات کو یاد ہوتی تو انہیں طرح طرح کی توجیہوں کی ضرورت نہ پڑتی۔ پاک ہے وہ ذات جس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ (ت)</p>	<p>داخل فی عموم فلان فیجوز ان یقال ماشاء اللہ ثم ماشاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یجوز ان یقال ماشاء اللہ و شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم^۱</p> <p>اقول: ولو استحضر حدیث ابن ماجہ لم یحتاج الی عموم فلان کہا ان السائل لو استظهر لما سائل کہا ان المحیبیین لو تذکروہ لما ذهبوا الی هنا و هنا فسبحان من لا یعزب عنه شیء۔</p>
--	--

الحمد للہ! یہ وصل مبارک کہ اعظم مقصد کتاب تھا بروجہ احسن واجمل اختتام کو پہنچا اور ہنوز اس کی احاث میں رد و ہایت کا بہت کلام باقی جس کا بعض ان شاء اللہ العزیز خاتمہ کتاب میں مذکور ہوگا، یہاں تک اس باب میں وجہ دوم پر بعد اسم پاک جامع ایک سو چودہ حدیثیں متعلق بذات اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مذکور ہوئیں اور بعض آئندہ آتی ہیں اور پچاس حدیثیں کہ ہم نے شمار کر کے شمار نہ کیں علاوہ ہم ابنائے زماں میں کسل و تقاعد ہے، لہذا بخوف ملالت زیادہ اطالت نہ کیجئے اور بتوفیقہ تعالیٰ بقیہ وصلوں کے وصل سے راحت و برکت لیجئے وبالله التوفیق۔

وصل دوم

احادیث متعلقہ بمحضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

حدیث ۱۷۵: طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا، اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے، کسی چیز کو لا یعنی نہ فرماتے۔

^۱ مرقاة المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۷۷۹ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۵۳۳/۸

ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے، پھر سوال کیا سکوت فرمایا، پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا: سل ماشتت یا اعرابی! اے اعرابی! جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔

موسیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، فرماتے ہیں: فغبطناه فقلنا الآن يسأل الجنة یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا، اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا اونٹ مانگتا ہوں۔ فرمایا: عطا ہوا۔ عرض کی: حضور سے زاد راہ مانگتا ہوں۔ فرمایا: عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا کنارہ دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیے کہ خود واپس پلٹ آئے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: الہی! یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا: تم قبر یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا: اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو، اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: تو مجھے بتادے۔ عرض کی: لا واللہ حتی تعطينی ما اسئلك خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں۔ فرمایا: ذلک لك تیری عرض قبول ہے۔ قالت فانی اسئلك ان اکون معک فی الدرۃ التي تكون فیہا فی الجنة پیرزن نے عرض کی: تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس درجے میں آپ ہوں گے۔ قال سلی الجنة موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جنت مانگ لے، یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر۔ قالت لا واللہ الا ان اکون معک پیرزن نے کہا: خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں۔ فجعل موسیٰ یرددھا فاحی اللہ ان اعطھا ذلک فانہ لن ینقصک شیئاً فاعطاھا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے یہی رد و بدل کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ! وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کرو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں اسے اپنی رفاقت عطا فرمادی، اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بتادی،

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام غش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے^۱۔

اقول: وبالله التوفیق، بحمدہ تعالیٰ اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان و ہایت پر کوکب شہابی ہے۔

اوّلًا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ "جو جی میں آئے مانگ لے۔" حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموم مستفاد کیا یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ قدر جو دہ و نوالہ و نعد و افضالہ (اللہ تعالیٰ درود و سلام اور برکت نازل فرمائے آپ پر اور آپ کی آل پر آپ کے جو دوسخا اور انعام و اکرام کے مطابق۔ ت)

ثانیًا: یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ معلوم ہوا کہ بجز اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عز و جل کے تمام خزان رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ثالثًا: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے بیٹھا پیرزن اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرما دیتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رابعًا: ان بڑی بی بی پر اللہ عز و جل کے بے شمار رحمتیں بھلا انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلیٰ درجے عطا کر دینے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ با آں شان غضب و جلا اس شرک پر انکار نہیں فرماتے اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو

^۱ کنز العمال بحوالہ طس والخرائطی الخ حدیث ۴۸۹۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱/۲-۲۱۶، المعجم الاوسط عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے میں ان میں میرا کیا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر و کفران میں فرمائیں گے کہ:

''انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے انہیں عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو۔¹''

میں تو میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ان کی وحی باطنی میں اترے گا کہ: ''جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔²''

خود انہیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ: ''میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سوں۔³''

نیز کہا جائے گا: ''پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کر لے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔⁴''

بڑی بی! کیا تم سٹھ گئی ہو، دیکھو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور معاملہ بی کس کا، خود ان کے جگر پارے کا۔ اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچا لینا اس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آ سکتے تو کہاں وہ

¹ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۷

² تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

³ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۷

⁴ تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۵

اور کہاں میں، کہاں ان کی صاحبزادی اور کہاں تم، کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت، اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا۔ بھلا بڑی بی! تم مجھے خدا بنارہی ہو، پہلے تمہارے لئے کچھ امید ہو بھی سکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کچھ نہ فرمایا، اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خامساً: در کنار اور رجسٹری کہ سلی الجنۃ اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کر دیں گے تمہیں یہی بہت ہے۔ افسوس موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا شکایت کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت ہو چکا ہے مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے، خود محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جنم پہنچایا۔ ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا، اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحۃً عطا فرمادینے کو متوقع کر دیا اب اگر وہ جل جل کر ان کی توہین نہ کرے ان کا نام سوسو گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے بیچارہ کلیم کا مردود حبیب کا مارا اپنے جلے دل کے پھپھولے بھی نہ پھوڑے، مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان۔

اور عزت اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے، لیکن منافقین نہیں جانتے۔ (ت)	"وَاللّٰهُ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَعْبُدُكَ يَا حَمْدُ رَبِّنَا مَا اتَّخَذْنَا خِلَافًا بَيْنَ يَدَيْكَ مِن شَيْءٍ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَالِمُ الْغُيُوبِ" ۱۔
---	---

سادساً: سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے، کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امام الوہابیہ سے یہ رکھائی برقی تو اسے جائے عزت تھی کہ موسیٰ بدین خود مابدین خود حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقویۃ الایمان کی یہ صریح تہذیب و تفضیل فرمائی تو اسے آنسو پوچھنے کو جگہ تھی کہ وہ نبی امی ہیں پڑھے لکھے نہیں کہ تقویۃ الایمان پڑھ لیتے ان احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب مستجل و مکمل فرمادیا۔ وحی آئی تو کیا آئی کہ اعطھا ذلک موسیٰ! یہ جو مانگ رہی ہے تم اسے عطا کر بھی دو اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ واہ ری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا، یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ! تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے، ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرہ بھر اختیار ہے ہی نہیں یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ

^۱ القرآن الکریم ۸/۶۳

سے نہیں بچا سکتے تم ایک بڑھیا کو جنت پھنٹائے دیتے ہو، اپنی گرجو شی اٹھا رکھو، تقویۃ الایمان میں آچکا ہے کہ "ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کر لے" ^۱ "بلکہ علی الرغم الثانیہ حکم آتا ہے کہ موسیٰ! تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کر دو۔ اب کہتے یہ بیچارہ کس کا ہو کر رہے جس کے لئے توحید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگڑی، دین و ایمان پر دولتی جھڑی، صاف کہہ دیا کہ: "خدا کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خطبہ ہے" ^۲۔

اسی خدا نے یہ سلوک کیا اب وہ بیچارہ ازیں سوماندہ وزاں سوراندہ (نہ ادھر کارہانہ ادھر کا۔ دھوبی کا کتنا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ ت) سوا اس کے کیا کرے کہ اپنی اکلوتی چمر توحید کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پر ہاتھ رکھ کر چلائے۔

مازیار اس چشم یاری داشتیم خود غلط بود آنچه ما پیدا شتیم
(ہم نے دوستوں سے مدد کی امید رکھی، جو ہمارا گمان تھا وہ خود غلط تھا۔ ت)

مجھے امام الوہابیہ کے حال پر ایک حکایت یاد آئی اگرچہ میں ذکر احادیث میں ہوں مگر بمناسبت محل ایک آدھ لیطف بات کا ذکر خالی از لطف نہیں ہوتا جسے تمحیض کہتے ہیں اور یہ بھی سنت سے ثابت ہے کہ فی حدیث خرافۃ و امر زرع (جیسا کہ خرافہ اور امر زرع کی حدیث میں ہے۔ ت) میں نے ایک عالم سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا کہ رافضیوں کے کسی محلے میں چند غریب سنی رہتے تھے، روافض کا زور تھا ان کا محبتد پچھلے پہر سے اذان دیتا اور اس میں کلمات ملعونہ بکتا، ان غریبوں کے قلب پر آرے چلتے، آخر مرتا کیا نہ کرتا، چار شخص مستعد ہو کر پہلے سے مسجد میں جا چھپے، وہ اپنے وقت پر آیا جیہی تبرا شروع کیا، ان میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور اس بڑھے کو گرا کر دست و لکد و نعل سے خوب خدمت کی کہ ہیں میں ابو بکر ہوں تو مجھے برا کہتا ہے۔ آخر اس نے گھبرا کر کہا حضرت! میں آپ کو نہیں کہتا تھا میں نے تو عمر کو کہا تھا۔ دوسرے صاحب تشریف لائے اور مارتے مارتے بیدم کر دیا کہ ہیں مجھے کہتا تھا، یا حضرت! توبہ ہے میں تو عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب آئے اور ایسی ہی تواضع فرمائی کہ ہیں مجھے کہے گا۔ اب سخت گھبرا یا بیتاب ہو کر چلا یا کہ مولیٰ دوڑیئے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں۔ اس پر چوتھے حضرت ہاتھ

^۱ تقویۃ الایمان الفصل الاول مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۲

^۲ تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۵

میں استرا لئے نمودار ہوئے اوناک جڑ سے اڑالی کہ مردک تو خدا کے محبوبوں اور ہمارے دین کے پیشواؤں کو برا کہے گا اور ہم سے مدد چاہے گا، اب مؤذن صاحب درد کے مارے شرم و ذلت سے گور کنارے کسی کو نے میں سرک رہے۔ مومنین آئے نمازیں پڑھتے اور کہتے جاتے ہیں آج قبلہ و کعبہ تشریف نہ لائے۔ جناب قبلہ بولیں تو کیا بولیں، جب اجالا ہوا ارے حضرت قبلہ تو یہ پڑے ہیں، قبلہ! خیر ہے؟ (رو کر) خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے تھے مارتے مارتے کچھ مر نکال گئے تمہارا دیکھنا مقدر میں تھا کہ سانس باقی ہے۔ قبلہ! پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو کیوں نہ یاد فرمایا؟ جب کئی بار یہی کہے گئے تو آخر جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ یہ کو تک تو انہیں کے ہیں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے انہوں نے تو جڑ سے پونچھ لی۔

مازیاراں چشم یاری داشتیم خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم¹

(ہم نے دوستوں سے مدد کی امید رکھی، جو ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔)

واستغفر اللہ العظیم ولا حول ولا قوة الا باللہ العزیز الحکیم۔

سابقہ: بچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے فاعطاها موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مسلمانو! دیکھا تم نے کہ اللہ اور اس کے مرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وہابیت کے شرک کا کیا کی براد ن لگاتے ہیں کہ بیچارے کو اسفل السافلین میں بھی پناہ نہیں ملتی "كَذَلِكَ الْعَذَابُ وَلَئِنَّ الْعَذَابَ الْآخِرَ لَكَبِيرٌ لَّوْكَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢﴾"۔ (مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ ت)

حدیث ۱۷۶: کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوازن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا۔ ارشاد ہوا: صدقت فاحتکم ماشئت تو نے سچ کہا اچھا جو جی میں آئے گا حکم لگا دے۔ عرض کی: اسی دے اور ان کا چرانے والا غلام عطا ہو۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی ولصاحبہ موسیٰ النبی دلته علی

عظام یوسف كانت افهم منك حين حكمها موسى فقالت حكى ان تردني شابة وادخل معك الجنة اور بیشک موسیٰ جس نے انہیں یوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانشمند تھی جبکہ اسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار دیا تھا کہ جو چاہے مانگ لے، اس نے کہا: میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس کر دیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں۔ یونہی ہوا کہ وہ ضعیفہ فوراً نوجوان ہو گئی اس کا حسن و جمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا۔ ابن حبان^۱ والحاکم فی المستدرک مع اختلاف عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ یہاں جوانی بھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھیر دی۔ حدیث ۱۷۷۷: کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب عزوجل نے وحی بھیجی:

یا موسیٰ کن للفقراء کنزاً وللضعیف حصناً و للمستجیر غیثاً۔ ابن النجار عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اوحی اللہ تعالیٰ الی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فذکرہ فی حدیث طویل ^۲ ۔	اے موسیٰ! فقیروں کے لئے خزانہ ہو جا اور کمزور کے لیے قلعہ اور پناہ مانگنے والے کے لیے فریاد رس۔ (ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کو وحی فرمائی پھر طویل حدیث میں اس کا ذکر کیا۔ ت)
--	---

وہابیہ کے طور پر اس حدیث کا حاصل یہ ہوگا کہ اے موسیٰ! تو خدا ہو جا کہ جب یہ خاص شان الوہیت ہیں اور ان باتوں میں بڑے
چھوٹے سب برابر ہیں اور یکساں عاجز تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان باتوں کا حکم ضرور خدا بن جانے کا حکم ہے۔ ولا حول ولا
قوة الا باللہ العلی العظیم۔

^۱ المستدرک للحاکم کتاب التفسیر سورة الشعراء دار الفکر بیروت ۴/۲۰۴، اتحاف السادة المتقین بحوالہ ابن حبان والحاکم کتاب
آفات اللسان الخ دار الفکر بیروت ۷/۵۰۹

^۲ کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۱۶۶۶۴ مؤسسة الرسالہ بیروت ۶/۳۸۷

حدیث ۱۷۹۸: ترمذی و حاکم حضرت ابو ہریرہ اور امام احمد و ابو داؤد و طیلسی و ابن سعد و طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب حضرت عزت جل وعلا نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا ان کی پیٹھ کو مسح فرمایا جس قدر لوگ ان کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والے تھے سب ظاہر ہو گئے۔ رب عزوجل نے ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور چمکایا پھر انہیں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش فرمایا۔ عرض کی: الہی! یہ کون ہیں؟ فرمایا: تیری اولاد ہیں۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں ایک مرد کو دیکھا ان کی پیشانی کا نور انہیں بہت بھایا، عرض کی: الہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیری اولاد سے بچھلی امتوں میں ایک شخص داؤد نام ہے۔ عرض کی: الہی! اس کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا: ساٹھ برس۔ عرض کی: الہی! اس کی عمر زیادہ فرما۔ رب جل وعلا نے فرمایا: لا الا ان تزید انت من عمرک میں زیادہ نہ فرماؤں گا مگر یہ کہ تو اپنی عمر سے اس کی عمر میں زیادت کر دے۔ (آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کے ہزار برس تھے۔) عرض کی: تو میری عمر سے چالیس سال اس کی عمر میں بڑھا دے۔ فرمایا: ایسا ہے تو لکھ لیا جائے گا اور مہر کر لیجائیگی اور پرہ بدلے گا نہیں (نوشہ لکھ کر ملائکہ کی گواہیاں کرائی گئیں) فلما انقضی عمر ادم الاربعین جاءه ملك الموت فقال ادم اولم يبق من عمري اربعون سنة قال اولم تعطها ابنك۔ داؤد جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر سے صرف چالیس برس باقی رہے یعنی نو سو ساٹھ برس گزر گئے ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس آئے۔ فرمایا: کیا میری عمر سے ابھی چالیس سال باقی نہیں؟ کہا: کیا آپ اپنے بیٹے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دے چکے (پھر اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہزار اور داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سو برس پورے کر دیے) هذا حدیث ابی ہریرۃ^۱ الامابین الخطین

^۱ سنن الترمذی کتاب التفسیر سورۃ الاعراف حدیث ۳۰۸۷ دار الفکر بیروت ۵/ ۵۳، المستدرک للحاکم کتاب الایمان قصہ خلق آدم علیہ السلام دار الفکر بیروت ۱/ ۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الشهادات باب الاختیار فی الاشہاد دار صادر بیروت ۱۰/ ۱۲۳، مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۵۱ و ۲۵۲ (باقی صفحہ آئندہ)

فمن حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم (یہ حدیث ابوہریرہ ہے مگر قوسین کے درمیان حدیث ابن عباس ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ت)

ان حدیثوں کا ارشاد ہے کہ داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمر عطا فرمائی۔ حدیث ۱۸۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>اذا ضل احکم شیئاً واراد دعوتاً وهو بارض لیس بها انیس فلیقل یا عبد اللہ اعینونی یا عبد اللہ اعینونی یا عبد اللہ اعینونی، فان للہ عبداً لا یراہم۔</p> <p>الطبرانی^۱ عن عتبۃ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمد نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ وہ اس کی مدد کریں گے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ (طبرانی نے عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)</p>
---	--

حدیث ۱۸۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے فلیناد یا عبد اللہ احبسوا تو یوں ندا کرے: اے اللہ کے بندو! روک دو۔ عباد اللہ اسے روک دیں گے۔ ابن السنی^۲ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابن السنی نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۲۹۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۲/۲۱۴، مسند ابی داود الطیالسی حدیث ۲۶۹۲ دار المعرفۃ بیروت الجزء الحادی عشر ص ۳۵۰، کنز العمال عن ابن عباس حدیث ۱۵۱۵۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۱۳۵، الدر المنثور بحوالہ الطیالسی الخ تحت الآیۃ ۲/۲۸۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۱۱۶، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۱/۲۹ و ۲۸

^۱ المعجم الاکبیر عن عتبۃ بن غزو ان حدیث ۲۹۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/۱۱۸ و ۱۱۷

^۲ عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۲۰۸ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ص ۱۳۶

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۸۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: یون ندا کرے:

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	میری مدد کرو اے اللہ کے بندو! (ابن ابی شیبہ اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)
-----------------------------	--

یہ تین حدیثیں وہابیت کش کہ تین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت سے آئیں، قدیم سے اکابر علماء دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و مجرب رہیں، اس مطلب جلیل کی قدرے تفصیل فقیر کا رسالہ انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار کہ نماز غوثیہ شریف کے فضل رفیع اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلنے وغیرہ ایک ایک فعل کے سر بدیع مین تصنیف کیا، ملاحظہ ہو۔ ان حدیثوں اور حدیث اجل واعظم یا محمد انی توہبت بک الی ربی کی شوکت قاہرہ کے حضور وہابیہ کی حرکت مذہبوحی کا حال نتخاتمہ رسالہ میں عنقریب آتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حدیث ۱۸۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من کنت ولیہ فعلی ولیہ۔ احمد ^۲ والنسائی والحاکم عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔	جس کا میں مددگار و کارساز ہوں علی اس کا مددگار و کارساز ہے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ (احمد و نسائی و حاکم نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت کیا۔ (ت)
---	---

^۱ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء حدیث ۱۱۲۹۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹۲/۶، البحر الزخار (مسند البزار) حدیث ۴۹۲۲ ۱۸۱/۱۱

والمعجم الكبير حدیث ۲۹۰ ۱۱۸/۱۷، كشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الاذکار حدیث ۳۱۲۸ مؤسسه الرسالہ بیروت ۳۴/۳

^۲ مسند احمد بن حنبل عن بریدۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۵۸/۵، المستدرک للحاکم کتاب قسم القئی من کنت

ولیه فان علیاً ولیہ دار الفکر بیروت ۱۳۰/۲، الجامع الصغیر عن بریدۃ حدیث ۹۰۰۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵۴۲/۲

ف: رسالہ "انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار" (۱۳۰۵ھ) فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور کے صفحہ ۵۶۹ پر مرقوم ہے۔

علامہ مناوی نے شرح میں فرمایا: یدفع عنه مایکوه^۱ علی۔ اس کے مددگار ہیں اس سے مکروہات و ملیات دفع فرماتے ہیں۔ اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی و والی ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ" ^۲ ۔	نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔
---	---

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ"۔ احمد ^۳ و البخاری و مسلم و النسائی وابن ماجه عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔ (احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
--	---

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں:

لانی الخليفة الاكبر الممد لكل موجود ^۴ ۔	اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوق الہی کا مدد رساں ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
--	--

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ التيسير شرح الجامع الصغير تحت الحديث من كنت وليه الخ مكتبة الامام الشافعي رياض ۴۴۲/۲

^۲ القرآن الكريم ۶/۳۳

^۳ صحيح البخارى كتاب الكفالة باب جوار ابى بكر الصديق فى عهد النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قديمى كتب خانہ كراچى ۳۰۸/۱، صحيح البخارى كتاب النفقات ۸۰۹/۲ و كتاب الفرائض ۹۹۷/۲ و باب ابنى عم احدهما الخ ۹۹۸/۲، صحيح مسلم كتاب الفرائض فصل فى اداء الدين قبل الوصية الخ قديمى كتب خانہ كراچى ۳۵۲/۲، سنن النسائى كتاب لا جنازة الصلوة على من عليه دين نور محمد كار خانہ كراچى ۲۷۹/۱، سنن ابن ماجه ابواب الصدقات التشديد فى الدين ابى ايم سعيد كنى كراچى ۱۷۶/۱، مسند احمد بن حنبل عن ابى هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ المكتب الاسلامى بيروت ۲۹۰/۲ و ۵۳/۲

^۴ التيسير شرح الجامع الصغير تحت الحديث انا اولى بالمؤمنين الخ مكتبة الامام الشافعي رياض ۳۷۷/۱

ما من مؤمن الا وانا اولی به فی الدنیا والاخرة اقرءوا
ان شئتم الذبی اولی بالمومنین من انفسهم فایما
مؤمن مات وترك مالا فلیرثه عصبته من کانو ومن
ترك دینًا اوضیاعًا فلیاتنی فانا مولاہ۔ البخاری^۱ و
مسلم والترمذی عن ابی هريرة وابو داود والترمذی
عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالی عنہم۔

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا اور آخرت میں سب سے
زیادہ اس کا ولی نہ ہوں، تمہارے جی میں آئے تو یہ آئیہ کریمہ
پڑھو کہ "نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے
"تو جو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اس کے وارث اس کے
عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دین بیکس بے زر بچے چھوڑے
وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولیٰ میں ہوں صلی اللہ تعالیٰ
علیک وعلى آلك وبارک وسلم۔ (بخاری و مسلم و ترمذی نے
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابو داود و ترمذی نے جابر
بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)

امام عینی عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں: المولیٰ الناصر^۲۔ یہاں مولیٰ بمعنی مددگار ہے۔
تو لاجرم بحکم حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی ہر مسلمان کے ولی و مددگار و دافع بلا و مکروہات ہیں، والحمد للہ رب العلمین،
اسی لئے شاہ صاحب نے فرمایا: حضرت

^۱ صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض واداء الدین باب الصلوة علی من ترک دیناً قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۳/۱، صحیح البخاری کتاب
التفسیر سورة الاحزاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۰۵/۲، صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیة الخ قدیمی کتب خانہ
کراچی ۳۶۲/۲، سنن الترمذی، سنن ابی داود کتاب الامارة باب فی ارااق الذریة آفتاب عالم پریس لاہور ۵۴۲/۲، مسند احمد بن حنبل عن ابی
هريرة المكتبة الاسلامی بیروت ۳۳۲/۲، شرح السنة کتاب الفرائض حدیث ۲۲۴/۱، المكتبة الاسلامی بیروت ۳۲۴/۸، سنن الکبیری
للبيهقي باب العصبۃ ۲۳۸/۲ و کتاب النکاح ۵۸/۷ دار صادر بیروت

^۲ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الاحزاب تحت حدیث ۳۷۸۱/۳۰۲ بیروت ۱۶۴/۱۹

امیر و ذریعہ طاہرہ اور ا^۱ الخ۔

اقول: عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی داخل اور تخصیص کی اصلاً حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں، قال اللہ تعالیٰ:

"يُضَعِّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ" ^۲	مہاجرین اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں۔
---	--------------------------------------

وقال اللہ تعالیٰ:

"فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ" ^۳ ۔ (الایۃ)	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مددگار اللہ ہے اور جبریل و ابوبکر و عمر و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔
---	--

حدیث ۱۸۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ابنتی فاطمة حوراء آدمية لم تحض ولم تطيب وانام سباها فاطمة لان الله تعالى فطها ومحبيها من النار۔ الخطيب ^۴ عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما۔	میری صاحبزادی فاطمہ آدمیوں میں حور ہے کہ نجاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے ہیں ان سے پاک و منزہ ہے۔ اللہ عز و جل اس نے کا فاطمہ اس لئے نام رکھا کہ اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو آتش و دوزخ سے آزاد فرمادیا۔ (خطیب نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
---	--

غلامانِ زہرا کو نار سے چھڑایا تو اللہ عز و جل نے مگر نام حضرت زہرا کا ہے فاطمہ چھڑانے والی آتش جہنم سے، نجات دینے والی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابيہا و علیہا و بعلہا و ابنيہا و بآرک وسلم۔

^۱ تحفہ اثناء عشریۃ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

^۲ القرآن الکریم ۸/۵۹

^۳ القرآن الکریم ۴/۶۶

^۴ تاریخ بغداد ترجمہ غانم بن حید ۶۷۷ دار الکتب العربی بیروت ۳۳۱/۱۲ کنز العمال عن ابن عباس حدیث ۳۴۲۶ مؤسسۃ

الرسالہ بیروت ۱۰۹/۱۲

حدیث ۱۸۵:

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا امر کلثوم بنت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وكانت تحته، فوجدها تبكي فقال ما يبكيك، فقال يا امير المؤمنين هذا اليهودي يعني كعب الاحبار يقول انك على باب من ابواب جهنم فقال عمر ما شاء الله والله اني لارجو ان يكون ربي خلقتي سعيدا ثم ارسل الى كعب فدعاه فلما جاءه كعب قال يا امير المؤمنين لاتعجل علي والذي نفسي بيده لا ينسلخ ذوالحجة حتى تدخل الجنة فقال عمر اى شئى هذا مرة في الجنة مرة في النار فقال يا امير المؤمنين والذي نفسي بيده انا لنجدك في كتاب الله عز وجل على باب من ابواب جهنم تمنع الناس ان يقعوا فيها فاذا امت

یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ حضرت ام کلثوم دختر امیر المؤمنین مولیٰ علی وبتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا انہیں روتے پایا سبب پوچھا، کہا یا امیر المؤمنین یہ یہودی کعب احبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجلہ ائمہ تابعین و علمائے کتابین و اعلم علمائے توراۃ سے ہیں پہلے یہودی تھے خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے، شاہزادی کا اس وقت حالت غضب میں انہیں اس لفظ سے تعبیر فرمانا بر بنائے نازک مزاجی تھا کہ لازمہ شاہزادی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) یہ کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں، امیر المؤمنین نے فرمایا جو خدا چاہے خدا کی قسم بیشک مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کی ہو، پھر حضرت کعب کو بلا بھیجا، انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی: امیر المؤمنین! مجھ پر جلدی نہ فرمائیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجۃ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے۔ فرمایا: یہ کیا بات ہے کبھی جنت میں کبھی نار میں؟ عرض کی: یا امیر المؤمنین! قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں

<p>لم یزالوا یقتحمون فیہا الی یوم القیمة۔ ابن اسعد^۱ فی طبقاتہ وابوالقاسم بن بشر ان فی مالیہ عن البخاری مولیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔</p>	<p>کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں جب آپ انتقال فرمائیں گے قیامت تک لوگ نار میں گرا کریں گے (وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ رب عمر الجلیل) (ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور ابوالقاسم بن بشر ان نے اپنی امالی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے روایت کیا ہے۔ ت)</p>
--	---

بھلا دوزخ میں گرنے سے بچنا دفع بلا کا ہے کو ہوا۔

حدیث ۱۸۶: معانی الآثار امام طحاوی میں ہے: حدثنا ابن مرزوق ثنا ازہر السمان عن ابن عون محمد قال قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: لنار قاب الارض^۲۔ یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: زمین کے مالک ہم ہیں۔

حدیث ۱۸۷:

بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی عثمان یستعینہ فی جیش العسرة فبعث الیہ عثمان بعشرة الاف دینار۔ یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لئے لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا مسلمانوں پر بہت حالت تنگی و عسرت تھی اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت فرمائی ان سے مدد چاہی، ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار اشرفیاں حاضر کیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! اللہ تیری چھٹی اور ظاہر خطائیں اور آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت فرمائے، اس کے بعد عثمان کو کچھ پرواہ نہیں کوئی عمل کرے۔ ابن عدی^۳ والدارقطنی و

^۱ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۳/۳۳۲، کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابی القاسم بن

بشر ان حدیث ۳۵۷۸۷ مؤسسة الرسالہ بیروت ۲/۵۰۷ و ۵۱۵

^۲ شرح معانی الآثار کتاب السیر باب احیاء الارض البیتة (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۲)

^۳ کنز العمال بحوالہ عد. قط حدیث ۳۶۱۸۹ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱/۳۸

ابو نعیم فی فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ابن عدی ودارقطنی وابو نعیم نے فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت) کیوں وہابی صاحبو! غیر خدا سے استعانت شرک تو نہیں، ایک نستعین کے کیا معنی کہتے ہو۔

حدیث ۱۸۸: ایک مصری نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

یا امیر المومنین عاٹذبك من الظلم۔

امیر المومنین! میں حضور کی پناہ لیتا ہوں ظلم سے۔

امیر المومنین نے فرمایا: عذت معاذ، تو نے سچی جائے پناہ کی پناہ لی۔ ہمارا مطلب تو حدیث کے اتنے ہی لفظوں سے ہو گیا، پناہ لینے والوں نے امیر المومنین کی دہائی دی اور امیر المومنین نے اپنی بارگاہ کو سچی جائے پناہ فرمایا، مگر تتمہ حدیث بھی ذکر کریں کہ اس میں امیر المومنین کے کمال عدل کا ذکر ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر پر امیر المومنین کے صوبیدار تھے، یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے ان کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ لگائی میں آگے نکل گیا صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا: میں دو معزز و کریم والدین کا بیٹا ہوں۔ اس کی فریاد پر امیر المومنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرو بن عاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے۔ امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا: کوڑا لے اور مار۔ اس نے بدلہ لینا شروع کیا۔ اور امیر المومنین فرماتے جاتے ہیں: مار دو لئیموں کے بیٹے کو۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! جب اس فریاد نے مارنا شروع کیا ہمارا جی یہ چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے۔ اس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش! اپنا ہاتھ اٹھالے۔ جب مصری فارغ ہوا امیر المومنین نے فرمایا: اب یہ کوڑا عمرو بن عاص کی چند یا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے انہوں نے کیوں نہ داد رسی کی، بیٹے کا کیوں لحاظ پاس کیا) مصری نے عرض کی: یا امیر المومنین! ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا اس سے میں عوض لے چکا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

مذکر تعبدتم الناس وولدتهم اماتهم احرارا۔	تم لوگوں نے بندگان خدا کو کب سے اپنا غلام بنالیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔
--	---

عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا امیر المومنین! نہ مجھے کوئی خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا۔ ابن عبد الحکم^۱ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابن عبد الحکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت) حدیث ۱۸۹: خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک سال مدینہ میں قحط عظیم پڑا اس سال کا "عالم الرمادہ" نام رکھا گیا یعنی ہلاک و تباہی جان و مال کا سا۔ امیر المومنین نے عمرو بن العاص کو مصر میں فرمان بھیجا: یہ شفق ہے بندہ خدا عمر امیر المومنین کی طرف سے ابن عاص کے نام

سلم اما بعد فلعمري يا عمر وما تبالي اذا شبت انت ومن معك ان اهلك انا ومن معي فيا غوثا ثم يا غوثا كيردد قوله۔	سلام کے بعد واضح ہو مجھے اپنی جان کی قسم! اے عمرو! جب تم اور تمہارے ملک والے سیر ہوں تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں کہ میں اور میرے ملک والے ہلاک ہو جائیں ارے فریاد کو پہنچ ارے فریاد کو پہنچ۔ اور اس کلمے کو بار بار تحریر فرمایا۔
---	---

عمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب حاضر کیا: یہ عرضی بندہ خدا امیر المومنین عمر کو عمرو بن عاص کی طرف سے

اما بعد فيا لبليك ثم يا لبليك وقد بعثت اليك بعيرا اولها عندك و آخرها عندى والسلام عليك ورحمة الله وبركاته۔	بعد سلام معروض حضور میں بار بار خدمت کو حاضر ہوں پھر بار بار خدمت کو حاضر ہوں میں نے حضور میں وہ کارواں روانہ کیا ہے جس کا اول حضور کے پاس ہوگا اور آخر میرے پاس اور حضور پر سلام اور اللہ عز و جل کی رحمت اور برکتیں۔
--	--

عمر و بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کارواں حاضر کیا کہ مدینہ طیبہ سے مصر تک یہ

^۱کنز العمال بحوالہ ابن عبد الحکم حدیث ۳۶۰۱۰ مؤسسه الرسالہ بیروت ۱۲/۲۶۰ و ۲۶۱

تمام منزلہائے دوار دراز اونٹوں سے بھری ہوئی تھیں یہاں سے وہاں تک ایک قطار تھی جس کا پہلا اونٹ مدینہ طیبہ میں تھا اور بچھلا مصر میں، سب پر اناج تھا، امیر المومنین نے وہ تمام اونٹ تقسیم فرمادیے ہر گھر کو ایک ایک اونٹ مع اپنے بار کے عطا ہوا کہ اناج کھاؤ اور اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت کھاؤ، چربی کھاؤ، کھال کے جوتے بناؤ، جس کپڑے میں اناج بھرا تھا اس کا لحاف وغیرہ بناؤ۔ یوں اللہ عزوجل نے لوگوں کی مشکل دفع کی، امیر المومنین حمد بجالائے۔

ابن خزیمہ فی صحیحہ ^۱ والحاکم فی المستدرک و البیہقی فی السنن عن اسلم مولیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن عبدالحکم واللفظ لہ، عن الیث بن سعد۔	ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اذاد کردہ غلام اسلم سے، اور ابن عبدالحکم نے لیث بن سعد سے روایت کیا ہے، لفظ ابن عبدالحکم کے ہیں۔ (ت)
---	--

حدیث ۱۹۰: حضور سید عالم تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کے نائب کریم علی مرتضیٰ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

انی لاستجی من اللہ ان یکون ذنب اعظم من غفری او جہل اعظم من حلی او عورة لا یواریہا ستوری او خلۃ لا یسدھا جودی۔ ابن عساکر عن جبیر عن الشعبي عن علی کرم اللہ تعالیٰ	بے شک اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میری صفت مغفرت سے بڑھ جائے وہ گناہ کرے اور میری مغفرت اس کی بخشش میں تنگی کرے کہ میں نہ بخش سکوں یا کسی کی جہالت میرے علم سے زائد ہو جائے کہ وہ جہل سے پیش آئے اور میں حلم سے کام نہ لے سکوں یا کسی عیب کسی شرم کی بات کو میرا پردہ نہ چھپائے یا
--	--

^۱ المستدرک للحاکم کتاب الزکوۃ دار الفکر بیروت ۱/۲۰۵ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب قسم الغنی والغنیمة باب یكون للولی الخ دار صادر بیروت ۶/۳۵۵، صحیح ابن خزیمہ باب ذکر الدلیل علی ان العامل الخ حدیث ۲۳۶۸، المكتبة الاسلامی بیروت ۳/۲۸، کنز العمال بحوالہ ابن خزیمہ حدیث ۳۵۸۸۹ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/۲۰۹ و ۱۰/۲۱۰، کنز العمال بحوالہ ابن عبدالحکم حدیث ۳۵۹۰۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۲/۲۱۳ و ۷۱

وجہ۔	کسی حاجتمندی کو میرا کرم بندہ نہ فرمائے۔ (ابن عساکر ^۱ نے جبیر سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا۔ ت)
------	--

وہابیو! دیکھا تم نے محبوبان خدا کا احسان، ان کی غفران، ان کی حاجت برآری، ان کی شان ستاری۔

اللهم انفعنا بفضلكم وعفوهم وحلمهم وجودهم وكرمهم في الدنيا والاخرة آمين۔	يا الله! ہمیں ان کے فضل، ان کے عفو، ان کے حلم، ان کے جود اور ان کے کرم سے دنیا و آخرت میں نفع عطا فرما آمین۔ (ت)
---	--

حدیث ۱۹۱: فرماتے ہیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ:

لا ادري اى النعتين اعظم على منة من رجل بذل مصاص وجهه الى فرأني موضعاً لحاجته واجرى الله قضاءها اويسره، على يدى ولان اقضى لامرئ مسلم حاجة احب الى من ملا الارض ذهباً وفضة۔ ابو الغنائم النرسى فى كتاب قضاء الحوائج عنه رضى الله تعالى عنه ^۲ ۔	بے شک میں نہیں جانتا کہ ان دو نعمتوں میں کون سے مجھ پر زیادہ احسان ہے کہ ایک شخص میری سرکار کو اپنی حاجت روائی کا محل جان کر اپنا معزز منہ میرے سامنے لائے اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کاروا ہونا اس کی آسانی میرے ہاتھ پر وال فرمائے، یہ تمام روئے زمین بھر کر سونا چاندی ملنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسلمان کی حاجت روافرماؤں۔ (ابو الغنائم النرسى نے کتاب قضاء الحوائج میں مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۱۹۲: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہجاءم حسان فشفى واشتفى۔ حسان نے کافروں کی ہجو کہی تو

^۱ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ علی بن ابی طالب ۵۰۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۹۹/۴، کنز العمال بحوالہ کر عن علی رضی اللہ عنہ

حدیث ۳۶۲۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱۱/۱۳

شفادی شفاۃ^۱۔ مسلم عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (مسلم نے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ ت)

حدیث ۱۹۳: جب کفار قریش نے شان اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اشعار گستاخی کئے، عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم جواب ہوا، انہوں نے جواب دیا، حضور نے ناکانی پایا، پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد ہوا، ان کا جواب بھی پسند خاطر اقدس نہ آیا۔ پھر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد ہوا۔ انہوں نے کفار کی ہجو کہی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد شفیت یا حسان واشتفیت۔ ابن عساکر ^۲ عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	حسان! تم نے شفاۃ اور شفاۃ۔ (ابن عساکر نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۱۹۴: حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ام المومنین نے ان کے لئے مسند پچھوائی، عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے گزارش کی: آپ انہیں مسند پر بٹھاتی ہیں۔ وقد قال ما قال ام المومنین نے فرمایا:

انہ کان یجیب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویشفی صدرہ، من اعدائہ۔ ابن عساکر ^۳ عن عطاء ابن ابی رباح۔	یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا کرتے اور رنج اعداء سے سینہ اقدس کو شفاء دیتے (ابن عساکر نے عطاء ابن ابی رباح سے روایت کیا۔ ت)
---	---

^۱ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل حسان بن ثابت قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۰/۱۲، تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۵۴۶ حسان بن

ثابت دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۵/۱۳

^۲ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۵۴۶ حسان بن ثابت دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۵/۱۳، کنز العمال بحوالہ کر حدیث ۳۶۹۵۸

مؤسسة الرسالة بیروت ۳۴۲ و ۳۴۱/۱۳

^۳ کنز العمال بحوالہ کر حدیث ۳۶۹۵۵ مؤسسة الرسالة بیروت ۳۴۹/۱۳، تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۵۴۶ حسان بن ثابت دار احیاء

التراث العربی بیروت ۲۷۷/۱۳

حدیث ۱۹۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

انصار کی عزت کرو کہ انہوں نے اسلام کو پالا ہے جس طرح پرند کا پیٹھا آشیانے میں پالا جاتا ہے۔ (دارقطنی نے افراد میں اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)	اكرموا الانصار فانهم ربوا الاسلام كما يربى الفرج في وكره۔ الدارقطني ^۱ في الافراد والديلمی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
--	--

وصل سوم

احادیث متعلقہ بملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

حدیث ۱۹۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

بیٹک بندہ مومن اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے تو رب جل و علا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے: اس کی دعا قبول نہ کر کہ میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جب فاجر دعا کرتا ہے رب جل جلالہ، فرماتا ہے: اے جبریل! اس کی حاجت روا کر دے کہ میں اس کی آواز سننا نہیں چاہتا (ابن النجار نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)	ان العبد المؤمن ليدعوا الله تعالى فيقول الله تعالى لجبريل لا تجبه فاني احب ان اسمع صوته، واذا دعاه الفاجر قال يا جبريل اقض حجه فاني لاحب ان اسمع صوته۔ ابن النجار ^۲ عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
--	--

اس حدیث سے واضح کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں قبول کرتے حاجتیں روا فرماتے ہیں۔ دین و ہدایت میں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔

حدیث ۱۹۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

^۱ کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد والديلمی حدیث ۳۳۷۲۳ مؤسسة الرسالة بیروت ۹/۱۲، الفردوس بہا ثور الخطاب حدیث ۲۲۳ دار

الکتب العلمیہ بیروت ۵/۱

^۲ کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۳۲۶۱ و ۳۹۰۵ مؤسسة الرسالة بیروت ۸۵/۲ و ۶۲۰

<p>اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے بنی آدم کے رزقوں پر مومل ہیں انہیں اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ جس بندے کو ایسا پاؤ کہ سب فکریں چھوڑ کر آخرت کا ہو رہا ہے آسمان وزمین وانسان سب کو اس کے رزق کا ضامن کر دو یعنی بے طلب ہر طرف سے اسے رزق پہنچاؤ اور جسے روزی کی تلاش میں دیکھو وہ اگر راستی کا قصد کرے تو اس کے لیے اس کا رزق پاک وآسان کر دو اور جو حد سے بڑھے اسے اس کی خواہش پر چھوڑ دو پھر ملے گا تو اتنا ہی جو میں نے اس کے لئے لکھ دیا ہے (اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں روایت کیا۔ ت)</p>	<p>ان الله ملئكة موكلين بأرزاق بني آدم قال لهم ايها عبد وجد تموه جعل الهم هبًا واحد فضمنوا رزقه السموات والارض وبني آدم ايها عبد وجد تموه طلب فان تحرى الصدق فطيبوا له. ويسروا ومن تعدى ذلك فخلوا بينه، وبين ما يريد ثم لا ينال فوق الدرجة التي كتبت لها۔ الترمذی^۱ الاكبر الامام في النوادر۔</p>
---	---

حدیث ۱۹۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

<p>ایک فرشتہ تیری پیشانی کے بال تھامے ہوئے ہے جب تو اللہ عزوجل جل شانہ کے لئے تواضع کرے تجھے بلندی بخشتا ہے اور جب تو اس پر معاذ اللہ تکبر کرے تجھے توڑ ڈالتا ہلاک کر دیتا ہے، اور ایک فرشتہ تیرے منہ پر کھڑا ہے کہ سانپ کو تیری منہ میں نہیں جانے دیتا۔ (ابن جریر نے کنانہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ یہ مختصر ہے۔ ت)</p>	<p>ملك قابض على ناصيتك فاذا تواضعت لله رفعك واذا لجبرت على الله قصبك وملك قائم على فيك لا يدع الحية ان تدخل في فيك۔ ابن جرير عن كنانة العدوي رضي الله تعالى عنه۔ هذا مختصر^۲۔</p>
--	---

دیکھو متواضعوں کو فرشتہ بلند قدری دیتا ہے، متکبروں کو فرشتہ ہلاک کرتا ہے، اور

^۱ نوادر الاصول للترمذی الاصل الحادی والسبعون والمائتان في جميع الهوم دار صادر بيروت ص ۳۹۵

کیوں صاحبو! یہ فرشتہ جو منہ کی حفاظت کر رہا ہے دافع البلاء تو نہ ہوا شاید دافع بلال اس کا نام ہوگا کہ وہ چھوڑ دے کہ سانپ تمہارے منہ میں گھس جائے۔

حدیث ۱۹۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان ابن آدم لفی غفلة عما خلق له ویبعث الله ملکاً فیحفظه حتی یدرک۔ ابنا ابوی ^۱ حاتم والدنیاء ابو نعیم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم هذا مختصر۔	آدم زاد اس کام سے غافل ہے جس کے لیے پیدا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے کہ وقت پہنچنے تک اس کا نگہبان رہتا ہے۔ (اسکو ابو حاتم و ابو الدنیا کے بیٹوں اور ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، یہ مختصر ہے۔ ت)
--	--

حدیث ۲۰۰: صحیح مسلم شریف میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مر بالنطفة اثنتان واربعون ليلة بعث الله اليها ملكاً فصورها وخلق سبعها وبصرها وجلدها ولحمها وعظامها ^۲ ۔ الحديث	جب نطفے پر بیالیس راتیں گزرتی ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ آکر اس کی صورت بناتا ہے، کان، آنکھ، کھال، گوشت، ہڈیاں خلق کرتا ہے۔
--	---

انہیں کی دوسری روایت میں ہے:

یتصور علیہا الملک۔ قال زهیر حسبته قال الذی یخلقها ^۳ ۔	فرشتہ آکر اس پر گرتا ہے، زہیر نے کہا میرے خیال میں حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ وہ فرشتہ جو اسے خلق کرتا ہے۔
--	---

^۱ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۳۵ محمد بن علی الباقر دار الکتب العربی بیروت ۱۹۰/۳، الدر المنثور بحوالہ ابن ابی الدنیا و ابن ابی ہاتم الخ

تحت الآیة ۲۱/۵۰ دار احیاء لتراث بیروت ۵۲۲/۷

^۲ صحیح مسلم، کتاب القدر باب کیفیت خلق آدمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۳/۲

^۳ صحیح مسلم، کتاب القدر باب کیفیت خلق آدمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۳/۲

انہیں کی تیسری روایت میں ہے:

ان ملکا مؤکلا بالرحم اذا اراد الله ان يخلق شيئا باذن الله الحديث ¹ ۔	بیٹک عورتوں کے رحم پر ایک فرشتہ متعین ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ فرشتہ باذن الہی کچھ خلق کرے۔
---	---

طبرانی کی روایت میں ہے:

ان النطفة اذا استقرت في الرحم فمضى لها اربعون يوما جاء ملك الرحم فصور عظمه ولحمه ودمه وبشره ² ۔	نطفہ کو جب رحم میں ٹھہرے چلہ گزر جاتا ہے فرشتہ کہ رحم پر مؤکل ہے آکر اس کی ہڈیوں، گوشت، خون اور بال کھال کی تصویر کرتا ہے۔
--	--

حدیث ۲۰۱: صحیحین بخاری و مسلم وغیرہما میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بچے کا مادہ آفرینش چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں جمع ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن جما ہوا خون رہتا ہے، پھر اتنے ہی دن خون کی بوتلی، ثم یرسل اللہ الیہ الملك فينفخ فيه الروح جب تین چلے گزر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ اس میں جان ڈالتا ہے، هذا لفظ مسلم³۔ (یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ ت) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ" ⁴ ۔	اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤں کے پیٹوں میں جیسے چاہے۔
---	--

¹ صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الادمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۳/۲

² المعجم الكبير عن حذیفه بن اسيد رضى الله عنه حديث ۳۰۴۱ المكتبة الفيصلية بيروت ۱۷/۳، كنز العمال حديث ۵۷۵ مؤسسة الرسالة بيروت ۱۲/۱

³ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق ۴۵۶/۱ و کتاب الانبياء ۴۶۹/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق

الادمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۲/۲

⁴ القرآن الكريم ۶/۳

اور فرماتا ہے جل وعلا:

"هَلْ مِنْ خَلْقِي يُعْرِضُ لِلَّهِ" ^۱ ۔	کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا۔
---	--

یہاں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کا نام پاک ماحی ہے یعنی کفر و شرک کے مٹانے والے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وہ خود صحیح حدیثوں میں فرما رہے ہیں کہ فرشتہ تصویر کرتا ہے، فرشتہ صورت بناتا ہے۔ فرشتہ آنکھ، کان، گوشت، استخوان، بال، کھال، خون خلق کرتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ سب کچھ فرشتے کے ہاتھ سے ہو کر جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے۔ شرک پسند گمراہوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا والعیاذ باللہ رب العلمین۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اتنا ہی فرما کر چپ ہو رہے تھے:

"لَا هَبَ لَكَ عِلْمًا زَكِيًّا" ^۲ ۔	میں تجھے ستھرا بیٹا دوں۔
---	--------------------------

یہاں تو ان سے کم درجہ شخص کے ہاتھوں پر دنیا بھر کے بیٹی بیٹوں کی خلق و تصویر ہو رہی ہے۔ احمق جاہلو! اپنے سکتے ایمان کی جان پر رحم کرو، یہ فرق نسبت اٹھانا اقسام اسناد مٹانا خدا جانے تمہیں کن برے حالوں پر پہنچائے گا۔ مسلمانوں کو مشرک بنانا ہنسی کھیل سمجھا ہے۔

حدیث ۲۰۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لو لم ابعث فيكم لبعث عمر ايد الله عمر بملكين يوفقانه ويسدد انه فاذا اخطأ صرفاه حتى يكون صواباً۔ الديلمی ^۳ عن ابی بکر بن الصديق وابی هريرة رضى الله تعالى عنهم۔	اگر نبی میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بیشک عمر نبی کر کے بھیجا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے عمر کی تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر امر میں اسے ٹھیک راہ پر رکھتے ہیں اگر عمر کی رائے لغزش کرتی ہے تو فرشتے عمر کو ادھر سے پھیر دیتے ہیں تاکہ عمر سے حق ہی صادر ہو (دیلمی نے ابو بکر صدیق اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
---	--

^۱ القرآن الکریم ۳/۳۵

^۲ القرآن الکریم ۱۹/۱۹

^۳ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۵۱۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۲۷۳، کنز العمال حدیث ۳۲۷۶۱ مؤسسۃ بیروت ۱۱/۵۸۱

حدیث ۲۰۳: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بیشک عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اسلام عزت تھا اور ان کی ہجرت فتح و نصرت اور ان کی خلافت میں رحمت۔ خدا کی قسم گرد کعبہ علانیہ نماز نہ پڑھنے پائے جب تک عمر اسلام نہ لائے۔ جب وہ مسلمان ہوئے کافروں سے قتال کیا یہاں تک کہ ہم نے علانیہ گرد کعبہ نماز ادا کی۔ وانی لاحسب بین عینی عمر ملگا یسددہ اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے کہ انہیں راستی و درستی دیتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے اور جب نیک بندوں کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر لاؤ۔

ابن عساکر ^۱ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد مر بعضہ، اواخر الباب الاول بتخریج اخر غیر محدود۔	(اس کو ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا، اور اس کا بعض حصہ دوسری تخریج کے ساتھ باب اول کے آخر میں گزر گیا ہے۔ ت)
--	--

حدیث ۲۰۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اذا جلس القاضي في مجلسه هبط عليه ملكان يسدد انه ويوفقانه ويرشدانه مالم يجر فاذا جار عرجا و تركاہ۔ البيهقي ^۲ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے اس پر دو فرشتے اترتے ہیں کہ وہ اسے راستی دیتے توفیق بخشتے سیدھی راہ چلاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کر لے جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے اسے چھوڑا اور اڑ گئے۔ (بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۲۰۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو مسلمان کسی مسلمان کا دل خوش کرتا ہے اللہ عزوجل اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا

^۱ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۵۳۰۲ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۷/۴، کنز العمال حدیث ۳۵۸۶۹
مؤسسة الرسالہ بیروت ۵۹۹/۱۲

^۲ کنز العمال عن ابن عباس حدیث ۱۵۰۱۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۹۹/۶، السنن الكبرى للبيهقي آداب القاضي باب فضل من ابتلى بشئ
الخ دار صادر بیروت ۸۸/۱۰

کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعجید و توحید کرتا ہے جب وہ مسلمان اپنی قبر میں جاتا ہے اس کے پاس آکر کہتا ہے کیا مجھے نہیں پہچانتا؟ وہ مسلمان پوچھتا ہے تو کون ہے؟ کہتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی انا الیوم اونس وحشتک والقنک حجتک واثبتک بالقول الثالث واشهدک مشاهدک یوم القیمة واریک منزلک من الجنة۔ آج میں تیرا جی سلا کر تیری وحشت دور کروں گا، میں تجھے تیری حجت سکھاؤں گا، میں تجھے نکیرین کے جواب میں حق بات پر ثبات دوں گا، میں تجھے محشر کی بارگاہ میں لے جاؤں گا، میں تیرے رب کے حضور تیری شفاعت کروں گا، میں تجھے جنت میں تیرا مکان دکھاؤں گا۔

ابن ابی الدنیا ^۱ فی قضاء الحوائج وابو الشیخ فی الثواب عن الامام جعفر بن الصادق عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وکرم وجوہہم۔	اس کو ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں اور ابو الشیخ نے ثواب میں امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور ان کے چہروں کو مکرم بنایا۔ (ت)
--	---

حدیث ۲۰۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بیشک میں کتاب اللہ میں ایک سورت تیس آیتوں کی پاتا ہوں جو اسے سوتے وقت پڑھے اللہ عزوجل اس کے لئے تیس نیکیاں لکھے اور اس کے تیس گناہ محو فرمائے اور اس کے تیس درجے بلند کرے،

وبعث اللہ الیہ ملکا من الملائکة لیبسط علیہ جناحہ و یحفظہ من کل سوء حتی یتیقظ وہی المجادلة تجادل عن صاحبہا فی القبر وہی تبارک الذی سورۃ الملک	اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے کہ اپنا بازو اس پر کشا رکھے جب تک سوکر اٹھے وہ فرشتہ اسے ہر برائی سے محفوظ رکھے وہ سورت مجادلہ ہے اپنے قاری کی طرف سے اس کی قبر میں جھگڑے گی وہ تبارک الذہ سورہ ملک ہے۔
--	--

^۱ موسوعة رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۱۱۵ مؤسسة الكتب الثقافیہ بیروت ۸۶/۲، کنز العمال بحوالہ ابن ابی الدنیا حدیث

الدیلی^۱ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (دیلی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من حلی مؤمنًا منافق یغتلبہ بعث اللہ لہ ملکًا یحییٰ لحمہ من نار جہنم۔ احمد^۲ وابوداؤد عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب کوئی منافق کسی مسلمان کو پیٹھ پیچھے برا کہہ رہا ہو تو جو شخص اس منافق سے اس مسلمان کی حمایت کرے اللہ عزوجل اس کے لئے ایک فرشتہ بھیجے کہ آتش دوزخ سے اس کے گوشت کو بچائے (احمد وابوداؤد نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

رأیت جعفر ابیطیر ملکًا فی الجنة تدمی تادمتکہ ورأیت زیدا دون ذلک فقلت ما کنت اظن ان زیادا دون جعفر فقال جبریل (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) ان زیادا بدون جعفر ولکننا فضلنا جعفر بقربا بته منک

میں نے جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شہیروں سے خون رواں ہے اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے ان سے کم مرتبہ پایا۔ میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عرض کی: زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے اس لئے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔

^۱ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۱۷۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۲۳ و ۲۳، کنز العمال حدیث ۲۷۰۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۵۹۳

^۲ مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن انس الجہنی البکبک الاسلامی بیروت ۳/۴۲۱، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الرجل یذب عن

عرض اخیه آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۱۳

ابن سعد^۱ عن محمد بن عمرو بن علی مرسلًا۔ (ابن سعد نے محمد بن عمرو بن علی سے مرسلًا روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۹: طلحہ بن عبید اللہ احد العشرة المبشرة رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: روز احد میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کندھیاں لے کر ایک چٹان پر بٹھا دیا کہ مشرکین سے آڑ ہو گئی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پس پشت دس مبارک سے ارشاد فرمایا:

هذا جبريل يخبرني انه لا يراك يوم القيامة في هول الا انقذك منه۔ ابن عساكر^۲ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے طلحہ! وہ روز قیامت تمہیں جس کسی دہشت میں دیکھیں گے اس سے تمہیں چھڑا دیں گے۔ (ابن عساكر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۰: جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو لولو مجوسی غیث نے خنجر مارا اور امیر المومنین نے مشورے کا حکم دیا (کہ میرے بعد عثمان غنی و علی مرتضیٰ و طلحہ وزیر و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم چھ صاحبوں سے مسلمان جسے مناسب تر جائیں خلیفہ بنائیں) حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت امیر المومنین میں آئیں اور کہا: اے باپ میرے! بعض لوگ کہتے ہیں یہ چھ شخص پسندیدہ نہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا: مجھے تکیہ لگا کر بٹھاؤ۔ بٹھائے گئے، ارشاد فرمایا: "علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لاؤ روز قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔ بھلا عثمان کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس دن عثمان انتقال کرے گا آسمان کے فرشتے اس پر نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ فضیلت خاص عثمان کے لئے ہے یا ہر مسلمان

^۱ الطبقات الكبرى لابن سعد ذكر جعفر بن ابی طالب دار صادر بیروت ۳۸/۴، كنز العمال حدیث ۳۳۲۱۳ مؤسسه الرساله بیروت ۶۶۵/۱۱

^۲ كنز العمال حدیث ۳۶۶۰۶ مؤسسه الرساله بیروت ۲۰۲/۱۳، تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۳۰۶۳ طلحہ بن عبید اللہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۰/۲۷

کے لئے۔ فرمایا: خاص عثمان کے لئے۔ طلحہ بن عبید اللہ کو کیا کہیں گے، ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کجاوا پشت مرکب سے گر گیا تھا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کون ہے کہ میرا کجاوا ٹھیک کر دے اور جنت لے لے۔ یہ سنتے ہی طلحہ دوڑے اور کجاوا درست کر دیا، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ان سے ارشاد فرمایا: یا طلحة هذا جبريل يقرئك السلام ويقول انا معك في احوال يوم القيامة حتى انجيك منها۔ اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ ان سے تمہیں نجات دوں گا۔ زبیر بن عوام کو کیا کہیں گے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور آرام فرماتے تھے زبیر بیٹھے پنکھا جھلتے رہے یہاں تک کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے، فرمایا: اے ابو عبد اللہ! (زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) کیا جب سے توجھل رہا ہے؟ عرض کی: میرے ماں باپ حضور پر نثار جب سے برابر جھل رہا ہوں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: هذا جبريل يقرئك السلام ويقول انا معك يوم القيامة حتى ادب عن وجهك شرر جهنم۔ یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرے سے جہنم کی اڑتی ہوئی چنگاریاں دور کروں گا۔ سعد بن ابی وقاص کو کیا کہیں گے، میں نے روز بدر دیکھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چودہ بار ان کی کمان چلہ باندھ کر انہیں عطا کی اور فرمایا تیر مار، تیرے قربان میرے ماں باپ۔ عبد الرحمن بن عوف کو کیا کہیں گے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے دونوں صاحبزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھوکے روتے بلکتے تھے، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کون ہے کہ کچھ ہماری خدمت میں حاضر کرے، اس پر عبد الرحمن بن عوف حمیس (کہ خرمائے خستہ برآوردہ، اور پنیر کو باریک کوٹ کر گھی میں گوندھتے ہیں) اور دو روٹیاں کہ ان کے بیچ میں روغن رکھا تھا لے کر حاضر ہوئے، رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: كفاك الله امر الدنيا واما اخرتك فانها لها ضامن۔ اللہ تعالیٰ تیرے دنیا کے کام درست کر دے اور تیری آخرت کے معاملہ کا تو میں ذمہ دار ہوں۔ "معاذ^۱ ابن البثنی فی زیادات مسند مسند الطبرانی فی

^۱ کنز العمال بحوالہ معاذ بن البثنی حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۷۲۶-۲۴۶

اللاوسط وابو نعیم فی فضائل الصحابة وابو بکر ان الشافعی فی الغیلانیات وابو الحسن بن بشر ان فی فوائدہ والخطیب فی التلخیص المتشابه وابن عساکر فی تاریخ دمشق والدیلمی فی مسند الفردوس عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ امام جلیل جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں: سندہ صحیح^۱۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔
تکملہ کالمہ: وصل اول کی طرف پھر عود کرنا والعود احد ے

اعد ذکر والینالنا ان ذکرہ۔ هو المسک ما کررتہ یتضوع
(ہمارے والی کا ذکر ہمارے لئے پھر لوٹاؤ کہ بیشک ان کا ذکر ایسی کتوری ہے جسے جتنا رگڑو وہ خوشبودی ہی ہے۔ ت)
ے باز ہو ائے چنم آرزوست جلوہ سرود سمنم آرزوست
(پھر مجھے چن کی ہو کی خواہش ہے جنیبی کے نغمے کے جلوے کی خواہش ہے۔ ت)
ے پھر اٹھاو لو لہ یاد بیابان حرم پھر کھنچا دامن دل سوائے مغیلان حرم
اللہ اس حدیث صحیح کے پچھلے جملے نے پھر وصل اول احادیث متعلقہ محبوب اجمل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آتش شوق سینے میں بھڑکادی، کتا اپنے پیارے آقا مہربان مولیٰ کا دروازہ چھوڑ کر کہاں جائے، ہر پھر کرو ہیں کا وہیں رہا چاہے بلکہ واللہ یہ کتا اپنے پیارے کریم کا دراطہر سے ہٹا ہی نہیں، انبیاء کے دروازے پر جائے تو انہیں کا گھر ہے، اولیاء کے یہاں آئے تو انہیں کا در ہے، ملائکہ کی منزلوں پر گزرے تو انہیں کا نگر ہے ع

کوئی اور ان کے سوا کہاں وہ اگر نہیں تو جہاں نہیں
ے یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پر تو آں ہر کجا در نگری انجمنے ساختہ اند
(اس گھرے میں ایک چراغ ہے جس کی روشنی سے جہاں دیکھو ایک انجمن بنائے ہوئے ہیں۔ ت)
ے آسمان کو اں زمیں خوان زمانہ مہمان صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا
ے بندہ ات غیرت برد کے بردر غیرت رود در رود چوں بنگر دہم شاہ آں ایوان توئی
(تیرا غیر تمند غلام در غیر پر کیسے جاسکتا ہے، اور اگر جائے تو دیکھے گا کہ اس ایوان کا بادشاہ بھی تو ہی ہے۔ ت)
حدیث ۲۱۱: نزال بن سبرہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

^۱ کنز العمال تحت حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۲۴۷۲۰۷۳

کو خوش دل پایا، عرض کی: یا امیر المومنین! اپنے یاروں کا حال ہم سے بیان کیجئے۔ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب صحابہ میرے یار ہیں۔ ہم نے عرض کی: اپنے خاص یاروں کا تذکرہ کیجئے۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہیں کہ میرا یار نہ ہو۔ ہم نے عرض کی: ابو بکر صدیق کا حال بیان کیجئے۔ فرمایا: یہ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبریل امین و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کی امامت کو پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انہیں کو پسند کیا۔ ہم نے عرض کی: عمر بن خطاب کا حال بیان فرمائیے۔ فرمایا: یہ وہ صاحب ہیں جن کا نام اللہ عزوجل کے فاروق رکھا، انہوں نے حق کو باطل سے جدا کر دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرض کرتے سنا کہ الہی! عمر بن خطاب کے سبب اسلام کی عزت دے۔ ہم نے عرض کی: عثمان کا حال کہئے۔ فرمایا: لک امرء تدلّٰی فی الملاء الاعلیٰ ذی النورین کان ختم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابنتیہ ضمن لہ فی الجنة یہ وہ صاحب ہیں کہ ملاء اعلیٰ و زم بالا میں ذی النورین پکارے جاتے ہیں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو شاہزادیوں کے شوہر ہوئے، سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت میں ایک مکان کی ضمانت فرمائی ہے۔

<p>خیثمہ، لاکائی اور عشاری نے فضائل صدیق میں اور ابن عساکر نے انہی سے بحوالہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اسکو روایت کی کہ ہم نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسے عظیم شخص ہیں، پھر پوری حدیث ذکر کی۔ (ت)</p>	<p>خیثمہ^۱ والالکائی والعشاری فی فضائل الصدیق وابن عساکر عنہ عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وراہ عنہ ابو نعیم قال سألنا علیاً عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال ذاک امر وفذکرہ^۲۔</p>
--	---

حدیث ۲۱۲: کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں کسی سے فرمایا کہ اپنا گھر میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مسجد حرام میں زیادت فرماؤں اور تیرے لئے جنت میں مکان کا ضامن ہوں۔ اس نے

^۱کنز العمال بحوالہ خیثمہ والالکائی والعشاری حدیث ۳۶۶۹۸ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۳/۲۳۱-۲۳۲

^۲معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث ۲۳۹ مکتبۃ الحرمین ریاض ۱/۲۴۶

عذر کیا۔ پھر فرمایا۔ انکار کیا۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی، یہ شخص زمانہ جاہلیت میں ان کا دوست تھا اس سے باصرار تمام دس ہزار اشرفی دے کر خرید لیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور! اب وہ گھر میرا ہے فہل انت أخذھا ببیت تضمن لی فی الجنة کیا حضور مجھ سے ایک مکان بہشت کے عوض لیتے ہیں جس کے حضور میرے لئے ضامن ہو جائیں۔ قال نعم فرمایا: ہاں۔ فأخذھا منه وضمن له بیتاً فی الجنة واشہد له علی ذلك المؤمنین حضور نے ان سے وہ مکان لے کر جنت میں ان کے لئے ایک مکان کی ضمانت فرمائی اور مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ کر لیا۔

احمد الحاکمی ^۱ فی فضائل عثمان عن سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	احمد حاکمی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ (ت)
---	--

حدیث ۲۱۳: کہ جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا، بنی غفار سے ایک شخص کی ملک میں ایک شیریں چشمہ مسمیٰ بہ رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: بعنیہا بعین فی الجنة یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمہ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔ عرض کی: یا رسول اللہ! میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے پینتیس^{۳۵} ہزار روپے کو خرید لیا، پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ اتجعل لی مثل الذی جعلت له عیناً فی الجنة اشتریتہا یا رسول اللہ! کیا جس طرح حضور اس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے؟ قال نعم فرمایا: ہاں۔ عرض کی: میں نے ہر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔ الطبرانی^۲ فی الکبیر وابن عساکر عن بشیر رضی اللہ تعالیٰ

^۱ الریاض النضرۃ بحوالہ الحاکمی الباب الثالث دار المعرفۃ بیروت ۲/۳۰ و ۲۱

^۲ المعجم الکبیر عن بشیر اسلمی حدیث ۱۲۲۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/۳۱ و ۳۲، تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۷/۱۵ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱/۳۹، کنز العمال بحوالہ طب کر حدیث ۳۶۱۸۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/۳۵ و ۳۶

عنه (طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے بشری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
حدیث ۲۱۳: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اشترى عثمان بن عفان من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الجنة مرتين يوم رومة ويوم جيش العسرة الحاکم ^۱ وابن عدی وعساکر عنه رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت خرید لی بڑ رومہ کے دن اور لشکر کی تنگدستی کے روز۔ (حاکم اور ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	--

حدیث ۲۱۵: کہ حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

لك الجنة على يا طلحة غداً۔ ابو نعیم ^۲ في فضائل الصحابة عن امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	کل تمہارے لئے جنت میرے ذمہ ہے (ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)
---	---

حدیث ۲۱۶: صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من يضمن لي مابين لحبيبه وما بين رجليه اضمن له الجنة ^۳ ۔	جو میرے لئے اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہو جائے (کہ ان سے میری نافرمانی نہ کرے) میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔
--	---

^۱ المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة اشتري عثمان الجنة مرتين دار الفکر بیروت ۱۰۷/۳، تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۷۱۵/۴

عثمان بن عفان دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۹/۳۱، الكامل لابن عدی ترجمہ بکر بن بکار دار الفکر بیروت ۶۳/۲

^۲ کنز العمال بهوالہ ابی نعیم حدیث ۳۳۶۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۶۵۹/۱۱

^۳ صحیح البخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۵۹/۲، السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب قتال اهل البغی باب

ما علی الرجل من حفظ اللسان الخ دار صادر بیروت ۱۶۶/۸

امام الوہابیہ علیہ ماعلیہ اپنے مقرر کو پہنچا، اب یہ حدیثیں کسے دکھائیں کہ اوبے بصر بد زبان! تیرے نزدیک تو "وہ کسی چیز کے مختار نہیں، ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں، کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں اپنی جان تک کے نفع و نقصان کے مالک نہیں دوسرے کا تو کیا کر سکیں، اللہ کے یہاں کا معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہے، وہاں کسی کی حمایت نہیں کر سکتے کسی کے وکیل نہیں بن سکتے" ^۱۔

ان حدیثوں کو سوچھ کو وہ بتملیک الہی عزوجل جنت کے مالک، کارخانہ الہی کے مختار ہیں، ضمانتیں فرماتے ہیں، اپنے ذمے لیتے ہیں، عطا فرماتے ہیں، بیع کر دیتے ہیں، ہر عاقل جانتا ہے کہ بیع وہی کرے گا جو خود مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذون و مختار، ورنہ فضولی ہے جس کا قصد فضول اور عقد بیکار۔

الحمد للہ اہل حق کے نزدیک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفاذ تصرف کی دونوں وجہیں حاصل، حقیقت عطائیہ لیجئے تو وہ ضرور مالک جنان، بلکہ مالک جہان ہیں۔ اور ذاتیہ لیجئے تو مالک حقیقی کے ماذون مطلق و نائب کامل ہاں گمراہ بد دین وہ جو دونوں شقیں باطل جانے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ فضولی محض مانے، "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" ^۲۔ (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) حدیث ۲۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من بکر يوم السبت في طلب حاجة فانا ضامن بقضائها۔ ابو نعیم ^۳ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جو شنبہ کے دن ترکے کسی حاجت کی تلاش کو جائے میں اس کی حاجت روائی کا ذمہ دار ہوں۔ (ابو نعیم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
--	---

حضرت سید نظام الحق والدین محبوب الہی سلطان الاولیاء قدست اسرار ہم کی نسبت لوگ کہتے ہیں:
"بعد جمعہ جو کیجئے کام اس کے ضامن شیخ نظام۔"

^۱ تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۵۱۹

^۲ القرآن الکریم ۲۶/۲۷

^۳ کنز العمال بحوالہ ابو نعیم عن جابر حدیث ۱۶۸۱۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۵۲۰/۶

وہابی اسے شرک کہتے ہیں، وہی حکم اس حدیث پر لازم۔

حدیث ۲۱۸: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل بعثت حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمن کو تاجر نہ جاتے تھے ایک پیر مرد عسکلان بن عوا کر کے یہاں قیام فرماتے، وہ ان سے کہہ معظّمہ کا حال پوچھتے تم میں کوئی مشہور بلند چرچے والا پیدا ہوا؟ کسی نے تم پر تمہارے دین میں خلاف کیا؟ یہ انکار کرتے، جب بعد بعثت اقدس گئے پیر مرد نے کہا: میں تمہیں وہ بشارت دیتا ہوں کہ تمہارے لئے تجارت سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم سے نبی برگزیدہ مبعوث فرمایا، ان پر اپنی کتاب اتاری، وہ اصنام سے روکتے اور اسلام کی طرف بلاتے ہیں، حق کا حکم دیتے اور اس کے فاعل ہیں، باطل سے منع کرتے اور اس کے مبطل ہیں، وہ ہاشمی ہیں۔ اور تم اے عبدالرحمن ان کے ماموں! جلد پلٹو اور ان کی خدمت و تصدیق کرو، اور یہ اشعار میری طرف سے انکی بارگاہ والا میں پہنچاؤ، چند اشعار دربارہ تصدیق رسالت و اظہار شوق و عذر پیرانہ سالی و استعانت سرکار عالی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کہے ازاں جملہ یہ دو اشعار۔

فانت حرزی ومستراجی

اذانای بالذیار بعد

یدعوا البرایا الی الفلاحی

فکن شفیع الی ملیک

جبہ کہ شہروں کو دوری فاصلہ نے بعید کر دیا، تو حضور میری پناہ اور میری راحت ملنے کی جگہ ہیں۔ تو حضور میری شفیع ہوں اس بادشاہ کے یہاں جو مخلوق کو نجات کی طرف بلاتا ہے۔

عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آ کر یہ حال صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کیا، انہوں نے فرمایا: یہ محمد بن عبد اللہ ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے اپنی تمام مخلوق کی طرف رسول کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تم ان کے حضور حاضر ہو، یہ حاضر ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا: میں ایک سزاوار چہرہ دیکھتا ہوں جس کے لئے خیر کی امدی ہے کہو کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کی: کیسی؟ فرمایا: پیغام بھیجنے والے نے جو پیغام ہمارے حضور بھیجا ہے وہ امانت ادا کرو، سنتے ہو اولاد حمیر خواص مومنین سے ہیں۔ عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتے ہی مسلمان ہوئے، پھر وہ اشعار حضور میں عرض کئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یعنی مجھ پر بعض ایمان لانے والے (ایسے ہیں)

رب مومن بی ولم یرنی و مصدق

جنہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں اور بعض لوگ میری تصدیق کرنے والے (ایسے ہیں) جن کو میرے پاس حضوری حاصل نہ ہو سکی، یہ لوگ میرے بھائی ہیں۔ (کلمہ اخوت کو ان کے اعزاز کے لئے تواضعاً فرمایا)	بی و ماشہدنی اولئک اخوانی ^۱ ۔
---	--

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، آمین!

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ ب محمدؐ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ

الامن والعلیٰ لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلاء

ختم ہوا

^۱ کنز العمال بحوالہ کرم حدیث ۳۶۶۹۰ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۳/۷۲۲ تا ۲۲۹



رسالہ

منہ المنیۃ بوصول الحبيب الی العرش والرؤیۃ^{۱۳۲۰ھ}

(محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عرش تک رسائی اور دیدار الہی کے بارے میں مطلوب سے خبردار کرنیوالا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۳۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شب معراج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا کس حدیث سے ثابت ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرمائے اور اجر دیے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

الاحادیث المرفوعہ (مرفوع حدیثیں)

امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رأيت	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے
رأى رب عز وجل ^۱ ۔	اپنے رب عز وجل کو دیکھا۔

^۱ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۲۸۵/۱

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ اور علامہ عبد الروماوی تیسرے شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: یہ حدیث بسند صحیح ہے^۱۔ ابن عساکر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لان اللہ اعطی موسی الکلام واعطانی الرؤیة لوجهه و فضلنی بالمقام المحمود والحوض المورود ^۲ ۔	بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا مجھ کو شفاعت کبریٰ وحوض کوثر سے فضیلت بخشی۔
--	--

وہی محدث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال لي ربي نخلت ابراهيم خلقي و كلمت موسى تكليماً واعطيتك يا محمد كفاحاً ^۳ ۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا اور تمہیں اے محمد! مواجہ بخشاکہ بے پردہ و حجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا۔
في مجمع البحار كفاحاً اي مواجهة ليس بينهما حجاب ولا رسول ^۴ ۔	مجمع البحار میں ہے کہ کفاح کا معنی بالمشافہ دیدار ہے جبکہ درمیان میں کوئی پردہ اور قاصد نہ ہو۔ (ت)

ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو يصف سدرۃ المنتهى (وذكر الحديث الى ان قالت) قلت يا رسول الله	یعنی میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہی کا وصف بیان فرماتے تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور نے اس کے
---	---

^۱ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث رأیت ربي مكتبة الامام الشافعي رياض ۲۵/۲، الخصائص الکبریٰ حدیث ابن عباس رضی

الله عنہما مرکز ہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱۶۱/۱

^۲ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن جابر حدیث ۳۹۲۰۶ مؤسسة الرسالة بیروت ۴۴/۷۱۴

^۳ تاریخ دمشق الكبير باب ذکر عروجه الى السماء واجتماعه بجماعة من الانبياء دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۶/۳

^۴ مجمع بحار الانوار باب کف ع تحت اللفظ کفج مكتبة دار الايمان مدینہ منورہ ۴۲۴/۳

ما رأیت عندها؟ قال رأيتہ عندها یعنی ربہ ^۱ ۔	پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: مجھے اس کے پاس دیدار ہوا یعنی رب کا۔
--	---

اثر الصحابہ

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی:

اما نحن بنوها شام فنقول ان محمدا رای ربہ مرتین ^۲ ۔	ہم بنی ہاشم اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔
---	--

ابن اسحق عبداللہ بن ابی سلمہ سے راوی:

ان ابن عمر ارسل الی ابن عباس یسأله هل رای محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ، فقال نعم ^۳ ۔	یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرا بھیجا: کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔
---	---

جامع ترمذی و معجم طبرانی میں عکرمہ سے مروی:

واللفظ للطبرانی عن ابن عباس قال نظر محمد الی ربہ قال عکرمۃ فقلت لابن عباس نظر محمد الی ربہ قال نعم جعل الکلام لموسى والخلة لابزھیم والنظر لمحمد صلی اللہ	یعنی طبرانی کے الفاظ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ عکرمہ ان کے شاگرد کہتے ہیں: میں نے عرض کی: کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے لئے
--	--

^۱ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور بحوالہ ابن مردویہ تحت آیت ۱۷/۱۷۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۴

^۲ جامع الترمذی ابو اب التفسیر سورہ نجم امین کپنی اردو بازار دہلی ۱۶/۲، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل واما رویۃ لربہ المطبوعۃ

الشركة الصحافیة فی البلاد العثمانیہ ۱۵۹/۱

^۳ الدر المنثور بحوالہ ابن اسحق تحت آیت ۱۸/۵۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۷۰/۷

تعالیٰ علیہ وسلم ^۱ (زاد الترمذی) فقد رأى ربّه مرتين ^۲ ۔	کلام رکھا اور ابراہیم کے لئے دوستی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دیدار۔ (اور امام ترمذی نے یہ زیادہ کیا کہ) بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو بار دیکھا۔
---	---

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ امام نسائی اور امام خزینہ و حاکم و بیہقی کی روایت میں ہے:

واللفظ للبيهقي أتعجبون ان تكون الخلّة لابراهيم والكلام لموسى والرؤية لمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم۔	کیا ابراہیم کے لئے دوستی اور موسیٰ کے لئے کلام اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دیدار ہونے میں تمہیں کچھ اچنبھا ہے۔ یہ الفاظ بیہقی کے ہیں۔
--	---

حاکم^۳ نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔ امام قسطلانی و زرقانی نے فرمایا: اس کی سند جید ہے^۴۔ طبرانی معجم اوسط میں راوی:

عن عبد الله بن عباس انه كان يقول ان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم رأى ربّه مرتين مرة ببصرة ومرة بفوادة ^۵ ۔	یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا ایک بار اس آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔
--	---

^۱ المعجم الاوسط حدیث ۹۳۹۲ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۸۱/۱۰

^۲ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورة نجم المین کمپنی اردو بازار دہلی ۱۶۰/۲

^۳ البواہب اللدنیۃ بحوالہ النسائی والحاکم المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۴/۳، الدر المنثور بحوالہ النسائی والحاکم تحت الآیۃ ۱۸/۵۳، دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۶۹/۷، المستدرک علی الصحیحین کتاب الایمان رأى محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ربّه دار الفکر بیروت ۲۵/۱، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث ۱۱۵۳۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴۷۲/۶

^۴ شرح الزرقانی علی البواہب اللدنیۃ المقصد الخامس دار المعرفۃ بیروت ۱۱۷/۶

^۵ البواہب اللدنیۃ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۳، المعجم الاوسط حدیث ۵۷۵۷ مکتبۃ

المعارف ریاض ۳۵۶/۶

امام سیوطی و امام قسطلانی و علامہ شامی علامہ زر قانی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے¹۔
امام الانمہ ابن خزیمہ و امام بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

ان محمد اصرى الله تعالى عليه وسلم راى ربه عز وجل ² ۔	بيشك محمد صلى الله تعالى عليه وسلم نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا۔
---	--

امام احمد قسطلانی و عبد الباقى زر قانی فرماتے ہیں: اس کی سند قوی ہے³۔ محمد بن اسحق کی حدیث میں ہے:

ان مروان سأل ابا هريرة رضى الله تعالى عنه هل رأى محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ربه فقال نعم ⁴ ۔	یعنی مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں
---	---

اخبار التابعین

مصنف عبد الرزاق میں ہے:

عن معمر عن الحسن البصرى انه كان يحلف بالله لقد رأى محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ⁵ ۔	یعنی امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے بیٹھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔
--	---

اسی طرح امام ابن خزیمہ حضرت عروہ بن زبیر سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھو پھی زاد

¹ المواهب اللدنیة المقصد الخامس المكتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۳، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة المقصد الخامس دار المعرفہ

بیروت ۱۱۷/۶

² المواهب اللدنیة بحوالہ ابن خزیمہ المقصد الخامس المكتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۳

³ المواهب اللدنیة بحوالہ ابن خزیمہ المقصد الخامس المكتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۳، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة المقصد

الخامس دار المعرفہ بیروت ۱۱۸/۶

⁴ شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة بحوالہ ابن اسحق دار المعرفہ بیروت ۱۱۶/۶، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى بحوالہ ابن اسحق

فصل و ما روية لربه المطبعة الشركة الصحافية في البلاد العثمانية ۱۵۹/۱

⁵ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى بحوالہ عبد الرزاق عن معمر عن الحسن البصری فصل و ما روية لربه المطبعة الشركة الصحافية في

البلاد العثمانية ۱۵۹/۱

بھائی کے بیٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں راوی کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب معراج دیدار الہی ہو نامانتے: وانه يشتد عليه انكارها^۱ اہم لفظاً۔ اور ان پر اس کا انکار سخت گراں گزرتا۔

یوں ہی کعب احبار عالم کتب سابقہ و امام ابن شہاب زہری قرشی و امام مجاہد مخزومی مکی و امام عکرمہ بن عبد اللہ مدنہ ہاشمی و امام عطاء بن رباح قرشی مکی۔ استاد امام ابو حنیفہ و امام مسلم بن صبیح ابوالضحیٰ کوفی وغیرہم جمیع تلامذہ عالم قرآن حبر الامہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

اخرج ابن خزيمة عن عروة بن الزبير اثباتها وبه قال سائر اصحاب ابن عباس وجزم به كعب الاحبار والزهري ^۲ الخ۔	ابن خزيمة نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا اثبات روایت کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تمام شاگردوں کا یہی قول ہے۔ کعب احبار اور زہری نے اس پر جزم فرمایا ہے۔ الخ۔ (ت)
--	---

اقوال من بعدهم من ائمة الدين

امام خلال کتاب السن میں اسحق بن مروزی سے راوی، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ رؤیت کو ثابت مانتے اور اس کی دلیل فرماتے:

قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم رأيت ربي ^۳ اہم مختصراً۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے اپنے رب کو دیکھا۔
---	--

نقاش اپنی تفسیر میں اس امام سند الانام رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی:

انه قال اقول بحديث ابن عباس بعينه رأى ربه راه راه حتى انقطع نفسه ^۴ ۔	یعنی انہوں نے فرمایا میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معتقد ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا دکھا، یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔
---	---

^۱ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن خزیمہ المقصد الخامس دار المعرفۃ بیروت ۱۱۶/۱

^۲ المواہب اللدنیۃ المقصد الخامس المكتب الاسلامی بیروت ۱۰۴/۳

^۳ المواہب اللدنیۃ بحوالہ خلال فی کتاب السن المقصد الخامس المكتب الاسلامی بیروت ۱۰۷/۳

^۴ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى بحوالہ النقاش عن احمد وامام رؤیۃ لربہ المكتبة الشركة الصحافیۃ ۱۵۹/۱

امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

جزم بہ معبر وأخرون وهو قول الاشعری وغالب اتباعه ^۱ ۔	یعنی امام معمر بن راشد بصری اور ان کے سوا اور علماء نے اس پر جزم کیا، اور یہی مذہب ہے امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری اور ان کے غالب پیروں کا۔
--	--

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

الاصح الراجح انه صلى الله تعالى عليه وسلم رای ربه بعین راسه حین اسرى به کما ذهب اليه اکثر الصحابة ^۲ ۔	مذہب اصح وراجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسرا اپنے رب کو بخشم سر دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔
--	---

امام نووی شرح صحیح مسلم میں پھر علامہ محمد بن عبدالباقی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

الراجح عند اکثر العلماء انه طرای ربه بعین راسه لیلة المعراج ^۳ ۔	جمہور علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔
--	--

ائمہ متاخرین کے جدا جدا اقوال کی حاجت نہیں کہ وہ حد شمار سے خارج ہیں اور لفظ اکثر العلماء کہ منہاج میں فرمایا کافی و معنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳: از کانپور محلہ بنگالی محل مرسلہ عدم علی خاں و کاظم حسین ۱۱ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شب معراج مبارک عرش عظیم تک تشریف لے جانا علمائے کرام و ائمہ اعلام نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے یہ محض جھوٹ ہے، اس کا یہ کہنا کیسا ہے؟ بیذنا تو جروا
(بیان فرماؤ اجر دئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب:

بیشک علمائے کرام ائمہ دین عدول ثقات معتمدین نے اپنی تصانیف جلیلہ میں اس کی اور اس سے

^۱ المواہب اللدنیہ المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۴/۳

^۲ نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فصل واما رؤیة لربه مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲/۳۰۳

^۳ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الخامس دار المعرفۃ بیروت ۱۱۶/۶

زائد کی تصریحات جلیلہ فرمائی ہیں، اور یہ سب احادیث ہیں، اگرچہ احادیث مرسل یا ایک اصطلاح پر معضل ہیں، اور حدیث مرسل و معضل باب فضائل میں بالاجماع مقبول ہے خصوصاً جبکہ ناقلین ثقات عدول ہیں اور یہ امر ایسا نہیں جس میں رائے کو دخل ہو تو ضرور ثبوت سند پر محمول، اور مثبت نافی پر مقدم، اور عدم اطلاع اطلاع عدم نہیں تو جھوٹ کہنے والا محض جھوٹا مجازف فی الدین ہے۔

امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں: ع

سریت من حرم لیلا الی حرم کہا سری البدن فی داج من الظلم
وبت ترقی الی ان نلت منزلة من قاب قوسین لم تدرک ولم ترم
خففت کل مقام بالاضافة اذ نودیت بالرفع مثل المفرد العلم
فخرت کل فخر غیر مشترک وجزت کل مقام غیر مزدحم¹

یعنی یا رسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمائے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔ یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔ علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ای انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الی ان لم تترك غاية للساع الی السبق من کمال القرب المطلق الی جناب الحق ولا ترکت موضع رقی وصعود وقیام وقعود لطالب رفعة فی عالم الوجود	یعنی حجور دروازہ میں داخل ہوئے اور آپ نے یہاں تک حجاب ٹے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بندگی کے لئے کوئی جگہ عروج و ترقی یا اٹھنے بیٹھنے
--	--

¹ الکواکب الدریة فی مدح خیر البریة (قصیدہ بردہ) الفصل السابع مرکز البسنت گجرات ہند ص ۴۶۳۴

بل تجاوزت ذلك الى مقام قاب قوسين او ادنى فاعرجى اليك ربك ما اوحى ^۱ ۔	کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب و قوسین اودنی تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔
---	---

نیز امام ہمام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد قدس سرہ، ام القری میں فرماتے ہیں:

وترقى به الى قاب قوسين وتلك السيادة القعسا

رتب تسقط الاما في حسرى دونها ما وراهن وراء^۲

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القری میں فرماتے ہیں:

قال بعض الاثمة والمباريج ليلة الاسراء عشرة سبعة في السلوت والثامن الى سدره المنتهى والتاسع الى المستوى والعاشر الى العرش ^۳ الخ	بعض ائمہ نے فرمایا شب اسراء دس معراجیں تھیں، سات ساتوں آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرۃ المنتہی، نویں مستوی، دسویں عرش تک۔
---	--

سید علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا:

قال الشهاب المکی فی شرح همزية لامم بوصیری عن بعض الاثمة ان المعارج عشرة الى قوله والعاشر الى العرش والرؤية ^۴ ۔	فرمایا، امام شہاب مکی نے شرح ہمزیہ امام بوصیرہ میں کہا بعض ائمہ سے منقول ہے کہ معراجین دس ہیں، دسویں عرش و دیدار تک۔
---	--

نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے:

لما اعطى سليمان عليه الصلوة والسلام	جب سليمان عليه الصلوة والسلام کو ہوا دی گئی
-------------------------------------	---

^۱ الزبدة العبدية في شرح القصيدة البردة الفصل السابع جمعيت علماء سكرية خير پور سندھ ص ۹۶

^۲ ام القرى في مدح خير الوارى الفصل الرابع حزب القادرية لاہور ص ۱۳

^۳ افضل القرى لقراء ام القرى تحت شعر ۷۳ المعجم الثقات في ابو ظبی ۴۰۴/۱

^۴ الحدیقة الندیہ شرح الطریقة المحمدیہ بحوالہ شرح قصیدہ ہمزیہ المکتبۃ النوریۃ الرضویہ لاہور ۲۷۲/۲

الرياح التي غدوها شهر ورواحها شهر اعطى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم البراق فحمله من الفرش الى العرش في لحظة واحدة واقل مسافة في ذلك سبعة الاف سنة۔ وما فوق العرش الى المستوى والرفرف لا يعلمه الا الله تعالى ¹ ۔	کہ صبح شام ایک ایک مہینہ کی راہ پر لے جاتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس میں ادنیٰ مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے۔ اور وہ جو فوق العرش سے مستوی اور فرفرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔
---	--

اسی میں ہے:

لما اعطى موسى عليه الصلوة والسلام الكلام اعطى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم مثله ليلة الاسراء وزيادة الدنوا والروية بعين البصر وشتان ما بين جبل الطور الذي نوحى به موسى عليه الصلوة والسلام موما فوق العرش الذي نوحى به نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم ² ۔	جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرا ملی اور زیادت قرب اور چشم سر سے دیدار الہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں مارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔
--	--

اسی میں ہے:

رقبه صلى الله تعالى عليه وسلم ببدنه يقظة بكة ليلة ولاسراء الى السماء ثم الى سدرة المنتهى ثم الى المستوى الى العرش والرفرف والروية ³ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرۃ المنتہی، پھر مقام مستوی، پھر عرش ورفرف و دیدار تک۔
--	--

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلویت رحمۃ اللہ تعالیٰ تعلیقات افضل القری میں فرماتے ہیں:

الاسراء به صلى الله تعالى عليه وسلم	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج بیداری
-------------------------------------	---

¹ افضل القری لقراء ام القری

² افضل القری لقراء ام القری

³ افضل القری لقراء ام القری تحت شعرا المجمع الثقانی ابو ظبی ۱۱۶۱ھ

میں بدن و روح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوئی، پھر آسمانوں، پھر سدرہ، پھر مستوی، پھر عرش و رفرف تک۔	على يقظة بالجسد والروح من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى ثم عرج به الى السلوات العلى ثم الى سدرة المنتهى ثم الى المستوى ثم الى العرش والرفرف ¹ ۔
---	--

فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے:

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترقی شب اسراء بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر رائج یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔	رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلة الاسراء من بیت المقدس الى السلوات السبع الى حيث شاء الله تعالى لكنه لم يجاوز العرش على الراجح ² ۔
---	--

اسی میں ہے:

معراجیں شب اسراء دس ہوئیں، سات آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرہ، نویں مستوی، دسویں عرش تک۔ مگر راویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔	المعارج لیلة الاسراء عشرة سبعة في السلوات و الثامن الى سدرة المنتهى والتاسع الى المستوى و العاشر الى العرش لكن لم يجاوز العرش كما هو التحقيق عند اهل المعارج ³ ۔
--	---

اسی میں ہے:

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان ہفتم سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام مستوی پر پہنچے، پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے	بعد ان جاوز السماء السابعة رفعت له سدرة المنتهى ثم جاو زها الى مستوى ثم زج به في النور فخرق سبعين الف حجاب من نور مسيرة
--	---

¹ تعليقات على امر القزى للعلامة احمد بن محمد الصاوى على هامش الفتوحات الاحمدية المكتبة التجارية الكبرى مصر ص ۳

² الفتوحات الاحمدية بالمنح المحمدية شرح الهمزية المكتبة التجارية الكبرى قاهرہ مصر ص ۳

³ الفتوحات الاحمدية بالمنح المحمدية شرح الهمزية المكتبة التجارية الكبرى قاهرہ مصر ص ۳۰

کل حجاب خمسائے عام ثم دلی له رفوف اخضر فارتقی به حتی وصل الی العرش ولم یجاوزه فکان من ربه قاب قوسین او ادنیٰ ^۱	طے فرمائے، ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی راہ۔ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا، حضور اقدس اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے، اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔
---	---

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) شیخ سلیمان نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی، اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارت ماضیہ و آتیہ وغیرہا میں فوق العرش و لامکان کی تصریح ہے، لامکان یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقتاً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں، عرش تک منتائے مکان ہے، اس سے آگے لامکان ہے، اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم مبارک سے منتائے عرش تک تشریف لے گئے، اور روح اقدس نے وراء الوراہ تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا، پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے، اسی طرف کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منتہی عرش ہے، تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی، نہ اس لئے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی، بلکہ اس لئے کہ تمام اماکن کا احاطہ فرمالیا، اوپر کوئی مکان ہی نہیں جسے کہئے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا و سیر قلب انور کی انتہاء قاب قوسین، اگر وسوسہ گزرے کہ عرش سے وراء کیا ہوگا کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا تو امام اجل سید علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنئے جسے امام عبد الوہاب شعرانی نے کتاب البیواقیت والجواہر فی عقائد الکابر میں نقل فرمایا کہ فرماتے ہیں:

لیس الرجل من یقیدہ العرش وما حواه من الافلاک والجنة والنار وانما الرجل من نفذ بصره الى خارج هذا الوجود کله وهناك یعرف قدر عظمتہ موجدہ سبخنہ وتعالیٰ ^۲	مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک وجنت و نار یہی چیزیں محدود و مقید کر لیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔
---	--

امام علامہ احمد قسطلانی مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں

^۱ الفتوحات الاحمدیہ بالمنح المحمدیہ شرح الهمزیة المکتبة التجاریة الکلبزی قاہرہ مصر ص ۳۱

^۲ البیواقیت والجواہر المبحث الرابع والثلاثون دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۷۲

فرماتے ہیں:

<p>نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا، یہی مذہب رائج ہے، اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند و بالا مقام میں کلام فرمایا جو تمام ائمہ سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔</p>	<p>(ومنها انه رأى الله تعالى بعينه) يقظة على الراجح (وكلمه الله تعالى في الرفيع الاعلى) على سائر الامكنة و قد روى ابن عساكر عن انس رضى الله تعالى عنه مرفوعاً لما اسرى لى قربى ربي حتى كان بينى وبينه قالب قوسين او اذن¹ -</p>
--	---

اسی میں ہے:

<p>علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو، ایک بار روح و بدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح و بدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک، پھر خواب میں وہاں سے عرش تک۔ اور حق یہ ہے کہ وہ ایک اسراء ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری میں روح و بدن اطہر ہی کے ساتھ ہے۔ جمہور علماء و محدثین و فقہاء و متکلمین سب کا یہی مذہب ہے۔</p>	<p>قد اختلف العلماء في الاسراء هل هو اسراء واحد او اثنين مرة بروحه وبدنه يقظة ومرة مناماً او يقظة بروحه وجسده من المسجد الحرام الى المسجد الاقصي ثم مناماً من المسجد الاقصي الى العرش² - فالحق انه اسراء واحد بروحه وجسده يقظة في القصة كلها والى هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثين و الفقهاء والمتكلمين³ -</p>
--	---

¹ المواهب اللدنية المقصد الرابع الفصل الثاني المكتب الاسلامي بيروت ۲/۳۳، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية المقصد الرابع

الفصل الثاني دار المعرفة بيروت ۲۵۲/۵ و ۲۵۱/۵

² المواهب اللدنية المقصد الخامس المكتب الاسلامي بيروت ۷/۳

³ المواهب اللدنية المقصد الخامس المكتب الاسلامي بيروت ۷/۳، المواهب اللدنية المقصد الخامس المكتب الاسلامي بيروت ۱۲/۳

اسی میں ہے:

المعارج عشرة (الی قوله) العاشر الی العرش ^۱ ۔	معراجیں دس ہوئیں، دسویں عرش تک۔
---	---------------------------------

اسی میں ہے:

قد رور في الصحيح عن انس رضي الله تعالى عنه قال لما عرج بن جبريل الى سدرة المنتهى ودنا الجبار رب العزة فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى ^۲ وتدليه على ما في حديث شريك كان فوق العرش ^۳ ۔	صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میرے ساتھ جبریل نے سدرة المنتہی تک عروج کیا اور جبار رب العزۃ جل وعلا نے دو تہائی تو فرمائی تو فاصلہ دو کمانوں بلکہ ان سے کم کا رہا، یہ تدلی بالائے عرش تھی، جیسا کہ حدیث شریک ہے۔
---	--

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

ورد في المعراج انه صلى الله تعالى عليه وسلم لما بلغ سدرة المنتهى جاءه بالرفرف جبريل عليه الصلوة والسلام فتناوله فطأ به الى العرش ^۴ ۔	حدیث معراج میں وارد ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرة المنتہی پہنچے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رفر ف حاضر لائے وہ حضور کر لے کر عرش تک اڑ گیا۔
---	---

اسی میں ہے:

عليه يدل صحيح الاحاديث الاحاد الدالة على دخوله صلى الله تعالى عليه وسلم الجنة ووصوله الى العرش او طرف	صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب اسراء جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا علم کے
---	--

^۱ المواهب اللدنیة المقصد الخامس مراحل المعراج المكتب الاسلامی بیروت ۱۷/۳

^۲ المواهب اللدنیة المقصد الخامس ثم دئی فتدلی المتکب الاسلامی بیروت ۸۸/۳

^۳ المواهب اللدنیة المقصد الخامس ثم دئی فتدلی المتکب الاسلامی بیروت ۹۰/۳

^۴ نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فصل واما ما ورد في حدیث الاسراء مرکز اہلسنت گجرات ہند ۳۱۰/۲

العالم کہا سیاتی کل ذلك بجسده یقظه ^۱ ۔	اس کنارے تک کہ آگے لامکان ہے اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔
---	---

حضرت سید شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں:

اعلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما کان خلقه القرآن وتخلق بالاسماء وکان اللہ سبخنہ وتعالی ذکر فی کتاب العزیز انه تعالیٰ استوی علی العرش علی طریق التمدح والثناء علی نفسه اذ کان العرش اعظم الاجسام فجعل لنبيه علیہ الصلوٰۃ والسلام من هذا الاستواء نسبة علی طریق التمدح والثناء علیہ بہ حیث کان اعلیٰ مقام ینتہی الیہ من اسری بہ من الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام وذلک یدل علی انه اسری بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجسمہ ولو کان الاسراء بہ رؤیا لما کان الاسراء ولا الوصلو الی هذا المقام تمدحاً ولا وقع من الاعراف حقہ انکار علی ذلک ^۲ ۔	تو جان لے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق عظیم قرآن تھا اور حضور اسماء الہیہ کی خو و خصلت رکھتے تھے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن کریم میں اپنی صفات مدح سے عرش پر استواء بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس سفت استواء علی العرش کے پر تو سے مدح و منقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء منتہی ہو، اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسراء اور اس مقام استواء علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔
---	--

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والحواجر میں حضرت موصوف سے ناقل:

^۱ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ثم اختلف السلف والعلماء مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲۰۰۲ء، ۲۶۹

^۲ الفتوحات المکیة الباب السادس دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۱/۳

انما قال صلى الله تعالى عليه وسلم على سبيل التمدح حتى ظهرت لمستوى اشارة لما قلنا من ان متهى السير بالقدم المحسوس للعرش ¹ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بطور مدح ارشاد فرمانا کہ یہاں تک کہ میں مستوی پر بلند ہوا اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ قدم جسم سے سیر کا منتہی عرش ہے۔
---	---

مدارج النبوة شریف میں ہے:

فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس گسترانیدہ شد برائے من رفرف سبز کہ غالب بود نور او پر نور نور آفتاب پس درخشید بان نور بصر من و نہادہ شدم من برآں رفرف و برداشتہ شدم تا بر سید بعرش ² ۔	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میرے لئے سبز بچھونا بچھایا گیا جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا چنانچہ اس نور کے سبب میری آنکھوں کا نور چمک اٹھا، پھر مجھے رفرف پر سوار کر کے بلندی کی طرف اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچا۔ (ت)
--	--

اسی میں ہے:

آوردہ اند کہ چوں رسید آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعرش دست زد بدلمان اجلال وے ³ ۔	منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرش آپ کا دامن اجلال تھام لیا۔ (ت)
---	---

اشعة الملعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

جز حضرت پیغمبر ما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاترازاں ہیج کس نہ رفتہ و آنحضرت بجائے رفت کہ آنجا جانست۔ برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں اسری بعبدہ است من المسجد الحرام	ہمارے نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ عرش سے اوپر کوئی نہیں گیا، آپ اس جگہ پہنچے جہاں جگہ نہیں۔ طبیعت امکان سے قدم مبارک اٹھائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی مسجد حرام سے
--	--

¹ البیواقیت والجواهر المبحث الرابع والثلاثون دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۷۰/۲

² مدارج النبوة باب پنجم وصل در رؤیت الہی مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۶۹/۱

³ مدارج النبوة باب پنجم وصل در رؤیت الہی مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۷۰/۱

تاعرصہ وجوب کہ اقتضائے عالم ست کابخانہ جاست و نے جہت و نے نشان نہ نام ^۱	صحرائے وجوب تک جو عالم کا آخری کنارہ ہے کہ وہاں نہ مکان ہے نہ جہت، نہ نشان اور نہ نام۔ (ت)
---	---

نیز اسی کے باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث قدرائی ربہ مرتین (تحقیق آپ نے اپنے رب کو دوبارہ دیکھا۔ ت) ارشاد فرمایا:

بتحقیق دید آحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پروردگار خود را جل و علا دو بار، یکے چوں نزدیک سدرۃ المنتهی بود، دوم چوں بالائے عرش برآمد ^۲	تحقیق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار جل و علا کو دوبار دیکھا، ایک بارجب آپ سدرہ کے قریب تھے، اور دوسری بارجب آپ عرش پر جلوہ گر ہوئے۔ (ت)
---	---

مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی جلد اول، مکتوب ۲۸۳ میں ہے:

آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در اں شب چوں از دائرہ مکان و زمان بریون جست و از تنگی امکان برآمد ازل و ابد راں آں واحد یافت و بدایت و نہایت را در یک نقطہ متحد دید ^۳	اس رات سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان و زمان کے دائرہ سے باہر ہو گئے، اور تنگی امکان سے نکل کر آپ نے ازل و ابد کو ایک پایا اور ابتداء کو انتہا کو ایک نقطہ میں متحد دیکھا۔ (ت)
---	---

نیز مکتوب ۲۷۲ میں ہے:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ محبوب رب العالمین ست و بہترین موجودات اولین و آخرین باوجود آنکہ بدولت معراج بدنی مشرف شد و از عرش و کرسی در گزشت و از امکان و زمان بالارفت ^۴	محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ رب العالمین کے محبوب ہیں اور تمام موجودات اولین و آخرین سے افضل ہیں، جسمانی معراج سے مشرف ہوئے اور عرش و کرسی سے آگے گزر گئے اور مکان و زمان سے اوپر چلے گئے۔ (ت)
--	---

^۱ اشعة اللمعات باب المعراج مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۵۳۸/۳

^۲ اشعة اللمعات کتاب الفتن باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ الفصل الثالث مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۴۲۹۴/۳۴۲/۳

^۳ مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۸۳ نوکسور لکھنؤ ۳۶۶/۱

^۴ مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۷۲ نوکسور لکھنؤ ۳۳۸/۱

امام ابن الصلاح کتاب معرفۃ انواع علم الحدیث میں فرماتے ہیں:

قول المصنفین من الفقهاء وغيرهم "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كذا وكذا" ونحو ذلك كله من قبيل المعضل وسبأه الخطيب ابو بكر الحافظ في بعض وكلامه مرسلًا وذلك على مذهب من يسي كل ما لا يتصل مرسلًا ¹	فقهاء وغيره ومصنفين كقول ك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے ایسا فرمایا ہے یا اس کی مثل کوئی کلمہ یہ سب معضل کے قبیل سے ہے۔ خطیب ابو بکر حافظ نے اس کا نام مرسل رکھا ہے اور یہ اس کے مذهب کے مطابق ہے جو ہر غیر متصل کا نام مرسل رکھتا ہے۔ (ت)
--	---

تلوٹ وغیرہ میں ہے:

ان لم يذكر الواسطة اصلا فمرسل ²	اگر واسطہ بالکل مذکور نہ ہو تو وہ مرسل ہے۔ (ت)
--	--

مسلم الثبوت میں ہے:

المرسل قول العدل قال عليه الصلوة والسلام كذا ³	مرسل یہ ہے عادل کہے کہ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے یوں فرمایا۔ (ت)
---	--

فواتح الرحموت میں ہے:

الكل داخل في المرسل عند اهل الاصول ⁴	اصولیوں کے نزدیک سب مرسل میں داخل ہیں۔ (ت)
---	--

انہیں میں ہے:

المرسل ان كان من صحابي يقبل مطلقا اتفاقا وان كان من غيره فالأكثر ومنهم الامام ابو حنيفة والامام مالك والامام احمد رضي الله تعالى عنهم قالوا يقبل مطلقا اذا كان الراوي ثقة ⁵ الخ	مرسل اگر صحابی سے ہو مطلقاً مقبول ہے اور اگر غیر صحابی سے ہو تو اکثر ائمہ بشمول امام اعظم، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ مطلقاً مقبول ہے بشرطیکہ راوی ثقہ ہو الخ۔ (ت)
--	---

¹ معرفۃ انواع علم الحدیث النوع الحادی عشر دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۳۸

² التوضیح والتلویح الرکن الثانی فی السنۃ فصل فی الانقطاع نورانی کتب خانہ پشاور ص ۴۷۴

³ مسلم الثبوت مسئلہ تعریف المرسل مطبع انصاری دہلی ص ۲۰۱

⁴ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی مسئلہ فی الکلام علی المرسل منشورات الشریف الرضی قم ۱۴۲۲ھ

⁵ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی مسئلہ فی الکلام علی المرسل منشورات الشریف الرضی قم ۱۴۲۲ھ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

لا یضر ذلك في الاستدلال به ههنا لان المقطع يعمل به في الفضائل اجماعاً ^۱ ۔	اس سے استدلال کرنا یہاں مضر نہیں کیونکہ فضائل میں منقطع بالاجماع قابل عمل ہے۔ (ت)
--	---

شفاء امام قاضی عیاض میں ہے:

اخبار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقتل علی وانه قسیم النار ^۲ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ بیشک وہ قسیم النار ہیں۔ (ت)
---	--

نسیم الریاض میں فرمایا:

ظاهر هذان هذا ما أخبر به النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الا انهم قالوا لم يروه احد من المحدثين الا ان ابن الاثير قال في النهاية الا ان علياً رضي الله تعالى عنه قال انا قسيم النار قلت ابن الاثير ثقة وما ذكره على لا يقال من قبل الرائي فهو في حكم المرفوع ^۳ املخصاً۔	ظاہر اس کا یہ ہے کہ بیشک یہ ان امور میں سے ہے جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی مگر انہوں نے کہا کہ اس کو محدثین میں سے کسی نے روایت نہیں کیا مگر ابن اثیر نے نہایت میں کہا: بیشک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں قسیم نار ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن اثیر ثقہ ہے اور جو کچھ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا وہ قیاس سے نہیں کہا جاسکتا لہذا وہ مرفوع کے حکم میں ہے اہ تلخیص (ت)
---	--

امام ابن المہامی فتح القدر میں فرماتے ہیں:

^۱ مرقاۃ المفاتیح باب الركوع الفصل الثانی تحت الحديث ۸۸۰ المكتبة الحبيبية كوتہ ۲/۲۰۲

^۲ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل ومن ذلك ما اطلع عليه من الغيوب المطبعة الشركة الصحافية ۱/۲۸۳

^۳ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ومن ذلك ما اطلع عليه من الغيوب مركز البحوث بکرات الهند ۳/۱۹۳

عدم النقل لا ینفی الوجود^۱۔

عدم نقل وجود کی نفی نہیں کرتا۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ

منبہ المنیۃ بوصول الحبيب الی العرش والرویۃ

ختم ہوا۔



^۱فتح القدیر کتاب الطہارت مکتبہ نوریہ رضویہ ستمبر ۲۰۱۱

رسالہ

۱۳۲۹ھ

صلات الصفاء فی نور المصطفیٰ

(نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان میں صفائی باطن کے انعامات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ

از لشکر گویار محکمہ ڈاک دربار مرسلہ مولوی نور الدین احمد صاحب

مسئلہ ۳۸:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہوئے اور ان کے نور سے باقی مخلوقات، کس حدیث سے ثابت ہے اور وہ حدیث کس قسم کی ہے؟ بینواتوجروا (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللهم لك الحمد يا نور يا نور النور يا نور اقبل كل نور و نور ابعـد كل نور يا من له النور وبه النور ومنه النور	اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں، اے نور کے نور، اے نور ہر نور سے پہلے اور، اے نور ہر نور کے بعد۔ اے وہ ذات جس کے لئے نور ہے، جس کے سبب سے نور ہے، جس سے نور،
---	---

<p>جس کی طرف نور ہے اور وہی نور ہے۔ درود و سلام اور برکت نازل فرما اپنے نور پر جو روشن کرنے والا ہے۔ جس کو تو نے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اور تمام مخلوق کو اس کے نور سے پیدا فرمایا۔ اور اس کے انور کی شعاعوں پر اور اس کے آل و اصحاب پر جو اس کے ستارے اور چاند ہیں۔ سب پر۔ اے اللہ! ہماری دعا کو قبول فرما۔ (ت)</p>	<p>والیہ النور وهو النور صل وسلم وبارک عی نورک المنیر الذی خلقتہ من نورک و خلقت من نورہ الخلق جمیعاً و علی اشعة انوارہ والہ واصحابہ نجومہ واقبارہ اجمعین (امین)</p>
--	---

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام بجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا ابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:

<p>یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر</p>	<p>قال قلت یا رسول اللہ بآی انت وامی اخبرنی عن اول شئی خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذلک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انس، فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذلک النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم، و من الثانی اللوح، و من الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول حملة العرش و من الثانی الكرسي</p>
---	--

ومن الثالث باقى الملائكة، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء، فخلق من الاول السموات، ومن الثانى الارضين ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء الحديث ¹ بطوله۔	چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمیں، تیسرے سے بہشت و دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الی آخر الحديث۔
--	--

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوة میں بخود روایت کی، اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القری اور علامہ فاسی مطالع المسرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہ میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں، بالجملة وہ تلقی امت بالقو کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی، کہا بیدنا کہ فی "منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین" (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین" میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت)

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

قد خلق کل شیئی من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاوردہ الحديث الصحيح ² ۔	بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنی، جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔
---	--

¹ المواہب الدینیة المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۷۲، شرح الزرقانی علی المواہب الدینیة المقصد الاول دارالمعرفة بیروت ۱/۳۶۷، تاریخ الخمیس مطلب اللوح والقلم مؤسسة شعبان ۱۹۷۰ء، مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

ص ۲۲۱، مدارج النبوة قسم دوم باب اول مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲

² الحدیقة الندیة المبحث الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۳/۷۵

ذکرہ فی المبحث الثانی بعد النوع الستین من افات اللسان فی مسئلہ ذم الطعام۔	اس کو علامہ نابلسی نے نوع نمبر ساٹھ جو کہ زبان کی آفتوں کے بیان میں ہے کہ بعد، کھانے کی برائی بیان کرنے کے مسئلہ کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔ (ت)
---	--

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے:

قد قال الاشعری انه تعالى نور ليس كالانوار والروح النبوية القدسية لمعة من نوره والملائكة شرر تلك الانوار وقال صلى الله تعالى عليه وسلم اول ما خلق الله نوري ومن نوري خلق كل شئی وغیره ما فی معناه ¹	یعنی امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کر کے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میری ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔
---	---

مسئلہ ۳۹: از غائدہ ضلع مراد آباد مرسلہ مولوی الطاف الرحمن صاحب پیمپانوی ۱۴ شعبان ۱۳۱۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض مولود شریف میں جو نور محمدی کو نور خدا سے پیدا ہوا لکھا ہے اس میں زید کہتا ہے بشرط سحت یہ متشابہ کے حکم میں ہے اور عمرو کہتا ہے یہ انفکاک ذات سے ہوا ہے۔
بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کر لینے کے ہوا ہے۔
اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہب اسلم رکھتا ہوں اور سالم کو برا نہیں جانتا، اس میں چون و چرا بیجا ہے۔ بینواتوجروا (بیان کرو اور اجر پاؤ گے۔ ت)

¹ مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۵

الجواب:

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔ ذکرہ الامام القسطلانی فی المواہب ^۱ وغیرہ من العلماء الکرام۔	اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (امام قسطلانی نے اس کو مواہب لدنیہ میں اور دیگر علماء کرام نے ذکر کیا ہے۔ ت)
--	--

عمر و کا قول سخت باطل و شنیع و گمراہی قطیع بلکہ سخت تر امر کی طرف منجبر ہے، اللہ عز و جل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے، اور قول زید میں لفظ "بشرط صحت" بوائے انکار دیتا ہے، یہ جہالت ہے، باجماع علماء دربارہ فضائل صحت مصطلح محدثین کی حاجت نہیں، مع ہذا علامہ عارف بلالہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔ علاوہ بریں یہ معنی قدیمًا و حدیثًا تصانیف و کلمات ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء میں مذکور و مشہور و ملقی بالقبول رہنے پر خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے،

فان الحدیث یتقوی بتلقی الائمة بالقبول کما اشار الیہ الامام الترمذی فی جامعہ و صرح بہ علماءنا فی الاصول۔	اس لئے کہ حدیث علماء کی طرف سے تلقی بالقبول پا کر قوی ہو جاتی ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ہمارے علماء نے اصول میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (ت)
---	--

ہاں اسے باعتبار کنہ کیفیت متشابہات سے کہنا وجہ صحت رکھتا ہے، واقعہ نہ رب العزت جل و علی نہ اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور مطہر سید انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیونکر بنایا، نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہو سکتی ہے، اور یہی معنی متشابہات ہیں۔
بکر نے جو کہا وہ دفع خیال ضلال عمرو کے لئے کافی ہے، شمع سے شمع روشن ہو جاتی ہے بے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے اس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے

^۱ المواہب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۱

جس پر تجلی کہ وہ روشن ہو گیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں، جو کہا جائے گا ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص و نامتام ہوگا، بلاشبہ طریق اسلم قول خالد ہے اور وہی مذہب ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ واللہ سببخنہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۰: پیش نظر رہے یہ بات کہ میں کوئی عالم و فاضل نہیں ہوں کہ بحث و مباحثہ کا خیال درمیان میں آئے، فقط دریافت کرنے کی غرض سے فدیوانہ لکھتا ہوں تاکہ میری عقیدے میں جو کچھ غلطی ہو وہ صحیح ہو جائے، مجھ کو ایسا معلوم ہے کہ تمام مخلوقات انسان کا یہ حال ہے کہ غلاظت آلودہ پیدا ہوتے ہیں مگر خدا نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سب باتوں سے محفوظ رکھا اور تمام مخلوقات پر ان کو بزرگی عنایت فرمائی ہے۔ اگر یہ بات سچی ہے تو حدیث شریف کے معنی مجھ کو یوں معلوم ہیں، ملاحظہ فرمائے گا:

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يا جابر ان الله خلق نور نبىك من نوره ¹	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اے جابر! تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ذات نبی تیرے کو اپنے نور سے۔
--	---

مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے اس میں مجھ کو شک ہے، چاہتا ہوں کہ شک دور ہو جائے، مثلاً ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا اور دوسرے چراغ سے اور بہت سے چراغ روشن کئے گئے، پہلے اور دوسرے میں کچھ کمی نہیں آئی، یہ آپ کا فرمانا صحیح اور بجا ہے لیکن یہ سب چراغ نام اور ذات اور روشنی میں ہم جنس ہیں یا نہیں اور یہ سب مرتبہ برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان کرو اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

نجاست سے آلودہ پیدا ہونے میں سب مخلوق شریک نہیں، تمام انبیاء علیہم السلام پاک و منزہ پیدا ہوئے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی صاف ستھرے پیدا ہوئے۔ نور کے معنی فضل کے نہیں۔ مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو۔ قرآن عظیم میں نور الہی کی مثال دی "كَمْ شُكِرُوا فِيهَا لَوْ صَلَّحُوا" (جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ت) کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور رب جلیل، یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نور الہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نور الہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا، اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے

¹ البواہب اللدنیۃ المقصد الاول اول المخلوقات المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۷۱ و ۲۷۲

² القرآن الکریم ۳۵/۲۴

میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آ جاتا۔ جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نور الہی کا کیا کہنا، نور سے نور پیدا ہونے کا نام و روشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں، چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ، علم ہیئت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کے برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۱: از کلکتہ ۹ گوند چند دھرن لیس مرسلہ حکیم محمد ابراہیم صاحب بنارس ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہیں یا نہیں؟ اگر اللہ کے نور سے پیدا ہوئے نور ذاتی سے یا نور صفاتی سے یا دونوں سے؟ اور نور کیا چیز ہے؟ بینوا تو جو را (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)
الجواب:

جواب مسئلہ سے پہلے ایک اور مسئلہ گزارش کر لوں،

لقلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فليسلنه ^۱ ۔ الحديث۔	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق: "تم میں سے کوئی آدمی برائی دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی زبان سے بدل دے۔ الحديث (ت)
---	---

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اللہم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ابدًا (اے اللہ! آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام اور برکت نازل فرما۔ ت) درود شریف کی جگہ فقط صا د ی اعم ی اصلع یا صللم کہنا ہرگز کافی نہں بلکہ وہ الفاظ بے معنی ہیں اور "فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيلَ لَهُمْ"^۲ میں داخل، کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انہیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی "فَاَنْزَلْنَا عَلٰی الَّذِيْنَ ظَلَمُوا اِمْرًا جَدًّا مِّنَ السَّمَاءِ يَاسْكُوْنَ اَيُّفْسُوْنَ" (۳) تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکم کا۔ یونہی تحریر میں القلم احد السانین (قلم دوزبانوں میں سے ایک ہے۔ ت)

^۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۱/۱

^۲ القرآن الکریم ۵۹/۲

^۳ القرآن الکریم ۵۹/۲

بلکہ فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول کہ اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا اور اسے معاذ اللہ تخفیف شان نبوت بتایا۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے:

<p>يحافظ على كتب الصلوة والسلام على رسول الله ولا يسأم من تكرارها وان لم يكن في الاصل ويصلى بلسانه ايضاً ويكره الرمز بالصلوة والتوضي بالكتابة بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن التتارخانية من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر لانه تخفيف وتخفيف الانبياء عليهم الصلوة والسلام كفر بلاشك، ولعله ان صح النقل فهو مقيد بقصده والا فالظاهر انه ليس بكفر، نعم الاحتياط في الاحتراز عن الايهام والشبهة¹ اه مختصراً۔</p>	<p>حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دل نہ ہوا گرچہ اصل میں نہ ہو اور اپنی زبان سے بھی درود پڑھے۔ درود یا رضی اللہ عنہ کی طرف لکھنے میں اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا لکھنا چاہیے۔ تاتارخانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور میم سے لکھا، کافر ہو گیا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کی تخفیف بغیر کسی شک کے کفر ہے، اور یہ نقل صحیح ہے تو اس میں قصد کی قید ضرور ہوگی ورنہ بظاہر یہ کفر نہیں ہے، ہاں احتیاط ایہام اور شبہ سے بچنے میں ہے۔ (ت)</p>
--	---

اس کے بعد اصل مسئلہ کا جواب بعون الملک الوہاب لیجئے۔ نور عرف عامہ میں ایک کیفیت ہے کہ نگاہ پھیلے اسے ادراک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے دوسری اشیاں دیدنی کو۔

<p>قال السيد في تعريفاته النور كيفية تدركها الباصرة اولا وبواسطتها سائر المبصرات²۔</p>	<p>علامہ سید شریف جرجانی نے فرمایا: نور ایک ایسی کیفیت ہے جس کا ادراک قوت باصرہ پھیلے کرتی ہے پھر اس کے واسطے سے تمام مبصرات کا ادراک کرتی ہے۔ (ت)</p>
---	--

اور حق یہ کہ نور اس سے اجلی ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

یہ جو بیان ہوا تعریف الجلی بالحق ہے کمانبہ علیہ فی المواقف وشرحاً (جیسا کہ مواقف اور

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار خطبة الكتاب المكتبة العربية کوئٹہ ۶/۱

² التعريفات للجرجاني تحت اللفظ "النور" ۱۵۷۷ دار الكتاب العربي بيروت ص ۱۹۵

اس کی شرح میں اس پر تنبیہ کی گئی ہے۔ ت) نور بایں معنی ایک عرض و حادث ہے اور رب عزوجل اس سے منزہ۔ محققین کے نزدیک نور وہ کہ خود ظاہر ہو اور دوسروں کا مظہر، کما ذکرہ الامام حجة الاسلام الغزالی الی ثم العلامة الزرقانی فی شرح المواهب الشریفة (جیسا کہ حجة الاسلام امام غزالی نے پھر شرح مواہب شریف میں علامہ زرقانی نے ذکر فرمایا ہے۔ ت) بایں معنی اللہ عزوجل نور حقیقی ہے بلکہ حقیقۃً وہی نور ہے اور آیہ کریمہ "اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" ^۱ (اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ ت) بلا تکلف و بلا دلیل اپنے معنی حقیقی پر ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ هُوَ الظَّاهِرُ بِنَفْسِهِ الْمَظْهَرُ لَغَيْرِهِ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَسَائِرِ الْمَخْلُوقَاتِ۔	کیونکہ اللہ عزوجل بلاشبہ خود ظاہر ہے اور اپنے غیر یعنی آسمانوں، زمینوں، ان کے اندر پائی جانے والی تمام اشیاء اور دیگر مخلوقات کو ظاہر کرنے والا ہے۔ (ت)
---	---

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی سے پیدا ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے:

ان الله تعالى قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره۔ رواه عبد الرزاق ^۲ ونحوه عند البيهقي۔	اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (اس کو عبد الرزاق نے روایت کیا اور بیہقی کے نزدیک اس کے ہم معنی ہے۔ ت)
--	---

حدیث میں "نور" فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسم ذات ہے من نور جلالہ یا نور علمہ یا نور رحمۃ (اپنے جمال کے نور سے یا اپنے علم کے نور سے یا اپنی رحمت کے نور سے۔ ت) وغیرہ نہ فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو۔ علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں: (من نور) ای من نور هو ذاته ^۳ یعنی اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الہی ہے، یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا، کما سیأتی تقریرہ (جیسا کہ اس کی

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۳۵

^۲ المواهب اللدنیة بحوالہ عبد الرزاق المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۱

^۳ شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة المقصد الاول دار المعرفہ بیروت ۲۶/۱

تقریر عنقریب آرہی ہے۔ ت) امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

لما تعلق ارادة الحق تعالى بايجاد خلقه ابرز الحقيقة المحمدية من الانوار الصمدية في الحضرة الاحدية ثم سلخ منها العوالم كلها علوها وسفلها ¹ ۔	یعنی جب اللہ عزوجل نے مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا صمدی نوروں سے مرتبہ ذات صرف میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا، پھر اس سے تمام علوی و سفلی نکالے۔
---	--

شرح علامہ میں ہے:

والحضرة الاحدية هي اول تعيينات الذات واول رتبها الذي لا اعتبار فيه لغير الذات كما هو المشار اليه بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم كان الله ولا شيعي معه ذكره الكاشي ² ۔	یعنی مرتبہ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیر ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا، اسے سیدی کاشی قدس سرہ نے ذکر فرمایا۔
--	---

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

انبياء مخلوق انداز اسمائ ذاتية حق واولياء از اسمائ صفاتية وبقية كائنات از صفات فعلية وسيد رسل مخلوق است از ذات حق و ظهور حق دروے بالذات است ³ ۔	انبياء اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسماء صفاتیہ سے، بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے، اور سید رسل ذات حق سے، اور حق کا ظہور آپ میں بالذات ہے۔ (ت)
--	--

ہاں عین ذات الہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الہی ذات رسالت کیلئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو، یا عیاداً باللہ ذات الہی کا کوئی حصہ یا کل، ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرماتے سے پاک و منزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شے جزء ذات الہی خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذات الہی ماننا کفر ہے۔

¹ المواہب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۵۵/۱

² شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۲۷/۱

³ مدارج النبوة تکمیلہ در صفات کاملہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۶۰۹/۲

اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ و رسول جانیں، جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں ذات رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔
حدیث میں ہے:

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی ^۱ ۔	اے ابو بکر! مجھ جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔
---	--

ذات الہی سے اس کے پیدا ہونے کے حقیقت کسے مفہوم ہو مگر اس میں فہم ظاہر ہیں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عز جلالہ، نے تمام جہان کو حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا، حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

لولاک لما خلقت الدنیا ^۲ ۔	اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔ (ت)
--------------------------------------	---

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد ہوا:

لولا محمد ما خلقتک ولا ارضا ولا سماء ^۳ ۔	اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین و آسمان کو۔ (ت)
---	--

تو سارا جہان ذات الہی سے بواسطہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں۔

لا انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استفاض الوجود من حضرة العزة ثم هو افاض الوجود على سائر البرية كما تزعّم كفر الفلاسفة من توسط العقول. تعالیٰ اللہ عباً يقول الظالمون علواً کبیراً. هل من خلاق غیر اللہ۔	یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ سے جود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے وجود دیا جیسے فلاسفہ کافر گمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے اس قول سے بلند و بالا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے۔ (ت)
---	---

^۱ مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۲۹

^۲ تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروجه الى السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۷

^۳ المواہب اللدنیة المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۷۰، مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۴

بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذات الہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں۔ زرقانی شریف میں ہے:

ای من نور هو ذاته لا بمعنى انها مادة خلق نوره منها بل بمعنى تعلق الارادة به بلا واسطة شيعي في وجوده ¹ ۔	یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔ (ت)
--	---

یا زیادہ سے زیادہ بغرض توضیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجئے کہ آفتاب نے ایک عظیم و جمیل و جلیل آئینہ پر تجلی کی، آئینہ چمک اٹھا اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانیوں کے چشمے اور ہوائیں اور سائے روشن ہوئے آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے کچھ دیواروں پر دھوپ پڑی، یہ کیفیت نور سے متکلیف ہیں اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی، وہ ہوائے متوسط نے ظاہر کیں جیسے دن میں مسقف دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصہ صرف اسی قدر ہوا کہ، کیفیت نور سے بہرہ نہ پایا، پہلا آئینہ خود ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے اور باقی آئینے چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہ واسطہ در واسطہ پھر جس طرح وہ نور کہ آئینہ اول پر پڑا یعنی آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہو گیا ہو، یونہی باقی آئینے اور چشمے کہ اس آئینے سے روشن ہوئے اور دیوار وغیرہ اشیاء پر ان کی دھوپ پڑی یا صرف ظاہر ہوئیں، ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اسی سے ظہور ہے، آئینے اور چشمے فقط واسطہ وصول ہیں، ان کی حد ذات میں دیکھو تو یہ خود نور تو نور، ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پر توآں ہر کجائی گمراہی انجمنے ساختہ اند
(اس گھر میں ایک چراغ سے جس کی تابش سے تو جہاں دیکھتا ہے انجمن بنائے ہوئے ہیں)

یہ نظر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا: "مَثَلُ نُورٍ كَمَثَلِ نُورٍ فِيهَا مَصَابِيحٌ"²۔ (اس کے نور کے مثال ایسے ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔) ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نور حقیقی، "وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَى"³۔ (اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے۔)

¹ شرح الزرقانی علی البواہب اللدنیہ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۴۶/۱

² القرآن الکریم ۳۵/۲۴

³ القرآن الکریم ۶۰/۱۶

توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں بے اس کے آفتاب خود آئینہ ہو گیا یا اس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا، دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفس ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے باقی بواسطہ، ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہ جلال۔ باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منور مانیں آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عزوجل ظاہر فوق کل ظاہر ہے، آفتاب ان اشیاء تک اپنے وصول نور میں واسطہ کا محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک، غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہر گز ممکن، حتیٰ کہ نفس وساطت بھی یکساں نہیں، کہا لا یخفیٰ وقد اشرنا الیہ (جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور ہم نے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ ت)

سیدی ابوسالم عبداللہ عیاشی، ہم استاذ علامہ محمد زرقانی تلمیذ علامہ ابوالحسن شبر الملیٰ اپنی کتاب "الرحلہ" پھر سیدی علامہ عثمائی رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعاً "شرح صلاۃ" حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں:

<p>اس کا ادراک حقیقۃً وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد اللہ نور السموات والارض کا معنی جانتا ہے کیونکہ وہم اور عقل کے ذرائع اس کا حقیقی ادراک نہیں کر سکتے، اس کو تو صرف بندے کے دل میں اس نور کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شعاعوں سے ہی سمجھا جاسکتا ہے، پس "نور اللہ" کو اس نور ہی کے ذریعے سے سمجھا جاسکتا ہے۔ حدیث کے معنی کو سمجھنے کے لئے قریب ترین یہ ہے کہ نور محمدی جب قدیم اور ازلی نور کی پہلی تجلی ہے تو کائنات میں بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کا وہی سب سے پہلا مظہر ہے اور وجود میں آنے والے تمام نوروں کی اصل قوت ہے۔ جب یہ نور اول چکا اور منور ہوا تو اس نور محمدی نے تمام موجودات پر درجہ بدرجہ اپنی چمک ڈالی تو بلا واسطہ یا واسطوں کی کمی بیشی کے اعتبار سے ہر چیز اپنی استعداد کے</p>	<p>انما یدرکہ علی حقیقۃ من عرف معنی قول تعالیٰ: اللہ نور السموات والارض وتحقیق ذلک علی ماینبغی لیس مایدرک ببضاعة العقول ولا مما تسلط علیہ الا وہام وانما یدرک بکشف الہی واشراق حقہ من اشعة ذلک النور فی قلب العبد فیدرک نور اللہ بنورہ و اقرب تقریر یعطى القرب من فہم۔ معنی الحدیث انہ لما کان النور المحمدی اول الانوار الحادثۃ التی تجلی بہا النور القدیم الازلی وهو اول التعینات للوجود المطلق الحقائق وهو مدد کل نور کائن او یکون وکما اشرق النور الاول فی حقیقۃ فتنورت بحیث صارت ہو نوراً اشرق نورہ المحمدی علی حقائق الموجودات شیعاً</p>
---	--

مطابق چمک اٹھی اور تمام حقائق و اقسام اس نور کی چمک سے اس کے مظہر بن گئے، یوں وجود میں آنے والا پہلا نور ایک تھا لیکن اسکی چمک سے دوسرے حقائق بھی اپنی حقیقت کے مطابق اس نور سے منور ہوتے چلے گئے اور کائنات میں نور در نور بن گئے جبکہ وجود میں نور کی سرف دو ہی قسمیں، ایک فیض دینے والا اور دوسرا فیض پانے والا، حالانکہ نفس الامری حقیقت میں یہ دونوں نور ایک ہی ہیں، یہ ایک حقیقی نور ہی قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے متعدد مظاہر ہیں ہوتا ہے اور تمام اقسام میں ہر قسم کی صورت میں چمکتا ہے اسی طرح فیض یافتہ نور بھی اپنی استعداد کے مطابق دوسری قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے ان کو منور کرتا ہے جس سے مزید مظاہرات کی اقسام حاصل ہوتی ہیں جبکہ یہ تمام انوار بالواسطہ یا بلاواسطہ سب سے پہلے نور سے ہی مستفیض ہیں۔

اس تقریر کے لئے یہ انتہائی محتاط عبارت ہے جو علوم الہیہ کے موافق ہے، اس سے زائد عبارت خطرناک ہو سکتی ہے۔ اس تقریر کی مناسب مثال وہ چراغ ہے جس سے بے شمار چراغ روشن ہوئے، اس کے باوجود وہ اپنی اصل حالت پر باقی ہے اور اس کے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، مزید واضح مثال سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن ہیں جن کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نور ان سیاروں میں منقسم ہو گیا ہے

فشیئاً فہی تستمد منه علی قدر تنورها بحسب کثرة الوسائط و قانتها و عدمها و کما اشرق نوره علی نوع من انواع الحقائق ظهر النور فی مظہر الاقسام فقد کان النور الحادث اولاً شیئاً واحد اثم اشرق فی حقیقة اخرى فاستنارت بنوره تنورا كاملا بحسب ما تقتضيه حقیقتها فحصل فی الوجود الحادث نوران مفیض و مفاض و فی نفس الامر لیس هناك الا نورا و احدا اشرق فی قابل الاستنارة یتنور بتعددات المظاهر و الظاهر و احدهم كذلك کما اشرق فی محل ظهر بصورة الانقسام و قد یشرق نور المفاض علیه ایضاً بحسب قوته علی قوابل اخر فتنور بنوره فیحصل انقسام اخر بحسب المظاهر و کلها راجعة الی النور الاول الحادث اما بواسطة او بدونها۔

قال و هذا غاية ما اتصل الیه العبارة فی هذا التقرير و مثل فی قصر بآعه و عدم تضلعه من العلوم الالهية ان زاد فی التقرير خشی علی و اقرب مثال یضرب لذلك نور المصباح تصبغ منه مصابیح كثيرة و هو فی نفسه باق علی ما هو علیه لم ینقص منه شیء و اقرب من هذا المثال الی التحقيق و ابعد عن الافهام نور الشمس المشرق فی الالهة و الکواکب علی

جبکہ فی الواقع ان سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا، سیارے تو صرف اپنی قابلیت کی بنا پر چمکتے ہیں اور سورج کی روشنی سے منور ہوئے۔

مزید سمجھ کے لئے پانی اور شیشے پر پڑنے والی سورج کی شعاعوں کو دیکھا جائے جن کا عکس پانی یا شیشے کے بالمقابل دیوار پر پڑتا ہے جس سے دیوار روشن ہو جاتی ہے، دیوار پر یہ روشنی سورج ہی کا نور ہے جو بالواسطہ دیوار پر پڑا کیونکہ براہ راست دیوار پر سورج کا نہیں پڑا اور نہ ہی یہ نور سورج سے جدا ہوا، اس کے باوجود یہ نور سورج کا ہی ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی کے قلب کو حجاب غفلت سے پاک کرتا ہے اور وہ دل انوار محمدیہ سے منور ہوتا ہے تو پھر اس کا ادراک ایسا کامل ہوتا ہے کہ اس میں شک اور وہم کا احتمال نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری بصیرت کو اپنے علم کے نور سے منور فرمائے اور ہمارے باطن کو جہالت کے اندھیروں سے محفوظ فرمائے، اور جن امور میں ہم غور کرنے کے اہل نہیں ان پر ہماری جسارت کو معاف فرمائے اور اس جناب

القول بأن الكل مستنير بنوره وليس لها نور من ذاتها فقد يقال بحسب النظر الاول ان نور الشمس منقسم في هذه الاجرام العولية وفي الحقيقة ليس هذا الانور ها وهو قائم بها لم ينقص منه شيء ولم يزيلاها منه شيء ولكنه اشرق في اجرام قابلة الاستنارة فلست نارت۔

واقرب من هذا الالفهم ما يحصل في الاجرام السفلية من اشراق اشعة الشمس على الماء اوقوار الزجاج فيستنير ما يقابلها من الجدران بحيث يلح فيها نور كنور الشمس مشرق باشراقه ولم ينفصل شيء من نور الشمس عن محله الى ذلك المحل ومن كشف الله حجاب الغفلة عن قلبه و اشرقت الانوار المحمدية على قلبه يصدق اتباعه له ادرك الامر ادراكا اخر لا يحتمل شك ولا وهما۔

نسأل الله تعالى ان ينور بنور العلم الالهى بصائرنا و يحجب عن ظلمات الجل سرائرنا ويغفر لنا ما اجترأنا عليه من الخوض فيما لسناله باهل ونسأله ان لا يؤخذنا بما تفتضيه

العبارة من تقصير في حق ذلك الجنب^۱ اھ مختصراً۔
میں ہماری کی کوتاہیوں پر مواخذہ نہ فرمائے آمین ! اھ
مختصراً (ت)۔

اس تقریر منیر سے مقاصد مذکورہ کے سوا چند فائدے اور حاصل ہوئے:

اولاً: یہ بھی روشن ہو گیا کہ تمام عالم نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیونکر بنا۔ بے اس کے کہ نور حضور تقسیم ہوا یا اس کا کوئی حصہ این و آل بنا ہو۔ اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر اس نور کے چار حصے کئے، تین سے قلم و لوح و عرش بنائے، چوتھے کے پھر چار حصے کئے الی آخر، یہ اس کی شعاعوں کا انقسام جیسے ہزار آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصوں پر منقسم نظر آئے گا، حالانکہ آفتاب منقسم نہ ہو انہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا۔

واندفع ما استشكله العلامة الشبر املسى ان الحقيقة
الواحدة لا تنقسم وليست الحقيقة المحمدية الا
واحدة من تلك الاقسام والباقي ان كان منها ايضاً
فقد اقسيت وان كان غيرهما فبما معنى الاقسام وحاول
الجواب وتبعه فيه تلمیذه العلامة الزرقانی بان
المعنى انه زاد فيه "لا انه قسم ذلك النور الذي هو
نور المصطفى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا الظاهر انه
حيث صورة بصورة مماثلة لصورة التي سيصير عليهما
لا يقسمه اليه والى غيره^۲ اھ۔
وحاصل جوابہ کما قررة تلمیذہ

اس (مذکورہ بالا تقریر سے) علامہ شبر املسی کا اعتراض ختم ہوا
(اعتراض) حقیقتاً واحدہ تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ حقیقت محمدیہ
ان اقسام میں ایک قسم ہے، اور اگر باقی اقسام اسی (حقیقت)
سے ہیں تو یہ حقیقت تقسیم ہو گئی اور اگر باقی چیزیں اس
حقیقت کی غیر ہیں تو انقسام کا کیا مطلب، پھر انہوں نے
(علامہ شبر املسی) نے خود ہی جواب دیا اور علامہ زرقانی شاگرد
رشید علامہ شبر املسی نے ان کی اتباع کی۔ (جواب) حقیقت یہ
ہے کہ الہ نے اس میں اضافہ کیا نہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے نور کو تقسیم کیا کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ
نے ان کو ایک ایسی صورت مثالی عطا کی جس پر حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق ہونی تھی تو اسے تقسیم نہیں کیا
جائے گا۔

ان کے جواب کا خلاصہ جسے ان کے شاگرد

^۱ الرحلة لعلی بن علی الشبر املسی

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد الاول دار المعرفة بیروت ۱/۳۶

العیاشی وان معنی الانقسام زیادة نور علی ذلک النور
المحمدی فیؤخذ ذلک الزائد ثم یزاد علیہ نور آخر
ثم کذلک الی آخر الانقسام، قال العیاشی وهذا جواب
مقنع بحسب الظاهر والمتحقق والله تعالیٰ اعلم
وراء ذلک اه¹ ثم ذکر ما نقلنا عنه أنفاور أیتنی
کتبت علی هامش الزرقانی مانصہ۔

اقول: تبیع فیہ شیخہ الشبر ملسی الحق انه لا معنی
له فانه اذن لا یكون التخلیق من نوره صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وهو خلاف المنصوص والبراد²۔

اقول: ویسکن الجواب بان المراد انه تعالیٰ کساع
شعاعاً اکثر مما کان ثم فصل من شعاعہ شیئاً فقسبہ
کما تأخذہ البلیکة شیئاً من الا شععة المحیطة
بالکواکب فترومی بہ مسترقی السمع ویقال بذلک ان
النجوم لها رجوم ولكن منح المولی تعالیٰ من ذلک

علامہ عیاشی نے بیان کیا ہے کہ انقسام کا معنی نور محمدی پر
اضافے کے ہیں، پھر اس زائد کو لے لیا اس پر ایک دوسرے
نور کا اضافہ کیا۔ اسی طرح آخری تقسیم تک سلسلہ جاری رہا۔
عیاشی نے کہا کہ ظاہر کے لحاظ سے یہ جواب کافی ہے اور تحقیق
اس کے علاوہ اللہ جانتا ہے۔ پھر اس نے وہی ذکر کیا جو ابھی
ہم نے اس سے نقل کیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے زر قانی
پر حاشیہ لکھا جس کی نص یہ ہے۔

اقول: (میں احمد رضا خاں) کہتا ہوں کہ اس (عیاشی) نے
اس مسئلہ میں اپنے شیخ شبر الملسی کی پیروی کی لیکن حق یہ ہے
کہ یہ ایک بے معنی بات ہے کیونکہ اس صورت میں حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تخلیق نہ ہوگی، یہ نص اور
مراد کے خلاف ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اس کا جواب یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ
نے آپ کے نور کو پہلی شعاع سے زائد شعاع عطا کی پھر اس
سے کچھ جدا کیا، پھر اس کی تقسیم کی جیسے فرشتے ان شعاعوں
میں سے جو ستاروں کو محیط ہیں، لے کر چھپ کر سننے والے
شیطانوں کو مارتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ نجوم کے لئے
رجوم ہے۔ اس روشن تقریر سے مولیٰ تعالیٰ

<p>نے ہر تکلیف سے بے نیازی عطا فرمائی۔ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تقریر اس عبد ضعیف کو القاء فرمائی پھر میں نے اس کو عشاوی کی شرح میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے انکو بہت زیادہ جزاء خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ (ت)</p>	<p>التقریر المنیر ما اغنی عن کل تکلف ولله الحمد وقد کان منح للعبد الضعیف ثمر رأیت فی شرح العشماوی جزاءه الله تعالى عنی وعن المسلمین خیرًا کثیرًا آمین!</p>
--	--

ثانیاً قول: یہ شبہ بھی دفع ہو گیا کہ خلق میں کفار و مشرکین بھی ہیں، وہ محض ظلمت ہیں تو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیونکر بنے اور نرے نجس ہیں تو اس نور پاک سے کیونکر مخلوق مانے گئے۔ وجہ اندفاع ہماری تقریر سے روشن، ظلمت ہو یا نور، جس نے خلعت وجود پایا ہے اس کے لئے تجلی آفتاب وجود سے ضرور حصہ ہے اگرچہ نور نہ ہو صرف ظہور ہو کما تقدم (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت) اور شعاع شمس ہر پاک و ناپاک جگہ پڑتی ہے وہ جگہ فی نفسہ پاک ہے اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً قول: یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پر تو وجود سے موجود، یونہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیضان وجود، مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آئینے، و فی هذا قول (اور اسی سلسلہ میں میں کہتا ہوں):

خالق کل الوری ربک لا غیرہ نور کل الوری غیرک لم یس لن

ای لم یوجد و لیس موجود اولن یوجد ابدأ^۱۔

(کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے، آپ ہی کا نور کل مخلوق ہے اور آپ کا غیر کچھ بھی نہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا۔ ت)

رابعاً قول: نور احدی تو نور احدی، نور احمدی پر بھی یہ مثال منیر مثال چراغ سے احسن و اکمل ہے، ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہو سکتے ہیں بے اس کے کہ ان چراغوں میں اس کا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے چراغ صرف حصول نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوئے، بقاء میں

^۱ بستان الغفران مجمع بحوث الامام احمد رضا کراچی ص ۲۲۳

اس سے مستغنی ہیں، اگر انہیں روشن کر کے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کر دیجئے ان کی روشنی میں فرق نہ آئے گا نہ روشن ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مدد پہنچ رہی ہے مح ہذا کسب نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں رہتا سب یکساں معلوم ہوتے ہیں بخلاف نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ عالم جس طرح اپنی ابتداء وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنتا یونہی ہر شے اپنی بقا میں اس کی دست نگر ہے، آج اس کا قدم در میان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فناً محض ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے¹

نیز جس طرح ابتداء وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا بعد وجود بھی ہر آن اسی کی مدد سے بہرہ یاب ہے، پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہو سکتا۔ یہ تینوں باتیں مثال آفتاب سے روشن ہیں، آئینے اس سے روشن ہوئے اور جب تک روشن ہیں اسی کی مدد پہنچ رہی ہے اور آفتاب سے علاقہ چھوٹے ہیں فوراً اندھیرے ہیں پھر کتنے ہی چمکین سورج کی برابری نہیں پاتے۔ یہی حال ایک ذرہ عالم عرش و فرش اور جو کچھ ان میں ہے اور دنیا و آخرت اور ان کے اہل اور انس و جن و ملک و شمس و قمر و جملہ انوار ظاہر و باطن حتیٰ کہ شمس و رسالت علیہم الصلوٰۃ والتحمیۃ کا ہمارے آفتاب جہاں تاک بعالم مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام من الملک الوہاب کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد امداد و ابتداء و بقاء میں ہر حال، ہر آن ان کا دست نگر، ان کا محتاج ہے واللہ العہد (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ ت۔)

امام اجل محمد بوسیری قدس سرہ، ام القری میں عرض کرتے ہیں:

یاسماء ماطا ولتھاسماء

کیف ترقی رقبك الانبیاء

ل سنامنک دونہم و سناء

لم یساووک فی علاک وقد حا

س کیا مثل النجوم الماء²

انما مثلوا صفاتک للننا

(یعنی انبیاء حضور کی سی ترقی کیونکر کریں، اے وہ آسمان رفعت جس سے کسی آسمان نے بلندی میں مقابلہ نہ کیا، انبیاء حضور کے کمالات عالیہ میں حضور کے ہمسر نہ ہوئے، حضور کی جھلک اور بلندی نے ان کو حضور تک پہنچنے سے روک دیا، وہ تو حضور کے صفتوں کی

¹ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ دوم ص ۷۹

² امر القری فی مدح خیر الوزی الفصل الاول حزب القادرۃ لاہور ص ۶

ایک شبیہ لوگوں کو دکھاتے ہیں جیسے ستاروں کا عکس پانی دکھاتا ہے۔
یہ وہی تشبیہ و تقریر ہے جو ہم نے ذکر کی، وہاں ذات کریم و افاضہ انوار کا ذکر تھا لہذا آفتاب سے تمثیل دی، یہاں صفات کریمہ کا بیان ہے لہذا ستاروں سے تشبیہ مناسب ہوئی۔ مطالع المسرات میں ہے:

اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محی حیوۃ جمیع الکون بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہو روحہ و حیوۃ و سبب و جودہ و بقاءہ ^۱ ۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے، زندہ فرماتے والے، اس لئے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقاء کے سبب ہیں۔
---	--

اسی میں ہے:

ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح الاکوان و حیاتہا و سرو جودہا و لولاہ لذہبت و تلاشت کما قال سید عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ ولا شیئ الا ہو بہ منوط اذ لولا الواسطۃ لذهب کما قیل الموسط ^۲ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و حیات و سبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست و نابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لئے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہو جائے۔
--	---

ہمزہ شریف میں ارشاد فرمایا:

کل فضل فی الخلیین فمن فضل
النبی استعارة الفضلاء^۳
(جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کر لی ہے۔)

^۱ مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۹۹

^۲ مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۳

^۳ امر القرطی فی مدح خیر الوزی الفصل السادس حزب القادرۃ لاہور ص ۱۹

امام ابن حجر مکی افضل القری میں فرماتے ہیں:

لانہ المبدلہم اذہو الوارث للحضرة الا لہیة و المستند منها بلا واسطة دون غیرہ فانہ لایستمد منها الا بواسطتہ فلا یصل لکامل منها شیئ الا و هو من بعض مددہ و علی یدیہ ^۱ ۔	تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ حضور ہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔
---	---

شرح سیدی عثمانوی میں ہے:

نعمتان ما خلا موجود عنہما نعمة الا یجاد ونعمة الامداد وهو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الواسطة فیہما اذ لو لاسبقۃ وجودہ ما وجد موجود ولو لا وجود نورہ فی ضائک الکن لتهدمت دعائم الوجود فهو الذی وجد اولاً وله تبع الوجود وصار مرتبطاً به لاستغناء له عنه ^۲ ۔	کوئی موجود، دو نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد و نعمت امداد۔ اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیلی اور حضور سے وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔
--	---

ان مضامین جلیلہ پر بکثرت ائمہ و علماء کے نصوص جلیلہ فقیر کے رسالہ "سلطنة المصطفى في ملكوت كل الوری" میں ہیں، واللہ الحمد۔

خامساً: ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں نور بنیاد کی اضافت بھی من نورہ کی طرح بیانیہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار نعمت الہیہ کے لئے عرض کی واجعلنی نوراً^۳ (اور اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔ ت) اور خود رب العزة

^۱ افضل القری لقراء امر القری (شرح امر القری)

^۲ شرح مقدمة العشماوی

^۳ الخصائص الکبریٰ باب الآیة فی انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یزی له ظل مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۶۸/۱

عز جلالہ نے قرآن عظیم میں ان کو نور فرمایا:

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (ت)

"قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ" ۱۔

پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اقول: اگر نور نبیك میں اضافت بیانیہ نہ لو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض و کیفیت ہے مراد لو تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول مخلوق نہ ہوئے بلکہ ایک عرض و صفت، پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیونکر ممکن؟ لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا۔

تو اب علامہ زررقانی کے اس قول کی حاجت نہ رہی اور یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ نور عرض ہے، قائم بذاتہ نہیں ہے کیونکہ یہ خرق عادت ہے۔ میں نے اس پر لکھا کہ یہ اعتراض کیوں نہ کیا جائے کہ آپ من نورہ میں اضافت بیانیہ نہیں مانتے۔

اقول: (میں) احمد رضا خاں (کہتا ہوں) کہ خرق عادت میں تو کوئی کلام نہیں اور خدا کی قدرت بہت وسیع ہے لیکن صفت کا وجود بغیر موصوف کے سمجھ میں نہیں آسکتا (کیونکہ ایسی صفت کی دو ہی صورتیں ہیں) موصوف کے غیر کے ساتھ قائم ہوتے موصوف کی صفت نہ ہوگی بلکہ غیر کی ہوگی اور اگر قائم بنفسہا ہو تو صفت ہی نہ ہوئی

فلا حاجة الى ما قال العلامة الزرقاني رحمه الله من انه لا يشكل بان النور عرض لا يقوم بذاته لان هذا من خرق العوائد² اهـ ورايتني كتبت يليه لم لا يقال فيه كما استقولون في قرينه من نور ان الاضافة بيانية³ اهـ
اقول: خرق العوائد لا كلام فيه والقدرة متسعة و لكن وجود الصفة بدون الموصوف مما لا يعقل لانها ان قامت بغيرة لم تكن صفة له بل لغيرة او بنفسها لم تكن صفة اصلا اذا لا صفة الا المعنى القائم بغيرة فاذا

¹ القرآن الكريم ۱۵/۵

² شرح الزرقاني على المواهب اللدنية المقصد الاول دار المعرفة بيروت ۴۶/۱

3

کیونکہ صفت کہتے اسے ہیں جو غیر کے ساتھ قائم ہو، جب وہ قائم بنفسا ہو تو وہ نہ صفت ہوئی اور نہ ہی عرض بلکہ جو ہر ہوئی اور یہ (کہنا) کہ عرض اور قائم بنفسم بھی ہے تو یہ اجتماع ضدین لازم آتا ہے (اور اجتماع ضدین باطل ہے) اور قدرت الہیہ محالات عقلیہ سے متعلق نہیں ہوتی وزن اعمال (جو کہا جاتا ہے) بایں معنی ہے کہ کاغذ اور صحیفے تو لے جائینگے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے جسے احمد، ترمذی، ابن حبان، حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن مردویہ، امام لاکانی اور بیہقی نے قیامت کی بحث میں عبد اللہ بن عمرو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چن لے گا، پھر اس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے اور ہر رجسٹر حد نگاہ تک ہوگا، پھر اسے کہا جائے گا تو اس سے انکار کرتا ہے یا میرے فرشتوں (کرائے کا تین) نے تم پر ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! نہیں۔ اللہ نے فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا: نہیں۔ اللہ فرمائے گا: ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر ایک کاغذ نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ فرمائے گا: جا اس کا وزن کرا۔ بندہ عرض کرے گا کہ ان رجسٹروں کے سامنے اس کاغذ کی کیا حیثیت ہے۔ اللہ فرمائے گا تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قام بنفسه لم يكن صفة وعرضاً بل جوہراً وكونه عرضاً مع قيامه بنفسه جمع للضدين والقدرة تعالية عن التعلق بالمحالات العقلية ووزن الاعمال بمعنى وزن الصحف والبطاقات كما في حديث احمد و الترمذی وابن ماجة وابن حبان والحاكم وصححه وابن مردويه واللائى للبيهقى في البعث عن عبد الله بن عمرو بان عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "ان الله سيخلص رجلاً من امتي على رأس الخلائق يوم القيامة فينشر عليه تسعة وتسعين سجلاً كل سجل مثل مد البصر ثم يقول اتنكر من هذا شيئاً اظلمك كتبتى الحافظون فيقول لا يا رب، فيقول افلك عذر، قال لا يا رب، فيقول بلى ان لك عندنا حسنة وانه لا ظلم عليك اليوم فتخرج بطاقة فيها اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فيقول احضر وزنك، فيقول يا رب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات، فيقول انك لا تظلم۔ قال فتوضع السجلات في

<p>كفة والبطاقة في كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا يثقل مع اسم الله شيعي¹۔</p>	<p>فرماتے ہیں کہ پھر ایک پلڑے میں ننانوے رجسٹر رکھے جائیں گے اور دوسرے میں وہ کاغذ (جس پر کلمہ شریف لکھا ہوگا) چنانچہ رجسٹروں کا پلڑا ہلکا ہوگا اور کاغذ کا بھاری، اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔ (ت)</p>
---	---

بالجملہ حاصل حدیث شریف یہ ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی ذات کریم سے پیدا کیا یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ وصحبہ و باریک و کرم۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲: از کلکتہ، مچھو بازار، اسٹریٹ نمبر ۲۱، متصل چولیا مسجد، مرسلہ حکیم اظہر علی صاحب ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ بحضور اقدس جناب مولانا مدظلہ العالی! یہ اشتہار ترسیل خدمت ہے، اگر صحیح ہو تو اس پر صادر کر دیا جائے۔ والا جواب مفصل ترقیم فرمائیں والادب۔ اظہر علی عفی عنہ

نقل اشتہار

ربّ زدنی علماً (اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ ت) نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور جزء ذات یا عین ذات کا ٹکڑا نہیں بلکہ پیدا کیا ہوا، نور مخلوق ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

¹ جامع الترمذی ابواب الایمان باب ما جاء فی من یموت وهو یشہد الخ ایمن کپنی دہلی ۸۸/۲، المستدرک للحاکم کتاب الایمان فضیلة الشهادة لا اله الا الله دار الفکر بیروت ۶/۱، موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان حدیث ۲۵۲۳ المطبعة السلفية ص ۲۲۵، کنز العمال حدیث ۱۴۲۱۰۹ مؤسسة الرسالة بیروت ۱/۴۲۶، سنن ابن ماجه ابواب الزهد باب ما یرجى من رحمة الله يوم القيامة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۸، مسند احمد بن حنبل عن عبد الله بن عمرو المكتب الاسلامی بیروت ۲/۲۱۳

اول ما خلق الله نوری، اول ما خلق الله القلم، اول ما خلق الله العقل۔ کذا فی تاریخ الخمیس ^۱ و سر الاسرار۔	سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا، تاریخ خمیس اور سر الاسرار میں یونہی ہے۔ (ت)
--	--

اور ذاتی نور کہنے سے نور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو جزء ذات یا عین ذات یا کلّ ذات خدائے تعالیٰ کا کہنا لازم آتا ہے، یہ کلام کفر ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ذاتی کے معنی اگر اصطلاحی لئے جائیں تو جز خدایا عین خدا یا کلّ ذات خدا کا ہونا لازم آتا ہے، یہی کلام کفر ہے اور عقائد بعض جہال کے یہی ہیں، اس سبب سے نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور ذاتی یا ذاتی نور یا اللہ تعالیٰ کی ذات کا کلّ نہ کہنا چاہیے، اگر نور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور خدایا نور مخلوق خدا یا نور ذات خدایا نور جمال خدا کہے تو کہنا جائز ہے جیسا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سر الاسرار میں فرمایا ہے:

لما خلق الله تعالى روح محمد صلى الله تعالى عليه وسلم اولاً من نور جماله ^۲ ۔	سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے روح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نور جمال سے پیدا فرمایا۔ (ت)
--	---

اور حدیث قدسی میں آیا ہے:

خلقت روح محمد صلى الله تعالى عليه وسلم من نور وجهي ^۳ كما قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اول ما خلق الله روحی اول ما خلق الله نوری ^۴ ۔	میں نے روح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ (ت)
---	---

کیونکہ ایک چیز کو دوسرے کی طرف اضافت کرنے سے جزء اس کا یا عین اس کا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ

^۱ تاریخ الخمیس مطلب اول المخلوقات مؤسسة شعبان بیروت ۱۹/۱، مرقاة المفاتیح کتاب الایمان تحت الحدیث ۱۹۴ المكتبة الحبیبیہ

کونہ ۲۹/۱

۲

۳

^۴ تاریخ الخمیس مطلب اول المخلوقات مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۹/۱

مضاف و مضاف الیہ کے درمیان مغائرت شرط ہے۔ چنانچہ بیت اللہ و ناقۃ اللہ و نور اللہ و روح اللہ، پس ثابت ہوا کہ نور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور مخلوق خدا یا نور ذات خدا یا نور جمال خدا ہے، نور ذاتی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کا ٹکڑا و جزو عین نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

المشترک: عبدالمہمن قاضی علاقہ تھانہ بہوبازار وغیرہ کلکتہ

الجواب:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی یعنی عین ذات الہی سے پیدا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے فتوے میں تصریحات علمائے کرام سے محقق کیا اور اس کے معنی بھی وہیں مشرح کر دیے۔ حاشا للہ! یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ ذات الہی کا جز یا اس کا عین و نفس ہے، ایسا اعتقاد ضرور کفر و ارتداد۔

ای ادعاء الجزئية مطلقاً والعينية بمعنى الاتحاد ای هو هو في مرتبة الفرق اما ان الوجود واحد والوجود واحد في مرتبة الجمع والكل ظلاله وكعوسه في مرتبة الفرق فلا موجود الا هو في مرتبة الحقيقة الذاتية اذ لاحظ لغيره في حد ذاته من الوجود اصلاً جملة واحدة من دونه ثانياً فحق واضح لا شك فيه۔	یعنی جزئیت کا دعوٰی کرنا مطلقاً اور عینیت بمعنی اتحاد کا دعوٰی کرنا یعنی مربہ فرق میں نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ذات خدا ہے (کفر ہے) لیکن یہ اعتقاد کہ بے شک وجود ایک ہے اور موجود ایک ہے مرتبہ جمع میں اور تمام موجودات مربہ فرق میں اسی کے ظل اور عکس ہیں۔ چنانچہ مرتبہ حقیقت ذاتیہ میں اس کے سوا کوئی موجود نہیں کیونکہ حد ذات میں اس کے ماسوا کسی کے لئے بغیر کسی استثناء کے بالکل وجود سے کوئی حصہ نہیں، (یہ اعتقاد) خالص حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ (ت)
---	---

مگر نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا نور ذاتی کہنے سے نہ عین ذات یا جزء ذات ہونا لازم، نہ مسلمانوں پر بدگمانی جائز، نہ عرف عام علماء و عوام میں اس سے یہ معنی مفہوم، نہ نور ذات کہنے کو نور ذاتی کہنے پر کچھ ترجیح جس سے وہ جائز اور یہ ناجائز ہو۔

اولاً: ذاتی کی یہ اصطلاح کہ عین ذات یا جزء ماہیت ہو، خاص ایسا غوجی کی اصطلاح ہے، علامہ عامہ کے عرف عام میں نہ یہ معنی مراد ہوتے ہیں نہ ہرگز مفہوم، عام محاورہ میں کہتے ہیں یہ میں اپنے

ذاتی علم سے کہتا ہوں یعنی کسی کی سنی سنائی نہیں۔ یہ مسجد میں نے اپنے ذاتی رویہ سے بنائی ہے یعنی چندہ وغیرہ مال غیر سے نہیں۔ ائمہ اہل سنت جن کا عقیدہ ہے کہ صفات الہیہ عین ذات نہیں، اللہ عزوجل کے علم و قدرت و سمیع و بصیر وارادہ و کلام و حیات کو اس کی صفت ذاتی کہتے ہیں۔ حدیقہ ندیہ میں ہے:

انما هی الصفات الذاتیة ^۱ الخ۔	بیشک وہ صفات جو اللہ تعالیٰ کے نہ عین اور نہ غیر ہیں، صرف وہ ذاتی صفات ہیں۔ (ت)
--	---

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف رسالہ "تعریفات" میں فرماتے ہیں:

الصفات الذاتیة هی ما یوصف اللہ تعالیٰ بها ولا یوصف بضدھا نحو القدرة والعزة والعظمة وغیرھا ^۲ ۔	ذاتی صفات وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ موصوف ہے اور ان کی ضد سے موصوف نہیں جیسے قدرت، عزت، عظمت وغیرہ۔ (ت)
--	--

وجوب ذاتی و امتناع ذاتی و امکان ذاتی کا نام حکمت و کلام و فلسفہ وغیرہا میں سنا ہوگا یعنی ان الذات تقتضی لذاتھا الوجود او العدم (یعنی بلاشبہ ذات اپنی ذات کے اعتبار سے وجود یا عدم کا تقاضا کرتی ہے۔ ت) اوگیاں میں کوئی بھی اپنے موصوف کا نہ عین ذات ہے نہ جزء بلکہ مفہومات اعتباریہ ہیں جن کے لئے خارج میں وجود نہیں کہا حقیق فی محلہ (جیسا کہ اس کے محل میں اس کی تحقیق کردی گئی ہے۔ ت) یونہی اصلین اعنی علم کلام و علم اصول فقہ میں افعل کے حسن ذاتی و فتح ذاتی کا مسئلہ اور اسمیں ہمارے آئمہ ماتریدیہ کا مذہب سنا ہوگا حالانکہ بدایہ حسن و فتح نہ عین فعل ہیں نہ جزء فعل۔ محقق علی الاطلاق تحریر الاصول میں فرماتے ہیں:

مما اتقفقت فیہ العراض والعادات واستحق بہ المدح والذم فی نظر العقول جلیعا لتعلق مصالح الكل به لا یفید بل هو المراد بالذاتی للقطع بان مجرد حركة اليد قتلًا ظلمًا لا تزیید حقیقتها علی حقیقتها	جس میں اغراض و عادات متفق ہوں اور اس کے سبب سے مدح و ذم کا استحقاق ہو کیونکہ سب کے مصالح اس سے متعلق ہیں یہ قول غیر مفید ہے بلکہ ذاتی سے مراد وہی ہے، اس لئے کہ یہ بات قطعی ہے کہ قتل کے لئے بطور ظلم محض حرکت یہ کی حقیقت بطور عدل اس کی حرکت
---	--

^۱ الحدیقة الندیة الباب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۲۵۴

^۲ التعریفات للجر جانی ۸۷۰ (الصفات الذاتیة) دار الکتب العربیہ بیروت ص ۱۱۱

<p>عدلا. فلو كان الذاتي مقتضى الذات اتحاد لازمهما حسنا وقبحا. فانما يراد (اي بالذاتي) ما يجزم به العقل لفعل من الصفة بمجرد تعقله كائنا من صفة نفس من قام به فباعتبارها يوصف بانه عدل حسن اوضدہ^۱ اھ</p>	<p>کی حقیقت سے زائد نہیں۔ اگر ذاتی مقتضائے ذات ہوتا تو ان دونوں کا لازم حسن و قبح کے اعتبار سے متحد ہو جاتا کیونکہ ذاتی سے مراد وہ ہے کہ عقل اس کے ساتھ جزم کرے کسی فعل کے لئے صفت سے، محض اس کے متعلق ہونے کی وجہ سے اس ذات کی صفت سے جس کے ساتھ وہ قائم ہے اسی کے اعتبار سے اس کو عدل و حسن یا اس کی ضد کے ساتھ متصف کیا جاتا ہے (ت)</p>
---	--

حاجی: ذاتی میں یائے نسبت ہے، ذاتی منسوب بہ ذات اور متغائرین میں ہر اضافت صحیح نسبت جو چیز دوسرے کی طرف مضاف ہوگی وہ ضرور اس کی طرف منسوب ہوگی کہ اضافت بھی ایک نسبت ہی ہے، تو جب نور ذات کہنا صحیح ہے تو نور ذاتی کہنا بھی قطعاً صحیح ہوگا ورنہ نسبت ممتنع ہوگی تو نور ذات کہنا بھی باطل ہو جائے گا۔

حاجی: نور ذات کہنا جس کا جواز مانع کو بھی تسلیم ہے اس میں اضافت بیانیہ ہو یعنی وہ نور کہ عین ذات الہی ہے تو معاذ اللہ نور رسالت کا عین ذات الوہیت ہونا لازم آتا ہے پھر یہ کیوں نہ منع ہوا، اگر کہئے کہ یہ معنی مراد نہیں بلکہ اضافت لامیہ ہے اور اس کی وجہ تشریف جیسے بیت اللہ و ناقۃ اللہ و روح اللہ، تو اسی معنی پر نور ذاتی میں کیا حرج ہے یعنی وہ نور کہ ذات الہی سے نسبت خاصہ ممتاز رکھتا ہے۔ شرح المواہب للعلایہ الزرقانی میں ہے:

<p>اضافة تشریف و اشعار بانه خلق عجیب وان له شانا له مناسبة ما الى الحضرة الربوبية على حد قوله تعالى ونفخ فيه من روحه^۲</p>	<p>اضافت تشریف ہے اور یہ بتانا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عجیب مخلوق ہیں اور بارگاہ ربوبیت میں آپ کو خاص نسبت ہے جیسے "وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ"^۳ (اور میں اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں۔) (ت)</p>
--	---

^۱ تحریر الاصول المقالة الثانية الباب الاول الفصل الثاني مصطفى البابی مصر ۲۲۵ و ۲۲۶

^۲ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول دار المعرفة بیروت ۲۶/۱

^۳ القرآن الکریم ۲۹/۱۵ و ۲۲/۳۸

رباعاً: نور ذاتی میں اگر ایک معنی معاذ اللہ کفر ہیں کہ ذاتی کو اصطلاح فن ایسا غوجی پر حمل کریں جو ہر گز قائلوں کی مراد نہیں بلکہ غالباً ان کو معلوم بھی نہ ہوگی تو نور ذات یا نور اللہ کہنے میں جن کا جواز از خود مانع کو مسلم ہے عیاذ باللہ متعدد وجہ پر معافی کفر ہیں۔ ہم نے فتویٰ دیگر میں بیان کیا کہ نور کے دو^۲ معنی ہیں: ایک ظاہر بنفس مظہر لغیرہ، بایں معنی اگر اضافت بیانیہ لو تو نور رسالت عین ذات الہی ٹھہرے اور یہ کفر ہے۔ اور اگر لامیہ لو تو یہ معنی ہوں گے کہ وہ نور کہ آپ بذاب خود ظاہر اور ذات الہی کا ظاہر کرنے والا ہے، یہ بھی کفر ہے۔ دوسرے معنی یہ کیفیت و عرض جسے چمک، جھلک، اجالا، روشنی کہتے ہیں اس معنی پر اضافت بیانیہ لو تو کفر عینیت کے علاوہ ایک اور کفر عرضیت عارض ہوگا کہ ذات الہی معاذ اللہ ایک عرض و کیفیت قرار پائی، اور اگر لامیہ لو تو کسی کی روشنی کہنے سے غالباً یہ مفہوم کہ یہ کیفیت اس کو عارض ہے جیسے نور شمس و نور قمر و نور چراغ، یوں معاذ اللہ عزوجل محل حوادث ٹھہرے گا، یہ بھی صریح ضلالت و گمراہی و منجر بہ کفر لزومی ہے، ایسے خیالات سے اگر نور ذاتی کہنا ایک درجہ ناجائز ہوگا تو نور ذات و نور اللہ کہنا چار درجے، حالانکہ ان کا جواز مانع کو مسلم ہونے کے علاوہ نور اللہ تو خود قرآن عظیم میں وارد ہے:

اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بچھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام فرمانے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مومنوں سے بھجادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برامائیں کافر۔ (ت)

"يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ" ①^۱
"يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ" ②^۲

حدیث میں ہے:

مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔ (ت)

اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله^۳

خامساً: مضاف و مضاف الیہ میں اگر معائرت شرط ہے تو منسوب و منسوب الیہ میں

^۱ القرآن الکریم ۸/۲۱

^۲ القرآن الکریم ۳۲/۹

^۳ سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۱۳۸ دار الفکر بیروت ۸۸/۵، کنز العمال حدیث ۳۰۷۳۰ مؤسسة الرسالہ بیروت ۸۸/۱۱

کیا شرط نہیں۔

سادگنا بلکہ اس طور پر جو مانع نے اختیار کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے مخلوق الہی نہ رہیں گے، دو چیزیں حضور سے پہلے مخلوق قرار پائیں گی اور یہ خلافت حدیث و خلافت نصوص ائمہ قدیم و حدیث۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من	اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور
نورہ ^۱ ۔	کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

یہاں دو اضافتیں ہیں: نور نبی و نور خدا۔ اور مشتہر کے نزدیک اضافت میں مغایرت شرط ہے تو نور نبی غیر ہو اور نور خدا پر خدا، اور غیر خدا جو کچھ ہے مخلوق ہے تو نور خدا مخلوق ہو اور اس نور سے نور نبی بنا، تو ضرر نور خدا نور نبی سے پہلے مخلوق تھا اور نور نبی باقی سب اشیاء سے پہلے بنا، اور اشیاء میں خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہیں، تو نور نبی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے بنا اور اس سے پہلے نور خدا بنا، تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو مخلوق پہلے ہوئے، یہ محض باطل ہے۔

سابعاً: حل یہ ہے کہ ایسا غوجی میں ذاتی مقابل عرضی ہے بایں معنی اللہ عز و جل نور ذاتی و نور عرضی، دونوں سے پاک و منزہ ہے مگر وہ یہاں نہ مراد نہ مفہوم اور عام محاورہ میں ذاتی مقابل صفاتی و اسمائی ہے اور یہاں یہی مقصود، بایں معنی اللہ عز و جل کے لئے نور ذاتی و نور صفاتی و نور اسمائی سب ہیں کہ اس کی ذات و صفات و اسماء کی تجلیاں ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجلی ذات اور انبیاء و اولیاء و سائر خلق اللہ تجلی اسماء و صفات ہیں جیسا کہ ہم نے فتوئے دیگر میں شیخ محقق سے نقل کیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ وسلم۔

^۱ المواہب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۷۱

تقریظ عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللهم لك الحمد فقیر غفر له المولی القدر نے فاضل فاضل، عالم عامل، حامی السنۃ، حامی القتنہ، مولانا مولوی حبیب علی صاحب علوی ایدہ اللہ تعالیٰ بالنور العلوی کی یہ تحریر منیر مطالعہ کی فجزاہ اللہ عنہ نبیہ المصطفیٰ الجزاء الاولیٰ۔ مسئلہ بحمد اللہ تعالیٰ واضح و مکشوف اور مسلمانوں میں مشہور و معروف ہے، فقیر کے اس میں تین رسائل ہیں۔ (۱) قبر التمام فی نفی الظل عن سید الانام علیہ وعلىٰ الہ الصلوٰۃ والسلام۔

عہ: یہ تقریظ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے مولانا حبیب علی علوی کے رسالہ پر لکھی تھی، بریلی کے ذخیرہ مسودات سے مولانا محمد ابراہیم شاہدی پونپوری نے ۸ رجب المرجب ۱۳۶۳ھ کو نقل کی۔ یہ نقل محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذخیرہ کتب سے راقم کو ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ کو دستیاب ہوئی جو پیش نظر مجموعہ رسائل میں شامل کی جا رہی ہے۔ اس مجموعہ میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کے موضوع پر ایک اور سایہ نہ ہونے کے موضوع پر تین رسائل شامل ہیں۔

محمد عبدالقیوم قادری۔

(۲) نفی الفیعی عن اسننارینورہ کل شیء صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) ہدی الحیران فی نفی الفیعی عن سید الاکوان علیہ الصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان۔

یہاں جناب مجیب مصیب سلمہ القریب کی تائید میں بعض کلام ائمہ کرام علمائے اعلام کا اضافہ کروں۔ امام جلیل جلال الملتہ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ خصائص الکبریٰ شریف میں فرماتے ہیں:

<p>باب الایۃ فی انہ لم یکن یری لہ ظل، اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قبر، قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ظلہ کان لایقع علی الارض وانہ کان نورافکان اذ مشی فی الشمس والقبر لاینظر لہ ظل قال بعضهم ویشہد لہ حدیث، قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نوراً^۱۔</p>	<p>اس نشانی کا بیان کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں دیکھا گیا۔ حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت کی کہ سورج اور چاند کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ ابن سبع نے کہا: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا کیونکہ آپ نور ہیں، آپ جب سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بعض نے کہا کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ نے دعا فرماتے ہوئے ہوئے کہا: اے اللہ! مجھے نور بنادے۔ (ت)</p>
---	---

موزج اللیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

<p>لم یقع ظلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قبر قال ابن سبع لانہ کان نوراً، وقال رزین لغلبۃ انوارہ^۲۔</p>	<p>حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ نہ ہی سورج اور چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ دکھائی دیتا تھا۔ ابن سبع نے کہا آپ کے نور ہونے کی وجہ سے اور رزین نے کہا آپ کے انوار کے غلبہ کی وجہ سے۔ (ت)</p>
--	---

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ افضل القری لقراءہ القری زیر قول ماتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

^۱ الخصائص الکبریٰ باب الایۃ فی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل مرکز البسنت گجرات ہند ۱/۶۸

^۲ انموذج اللیب فی خصائص الحبیب

لم یساو وک فی علاک وقد حاک ل سنا منک دونهم سنا^۱

(انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام فضیلت میں آپ کے برابر نہ ہوئے آپ کی چمک اور رفعت آپ تک ان کے پہنچے سے مانع ہوئی۔ ت)

فرماتے ہیں:

یہ ماخوذ ہے ان آیات کریمہ سے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا نام نور رکھا ہے، جیسے آیت کریمہ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین (تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی نور و کتاب مبین) طرف سے نور اور روشن کتاب) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعائیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام حواس، اعضا اور بدن کو نور بنا دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے فرماتے کہ اس کا وقوع ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو مجسم نور بنا دیا ہے تاکہ آپ اور آپ کی امت اس پر اللہ تعالیٰ کا بکثرت شکر یہ ادا کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سورہ بقرہ کی آخری آیات میں واقع دعائیں گننے کا حکم دیا ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا وقوع ہو چکا ہے۔ آپ کی نورانیت کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب آپ سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ سایہ تو کثیف چیز کا ظاہر ہوتا ہے جبکہ آپ کو اللہ نے تمام

هذا مقتبس من تسميته تعالى لنبيه نورا في نحو قوله تعالى "قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين"، وكان صلى الله تعالى عليه وسلم يكثر الدعاء بأن الله يجعل كلاً من حواسه وأعضائه وبدنه نوراً أظهار الوقوع ذلك، وتفضل الله تعالى عليه به ليزداد شكره وشكر امته على ذلك، كما أمرنا بالدعاء الذي في أكر سورة البقرة مع وقوعه، وتفضل الله تعالى به لذلك ومما يؤيد أنه صلى الله تعالى عليه وسلم صار نوراً أنه كان إذا مشى في الشمس والقمر لم يظهر له ظل لأنه لا يظهر إلا لكثيف وهو صلى الله تعالى عليه وسلم قد خالصه

^۱ امر القرى فی مدح خیر الوری الفصل الاول حزب القادرية ۱۱۰ ص ۶

اللہ سائر الکثائف الجسامنیۃ وصیرہ نوراً صرفاً لا یظهر له ظل اصلاً ^۱ ۔	جسمانی ثنائتوں سے پاک فرما دیا ہے اور آپ کو خالص نور بنا دیا ہے، چنانچہ آپ کا سایہ بالکل ظاہر نہیں ہوتا تھا۔
--	--

علامہ سلیمان جمل ہمزہ میں فرماتے ہیں:

لم یکن له صلى الله تعالى عليه وسلم ظل یظهر فی الشمس ولا قبر ^۲ ۔	سورج اور چاند کی روشنی میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ (ت)
--	--

علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس میں لکھتے ہیں:

لم یقع ظله صلى الله تعالى عليه وسلم على الارض ولا رئی له ظل فی شمس ولا قبر ^۳ ۔	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور نہ ہی سورج و چاند کی روشنی میں نظر آتا تھا (ت)
---	--

بعینہ اسی طرح نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار میں ہے۔ علامہ سیدی محمد زر قانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

لم یکن له صلى الله تعالى عليه وسلم ظل فی شمس ولا قبر لانه كان نوراً كما قال ابن سبع وقال رزین لغلبة انواره وقيل حکمة ذلك صیانتہ عن یطاء کافر علی ظله رواه الترمذی الحکیم عن ذکوان ابی صالح السمان الزیات المدنی او ابی عمر والمدنی مولی عائشة رضی الله تعالى عنها وکل منها ثقة من التابعین	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ شمس و قمر کی روشنی میں نمودار نہ ہوتا تھا بقول ابن سبع آپ کی نورانیت کی وجہ سے۔ اور کہا گیا ہے کہ عدم سایہ کی حکمت یہ ہے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر پاؤں نہ رکھے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے ذکوان ابو صالح السمان زیات مدنی سے یا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمر و مدنی سے، اور وہ دونوں ثقہ تابعین
--	--

^۱ افضل القرأی لقراء ام القرأی (شرح ام القرأی) شرح شعر ۲ المجمع الثقات ابو ظبی ۱۲۸/۱۹۹

^۲ الفتوحات الاحمدیہ علی متن الهمزیۃ لسلیمان جمل۔ المکتبۃ التجاریہ الکبریٰ مصر، ص ۵

^۳ تاریخ الخمیس، القسم الثانی النوع الرابع۔ مؤسسة شعبان۔ بیروت، ص ۲۱۹/۱

فہو مرسل لکن روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوء السراج ¹ ۔	میں سے ہیں، لہذا یہ حدیث مرسل ہے۔ لیکن ابن مبارک اور ابن جوزی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ آپ کا سایہ نہ تھا آپ جب سورج کی روشنی یا چراغ کی روشنی میں قیام فرماتے تو آپ کی چمک سورج اور چراغ کی روشنی پر غالب آ جاتی تھی۔ (ت)
--	--

فاضل محمد بن صبان اسعاف الراغبین میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لکھتے ہیں:

وانہ لا فیجی له²۔ (بے شک آپ کا سایہ نہ تھا۔ ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں:

چوں فنا نش از فقر پیرایہ شود او محمد دار بے سایہ شود³

(جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہو جاتی ہے تو وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح بغیر سایہ کے ہو جاتا ہے۔ ت)

ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبد العلی قدس سرہ، اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

در مصرع ثانی اشارہ بہ معجزہ آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم است کہ آل سرور را سایہ نمی افتاد ⁴ ۔	دوسرے مصرع میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا۔
---	--

یہاں اس مسئلہ مسلمہ کے منکر وہابیہ ہیں اور اسماعیل دہلوی کے غلام اور اسماعیل کو غلامی حضرت مجدد کا ادعاء اور حضرت شیخ مجدد جلد ثالث، مکتوبات، مکتوب صدم میں فرماتے ہیں:

اور را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نبود و در عالم	رسول انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔
--	---

¹ شرح الزرقانی علی البواہب اللدنیہ، المقصد الثالث، الفصل الاول، دار المعرفۃ بیروت ۲۲۰/۴

² اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ و اہل بیئته الطاہرین الباب الاول مصطفیٰ البابی مصر ص ۷۹

³ مثنوی معنوی در صفت آل نبی خود کہ در بقائی حق فانی شدہ است الخ نورانی کتب خانہ پشاور ص ۱۹

شہادت سایہ ہر شخص لطیف ترست و چوں لطیف تر ازوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نباشد اور اسایہ چہ صورت دارد علیہ و علی آلہ الصلوٰات والتسلیمات ^۱ ۔	عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ چونکہ آپ سے بڑھ کر کوئی شے لطیف نہیں ہے لہذا آپ کے سایہ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام ہو۔ (ت)
---	---

اسی کے مکتوب ۱۲۲ میں فرمایا:

واجب راتعالیٰ چر اخل بود کہ ظل موہم تولید بہ مثل ست و منبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل، ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد ^۲ ۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	واجب تعالیٰ کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سایہ تو مثل کے پیدا ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے اور عدم کمال لطافت کے شائبہ کی خبر دیتا ہے۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ بوجہ آپ کی لطافت کے نہ تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدا جل وعلا کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ (ت)
---	---

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) مطالع المسرات شریف میں امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ سے:

انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ لمعة من نوره والملائکۃ شردتلك الانوار ^۳ ۔	اللہ تعالیٰ نور ہے مگر انوار کی مثل نہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ ہے اور ملائکہ ان انوار کی جھلک ہیں۔ (ت)
---	--

پھر اس کی تائید میں حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیء ^۴ ۔	اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور بنایا اور میرے نور سے تمام اشیاء کو پیدا فرمایا (ت)
---	--

^۱ مکتوبات امام ربانی مکتوب صدم نوکشتور لکھنؤ جلد سوم ص ۱۸۷

^۲ مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۲۲ نوکشتور لکھنؤ جلد سوم ص ۲۳۷

^۳ مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۵

^۴ مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۵

جب ملائکہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنے، سایہ نہیں رکھتے تو حضور کہ اصل نور ہیں جن کی ایک جھلک سے سب ملک بنے کیونکہ سایہ سے منزہ نہ ہوں گے۔ جب کہ ملائکہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنے، بے سایہ ہوں، زاور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ نور الہی سے بنے، سایہ رکھیں۔

حدیث میں ہے کہ آسمانوں میں چا اٹکل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو، ملائکہ کے سایہ ہوتا تو آفتاب کی روشنی ہم تک کیونکہ پہنچتی یا شاید پہنچتی تو ایسی جیسے گھنے پیڑ میں سے چھن کر خال خال بند کیاں نور کے سائے کے اندر نظر آتی ہیں، ملائکہ تو لطیف تر ہیں، نار کے لئے سایہ نہیں بلکہ ہوا کے لئے سایہ نہیں بلکہ عالم نسیم کی ہوا کہ ہوائے بالا سے کثیف تر ہے اس کا بھی سایہ نہیں ورنہ روشنی کبھی نہ ہوتی بلکہ ہوا میں ہزاروں لاکھوں ذرے اور قسم قسم کے جانور بھرے پڑے ہیں کہ خوردبین سے نظر آتے ہیں اور بعض بے خوردبین بھی، جبکہ دھوپ کسی بند مکان میں روزن سے داخل ہو ان میں کسی کے سایہ نہیں۔ یہ سب تو قبول کر لیں گے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تن اقدس کی ایسی لطافت کس دل سے گوارا ہو کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا۔ جانے دو، یہاں ان ذروں کی باریکی جسم کا حیلہ لوگے، آسمان میں کیا کہو گے؟ اتنا بڑا جسم عظیم کہ تمام زمین کو محیط اور اس کا ایک ذرا سا ٹکڑا جس میں آفتاب ہے سارے کرہ زمین سے تین سو چھیسیں حصے بڑا ہے، اسی کا سایہ دکھا دیجئے، اس کا سایہ پڑتا تو قیامت تک تمہیں دن کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا، ہاں ہاں یہی جو نیلگوں چھت ہمیں نظر آتی ہے، یہی پہلا آسمان ہے، قرآن عظیم یہی بتاتا ہے:

<p>(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) کیا نہیں دیکھتے اپنے اوپر آسمان کو، ہم نے اسے کیسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں شگاف نہیں۔</p>	<p>قَالَ تَعَالَى "أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهُا مِنْ فُرُوجٍ" ①۔</p>
---	--

اور فرماتا ہے: "وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّظِيرِينَ" ②۔ ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کے لئے آراستہ کیا۔ اور اگر فلاسفہ یونانی کی فصلہ خوری سے یہی مانئے کہ جو نظر آتا ہے فلک نہیں، کرہ بخار ہے۔

¹ القرآن الکریم ۶/۵۰

² القرآن الکریم ۱۶/۱۵

جب ہمارا مطلب حاصل کہ اتنا بڑا جسم عظیم عنصری سایہ نہیں رکھتا، اسے آسمان کہو یا کرہ بخار، بینات جدیدہ کا کفر اوڑھو کہ آسمان کچھ ہے ہی نہیں، یہ جو نظر آتا ہے محض موہوم و بے حقیقت حد نگاہ ہے، تو ایک بات ہے مگر آسمانی کتاب پر ایمان لا کر آسمان سے انکار کرنا ناممکن۔

غرض جب دلیل قاہرہ سے ثابت کہ جسم عنصری کے لئے سایہ ضروری نہیں، تو نیچریوں کی طرح خلاف نیچر ہونے کا جو ہیمانہ استبعاد تھا وہ اوڑھ لیا، پھر کیا وجہ کہ ائمہ کرام طبقہً فوقتہً جو فضیلت ہمارے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے نقل فرماتے ہیں اور مقبول و مقرر رکھتے آئے اور عقل و نقل سے کوئی اس کا واقع نہیں، تسلیم نہ کیا جائے یا اس میں چون و چرا برتی جائے اسے سوائے مرض قلب کے کیا کہئے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کو بیمار دل گوارا نہیں کرتا "يَشْمَخُ صَدْرُكَ لِلْإِسْلَامِ" ^۱۔ (اللہ تعالیٰ اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے) کی دولت نہ ملی کہ اللہ تعالیٰ اس کا سینہ قبول و تسلیم کے لیے کھول دیتا، ناچار "يَجْعَلُ صَدْرُكَ صَبِيحًا حَرًّا كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ" ^۲ (اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ ت) کے آڑے آتی۔ دل تنگ ہو کر گور کافر کے مثل ہو جاتا اور فضیلت کا منکر کلیجہ چار چار اچھلتا گویا آسمان کو چڑھا جاتا ہے "كُنْ لَكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ" ^۳ والعیاذ باللہ رب العلمین۔ واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم (اللہ یوں ہی عذاب میں ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو۔ اور اللہ رب العالمین کی پناہ۔ اور اللہ سبحنہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ت)

رسالہ

صلات الصفاء فی نور المصطفیٰ

ختم ہوا

^۱ القرآن الکریم ۱۲۵/۶

^۲ القرآن الکریم ۱۲۵/۶

^۳ القرآن الکریم ۱۲۵/۶

رسالہ

نفی الفیء عن استنار بنورہ کل شیء ۱۲۹۶ھ
(اس ذات اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی)

مسئلہ ۴۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے سایہ تھا یا نہیں؟ بینوا
توجروا (بیان فرمائیے اگردے جاؤ۔ ت)

الجواب:

ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے تمام اشیاء سے قبل ہمارے نبی کے نور کو اپنے نور سے بنایا، اور تمام نوروں کے آپ کے ظہور کے جلووں سے بنایا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نوروں کے نور اور ہر شمس و قمر کے مد ہیں۔ آپ کے رب نے اپنی کتاب کریم میں آپ کا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط الحمد للہ الذی خلق قبل الاشیاء نور نبینا من نورہ وخلق الانوار جمیعاً من لمعات ظہورہ فهو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور الانوار ومد جمیع الشمس والاقمار سماہ ربہ فی کتابہ الکریم

<p>نورا وسراجا منیرا فلولا انارتہ لما استنارت شمس و لا تبین یوم من امس ولا تعین وقت للخمیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی المستنیرین بنورہ المحفوظین عن الطمس جعلنا اللہ تعالیٰ منهم فی الدنیا ویوم لا یسع الاھمس۔</p>	<p>نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔ اگر آپ جلوہ گلن نہ ہوتے تو سورج روشن نہ ہوتا، نہ آج کل سے ممتاز ہوتا اور نہ ہی خمس کے لئے وقت کا تعین ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرمائے اور آپ کے نور سے مستنیر ہونے والوں پر جو مٹ جانے سے محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بنائے دنیا میں اور اس دن جس میں نہیں سنائی دے گی مگر بہت آہستہ آواز۔ (ت)</p>
---	---

بیشک اس مہر سپہر اصطفاء ماہ منیر اجتباء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، اور یہ امر احادیث و اقوال علماء کرام سے ثابت اور اکابر ائمہ و جہا بذفضلاء مثل حافظ رزین محدث و علامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور و امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ و امام عارف باللہ سیدی جلال الملتہ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ، و علامہ حسین بن دیار بکری و اصحاب سیرت شامی و سیرت حلبی و امام علامہ جلال الملتہ والدین سیوطی و امام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء و علامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحب نسیم الریاض و امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ و فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی و جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی و بحر العلوم مولانا عبدالحق لکھنوی و شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی و غیر ہم اجلہ فاضلین و مقتدایان کہ آج کل کے مدعیان خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاً عن سلف دامت اہم اپنی تصنیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل و قاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے اس کی تائیس و تشہید کی۔

<p>فقد اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یرىٰ له ظل فی شمس ولا قبر^۱۔</p>	<p>حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔</p>
--	--

سیدنا عبد اللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا و

^۱ الخصائص الکبریٰ بحوالہ الحکیم الترمذی باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یرىٰ له ظل مرکز اہلسنت گجرات ہند ۶۸/۱

ابن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل، ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوء الشمس، ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوءه على ضوء السراج ¹ ۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا، اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کے تابش نور نے اس کی چمک کو دالیا۔
--	--

امام علام حافظ جلال الملت والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب خصائص کبریٰ میں اس معنی کے لئے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیث ذکر کے نقل کیا:

قال ابن سبع من خصائصه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ظله كان لا يقع على الارض وانه كان نور افكان اذا مشى في الشمس والقمر لا ينظر له ظل قال بعضهم ويشهد له حديث قول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم في دعائه واجعلني نورا ² ۔	یعنی ابن سبع نے کہا حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے، تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ بعض علماء نے فرمایا اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کر دے۔
---	---

نیز انموذج اللیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب ثانی فصل رابع میں فرماتے ہیں:

لم یقع ظله على الارض ولا رئی له ظل في شمس ولا قمر قال ابن سبع لانه كان نور اقال رزين لغلبة انواره ³ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔ امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔
--	--

¹ الوفاء بأحوال المصطفى الباب التاسع والعشرون مكتبة نوريه رضويه فيصل آباد ۲۰۷۱

² الخصائص الكبریٰ باب الآیة انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یزی له ظل مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۶۸/۱

³ انموذج اللیب

امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

وما ذکر من انه کان لا ظل لشخصه فی شمس ولا قبر لانه کان نوراً ^۱ ۔	یعنی حضور کے دلائل نبوت و آیات رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ حضور نور ہیں۔
--	--

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کر کے اپنی ایک رباعی انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت و فضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں: بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں۔

وهذا مانصبه الخفاجی (خفاجی کی عبارت یہ ہے):

(و) من دلائل نبوته صلى الله تعالى عليه وسلم (ما ذكر) بالبناء للمجهول والذى ذكره ابن سبع (من انه) بيان لما الموصولة (لا ظل لشخصه) اي لجسده الشریف اللطيف اذا كان (في شمس ولا قبر) مما ترى فيه الظلال لحجب الاجسام ضوء النيران ونحوهما وعلى ذلك ابن سبع بقوله (لانه) صلى الله تعالى عليه وسلم (كان نورا) والانوار شفافة لطيفة لا تحجب غير ها من الانوار فلا ظل لها	حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دلائل نبوت سے ہے وہ جو کہ مذکور ہوا، اور وہ جو ابن سبع نے ذکر فرمایا کہ آپ کے تشخص یعنی جسم اطہر و لطیف کا سایہ نہ ہوتا جب آپ دھوپ اور چاندنی میں تشریف فرما ہوتے یعنی وہ روشنیاں جن میں سائے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ اجسام، شمس و قمر وغیرہ کی روشنی کے لئے حاجب ہوتے ہیں۔ ابن سبع نے اس کی علت یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں اور انوار شفاف و لطیف ہوتے ہیں وہ غیر کے لئے حاجت نہیں ہوتے اور ان کا سایہ
---	--

^۱ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل ومن ذلك ماظهر من الآيات دار الكتب العلمية بيروت ۲۲۵/۱

نہیں ہوتا جیسا کہ انوار حقیقت میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کو صاحب وفاء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، نہ کھڑے ہوئے آپ کبھی سورج کے سامنے مگر آپ کا نور سورج پر غالب آگیا، اور نہ قیام فرمایا آپ نے چراغ کے سامنے مگر آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آگیا۔ یہ اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے اور اس سلسلہ میں رباعی جو کہ یہ ہے: حضرت امام الانبیاء احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایہ اقدس نے آپ کی کرامت و فضیلت کی وجہ سے دامن زمین پر نہیں کھینچا جیسا کہ لوگوں نے کہا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ عدم سایہ کے باوجود سب لوگ آپ کے سایہ رحمت میں آرام کرتے ہیں۔^۱

یہاں قالوا، قبیلہ سے مشتق ہے (نہ کہ قول سے) تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا۔ اگر تو سمجھے تو آپ نور علی نور ہیں، کیونکہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہوں اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو۔ اس کی تفصیل مشکوٰۃ الانوار میں ہے۔ (ت)

کہا ہو مشاہد فی الانوار الحقیقة وهذا رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ ضوءہا ولا مع سراج الا غلب ضوءہ ضوءہ وقد تقدم هذا والكلام علیہ و رباعیتہا فیہ وہی نہ

ماجر لظل احمد اذیال فی الارض کرامۃ کہا قد قالوا هذا عجب وکم به من عجب والناس بظله جبیعا قالوا "وقالوا هذا من القیلولة وقد نطق القرآن بانہ النور البمین وکونه بشرا لا ینافیہ کہا توہم فان فہمت فہو نور علی نور فان النور هو الظاہر بنفسہ المظہر لغيرہ وتفصیلہ فی مشکوٰۃ الانوار^۱ انتہی۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں: نہ

^۱ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲۸۲/۳

چوں فنا نش از فقر پیرایہ شود
او محمد دار بے سایہ شود^۱
(جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہو جاتی ہے تو وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح بغیر سایہ کے ہو جاتا ہے۔ ت)
مولانا بحر العلوم نے شرح میں فرمایا:

در مصرع ثانی اشارہ بمعجزہ آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را سایہ نمی افتاد ^۲ ۔	دوسرے مصرعے میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزے کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ (ت)
---	---

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندی میں۔ اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابن سبع کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث اجعلنی نوراً (مجھے نور بنادے۔ ت) سے استشاد ذکر کیا۔ حیث قال (امام قسطلانی نے فرمایا۔ ت):

لم یکن له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شمس ولا قمر رواہ الترمذی عن ذکوان. وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نوراً فکان اذا مشی فی الشمس او القبر لا یتظہر له ظل قال غیرہ ویشہد له قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نوراً ^۳ ۔	دھوپ اور چاندنی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا۔ اس کو ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے، جب آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس کے گیر نے کہا اس کا شاہد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جو آپ دعا میں کہتے کہ اے اللہ! مجھے نور بنادے۔ (ت)
---	--

اسی طرح سیرت شامی میں ہے:

وزاد عن الامام الحکیم قال معناه لئلا یطأ علیہ کافر فیکون	یعنی امام ترمذی نے یہ اضافہ کیا: اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایہ اقدس پر پاؤں نہ رکھے
--	--

^۱ مثنوی معنوی در صفت آل پیچود کہ در بقای حق فانی شدہ است دفتر پنجم نورانی کتب خانہ پشاور ص ۱۹

^۲

^۳ المواہب اللدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۳۰/۷/۲

مذللہ^۱۔

کیونکہ اس میں آپ کی توہین ہے۔

اقول: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لئے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گرد عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا تھا اس سے دریافت فرمایا، بولا: بات یہ ہے کہ اور تو کچھ قابو ہم تم پر نہیں پاتے جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اسے اپنے پاؤں سے روندنا چلتا ہوں۔ ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عزجلالہ، نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا۔ نیز اسی طرح سیرت حلبیہ میں قدر مافی شفاء الصدور۔

محمد زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح میں فرماتے ہیں: حضور کے لئے سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں، جیسا کہ ابن سبع نے کہا اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں: سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوار عالم پر غالب تھا، اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر نہ پڑے۔ وھذا کلامہ برمہ (زرقانی کی اصل عبارت):

<p>حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں اور نہ ہی چاندنی میں، کیونکہ آپ نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے فرمایا۔ رزین نے فرمایا عدم سایہ کا سبب آپ کے انوار کا غلبہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی حکمت آپ کو بچانا ہے اس بات سے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر اپنا پاؤں رکھے۔ اس کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے زکوان ابو صالح السمان زیات المدنی سے یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمرو المدنی سے اور وہ دونوں ثقہ تابعین میں سے ہیں، چنانچہ یہ حدیث مرسل ہوئی، مگر ابن مبارک اور ابن جوزی نے</p>	<p>(ولم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر لانہ کان نوراً) کہا قال ابن سبع وقال رزین لغلبة انوارہ قیل وحکمة ذالک صیانته عن ان یطأ کافر علی ظلہ (رواہ الترمذی الحکم عن ذکوان) ابی صالح السمان زیات المدنی او ابی عمرو المدنی مولی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکل منہما ثقة من التابعین فهو مرسل لکن روی ابن المبارک و</p>
--	--

^۱ سبل الہدی والرشاد الباب العشرون فی مشیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹۰/۲

<p>ابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوء السراج (وقال ابن سبیع کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور افکان اذا مشی فی الشمس والقمر لا یمظہر لہ ظل) لان النور لا ظل لہ (قال غیرہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ) لیا سئل اللہ تعالیٰ ان یجعل فی جمیع اعضائہ وجہاتہ نورًا ختم بقولہ (واجعلنی نورا) و النور لا ظل لہ وبہ یتما الاستشہاد^۱ انتہی۔</p>	<p>سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، آپ کبھی بھی سورج کے سامنے جلوہ افروز نہ ہوئے مگر آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آگیا اور نہ ہی کبھی آپ چراغ کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آگئی۔ ابن سبیع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے۔ آپ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نمودار نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، اس کے غیر نے کہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات اس کے شاہد ہیں جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ آپ کے تمام اعضاء اور جہات کو نور بنادے، اور آخر میں یوں کہا اے اللہ! مجھے نور بنادے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اسی کے ساتھ استدلال تام ہوا۔ (ت)</p>
---	--

علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) النوع الرابع ما اختص صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ من الکرامات میں فرماتے ہیں:

<p>لم یقع ظله علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر^۲۔</p>	<p>حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔</p>
---	---

یعنی اسی طرح کتاب "نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار" میں ہے۔

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہ تعالیٰ: "لَوْ لَا اِذْ سِعْتُمْ مَوْكُظَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا"^۳۔ (کیوں نہ ہو واجب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر

^۱ شرح الزرقانی المواہب اللدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول دار المعرفة بیروت ۲۲۰/۳

^۲ تاریخ الخمیس القسم الثانی النوع الرابع مؤسسة الشعبان بیروت ۲۱۹/۱

^۳ القرآن الکریم ۱۲/۲۴

نیک گمان کیا ہوتا۔ ت) فرماتے ہیں:

<p>امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔^۱</p>	<p>قال عثمان رضي الله تعالى عنه ان الله ما وقع ظلك على الارض لئلا يضع انسان قدمه على ذلك الظل^۱۔</p>
---	--

امام ابن حجر مکی افضل القری میں زیر قول ماتن قدس سرہ

ل سنا منك دونهم وسناء^۲

لم يساوك في علاك وقدحا

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔

فرماتے ہیں:

<p>یعنی یہ معنی اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلاً اس آیت میں کہ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے کہ الہی! میرے تمام حواس و اعضاء سارے بدن کو نور کر دے۔ اور اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کر دیا تاکہ آپ اور آپ کی امت اس پر اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر ادا کریں۔</p>	<p>هذا مقتبس من تسميته تعالى لنبيه نورا في نحو "قد جاءكم من الله نور وكتب مبين" وكان صلى الله تعالى عليه وسلم يكثر الدعاء بأن الله تعالى يجعل كلاً من حواسه وأعضائه وبدنه نوراً اظهر الوقوع ذلك وتفضل الله تعالى عليه به ليزداد شكره وشكر امته على ذلك كما امرنا بالدعاء الذي في آخر سورة البقرة مع وقوعه وتفضل الله تعالى به لذلك ومما يؤيدانه صلى الله تعالى</p>
---	--

^۱ مدارك التنزيل (تفسير النسخ) تحت الآية ۱۲/۲۴ دار الكتاب العربي بيروت ۱۳۵/۳

^۲ امر القرى في مدح خير الورى الفصل الاول حزب القادرية لاہور ص ۶

<p>جیسے ہمیں حکم ہوا کہ سورہ بقرہ شریف کے آخر کی دعا عرض کریں وہ بھی اسی اظہار و وقوع و حصول فضل الہی کے لئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور محض ہو جانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لئے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی مٹافوتوں سے خالص کر کے نر انور کر دیا لہذا حضور کے لئے سایہ اصلاً نہ تھا۔</p>	<p>عليه وسلم صار نوراً انه كان اذا مشى في الشمس والقبر لم يظهر له ظل لانه لا يظهر الا لكثيف وهو صلى الله تعالى عليه وسلم قد خالصه الله من سائر الكثائف الجسمانية وصيرة نوراً صراً لا يظهر له ظل اصلاً¹۔</p>
---	--

علامہ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں:

<p>لم یکن له صلى الله تعالى عليه وسلم ظل يظهر في شمس ولا قبر²۔</p>	<p>نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ظاہر ہوتا نہ چاندنی میں۔</p>
---	---

فاضل محمد بن فہمیہ کی "اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ و اہل بیتہ الطاہرین" میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے:

<p>وانه لا فبی له³۔</p>	<p>حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا۔</p>
------------------------------------	---

مجمع البحار میں برمرش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے:

<p>من اسمائه صلى الله تعالى عليه وسلم قيل من خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم انه اذا مشى في الشمس والقبر لا يظهر له ظل⁴۔</p>	<p>حضور کا ایک نام مبارک "نور" ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔</p>
---	--

¹ افضل القرى لقراء ام القرى (شرح ام القرى) شرح شعر ۲ المجمع الثقانی ابو ظبی ۱/۱۲۸، ۱۲۹

² الفتوحات الاحمدیہ علی متن الهمزیہ سلیمان جم المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر ص ۵

³ اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ والہ بیتہ الطاہرین علی هامش الابصار دار الفکر بیروت ص ۷۹

⁴ مجمع بحار الانوار باب نون تحت لفظ "النور" مکتبہ دار الایمان مدینۃ المنورۃ ۳/۸۲۰

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

و نبود مرآ نحضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول و عجب است این بزرگان کہ ذکر نکردند چراغ را و نور یکے از اسمائے آنحضرت است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نور را سایہ نمی باشد انتہی ^۱	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان، اور تعجب یہ ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور "نور" حضور کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (ت)
---	--

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوبات صدم میں فرماتے ہیں:

اورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است و چوں لطیف ترے ازوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد ^۲ ۔	آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے، اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہذا آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے! (ت)
---	--

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں:

واجب را تعالیٰ چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید بہ مثل است و منبى از شائبہ عدم کمال لطافت اصل، ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد ^۳ ۔	اللہ تعالیٰ کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں ہے، دیکھئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔ (ت)
---	---

^۱ مدارج النبوة باب اول بیان سایہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھڑا ۲۱۱

^۲ مکتوبات امام ربانی مکتوب صدم نوکسور لکھنؤ ۱۸۷/۳

^۳ مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۲۲ نوکسور لکھنؤ ۲۳۷/۳

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورہ الضحیٰ میں لکھتے ہیں: سایہ ایشاں بر زمیں نمی افتاد^۱۔ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔ فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ، استدلال ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث واجعلنی نوراً (مجھے نور بنا دے۔ ت) سے استشاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدعا پر دلالت واضح یہ ہے، دلیل شکل اول بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب، صغریٰ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں، اور کبریٰ یہ کہ نور کے لئے سایہ نہیں، جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، آپ ہی پائے گا: مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو، کبریٰ تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جس کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب، نور کا سایہ پرے تو تنویر کون کرے۔ اس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں، اور صغریٰ یعنی حضور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں مگر تنبیک معاندین کے لئے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حق سبحانہ، و تعالیٰ فرماتا ہے:

اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا۔	"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَبِرَاجِمٍ مِّمَّنْ ۝" ^۲
--	--

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں، اور خود قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا:

اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔ (ت)	"وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ۝" ^۳
---	---

اور فرماتا ہے:

^۱ فتح القدیر (تفسیر عزیزی) پ عم سورة الضحیٰ مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی ص ۳۱۲

^۲ القرآن الکریم ۳۳/۴۵

^۳ القرآن الکریم ۷۱/۱۶

<p>"قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ" ^۱۔</p>	<p>بتحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔</p>
--	---

علماء فرماتے ہیں: نور سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اسی طرح آیہ کریمہ "وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ" ^۲۔ (اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔) میں امام جعفر صادق اور آیہ کریمہ "وَمَا أَزِلُّنَاكَ مَا الظَّارِقُ" ^۳۔ (اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تار۔) میں بعض مفسرین نجم اور النجم الثاقب سے ذات پاک سید لولاک مراد لیتے ہیں ^۴ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک دعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے:

<p>اللهم اجعل في قلبي نوراً وفي سمعي نوراً وفي عصبی نوراً وفي لحيی نوراً وفي دمی نوراً وفي شعری نوراً وفي بشری نوراً وعن یمینی نوراً وعن شمالی نوراً وامن می نوراً وخلفی نوراً وفوقی نوراً وتحتی نوراً واجعلنی نوراً ^۵۔</p>	<p>الہی! میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت و پوست و خون و استخوان اور میرے زیر و بالا و پس و پیش و چپ و راست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کر دے۔</p>
--	---

جب وہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سننے والے نے انہیں ضیائے تابندہ و مہر درخشندہ و نور الہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا، حدیث ابن عباس میں ہے کہ ان کا نور چراغ و خوشید پر غالب آتا۔ اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد کہ

^۱ القرآن الکریم ۱۵/۵

^۲ القرآن الکریم ۱/۵۳

^۳ القرآن الکریم ۳۰/۲ و ۸۶

^۴ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الفصل الرابع دار الكتب العلمية بيروت ۳۰/۱

^۵ صحيح البخارى كتاب الدعوات باب الدعاء قديمي كتب خانه كراچی ۹۳۵/۲، صحيح مسلم كتاب صلوة المسافرين باب صلوة النبي صلى

الله تعالى عليه وسلم قديمي كتب خانه كراچی ۲۲۱/۱، جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منه امین كپنی دہلی ۱۷۸/۲

ان کی روشنیاں اس کے حضور پھیکی پڑ جائیں جیسے چراغ پیش مہتاب یا یکسر ناپدید و کالعدم ہو جائیں جیسے ستارے حضور آفتاب۔ ابن عباس کی حدیث میں ہے:

واذا تکلم رثی کالنور یخرج من بین ثناہ ۱۔	جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھٹتا نظر آتا۔
--	---

وصاف کی حدیث میں وارد ہے:

یتلأ لؤ وجهہ تلالؤ القمر لیلا البدراقنی العرنین له نور یعلوہ یحسبہ من لم یتأمله اشم انور المتجرد ۲۔	یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا ٹکا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک ماس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن و تابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علی کل عضو من جسمہ الانوار الاعطر وبارک وسلم (اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم انور معطر کے ہر عضو پر درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ ت)
---	--

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان الشمس تجری فی وجہہ ۳۔	گو یا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا۔
---------------------------	--------------------------------------

اور فرماتے ہیں:

واذا ضحك یتلأ لؤ فی الجدر ۴۔	جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں۔
------------------------------	--------------------------------------

^۱ تاریخ دمشق الكبير باب ما روى في فصاحة لسانه دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/۹، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثاني فصل وان قلت اكرمك الله دار الكتب العلمية بیروت ۴۶/۱، شمائل الترمذی باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم امين كينى دہلی ص ۳

^۲ شمائل الترمذی باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم امين كينى دہلی ص ۲

^۳ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثاني فصل ان قلت اكرمك الله دار الكتب العلمية بیروت ۴۶/۱

^۴ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثاني فصل ان قلت اكرمك الله دار الكتب العلمية بیروت ۴۶/۱

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں:

لورایت لقلت الشمس طالعة ^۱ ۔	اگر تو انہیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔
--	---

ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں:

رأینا کان النور یخرج من فیہ ^۲ ۔	ہم نے نور سانکلے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔
--	---

احادیث کثیرہ مشہورہ میں وارد، جب حضور پیدا ہوئے ان کی روشنی سے بصرہ اور روم و شام کے محل روشن ہو گئے۔ چند روایتوں میں ہے:

اضاء له ما بین المشرق والمغرب ^۳ ۔	آپ کے لئے شرق سے غرب تک منور ہو گیا۔
--	--------------------------------------

اور بعض میں ہے:

امتلاّت الدنیا کلھا نوراً ^۴ ۔	تمام دنیا نور سے بھر گئی۔
--	---------------------------

آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں:

رأیت نور اساطعاً من رأسه قد بلغ السماء ^۵ ۔	میں نے ان کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔
---	---

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی: "میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، حضور کے نور رُخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی^۶۔"

^۱ المواہب اللدنیة عن ربیع بنت معوذ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۳/۲

^۲ مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب علامات النبوة باب صفة صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب بیروت ۲۸۰/۸

^۳ المواہب اللدنیة المقصد الاول احادیث اخرى فی المولد المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۰/۱

^۴ الخصائص الکبریٰ باب مآظہر فی لیلة مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من المعجزات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۴/۷

^۵ الخصائص الکبریٰ باب مآظہر فی لیلة مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من المعجزات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۴/۷

^۶ الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر باب الآیة فی وجہہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکز اہلسنت گجرات ہند ۶۲/۱ و ۶۳

علامہ فاسی مطالع المسرات میں ابن سبع سے نقل کرتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یضیی البیت المظلم من نورہ ^۱ ۔	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے خانی تاریک روشن ہو جاتا۔
---	---

اب نہیں معلوم کہ حجور کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے سے انکار کرے گا یا انوار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہئے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا عیاذ باللہ، کثیف تھا اور جو اس سے تحاشی کرے تو پھر عدم سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے؟

بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرض استدلال میں لائے، جابلانہ انکار، مکارہ و کج بحثی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہوں وہ بھی دکھائے، ہم ارشادات علماء سند میں لاتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا۔

مجرد ما و شاپر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے ع

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

(مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ ت)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف۔ وہ خود فرماتے ہیں: لست کمثلکم^۲ میں تم جیسا نہیں۔ ویروای لست کہیئتکم^۳ میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔

^۱ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۳۹۳

^۲ المصنف لعبدالرزاق کتاب الصیام باب الوصال حدیث ۷۵۲۷ المکتب الاسلامی بیروت ۲۶۷/۴، صحیح البخاری کتاب الصوم باب

الوصل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۳/۱، صحیح مسلم کتاب الصیام باب النهی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۲/۱، ۳۵۱/۱

^۳ صحیح مسلم کتاب الصیام باب النهی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۲/۱، ۳۵۱/۱، صحیح بخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی

کتب خانہ کراچی ۲۶۳/۱ و ۲۶۴/۱

ویروای ایکم مثلی^۱ تم میں کون ہے مجھ جیسا۔

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ: "حضور کا بشر ہونا نور رخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں^۲۔
پھر صرف اس قیاس فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کے بھی ہوگا، ثبوت سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل و ادب سے کس قدر دور پڑتا ہے۔

الان محمد ابشر لاکالبشر بل هو یاقوت بین الحجر^۳

(خبردار! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں مگر کسی بشر کی مثل نہیں، بلکہ وہ ایسے ہیں جیسے پتھروں کے درمیان یاقوت۔ ت)

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ثابہ وخصائص صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی و دنیاوی تصور کیا ہے، ایمان بے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود فرماتے ہیں:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولد والناس اجمعین ^۴ ۔	تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔
--	---

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل و تکثیر مدائح میں مشغول رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام و سحر نفی محاسن کی فکر میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔
جان برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ تیرا محبوب تیرے مٹانے کی فکر میں رہے، اور پھر محبوب بھی کیسا،

^۱ صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۵۱/۱، صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب

خانہ کراچی ۲۶۳/۱

^۲ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ومن ذالک مآظہر من الآیات الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲۸۲/۳

^۳ افضل الصلوٰۃ علی سید السادات فضائل درود مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۱۵۰

^۴ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب

وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۹/۱

جان ایمان وکان احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بار تن نازک پر اٹھالیا۔ تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا۔ تم رات دن لہو و لعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول، اور وہ شب و روز تمہاری بخشش کے لئے گریاں و ملول۔

جب وہ جان رحمت وکان رافت پیدا ہوا بارگاہ الہی میں سجدہ کیا اور رب ہب لی امتی¹۔ (یا اللہ! میری امت کو بخش دے۔ ت) جب قبر شریف میں اتار الب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی²۔ (میری امت۔ ت) فرماتے تھے، قیامت میں بھی انہیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم السلام سے نفسی نفسی اذہبوا الی غیری³ (آج مجھے اپنی فکر ہے کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ ت) سنو گے اور اس غمخوار امت کے لب پر پیار امتی⁴ (اے رب! میری امت کو بخش دے۔ ت) کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں: جب انتقال کروں گا صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا۔ کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آواز جاگداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم سے کسی غافل و مدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح اسے اور اک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درو پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجران نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔

وائے بے انصافی! ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جاں نثار کرنا اور اس کی مدح و ستائش و نشر فضائل سے آنکھوں کی روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشم خرد بین میں سرمہ انصاف لگا اور گوش قبول سے پنبہ اعتساف نکال، پھر یہ تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلاء سے پوچھنا، پھر اگر ایک منصف ذی عقل بھی تجھ سے کہہ دے کہ نشر محاسن و تکثیر مدائح نہ دوستی کا مقتضی نہ رد فضائل و نفی کمالات غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ

1

2

³ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۱/۱

⁴ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۱/۱

خدا اور رسول سے شرم اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کہ خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا، اور جس کی شان وہ بڑھائے اسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضل الہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی، اور جواب بھی تیرے دل میں کوئی شک و شبہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسسٹی بہ "قبر التمام فی نفی الظل عن سید الانام" علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ بیان شافی پائے گا اور مرشد کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور نہایت نفیس دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع و اضاءت بلکہ معدن انوار و افضل مضیئات بلکہ درحقیقت بعد جناب الہی نام "نور" انہیں کوزیبا، اور ان کے ماوراء کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہیں کی جناب سے ایک علاقہ و انتساب کے سبب، اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوت معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں، اور یہ بھی بیان کر دیا ہے پیشوایان دین کا داب ان معاملات میں ہمیشہ قبول و تسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن و حدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا، نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ، اور اس کے سوا اور فوائد شریفہ و اسحات لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ لطف جانفزا پائے گا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و اصہارہ و انصارہ و اتباعہ اجمعین الی یوم الدین آمین والحمد للہ رب العلمین۔

رسالہ

نفی الفبی عن استنار بنورہ کل شیعی

ختم ہوا۔



رسالہ

قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲۹۶ھ
(سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سایہ کی نفی میں کامل چاند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۴۴: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ تھا یا نہیں؟
بینوا توجروا (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب:

<p>ومن اللہ توفیق الصدق والصواب ولا حول قوة الا باللہ العزیز الوہاب، اللہم صل وسلم وبارک علی السراج المنیر الشارق والقمر الزاهر البارق وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔</p>	<p>اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سچائی اور درستگی کی توفیق ہے۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر عزت والے بہت عطا فرمانے والے اللہ کی توفیق سے۔ اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما روشن چمکدار چراغ اور خوشنما تابناک چاند پر اور آپ کی آل پر اور تمام صحابہ پر۔ (ت)</p>
---	--

بیشک اس مہر سپہر اصطفاء، ماہ منیر اجتباء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث و اقوال ائمہ کرام سے ثابت، اکابر ائمہ و علماء فضلاء کہ آج کل کے مدعیان خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ انکے کلام کے سمجھنے کی لیاقت نہیں، خلفاء، سلفاء، دامگا اپنی تصانیف میں اس معنی کی تصریح فرماتے آئے اور اس پر دلائل باہرہ و حجج قاهرہ قائم، جن پر مفتی عقل و قاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے ان کی تائیس و تشیید کی۔ آج تک کسی عالم دین اسے اس کا انکار منقول نہ ہوا یہاں تک کہ وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے دین میں ابتداء اور نیامذہب اختراع اور ہوائے نفس کا اتباع کیا اور بہ سبب اس سوء رنجش کے جو انکے دلوں میں اس رؤف و رحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے تھی، انکے خوفضائل و رد معجزات کی فکر میں پڑے حتیٰ کہ معجزہ شق القمر جو بخاری و مسلم کی احادیث صحیحہ بلکہ خود قرآن عظیم و وحی حکیم کی شہادت حقہ اور اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت، ان صاحبوں میں سے بعض جبری بہادروں نے اسے بھی غلط ٹھہرایا اور اسلام کی پیشانی پر کلف کا دھبہ لگایا۔ فقیر کو حیرت ہے کہ ان بزرگواروں نے اس میں اپنا کیا فائدہ دینی یا دنیاوی سمجھا ہے۔

اے عزیز! ایمان، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط ہے اور آتش جاں سوز جہنم سے نجات انکی الفت پر منوط (منحصر ہے۔ ت) جو ان سے محبت نہیں رکھتا، واللہ کہ ایمان کی بو اس کے مشام (ناک) تک نہ آئی، وہ خود فرماتے ہیں:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و	تم میں سے کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں باپ اور اولاد، سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔
---	---

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل و تکثیر مدائح میں مشغول رہتا ہے اور جو بات اس کی خوبی اور تعریف کی سنتا ہے کیسی خوشی اور طیب خاطر سے اظہار کرتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام و سحر نفی اوصاف کی فکر میں رہنا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جان برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ جس کو تجھ سے الفت سادقہ ہے وہ تیری اچھی بات سن کر چیں بہ جیں ہو اور اس کی محو کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا، جان ایمان و کان احسان، جس کے جمال

¹ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷، صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبة الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۹/۱

جہاں آراء کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامہ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا، کیسا محبوب، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا۔ کیسا محبوب، جس نے اپنے تن پر ایک عالم کا بار اٹھالیا۔ کیسا محبوب، جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو و لعب میں مشغول ہو اور زوہ تمہاری بخشش کے لئے شب و روز گریاں و ملول۔

شب، کہ اللہ جل جلالہ، نے آسائش کے لئے بنائی، اپنے تسکین بخش پر دے چھوڑے ہوئے موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کاجی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کملی میں دراز، ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ، خواب و آرام سے منہ موڑ، جبین نیاز آستانہ عزت پر رکھے ہے کہ الہی! میری امت سیاہ کار ہے، درگزر فرما، اور انکے تمام جسموں کو آتش دوزخ سے بچا۔

جب وہ جان راحت کان رافت پیدا ہوا بارگاہ الہی میں سجدہ کیا اور رب ہب لی امتی^۱ فرمایا، جب قبر شریف میں اتار الب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا آہستہ آہستہ امتی امتی^۲ فرماتے تھے۔ قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبائیں پیاس سے، باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، ملک قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجرمان بے یار دام آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سوا نفسی نفسی اذہبوا الی غیری^۳ کچھ جواب نہ پائیں گے، اس وقت یہی محبوب نغمسار کام آئے گا، قفل شفاعت اس کے زور بازو سے کھل جائے گا، عمامہ سر اقدس سے اتاریں گے اور سر بسجود ہو کر "یار امتی"^۴ فرمائینگے۔

وائے بے انصافی! ایسے غم خوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور مدح و ستائش و نشر فضائل سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کی حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور ان روشن خوبیوں میں انکار کی شاخیں نکالے۔

1

2

³ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی مکتب خانہ کراچی ۱۱۱/۱

⁴ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی مکتب خانہ کراچی ۱۱۱/۱

مانا کہ ہمیں احسان شناسی سے حصہ نہ ملا، نہ قلب عشق آشنا ہے کہ حسن پسند یا احسان دوست، مگر یہ تو وہاں چل سکے جس کا احسان اگر نہ مانے، اس کی مخالفت کیجئے تو کوئی مضرت نہ پہنچے اور یہ محبوب تو ایسا ہے کہ بے اس کی کشف بوسی کے جہنم سے نجات میسر نہ دنیا و عقبیٰ میں کہیں ٹھکانا متصور، پھر اگر اس کے حسن و احسان پر والہ و شیدانہ ہو تو اپنے نفع و ضرر کے لحاظ سے عقیدت رکھو۔

اے عزیز! چشم خرد میں سرمی انصاف لگا اور گوش قبول سے پنبہ انکار نکال، پھر تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلاء سے پوچھتا پھر عشاق کا اپنے محبوب کے ساتھ کیا طریقہ ہوتا ہے اور غلاموں کو مولیٰ کے ساتھ کیا کرنا چاہیے، آیا نشر فضائل و تکثیر مدائح اور ان کی خوبی حسن سن کر باغ باغ ہو جانا، جامے میں پھولانہ سمانا یا رد محاسن، نفی کمالات اور ان کے اوصاف حمیدہ سے بہ انکار و تمکذیب پیش آنا، اگر ایک عاقل منصف بھی تجھ سے کہہ دے کہ نہ وہ دوستی کا مقتضی نہ یہ غلامی کے خلاف ہے تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا و رسول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مثالی سے نہ مٹیں گی۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار و جبار جل جلالہ، سے لڑائی نہ باندھ، وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا تھا "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" ^۱ یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہر گز پورا نہ ہوگا، آسمانوں کے طبقات اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے، مؤذن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے۔ اشجار و احجار، آہو و سوسار و دیگر جاندار و اطفال شیر خوار و معبودان کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بہ زبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے، چار اکناف عالم میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا غلغلہ ہوگا، جزا شقیائے ازل ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہوگا، مسبحانِ ملائعہ اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا ادھر تمہارے محمود درود مسعود کا حکم دوں گا۔ عرش و کرسی، ہفت اوراق سرہ، قصور جنات، جہاں پر اللہ لکھوں گا۔ محمد رسول اللہ بھی تحریر فرمائیں گا، اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزیین دیں۔ جو کتاب نازل کروں گا اس میں

^۱ القرآن الکریم ۴/۹۴

تمہاری مدح و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اٹھے گی۔ ایک عالم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری تنقیص شان اور محو فضال میں مشغول ہو تو میں قادر مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کای بس چلے گا۔ آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صد ہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہل ایمان اس بلند آواز سے ان کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کرے بے ساختہ پکار اٹھے۔ لاکھوں بے دینوں نے ان کے محو فضائل پر کمر باندھی، مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور ان کی خوبی روز بروز مترقی رہی، پھر اپنے مقصود سے تو یاس و ناامیدی کر لینا مناسب ہے ورنہ رب کعبہ ان کا کچھ نقصان نہیں، بالآخر ایک دن تو نہیں، تیرا ایمان نہیں۔

اے عزیز! سلف صالح کی روش اختیار کر اور ان کے قدم پر قدم رکھ، ائمہ دین کا وطیرہ ایسے معاملات میں دائم تسلیم و قبول رہا ہے، جب کسی ثقہ معتمد علیہ نے کوئی معجزہ یا خاصہ ذکر کر دیا اسے مرجحاً کہہ لیا اور حبیب جان میں بہ طیب خاطر جگہ دی، یہاں تک کہ اگر اپنے آپ احادیث میں اس کی اصل نہ پائی، قصور اپنی نظر کا جانا، یہ نہ کہا کہ غلط ہے، باطل ہے، کسی حدیث میں وارد نہیں، نہ یہی ہوا کہ جب حدیث سے ثبوت نہ ملا تھا اس کے ذکر سے باز رہتے بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس کے ذکر سے باز رہتے بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس ثقہ کے اعتماد پر اسے لکھتے آئے، اور کیوں نہ ہو، مقتضی عقل سلیم کا یہی ہے کہ:

فائدہ جلیلہ: جب ہم اسے ثقہ معتمد علیہ مان چکے اور وقوع ایسے معجزے کا یا اختصاص ایسے خاصہ کا ذات پاک سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعید نہیں کہ اس سے عجیب تر معجزات بہ تواتر حضور حضور سے ثابت، اور ان کا رب اس سے زیادہ پر قادر، اور ان کے لئے اس سے بہتر خصائص بالقطع مہیا اور ان کی شان اس سے بھی ارفع و اعلیٰ، پھر انکار کی وجہ کیا ہے، تکذیب میں تو اس راوی سے ثقہ معتمد علیہ ہونا ثابت ہو چکا اور وثوق و اعتماد اس کا بتاتا ہے کہ اگر من عند نفسہ کہہ دیتا خدا اور رسول پر مفتخری ہوتا،

"وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا" ^۱ ۔	اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (ت)
--	---

ان وجوہ پر نظر کر کے سمجھ لیجئے کہ بالضرور اس نے حدیث پائی، گو ہماری نظر میں نہ آئی۔ ہر چند کہ فقیر کا یہ دعوٰی اس شخص کے نزدیک بالکل بدیہی ہے جو خدمت حدیث و سیر میں رہا اور اس راہ میں روش علماء

^۱ القرآن الکریم ۱۸/۱۱

کو مشاہدہ کیا مگر ناواقفوں کے افہام اور منکروں پر الزام کے لئے چند مثالیں بیان کرتا ہوں:

اولاً: جسم اقدس و لباس انفس پر مکھی نہ بیٹھنا۔ علامہ ابن سبع نے خصائص میں ذکر فرمایا علماء نے تصریح کی اس کاراوی معلوم نہ ہوا، اور باوجود اس کے بلا تکثیر اپنی کتابوں میں اسے ذکر فرماتے آئے۔ شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

وان الذباب کان لا یقع علی جسده ولا ثیابه ^۱	مکھی آپ کے جسم اقدس اور لباس اطہر پر نہ بیٹھی تھی۔
---	--

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں:

باب ذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعراق فی مولده ان من خصائصه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان لا ینزل علیہ الذباب، وذكره ابن سبع فی الخصائص بلفظ انه لم یقع علی ثیابه ذباب قط و زاد ان من خصائصه ان القمل لم تکن یؤذیه ^۲	قاضی عیاض نے شفاء میں اور عراقی نے اپنی مولد میں ذکر کیا کہ حضور کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ پر نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع میں ان لفظوں سے ذکر کیا کہ مکھی آپ کے کپڑوں پر کبھی نہ بیٹھی۔ اور یہ بھی زیادہ کیا کہ جوئیں آپ کو نہیں ستاتی تھیں۔
---	--

شیخ ملا علی قاری شرح شامک ترمذی میں فرماتے ہیں:

ونقل الفخر الرازی ان الذباب کان لا یقع علی ثیابه وان البعوض لا یمتنص دمه ^۳	رازی نے نقل کیا کہ مکھی آپ کے کپڑوں پر نہیں بیٹھتی تھیں اور مچھر آپ کا خون نہیں چوستے تھے۔
--	---

علامہ خفاجی نے ^{۱۱} نسیم الریاض ^{۱۱} میں علماء کا وہ قول کہ اس کاراوی نہ معلوم ہوا، نقل کیا، اور اس خاصہ کی نسبت لکھا کہ ایک کرامت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا کی اور اپنے نتائج افکار سے ایک رباعی لکھی کہ اس میں بھی اس خاصہ کی تصریح ہے اور بعض علماء عجم نے اسی بناء پر کلمہ محمد رسول اللہ کے سب حروف بے نقطہ ہوتے ہیں، ایک لطیفہ لکھا کہ آپ کے جسم پر مکھی نہ بیٹھتی تھی، لہذا یہ کلمہ پاک کلی نقطوں سے محفوظ رہا کہ وہ شبیہ مکھیوں کے ہیں۔ پھر اسی مضمون پر دوسری

^۱ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل ومن ذالك ماظهر من الآيات عند مولده دار الكتب العلمیہ بیروت ۲۲۵/۱

^۲ الخصائص الکبریٰ باب ذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعراق فی مولده مرکز البسنت، برکات رضا گجرات ہند ۲۸/۱

^۳ شمائل ترمذی

عبارت:

ان کی مکمل عبارت یہ ہے: آپ کے دلائل نبوت سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ کے نہ تو ظاہری جسم پر بیٹھتی تھی اور نہ لباس پر، یہ ابن سبع نے کہا۔ محدثین نے کہا کہ اس کا راوی معلوم نہیں۔ ذباب کا واحد ذبابة ہے۔ کہتے ہیں اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کو جب بھی بھگایا جاتا ہے واپس آ جاتی ہے۔ یہ کرامت آپ کو اس لئے عطا ہوئی کہ اللہ نے آپ کو پاک رکھا تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ ہوتی ہے وہ بطور کرامت ولی کے ہاتھ سے سرز ہو جاتی ہے اور میں (خفاجی) نے ایک رباعی کہی ہے:

''آپ بزرگ ترین، عظیم، مٹھاس والے رسول ہیں، یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی مٹھاس کے باوجود مکھی آپ کے قریب نہ جاتی تھی اور کسی بھی صاحب نظر نے موجودات میں آپ کی مٹھاس سے زیادہ مٹھاس نہ چکھی۔''

اور بعض علماء عجم نے کہا کہ محمد رسول اللہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے اس لئے کہ نقطہ مکھی کے مشابہ ہوتا ہے، عیب سے بچانے کے لئے اور آپ کی تعریف کے لئے میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے:

''بلاشبہ اللہ نے مکھیوں کو آپ سے دور کر دیا تو

عبارتہ برمتہ: ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الذباب کان لا یقع علی ثیابہ هذا مما قالہ ابن سبع الا انہم قالوا لا یعلم من روى هذه و الذباب واحدة ذبابة قیل انه سبی به لانه کلماً اذ ب آب ای کلماً طرد رجوع وهذا مما اکرمه اللہ به لانه طهره اللہ من جمیع الاقدار وهو مع استقذاره قدی یجیب من مستقذر قیل وقد نقل مثلها عن ولی اللہ العارف به الشیخ عبدالقادر الکیلانی ولا بعد فیہ لان معجزات الانبیاء قد تكون کرامة لاولیاء امتہ وفی رباعیة لی۔

من اکرم مرسل عظیم حلا

لم تدن ذبابة اذما حلا

هذا عجب ولم یذق ذونظر

فی الموجودات من حلا حلا

وتظرف بعض علماء العجم فقال محمد رسول اللہ لیس فیہ حرف منقوط لان الموجود ان النقط تشبہ الذباب فصین اسبہ ونعمتہ کما قلت فی مدحه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لقد ذب الذباب فلیس یعلو

رسول اللہ محبوبا محمد

ونقط الحرف یحکیہ بشکل لذاک الخط عنہ قد تجرد ^۱ ۔	آپ پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے، اللہ کے رسول محمود و محمد ہیں اور حروف کے نقطے جو شکل میں مکھی کی طرح ہیں ان سے بھی اللہ نے اس لئے آپ کو محفوظ رکھا۔"
---	--

ؑابن سبغ نے حضور کے خصائص میں کہا جوں آپ کو ایذا نہ دیتی۔ علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اس طرح ابن سبغ سے نقل کیا اور برقرار رکھا کما مود (جیسا کہ گزر چکا ہے۔ ت) اور ملا علی قاری شرح شمائل میں فرماتے ہیں:

ومن خواصہ ان ثوبہ لم یقمل ^۲ ۔	آپ کے مبارک کپڑوں میں جوئیں نہیں ہوتی تھیں۔ (ت)
--	---

ؑابن سبغ نے فرمایا جس جانور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوتے عمر بھر ویسا ہی رہتا اور حضور کی برکت سے بوڑھا نہ ہوتا۔ علامہ سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں:

باب: قال ابن سبغ من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کال دابة رکبھا بقیت علی القدر الزی کانت علیہ ولم تهرم ببرکتہ ^۳ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	ابن سبغ نے کہا کہ آپ کے خصائص میں سے یہ تھا کہ آپ جس جانور پر سوار ہوتے تو وہ عمر بھر ویسا ہی رہتا اور آپ کی برکت کے باعث بوڑھا نہ ہوتا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
--	---

ؑابن ابی عبد الرحمن بقی بن مخلد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے، جو اکابر اعیان مائتہ ثلاثہ سے ہیں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حکایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا روشنی میں دیکھتے تھے ویسا ہی تاریکی میں۔ اس حدیث کو بیہقی نے موصوفاً مسنداً روایت کیا اور علامہ خفاجی نے اکابر علماء مثل ابن بشکوال و عقیلی و ابن جوزی و سہیلی سے اس کی تضعیف نقل کی، یہاں تک کہ ذہبی نے تو میرزان الاعتدال میں موضوع ہی کہہ دیا۔ بہ ایں ہمہ خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں جیسا بقی بن محمد وغیرہ ثقات نے اسے ذکر کیا اور حضور والا کی شان سے بعید نہیں تو اس کا انکار کس وجہ سے کیا جائے۔

وهذا نصح ملتقطاً وحکی بقی ابن مخلد ابو عبد الرحمن مولدہ فی رمضان	اس کی عبارت بالا اختصار یہ ہے: بقی بن مخلد ابو عبد الرحمن قرطبی جن کی ولادت رمضان المبارک
---	--

^۱ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ومن ذلك مآظہر من الآیات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲۸۲/۳

۲

^۳ الخصائص الکبریٰ قال ابن سبغ من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲۳/۲

<p>۲۰۱ھ اور وصال ۲۷۶ھ میں ہے، نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاریکی میں دیکھا کرتے تھے۔ او ایک روایت میں جس طرح کہ روشنی میں دیکھتے تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کامل الحلقہ، قوی الحواس تھے تو آپ سے اس کیفیت کا وقوع بعید نہیں، پھر اس کو ابن مغلہ جیسے ثقافت نے روایت کیا ہے لہذا اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔</p>	<p>سنة احدى ومائتين وتوفي سنة ست وسبعين مائتين عن عائشة رضي الله تعالى عنها انها قالت كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يرى في الظلمة كما يرى في الضوع وفي رواية كما يرى في النور ولا شك انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان كامل الخلقة قوي الحواس فوقوع مثل هذا منه غير بعيد وقد رواه الثقات كابن مغلله هذا فلا وجه لانكاره¹۔</p>
--	--

خامساً: بسم الله الرحمن الرحيم، اس سب سے زیادہ یہ ہے کہ باوجود حدیث کے شدید الضعف وغیر متمسک ہونے کے احیاء والدین، وسعت قدرت وعظمت شان رسالت پناہی پر نظر کر کے گردن تسلیم جھکاؤ اور سوا سولنا وصدقنا کچھ بن نہ آئی۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہوا، حبیۃ الوداع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب عقبہ جحون پر گزر ہوا حجور انگبار ورنجیدہ و مغموم ہوئے، پھر تشریف لے گئے، جب لوٹ کر آئے چہرہ بشاش تھ اور لب تبسم ریز، میں نے سبب پوچھا، فرمایا، میں اپنی ماں کی قبر پر گیا اور خدا سے عرض کیا کہ انہیں زندہ کر دے، وہ قبول ہوئی، اور وہ زندہ ہو کر ایمان لائیں اور پھر قبر میں آرام کیا۔

<p>حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے ہمراہ حج کیا، جب عقبہ جحون پر پہنچے تو رو رہے تھے اور غمگین تھے، پھر آپ کہیں تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو مسرور تھے اور تبسم فرما رہے تھے۔ فرماتی ہیں میں نے سبب دریافت</p>	<p>اخرج الخطيب عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت حج بنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فمر بي على عقبة الجحون وهو باك حزين مغتم ثم ذهب وعاد و هو فرح متبسم فسألته فقال ذهب الى قبر ابي</p>
---	--

¹ نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض فصل اما وفور عقله الخ مركز البسنت. برکات رضا گجرات ہند ۱/۲۲۱ و ۳/۳۷۳

فسألت الله ان يحييها فأمنت بي وردها الله ¹ ۔	کیا تو آپ نے فرمایا: میں اپنی ماں کی قبر پر گیا تھا، میں نے اپنے اللہ سے سوال کیا، اس نے ان کو زندہ کیا، وہ ایمان لائیں اور پھر انتقال فرما گئیں۔
---	---

امام جلال الدین سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں: اس کی سند میں مجاہیل ہیں، اور سہیلی نے ام المؤمنین سے احیائے والدین ذکر کر کے کہا: اس کے اسناد میں مجہولین ہیں اور حدیث سخت منکر اور صحیح کے معارض۔

ففي مجمع بحار الانوار روح احياء ابوى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی امانا به، قال في اسناده مجاہیل وانه ح منکر جدا يعارضه ما ثبت في الصحيح ² ۔	مجمع بحار الانوار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے۔ اس کے اسناد میں مجاہیل ہیں اور یہ حدیث سخت منکر اور صحیح کے معارض ہے۔
--	---

بایں ہمہ اسی مجمع بحار الانوار میں لکھتے ہیں:

في المقاصد الحسنة واما احسن ما قال۔	حاصل یہ مقاصد میں ہے اور کیا خوب کہا، خدا نے نبی کو فضل پر فضل زیادہ عطا فرمائے اور ان پر نہایت مہربان تھا، پس ان کے والدین کو ان پر ایمان لانے کے لئے زندہ کیا اور اپنے فضل لطیف سے، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قدیم تو اس پر قدرت رکھتا ہے اگرچہ جو حدیث اس معنی میں وارد ہوئی، ضعیف ہے۔
حبا الله النبي مزيد فضل	
على فضل و كان به رؤوفا	
فاحببى امه وكذا اباه	
لايمان به فضلا لطيفا	
نسلم فالقدیم بذا قدیر	
وان كان الحديث به ضعيفا ³	

اے عزیز! سنا تو نے، یہ ہے طریقہ اراکین دین متین و اساطین شرح متین، رسول اللہ

¹ الخصائص الكبرى بحوالہ الخطيب باب ما وقع في حجة الوداع الخ مركز البحوث بركات رضا گجرات ہند ۴۰/۲

² مجمع بحار الانوار فصل في تعيين بعض الاحاديث المشتهرة الخ دار الايمان مدينة المنورة ۲۳۶/۵

³ مجمع بحار الانوار فصل في تعيين بعض الاحاديث المشتهرة الخ دار الايمان مدينة المنورة ۲۳۶/۵

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت میں، نہ یہ کہ جو معجزہ و خاصہ حضور کا احادیث صحیحہ سے ثابت اور اکابر علماء برابر اپنی تصانیف معتبرہ مستندہ میں، جن کا اعتبار و استناد آفتاب نیمروز سے روش تر ہے، بلا تکبر و منکر اس کی تصریح کرتے آئے ہوں اور اس کے ساتھ عقل سلیم نے ان پر وہ دلائل ساطعہ قائم کئے ہوں جن پر کوئی حرف نہ رکھ سکے، بایں ہمہ اس سے انکار کیجئے اور حق ثابت کے رد پر اصرار، حالانکہ نہ ان حدیثوں میں کوئی سقم مقبول و جرح معقول مے دارو، نہ ان ائمہ کے مستند دلائل معتد ہونے میں کلام کر سکو، پھر اس مکابارہ کج بجشی اور تحکم و زبردستی کا کیا علاج، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات۔

آخر تم جو انکار کرتے ہو تو تمہارے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دینا، اگر بفرض محال جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئیں نا معتبر ہوں اور جن جن علماء نے اس کی تصریح فرمائی انہیں بھی قابل اعتماد نہ مانو اور جو دلائل قاطعہ اس پر قائم ہوئے وہ بھی صالح التفات نہ کہے جائیں، تاہم انکار کا کیا ثبوت اور وجود سایہ کا کس بناء پر، اگر کوئی حدیث اس بارے میں آئی ہو تو دکھاؤ یا گھر بیٹھے تمہیں الہام ہوا ہو تو بتاؤ، مجرد ماومن پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے ع

چہ نسبت خاک را عالم پاک

(مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ ت)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف و احسن، وہ انسان ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار درجہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں: لست کمثلکم^۱ میں تم جیسا نہیں "رواہ الشیخان^۱ (اسے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا۔ ت) ویروای لست کہیئتکم^۲۔ "میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔" ویروای ایکم مثلی^۳ "تم میں کون مجھ جیسا ہے۔"

^۱ صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۳/۱، صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب

خانہ کراچی ۳۵۱/۱ و ۳۵۲،

^۲ صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۳/۱ و ۲۶۴، صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی

کتب خانہ کراچی ۳۵۱/۱ و ۳۵۲

^۳ صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۳/۱، صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب

خانہ کراچی ۳۵۱/۱

آخر علامہ خفاجی کو فرماتے سنا: آپ کا بشر ہونا اور نور و درخشندہ ہونا منافی نہیں کہ اگر مجھے تو وہ نور علی نور ہیں، پھر اس خیال فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کا بھی ہوگا تو ثبوت سایہ کا قائل ہونا عقل و ایمان سے کس درجہ دور پڑتا ہے۔

محمد بشر لا کالبشر بل هو یاقوب بین الحجر^۱

(محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے بشر ہیں جن جیسا کوئی بشر نہیں، بلکہ وہ پتھروں کے درمیان یا قوت ہیں۔ ت)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

القائے جواب: ایقظ دفع بعض اوہام و امراض میں، اس مقام پر باوجودیکہ قلب بجمہ اللہ غایت اطمینان و تسلیم پر تھا مگر مرتبہ کاوش و تنقیح میں بوسوسہ ایک خدشہ زہن ناقص میں گزرا تھا یہاں تک کہ حق جل و علانے اپنے کرم عمیم سے فقیر کو اس کا جواب القاء فرمایا جس سے تصور کو نور اور دل منتظر کو سرور حاصل ہوا۔

الحمد لله على ما اولى والصلوة والسلام على هذا المولى۔	سب تعریفیں اللہ کے لئے جو تعریفوں کے لائق ہے اور درود و سلام آقائے دو جہاں پر۔
---	--

فاقول: وبالله التوفيق (چنانچہ یہ کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت)

مقدمہ اولی: حادیث صحیحہ سے ثبوت کہ صحابہ کرام رجوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور رسالت میں نہایت ادب و وقار سے سر جھکائے، آنکھیں نیچی کئے بیٹھے، رعب جلال سلطانی ان کے قلوب صافیہ پر ایسا مستولی ہوتا کہ اوپر نگاہ اٹھانا ممکن نہ تھا۔

خ عن مستور بن مخرمة ومروان ابن الحكم في حديث طويل في قصة الحديبية ثم ان عروة جعل يرمق اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعينيه قال فوالله ما تنخم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نخامة الا وقعت في كف رجل منهم فذلك بها وجهه وجلده واذا امرهم	مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم حدیبیہ کے طویل قصے میں ذکر کرتے ہیں کہ عروہ اصحاب نبی کو گھور رہا تھا، اس نے کہا کہ بخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بھی ناک سُسکی تو کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑی اور اس نے اپنے چہرے پر ٹکی اور اپنے جسم پر لگائی، جب آپ نے حکم دیا تو انہوں نے ماننے میں جلدی کی، جب آپ وضو
--	---

^۱ افضل الصلاة على سيد السادات فضائل درود مکتبہ نبویہ لاہور ۱۵۰

فرماتے تو وہ وضو کا پانی لینے پر لڑنے کے قریب ہو جاتے، اور جب گفتگو فرماتے تو صحابہ اپنی آوازیں پست کر لیتے اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ نہ کر پاتے تھے، تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا اور کابہ میں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے درباروں میں آیا مگر ایسا کوئی بادشاہ نہ دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی ایسے کرتے ہوں جیسی محمد کی ان کے صحابی کرتے ہیں۔

ابتدروا امرہ واذا توضأ کادوا یقتتلون علی وجوئہ و اذا تکلم خفضوا اصواتہم عندہ وما یحدون النظر الیہ تعظیماً لہ فرجع عمروۃ الی اصحاب فقال ای قوم واللہ لقد وفدت علی الملوک قیصر و کسریٰ و النجاشی واللہ ان ما رأیت ملکاً قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم^۱۔

اسی وجہ سے حلیہ شریف میں اکثر اکابر صحابہ سے حدیثیں وارد ہیں کہ وہ نگاہ بھر کر نہ دیکھ سکتے بلکہ نظر اوپر نہ اٹھاتے کما سیاتی (جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ ت) بلکہ اس معنی میں کسی حدیث کے ورود کی بھی حاجت کیا تھی، عقل سلیم خود گواہی دیتی ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ نوابوں اور والیوں کے حاضرین دربار ان کے ساتھ کس ادب سے پیش آتے ہیں، اگر کھڑے ہیں تو نگاہ قدموں سے تجاوز نہیں کرتی، بیٹھے ہیں تو زانو سے آگے قدم نہیں رکھتے، خود اس حاکم سے نگاہ چار نہیں کرتے، پس و پیش یادائیں بائیں دیکھنا تو بڑی بات ہے حالانکہ اس ادب کو صحابہ کرام کے ادب سے کیا نسبت، ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے زیادہ گراں تھا اور دربار اقدس کی حاضری ان کے نزدیک ملک السموات والارض کا سامنا اور کیوں نہ ہوتا کہ خود قرآن عزیز نے انہیں صدا جگہ کان کھول کھول کر سنا دیا کہ ہمارا اور ہمارے محبوب کا معاملہ واحد ہے، اس کا مطیع ہمارا فرمانبردار اور اس کا عاصی ہمارا گنہگار، ان سے الفت ہمارے ساتھ محبت اور ان سے رنجش ہم سے عداوت، ان کی تکریم ہماری تعظیم اور ان کے ساتھ گستاخی ہماری بے ادبی، لہذا جب ملازمت والا حاصل ہوئی قلب ان کے خوف خدا سے متلی اور گردنیں خم اور آنکھیں نیچی اور آوازیں پست اور اعضاء ساکن ہو جاتے۔ ایسی حالت میں نظرائن وآں کی طرف کب ہو سکتی ہے جو سیاہ کے عدم یا وجود کی طرف خیال جائے اور بالضرور ایسے سراپا ادب، ہمہ تن تعظیم لوگوں کی نگاہ اپنے عرش پائے گاہ کی طرف بے غرض مہم نہ ہوگی، اس حالت میں نفس کو اس مقصود کی طرف توجہ ہوگی، مثلاً نظارہ جمال

^۱ صحیح البخاری باب الشروط فی الجہاد والمصالحة مع اہل الحرب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۹۳، الخصائص الکبریٰ باب ما وقع عام

الحدیثیۃ من الآیات مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲۳۰/۱ و ۲۴۱

باکمال یا حضور کا مطالعہ افعال و اعمال، تاکہ خود ان کا اتباع کریں اور غائبین تک روایت پہنچائیں کہ وہ حاملان شریعت تھے اور راویان ملت اور حاضری دربار اقدس سے ان کی غرض اعظم یہی تھی، جب نگاہ اس رعب و ہیبت اور اس ضرورت و حاجت کے ساتھ اٹھے تو عقل گواہ ہے کہ ایسی حالت میں ادھر ادھر دھیان نہیں جائے گا کہ قامت اقدس کا سایہ ہمیں نظر نہ آیا، آخر نہ سنا کہ ایک ان کا نماز میں مصروف ہوتا، تکبیر کے ساتھ دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھاتا، کوئی چیز سامنے گزرے اطلاع نہ ہوتی، اور کیسا ہی شور و غوغا ہو کان تک آواز نہ جاتی یہاں تک کہ مسلم¹ بن یسار کہ تابعین میں ہیں نماز پڑھتے تھے، مسجد کا ستون گر پڑا، لوگ جمع ہوئے، شور و غوغا ہوا، انہیں مطلق خبر نہ ہوئی، یہی حالت صحابہ کی حضور رسالت میں تھی اور دربار نبوت میں بارگاہ عزت باری۔

اے عزیز! زیادہ خوض بیکار ہے، تو اپنے ہی نفس کی طرف رجوع کر، اگر کسی مقام پر عالم رعب و ہیبت میں تیرا گزر ہوا ہو، وہاں جو کچھ پیش نظر آتا ہے اسے بھی اچھے طور پر ادراک کامل نہیں کر سکتا، نہ امر معدوم کی طرف خیال کیا جائے کہ مثلاً اگر تجھے کسی والی ملک سے ایسی ضرورت پیش آئے جس کی فکر تجھے دنیا و مافیہا پر مقدم ہوا اور اس کے دربار تک رسائی کر کے اپنا عرض حال کرے تو تجھے اول تو رعب سلطانی، دوسرے اپنی اس ضرورت کی طرف قلب کو نگرانی ہر چیز کی طرف توجہ سے مانع ہوں گے۔ پھر اگر تو واپس آئے اور تجھ سے سوال ہو وہاں دیواروں میں سنگ موسیٰ تھا یا سنگ مرمر اور تخت کے پائے سیمیں تھے یا زریں اور مسند کارنگ سبز تھا یا سرخ؟ ہر گز ایک بات کا جواب نہ دے سکے گا بلکہ خود اسی بات کو پوچھا جائے کہ بادشاہ کا سایہ تھا یا نہ تھا، تو اگرچہ اس قیاس پر کہ سب آدمیوں کے لئے ظل ہے، ہاں کہہ دے مگر اپنے معائنے سے جواب نہ دے سکے گا۔ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو اول روز ملامت سے تا آخر حیات جو کیفیت رعب و ہیبت کی طاری رہی، ہماری عقول ناقصہ اس کی مقدار کے ادراک سے بھی عاجز ہیں، پھر ان کی نظر اوپر اٹھ سکتی اور چپ و راست دیکھ سکتی کہ سائے کے عدم یا جو دپر اطلاع ہوتی۔

ثُمَّ اقُول: (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) اپنے نفس پر قیاس کر کے گمان نہ کرنا چاہیے کہ بعد مرور زمان و تکرر حضور کے، ان کی اس حالت میں کمی ہو جاتی بلکہ بالیقین روز بہ روز زیادہ ہوتی کہ باعث اس پر دو^۲ امر ہیں: ایک خوف کہ اس عظمت کے تصور سے پیدا ہوا جو اس سلطان دو عالم کو بارگاہ ملک

السلوات والارض جل جلالہ میں حاصل ہے۔ دوسری محبت ایمانی کہ مستلزم خشوع کو اور منافی جبرأت و بیباکی، اور یہ ظاہر کہ جس قدر دربار والا میں حضوری زائد ہوتی۔

یہ دونوں امر جو اس پر باعث ہیں، بڑھتے جاتے، حضور کے اخلاق و عادات اور رحمت و الطاف معائنے میں آتے، حسن و احسان کے جلوے ہر دم لطف تازہ دکھاتے، قرآن آنکھوں کے سامنے نازل ہوتا اور طرح طرح سے اس بارگاہ کے آداب سکھاتا اور ظاہر فرماتا کہ: **آداب بارگاہ:** ہمارا ان کا معاملہ واحد ہے، جو ان کا گلام ہے ہمارا قائد ہے، ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل جبط ہو جاتے ہیں، انہیں نام لے کر پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں، اپنے جان و دل کا انہیں مالک جانو، ان کے حضور زندہ بدست مردہ ہو جاؤ، ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے، ان کا ہاتھ بیچنہ ہمارا ہاتھ ہے، ان کی رحمت ہماری مہر، ان کا غضب ہمارا قہر، جس قدر ملازمت زیادہ ہوتی حضور کی عظمت و محبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع و خضوع و رعب ہیبت روزافزون کرتی قال تعالیٰ "فَرَأَدْتَهُمْ إِيْمَانًا"^۱۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیات ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں۔ ت) اور ایمان حضور کی تعظیم و محبت کا نام ہے، کمالا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)

مقدمہ ثانیہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط پر ظاہر کہ آدمی بلا وجہ کسی بات کے درپے تفتیش نہیں ہوتا اور جو بات عام و شامل ہوتی ہے اور تمام آدمی اس میں یکساں کسی شخص خاص میں بالقصد اس کی طرف غور نہیں کرتا، مثلاً ہر ہاتھ کی پانچ انگلیاں ہونا ایک امر عام ہے لہذا بلا سبب کسی آدمی کی انگلیوں کو کوئی شخص اس مقصد خاص سے نہیں دیکھتا کہ اس کی انگلیاں پانچ ہیں یا کم، ہاں اگر پہلے سے سن رکھا ہو کہ زید کی انگلیاں چار ہیں یا چھ تو اس صورت میں البتہ بقصد مذکور نظر کی جائے گی۔ اسی طرح سایہ ایک امر عام شامل ہے، اگر بعض آدمیوں کا سایہ پڑتا اور بعض کا نہیں تو البتہ بے شک خیال جانے کی بات تھی کہ دیکھیں حضور کے بھی سایہ ہے یا نہیں، نہ اس سے کوئی امر دینی مثل اتباع و اقتداء کے متعلق تھا کہ اس کے خیال سے بالقصد اس طرف لحاظ کیا جاتا، ہاں ایسی صورت میں ادراک کا طریقہ یہ ہے کہ بے قصد و توجہ خاص نظر پڑ جائے اور وہ صورت بعد تکرر مشاہدہ ذہن میں منقش اور مثل مریات قصدیہ کے خزانہ خیال میں مخزون ہو جائے، مثلاً زید کہ ہمارا دوست ہے، ہم اپنے مشاہدے کی رو سے بتا سکتے ہیں کہ اس کے ہر ہاتھ کی انگلیاں پانچ ہیں اگرچہ ہم نے کبھی اس قصد سے اس کے ہاتھوں کو نہیں دیکھا ہے مگر ہم نے اس کے

^۱ القرآن الکریم ۱۲۴/۹

ہاتھوں کو بارہا دیکھا ہے، وہ صورت خزانہ میں محفوظ ہے، نفس اسے اپنے حضور حاضر کر کے بتا سکتا ہے لیکن ہم مقدمہ اولیٰ میں ثابت کر آئے ہیں کہ یہ طریقہ اداراک وہاں معدوم تھا کہ رعب و ہیبت اور امور ممہ کی طرف توجہ اور حضور کے استماع اقوال و مطالعہ افعال ہمہ تن صرف ہمت اور نگاہ کا بسبب غایت ادب و خوف الہی کے اپنے زانو و پشت پاسے تجاؤ نہ کرنا اس اداراک بلا قصہ سے مانع قوی تھا علی الخصوص کسی شے کا عدم کہ وہ تو کوئی امر محسوس نہیں جس پر بے ارادہ بھی نگاہ پڑ جائے اور نفس اسے یاد رکھے، یہاں تو جب تک خیال نہ کیا جائے علم عدم حاصل نہ ہوگا، آدمی جب ایسے مقام رعب و ہیبت اور قلب کی مشغولی و مشغولی میں ہوتا ہے تو کسی چیز کا عدم رؤیت سے اس کے عدم پر استدلال نہیں کرتا اور جب اذہان میں بناء بر عادت اس کا عموم و شمول متمکن ہوتا ہے تو برخلاف عادت اس کے معدوم ہونے کی طرف خیال نہیں جاتا بلکہ اس سے اگر تفتیش کی جائے اور اس امر کی طرف خیال دلایا جائے تو خواہ مخواہ اس کا گمان اس طرف مسامتہ کرتا ہے کہ جب یہ امر عام ہے تو ظاہر یہاں بھی ہوگا۔ میرا نہ دیکھان کچھ نہ ہونے پر دلیل نہیں، میری نظر میں نہ آنا اس وجہ سے تھا کہ اول میری نگاہ ادھر ادھر نہ اٹھتی تھی اور جو اٹھی بھی تو ہزار رعب، ہیبت اور نفس کے امور دیگر کی طرف صرف ہمت کے ساتھ ایسی حالت میں کیسے کہ سکوں گا کہ تھا یا نہ تھا۔

ثم اقول: یہ کیفیت تو اس وقت کی تھی جب صحابہ کرام حضور سے ملاتی ہوتے اور جو ہر ماہ رکاب سعادت انتساب ہوتے تو وہاں باوجود ان وجوہ کے ایک وجہ اور بھی تھی کہ غالب اوقات صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم ہوتا اور حضور ان کے پیچھے چلتے۔

ترمذی نے شمائل کی حدیث طویل میں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا: یسوق اصحابہ^۱ یعنی حضور والا صحابہ کرام کو اپنے آگے چلاتے۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا:

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یطأ عقبہ	حاصل یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا کہ دو آدمی بھی حضور کے پیچھے چلے ہوں۔
رجلان ^۲ ۔	

^۱ شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین کمینی دہلی ص ۲

^۲ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۱۶۵/۲، سنن ابن ماجہ باب من کرہ ان یوطأ عقبہ (بیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۲)

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا:

کان اصحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمشون امامہ ویكون ظہرہ للملئکۃ ^۱ ۔	اصحاب، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے چلتے اور پشت اقدر فرشتوں کے لئے چھوڑتے۔
---	--

دارمی نے بہ اسناد صحیح مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خلوا ظہری للملئکۃ^۲۔ میری پیٹھ
فرشتوں کے لئے چھوڑ دو۔

بالجملہ ہماری اس تقریر سے جو بالکل وجدانیت پر مشتمل ہے، کوئی شخص اگر مکابر نہ کرے، بالیقین اس کا دل ان سب کیفیات
کے صدق پر گواہی دے، بخوبی ظاہر ہو گیا کہ ظاہراً اکثر صحابہ کرام کا خیال اس طرف نہ گیا اور اس معجزے کی انہیں اطلاع نہ ہوئی
اور اگر یہ برسبیل تنزل ثابت و مبرہن ہو جائے مائے توان تقریروں کی بناء پر یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ عدم اطلاع کا احتمال قوی ہے،
قوت بھی جانے دو اتنا ہی سہی کہ شک واقع ہو گیا، پھر یہی استدلال سن کر کہ اگر ایسا ہوتا تو مثل حدیث ستون حننہ مشہور و
مستفیض ہوتا، کب باقی رہا، خصم کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے عدم شہرت بسبب عدم اطلاع کے ہو کماذکرنا واللہ التوفیق (جیسا کہ
ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہا۔)

مقدمہ ثالثہ: ہماری تنقیح سابق سے یہ لازم نہیں آتا کہ بالکل کسی کو اس معجزے پر اطلاع نہ ہو اور کوئی اسے روایت نہ کرے،
صغیر السن بچوں کو بعض اوقات اس قسم کی جراتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ اسی طریقہ سے جو ہم نے مقدمہ ثانیہ میں ذکر کیا
ادراک کر سکتے ہیں، اسی سبب سے اکثر احادیث حلیہ شریفہ ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشتہر ہوئیں نہ کہ اکابر صحابہ
سے۔ ترجمہ ابن ابی ہالہ میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

وکان ریبب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخاً لفاطمة (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) وخال	ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پانے والے تھے۔ آپ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
--	--

^۱ سنن ابن ماجہ باب من کره ان یوطأ عقباءہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۲، مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب

الاسلامی بیروت ۳۰۲/۳، موارد الظلم کتاب علامۃ نبوة نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ حدیث ۲۰۹۹، المطبعة السلفية ص ۵۱۵

^۲ سنن الدارمی تحت الحدیث ۴۶ دار المحاسن للطباعة قاهرہ ۲۹/۱

<p>کے بھائی (اخیاں) اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہما کے ماموں تھے۔ آپ صغر سنی میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سیر ہو کر دیکھتے اور چہرہ اقدس پر ہمیشہ نگاہ ڈکائے رکھتے کیونکہ آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آپ کے گھر میں رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حلیہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف ہند بن ابی ہالہ سے مشتہر ہوا نہ کہ اکابر صحابہ سے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ کیونکہ صحابہ کبار شان و عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت کے باعث آپ پر نظریں نہیں ڈکاسکتے تھے۔ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یوں احاطہ کرتی تھی جیسا کہ ہالہ چودھویں کے چاند کا اور کلیاں کھجوروں کا احاطہ کرتی ہیں۔ آپ کو یہ سعادت مبارک ہو۔ مگر اس کے باوجود جو کچھ ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا وہ ایسے ہی ہے جیسے سمندر سے ایک قطرہ۔ (ت)</p>	<p>الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فكان لصغرة يتشبع من النظر لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و يديم النظر لوجه الكريم لكونه عنده داخل بيته فلذا اشتهر وصف النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عنه دون غيره من كبار الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم فانهم لكبرهم كانوا يهابون اطالة النظر اليه صلى الله تعالى عليه وسلم فاحاط به نظره احاطة الهالة بالبدن والاكام بالثمر هنيئاً له مع ان مقاله قطرة من بحر¹۔</p>
---	---

اور ہم ذی علم جانتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما زمانہ نبوت میں صغیر السن تھے اور ان کا شمار بہ اعتبار عمر اصاغر صحابہ میں ہے اگرچہ بہ برکت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم و فقاہت میں اکثر شیوخ پر مقدم تھے۔

و علی تفنن عاشقیہ بوصفہ یغنی الزمان وفیہ مالم یوصف²

قسم قسم کی تعریفیں کرتے ہوئے اس کے عاشقوں کو زمانے ختم ہو گئے مگر اس میں وہ خوبیاں ہیں جن کو بیان نہیں کیا جاسکا۔ (ت)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

¹ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۳۲۷

² نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۳۲۷

مقدمہ رابعہ: صحابہ کرام میں ہزاروں ایسے ہیں جنہیں طول صحبت نصیب نہ ہوا اور بہت ایسے ہیں جنہوں نے سوئے مجامع عظیم کے شرف زیارت نہ پایا۔ غیر مدینہ کے گروہ کے گروہ حاضر ہوتے اور عرصہ قلیل میں واپس جاتے، ایسی صورت اور مجمع کی کثرت میں موقع سایہ پر نظر اور اس کے ساتھ عدم سایہ کی طرف خیال جانا کیا ضرور۔ ظاہر ہے کہ مجمع میں سایہ ایک کا دوسرے سے ممتاز نہیں ہوتا اور کسی شخص خاص کی طرف نسبت امتیاز کرنا کہ اس کے لئے ظل ہے یا نہیں، دشوار ہوتا ہے۔ علاوہ بریں یہ کس نے واجب کیا کہ ان اوقات پر حضور والا دھوپ یا چاندنی میں جلوہ فرما ہوں، کیا مدینہ طیبہ میں سایہ دار مکان نہ تھے یا مسجد شریف کہ اکثر وہیں تشریف رکھتے بے سقف تھی۔

احادیث سے ثابت کہ سفر میں صحابہ کرام حضور کے لئے سایہ دار پیڑ چھوڑ دیتے اور جو کہیں سایہ نہ ملا تو کپڑے وغیرہ کا سایہ کر لیا جیسا کہ روز قدم مدینہ طیبہ سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور قبل از بعثت تو ابر سایہ کے لئے متعین تھا ہی، جب چلتے ساتھ چلتا اور جب ٹھہرتے ٹھہر جاتا، اور ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے غلام میسرہ نے فرشتوں کو سر اقدس پر سایہ کرتے دیکھا اور سفر شام میں آپ کسی حاجت کو تشریف لے گئے تھے، لوگوں نے پیڑ کا سایہ گھیر لیا تھا، حضور دھوپ میں بیٹھ گئے سایہ حضور پر جھک گیا۔ بحیر عالم نصاریٰ نے کہا دیکھو سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔ اور بعض اسفار میں ایک درخت خشک و بے برگ کے نیچے جلوس فرمایا، فوراً زمین حضور کے گرد کی سبزہ زار ہو گئی اور پیڑ ہرا ہو گیا، شاخیں اسی ساعت بڑھ گئیں اور اپنی کمال بلندی کو پہنچ کر سائے کے لئے حضور پر لٹک آئیں۔ چنانچہ یہ سب حدیثیں کتب سیر میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

اب نہ رہے مگر وہ لوگ جنہیں طول صحبت روزی ہوا اور حضور کو آفتاب یا ماہتاب یا چراغ کی روشنی میں ایسی حالت میں دیکھا کہ مجمع بھی کم تھا اور موقع سایہ پر بالقصد نظر بھی کی اور ادراک کیا کہ جسم انور ہمسائیگی سایہ سے دور ہے، اور ظاہر ہے کہ ان سب کا احساس و انکشاف جن لوگوں کے لئے ہوا ہے وہ بہت کم ہیں، جن کے واسطے نہ ہوا پھر اس طائفہ قلیل سے یہ کیا ضرور ہے کہ ہر شخص یا اکثر اس معجزے کو روایت کرے، ہم نہیں تسلیم کرتے کہ مجرد خرق عادت باعث تو فرد داعی و نقل جمیع اکثر حاضرین ہے۔ خادم حدیث پر کا تشمس فی نصف النہار روشن کو صد ہا معجزات قاہرہ حضور سے غزوت و اسفار و مجامع عامہ میں واقع ہوئے کہ سیکڑوں ہزاروں آدمیوں نے ان پر اطلاع پائی مگر ان کی ہم تک نقل صرف احاد سے پہنچی۔

واقعہ حدیبیہ میں انگشتان اقدس سے پانی کا دریا کی طرف جوش مارنا اور چودہ پندرہ سو آدمی کا

علی اختلاف الروایات اسے پینا اور وضو کرنا اور بقیہ توشہ کو جمع کر کے دعا فرمانا اور اس سے لشکر کے سب برتن بھر دینا اور اسی قدر باقی بچ رہنا، ایسے معجزات میں ہیں اور بالضرور چودہ پندرہ سو آدمی سب کے سامنے اس کا وقوع ہو اور سب نے اس پر اطلاع پائی مگر ان میں سے چودہ نے بھی اسے روایت نہ فرمایا۔

فقیر نے کتب حاضرہ احادیث خصوصاً وہ کتابیں سیر و فضائل کی جن کا موضوع ہی اس قسم کی باتوں کا تذکرہ ہے مانند شفاء قاضی عیاض و شرح خفاجی و مواہب لدنیہ و شرح زر قانی و مدارج النبوة و خصائص کبری علامہ جلال الدین سیوطی و غیرہ مطالعہ کیں، پانچ سے زیادہ راوی اس واقعے کے نہ پائے۔ اسی طرح رد شمس یعنی غروب ہو کر سورج کا لوٹ آنا اور مغرب سے عصر کا وقت ہو جانا جو غزوہ خیبر میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لئے واقع ہوا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ عدم ظل کو اس سے اصلاً نسبت نہیں اور اس کا وقوع بھی ایک غزوہ میں ہوا کماذکرنا (جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ ت) اور تعداد لشکر خیبر کی سولہ سو^{۱۰۰}، بالضرور یہ سب حضرات اس پر گواہ ہونگے کہ ہر نمازی مسلمان خصوصاً صحابہ کرام کو بغرض نماز آفتاب کے طلوع و غروب زوال کی طرف لاجرم نظر ہوتی ہے۔

توریت میں وصف اس امت مرحومہ کا رعاة الشمس کے ساتھ واد ہوا کما رواہ ابو نعیم عن کعب الاحبار عن سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (جیسا کہ اس کو ابو نعیم نے بحوالہ کعب الاحبار عن سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے۔ ت) یعنی آفتاب کے نگہبان کہ اس کے تبدیل احوال اور شروق و افول زوال کے جو یاں و خبر گیران رہتے تھے، جب آفتاب نے غروب کیا ہوگا بالضرور تمام لشکر نے نماز کا تہیہ کیا ہوگا، دفعۃً شام سے دن ہو گیا اور خورشید الٹے پاؤں آیا، کیا ایسے عجیب واقعہ کو دریافت نہ کیا اور نہ معلوم ہوا ہوگا کہ اس کے حکم سے لوٹا ہے جسے قادر مطلق کی نیابت مطلقہ اور عالم علوی میں دست بالا حاصل ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لیکن اس کے سوا اگر کسی صاحب کو معلوم ہو کہ اتنی بڑی جماعت سے دو چار آدمیوں نے اور بھی اس معجزے کو روایت کیا تو نشان دیں۔

بالجملہ یہ حدیث واہبہ ہے جس کی بناء پر ہم عقل و نقل و اتباع حدیث و علماء کو ترک نہیں کر سکتے، کیا یہ اکابر اس قدر نہ سمجھتے تھے یا انہیں نے دیدہ و دانستہ خدا اور رسول پر افتراء گوار کیا، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، بلکہ جب ایک راوی اس حدیث عدن ظل کے ذکوان ہیں اور وہ خود ابو صالح سمان زیات ہوں یا ابو عمر و مدنی مولائے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تردد فیہ الزرقانی (اس میں زر قانی نے تردد کیا۔ ت) بہر تقدیر تابعی ثقہ معتمد علیہ ہیں کماذکر ایضاً و اور تابعین و علماء

ثقات

اہل ورع و احتیاط سے مظنون یہی ہے کہ غالب حدیث کو مرسل اسی وقت ذکر کریں گے جب انہیں شیوخ و صحابہ کثرین سے اسے سن کر مرتبہ قرب و یقین حاصل کر لیا ہو۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ در صورت اسناد صدق و کذب سے اپنے آپ کو غرض نہ رہی۔ جب ہم نے کلام کو اس کی طرف نسبت کر دیا جس سے سنا ہے تو ہم بری الذمہ ہو گئے بخلاف اس کے کہ اس کا ذکر ترک کریں اور خود لکھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا، ایسا فرمایا، اس صورت میں بار اپنے سر پر رہا تو عالم ثقہ، متورع، محتاط، بے کثرت سماع و اطمینان کلی قلب کے ایسی بات سے دور رہے گا۔ اس طور پر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سایہ نہ ہونا بہت صحابہ نے دیکھا اور ان سب سے ذکوان کو سماع حاصل ہوا اگرچہ ان کی روایات ہم تک نہ پہنچیں۔

اسی طرح طرح چاہے مقام کی تفہیم اور مقصد کی تنقیح اللہ تعالیٰ ہی فضل و توفیق اور انعام کاملک ہے۔ تحقیق ابھی کچھ پوشیدگیاں کلام کے گوشوں میں باقی ہیں۔ امید ہے کہ فکر صائب ان تک رسائی حاصل کر لے گی۔ یہ جو کچھ مذکور ہو امیرے رب نے اپنے فضل و نعمت سے میرے دل میں ڈالا ہے یہ میرے دل کی تخلیق نہیں ہے۔ بے شک میرا رب بڑے فضل والا ہے اور وہ روف و رحیم ہے۔ عزت و حکمت والے اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت۔ میرا گمان ہے کہ میں نے اپنے رب جلیل کی حمد سے مسئلہ مذکورہ میں وہ کچھ ثابت کر دیا ہے جو بیمار کو شفا دے گا اور پیاسے کو سیراب کرے گا اور قلت و کثرت کے ساتھ محل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور راہ راست کی ہدایت فرماتا ہے بے شک وہ میرے لئے کافی ہے اور کیا ہی اچھا کار ساز ہے، میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور

ہكذا ينبغي ان يفهم المقام وينقح المرام، والله ولي الفضل والتوفيق والانعام، هذا وقد بقي بعد خبائياً في زوايا الكلام لعلها يفوز بها فكر وهذا كله وقد وجد مما الهمني ربي بفضل منه ونعمة لا يجد من قلبي ان ربي لذو فضل عظيم انه هو الروف الرحيم ولا حول ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم وظني اني بحمد ربي الجليل قد اثبت في المسئلة ما يشفي العليل بالكثير ولا بالقليل، والله يقول الحق وهو يهدي السبيل انه حسبي ونعم الوكيل اساله ان يجنبنني بها و

<p>ہر لغزش کرنے والے کو اس کی برکت سے لغزش سے بچائے اور اسے ہمارے سروں پر گہرا سایہ بنائے جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے روشن ترین مہتاب رسالت پر اور سب سے زیادہ چمکدار آفتاب کرامت اور اس کے انوار پر جس کا سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں، اور آپ کے صحابہ و آل پر جو آپ کے دامن رحمت کے سایہ میں ہیں اور آپ کے سایہ رحمت کے سایہ میں ہیں اور ز آپ کے سایہ رحمت کی نعمتوں کی طرف دعوت دینے والے ہیں، اور ان کے ساتھ ہم سب پر روف و جیم کی رحمت سے۔ (ت)</p>	<p>كل من زل زلة ويجعلها ظلاً ظليلاً على رسنا يوم لا ظل الا ظله وان يصلي على ابهى اقبار الرسالة وابهرها واسنى شמוש الكرامة وانوارها الذي لم يكن له ظل في شمس ولا قبر وفديات وصله ولي صحبه واله متظلين بأذیالہ الداعین الی نعم اظلاله وعلینا معهم اجمعین برحمة انه رؤف رحیم و اخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین۔</p>
---	---

رسالہ

قبر التمام فی نفی الظل عن سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ختم ہوا

رسالہ

۱۲۹۹ھ

ہدی الحیران فی نفی الفیء عن سید الاکوان

(سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سایہ کی نفی کے بارے میں حیرت زدہ کے لئے راہنمائی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جن سے دکھوں کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں۔ درود و سلام ہو ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جو ماہ کامل ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر جو اندھیروں میں چراغ ہیں اور پر جو قیامت آل و اصحاب کے انوار سے سے ہدایت حاصل کرتے ہیں گے۔ بعد ازیں ہر گمراہ اور کند ذہن کے سر سے رب قوی کی پناہ کا طلبگار اس کا خطا کار بندہ احمد رضا کہتا ہے جو ملت کے اعتبار سے محمدی، عقیدہ کے اعتبار سے سنی، عمل کے اعتبار سے حنفی، طریقت و انتساب کے اعتبار سے قادری، برکاتی احمدی، مولد و وطن

الحمد لله حمدا تنجلي بها ظلمات الآلام والصلوة والسلام على سيدنا محمد قمر التمام وعلى اله واصحابه مصابيح الظلام وعلى المهتدين بأنوارهم الى يوم القيام وبعد فقال العبد الملتجى الى ربه القوى عن شر كل غوى وغبى عبده المذنب احمد رضا المحمدى ملة والسنى عقيدة والحنفى عملا والقادري البركاتى الاحمدى طريقة وانتسابا و

کے اعتبار سے بریلوی اور اللہ نے چاہا تو مدفن و محشر کے اعتبار سے مدنی و بقعی، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے منزل و مدخل کے اعتبار سے عدنی و فردوسی ہے درانحالیکہ وہ ہدایت و یقین کے انوار سے مستنیر ہونے والا اور ظن و تخمین کے خدشات کو مٹانے والا ہے، تیری توفیق سے اے ہمارے رب! ہم ہر بات میں تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور اللہ بلندی و عظمت والے کی توفیق کے بغیر نہ تو کسی کے لئے گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کو قوت۔ (ت)

البریلوی مولدا و موطننا والمدنی والبقعی ان شاء الله مدفننا ومحشرنا فالعدنی الفردوسی رحمة الله منزلا و مدخلا مستنيرا بأنوار الهداية واليقين حاسما الخدشات الظن و التخمين بك يا ربنا في كل باب نستعين ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

فصل اوّل

ہم حول و قوت ربانی پر اتکاء و اتکال کی عروہ و نشی دست التجاء میں مضبوط تھام کر پیش از جواب مفصل چند مقدمات ایسے تمہید کرتے ہیں جن سے بعون اللہ تعالیٰ ارتقاء نزاع بہ آسانی بن پڑے۔

عزیزان حق طلب! اگر عقل سلیم کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینگے تو ان شاء اللہ انہی شمعوں کی روشنی میں ٹھیک ٹھیک شاہراہ صواب پر ہولیں گے اور کلفت خار زار اور آفت یمین و یسار سے بچتے ہوئے تجلّائے ہدایت میں نور کے تڑکے ٹھنڈے ٹھنڈے منزل تحقیق پر خیمہ زن ہوں گے اور جو تعصب اور سخن پروری کا ساتھ دے تو ہم پر کیا الزام ہے کہ جلتے ریت پر چلانا، بلا کے کانٹوں میں پھنسانا، اندھے کو دن میں گرائنا، ان دو آفت جان، دشمن دین و ایمان کا قدیمی کام ہے وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذرۃ التحقيق (اللہ ہی سے توفیق ہے اور اسی کی بدولت تحقیق کی بلندی تک پہنچا جاسکتا ہے۔ ت)

مقدمہ اولی: جب دو چیزوں میں عقل یا نقل ملازمت ثابت کرے تو بحکم قضیہ لزوم، بعد ثبوت ملزوم، تحقیق لازم خود محقق و معلوم، اور تجشم دلیل کی حاجت معدوم، اسی طرح بعد انتقائے لازم العدم ملزوم آپ ہی مفہوم، کما ہو غیر خاف ولا مکتوم، اور اسی ملازمت واقعہ کے باعث مرتبہ ادراک میں بھی بعد علم بالملزوم، وجود لازم و انتقائے ملزوم، تحقیق ملزوم و عدم لازم کا شک و ہم و ظن و یقین و تکذیب میں تابع رہتا ہے، مثلاً جسے وجود ملزوم پر یقین کامل ہوگا اس کے نزدیک ثبوت لازم

بھی قطعی یقینی ہوگا اور ظان و شک و واہم کے نزدیک منظون و مشکوک و موہوم ہوگا اور یہ معنی بدیہیات باہرہ سے ہیں۔
مقدمہ ثانیہ: دعاوی و مقاصد خواہش ثبوت میں تساویۃ الاقدام نہیں بعض ایسے درجہ اہتمام و رفعت مقام میں ہیں کہ جب تک نص صحیح، صریح، متواتر قطعی الدلالتہ ہر طرح کے شکوک و اوہام سے منزہ و مبر نہ پایا جائے ہر گز پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتے، احادیث احاد اگرچہ بخاری و مسلم کی ہوں ان کے لئے کافی نہ ہوں گی۔

اسی قبیل سے ہے اطلاق الفاظ تنائبات کہ حضرت عزت میں اصح الکتاب سے ثابت مگر عدم توازن مانع قبول اور حلال و حرام کی جب بحث آئے تو احادیث ضعیفہ سے کام لیں گے اور فضائل اعمال و مناقب رجال میں دائرہ کو خوب توسیع دیں گے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ثابت الاصل کے مؤیدات و ملائمت میں چنداں اہتمام منظور نہیں، مثلاً ہمیں یقینیات سے معلوم ہو چکا کہ ذکر الہی و تکبیر و تہلیل و نماز و درود و غیرہ اعمال صالحہ محمودہ ہیں، اب خاص صلوٰۃ التسبیح کی حدیث درجہ صحت تک پہنچنا ضرور نہیں، یا نصوص قرآنیہ و احادیث متواترہ المعنی ہمیں ارشاد فرمایا چکیں کہ صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین سب ارباب فضائل و علو شان و رفعت مکان اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندگان مقبول و بہترین امتیاز ہیں۔

اب خاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بخاری و مسلم ہے پر مقصور نہیں، اسی قبیل سے ہے باب معجزات و خوارق عادات کو حضور اقدس خلیفہ اعظم بارگاہ قدرت سے صدور آیات و معجزات اور ملکوت السموات والارض میں حضور کے ظاہر و باہر تصرفات، قاطعات یقینیہ سے ثابت، ثواب شہادت ظبی یا عدم ظل کا ثبوت صحاح ستہ پر محصور نہیں علماء نے تو باب خوارق میں غرابت متین پر بھی خیال نہ کیا اور حدیث کو باوجود ایسے خدشہ کے حسن و مقبول رکھا۔

امام اجل ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن صابانی کتاب المائتین میں حدیث حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضور پر نور سے مہد اقدس میں چاند باتیں کرتا اور جدھر اشارہ فرماتے ہیں جھک دیتا، ذکر کر کے فرماتے ہیں:

یہ حدیث اسناد و متن کے اعتبار سے غریب ہے اور وہ معجزات میں حسن ہے اھ اس کو امام قسطلانی	هذا حدیث غریب الاسناد والمتن و هو فی المعجزات حسن ^۱ اھ اثرہ الامام العلامة
---	---

^۱ المواہب اللدنیۃ بحوالہ الصابون فی المائتین المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱۵۴/۱

القسطلانی فی البواہب۔	نے مواہب میں ترجیح دی۔ (ت)
-----------------------	----------------------------

علامہ رزقانی شرح لکھتے ہیں:

لان عادة المحدثين التساهل في غير الاحكام و العقائد مالم يكن موضوعاً ¹ ۔	کیونکہ محدثین کی عادت ہے کہ وہ احکام و عقائد کے غیر میں چشم پوشی سے کام لیتے ہیں جب تک حدیث موضوع نہ ہو۔ (ت)
--	--

مقدمہ ثالثہ: علماء کی تلقی بالقبول کو ایراث قوت میں اثر عجیب ہے کہ وہ ہر طرح ہم سے اعرف واعلم تھے، ہماری ان کی کوزہ و محیط کی بھی نسبت ٹھیک نہیں، وہ سائے علوم کے بدر منیر اور ہم عامی انہیں کی روشنیوں سے مستنیر، جب وہی ایک امر کو سلفا و خلفا مقبول رکھیں اور اپنی تصانیف اس کے ذکر سے موخ کریں تو ہمیں کیا جائے انکار ہے،

وفي مثل ذلك يقول الامام العلامة العارف رباني سيدي عبد الوهاب الشعرائي في الميزان "ان هؤلاء الائمة الذين توقفت عن العمل بكلامهم كانوا اعلم منك واورع بيقين في جميع ما دونه في كتبهم لاتباعهم. وان ادعيت انك اعلم منهم نسيت الناس الى الجنون او الكذب جحدا و عنادا وقد افقت علماء سلفك بتلك الاقوال التي تراها انت ضعيفة و دانوا لله تعالى بها حتى ماتوا فلا يقدح في علمهم و و رعهم جهل مثلك بمنازعهم وخفاء مداركهم و معلوم بل مشاهد ان كل عالم لا يوضع في	اور اسی کی مثل میں امام علامہ عارف ربانی سیدی عبد الوهاب شعرائی میزبان میں فرماتے ہیں اور یہ تمام امام جن کے کلام پر عمل کرنے میں تو توقف کرتا ہے تجھ سے علم ہمیں زیادہ ہیں اور دینی ذخیرہ انہوں نے اپنے مقلدین کے لئے جمع کیا ہے اس میں یقیناً تجھ سے زیادہ متقی اور محتاط ہیں اور اگر تو اپنی علمیت کا دعویٰ کرتا ہے تو لوگ قصداً تجھے مجنون اور دروغ گو کہیں گے اور یہ اقوال جن کو تو ضعیف جانتا ہے وہی ہیں جن کے ساتھ علماء متقدمین نے فتویٰ دیا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اللہ کے قریب ہوئے حتیٰ کہ اس دنیا کے فانی سے رخصت ہوئے اور اگر تجھے جیسا ان کے مراتب و مدارک سے ناواقف ہو تو ان کے مراتب و تقویٰ میں کچھ نقصان نہیں آسکتا اور یہ بات معلوم بلکہ مشاہد ہے کہ ہر عالم
--	--

¹ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول دار المعرفة بیروت ۱۴/۱۳

<p>مؤلفہ عاۃ الاماتع فی تحریرہ وزنه بمیزان الادلة والقواعد الشرعیة وحررة تحریر الذهب والجوهر، فایاک ان تنقبض نفسك من العمل بقول من اقوالهم اذا لم تعرف منزعه فانك عامی بالنسبة اليهم والعامی ليس من مرتبة الانكار على العلماء لانه جاهل^۱ اھ</p>	<p>اپنی اپنی کتب میں وہ امور لائے جن کے لکھنے میں مشقت برداشت کرنی پڑی اور جن کو اولہ اور قواعد شرعیہ کے ترازو پر تول لیا ہے اور ان کو سونے اور چاندی کی طرف مزین کیا ہے، پس تو اپنے آپ کو اس سے بچا کہ ان کے اقوال میں سے کسی ایسے قول پر عمل کئے سے تمہارا دل تنگ ہو جس کا ماخذ تمہاری سمجھ میں نہ آیا ہو کیونکہ تو بہ نسبت ان کے عامی ہے اور عامی کا یہ مذہب نہیں کہ وہ علماء کا انکار کرے کیونکہ وہ عامی جاہل ہوتا ہے۔ (ت)</p>
--	--

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کا فتویٰ سابق کہ اسی بارے میں لکھ چکا ہوں پیش نگاہ رکھ کر ان مقدمات میں امعان نظر کیجئے تو بحمد اللہ تمام شکوک وادہام ہباء منثور ہو جاتے ہیں، ہاں میں بھولا، ایک شرط اور بھی درکار ہے، وہ کیا، عقل کا اتباع اور تعصب سے امتناع، مگر یہ دولت کسے ملے؟ جسے خدا دے۔

یہاں تو اجمال کی غنچہ بندیاں تھیں اور تفصیل کی بہار گلشنی پسند آئے تو لیجئے بگوش ہوش و قلب شہید و انصاف کوش، استماع کیجئے۔ رب ارحم من انصف واهد عنیدا خالفاً (اے میرے پروردگار انصاف کرنے والے! رحم فرما اور مخالف کرنے والے ہٹ دھرم کو ہدایت عطا فرما۔ ت)

قولہ صرف حکیم ترمذی نے کہ غیر صاحب صحیح اور شخص ہیں، اپنی کتاب نوادر الاصول میں روایت کیا ہے:

ولم یکن لہ ظل لا فی الشمس ولا فی القبر۔	آپ کا سایہ نہ تھا، نہ دھوپ میں نہ چاندی میں (ت)
---	---

اقول: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اللہ تعالیٰ نبی کریم پر درود و سلام نازل فرمائے۔ ت)

مجیب کے اس سارے جواب کا بننے صرف اسی زعم فاسد پر ہے جو قصور نظر سے ناشی۔ حکیم ترمذی نے تو اس حدیث کو ذکوان تابعی سے مرسل روایت کیا اور اسے موصول مع زیادت مفیدہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرنے والے امام جلیل، جبر نبیل، حجة اللہ فی الارضین، معجزة من معجزات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت امام ہمام عبداللہ بن مبارک قدس سرہ المتبرک جن کی جلالت شان و

^۱ میزان الشریعة الکبریٰ فصل فی بیان ذکر بعض من اطنب فی الثناء الخ دار الکتب العلمیة بیروت ۹۰/۱

غزوات علوم آفتاب نیم روز سے اظہر و ازمہر، امام اجل احمد بن حنبل و امام سفین ثوری و امام یحییٰ ابن معین و ابو بکر بن ابی شیبہ و حسن بن عرفہ و غیر ہم اکابر محدثین، فن حدیث میں اس جناب رفعت قباب کے شاگردان مستفیض ہیں اور کتابوں پر اگر نظر نہ ہو تو شاہ صاحب کی بستان ہی دیکھئے، کیا کچھ مدائح اس جانب سے لکھ کر مستوجب رحمت الہی ہوئے ہیں۔

ان کے بعد اس حدیث کے راوی امام علامہ شمس الدین ابوالفرج ابن الجوزی ہیں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، کہ کتاب الوفاء میں اسے روایت فرمایا ^۱۔ فن حدیث میں ان کی دستگاہ کامل کے معلوم نہیں خصوصاً برعکس امام ابو عبد اللہ حاکم جرح و تضعیف پر حرص شدید رکھتے ہیں، پھر جس حدیث پر یہ اعتماد کریں ظاہر ہے کہ کس درجہ قوت میں ہوگی، پس باوجود تعدد طرق و کثرت مخرجین، حدیث کو صرف روایت حکیم کہنا محض باطل، اور باطل پر جو کچھ مبنی، سب حلیہ صواب سے عاقل، اور معلوم نہیں لفظ "روایت" کس غرض سے بڑھایا، ظاہر اعضاء یا تعلیق کی طرف اشارہ فرمایا کقول القائل روی کذا و ذکر عن زید عن عمرو و کذا (جیسے قول قائل کہ یوں روایت کیا گیا ہے اور زید سے بحوالہ عمر و یوں ذکر کیا گیا ہے۔ ت) کہ مقصود مجیب حدیث کو بے اعتبار ٹھہرانا ہے تو بہ شہادت سوق وہی الفاظ لائے جائیں گے جو مقصود کے ملائم و موید ہوں نہ وہ کہ ایک قسم کی بے اعتباری کو دفع کریں اور اعتبار سے اصلا منافات نہ رکھیں، حالانکہ محدثین کے نزدیک تخریج و روایت کا ایک ہی مفاد اور ذکر اسناد و دونوں جگہ مراد کما تفصح عن کلمات العلماء الامجاد (جیسا کہ بزرگ علماء کی عبارات نے اس کو خوب واضح کر دیا ہے۔ ت) پس اگر اس اصطلاح محدثین پر اطلاع تھی تو مقصود سے بیگانہ لفظ کی زیادت کیوں ہوئی اور ایسے مواخذے تو ہم ضروری بھی نہیں سمجھتے کہ روایت حکیم کی نقل میں کمی بیشی واقع، ان کے پاس لفظ حدیث یوں ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر ^۲ ۔	سورج اور چاند کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ (ت)
--	--

قوله مگر محدثان اعلام نے اس حدیث کو معتبر نہیں مانا ہے۔

اقول: جب اس کتاب کے سوا اور ائمہ اعلام نے بھی حدیث کو روایت فرمایا تو اس کتاب کا

^۱ الوفاء باحوال المصطفیٰ الباب التاسع والعشرون مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۴۰۷ھ

^۲ الخصائص الکبریٰ بحوالہ الحکیم الترمذی باب الایۃ فی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یری الخ مرکز البسنت برکات رضا گجرات ۶۸/۱

غیر معتبر ہونا کیا مضرت رکھتا ہے، معذا غیر معتبر ماننے کے یہ معنی کہ اس کی ہر روایت کو باطل سمجھا، جب تو محض غلط، نہ کوئی محدث اس کا قال، خود اکابر محدثین اسی نوادر الاصول بلکہ فردوس دلیلی سے جس کا حال نہایت ہی ردی ہے، تو وہ روایتیں اپنی کتب میں لاتے اور ان سے احتجاج و استناد فرماتے ہیں کما لایخفی علی من طالع کتب القوم (جیسا کہ کتب قوم کا مطالعہ کرنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے۔ ت) اور جو یہ مقصود کہ اس میں روایات منکرہ و باطلہ بھی موجود ہیں تو بے شک مسلم، مگر اس قدر سے یہ لازم نہیں آتا کہ ساری کتب مطروح و مجروح ٹھہرے اور اس کی کسی حدیث سے استناد جائز نہ رہے آخر علمائے سلف احادیث نوادر و روایات فردوس سے کیوں تمسک کرتے ہیں اور جب وہ اس سے باز نہ رہے تو ہم کیوں ممنوع رہیں گے، خود یہی شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے والد و اساتذہ و مشائخ شریعت و طریقت اپنی تصانیف میں احادیث کتب مذکورہ ذکر اور ان سے استدلال کرتے ہیں۔

قولہ اب یہ کہنے گا کہ جب تکاب مخدوش و مخلوط ہو چکی تو ہر حدیث پر احتمال ضعف قائم، تو اس سے احتجاج اسی کو روا ہو گا جو بصیر و عارف اور نشیب و فراز فن سے واقف ہے۔

اقول: اب ہمارے مطلب پر آگئے، حدیث عدم ظل سے بھی ہم عامیوں نے استدلال نہ کیا بلکہ یہی ائمہ شان، اور ارباب تمیز و عرفان اسے بلا نکیر منکر مقبول رکھتے آئے اور ہم نے ان کی تقلید سے قبول کیا۔ اگر ان بصیرت والوں کے نزدیک متنازع فیہ قابل قبول نہ ہوتی تو حسب عادت اس رپ رد و انکار کیوں نہ فرماتے اور تلقی بالقبول سے باز آتے۔

قولہ اور مصنف نے بھی بھی التزام تصحیح مافیہ نہیں کیا ہے صرح بذلک خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث الدہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی بستان المحدثین (خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بستان المحدثین میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت)

اقول: نہ التزام تصحیح صحت کو مستلزم، نہ عدم التزام اس کا مزاحم۔ اہل التزام کی تصانیف میں بہت روایات باطلہ ہوتی ہیں اور التزام نہ کرنے والوں کی تصنیفوں میں اکثر احادیث صحیحہ، آخر متدرک حاکم کا حال نہ سنا جنہوں نے صحت کیا معنی، التزام شرط شیخین کا اداء کیا یا بقدر چہارم احادیث ضعیفہ و منکرہ و باطلہ و موضوعہ بھر دیں۔

اسی طرح ابن حبان کا یہ دعویٰ کتاب التماسیم والانواع میں ٹھیک نہ اترا اور سنن ابی داؤد جس میں التزام صحاح ہر گز نہیں، صحاح ستہ میں معدود اور ان کا مسکوت عنہ مقبول و محمود، یہ سب امور خادم حدیث پر جلی و روشن ہیں۔

عزیز! مدار کار اسناد پر ہے، التزام و عدم التزام کوئی چیز نہیں، یہ دولت تو روز اول

بخاری کے حصہ میں تھی کہ احادیث مسندہ میں حق سبحانہ، نے ان کا قصد پورا کیا، پھر ایسی فضول بات کے ذکر سے کیا حاصل! کیا جس کتاب میں التزام صحاح نہیں اس سے احتجاج مطلقاً مباح نہیں؟ ایسا ہو تو بخاری و مسلم و چند کتب دیگر کے سوا سنن ابی داود وابن ماجہ و دارمی و تصانیف ابی بکر بن ابی شیبہ و عبدالرزاق و دارقطنی و طبرانی و بیہقی و بزار و ابی لیلیٰ و غیرہا معظم کتب حدیث جن پر گویا مدار شرع و سنت ہے محض بیکار ہو جائیں۔ لا حوال ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)

قولہ اور کسی حدیث کی معتبر کتاب میں اس مسئلہ سے وجود او عدم بحث نہیں۔

اقول: کاش ہمیں بھی معلوم ہوتا حدیث کی کتابیں جناب محیب عفا اللہ تعالیٰ عناد عنہ کے کتب خانہ میں ہیں یا کتنی حضرت کی نظر سے گزری ہیں کہ بے دھڑک ایسا عام دعویٰ کرتے ہوئے آنکھ نہ جھپکی، ہم نے تا کا برائے کو یوں سنا کہ جس حدیث پر اطلاع نہ پائی لہ اجد (میں نے یہ پایا۔ ت) یا لہ ار (میں نے نہیں دیکھا۔ ت) یا لہ اقف علیہ (میں اس پر آگاہ نہ ہوا۔ ت) پر اقتصار فرمایا، یہ لیس (نہیں ہے۔ ت) اور لہ یکن (نہیں ہوا۔ ت) کی جراتیں، حق تو یہ ہے کہ بڑے شخص کا کام ہے۔

علامہ سیوطی سامحدث ان جیسی نظر واسع جنہوں نے دامن ہمت، کمر عزیمت پر چست باند کر جمع الجوامع میں تمام احادیث واردہ کے جمع و استیعاب کا قصد فرمایا، دیکھو حدیث اختلاف امتی رحمة (میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ ت) کی تخریج پر واقف نہ ہوئے اور جامع صغیر میں اسی قدر فرمایا کر خاموش رہے کہ شاید یہ حدیث کسی ایسی کتاب میں مروی ہوئی کہ ہم تک نہ پہنچی^۱۔ پھر علامہ مناوی تیسرے میں اس کی تخریض، مدخل بیہقی و فردوس دہلی سے تلاش ہی کر لائے^۲۔ پھر ہم کو بایں بضاعت مزجاء، چھوٹا منہ بڑی بات، یہ دعویٰ کب زیب دیتا ہے مگر تصنیف امام عبداللہ بن مبارک و تالیفات حافظ رزین محدث و مکتب الوفاء علامہ جوزی و شفاء^۳ الصدور علامہ ابن سبع و کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصنیف علامہ قاضی عیاض و نسیم الریاض علامہ خفاجی و خصائص کبری علامہ جلال الدین سیوطی و مواہب لدنیہ^۴ منہج محمدیہ امام علامہ قسطلانی و

^۱ الجامع الصغیر تحت حدیث ۲۸۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۴/۱

^۲ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث اختلاف امتی رحمة مکتبہ امام الشافعی ریاض ۴۹/۱

۹ شرح مواہب علامہ زر قانی و مدارج النبوت شیخ محقق و غیرہ اسفار ائمہ دین و علماء محققین، آپ کے نزدیک معتبر نہیں یا جب تک بخاری مسلم میں ذکر مسئلہ نہ ہو قابل اعتبار متصور نہیں۔

فقیر حیران ہے جب حدیث کئی طریق سے مروی ہوئی اور چند ائمہ نے اسے تخریج کیا اور وہ مقتدا یا ان ملت نے اس سے احتجاج فرمایا اور سلفا خلفا بے اعتراض معترض مقبول رکھا، پھر نہ تسلیم کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اگر بالفرض حدیث میں ضعف ہی مانا جائے، تاہم مرتبہ مقام چاہے کہ یہاں تضییق مطلوب ہے یا توسیع محبوب، صحت نہ سہی، کیا حسن سے احتجاج نہیں ہوتا؟ حسن بھی نہ مانو، کیا ضعف متماسک ایسی جگہ کام نہیں دیتا؟ آخر اقسام حدیث میں ایک قسم کا نام صالح بھی سنا ہوگا، اگر ماورائے صحاح سب بیکار ہیں تو حسن میں حسن اور صالح میں صلاحیت کس بات کی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون (بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔ ت)

قولہ مسلمان کو ایک جانب پر اصرار نہ چاہیے۔

اقول: اگرچہ حق واضح ہے؟ یہ کلمہ عجیب وضح کیا، مسلمان کی شان وہ ہے جس سے رب تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں خبر دیتا ہے:

"يَسْمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ" ۱۔	جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔ (ت)
--	--

دامن ائمہ ہاتھ سے دے کر شاہراہ یقین سے دوڑ پڑیے اور شکوک و ترددات کے کانٹوں میں الجھے۔

اے عزیز! جب مسلمان نفی الایمان ادھر تو یہ سنے لگا کہ اس بات میں احادیث وارد اور اراکین دین متین و اساطین شرع مبین کی تصانیف اس سے مملو و مشحون اور ادھر اس کے قلب کی حالت ایمانی جو تکثیر فضائل سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جان سے پیاری ہے، بہ شوق تمام سر و قد استادہ ہو کر مرجا گویاں اسے مسند آ مناد صدقتا پر جگہ دے گی اور ادھر داعیہ عقل سلیم انجاث تازہ پا کر حکم قطعی لگائے گا کہ میرا محبوب سر اپا نور ہے اور نور ک اسایہ خرد سے دور، تو ان انوار پے در پے کی متواتر ریز شوں کے حضور شکوک و ادہام کی ظلمت کیونکہ ٹھہر سکے گی اور تبیقن کامل کی روشنی چار چاند سے سراپا کو محیط ہو کر کس طرح اصرار و اذعان کے رنگ میں نہ رنگ دے گی۔

ہم چھوٹی سی دو باتیں پوچھتے ہیں، شک کرنے والے کو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

۱ القرآن الکریم ۱۸/۳۹

نور بخت ہونے میں اصل ہے یا سایہ کو کثافت لازم ہونے میں تردد۔ اگر امر اول میں شک رکھتا ہے تو مین اپنی زبان سے کیا کہوں، صرف اپنے ایمان صرف غیر مشوب بالادہام اور قضیہ اشہد ان محمدا عبده ورسوله (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ت) کے لازمی احکام سے حکم اپنا دریافت کر لے، اور امر دوم میں تردد ہے تو مفتی عقل کی بارگاہ سے جنون و دیوانگی کا فتویٰ مبارک، اسی لئے ہم دعویٰ حتمی کرتے ہیں کہ اگر اس بات میں کوئی حدیث نہ آئی ہوتی، نہ کسی عالم نے اس کی تصریح فرمائی ہوتی، تاہم بملاحظہ ان آیات و احادیث متکاثرہ متوافرہ متظاہرہ کے جن سے بالقطع والیقین سراپائے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور صرف کان لطافت و جان اضاءت ہونا ثابت، ہم حکم کر سکتے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا، نہ کہ باوجود توافق عقل و نقل تسلیم میں لیت و لعل ہو (والہفاه)۔

شک کرنے والا ہمیں بتاتا کہ اسے رد احادیث و طرح اقوال علماء پر کون سی بات حامل ہوئی، کیا ایسے ہی اکابر کے اقوال، ان ارشادات کے صاف پر خلاف، کہیں دیکھ پائے یا عقل نے نور محض کے سایہ ہونے کی بھی کوئی راہ نکالی، جو اس نے دلائل میں تعارض جان کر شک و تردد کی بناء ڈالی اور جب ایسا نہیں تو شاید عظمت قدرت الہی میں تا مل یا وہی بد مذہبوں کا قیاس مقلوع الانسان کہ "مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا"¹ (نہیں ہو تم مگر ہماری طرح بشر۔ ت) اس پر باعث ہوا، جب تو آفت بہت ہی سخت ہے، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

اے رب، ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر، بے شک تو ہے، بڑا دینے والا (ت)

"رَبَّنَا لَا تَزِرْ عَنْ قُلُوبِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ" ²

قوله ادعائے وجود ظل میں ایہام سوء ادب ہے۔

اقول: "الَّذِينَ حَصَّصَ الْحَقُّ"³ (اب حق واضح ہو گیا۔ ت) اللہ تعالیٰ نے حق بات کو علو و غلبہ میں کچھ ایسی شان عجیب عطا فرمائی ہے کہ تشکیک و حیرت بلکہ تکذیب معاندت کی تاریکیوں

¹ القرآن الکریم ۱۵/۳۶

² القرآن الکریم ۸/۳

³ القرآن الکریم ۵۱/۱۲

میں بھی من حیث لایدری اپنا جلوی دکھا جاتی ہے، مجیب کو منع اصرار پر اصرار تھا، اب اقرار کرتے ہیں کہ وجود ظل ماننے میں ایہام سوء ادب ہے، اور پر ظاہر کہ ایہام گستاخی تو وہیں ہوگا جہاں عیب و منقصت کا پہلو نکلتا ہو، اب شرع مطہر سے پوچھ دیکھئے کہ ایسی بات کا جز ماو قطعاً رد و انکار واجب یا سکوت و حیرت کی کشمکش میں مہمل چھوڑ دینا مناسب نہیں۔ اب تو آپ کے اقرار سے فرض قطعی ٹھہرا کہ سایہ ہونے کا اقرار بلیغ کیا جائے اس پر حدود وجہ کا اصرار تام رکھا جائے کہ ہر اس خس و خاشاک سے جو ایہما و احتما بھی ہوئے تنقیص دیتا ہو، ساحت نبوت کی تہریت اصول ایمان سے ہے اور بات بھی یہی ہے کہ جب سایہ کو کثافت لازم اور لطافت کلمہ عدم ظل کو مستلزم، تو یکم مقدمہ اولیٰ جسے عدم سایہ میں شک ہوگا وہ درحقیقت سراپائے اقدس حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کی لطافت متردد ہے اور سایہ ماننے والا کثافت اور نہ ماننے والا کمال لطافت کا معتقد ہے پھر مسلمانوں کی نفی سایہ اصرار سے منع کرنا بعینہ یہ کہنا ہے کہ لطافت جریح ولا کو یقینی نہ جانو اور عیاذ باللہ کثافت بھی محتمل مانو۔ اب اس شک و ابدائے احتمال کا حکم بغایت شدید ہونا چاہیے تھا مگر خیر گزری کہ لازم مذہب، مذہب نہیں قرار پاتا۔

قولہ اور اصرار بر عدم میں احتمال دعویٰ غیر واقع ہے۔

اقول: احادیث صحاح بخاری و مسلم یکسر اڑ گئیں؟ کہیں نہیں کہہ سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا یا ایسا کیا یا وہاں یہ واقعہ ہوا کہ جب تک تو اتار نہ ہوا احتمال دعویٰ غیر واقعہ سب جگہ قائم کچھ دنوں خدمت شرح نصیب رہے تو خوب واضح ہو جائے کہ احتمالات بحر دو مناشی صحیحہ سے ناشی نہ ہوں تک لحت پائے اعتبار سے ساقط ہیں اور ان پر کسی طرح بنائے کار نہیں ہو سکتی ورنہ واجبات سے تو یکسر ہاتھ دھو بیٹھے کہ قطع و یقین منافی وجوب اور بے تيقن اصرار معیوب، تمیم کے طریقے بالکل مسدود کہ ہر خاک و سنگ میں احتمال نجاست موجود نص قرآنی یا احادیث متواتر میں تو ان مٹیوں کی پاکی مذکور نہیں، نہ یہ زمینیں ابتدائے خلقت سے ہر وقت ہمارے پیش نظر رہیں کہ عدم تنجس پر یقین حاصل ہو، ہر نماز کے وقت ہر بار کپڑے پاک کرنا ضرور ہو کہ ممکن ہے کوئی ناپاکی پہنچی ہو اور ہمیں اطلاع نہ ہوئی ہو، وضو و غسل و غسل ثیاب آپ غیر جاری سے روانہ ہو کہ یہاں بھی وہی آتش کاسہ میں ہے، اکثر عورتوں خصوصاً زنان ہمسایہ و قرابت دار میں احتمال ہے کہ انہوں نے یا ان کی ماں یا باپ نے نلک کی ماں کا دودھ پیا ہو یا نلک نے جس عورت کا دودھ پیا ہو اس نے انہیں دودھ پلایا ہو یا وہ عورتیں نلک کے باپ یا دادا یا نانا کی ممسوسہ یا منظورہ بصور معہودہ ہوں، پھر نکاح کیونکہ ہو کسے، اور جنہوں نے اس قاعدہ جدیدہ سے ناواقفی میں کر لیا ہے ان پر متار کہ لام زہو، قاضی شہادت شہود پر حکم نہیں کر سکتا، ممکن کہ گواہ جھوٹ

بولتے ہوں یا انہیں ورت واقعہ یاد نہ رہی ہو الی غیر ذلک من المفاسد التي لا تحصى (اس کے علاوہ بے شمار فساد لازم آئیں گے۔) غرض اس دو حریفی قاعدہ نے ایک عالم تہ وبالا کر ڈالا، دین و دنیا کا عیش تلخ کر دیا۔

عزیزا! یہ کہنا تو اس وقت روا تھا جب کوئی حدیث اس بارہ میں وارد نہ ہوتی، نہ کلمات علماء میں اس کا پتا چلتا، نہ وجود سایہ لطافت ثابتہ کسی طرف ترجیح نہ دیتی تو کہہ سکتے تھے کہ دلیل سے کچھ ثابت نہیں ہوتا اور ایک بات پر حکم حتمی میں احتمال نسبت غیر واقعی ہے اور مسئلہ اصول دین سے نہیں، نہ ہمارا کوئی عمل یا عقیدہ اس پر موقوف، پھر خواہ مخواہ خوض بیکار سے فائدہ؟ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیه¹ (کسی شخص کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ بے مقصد باتوں کو چھوڑ دے۔) ت

ایسے ہی مقامات پر علماء محتاط سکوت و توقف کرتے اور تعارج دلائل ذکر کر کے اسی قسم کے کلمات لکھ دیتے ہیں، امثال مسائل تفاضل نساء و اثابت جنہ و حال اطفال اصحاب ضلال سے مجیب نے وہ لفظ سیکھ کر دیئے اور فرق مبشبین پر نظر نہ کی، ہم زیادہ نہیں مانگتے ایک ہی جگہ دکھادیں کہ کوئی مسئلہ احادیث سے ثابت اور اقوال علماء سے نقل خلاف اس پر متظافر اور ایک حکم یقینی ایمانی مثل لطافت جسم نوار فی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے مستلزم اور اس کے سبب عقل نورانی و حب ایمانی حقیقت مسئلہ پر حاکم ہو، پھر کسی عالم معتبر نے وہاں توقف اختیار کیا ہو اور اصول دین سے نہ ہونے یا مخالفت واقع کے احتمال کو مانع تسلیم قرار دیا ہو ورنہ یہ نو تراشیدہ مضمون قابل توبہ و استغفار ہے ربنا اغفر لنا وللؤمنین جمعاً (اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور تمام مومنوں کو بخش دے۔) ت

قولہ مسئلہ اصولہ عقائد سے نہیں جس کے بات میں ہر شخص کو اہتمام ضرور ہو۔

اقول: مجیب صاحب (سامحنا اللہ وایاہ بالعفو والمغفرة، اللہ تعالیٰ عفو و مغفرت کے ساتھ ہم سے اور اس سے درگزر فرمائے۔) نے اس چار سطر کے جواب میں عجب تماشا کیا ہے کہ اکثر دلیلیں جو قائم کیں ان کے صغریٰ کہ ظاہر تسلیم تھے لکھتے گئے اور کبریٰ کہ بدیہی البطلان تھے، مطویٰ فرما دیئے، مثلاً لکھا:

"محدثین اعلام نے اس کتاب کو معتبر نہیں مانا ہے۔"

¹ جامع الترمذی ابواب الزہد باب منہ امین کپنی و بی ۵۵/۲

اور کبرے کہ جس کتاب کو محدثان اعلام نے معتبر نہ مانا ہو اس کی کوئی حدیث قابل احتجاج نہیں، ترک کر دیا، پھر لکھا: "مصنف نے التزام تصحیح مافیہ نہیں کیا"

اور کبریٰ کہ جس مصنف نے یہ التزام نہ کیا اس کی حدیثیں مستند نہیں، ذکر نہ فرمایا، پھر لکھا: "کسی حدیث کی معتبر کتاب میں اُلُح۔"

اور کبرے کہ جو مسئلہ کتب معتبرہ حدیث میں نہ ہو، قابل تسلیم نہیں، چھوڑ دیا۔ پھر لکھا: "اصرار بر عدم میں احتمال اُلُح۔"

اور کبریٰ کہ جہاں یہ احتمال ہو اس میں توقف ضرور اور تسلیم بے جا، تحریر نہ کیا۔ اب اخیر درجہ یہ لکھا کہ: "مسئلہ اصول عقائد سے نہیں۔"

اکبریٰ کی طرف ان لفظوں سے اشارہ کیا: "جس کے باب میں ہر شخص کو اہتمام ضرور ہو۔"

صاف کہا ہوتا کہ جو مسئلہ اصول عقائد سے نہیں، اس میں اہتمام کی کچھ حاجت نہیں۔ سبحان اللہ! ایک ذرا سے فقرہ میں تمام سائلہ فقہیہ کی بیخ کنی کر دی کہ وہ بدایہ فروح ہیں نہ اصول، پھر ان کا اتباع محل اہتمام سے معزول اور واجبات و سنن کا تو پتہ نہ رہا کہ انہیں عقد قلب سے کب بہرہ ملا، اب شاید بعد ورود اعتراض یہ تخصیص یاد آئے کہ ہمارے کلام مسائل غیر متعلقہ بجوارح میں ہے اقول: اب بھی غلط، متکلمین تصریح کرتے ہیں، مسائل خلافت اصول دینیہ سے نہیں، موافق و شرح موافق میں ہے:

<p>(شارح فرماتے ہیں) لما توافاه امامت کی بحث کی طرف اشارہ ہے، اگرچہ مسئلہ فروع دین سے ہے مگر اہل ہو اور بدعتیوں کے خرافات کو دفع کرنے کے لئے اور ائمہ دین کو ان کے طعن سے بچانے کے لئے اصول دین سے ملحق کر دیا (کہ تمام صحابہ کرام اپنے سے اتقی و اکرم یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر متفق ہو گئے۔) موقف خامس میں سے</p>	<p>(ولما توافاه) اشارہ الی مباحث الامامة فانها وان كانت من فروع الدين الا انها الحقت باصوله دفعاً للخرافات اهل البدع والاهواء وصونا للائمة المهتدين عن مطاعنهم (وفق اصحابه لنصب اكرمهم واتقهم) يعني ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہ ملخصاً۔ وفيه من المصدر</p>
---	---

¹ شرح المواقف خطبة الكتاب منشورات الشرف الرضى قم ايران ۲۲ و ۲۱/۱

الرابع مو الموقف الخامس في الامامة و مباحثها ليست من اصول الديانات والعقائد خلافاً للشيعة ^۱ اه	مصدر الرابع امامت میں ہے امامت کی بحث اصول عقائد دین میں سے نہیں ہے، بخلاف شیعوں کے (کہ ان کے نزدیک اصول دین سے ہے) اه ت
--	--

کیا یہ قاعدہ مختصر یہاں بھی اہتمام ضروری نہ رکھے گا اور اقرار و انکار امامت ائمہ کو یکساں کر دے گا، ایران و مسقط کو خردہ
تہنیت، اب چین سے اپنا کام کیجئے، خلافت راشدہ خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں شوق سے کلام کیجئے، تیرہ صدی کی برکت
سینوں کی ہمت، اب انہیں ان مباحث سے کام ہی نہ رہا۔ حقیقت خلافت کا اہتمام ہی نہ رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (بے شک
ہم اللہ تعالیٰ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)

فقیر کو حیرت ہے باوجود توافق عقول و نقل و درود احادیث و شہادت ائمہ عدل و قضاے خرد یمانی بحکم لطافت جرم نورانی و تاکید
محبت سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبول سے کیا چارہ اور ترک اصرار و اہتمام کس کا یا را، اور یہ یہ بھی نہیں کھلتا کہ لفظ "ہر
شخص" فرما کر عموم سلب سے سلب عموم کی طرف کیوں ہوا؟ کیا بعض کو اہتمام ضروری بھی ہے؟ اور ایسا ہو تو وہ بعض معین ہیں
یا غیر معین؟ بر تقدیر ثانی کلام، مقصود پر منعکس و منقلب ہو جائے گا اور تحرز اعن الوقوع فی المحذور ہر شخص کو اہتمام قرار
پائے گا اور پہلی شق پر حکم احکم "لَتُبَيِّنَنَّ لِلنَّاسِ"^۲ (کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا۔ ت) کا انقیاد ہو، اس تعین کی
تبیین، پھر اس پر دلیل مبین ارشاد ہو۔

و صلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا محمد البدر وآلہ و اصحابہ النجوم والعلم بالحق عند اللہ ربنا تبارک و تعالیٰ و اھب العلوم استراح القلم من هذا التنبیق الانیق فی العشرة الوسطی من ذی الحجة المحرم سنة ۱۲۹۷ (سبع و تسعين بعد الالف و دیان عشرے کے اندر ۱۲۹۷ھ کو ایک ہی	اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جو چودھویں کے چاند ہیں او آپ کے آل و اصحاب پر جو روشن ستارے ہیں۔ حق کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جو ہمارا پروردگار ہے اور علوم عطا فرمانے والا ہے۔ اس عمدہ تحریر کی تزیین سے قلم نے حرمت والے مہینے ذوالحجہ کے دیان عشرے کے اندر ۱۲۹۷ھ کو ایک ہی
---	---

^۱ شرح المواقف المرصد الرابع منشورات الشریف الرضی قم ایران ۳۴۲/۸

^۲ القرآن الکریم ۱۸۷/۳

<p>البائتین) فی جلسة واحدة فی البلاة المطهرة مارهرة المنورة بجانب مزارات الكرام البررة ساداتنا و مشائخنا العرفاء الخيرة افاض الله علينا من نفحات فيوضهم العطرة اامين برحتك يا ارحم الراحمين۔</p>	<p>نشت میں راحت حاصل کی۔ شہر پاک مارہرہ منورہ میں آرام فرمانے والے ان اولیائے کرام کے مزارات مقدس کے پہلو میں یہ تحریر لکھی گئی جو ہمارے سردار و مشائخ عارفین گرامی قدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیوض معطرہ کی خوشبوئیں ہمیں عطا فرمائے۔ آمین! تیری رحمت کے ساتھ اے بہترین رحم فرمانے والے۔ (ت)</p>
---	--

فصل دوم

بسم الله الرحمن الرحيم ط

<p>نقل تحریر کہ الحال از ریاست محمد آباد، عمر اللہ بالرشد والساد وصانها عن الشر والفساد سلسلہ سخن را جنبش تازه داد۔</p>	<p>نقل تحریر از ریاست محمد آباد جس نے سلسلہ سخن کو تازہ جنبش دی، اللہ تعالیٰ اس ریاست کو ہدایت و درستی کے ساتھ آباد رکھے اور اس کو شر و فساد سے بچائے۔</p>
--	--

بسم الله الرحمن الرحيم ط

<p>الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين، اما بعد مردم میگویند کہ برائے شخص مبارک عالی حضرت رسالت پناہی، نبوت دستگاہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ ظل چنانچہ جملہ اجسام و اجرام کثیف و لطیفہ رائی باشد نبود وگاہے از ابتداء خلقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا آخر لقائے رب العالمین تعالیٰ شانہ، ہمچنان بود بے سایہ و بے ظل گزرنیدہ اند۔</p>	<p>تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ درود و سلام نازل ہو اس کے رسول محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ بعد ازاں لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح تمام اجسام کثیف و لطیفہ کے لئے سایہ ہوتا ہے، ایسا سایہ حضرت عالی مرتبہ، رسالت پناہ، نبوت دوستاہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے لئے نہیں تھا، اور یوں بھی کہتے ہیں کہ پیدائش سے آخر عمر تک ہمیشہ سایہ نہ تھا۔</p>
---	---

<p>فقیر میگوید کہ ایں معجزہ در کتابیکہ لائق اعتماد باشد و اہل سند و اسناد آنرا بسند صحیح بیان کردہ باشند، ندیدہ ام در کتاب صحاح و سنن کہ مروج انداز کسے نشنیدہ ام کہ ثبوت کردہ اند و آنچه اہل سیر و مغازی بیان میکنند اعتماد آں چنانچہ اہل حدیث راہست، معلوم پس ہر کرا از اہل علم ثبوت آں از روئے سند صحیح از کتاب و سنن، بیان فرمائند، اجر آں از فقیر از خداوند تعالیٰ مامول دارند فقط۔</p>	<p>فقیر کہتا ہے کہ یہ معجزہ کسی ایسی کتاب میں جو لائق اعتماد ہو اور اہل سند و اسناد نے اسے بسند صحیح بیان کیا ہو، میں نے نہیں دیکھا، کتب صحاح و سنن میں کسی سے نہیں سنا کہ ثابت کیا ہو۔ اہل سیر و مغازی جو بیان کرتے ہیں اس پر، جیسے کہ محدث کو اعتماد ہے، معلوم ہے، لہذا تمام اہل علم کو چاہیے کہ اس کا ثبوت از روئے سند صحیح کتاب و سنت سے بیان فرمائیں، اس کا اجر فقیر سے خداوند تعالیٰ سے امید رکھیں۔ فقط۔</p> <p>کتبہ ابو عبد اللہ محمد عفی عنہ</p>
--	--

فصل خزانی فصل خزانی کی پامالی کیلئے نسیم ایمان کی پھر روانی

باز اہتر از نسیم ایمانی پہمال

<p>بسم اللہ الرحمن الرحیم ط</p> <p>الحمد للہ خالق الظل والحرور جاعل الظلمت والنور، ثم الذین کفروا برہم یعدلون والصلوۃ والسلام علی السراج المنیر فی نادى القلوب، القبر المنزہ عن کل کلف وخسوف ومحاق وغروب، ثم الذین فجروا عن نورہ یعہون وعلیٰ آلہ النجوم واصحابہ مصابیح العلوم مالم یکن للارمد عند ضوء العین سکون، سایہ پروردہ دامن ناسزائی، روئے نادیدہ نیر دانائی، فقیر ناسزا، رونق بازار معاصی فزا، سر بگر بیان فکر جزا،</p>	<p>بسم اللہ الرحمن الرحیم ط</p> <p>تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سائے اور دھوپ کا خالق اور ظلمت و نور کو پیدا فرمانے والا ہے۔ پھر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ اور درود و سلام نازل ہو دلوں کی مجلس کو چکانے والے آفتاب پر اور اس ماہتاب پر جو چھاؤں، گرہن، مٹ جانے اور غروب ہونے سے پاک ہے۔ پھر نافرمان لوگ اس کے نور سے بے بہرہ ہیں، اور ان کی آل پر جو ستارے ہیں اور اصحاب پر جو علوم کے چراغ ہیں۔ آشوب چشم والے کو سورج کی روشنی کے وقت سکون نہیں ہوتا۔ دامن نالائق کے سایہ میں پرورش پانے والا، خورشید دانائی کا چہرہ نہ دیکھنے والا، گناہ افزا بازار کی رونق، فکر جزاء میں</p>
--	---

عبدالمصطفیٰ معروف بہ احمد رضا غفر اللہ لہ ما یجری منہ وما مضی، خدائے خود را بہ یکتائی و مصطفائے وے را بہ بے ہتمائی ستودہ مہر بہشتی چہر تحقیق و آفتاب جہاں تاب تدقیق را، چنانہ بریزش امطار انوار، و بارش اضواء نصف النہار مے آرد کہ پیشتر کہ از ورود ایں جواب سوال نماز و عرض اعراض فزا و وفاق شقاق آمود، و لطف عتاب آلود، فقیر حقیر در ہمیں مسئلہ پیش آئندہ دو ستارہ تابندہ، از آفاق سخن سرائے، با شراق جلوہ نمائے، آوردہ ام یکے کالشمس وضحا و دگر کالقمر اذا تلمأ ہر کہ چشمے دارد از رمد پاک، و ولی پذیرائے نور ادراک، بصر و بصیرتش را از تجلیمائے ظلمت روالش نیکوترین بہرہ و رہبا مہیا و مہنا باد، عزیزان نو کہ طرحی تازہ افکنندہ اند و را ہے جدید پیش گرفته، اگر باینہا نیز بر رسم چاشنکیر دے چند آویزشی کنیم، یارب، بر خاطر خردہ بینان خرد پروردقت گزینان بالغ نظر، بے گواش مرداد، آمین، و باللہ ثم برسولہ نستعین، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ مردم میگویند الخ۔

اقول: ائمہ دین یا عوام مقلدین علی الاول

پریشان، عبدالمصطفیٰ معروف بہ احمد رضا (اللہ تعالیٰ اسکی آئندہ و گزشتہ کوتاہیوں کو معاف فرمائے) اپنے خدا کو یکتا و لا شریک ہونے اور اس کے مصطفیٰ کو بمثل ہونے کی توصیف کے بعد بہشتی چہرہ والے آفتاب تحقیق اور جہاں کو روش کر دینے والے خورشید کو اس طرح انوار و اضواء کی برسات کے ساتھ لاتا ہے کہ تمہارے سوال کے جواب اور روگردانی بڑھانے والی عرض اور خلاف پر موافقت اور عتاب آلود نرمی سے کچھ پہلے فقیر حقیر نے اس زیر نظر مسئلہ کے متعلق سرائے سخن کے کناروں سے دوچمکتے ہوئے ستارے لائے ہیں، ایک کالشمس وضحہا اور دوسرا کالقمر اذا تلمأ، جو شخص صحت مند آنکھ اور قابل نور علم دل رکھتا ہے اس کی بصارت و بصیرت کو ان ستاروں کی کاشف ظلمات تجلیات سے اچھی طرح کامیابیاں مہیا و مبارک ہوں۔ نئے پیاروں نے جو تازہ طرح ڈالی اور نیاراستہ اختیار کیا، اگر ہم بھی ان کے ساتھ بطور جیسے کو تیسرا (ترکی بہ ترکی) مقابلہ کریں تو اے خدا! نکتہ داں عقلمندوں اور باریک بین بالغ نظروں کے دل پر احساس تلخی، انصاف! آمین! اللہ تعالیٰ سے پھر اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم مدد چاہتے ہیں، بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت۔

قولہ لوگ کہتے ہیں الخ

اقول: لوگوں سے مراد ائمہ دین ہیں یا عوام

مقلدین؟ اگر ائمہ دین مراد ہیں تو پھر یہ خلاف مقصود کی طرف آنا اور لباس شیر میں انس نقد طلب کرنا ہے، کیا ائمہ کرام کا ارشاد ناکافی ہے کہ دوسری دلیل طلب کرتے ہو یا ائمہ دین کا یہ راستہ مطلوب تک نہیں پہنچتا، اس لئے علیحدہ پگڈنڈیوں پر بھٹکتے پھرتے ہو؟ میں گمان کرتا ہوں اور درست گمان کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ توجہ کا رخ تحریر ثانی کے مقدمہ ثالثہ کی طرف ہی پھیرنا ہوگا اور تمہارے اس وسوسہ کا وہی جواب شافی و علاج کافی ہوگا۔ آخر خداوند تعالیٰ نے حضرات عالی شان کو امامت کے تختوں اور سرداری کی سندوں پر مقام عطا نہ فرمایا اور الخراج بالضمآن (خراج ضمان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ت) کے فیصلہ کے مطابق "فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ" (تو عبرت لو اے نگاہ والو۔ ت) کے چراغوں کا بوجھ برداشت کرنا اور ان کے ذمہ ہمت پر نہ رکھا؟ اور ہم نادیدہ رو کی کمزور کو اور کم علمی کے ہاتھ گروی شدگان کو نہ دیکھا اور بہ مقتضائے "إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا" (بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ ت) اور "وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ" (اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ ت)

بجائے مقصود از در نفیض آمدن ست، واستیناس نقد، بہ لباس اسد، خواستن، مگر ارشاد ائمہ بسند نیست، کہ دلیل دیگر جوئی، یا اس را بمنزل حضرت سلمیٰ نمیرود کہ بہ شعبے جداگانہ پوئی۔ من فقیر گمان برم و ناراست نمی برم کہ ان شاء اللہ تعالیٰ روئے توجہ بسوئے مقدمہ ثالثہ تحریر ثانی تا فتن ہماں باشد، و اس وسوسہ را جواب شافی و علاج کافی یافتن، ہماں، آخر نہ خدا نکہ حضرات عالیہ ایشاں را بر سر امامت و ارانک زعامت جائے داد و بحکم الخراج بالضمآن^۱ ثقل تحمل اعبائے گرانبار "فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ" ^۲ برزمت ہمت ایشاں نہاد و ضعف و ناتوانی ما عا میان نا دیدہ رو بدست کم دانشی گرو دید و بفھوائے "إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا" ^۳ و "وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ" ^۴ خوان نعت "فَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّلِّ كَمَا إِن كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" ^۵

^۱ جامع الترمذی ابواب البیوع باب ما جاء من یشتری العبد ویغسلہ الخ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۳۵

^۲ القرآن الکریم ۵۹/ ۲

^۳ القرآن الکریم ۹۳/ ۶

^۴ القرآن الکریم ۲۲/ ۸

^۵ القرآن الکریم ۱۶/ ۲۳، ۲۱/ ۷

<p>چید۔</p> <p>نعمت "فَسَلُّوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱﴾" (تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ ت) کا خانچہ نہ چنا؟</p> <p>دوستو! بہت ہی خوش نصیب ہے وہ جس نے بہ تقاضائے "ان الله تصدق عليكم فاقبلوا صدقة" (بے شک اللہ نے تم پر صدقہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے صدقہ کو قبول کرو۔ ت) اس روح نرفرا فرمان کو قبول کیا اور چون و چرا کے چکر سے خلاص ہوا؟ اور بہت بد بخت ہے جو جس نے "اما هذا فقد اعرض فاعرض الله عنه" (لیکن اس نے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے اعراض فرمایا۔ ت) کی ناکامی کے سبب اپنے اوپر کام مشکل کر لیا اور اور اندازہ گودڑی سے پاؤں باہر کھینچ لئے ع</p> <p>آفتاب اندر میاں آنگہ کہ میجوید سہا</p> <p>(آفتاب موجود ہو تو سہا کو کون تلاش کرتا ہے)</p>	<p>اے خوشا کسیکہ بکرم ان الله تصدق عليكم فاقبلوا صدقته^۱ فرمان ایں صلای جانفزا پذیر فت، واز کشاکش لم وکیف پاک رست و بد اسیکہ بہ ناکامی، اما هذا فقد اعرض فاعرض الله عنه^۲۔ کار بر خود و شوار کرد و پائے از اندازہ گیم بیروں کشیدن جست ع</p> <p>آفتاب اندر میاں آنگہ کہ میجوید سہا</p>
--	---

فائدہ: بنات النعش میں ایک باریک ستارہ ہے جس کو سنا کہتے ہیں۔

<p>اور دوسری شق پر (بصورت عوام مقلدین) پناہ بخدا! کیا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ذکوان تابعی، عبد اللہ بن مبارک، امام ابن الجوزی، ابن سبع</p>	<p>و علی الثانی یارب مگر سیدنا و امین سیدنا جبر الامہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ذکوان تابعی و امام ہمام حبیہ اللہ فی الانام</p>
--	--

^۱ صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصر ہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۱، سنن ابی داود، باب صلوٰۃ المسافر آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۷۰، جامع الترمذی ابواب التفسیر تحت آیۃ ۴/۱۰۱، ابن کثیر، ریلی ۲/۱۲۸، سنن ابن ماجہ باب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر، بیچ ایم سعید کینی کراچی ص ۷۶

^۲ صحیح البخاری کتاب العلم باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۱، صحیح مسلم کتاب السلام باب من اتی مجلسا فوجد فرجة البیخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۱۷

حافظ رزین محدث، علامہ جلال الدین سیوطی، قاضی عیاض، امام احمد قسطلانی، علامہ زر قانی، علامہ خفاجی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم کو معاذ اللہ عوام میں شمار کرتے ہیں، یان ان کے نگینہ ہائے نصوص کو زنگ اغلاط سے مصفٰی و مبرا گمان نہیں کرتے ان هذا للشعٰی عجاب (بے شک یہ عجیب بات ہے۔)

عبداللہ بن مبارک و امام حافظ شمس الملتہ والدین ابو الفرج ابن الجوزی و امام علامہ ابن سبع و حافظ رزین محدث و امام الامہ حافظ الشرق والغرب مولانا جلال الملتہ والحق والدین ابو بکر سیوطی و امام علامہ عاشق المصطفیٰ سید الحفاظ جبل الشرع والدین جبل اللہ الممتین قاضی عیاض یحصبی و امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی و فاضل اجل محمد بن عبدالباقی زر قانی و علامہ فہامہ شہاب الملتہ والدین خفاجی و شیخ محقق سیدنا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم ائمہ دین و جہانزادہ ناقدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و نفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین رامعاذ اللہ و درسلک عوما منخرط شمارند، یا نصوص نصوص ایناں راز زنگ غلط منزہ نہ پندارند، ان هذا للشعٰی عجاب۔

قولہ جیسا کہ تمام اجسام کشف و لطیفہ کے لئے ہوتا ہے۔

قولہ چنانچہ جملہ اجسام و اجرام کشف و لطیفہ رائے باشد۔

کافی ربود، آل محروم رانیز پارہ از انجلاء ارزانی نمود۔

اقول: اس کلیت مطلقہ اور احاطہ مستغرقہ پر ناز کہ اس اطلاق کو سنگ کثات پر ہی بند نہ رکھا، حد لطافت تک کھینچ ڈالا، شاید وہ دوست سایہ کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ اے ناز و نعمت میں پلے ہوئے مخاطب! شاید تمہیں معلوم ہے سایہ کیا شے ہے؟ سورج چمکنے لگا، ہر جگہ نور کی چادر بچھا دی، درمیانی اجسام رکاوٹ بنے اور روشنی کے آگے پردہ لٹکا دیا، پردگی نور سے مجبور ہو گئی، ہوائے متوسط نے بسبب مقابلہ و شدت قابلیت روشنی سے کافی حصہ لیا اور اس

اقول: نازم اس کلیت مطلقہ و احاطہ مستغرقہ راکہ ہجوم عموم و اغراق اطلاق بر سنگلاخ کثافت بس نکرده خیمہ تابسر حد لطافت کشید، ماناہ عزیزاں از حقیقت ظل آگاہی ندارند۔ اے مخاطب! سایہ پروردگار مگردانی کہ سایہ چیست؟ نیرے تافتن آغاز کرد وہ ہر جا بساط نور گستر، و اجسامے از میان خاستہ و نفوذ اشعہ را مانع آمدہ اینہا پردہ فروہشت، و پردگی از نور مجبور گشت، ہوائے متوسط کہ حکم مقابلت و شدت قابلیت، از تنور و استضاءت بہرہ

کافی رہو، آں محروم را نیز پارہ از انجلاء ارزانی نمود۔

ایں ضوء ثانی را ظل نامند و نیکور روشن کہ ایں معنی بے حجب، و حجب بے منع نفوذ، و منع نفوذ بے کثافت صورت نہ بند، وافرہ اگر ایں اطلاق راست باشد اشراق ارض محال گردد کہ میان فاعل و قابل جرم آسمان حائل، بلکہ ہم از مدعا نقیض مدعا لازم آید کہ چون جسم ہچو فلک در میان سنت، استنارہ ہوا کہ مضیی ثانی ست خود چہ امکان ست، پس از روئے زمین تا سطح آسمان ہچ جسم را سایہ نباشد، و السالبۃ الجزئیۃ تناقض الوجودیۃ الکلیۃ و تقیید مرئی بودن کہ حاجب نباشد مگر از مبصرات با آنکہ تخصیص بعد الا اعتراض ست در امثال ہوا و نار جاری۔

محروم کو بھی روشنی کا کچھ حصہ عطا کیا۔

اس دوسری روشنی کو ظل کہتے ہیں اور خوب ظاہر کہ یہ معنی بے پردہ اور پردہ بلا منع نفوذ اور منع نفوذ کثافت کے سوا ناممکن ہے۔ ہائے زیادتی! اگر یہ اطلاق درست ہو تو زمین کا روشن ہونا محال ہو جائے، اس لئے کہ سورج اور زمین کے درمیان جسم آسمان حائل ہے بلکہ تمہارے دعوٰی سے ہی تمہارے مدعی کی نقیض لازم آتی ہے کہ جب آسمان جیسا جسم درمیان ہے تو ہوا جو ثانوی درجہ میں روشن ہے، کیسے ممکن کہ روشن ہو، لہذا روئے زمین سے آسمان جیسا جسم درمیان ہے تو ہوا جو ثانوی درجہ میں روشن ہے، کیسے ممکن کہ روشن ہو، لہذا روئے زمین سے آسمان تک کسی جسم کا سایہ نہ ہو و السالبۃ الجزئیۃ تناقض الوجودیۃ الکلیۃ (اور سالبہ جزئیہ موجبہ کلیہ کی نقیض ہے۔ ت) اور چونکہ جو چیزیں نظر آتی ہیں وہی پردہ بنتی ہیں اس لئے مرئی ہونے کی قید لگانا، باوجودیکہ بعد از اعتراض ہے صرف ہوا اور آگ جیسی اشیاء میں جاری ہے۔

بہر حال آسمان کا غیر مرئی ہونا ہم نہیں مانتے، ہم کیونکر عینی شہادت اور ظاہر نصوص سے روگردانی کریں، ہم اہل اسلام کو بے راہ فلسفہ کی خرافات اور کرہ ہوا و بخار سے کیا کام؟ اور ایسے بے سرپا دعاوی کی قرآن و حدیث کے ظاہر مفہومات کے سامنے کیا قیمت اور کیسی وقعت؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور بیشک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا۔ اور

اَنَا نَامِرٌ يُودُنُ آسْمَانَ مُسْلِمٍ نَدَارِیْمُ، وَاَزْ شَہَادَتِ بَصَرٍ وَ ظَوَاهِرِ نصوصِ چراروئے برتابیم، ما اسلامیاں را با خرافات فلاسفہ نا بخار و افسانہ عالم نسیم و کرہ بخار چکار، و ہچو ادعا ہائے نامنظمہ را پیش ظواہر قرآن و حدیث چہ قیمت و کدام وقعت؟

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى "وَلَقَدْ ذَرَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِصَافِحٍ" ¹

معلوم است کہ ازیں قسم زین و شین جز در مبصرات راست نیاید، بادرانہ از پوشاک مہوشاں زریں کمر زینت، نہ از خرقة گدایاں دلق در بروصحت، بلکہ اگر نیکو بگری در اجسام کثیفہ نیز عموم بجائے خود نیست، کہ میان حجب و کثافت عموم و خصوص مطلق ست، جسم مثلث اگر چند کثیف باشد سایہ ندارد، نہ در آفتاب، نہ در ماہتاب، کہ بہ ہمیں معنی ایمائے لطیف فرمودہ اند در کریمہ "إِنظِلُّوا إِلَى ظِلِّ ذِي ثَلَاثِ

شُعَبٍ ۖ لَا ظِلِّيلٌ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ۖ" ^۱ "کما استنبطہ الامام العلامة السيوطي في تفسير الاكلیل في استنباط التنزيل ^۲

معلوم ہے کہ اس قسم کی زینت و عیب مبصرات کے سوا کسی چیز پر صادق نہیں، مثلاً کوئی کیسا ہی مہ روزرق برق لباس پہن کر سنہری کمر بند باندھے ہو یا کھڑا ہو جائے تو ہوا کے لئے وہ زینت نہیں کمالات اور اگر کوئی منگتا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہو تو وہ ہوا کیلئے عیب نہیں کمالات (کیونکہ ہوا مبصر نہیں) بلکہ اگر بغور دیکھیں تو اجسام کثیفہ میں بھی عموم نہیں کیونکہ حاجب بننے اور کثیف ہونے میں عموم و خصوص مطلق ہے، چنانچہ جسم مثلث کا سایہ نہیں ہوتا خواہ کتنا ہی کثیف ہو نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں، آیہ کریمہ "إِنظِلُّوا

إِلَى ظِلِّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ۖ لَا ظِلِّيلٌ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ۖ" (چلو اس دھوپ کے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں ہیں نہ سایہ دے نہ لپٹ سے بچائے) میں مفسرین کرام نے اسی معنی کی طرف لطیف اشارہ بیان فرمایا ہے کما استنبطہ الامام العلامة السيوطي في تفسير الاكلیل في استنباط التنزيل (جیسا کہ امام علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل میں اس کو مستنبط فرمایا ہے۔

یا اللہ! شاید انہوں نے رات کو دیکھا ہو گا کہ شعلیٰ شمع سے سایہ پیدا ہوتا ہے باوجودیکہ آگ جسم لطیف ہے اور اس سایہ کو آگ کا سایہ سمجھ کر بحکم عدم فارق (بین الاجسام اللطیفہ) دامن اطلاق پر ہاتھ مارا اور حکم کلی لگا دیا اور

اللهم! مگر شہادیدہ باشند کہ از شعلہ شمع با آنکہ نارجرے لطیف ست سایہ سر برے زند و بحکم عدم فارق دست بدامن اطلاق زند، پے باصل کار نبرہ کہ آنچہ میسند

^۱ القرآن الكريم ۷۷/۳۱، ۳۰

^۲ الاکلیل فی استنباط التنزیل تحت الآیۃ ۷۷/۳۱، ۳۰ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۱۹

ظل دخان ست، نہ سایہ تیراں۔

قولہ دگا ہے از ابتداء خلق الخ۔

اقول: ہچنیں ست واطلاق دلائل مارا بسند، ہر کہ ابدائے تخصیص کند مدعی اوست و بار ثبوت برگردن او، شاید بر عکس نفس الامر از دستگیری قوت و اہمہ در آئینہ تنجیل عنہ ز اں مرتسم شدہ باشد کہ بایں تنصیص عویص نافیان ظل رادر اثبات نفی گوئہ صعوبتہ روئے خواہد نمود کہ تبیین دائمہ از تفریر مطلقہ عامہ مشکل تراست، اما ندانستہ کہ ذہن سامع در ہچو مقام از سلب ناموقت جز بادامت سلب بتادر کند، و خلافت کہ خلاف ظاہر ست محتاج بہ دلیل باشد، و اظلال سبب را کہ علماء غیر دائم گفتہ اندازیں ہت ست کہ احادیث صحیحہ بہ سایہ کردن صحابہ کرام باردیہ خودشان و میل اشجار بہ عضون آنہا بر سر حضور سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناطق شدہ، البجا نیز اگر حدیثی معتد بہ ثبوت سایہ گواہی دہد آنگاہ از دوام سلب بہ سلب دوام نقل وعدول، متصور و معقول، ورنہ از معرض قبول بمرحل معزول، معجزا نورانیت جسم انور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحد اللہ قاطع وساوس و قاطع ہوا جس آمدہ ست،

اصل حقیقت نہ سمجھ سکے کہ یہ نظر آنے والا سایہ سایہ دخان ہے، آگ کا سایہ نہیں۔

قولہ کبھی ابتداء آفرینش سے الخ

اقول: یہی صحیح ہے اور ہمارے لئے اطلاق دلائل دلیل کافی ہے، جو شخص تخصیص کرتا ہے وہ مدعی ہے اور بار ثبوت اس کی گردن پر، شاید نفس الامر کے خلاف قوت و بہمیہ کی مدد سے ان کے آئینہ تنجیل میں یہ بات آئی ہوگی کہ اس مطالبہ تنصیص سے نافیان ظل کے لئے اثبات نفی میں بہت مشکلات پیش آئیں گی کیونکہ دائمہ کا اثبات مطلقہ عامہ کے اثبات سے بہت زیادہ مشکل ہے مگر وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ سامع کا ذہن ایسے مقامات میں سلب غیر موقت سے سلب دوامی چھوڑ کر کسی بھی اور شے کی طرف متوجہ نہیں ہوا اور اس کا خلاف جو خلاف ظاہر ہے وہی محتاج دلیل ہے۔ اور (آپ پر) بادلوں کے سایہ کو علماء نے اس لئے غیر دائمی فرمایا کہ صحابہ کرام کا چادروں سے اور درختوں کا اپنی شاخیں جھکا کر سایہ کرنا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرانور پر، احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے، اگر اس مسئلہ میں بھی کوئی معتد حدیث گواہی دے تو اس وقت دوام سلب سے سلب دوام کی طرف عدول متصور و معقول ہوگا ورنہ معرض قبول سے کوسوں دور، اور اس کے ساتھ ہی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم انور کی نورانیت بحد اللہ قاطع وساوس و قاطع ہوا جس آئی ہے،

وبالله التوفیق۔

قوله ایں معجزہ در کایکہ لائق اعتماد باشد الخ۔

اقول: اے کاش آنکہ آفتاب نہ بیند بارے از انکار خامشی گزیند، نہ آنکہ بر سینندگان خرد شد، یاد بر زم آناں نکتہ فروشد کہ سلامت در سکوت ست، و مجازف در انجام مبہوت، مگر تصانیف ائمہ مدوحین اعتماد را نشاید، یاد ر جلوه گاہ مہر و ماہ شمع و چراغی دگر باید۔

قوله اہل سند و اسناد آزا بسند صحیح۔

اقول: ساعتی باش کہ از حال مطالبہ صحت سخن گفتن داریم، و ایں کہ ہم بر صحت سند پائے خامہ شکستہ است، مگر بر شد و ذو علت راہ جرح و قدح بستہ است، ورنہ قید اسناد، علی خلاف المراد، از چہ رو گوارا افتاد۔

قوله در کتب صحاح و سنن کہ مروج است۔

اقول: کاش روزے چند خدمت علماء و مطالعہ کلمات طیبات ایثاں روزی شدے، کہ در مجارئی کلام بہ مدارج مرام تمیز مقام بدست آمدے، مقدمہ ثانیہ تحریر ثانی از دیاد دادہ و برباد رفتہ مبادا و ازاں ہم صریح تر بشنو جلال شان، و رفعت مکان، حضرت امام خاتم الحفاظ سیدنا

وبالله التوفیق۔

قوله یہ معجزہ کسی ایسی کتاب میں جو لائق اعتماد ہو الخ۔

اقول: افسوس! جس کو سورج نظر نہیں آتا وہ انکار سے صبر و خاموشی اختیار کرتا، نہ یہ کہ الٹا دیکھنے والوں پر شور و غل مچاتا یا ان کی بزم میں آکر نکتہ فروشی کرتا کیونکہ خاموشی میں سلامتی ہے اور جھوٹا آخر پریشان و ناکام ہوتا ہے، کیا ائمہ کرام کی تصانیف قابل اعتماد نہیں یا پھر چاند سورج کی جلوه گاہ میں کوئی اور دیے جلانا چاہتے ہو؟

قوله اہل سند و اسناد نے اس کو بسند صحیح الخ۔

اقول: کچھ دیر ٹھہریں کہ مطالبی صحت کے بارے اور صحت سند پر جو قلم کی ٹانگ توڑ دی، کے متعلق ہم بات کریں۔ شاید شد و ذو علت پر جرح و قدح کا راستہ بند ہو چکا ہے ورنہ برخلاف مراد قید اسناد کیسے گوارا ہوئی؟

قوله کتب صحاح و سنن میں جو مروج ہیں الخ۔

اقول: کاش تمہیں چند روز خدمت علماء کا موقع اور ان کے کلمات کا مطالعہ نصیب ہوتا اور ان کے کلام و مقاصد کے موارد و درجات میں تمیز مقام حاصل ہوتی۔ تحریر ثانی کا دوسرا مقدمہ بڑھادیا، برباد نہ ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ صریح سنئے۔ حضرت امام خاتم الحفاظ جلال الملتہ و

الدين قدس سره العزيز کی جلالت شان اور رفعت مقام، خصوصاً فن حدیث میں ایسی واضح ہے کہ ہر صبی و غبی کی بھی جانی پہچانی ہے۔

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے شفاء شریف میں ایک حدیث نقل کی کہ سیدنا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس طرح روتے اور فضائل و خصائص بیان کرتے۔

امام ممدوح المقام (جلال الدین سیوطی) اعلیٰ اللہ درجاتہ فی دار السلام اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: کتب حدیث میں اس حدیث کے بارے میں کوئی نشان نہیں ہے، البتہ صاحب اقتباس نے اور مدخل میں امام ابن الحاج نے اس کو مفصل ذکر فرمایا ہے اور اس قسم کے مقامات میں اس قدر سند کے ساتھ حدیث کافی ہے کہ یہاں حلال و حرام کا مسئلہ نہیں۔

خفاجی اس کو حضرت امام سیوطی سے نقل کر کے مسند قبول و تقریر پر جگہ دیتے ہیں، حیث قال، قال السیوطی فی تخریجہ (جہاں کہ امام سیوطی نے اپنی تخریج میں فرمایا۔ ت): میں نے اس کو کتب حدیث میں سے کسی میں نہ پایا لیکن صاحب اقتباس انوار اور مدخل میں ابن الحاج

جلال الملة والدين سيوطي قدس سره العزيز على الخصوص در فن شريف حديث تابه حدے واضح و جلی ست کہ معلوم ہر صبی، و مفہوم ہر غبی ست۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در شفاء شریف حدیث نقل فرمود کہ سیدنا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چٹاں و چٹاں مے گریست، و از فضائل پاکش کذا و کذا یاد مے کرد^۱۔

امام ممدوح المقام، اعلیٰ اللہ درجاتہ فی دار السلام، در تخریج احادیث فرماید، در کتب حدیث ازین اثر ہیچ اثرے نیست، اما اور صاحب اقتباس الانوار و امام ابن الحاج در مدخل مفصل و مطول آوردہ اند و در ہیچو مقام این قدر بہ سند ست کہ اینجا سخن از حلال و حرام نمیرود۔

علامہ خفاجی ایں معنی را از جناب رفعت قبائش نقل کردہ بمسند قبول و تقریر جائے مے دہد، حیث قال، قال السیوطی فی تخریجہ:

لم اجدہ فی شیء من کتب الاثر لکن صاحب الاقتباس الانوار وابن الحاج

^۱ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى القسم الاول الباب الاول الفصل الرابع دار الكتب العلمية بيروت ۳۶/۱

فی مدخلہ ذکر اہ فی ضمن حدیث طویل و کفی بذلک
سند المثلہ فانہ لیس مباحثہ بالاحکام^۱۔

نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور
ایسے مسائل کے لئے اتنی ہی سند کافی ہے کیونکہ اس کا تعلق
احکام سے ہے۔

عزیز! چشم انصاف از مد تعصب صاف بکشا، و شیوہ ائمہ دین،
پس از تصحیح عقیدت بین کہ دریں چنینی مسالک چگونہ راہ رفتہ
اند، و کد امیں سیر پیش گرفتہ، سپید میگویند کہ ازیں خبر در کتب
الاثرا لا خبر ولا اثر، باز بر مجرد ذکر بعض اعتماد و استناد رواے
دارند، و حدیث راز پایہ تکمیل ساقط نمی پندارند، مگر پایہ نکتہ
دانی، و ترک توانی، و دروغ فلانی، بر تدقیق و تحقیق، و احتیاط
انیق، ایں سادہ کرام، و قادی عظام، نیز چربیدہ است، کہ سخن از
کتب فن دامن پر چیدہ، بر دائرہ تنگ صحاح و سنن مروجہ
محصور و مقصور گردیدہ است فالی اللہ المشتکی ممن یسبح
فلا یسبح و یذی فلا یذی۔

عزیز! مرض تعصب سے تندرست چشم انصاف کھول اور
عقیدہ درست کر کے ائمہ دین کا پاکیزہ شیوہ دیکھ کر ایسے مسالک
میں کس طرح چلتے ہیں اور کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں، واضح
طور پر کہتے کہ اس حدیث کے متعلق کتب حدیث میں نہ کوئی
خبر ہے نہ نشان، پھر صرف بعض کے ذکر کرنے پر اعتماد و
استناد جائز رکھتے ہیں اور حدیث کو پایہ تکمیل سے ساقط گمان
نہیں کرتے، شاید اپنی نکتہ دانی، ہوشیاری و پرہیزگاری کا مقام
ان سادات کرام، قائدین عظام کی تدقیق و تحقیق اور بہترین
احتیاط پر، بڑھا دیا کہ گفتگو نے اپنا دامن تمام کتب فن سے
لپیٹ کر صحاح و سنن مروجہ کے دائرہ تنگ میں بند کر دیا فالی
اللہ المشتکی (تو اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں فریاد ہے۔ ت)

قوله اور جو اہل سیر و مغازی بیان کرتے ہیں اہل

قوله و آنچه اہل سیر و مغازی بیان میکنند۔

اقول: غالباً عزیزوں کے کان ایسی باتوں سے تو آشنا ہوئے مگر
ائمہ عالیشان کے مکالمات اور جوابی کلمات سے کچھ نہ سنا اور
بے راہ گھوڑا دوڑایا،

اقول: ہمارا گوش عزیزاں گاہے بہ امثال ایں سخنان از کلمات
ائمہ والا نشان آشنا شدہ است و از محال محاورہ و مجال مناظرہ

^۱ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض الباب الاول، الفصل السابع، مرکز اہلسنت، برکات رضا گجرات ہند ۲۳۸/۱

کسی دانائینا سے پوچھ، دراصل بات یہ ہے کہ قصہ گو واعظوں اور جاہل مورخوں نے مجمع بڑھانے اور فساد پھیلانے کے لئے اپنی کتابوں میں بے سرو پا حکایات اور فتنہ انگیز افسانے درج کردئے، اصول شکنی اور منقولات کی خلاف ورزی سے کچھ خوف نہ کیا، کبھی اور یا کا افسانہ، زلیخا کی داستان، زہرہ کا قصہ اور شجرہ کا تذکرہ اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ معاذ اللہ عصمت انبیاء کرام و دیگر معصومین کو عیب آلود کرتے ہیں اور کبھی جنگ جمل کا حادثہ، صفین کا واقعہ، صحابہ کرام کا اختلاف اور امہات المؤمنین کا باہمی مکالمہ ایسے طریقہ سے نمایاں کرتے ہیں کہ معاذ اللہ ان نفوس قدسیہ کے مقام واجب الاحترام کی تنقیص کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، اسی وجہ سے ائمہ دین، جن کو اللہ تعالیٰ نے سنن کی حمایت و نگرانی اور فساد و فتن کے مودسرو کو بی کا عظیم منصب عطا فرمایا ہے، مقام تفصیل میں ان ناشائستہ اقوال کا ضعف و عیب ثابت کرتے ہیں اور محل اجمال میں اصول اور منقولات صحیحہ کو مضبوط پکڑنے اور غیر ذمہ دار نکتہ چینیوں کی من گھڑت حکایات حکایات سے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں کہ دع ما یریبک الی ما یریبک (جو تیرے کھٹکے اس کو چھوڑ دے اور جو نہ کھٹکے اس کو اختیار کر لے۔)

اور یہ جو ہم کہتے ہیں بطور نرم روی و ارحام

آناں بوئے نشیندہ بے راہہ اسپ دو انیدن گرفت، از خیر بصیر پرس، محل اس کلام آنست کہ قصاص واعظین، و جہال مورخین، تودہ تو وہ حکایات بے سرو پا، و افسانہائے فتنہ را تکثیراً للساد، یا ترویجاً للفساد، و رکتب خودشان مے آرنده، و از مناقضہ اصول، و معارضہ نقول، باکے ندرند، گا ہے افسانہ اور یا و داستان زلیخا و صہ زہرہ و تذکرہ شجرہ، بہ نمے تقریر کنند و ساحت عصمت حضرات رسالت، و جنود صمدیت، عیاد باللہ آلودہ عیے کند، و گا ہے حادثہ جمل واقعہ صفین، و مشاجرات صحابہ، و محاورات امہات المؤمنین بہ نوعی و انما یند کہ معاذ اللہ بہ تنقیص مقام واجب الاعظام یکے از ناں پہلوزند، آنجا ائمہ دین کہ خدائے ایشاں را بہر حمایت سنن و نکایت فتن بر پا ساختہ است، در مقام تفصیل زبان بہ تضعیف و تزییف آں اقوال سخیف میکشایند، و در محل اجمالی با اعتماد اصول، و صحاح نقول، پیوستن و از خوض خانقاں و کشاکش اس و آں پاک برجستن مے فرمایند، کہ دع ما یریبک الی ما لا یریبک^۱ و اینہا کہ میگویم ہمہر سبیل مدارت

^۱ صحیح البخاری کتاب البیوع باب تفسیر المشبہات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۷۵/۱

عنان، خاموش کرانے کے لئے کافی ہے۔ ورنہ تم اس مسئلہ کے متعلق کیا کہو گے جس کو نہ صرف ایسے لوگ ہی اکیلے بیان کر رہے ہیں بلکہ بہت سے طرق و اسانید سے مروی ہے، کئی اماموں نے تخریج فرمایا ہے اور سلفاً و خلفاً ناقدین فن نے تسلیم کیا ہے اور تصدیق فرمائی ہے اور اس پر نصوص کچیرہ سے واضح اور مضبوط دلیل قائم ہوئی۔

پھر مع ہذا خدا کی پناہ! کہ کتاب مواہب، شفاء، دلائل النبوة، تحقیق الضفرہ، خصائص خیفی، روض سہیلی، خلاصۃ الوفاء، خصائص کبری، سیرت شامی، سیرت حلبی ایسی کتابیں و دیگر تصانیف ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ، اس قسم کی غیر معتبر کتابوں میں شمار ہوں اور محدثین کے نزدیک بے اعتماد و بے اعتبار ہوں۔

ان حضرات (اللہ ان کی کوشش کو سعی مشکور اور جزاء کو جزائے کامل بنائے) نے کیسی عمریں تنقیح و تنقید اور تصحیح و تسوید میں گزار دیں اور کتنی بے شمار راتیں کتب سیرت طیبہ کی تنظیف و ترصیف اور تالیف و تصنیف میں دُودِ چراغ اور خونِ جگر نہ پیا، یہی حضرات گرامی شان ہیں جنہوں نے لاعبرۃ بآمال المؤمنون (مؤمنوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں) کا حکم صادر فرمایا ہے۔

اگر مقصود اطلاق ہے جیسا کہ عزیزوں کا

عزیزاں وار خائے عنان کل میکند ورنہ خود چہ میگوئی از مسئلہ کہ تن تنہا ہمیں قسم مردماں بہ ذکرش انفرادی و از بندہ طرق عدیدہ مروی آمدہ، و چند ائمہ آزرہ تخریج کردہ، ناقدان فن سلفاً و خلفاً نہ کنار سلیمان و آغوش صدق گرفتہ، و دلیل باہزار نصوص متکاثرہ براں قیام پذیرفتہ۔

مع ہذا حاشا کہ امثال مواہب، و کتاب الشفاء، و دلائل النبوة، و تحقیق الضفرہ، و خصائص خیفی، و روض سہیلی، و خلاصۃ الوفاء، و خصائص کبری، و سیرت شامی، و سیرت حلبی و غیرہا کتب ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ در خصائص و فضائل و سیر و شمائل حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ، علیہ تصنیف کردہ اند، در سلک اس چُنیں کتب منخرط، و نزد محدثین از پایہ اعتبار ساقط باشد۔

ایناں کہ خدا سعی اینہا مشکور و جزاء آناں موافق گرداند، چہ عمر ہا کہ در تنقیح و تنقید، و تصحیح و تسوید، بر سر بردہ اند، و چہ شبہا کہ در تنظیف و ترصیف، تالیف و تصنیف، دُودِ چراغ و خونِ جگر نخوردہ، و ہم ایشانند کہ بہ قضیہ لاعبرۃ بآمال المؤمنون لب کشادہ اند۔

اگر مقصود اطلاق است، چنانکہ خاطر

دل اسی کا مشتاق ہے، یارب! پھر تو شانِ امان کی ساری محبت بر باد و ضائع ہو گئی اور یہ تمام جانگداز کوششیں کوئی رنگ لائیں نہ کوئی عزت پاسکیں۔ پھر ان ائمہ کرام کو کیا نظر آیا کہ یہ سارا وقت بے سود ضائع کر دیا اور اس بے فائدہ چیز کو اپنے اوقات کا ثمرہ اور حسنت کا نتیجہ شمار کر بیٹھے۔

در اصل بات یہ ہے کہ جب تو نے رخ محبوب دیکھا ہی نہیں، خوشبوئے حبیب پائی ہی نہیں تو تو حسن محبوب کے متعلق بیہودہ گوئی مت کرو واللہ الہادی لقبح الفساد و قلع الفتن (اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے فتنوں اور فساد کے خاتمہ کی)

قولہ پس اہل علم کے لئے چاہے کہ اس کا ثبوت از روئے سند صحیح الخ۔

اقول: تمہارے سوال کے جواب سے پہلے ہم چند سوال پیش کرتے ہیں، صاحب علم خود جواب دیں۔ "كُتِبَ عَلَيْكُمُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَ" (کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا) اور بے علم اہل علم سے استفادہ کریں "فَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّينِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" (تو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو)

سوال (۱) دو گواہوں کے سامنے زید نے ہندہ

عزیزاں بدان مشتاق ست، یارب، مگر محبت ایناں یکدست بر باد رفتہ باشد، وایں ہمہ کا وکا جانکاہ رنگے ندادہ آہے نہ گرفتہ، علیٰ ہذا ایثاں راچہ روئے نمود کہ باوجودنا بہود و انعدام سودایں ہمہ وقت رائیگاں کردند، و آں حاصل بیحاصل و طائل لا طائل را ثمرہ اوقات، و خنبہ حسنت شمر دند۔

مگر سخن آنست کوچوں روئے سلمے ندیدہ، و بوئے سلمے نشنیدہ، آخر در حسن سلمی چاہے بے جازن واللہ الہادی لقبح الفساد و قلع الفتن۔

قولہ پس ہر کرا از اہل علم ثبوت آں از روئے سند صحیح الخ۔

اقول: پیش از جواب سوال شما چند بجناب شہادہ ارم ہر کہ داند خود بگوید "كُتِبَ عَلَيْكُمُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَ" ^۱ ورنہ از داندگان پر سد کہ "فَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّينِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" ^۲۔

(۱) زید ہندہ را بشادت دو مرد فاسق

^۱ القرآن الکریم ۳/ ۱۸۷

^۲ القرآن الکریم ۱۶/ ۲۳ و ۲۱/ ۷

<p>کے ساتھ نکاح کیا اور صبح خلوت سے پہلے ہی اسکو چھوڑ دیا اور نصف مہر بھی نہیں دینا چاہتا، کہتا ہے کہ میرے نکاح کے لئے گواہ عادل چاہئے۔</p>	<p>بزنی گرفت، صباح نکاح خلوت ناکردہ، ترک زن میگوید، ونیمہ مہر دادن نئے خواہد، کہ نکاح مرا شہود عدول مے بایست۔</p>
<p>(۲) مطلع ابر آلود تھا ایک مرد نے روزہ کے چاند دیکھنے کی گواہی دی، صبح کے وقت زید ہاتھ میں حقہ، منہ میں پان ڈال کر باہر آیا کہ مجھے ایک مرد کی گواہی کافی نہیں دو مردوں کی شہادت چاہے۔</p>	<p>(۲) یوم غنیم مردے بہ رویت ہلال صوم گواہی داد، صبحدم زید قلیان بدست و پان در ودہان بر آمد، کہ مرا لا اقل شہادت دو مرد باید۔</p>
<p>(۳) عمرو نے زید پر کچھ مال کا دعویٰ کر دیا اور دو عادل گواہوں کی شہادت سے ثابت بھی کر دیا مگر زید کہتا ہے جب تک چار گواہ نہ ہوں میں قبول نہیں کرتا۔</p>	<p>(۳) عمرو زید دعوے مالے کرد، وبشادت دو عدل اثبات نمود، زید گوید نپذیرم تا چار گواہ نباشند۔</p>
<p>(۴) گواہوں نے وقف اور نکاح ایسے امور کے متعلق شنید پر گواہی دی، زید کہتا ہے مجھے عینی گواہ چاہے۔</p>	<p>(۴) گواہاں در امثال و نکاح شہادت بر تسامع دادند، زید گفت مرا شہود معائنہ در کارست۔</p>
<p>(۵) زید کا بھائی بکر فوت ہو گیا، اس کی زوجہ مسماۃ نازنین کے بطن سے اس کی ایک لڑکی مسماۃ شیریں تھی، زید شیریں کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ نازنین نے کہا ظالم! خدا سے شرم کر یہ تیری بھتیجی ہے۔ زید کہتا ہے مجھے کیا علم کہ شیریں کا بدن میرے بھائی بکر کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے، آخر دعویٰ کے لئے گواہ لازم ہیں اور یہاں کوئی گواہ نہیں، نازنین نے کہا تیرے بھائی کے بستر پر پیدا ہوئی</p>	<p>(۵) بکر برادر زید مرد، زلش نازنین از و دخترے دارد شیریں، زید مے خواہد کہ شیریں راعروس خانہ خود نماید، نازنین گفت ستمگار! آخر از خدا شرمے کہ برادر زادہ تست، زید مے گوید مرا چه داناند کہ قالب شیریں ہم از نطفہ بکر تخمیر یافته ست، آخر ہر دعویٰ را بینہ لازم، اینجا گواہ کہ بینہ کدام؟ نازنین گفت بر بستر برادرست زانید</p>

<p>ہے الولد للفراش (بچہ فراش کے لئے ہے) اس نے کہا یہ خبر واحد ہے مجھے خبر متواتر چاہیے۔</p>	<p>الولد للفراش گفت آحادم نے شاید، حدیث متواتر باید۔</p>
<p>(۶) سعید نے باجماعت نماز ادا کی مگر زید نے اقتداء نہ کی اور یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا کہ اس امام نے صرف وضو کیا ہے، مجھے وہ امام چاہیے جو ہر حدیث سے غسل کرے۔</p>	<p>(۶) سعید با مردماں نماز میگرد، زید اقتداء ناکردہ برے گردد، کہ او ہمیں تنها وضو کرده است، ومن امامے خواہم کہ از ہر حدیث غسل آرد۔</p>
<p>(۷) مخصوص آیات کے خواص اور خاص سورتوں کے فضائل زید کو احادیث صحیحہ سے سنائے گئے کہ دیکھ یہ کیسا تروتازہ چہستان اور خوبصورت گلستان ہے۔ اس نے کہا ایک کانٹے برابر نہیں جب تک بخاری نہ لائے یا میں نہیں مانتا جب تک میں مسلم میں نہ پڑھ لوں۔</p>	<p>(۷) بر زید از خواص آیات معینہ و فضائل صور مخصوصہ احادیث صحاح خواندند کہ بیس چنناں چنے ست شاداب و گلشنے با آب و تاب گفت بخارے نیر زد تا بخاری نیار دیا مسلم ندانم تادر مسلم نخوانم۔</p>
<p>(۸) بطور حوالہ زید کو سند مالک عن نافع عن ابن عمر سنائی گئی، اس نے کہا میں سند معنعن پر اعتماد نہیں کرتا سند متصل بہ سماع ہونی چاہیے۔</p>	<p>(۸) زید را گفتند مالک عن نافع عن ابن عمر گفت بہ ہیچ نخرم کہ معنعن ست نہ متصل بسماع۔</p>
<p>(۹) زید کہتا ہے کہ فلاں ریاست کے مفتی کو مسائل شرعیہ میں فتویٰ دینے کی کس نے اجازت دی ہے؟ کہا گیا کہ بہت بڑے عالم میں۔ اس نے کہا لوگ ایسی ویسی باتیں کرتے ہیں مگر فقیر نے اس بات کو کسی کتاب میں جو لائق اعتماد ہو اور اہل اسناد نے</p>	<p>(۹) زید گوید مفتی اطراف ریاست فلانی را اجازت مداخلت در معارک شریعت کہ داد، گفتہ شد علمے دارند و خیلے بزرگو ارند، گفت مردماں چنین چنناں گویند، اما فقیر ایں سخن را در کتابے کہ لائق اعتماد باشد و اہل اسناد</p>

^۱ صحیح البخاری کتاب الخصومات باب دعوی الوصی للہیت قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۶، صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۷۰/۱، جامع الترمذی ابواب الرضاع باب الولد للفراش امین کمپنی دہلی ۱۳۸/۱، سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق باب الولد للفراش آفتاب عالم پریس لاہور ۳۱۰/۱

اس کو بہ سند صحیح بیان کیا ہو، نہیں دیکھا اور نہ صحاح و سنن مروجہ میں کسی سے سنا اور جو کچھ تیرھویں صدی کے لوگ صرف زبانی دعوٰی کرتے ہیں، اس کا اعتماد جس طرح اہل حدیث کو ہے معلوم ہی ہے۔

(۱۰) مناقب و فضائل کے متعلق ہزاروں حدیثیں حسن و صالح زید کو سنائی گئیں، وہ شوخ چشم کہتا ہے کہ صحت اسناد کے سوا خطر القتاوہ ہے (یعنی بے سود اور نقصان دہ ہے)

ان دس صورتوں کے بارے میں علمائے کرام (اللہ تعالیٰ ان کی روشن کامیابی سے مدد فرمائے) سے فتویٰ مطلوب کہ ان تمام صورتوں میں زید شرع مطہر کے نزدیک غلطی پر ہے یا نہیں اور اس کے مطالبات و مواخذات بے جا و فضول ہیں یا نہیں؟ بیان فرماؤ! اجرا پاؤ گے۔

فی الحال اگر علمائے کرام کی طرف سے حکم ملے کہ زید زیادتی کرتا ہے، شریعت پر تجاوز کرتا ہے، جواز نکاح کے لئے عدالت شہود ضروری نہیں۔ بادل ہوں تو ایک سے زیادہ گواہ لازم نہیں۔ مالی معاملہ میں دو سے زیادہ گواہوں کا مطالبہ درست نہیں۔ وقف و نکاح میں شہادت عینی کا لزوم بھی نہیں۔ فراش ثبوت نسب کے لئے کافی ہیں، اور حلال و حرام کے لئے آحاد کافی ہیں۔ ہر حدث سے غسل کیوں ضروری ہے؟ صرف صحیحین کی احادیث میں قبول بند نہیں۔ مالک و نافع تدلیس سے بری ہیں لہذا

آں را بہ سند صحیح بیان کردہ باشند، ندیدہ و نہ در صحاح و سنن مروجہ از کسے شنیدہ، و آنچه اہل صدی سیزدہم بمجرد دعوے بر زبان آرند اعتماد آں چنانچہ اہل حدیث راست معلوم۔

(۱۰) از مناقب رجال و فضائل اعمال ہزار ہزار احادیث حسان و صوالح بر زید خواندند شوخ چشم گوید بے صحت اسناد خطر القتاوہ۔

دریں صورت گاہ از حضرات علماء ایدہم اللہ تعالیٰ بالفوز المبین، استفتاء میرود کہ دریں ہر ہمہ صورت زید نزد شرع مطہر برخطوایں چنین مطالبہ و مواخذہ اش محض فضول و بیجاست یا نہ؟ بَیِّنُوا تَوَجُّوْا۔

حالیا اگر از خدمت علماء فرمان رسد کہ زید فضولی میکند، و شرع سے افزاید، نہ جواز نکاح را عدالت شہود در کار، نہ در یوم غیم تعدد نظر، نہ در معاملہ مال بیش از دو گواہ، نہ در وقف و نکاح شہادت نگاہ، فراش مثبت نسب فرزند، و در حلال حرام آحاد بسند، و از ہر حدث غسل چہ ضرور، و قبول در صحیحین غیر محصور، مالک و نافع از تدلیس بری، پس عنعنہ ایشان چوں سماع جلی، حدیث در علم

فلانی نیاید و مناقب و فضائلِ راضحت نیاید یا زید اہ اس چہ ہرچہ
زہ چاگی و جوشِ دیوانگی ست کہ ہر جاخواستنی مے خواہی،
وہر قدرِ مطلوب افزائی اس مطالبہ ہائے از پیش خود
تراشید بات، ز نہار نا پذیر فتنی، و بے چارہ مطالبان از بچشم اتباع
ہوایت غنی۔

تم الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اُن کا اسنادِ معنعن سماعِ جلی کا حکم رکھتا ہے۔ فلاں کے علم ثابت
کرنے کے لئے حدیث نہیں آتی۔ مناقب و فضائل کے لئے
حدیثِ صحیح کا موجود ہونا ضروری نہیں، پس او مردہ دل زید!
یہ کیامفت کا بکواس اور جوشِ جنونی کہ تو ہر جگہ بے ضرورت
دلیل مانگتا ہے یا قدرِ مطلوب سے زیادہ طلب کرتا ہے۔
تیرے یہ تمام مطالبات اپنے ہی من گھڑت اور نامقبول ہیں
اور عجیبِ مطالب تیری خواہشات کے مطابق جواب کی مشقت
برداشت کرنے سے بے نیاز ہے۔ تم الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب

اے عزیز! اب اس جواب سے اپنے سوالوں کا جواب دریافت
کر کہ یہ مطالبات انہی مطالبات کی مثل ہیں اور ہی ناگفتنی باتیں
اور نالائق طلب مطالبہ ایک دن تجھے زید کی جگہ بٹھائے گا۔
میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں، سچ کہنا اور بہانہ نہ بنانا، کیا
تم نے کتابوں میں دیکھا یا علماء سے سنا کہ ایسے وسیع تر
مقامات میں حسن و صالح حدیث بیکار ہے اور صحت کے سوا
کوئی چیز درکار نہیں اور علمائے کرام کے منقولات کا کوئی درجہ و
مقام نہیں؟ اور قبولِ ائمہ کچھ وزن نہیں رکھتا؟ ورنہ غیر لازم
کا الزام اور یقینِ جازم کا رد، کیا مطلب؟ عجیب ذوق ہے کہ سب
کو ٹھکرا دیا۔

(ترجمہ شعر) "اگر تو نہیں جانتا تو یہ ایک مصیبت ہے
اور اگر تو جانتا ہے تو مصیبت بہت بھاری ہے۔"

عزیز! آنگاہ از یں جواب، جوابِ سوال خودت دریاب، کہ
اس طلب عزیزاں نیز بہ ہمیں طلبہ سامندہ و اس ناگفتنی گفتن،
و نا جستنی جستن، روزے بروز زیدت نشاند۔

سخنے پر سمت راست گو بہانہ مگیر تو و خدائے تو در کتب دیدہ یا از
علمائے شنیدہ کہ در ہجو محال و وسیع المجال حسن و صلاح بکار نیاید،
و غیر از صحت چیزے شاید، و نقولِ علمائے پائے ندارد، و قبولِ
ائمہ بارے نیارد، ورنہ الزام غیر لازم، و رد یقینِ جازم، چہ
قیامت ذوق یافتہ کہ سر از ہمہ تافتہ ع

فأن كنت لاتدري فتلك مصيبة

وان كنت تدري فالمصيبة اعظم¹

¹ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل فی تفضیلہ بالمحبة والخلة مرکز اہلسنت ہجرات ہند ۳۲۸/۲

اور یہ ہر گز نہ سمجھیں کہ میں نے اتنی تفصیلی گفتگو اس لئے کی ہے کہ حدیث کو ضعیف جانتا ہوں بلکہ امام حجت سیدنا عبداللہ بن مبارک کی تصانیف سے واقف نہیں ہوں ورنہ اس طرح گمان نہیں کہ مخالف خوش ہو۔

وزنہار رندانی کہ اس بال و پرے کہ مے فشام از انت کہ حدیث راضیہ میدانم بلکہ بر تصانیف امام حجت سیدنا عبداللہ بن مبارک وقوف نیافتہ ام ورنہ گمان نہ آچناں ست کہ مخالف راجائے شادی باشد۔

سیدی حضرت عبداللہ بن مبارک عظیم ترین اماموں اور تبع تابعین سے ہیں، ان کے اکثر مشائخ یہی تابعین و صحابہ ہیں یا تبع اور ان کے کوائف و حالات کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی، اور جس طرح کہ تم خود جانتے ہو اس زمانہ میں عدالت غالب تھی، اسی وجہ سے ان کے استاد سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصل عدالت کے قائل ہیں اور خود ناقدین نے تلقی بالقبول کی ہے اور ان کا یہ تلقی بالقبول کا اقدام پوری دیا ننداری اور کامل انشراح صدر کے ساتھ ہے، اندھی تقلید نہیں ہے۔

سیدی عبداللہ از اعظم ائمہ و تبع تابعین است، غالب مشائخ و رجالش ہمیں تابعین و صحابہ باشند، یا تبع کہ بابائش در خور و آزمودن احوال شاں کرد، و در اں زماں چنانکہ دانی غالب عدالت بود، و لہذا استاذش سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ اصالت عدالت قائل شدہ است، و خود ایں ناقدین کہ تلقی بالقبول کردہ اند مگر بدی بری کہ نا دیدہ راہ رفتہ اند۔

جان برادر! یہ جو تمام کرام بیک زبان نفی ظل کی گواہی دیتے ہیں، اگر ان میں یا ان کے ہمسر ائمہ سے کوئی بات تو اپنے مزعومہ کے مطابق پاتا تو وہ کون سا شور جو برپا نہ کرتا، کلمہ آسمان پر چڑھاتا اور پھولانہ سماتا، ہر ایک کے آگے آہ وزاری کرتا کہ ہائے یہ کیا ظلم ہے، ایسا امام نفی ظل کا قائل نہیں، نہ اس کو قبول کرتا ہے نہ اس کی طرف کان لگاتا ہے لہذا اس وقت ظلم تیری طرف سے ہے، خدارا انصاف کر اور تکبر

جان برادر! تو ایمان تو ایں ہمہ ائمہ اولی الایدی والابصار کہ یک زبان بر نفی ظل گواہی دہند، پناہم بخدائے اگر سخن یکے ازیناں یا امثال ایناں بر طبق مزعوم خودت یا بی چہ غلغلما کہ نکنی و کلمہ بر آسماں افگنی و در خوشیشتن بالی و پیش ہر کسے نالی کہ ہے انچہ ستم ست، اما مے چناں از نفی ظل بر کراں و فلانے تن نمی دہد، و گوش نمی نہد، حالیا کہ ستم از تست خدارا دے نصاف دہ و کلام غرور از سر ہنہ،

کی ٹوپی سر سے اتار، کیوں ان ائمہ کرام کی راہ پر نہیں چلتا اور اتفاق سے دور کیوں بھاگتا ہے حدیث مطلوب ہے تو حاضر، اگر نقول چاہیں تو نقول واضح ہیں، دلیل کی طلب ہے تو دلیل موجود، لیکن اگر نقیض کی خواہش ہے تو وہ معدوم ہے۔ تو اب کون سا پتھر راستہ میں پڑا ہے، کیوں تسلیم کا مقام خالی دیکھتا ہوں، خلاف کا چہرہ خوش، انصاف کا چہرہ شرم و حیاء سے زرد، اور کاغذ کی پیشانی شرمناک باتوں سے سیاہ، خدا کی پناہ! لیکن قادر مطلق جل و علا جس نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نور خاص سے پیدا فرمایا اور خورشید درخشندہ و بدر درخشندہ کو ان کی سرکار کا ادنیٰ گداگر بنایا، کیا وہ یہ نہیں کر سکتا کہ ہمارے سر و جانفزا کو بغیر سایہ کے پرورش فرمائے اور وہ شاخ گل جس کے ہر برگ و برگ پر ہزاروں چمنستان قربان ہوں، پاکیزگی کہ نہر پر گل زمین لطافت سے، ہر قسم کی کثافت سے پاک پیدا ہو۔

اور دورد نازل فرمائے اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر جس قدر آپ کا حسن، جمال، مرتبہ، بزرگی، فیاضی، عطا، عزت، کمال، نعمتیں، نوازش، افعال میں رشد، اعمال میں محنت، اقوال میں سچائی، تمام خصلتوں میں حسن اور عادات میں پسندیدگی ہے، اور ہم پر بھی جو آپ کے نعلین مبارک کو بوسہ دینے والے اور آپ کے دامن کو تھامنے والے ہیں۔ اے معبود، برحق

کہ چرا راہ ایشان نمی سپری، و از اتفاق دامن کشاں میگذری، حدیث خواہی؟ حدیث حاضر، نقول جوئی؟ نقول ظاہر، دلیل طلبی؟ دلیل موجود، نقیض جوئی؟ نقیض مفقود، باز کد امیں سنگ در رہ، و بک در موزه است کہ جائے تسلیم سبزے بینم، و روئے خلاف سرخ، و چہرہ انصاف زرد، و جبین قرطاس زنا گفتنیہ سیاہ، عیاذم بخدائے مگر آنکہ مصطفیٰ را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از نور خودش آفرید، و مہر نیم روز و ماہ نیم ماہ را کینہ گدائے سرکارش گردانید، نتواند کہ سر و جانفزائے مارا بے سایہ پرورد، و شاخ گلے کہ ہزار چمنستان جاں فدائے ہر برگ و برگ او باد، از گل زمین لطافت، بر جو نہار نظافت، پاک از ہمہ کثافت سر بر آورد۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ قد رحسنہ و جہالہ و جاہلہ و جلالہ و جودہ و نوالہ و عزہ و کمالہ و نعمہ و افضالہ و رشدہ فی افعالہ و جہدہ فی اعمالہ و صدقہ فی اقوالہ و حسن جمیع خصالہ و محمودیۃ فعالہ و علینا معشر الملتثمین لنعالہ و المتعلقین بأذیالہ

<p>ہماری دعا کو قبول فرما۔</p> <p>یہ چند سطر تھیں جس طرح خدا نے چاہا، غم و اندوہ کے اجتماع اور امراض و عوارض کے ازدحام کے باوجود دو جلسوں میں تحریر کی گئیں، دل چاہتا ہے کہ زلف سخن دوسری کنگھی سے سنواروں، مگر کیا کروں اس اندھی بستی میں وطن سے دور ہوں، کتابیں پاس نہیں، یہاں سوائے شفاء نسیم الریاض، مطالع المسرات اور بعض کتب فقہ کے کوئی کتاب موجود نہیں، ورنہ آنکھ والے دیکھتے جو دیکھتے۔</p> <p>لیکن اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی کا ارادہ فرمائے اسی قدر سے اس کا سینہ کھول دے، اور اللہ تعالیٰ پر یہ کوئی مشکل نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے یہ آسان ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ یہ نصف جمادی الاخریٰ ۱۲۹۹ھ کو مکمل ہوا۔ (ت)</p>	<p>امین اللہ الحق امین!</p> <p>این ست سطرے چند کہ با عموم غوم، و هجوم هموم، و تراکم امراض و تلاطم اعراض، برنجه که خدائے خواست، در دو جلسه گیسو آراست، من فقیری خواستم کہ زلف سخن راشانه دگر کشم، اما چه کنم کہ دریں کورده از وطن دور، و از کتب مجبور افتاده ام، این جازء شفاء و نسیم الریاض، مطالع المسرت و بعض کتب فقہ ہیچک بد ستم نیست، ورنہ اولی الا نظار دیدندے آنچه دیدندے۔</p> <p>ولکن من یرد اللہ خیرہ یشرح بهذا القدر صدرہ و ما ذلک علی اللہ بعزیز ان ذلک علی اللہ یسیر، ان اللہ علی کل شیء قدیر، و کان ذلک لمنتصف جمادی الاخری عام تسع وتسعين بعد الالف والمائتین۔</p>
---	---

رسالہ

ہدی الحیران فی نفی الفی عن سید الاکوان
ختم ہوا